سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، ہفتہ، 19-21 ستمبر 1991ء

(پنج شنبہ، شنبہ، 10-12 ربیع الاول 1412ھ)

جلد 6۔ شمارہ 1-2

(بشمول شمارہ جات 1 تا 12)

مندرجات

تلاوتِ قرآن پاک اور ترجمہ

پوائنٹ آف آرڈر :

نج کاری کی پالیسی کے خلاف صحافیوں کا پریس گیلری سے نلاستی واک آؤٹ

3 چیئرمینوں کا پینل

قرارداد تعزیت :

4 سید محمد یعقوب شاہ اور چودھری پرویز سلطان کی وفات پر دعائے مغفرت

نوٹس برائے طلبی توجہ :

انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا میں تین طلباء کا قتل

(بارڈ ...)

مسئلہ استحقاق :-

وزیر اعظم کا وزیر اعلیٰ پر ناجائز دباؤ ---------- 23

--اراکین اسمبلی کو گندے انڈوں سے تشبیہ دینا ---------- 26

--وزیر اعظم کی جانب سے پارلیمانی روایات کا مذاق اڑانا ---------- 27

--وزیر اعظم کی طرف سے ارکان اسمبلی کو تحاریک التوائے کار پیش نہ کرنے کا حکم ---------- 27

تحاریک التوائے کار :-

دھان کی فصل پر غیر مؤثر سپرے ---------- 42

--تیل کی قیمت میں کمی کے باوجود ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں کمی نہ کرنا ---------- 46

--رقبہ جات بلند ہونے کی بناء پر کاشت کاروں کو کھیت سیراب کرنے میں مشکلات کا سامنا ---------- 47

مجالسِ قائمہ کی رپورٹیں :-

مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 51

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 51

مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 51

مجلس قائمہ برائے تعمیرات عملی منصوبہ بندی و ماحولیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 52

مسودہ قانون :

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 1991ء ---------- 52

ہفتہ، 21- ستمبر 1991ء

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 55

مسئلہ استحقاق :

معزز اراکین کے خلاف پرچے کے اندراج اور اخراج کے بارے میں حکومت کی غلط بیانی ---------- 56

تحریک التوائے کار :

دھان کی فصل پر غیر مؤثر سپرے (--- جاری) ---------- 60

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

جمعرات' 19۔ستمبر 1991ء

(پنج شنبہ' 10- ربیع الاول 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح دس بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری اطہر غفران نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۚ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

سورۃ المائدہ آیت نمبر 16,15

اے کتاب والو! تمہارے پاس ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ وہ تم پر کتاب کی بہت ساری وہ چیزیں کھولتے ہیں جو تم چھپاتے تھے اور بہت سی چیزوں سے وہ درگزر فرماتے ہیں۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آ گئی ہے جس سے اللہ ہر اس شخص کو جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ سلامتی کی راہ پر لاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے انہیں اندھیروں سے روشنی میں نکالتا ہے۔ اور ان کو سیدھی راہ چلاتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ ○

پوائنٹ آف آرڈر

نج کاری کی پالیسی کے خلاف صحافیوں کا پریس گیلری سے علامتی واک آؤٹ

قائد حزب اختلاف (رانا اکرام ربانی): پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر روزنامہ "امروز" کے جن ملازمین کو نوٹس دیے گئے۔ اس کے خلاف احتجاجاً" پریس گیلری کے صحافی حضرات واک آؤٹ کر گئے ہیں تو میری یہ ایوان سے استدعا ہے کہ ان کے مطالبات کے بارے میں ان سے رابطہ کیا جائے۔ ان کے بغیر...

جناب سپیکر: ذرا اونچی آواز سے فرمایے گا۔

قائد حزب اختلاف: میں نے گزارش کی ہے کہ روزنامہ "امروز" کے ملازمین کے خلاف کارروائی کے طور پر کچھ ساتھیوں کو ملازمت سے نکالنے کے لیے نوٹس دیے گئے ہیں۔ ہمارے کافی صحافی بھائی پریس گیلری میں احتجاجاً" اس امر کے خلاف واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ ہمارے اس سارے نظام کا ایک بڑا اہم حصہ ہیں ایوان کا حصہ ہیں۔ ہاؤس سے چند نمائندگان کو بھیجا جائے تاکہ وہ صورت حال کا پتا کریں۔ ہم جو حزب اختلاف کے اراکین ہیں۔ ہم ان کی حمایت میں اور ان کے ساتھ یک جہتی کے طور پر ایوان سے علامتی واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیکھی: پرائیویٹائزیشن کے نتیجہ میں کچھ کارکنوں کو برخاست کرنے کے لیے روزنامہ "امروز" والوں نے ان کو نوٹس بھی دیے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی جو privatisation کی پالیسی ہے اس کا یہ ایک بنیادی حصہ ہے کہ جو افراد اس ادارے کے ورکرز ہوں گے۔ ان کو برخاست نہیں کیا جائے گا۔ جب کہ اس بارے میں روزنامہ "امروز" والوں نے اس چیز کو ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ تو میرا خیال ہے کہ مرکزی حکومت کو یا جو بھی اس بارے میں اربات اختیار ہیں ان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی جائے کہ ان افراد کو جیسے بنکوں کے بارے میں ہے کہ ورکرز بھی ان بنکوں کو دے دیے گئے ہیں ان کے مستقبل کا لازمی خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر: میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کے بارے میں قائد حزب اختلاف نے

جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے ان کو یہاں موجود ہونا چاہیے تھا تاکہ اس مسئلہ کو resolve کیا جا سکے۔

وزیر قانون: اس کے علاوہ ایک انتہائی ضروری گزارش ہے کہ جناب والا کہ اس سے پہلے کہ ہم کسی side issue پر بات کریں میں جناب کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے اس معزز ایوان کے دو معزز اراکین پیر یعقوب شاہ صاحب جو ہمارے وزیراعلیٰ کے مشیر تھے اور جناب پرویز سلطان صاحب جو ہمارے اس ایوان کے ایک معزز رکن تھے۔ ان کا انتقال ہو گیا ہے اور ہمارے ایک صحافی برادری کے میاں عبدالرشید صاحب کا بھی انتقال ہوا ہے ان تینوں صاحبان کے لیے میں چاہتا ہوں کہ ہم دعائے مغفرت کر لیں اور اس کے بعد کوئی دوسری کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب آپ کی بات بجا ہے۔ لیکن سب سے پہلے پینل آف چیئرمین کا اعلان کرنا ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ پہلے announcement ہو جائے۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ھذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحساب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1- چودھری سکندر حیات ملھی
2- جناب ارشاد حسین سیٹھی
3- میاں منظور احمد موہل
4- رانا ثناء اللہ خان

قرارداد تعزیت

جناب سپیکر: اس کے بعد میں یہ تجویز کروں گا کہ قائد ایوان تشریف فرما ہیں اور چوں کہ

یہ معاملہ ہمارے معزز اراکین کی تعزیت کا جو ہے اس کے متعلق پنجاب اسمبلی کی یہ روایات رہی ہیں اور دیگر پارلیمنٹ کی کہ قائد ایوان خود تعزیت کی قرارداد پیش کرتے ہیں لہٰذا میں ان سے یہ کہوں گا کہ وہ ہمارے دو معزز اراکین جو وفات پا گئے ہیں ان کے بارے میں وہ تحریک پیش فرمائیں۔

سید محمد یعقوب شاہ اور چودھری پرویز سلطان کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب وزیراعلیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر!

آج کے اجلاس میں یہ بات ہمارے لیے نہایت اندوہ ناک ہے کہ میرے لیے اور اس ایوان کے تمام معزز اراکین کے لیے کہ ہمارے دو نہایت قابل احترام اراکین صوبائی اسمبلی محترم سید محمد یعقوب شاہ صاحب جو حکومت کے مشیر وزیراعلیٰ بھی تھے اور چودھری پرویز سلطان صاحب رحلت فرما گئے ہیں اور اسی طرح سے ہماری صحافی برادری کے ایک نہایت ہی بزرگ اور محترم اور یقینی طور پر ایک غیر متنازعہ شخصیت میاں عبدالرشید صاحب جو کہ "نوائے وقت" میں عرصہ دراز سے نور بصیرت کالم کے خالق تھے وہ بھی حال ہی میں ایک اندوہ ناک واقعہ کی صورت میں شہید ہو گئے ہیں۔ سید محمد یعقوب شاہ صاحب بطور ممبر صوبائی اسمبلی بطور مشیر وزیراعلیٰ پنجاب ان کی خدمات اس ایوان میں آئی جے آئی کے لیے ، ان کی جماعت کے لیے اور پاکستان کے لیے بہت محترم تھیں اور اپنے علاقہ میں ان کے اپنے نیاز مندوں کا وسیع حلقہ احباب تھا ان کی رحلت ہمارے لیے ایک بہت بڑا صدمہ ہے۔ محترم پرویز سلطان صاحب جو فیصل آباد سے ہمارے ممبر صوبائی اسمبلی تھے نہایت ہی سنجیدہ قسم کے ہمارے پارلیمنٹیرین تھے ان کو بھی دشمنی کی بنیاد پر بڑی سنگدلی سے ہلاک کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے جیسا کہ میں نے عرض کیا "نوائے وقت" کے کالم نور بصیرت کے کالم نگار میاں عبدالرشید جن کو حال ہی میں ایک حادثہ پیش آیا ہے میری معزز ایوان سے استدعا ہے کہ ہم اپنے ان رفقاء اور میاں عبدالرشید صاحب جیسے دانشور اور ایک محترم صحافی کے لیے اور ان اراکین اسمبلی کے لیے دعائے مغفرت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مرحومین کو کروٹ کروٹ جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف اس تحریک کے بارے میں کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے جو کہ جناب چیف منسٹر نے اس ایوان میں پیش کی ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں بھی اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہوں جو کہ قائد ایوان نے اس موقع پر کیا ہے اس ایوان میں موجود تمام اراکین چاہے ان کا تعلق کسی بھی طرف سے ہو۔ ان کی رحلت اور ان کی جدائی یقیناً" ایک محسوس کی جانے والی بات ہے۔ اور خصوصاً" سید محمد یعقوب شاہ صاحب کے بارے میں تو میں ذاتی طور پر کہنا چاہتا ہوں تاکہ میں اپنا فرض ادا کر سکوں کہ ان کے حسن اخلاق کی غالباً" جو ان کے سیاسی مد مقابل ہوں گے وہ بھی ان کی تعریف کریں گے کہ وہ جب بھی کسی سے ملے تو انہوں نے سلام میں پہل کرنے کی کوشش کی اور بڑی شفقت اور پیار کا ہمیشہ مظاہرہ کیا اور اسی طرح سے پرویز سلطان کے بارے میں بھی میں ایسے ہی جذبات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں وہ بھی ہمارے ساتھ بہت مخلص تھے اور میاں عبدالرشید صاحب کا بھی رویہ قابل تعریف تھا میں ان کی خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں ان کے لیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر: دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس موقع پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ قائد حزب اختلاف نے اس بات کی نشان دہی کی یہ کہ پریس گیلری میں ہمارے دوست صحافی بھی موجود نہیں ہیں اور روزنامہ "امروز" کے ملازمین کی برطرفی کے سلسلہ میں بطور علامتی واک آوٹ کے ہمارے صحافی بھائی تشریف نہیں رکھتے ہیں تو اس سلسلہ میں ملک سلیم اقبال صاحب اس پر کچھ روشنی ڈالنا پسند فرمائیں گے۔

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال): جناب سپیکر! ان کا جو مسئلہ گورنمنٹ کے ساتھ ہے چوں کہ یہ مسئلہ فیڈرل گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے متعلق ہم کوئی ایسی یقین دہانی نہیں کرا سکتے ہیں لیکن میں باہر جا کر صحافی بھائیوں سے اپیل کروں گا کہ وہ تشریف لائیں ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔ حکومت پنجاب کی بھی اور اس ایوان کی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: تو جناب وزیر اطلاعات نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارے صحافی بھائی پریس

گیلری میں تشریف لے آئیں۔ گورنمنٹ پنجاب اور اس ایوان کی ہمدردی ان کے ساتھ ہے اور اجلاس کے بعد آپ ان کے ساتھ مل بیٹھ کر اس مسئلہ پر بات کر لیں گے تو میرا خیال ہے ہمارے صحافی بھائیوں کو پریس گیلری میں آ جانا چاہیے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میری تجویز یہ ہے کہ یہ جا کر ان کو لے آئیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جی بٹ صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

جناب سہیل ضیاء بٹ: جی' میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو ہمارے ساتھی رحلت فرما گئے ہیں ان کے متعلق تو ہم نے اظہار تعزیت کی ہے اور دعائے مغفرت بھی کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو بچ گئے ہیں ان کے لیے بھی ہمیں اپنا رنج و ملال کہنے کا حق ہے۔ (قہقہے)
اور جناب اکرم بٹ صاحب جو کہ زخمی ہسپتال میں ہیں ان کے لیے بھی میں اپنے جذبات رکھتا ہوں اور ان کے دو ساتھی جو ان پر سے قربان ہو گئے ان کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں اور اپنی انتظامیہ کے حوالے سے کہ آج دن تک ان کے متعلق پولیس نے بھی کوئی ملزمان گرفتار نہیں کیے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے خلاف اپنے معزز پریس کے بھائیوں کا رویہ بھی جو انہوں نے ان کے متعلق دکھایا۔ جب کہ وہ خود ہسپتال میں تھا اس پر بھی میں غم اور غصے کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔ یہی میری بات ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی ملک سلیم اقبال!

ملک سلیم اقبال (وزیر اطلاعات و ثقافت): جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا ہوں کہ لطیف مغل صاحب باہر جا کر اپنے صحافی بھائیوں کو لے آئیں۔

جناب سپیکر: جی' مغل صاحب آپ تشریف لے جائیں اور ایوان کے جذبات سے صحافی دوستوں کو آگاہ کریں۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد لطیف مغل ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ از روئے قانون اور آئین

سپیکر اور گورنر کو یہ پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں اسمبلی کا اجلاس بلائیں لیکن اس مرتبہ جس طرح اچانک یہ اجلاس بلایا گیا ہے اور اس کے بعد آج جمعرات ہے اور کل جمعہ چھٹی ہو گی۔ ہفتہ کو پھر اجلاس ہو گا اور اس کے بعد اتوار اور سوموار کو پھر چھٹی ہو گی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کارروائی صرف ایک دن کے لیے چلے گی اور چار دن کارروائی کے دن شمار ہوں گے اور اس کے بعد کارروائی عملی طور پر نہیں ہو گی اور ان تمام معزز ارکان کو گورنمنٹ کے کھاتے سے تنخواہ' الاؤنس دیا جائے گا۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ یہ اجلاس منگل کو بلایا جاتا تاکہ ہم بغیر کسی interruption یا بریک کے یہ کارروائی جاری رکھ سکتے۔ اور بجٹ پر ناروا بوجھ نہ پڑتا؟.....

جناب سپیکر: پریس گیلری کی کیا صورت ہے میں یہ چاہتا ہوں call attention notice پر وزیراعلیٰ صاحب نے جواب دینا ہے اور وہ ایوان میں تشریف رکھتے ہیں تو اس سے پہلے اگر ہمارے صحافی بھائی پریس گیلری میں آ جائیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میں نے اس ایوان میں ایک پوائنٹ پیش کیا تھا اگر اس کا جواب مجھے مل جائے تو آپ کی بڑی عنایت ہو گی۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ اگر یہ اجلاس آج جمعرات کی بجائے منگل کو ہوتا تو یہ چار دن جو ہم بغیر کارروائی کے شمار کر رہے ہیں یہ چار دن بچ جاتے اور کم از کم ہم کوئی کارروائی بھی کر سکتے اور یہاں پر کوئی بزنس ہو سکتا۔

جناب سپیکر: یہ بات تو آپ کو اپنے پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں اٹھانی چاہیے تھی۔ تو proper forum تو وہی تھا آپ کو پارلیمانی پارٹی میں اعتراض اٹھانا تھا کیوں کہ یہ اجلاس سپیکر کال نہیں کرتا۔ اجلاس گورنمنٹ بلاتی ہے۔ سپیکر صرف اس صورت میں اجلاس بلا سکتا ہے جب اس کے پاس ریکوزیشن آئے۔ جی جناب سیٹھی صاحب!

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! جس طرح پوائنٹ آف آرڈر پر ہمارے قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے اور صحافیوں کا معاملہ اس ایوان کے روبرو آیا۔ اسی طرح سے ہمارے اسمبلی کے ملازمین نے آج اپنے بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر یہ ہے کہ ان کا یہ مطالبہ جس کے بارے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہ

صرف یہ کہ یہ استحقاق کا بھی معاملہ ہے اور پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات ہو سکتی ہے اور خصوصی طور پر جب کہ قائدایوان بھی اس ایوان میں موجود ہیں۔ جناب فرید احمد پراچہ نے ملازمین اسمبلی کی رہائش کالونی کے بارے میں ایک قرارداد بھی متفقہ طور پر معزز اراکین نے اس سے اتفاق رائے کیا اور جناب سپیکر آپ کا رویہ خصوصی طور پر اس قدر مخلصانہ اور مشفقانہ تھا کہ آپ نے جذباتی انداز میں ان کے اس مطالبہ پر اپنا اظہار خیال بھی کیا اور اس ایوان میں وعدہ بھی کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان کے اس مطالبے کو جلد take up کرتے ہوئے C.M صاحب اس پر جلد اور موزوں action لیں گے۔ مگر جناب سپیکر یہ انتہائی افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ ہم بہت سے دوسرے لوگوں کی تو بات کرتے ہیں۔ ہم اربوں روپیہ دوسروں پر لٹانے کی تو ذمہ داری لیتے ہیں ہم دوسرے معاملات اور حکومت کے دیگر کاروبار چلانے کی تو ذمہ داری لیتے ہیں۔ مگر ہمارے وہ لوگ جو ہمارے قریب سے خوشبو لیتے ہیں ہماری آواز جو لوگ پہلے سنتے ہیں۔ ان کے معاملات کو اگر ہم اس طریقہ سے نظرانداز کرتے چلے جائیں تو میں نہیں سمجھتا جناب سپیکر کہ یہ ایک ایسا اچھا اقدام نہیں ہے مستحسن فیصلہ نہیں ہے۔ یہ اس قسم کا کوئی اچھا انداز نہیں ہے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم خود بھی اپنے قول و فعل کے اس تضاد سے اپنے گرد و پیش کے جو قریبی لوگ ہیں نہ صرف ان کو مایوس و محروم کر رہے ہیں بلکہ ان کا ایک جائز جو مطالبہ ہے اس کو دبا رہے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ جناب سپیکر اس معاملہ پر آج آپ قائدایوان کی موجودگی میں کوئی فیصلہ کریں تاکہ ان لوگوں کی مایوسی اور محرومی دور ہو سکے۔ شکریہ۔جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی لطیف مغل صاحب!

جناب ایم لطیف مغل: ہم نے پریس والوں سے بات کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم آنے کے لیے تیار ہیں۔ جناب وزیراعلیٰ بیٹھے ہوئے ہیں۔ صرف ہمیں یہ کہہ دیں کہ میں وزیراعظم سے آپ کے حقوق کی بات کروں گا تو اگر وزیراعلیٰ دو لفظ کہہ دیں تو ہم آنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب وزیراعلیٰ: شکریہ۔جناب سپیکر! بلاشبہ صحافت ہماری زندگی کا ایک بہت ہی اہم حصہ ہے اور یہ ایک ایسا شعبہ اور ستون ہے جس کو ایک صحت مند ماحول فراہم کیے بغیر میری

رائے میں جمہوریت کا جو پودا ہے وہ پوری طرح سے پروان نہیں چڑھ سکتا۔ اس سے پہلے بھی روزنامہ "امروز" کے ساتھیوں نے میرے ساتھ رابطہ قائم کیا ہے اور میں نے ان سے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ جناب سپیکر آج سے اس ایوان میں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ میں وفاقی حکومت سے' وفاقی وزیراطلاعات سے اور وزیراعظم صاحب سے بھی پہلی فرصت میں یہ معاملہ take up کروں گا۔ اور ان سے گزارش کروں گا کہ وہ روزنامہ "امروز" کے ہمارے ان صحافی بھائیوں کے بارے میں کوئی احسن اور اچھا فیصلہ فرمائیں جس سے ان کی جائز شکایات کا ازالہ کیا جا سکے (نعرہ ہائے تحسین) انشاء اللہ میں جس بات کا انہوں نے اظہار فرمایا ہے اس کا اقرار کرتا ہوں اور ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان کی گیلری میں تشریف لائیں اور اپنی صحافیانہ رول کو سنبھالیں انشاء اللہ حکومت پنجاب اور میں ان کے اس مؤقف کی بھرپور سفارش وفاقی حکومت سے اور وزیراعظم سے کروں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔وزیراعلیٰ صاحب۔

سینھی صاحب نے اسمبلی کے ملازمین کی رہائش کالونی کے بارے میں بات کی ہے میں انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کے ملازمین کی رہائش کالونی کا مسئلہ چیف منسٹر صاحب کے پاس pending ہے اور میں ذاتی طور پر وزیراعلیٰ صاحب سے رابطہ کر کے اس مسئلے کو ٹیک۔اپ کروں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ حل ہو گا لیکن آپ جو آج کی سیاہ پٹیوں کی بات کر رہے ہیں وہ اسمبلی ملازمین کے اپنے کسی ذاتی معاملے کے سلسلے میں نہیں ہیں وہ ان کا ایک اظہار یک جہتی ہے اور انہوں نے یہ گورنمنٹ ملازمین (کلرکس) جو ہڑتال پر ہیں ان کے ساتھ یہ اظہار کیا ہے۔ میری ان کے ساتھ بات ہوئی ہے اور میں نے ان کو بتایا ہے کہ آپ نہایت اہم' محترم ادارے کے ملازمین ہیں آپ سے سرکاری ملازمین کا مسئلہ مختلف ہے اگر آپ اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں تو وہ ایک الگ انداز میں پیش کیجئے گا۔ تو اب میرے خیال میں کال اٹینشن نوٹس کو لینا چاہیے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر!جس طرح سے آپ نے فرمایا ہے تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اس بارے میں اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ محترم قائدایوان ان کو یقین دہانی بھی کرا دیں۔ صرف دو چار منٹ

دے دیں۔

جناب سپیکر: جناب سیتھی صاحب یہ میرا مسئلہ ہے۔ اسمبلی ملازمین کے حقوق کا custodian میں ہوں۔ یہ معاملہ میں نے وزیراعلیٰ کے ساتھ take up کرنا ہے۔ وہ بلکہ ٹیک اپ ہو چکا ہے اب اس کے ساتھ بات کرنی ہے وہ میں ان سے بات کر لوں گا۔ اب اس ایوان میں اس پر کسی قسم کی سٹیٹمنٹ کی ضرورت اب نہیں ایوان اس پر اپنی رائے کا اظہار کر چکا ہے اپنا فیصلہ دے چکا ہے اب میں جناب وزیراعلیٰ سے بات کروں گا اور یہ مسئلہ resolve ہو جائے گا۔

جی' جناب سید چراغ اکبر شاہ صاحب۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے درست طور پر پوائنٹ آؤٹ کیا پریس اس وقت گیلری میں موجود نہیں ہے اور ان کے پوائنٹ آؤٹ کرنے پر اور وزیراعلیٰ صاحب کی یقین دہانی کے بعد ہمارے صحافی بھائی واپس پریس گیلری میں پہنچ چکے ہیں اور میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب والا! میں بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب والا روزنامہ "امروز" کی پرائیویٹائزیشن کا ایک واقعہ ہے یہاں کے ملازمین بے روزگار ہو گئے ہیں اور اس سلسلے میں پریس نے بھی احتجاج کیا ہے۔ جناب والا یہ تو ہماری قوم کی زندگی کے ہر شعبے میں جس طرح سے پرائیویٹائزیشن کو جس تیزی سے بڑھایا جا رہا ہے۔ قوم کی جو ملکیت ہے۔ املاک ہے اسے بے دردی سے فروخت کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں .....

نوٹس برائے طلبی توجہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت یہ بات متعلقہ نہیں ہے اور یہ پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں ہے۔ آپ اس کو بے شک کسی اور انداز میں ایوان میں لائیے گا اس وقت ہم کال اٹینشن نوٹس کو لے رہے ہیں۔ اس وقت یہ موضوع زیربحث نہیں ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: ٹھیک ہے۔

وزیر جنگلات' ماہی پروری و امور حیوانات (راجہ اشفاق سرور خان: جناب والا! میں ذاتی

وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب مجھے(call attention notice)کال اٹینشن نوٹس کو لے لینے دیں اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔

وزیر جنگلات، ماہی پروری و امور حیوانات: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب کا نوٹس ہے جو پچھلے اجلاس میں انہوں نے پیش کیا تھا۔ اگرچہ رولز کے مطابق آج یہ پورا نہیں اترتا لیکن پچھلے اجلاس میں چونکہ یہ پیش نہیں ہو سکا تھا اور اس پر یہ بات ہوئی تھی کہ اس کو آئندہ لے لیا جائے گا اور دوسرا وزیراعلیٰ خود اس پر جواب دینے کے لیے آمادہ ہیں۔ اس لیے میں رانا ثناء اللہ خان سے کہوں گا کہ وہ اپنا کال اٹینشن نوٹس ایوان میں پیش کریں

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب سپیکر!۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر جناب موبل۔

جناب منظور احمد موبل: جناب والا! جو کال اٹینشن نوٹس کا procedure ہے وہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ یہ گزشتہ اجلاس میں آیا اور آپ نے یہ کہا کہ یہ اس کو اگلے اجلاس میں لیں گے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وزیراعلیٰ صاحب اس کا جواب بھی دینا چاہتے ہیں۔ تو جناب یہ procedure کے مطابق ہونا چاہیے ہر بات کا ایک قانون ہوتا ہے۔ اس کا طریق کار ہوتا ہے۔ اس کو violate کسی حالت میں بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اس میں جو رول 10 ہے وہ میں پڑھ کر سناتا ہوں۔ اس میں یہ ہے

Such question shall not be admissable unless it relates to a definite matter of recent occurrence and public importance

اور کال اٹینشن نوٹس بھی ہم نے اس لیے Provide کیا ہے رولز آف پروسیجر میں تاکہ وہ واقعات جو recent ہوں اور اس کے بغیر گزارہ نہ ہوتا ہو کیوں کہ سوالات late آتے ہیں اس لیے ہم اس کو فوری زیربحث لا سکیں۔ لیکن اگر ہم نے یہ روایت پیدا کر دی کہ کال اٹینشن نوٹس پر بھی دیرینہ واقعات زیربحث لائیں گے تو وہ ایک روایت بن جائے گی میں کہتا ہوں کہ اس کو نہیں لینا چاہیے۔ دوسرا جو پروسیجر ہے وہ یہ کہ

If satisfied the condition mentions in rule 45

رول 45 جو ہے اس میں کافی باتیں ہیں جس سے satisfaction ہوتی ہے لیکن اس کا جو sub section 5 ہے وہ کہتا ہے کہ

relate to a matter which is subjudice call attention notice نہیں ہو سکے گا۔ یہ پرانا معاملہ ہے FIR درج ہو گئی ہے قتل ہو چکا ہے کہ کورٹ نے اپنی jurisdiction assume کر لی ہے اس لیے یہ مسئلہ subjudice ہے اس پر بات ابھی نہیں ہونی چاہیے میری گزارش ہے کہ اگر ہم اس طرح کی غیر قانونی باتیں جو کہ رول آف پروسیجر کے مطابق نہیں ہے ایک دفعہ ہم اگر لے آئے تو یہ پھر precident بن جائے گا۔ میری التجا ہے کہ آپ رولز کو مقدم رکھیں۔

جناب سپیکر: موبل صاحب! شکریہ آپ تشریف رکھیں۔ پنجاب اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق جس میں کال اٹینشن نوٹس کا پروسیجر دیا گیا ہے۔ صفحہ 80 پر اس کا حوالہ دیا ہے میاں منظور احمد موبل نے اس کا سب رول 10 پڑھا ہے۔

It relates to a definite matter of recent and urgent public importance

رول 11 بھی اس کے آگے ساتھ ہی ہے۔

The Speaker may change the day or the time or both for asking a question

پچھلے اجلاس کے موقع پر اس مسئلے کو مؤخر کر دیا گیا تھا کہ آئندہ اجلاس میں اس کو پیش کیا جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب ذاتی طور پر بھی اس بات پر آمادہ ہیں اس لیے میں نے اس کی اجازت دے دی ہے اور رولز کے تحت اجازت دی ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب۔

میاں منظور احمد موبل: جناب والا رول 11 یہاں apply نہیں ہوتا یہ جو آپ نے کہا ہے کہ

The speaker may change a day or the time or both for asking a question

یہ اس اجلاس کے لیے تھا.....

جناب سپیکر: میاں صاحب اس پر میں نے فیصلہ دے دیا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! موبل صاحب جیسے پارلیمنٹیرین آپ کی رولنگ کو چیلنج کر رہے ہیں۔ جب آپ اجازت دے چکے ہیں کہ رانا ثناء اللہ اپنا کال اٹینشن نوٹس پیش کریں.....

جناب سپیکر: نہیں وہ چیلنج نہیں کر رہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! جب آپ اس بات کی اجازت دے چکے ہیں کہ رانا ثناء اللہ اپنی تحریک کو پیش کریں تو پھر یہ رپھڑ ڈالنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر جب تک میاں منظور احمد موبل کو کوئی سرکاری عہدہ نہیں دے دیا جائے گا جب تک نہ آپ کی جان چھوٹے گی۔ اور نہ ہی ہماری جان چھوٹے گی۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اس پوائنٹ آف آرڈر پر میاں منظور احمد موبل صاحب کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں کال اٹینشن نوٹس پیش کروں میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں.....

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ پہلے کال اٹینشن نوٹس پیش کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بہت متعلقہ بات ہے۔

جناب سپیکر: پہلے کال اٹینشن نوٹس کو لے لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ انتہائی اہم بات ہے جناب والا! اس بات پر اعتراض کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کال اٹینشن نوٹس کے بارے میں ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی اس کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ جو کال اٹینشن نوٹس ہے اور اس حوالے سے ابھی بات بھی کی گئی ہے کہ یہ میں نے 19-3-91 کو پیش کیا تھا بھئی یہ جو اب بات کی جا رہی

ہے کہ recent occurrence جب میں نے یہ مسئلہ پیش کیا تھا تو اس وقت یہ recent occurrence تھا۔ جب میں نے یہ معاملہ پیش کیا تھا تو اس وقت یہ subjudice بھی نہیں تھا۔ لیکن اب بات یہ ہے کہ چھ مہینے کے بعد اس کا جواب دیا جا رہا ہے اس میں میرا تو قصور نہیں ہے میں نے تو اسے بالکل well in time پیش کیا تھا۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ اس وقت واقعی اتنی اہمیت کا حامل تھا کہ اسے کال اٹینشن نوٹس کے طور پر لیا جاتا۔ لیکن اب چھ ماہ گزر گئے ہیں۔ اور چھ ماہ گزرنے کے بعد اب اس پیش کیا جانا یا اس کا جواب دیا جانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کیوں کہ چھ ماہ کے عرصہ میں اس واقعہ سے بھی بہت سارے واقعات بہت زیادہ اہمیت رکھنے والے واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ وہ کال اٹینشن نوٹس کے حامل ہیں۔ جناب سپیکر! اس وقت تو میرا یہی سوال بنتا ہے کہ اس فہم و فراست سے عاری، نااہل اور کرپٹ حکومت جو ہے جس کی وجہ سے ملک دن بدن تباہی کا شکار ہوتا جا رہا ہے جناب وزیراعلیٰ اس بات کا جواب دیں کہ یہ لوٹ کھسوٹ کا جو دور ہے۔ یہ کرپشن کا جو دور ہے یہ اس کو کب تک جاری رکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور بطور احتجاج میں اس کال اٹینشن نوٹس کو پیش نہیں کرتا۔ کیوں کہ یہ چھ ماہ قبل پیش کیا گیا تھا۔ اس وقت کا اجلاس کچھ روز جاری رہا اور اس کے بعد ایک مکمل سیشن ہوا اس میں بھی اس کو پیش نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خان صاحب آپ اپنا کال اٹینشن نوٹس پیش کرنا چاہتے ہیں؟

انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا میں تین طلباء کا قتل

خان غلام سرور خان: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ 13 مارچ 1991ء کو ٹیکسلا انجینئرنگ یونیورسٹی میں تین طالب علم قتل کر دیے گئے اور چھ افراد کے خلاف نامزد پرچہ قتل درج ہوا تھا اور ابھی تک پولیس کسی ایک بھی ملزم کو گرفتار نہیں کر سکی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جناب وزیر اعلیٰ۔

جناب وزیر اعلیٰ: شکریہ جناب سپیکر! جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ مارچ 1991ء کو انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا کے تین نوجوان طلباء کو ہلاک کر دیا گیا۔ اور 5 ملزمان کے خلاف قانون کے تحت زیر دفعہ 302 پرچہ درج کیا گیا۔ جیسے کہ سوال ہی میں یہ دیا گیا ہے کہ یہ واقعہ مارچ 1991ء میں رونما ہوا اور اس سلسلہ میں' میں خود ذاتی طور پر جب بھی راولپنڈی گیا ہوں ڈی آئی جی راولپنڈی سے سب سے پہلا میرا سوال یہی رہا ہے کہ ٹیکسلا میں جن تین نوجوانوں کو ہلاک کیا گیا ہے' ان کے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے۔ مجھے ان کی عبوری رپورٹ ملتی رہی۔ جس سے پتا چلا کہ جو ملزمان نامزد ہیں وہ پاکستان سے فرار ہو کر غالباً افغانستان چلے گئے ہیں۔ پولیس نے اس میں کئی متعلقہ احباب سے رابطے بھی کیے' ان سے اس معاملے پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ ملزمان کو واپس لانے کے لیے اپنا اثرورسوخ استعمال کریں لیکن وہ ملزمان گرفتار نہ ہوئے۔ اور بالآخر ان کا مقدمہ چالان کرکے پولیس نے انسداد دہشت گردی سپیشل کورٹ نمبر1 راولپنڈی نامکمل چالان کی صورت میں پیش کر دیا۔ جو کہ زیر سماعت ہے۔ اب تک اس سلسلہ میں 17 گواہان کی گواہیاں ریکارڈ ہو چکی ہیں اور ملزمان کی گرفتاری کی کوشش پوری سنجیدگی سے ہر ممکن جاری ہے۔ اس مقدمہ کی سپیشل کورٹ دہشت گردی میں آئندہ پیشی 23 ستمبر 91ء مقرر ہے۔ لیکن اس عرصہ کے دوران یہ چھ ملزمان نہیں ہیں FIR میں پانچ ملزمان ہیں۔ ان پانچ ملزمان میں ایک ملزم یوسف شاہین جو کہ اس مقدمہ کا نامزد ملزم ہے جلال آباد افغانستان کے بازار پر ہلاک ہو گیا ہے۔ اور اس کی لاش 26 اگست 91ء کو ان کے آبائی گاؤں جڑانوالہ میں لائی گئی۔ اور اس کی شناخت اس کے والدین نے کی۔ بطور ملزم کے بھی اس کی شناخت کی گئی کہ وہ ملزمان میں سے ایک تھا۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سلسلہ میں جیسا کہ ایک بات اصولی طور پر بھی ثابت ہوئی ہے کہ وہ بچہ یا وہ نوجوان افغانستان میں تھا۔ اور وہاں پر اس کی ہلاکت بھی ہوئی ہے۔ صوبائی اور وفاقی ایجنسیوں کو ہم نے اس بارے میں ہدایات دی ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ رکھیں۔ اور میں اپنے معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلہ میں قانون کے مطابق پورا انصاف کیا جائے گا۔ اور اس میں کسی کے ساتھ کسی قسم کی کوئی رو رعایت نہیں کی جائے گی۔ بلکہ میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر اس سلسلہ میں ان کے پاس کچھ معلومات ہوں وہ ملزمان کی

گرفتاری کے لیے ہماری مدد دے سکتے ہیں تو میں اس کا بھی خیر مقدم کروں گا۔ اور اس بارے میں قانون کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہوں گے مجھے امید ہے کہ میرے فاضل بھائی میرے اس نوٹس کے جواب سے مطمئن ہوں گے۔ اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سلسلہ میں حکومت کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں کرے گی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال جناب غلام سرور خان۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! قائد ایوان نے ایک تو اپنے جواب میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ ان پانچ نامزد ملزمان میں ایک ملزم جلال آباد کے کسی محاذ پر ہلاک ہو گیا ہے۔ حقیقت یہ کہ یہ پانچ کے پانچ ملزمان اب بھی لاہور شہر میں موجود ہیں اور ان کی اطلاع متعلقہ پولیس اتھارٹیز کو کئی دفعہ دی گئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا میری اطلاع پر پولیس نے ان ملزمان کی گرفتاری کے لیے جس جگہ انہوں پناہ لے رکھی تھی اس جگہ پر پولیس نے کتنے چھاپے مارے ہیں۔ اس کا جواب دیا جائے ۔جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جناب چیف منسٹر۔

جناب وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! میں فاضل رکن سے استدعا کروں گا کہ اگر واقعی ان کے پاس ایسی معلومات ہیں اور پولیس ان کی معلومات پر ملزمان کو گرفتار کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی ۔ تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر وہ اس سلسلہ میں میرے ساتھ رابطہ کر لیں۔ اور مجھے بتا دیں کہ اس وقت ملزمان پاکستان میں کس جگہ پر ہیں تو میں نہ صرف ان کا شکر گزار ہوں گا بلکہ اس سلسلہ میں فوری انتظام بھی کروں گا۔ یہ بات کہ انہوں نے قبل ازیں پولیس کو اطلاع دی ہے تو میں اس کی تحقیق کروں گا اور متعلقہ احباب سے دریافت کروں گا کہ انہوں نے کیا اقدامات اٹھائے تھے۔

لیکن ایک بات واضح ہے کہ اگر ان میں ایک ملزم افغانستان میں ہلاک ہوا ملے تو امکان یہ ہے کہ شاید باقی ملزمان بھی سرحد پار کر گئے ہوں۔ لیکن ہماری خواہش ہے کہ ہم انہیں پکڑیں۔ میں معزز رکن سے گزارش کروں گا کہ اگر وہ اس سلسلے میں مناسب سمجھیں تو میرے ساتھ ذاتی طور پر رابطہ قائم کریں انشاء اللہ میں اس سلسلے میں ان کے اس اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچنے دوں گا۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! آج اس معزز ایوان میں statement دی جا رہی ہے کہ ان نامزد ملزموں میں سے ایک جلال آباد کے بارڈر پر ہلاک ہوا ہے۔ اس کا بھی حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ جناب والا! وہ ملزم لاہور ہی میں کہیں ڈکیتی کی واردات میں کسی پولیس مقابلے میں ہلاک ہوا تھا۔ اب اسے جلال آباد کا شہری بنا کر یہاں ہیرو کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر ملزمان اب بھی یہاں لاہور شہر میں موجود ہیں۔ جناب وزیر اعلیٰ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ کس جگہ موجود ہیں' اگر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جاتی تو یہ ان کی اپنی مجبوری ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: میرے خیال میں آج ان ہی سے پوچھ گچھ کر لی جائے کہ ملزمان کہاں پر ہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر چیف منسٹر صاحب نے جو statement دی ہے اس کو اس وقت تک قابل یقین سمجھا جائے گا جس وقت تک کوئی معزز رکن اس کی کوئی contradicton میں کوئی ثبوت فراہم نہ کر دے۔

رانا ثناء اللہ خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے۔ جناب قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ ملزمان بارڈر کراس کر کے افغانستان چلے گئے ہیں۔

جناب محمد لطیف مغل (پارلیمانی سیکرٹری): میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس میں اس قسم کا کوئی ضمنی سوال کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ ہے کہ ضمنی سوال کیا جا سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انٹرنیشنل لاز کے مطابق جو ملزمان اس قسم کے heneous offences میں مطلوب ہوں اور بارڈر کراس کر کے کسی دیگر ممالک میں چلے جائیں تو انہیں وہاں سے لانے کے لیے انٹرنیشنل لاز کے مطابق جو تحرک کیا جا سکتا ہے تو کیا حکومت نے اب تک اس سلسلہ میں کوئی کارروائی کی ہے تو کیا قائد ایوان اس کا اظہار کریں گے۔ اگر نہیں کی تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ خان صاحب کی بات درست ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایسے ملزمان جو اسی قسم کے گھناؤنے جرائم میں مطلوب ہوں اور وہ اگر بارڈر کراس کر کے دوسرے ملک چلے جائیں تو انٹرنیشنل لاز کے مطابق

انہیں وہاں سے واپس لانے کے لیے تحرک کیا جا سکتا ہے۔ تو جب وزیر اعلیٰ کی اطلاع یہ ہے کہ وہ ملزمان ملک سے فرار ہو کر جا چکے ہیں تو اس سلسلہ میں ان کو واپس لانے کے لیے انہوں نے کیا تحرک کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی جناب چیف منسٹر!

جناب وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! دو ضمنی سوالات ایک خان غلام سرور خان اور ملک رانا ثناء اللہ خان کی طرف سے آ گئے ہیں۔ غلام سرور خان کے مطابق ہلاک ہونے والا ملزم ملک سے باہر ہلاک نہیں ہوا بلکہ پاکستان میں ہلاک ہوا ہے۔ تو یہ بات بھی ہمارے لیے معاون ثابت ہوسکتی ہے کہ وہ مجھ سے رابطہ کرکے تمام معلومات فراہم کریں۔ اور اگر اس سلسلہ میں ان کے پاس کچھ معلومات یا ثبوت موجود ہیں تو وہ مجھے فراہم کریں میں اس کے لیے انکوائری کرانے کو تیار ہوں۔ دوسری بات رانا ثناء اللہ نے کہی ہے کہ اگر وہ دوسرے ملک چلے گئے ہیں تو ان کی گرفتاری کے لیے اس ملک سے رابطہ کرنا چاہیے۔ رانا صاحب کو اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ ہم افغانستان کی حکومت کو تسلیم ہی نہیں کرتے وہ ایک کٹھ پتلی حکوت ہے اور ہمارے ان کے ساتھ سفارتی تعلقات نہ ہیں۔ اس لیے ان سے رابطہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر: موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! call attention notice کے لیے پندرہ منٹ کا وقت ہوتا ہے۔ پندرہ منٹ گزر چکے ہیں اس لیے میرے خیال میں یہ ضمنی سوالات کی کارروائی بند ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ بھی ہے اس میں بھی 15 منٹ کا ٹائم فکس ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب غلام سرور خان: ٹائم گزر چکا ہے تو دو منٹ کا ٹائم بڑھا لیا جائے۔ ایک ضمنی سوال ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے ابھی فرمایا ہے کہ میرے ساتھ رابطہ کرکے مجھے مطلع کیا جائے۔ تو میں اس سلسلے میں ان کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ سے ملاقات ہمارے لیے مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔ پھر بھی میں وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے جتنی بھی ملاقاتیں ہوئی ہیں جتنے بھی متعلقہ مسئلے ہم نے وزیر اعلیٰ

صاحب کے نوٹس میں دیے ہیں ان مسئلوں میں سے کسی ایک پر بھی کیا کوئی عمل ہوا ہے؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ call attention notice پہ واضح طور پر کہہ چکے ہیں کہ آپ ان کے نوٹس میں لائیں وہ ایکشن کریں گے۔ اور اب اس کا ٹائم ختم ہوتا ہے اس کال اٹینشن نوٹس کو dispose of تصور کیا جائے گا۔

جناب امان اللہ چھینہ:

سید بھی ہو' مرزا بھی ہو' افغان بھی ہو
یوں تو سبھی کچھ ہو' بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

جناب والا! میرے ساتھ بھی یہی مسئلہ ہے' کوئی چٹھہ لکھتا ہے' کوئی چیمہ لکھتا ہے' اخباری رپورٹر بھی صحیح نہیں لکھتے' اگر یہی تقسیم ہے تو پھر چ کا لفظ بھی ا' ب' ت کے قاعدہ میں آتا ہے چھینہ لکھا جائے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ اب پوائنٹ آف آرڈر پر رانا ثناء اللہ خان.....

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ معزز قائد ایوان نے call attention notice کا جواب دیتے ہوئے تقریباً" یہ دس مرتبہ دہرایا ہے کہ اگر آپ کے پاس کوئی معلومات ہیں تو مجھے پہنچا دیں۔ آپ کے پاس معلومات ہیں تو مجھ سے رابطہ کریں۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ اگر وہ اتنے ہی معلومات سے عاری ہیں اور ان کے پاس معلومات کی اتنی ہی کمی ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ استعفیٰ دے دیں۔ ایسے لوگوں کو حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: سوری' یہ نامناسب اور غیر متعلقہ بات ہے۔ اس پوائنٹ آف آرڈر کو میں رول آؤٹ کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: کھڑے ہوئے.....

جناب سپیکر: بٹ صاحب آپ سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! ہمارے وزیر اعلیٰ شفقت والے اور نرم لہجے والے ہیں۔ یہ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ ان کو ملزمان کا پتا ہے اور پھر بھی وہ ان کے خلاف کارروائی نہیں کرنا چاہتے۔ تو ان کو کہیے کہ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اس چیز کو بار بار نہ دھرائیں کہ ان کو ملزمان کا پتا ہے کہ وہ لاہور میں ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: شکریہ۔ بٹ صاحب! اب تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے راجہ اشفاق سرور صاحب ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ایک فاضل ممبر: جناب والا! اگر میرے فاضل دوستوں کو یہ پتا ہے کہ ملزمان کہاں ہیں تو پھر ویسے ان کو بھی تفتیش میں شامل کیا جانا چاہیے۔

جناب غلام سرور خان: چونکہ یہ درست ہے کہ ملزمان کو چھوڑ دیا جاتا ہے ان سے کرائمز کروائے جاتے ہیں اور مدعیوں کو شامل تفتیش کیا جاتا ہے یہ ریت رہی ہے اور آپ اس پر عمل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ اشفاق سرور صاحب۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

راجہ اشفاق سرور: جناب والا! شکریہ۔ آج جس طرح سے "امروز" اخبار کی بات سامنے آئی اور جناب قائد ایوان نے اور قائد حزب اختلاف دونوں نے مل کر ان کی رپورٹ کی تھی اور قائد ایوان نے اس بات کو آگے بڑھایا اور فرمایا کہ میں وزیر اعظم سے بھی اس بارے میں بات کروں گا تو "فرنٹیئر پوسٹ" اخبار نے قرضہ لینے والوں کے نام میں میرا نام بھی شامل کر دیا ہے تو میں یہ توقع کروں گا جس طرح سے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف نے "امروز" اخبار کے حوالے سے ان کی support کی۔ ہمارے لیے بھی یہ اس طرح سے سپورٹ کریں۔ کہ یہ ایسی بے بنیاد خبریں اخبارات میں نہ لگائیں اور ان اخبار کا محاسبہ کریں گے جو اس قسم کی بے بنیاد خبریں لگاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ خبر اخبار نے اپنے طور پر لگائی ہے یا کسی کی statement ہے۔

راجہ اشفاق سرور: یہ جناب کسی کی statement نہ ہے۔ سلمان تاثیر صاحب نے یہ خبر "فرنٹیئر پوسٹ" میں لگوائی ہے۔

جناب سپیکر: تو یہ سلمان تاثیر صاحب کی statement ہوئی اخبار نے اپنے طور پر تو یہ خبر نہیں لگائی۔

راجہ اشفاق سرور: اخبار والے کو جو بھی جا کر کچھ کہہ دے وہ ان کو کنفرم کیے بغیر نہیں

لگانا چاہیے۔ ان کو ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہیے۔

جناب سپیکر: آپ اس کی تردید کرتے ہیں۔

راجہ اشفاق سرور: میں یہی عرض کرتا ہوں کہ میں ایک پائی کا روادار نہیں۔ میں نے ایک روپیہ کا قرضہ نہیں لیا۔

جناب سپیکر: جناب راجہ اشفاق سرور نے کہا ہے کہ انہوں نے کوئی قرضہ حاصل نہیں لیا۔ اور میں "فرنٹیئر پوسٹ" اخبار والوں کے نامہ نگار سے کہوں گا کہ وہ راجہ اشفاق سرور صاحب کی طرف سے اس کی contradiction اسی انداز میں چھاپیں اور دوسرے اخبار والے بھی چھاپیں۔

راجہ اشفاق سرور: اور حضور اس میں انہوں نے جناب سپیکر آپ کا نام بھی دے دیا ہے۔ اور اس کی تردید بھی اسی طرح فرنٹ page پر دو کالم کی خبر چھاپیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیے۔ مجھے راجہ سرور صاحب بتا رہے ہیں کہ اس میں آپ کا نام بھی قرض لینے والوں میں شامل ہے تو میں بھی اپنی طرف سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے ابھی تک کوئی قرض حاصل نہیں کیا۔ اور قرض حاصل کرنا کوئی جرم خطا یا قصور نہیں ہے۔ کاشتکار طبقہ بغیر قرضہ کے حاصل کیے کاشتکاری کر ہی نہیں سکتا۔ کوئی زمیندار یا کاشتکار پنجاب کا اگر بغیر قرضہ حاصل کیے کاشتکاری یا زمینداری کر رہا ہے تو وہ اپنا نام بتا دے۔ قرضہ کے بغیر تو نظام چل ہی نہیں سکتا ہے۔ امریکہ جیسا سرمایہ دار ملک بھی قرضہ لینے پر مجبور ہے۔ بلین بلین قرضہ لیے ہوئے ہیں۔ قرضہ لینا ایسا جرم نہیں ہے۔ لیکن جس آدمی نے میرے حوالے سے یہ خبر لگوائی ہے کہ میں نے یہ قرضہ لیا ہے۔ وہ مجھے یہ قرض دلوا دے میں ان کا مشکور ہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ فرمایئے۔

جناب نور محمد تارڑ: جناب سپیکر! میں آج ہی آپ کو ایک تحریک التوائے کار جو کہ دھان کی فصل پر سپرے سے متعلق ہے جو کہ انتہائی ناقص ہوا ہے۔ کہ چونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں بھی تشریف رکھتے ہیں اور چودھری محمد اقبال وزیر زراعت بھی تشریف رکھتے ہیں تو میری اس تحریک پر آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: تارڑ صاحب! ابھی یہ آپ کی تحریک التوائے کار میرے پاس آئی ہے ابھی ہم تحاریک استحقاق لے رہے ہیں پھر ہم التوائے کار کو take up کریں گے تو اس وقت آپ مجھے

یاد دلایئے گا۔ پریولیج موشن میں ملک اقبال احمد خان لنگڑیال کی تحریک استحقاق نمبر 1 ہے۔ ملک صاحب ارشاد فرمائیں۔ پوائنٹ آف آرڈر ہے جناب ارشاد حسین سیٹھی کا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! گزشتہ اجلاس میں بھی اراکین کی طرف سے اردو حروف تہجی کے لیے کہا گیا کہ اس طرح سے سیٹیں الاٹ کی جائیں۔ جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ اس وقت ہمارے بعض معزز اراکین ڈیل ڈول میں اس قدر ہیں کہ جس طرح چودھری خادم حسین کا۔ جناب سہیل ضیاء بٹ ہیں۔ جناب والا! جب یہ لوگ گزرتے ہیں تو نہ صرف ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان سیٹوں پر کوئی طوفان آ رہا ہے ہمارے تمام کاغذات ان کے گزرنے سے نیچے گرتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ رولز کے مطابق آپ ایسا کر سکتے ہیں اور رولز اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ اگر سپیکر چاہے تو یہ کر سکتا ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم لوگ اس سے بہت تنگ ہوتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ایسے ڈیل ڈول والوں کو اراکین کو اگر فرنٹ سیٹ دے دی جائے تو یہ مناسب بھی ہے اور اس میں کسی قسم کا حرج بھی نہ ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کی یہ تجویز ہے کہ منسٹر صاحبان کو پیچھے بٹھا دیں اور آپ کو آگے لے آئیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! یہ دبلے پتلے منسٹر پیچھے آ جائیں اور ہمارے یہ ڈیل ڈول والے لوگ آگے چلے جائیں تو یہ آپ کے دائرہ اختیار میں یہ چیز ہے اور ہم بھی تنگ ہونے سے بچ جائیں گے۔

جناب سپیکر: میں نے اپنے اختیارات روایات کے مطابق استعمال کرنے ہیں اور روایات یہ ہیں کہ وزراء صاحبان کے لیے پہلی نشستیں مخصوص ہوتی ہیں تو آپ کی seats تبدیل کی جا سکتی ہیں انگریزی حروف تہجی کے مطابق ہم یہ seats الاٹ کرتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کی سیٹوں میں کوئی تبدیلی کی جائے۔ ہم اس کو جلد تبدیل کرنے والے ہیں۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ آپ منسٹر بھی ڈیل ڈول والے لوگوں کو بنائیں اور یہ دبلے پتلے لوگوں کو پیچھے بھیج دیں۔ روایات بھی ختم نہ ہوں آپ کا یہ دستور بھی قائم رہے۔ اور یہ مصیبت بھی ٹل جائے۔ آپ موٹے موٹے منسٹر بنا دیں۔ ہمارے پاس ایسے ایم پی اے بہت ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ملک اقبال احمد خان لنگڑیال۔

وزیراعظم کا وزیراعلیٰ پر ناجائز دباؤ

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیربحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے مسئلہ یہ ہے کہ اس معزز ایوان کے دو معزز اراکین کی تحریک استحقاق پر وزیراعلیٰ نے جن اقدامات کا اعلان کیا۔ اس پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے وزیراعظم میاں نواز شریف نے کہا کہ وزیراعلیٰ سے یہ فیصلہ کرانے کے لیے ناجائز دباؤ ڈالا گیا۔ اور انہیں black mail کیا گیا۔ جب کہ قائدایوان نے اس ایوان میں فیصلہ کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے یہ فیصلے سوچ سمجھ کر کیے ہیں۔ وزیراعلیٰ اپنے حلف کے تحت پابند ہیں کہ وہ انتظامی فیصلے کسی دباؤ کے بغیر کریں۔ وزیراعظم کے تبصرے کے بعد وزیراعلیٰ کی تردید نہ کرنا اعتراف کے برابر ہے۔ انہوں نے دباؤ کے تحت اعلان کر کے اس معزز ایوان کی روایت کی خلاف ورزی کی ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس بات کا حقیقت سے ہرگز تعلق نہیں ہے کہ جناب چیف منسٹر صاحب نے کسی پریشر میں آ کر یہ فیصلہ کیا تھا۔ آپ کو پتا ہے کہ اخبارات میں بعض اوقات خبریں اس طریقہ سے چھپ جاتی ہیں جس سے ان کا مفہوم دونوں طرف سمجھا جا سکتا ہے اور اس تحریک استحقاق پر خاص طور پر جو میرا ٹیکنیکل اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ اس طرح سے میرے معزز بھائی کا استحقاق کس طرح مجروح ہوا ہے اور جناب والا! کی رولنگز اس سلسلے میں موجود ہیں کہ اخباری خبر کو بنیاد بنا کر تحریک استحقاق کے لیے موضوع بحث نہیں بنایا جا سکتا۔ اور ویسے بھی میری فاضل رکن کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ ایک مسئلہ تھا جو کہ بہت عرصہ پہلے بڑے احسن طریقے سے حل ہو چکا ہے اور یہ ایک پرانی بات ہے۔ اب اسے ہاؤس میں اس طریقے سے لا کر میں سمجھتا ہوں کہ ہم ہاؤس کے وقت کا صحیح

مصرف نہیں کر رہے ہیں اور یہ تحریک استحقاق بنتی بھی نہیں ہے۔ اس سے معزز رکن کا ذاتی طور پر استحقاق قطعی طور مجروح نہیں ہوا ہے۔ تو میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہ فرمائیں۔ بصورت دیگر میں جناب والا کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو رول آؤٹ فرمایا جائے۔ کیونکہ اس سے معزز رکن کا استحقاق قطعی طور پر مجروح نہیں ہوا۔ شکریہ۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ بڑا پرانا ہو چکا ہے۔ لیکن اس کا تو ہمیں بھی احساس ہے کہ یہ مسئلہ پرانا ہو گیا ہے لیکن اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ اگر چند مہینوں تک اجلاس نہ بلایا جائے تو یقیناً" یہ سارے مسئلے پرانے ہو جائیں گے۔ اور جتنا ایجنڈا یہ سارا چھ مہینے کے بعد کا ہو گا۔ اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ اس میں گورنر صاحب کا قصور ہے یا قائد ایوان صاحب کا جنہوں نے چھ مہینوں کے بعد اجلاس بلایا۔ یہ جو مسئلہ تھا اس ہاؤس میں اٹھایا گیا اور اس پر پورے ہاؤس میں اتفاق رائے سے فیصلہ ہو گیا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس کے بعد بیان بازی ہوتی رہی مری میں میٹنگز ہوتی رہیں۔ اس معاملے کو اتنا اچھالا گیا اور ارکان اسمبلی کو بھی کہا گیا.....

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس in order نہیں ہے۔ اور میاں منظور احمد موہل صاحب بیوروکریٹس کے ساتھ خوش گپیاں مار رہے ہیں۔ جناب والا! یہ اچھا پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں لیکن خود رولز کی پابندی کرتے نہیں ہیں۔ جناب والا! ہاؤس کو in order کیا جائے۔ تاکہ ملک صاحب ایک اہم تحریک استحقاق جو ہاؤس میں پیش ہو چکی ہے وہ اس پر ملک صاحب اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں اور پھر جناب سپیکر آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں منظور احمد موہل کے لیے یہ پابندی تو نہیں ہے کہ وہ سارا دن اپنی نشست پر بیٹھیں وہ کسی اور سیٹ پر بیٹھ سکتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اس میں کوئی ایسی بات ہوئی ہے جو شاہ صاحب کو ناگوار گزری ہے۔ میرے خیال میں آپ کی ڈیوٹی تو مجھ پر نہیں لگائی گئی۔

جناب سپیکر: موہل صاحب! تشریف رکھیے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں سب سے پہلے وقت پر آ جاتا ہوں اور آخری وقت

پر جاتا ہوں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! ملک صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کر رہے تھے اور ہاؤس in order نہیں تھا۔ ملک صاحب کی تحریک استحقاق نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اس وقت جناب میاں منظور احمد موہل صاحب اسمبلی کے فلور پر بیٹھ کر بیوروکریٹس کے ساتھ خوش گپیاں لگا رہے ہیں۔ یہ اسمبلی کے رولز میں کہاں درج ہے کہ موہل صاحب اسمبلی کے فلور پر بیٹھ کر لابی میں بات چیت کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی ملک صاحب!

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! قائد ایوان صرف آئی جے آئی کے قائد ایوان نہیں بلکہ پورے ایوان کے قائد ہیں تو اس لحاظ سے اگر contradict ان کی بات کو کہیں کیا جاتا ہے یا یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ جناب یہ پریشر سے کیا گیا یا دباؤ ڈالا گیا تو یقیناً یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قائد ایوان اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر سکتے بلکہ ان کو اوپر سے حکم ملتا ہے اور اس حکم کے تابع چلتے ہیں۔ حالانکہ قائد ایوان نے جب یہاں حلف اٹھایا تھا تو حلف میں یہ انہوں نے کہا تھا کہ میں یہاں کسی دباؤ کے تحت کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! ہاؤس in order نہیں ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! اگر اس طرح قائد ایوان کی بات ہو تو پھر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن یہ تو پورے ہاؤس کا مسئلہ ہے۔ یہاں وہ منتخب وزیراعلیٰ ہیں۔ اور اگر ان کی شان میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ پریشر میں آ گئے ہیں۔ ان پر دباؤ ڈالا گیا ہے تو یقیناً" ہر رکن اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

تو جناب سپیکر! اگر ہم اس بات کو لے لیں اور وہ اخبار کی بات کو نہیں مانتے ہیں اور لاءمنسٹر صاحب فرماتے ہیں تو یہ اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ جو آج کے "نوائے وقت" میں خبر چھپی ہے کہ یہاں آئی جے آئی کے ارکان اسمبلی پر پابندی اجازت لیے بغیر بلدیاتی انتخابات لڑنے کے لیے استعفےٰ نہیں دے سکتے تو جناب سپیکر! اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں تو ارکان اسمبلی کسی کے تابع رہ رہے ہیں۔ وہ آزاد نہیں ہیں وہ اپنی مرضی سے کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے ہیں اور اس شخصیت کے دباؤ کے لیے قائد ایوان نے بھی یہ فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس یہ تین چار تحریک استحقاق ہیں جو ایک ہی subject matter پر

ہیں اور یہ اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔ قاضی علی حسن رضا کی طرف سے غلام سرور خان صاحب کی طرف سے' رانا اکرام ربانی خان صاحب اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کی طرف سے یہ چار تحاریک استحقاق ہیں جو مری کی میٹنگ کے بارے میں ہیں ان کو اکٹھے take up کر لیا جائے۔ ملک صاحب پیش کر چکے ہیں۔ قاضی صاحب پیش کر لیں۔ غلام سرور خان صاحب اور باقی حضرات پیش کر لیں۔ چونکہ یہ ایک ہی موضوع کی ہیں اس لیے ان کو اکٹھا take up کر لیا جائے۔ ٹھیک ہے؟

آوازیں: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب! آپ اپنی تحریک استحقاق take up کر لیں

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کی تحریک استحقاق pending رہے گی۔ آپ پھر بات شروع کر لینا۔ آپ کو بات کرنے کی اجازت ہو گی۔ جی قاضی صاحب! آپ پیش فرمائیں۔

اراکین اسمبلی کو گندے انڈوں سے تشبیہ دینا

جناب علی حسن رضا قاضی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "فرنٹیئر پوسٹ" کے لیے اشاعت مورخہ 27-6-94 کے مطابق IJI پارلیمانی گروپ کے اجلاس منعقدہ مری میں جو وزیراعظم پاکستان نے بطور صدر آئی جے آئی کے طلب کیا تھا کے دوران وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک معزز رکن جناب ریاض فتیانہ کی شکایت کرتے ہوئے کہا یہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے اور ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ وزیراعلیٰ کے منع کرنے کے باوجود ایک بل ایوان میں پیش کر دیا جس پر رائے شماری کے دوران گومگو کی کیفیت پیدا ہو گئی اس پر وزیراعظم نے کہا کہ پارٹی کو کچھ نہیں ہو جائے گا اگر 20 یا 25 گندے انڈے باہر پھینک دیے جائیں۔ اس میٹنگ میں پنجاب اسمبلی کے اراکین کے رویہ کی بات کرتے ہوئے ان کو گندے انڈے سے تشبیہ دینا پارلیمانی روایات کی صریحاً خلاف ورزی ہے کسی بھی معزز رکن کو گندے انڈے سے تشبیہ دینا اس معزز ایوان کے وقار

اور احترام کو دانستہ مجروح کرنا ہے۔ اس طرح سے میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: غلام سرور خان صاحب!

وزیراعظم کی جانب سے پارلیمانی روایات کا مذاق اڑانا

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ "فرنٹیر پوسٹ" کی اشاعت مورخہ 21 جون 91ء کے مطابق آئی جے آئی کے اجلاس منعقدہ مری میں جو کہ میاں نواز شریف نے بطور خاص صدر IJI بلایا تھا۔ اور پنجاب کے صوبائی اراکین اسمبلی سے خطاب کیا تھا کے دوران ایم پی اے حضرات اور ٹریفک پولیس کے ASI کے درمیان جھگڑے پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ اور جب متعلقہ رکن صوبائی اسمبلی جناب جلال دین ڈھکو نے وضاحت پیش کی اور تفصیلات بتائیں تو وزیراعظم نے ان کے مؤقف کے بارے میں صاف کہہ دیا کہ یہ جھوٹ ہے اس معزز ایوان میں جب کوئی فاضل رکن بات کرتا ہے تو پارلیمانی روایات کے مطابق یہ باور کیا جاتا ہے کہ وہ سچ بول رہا ہے' لیکن وزیراعظم نے اسے جھوٹ کہہ کر پارلیمانی روایات کا مذاق بھی اڑایا ہے اور معزز ارکان صوبائی اسمبلی کے بارے میں یہ تاثر دیا ہے کہ وہ ایوان میں بھی جھوٹ بولتے ہیں جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر 4 ہے اسے کون پیش کریں گے جی رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

وزیراعظم کی طرف سے ارکان اسمبلی کو تحاریک التوائے کار پیش نہ کرنے کا حکم

رانا ثناء اللہ خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر

بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "فرنٹیئر پوسٹ" کی اشاعت مورخہ 28 جون 1991ء کی ایک خبر کے مطابق آئی جے آئی کے مری میں منعقدہ ایک پارلیمانی پارٹی کے ایک اجلاس میں جو کہ وزیراعظم میاں نواز شریف نے بطور صدر IJI طلب کیا تھا۔ معزز اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کو تحاریک التوائے کار دینے سے منع کیا کہ کسی ایم پی اے کو یہ اجازت نہیں ہو گی کہ وہ تحریک التوائے کار پیش کرے۔ تحریک التوائے کار جب کہ تحریک کے قاعدہ کے متن سے ظاہر ہے اہمیت عامہ سے تعلق رکھتی ہو گی اراکین صوبائی اسمبلی اس معزز ایوان میں عوامی نمائندگی کے لیے آئے ہیں انہیں اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق حق نمائندگی سے روکنے اور عوامی مسائل کو ایوان میں زیر بحث لانے سے روکنے کے لیے میاں نواز شریف کا یہ حکم اپنے عوامی نمائندگان کے حق نمائندگی سے روکنے کے مترادف ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق نمبر 5 بھی اسی سے متعلقہ ہے۔ یہ پانچ اور دس نمبر تحریک استحقاق بھی identical ہے انہیں بھی ساتھ ہی لے لیا جائے یہ دونوں رانا صاحب آپ کی طرف سے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں کچھ بہت فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! جناب لنگڑیال کی تحریک کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ دوسری تحریک جناب علی حسن رضا قاضی کی طرف سے.....

جناب سپیکر: آپ توجہ فرمائیں اور ایوان کا decorum قائم رکھیں۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ چاروں تحاریک inter connected ہیں اور میں ان کا جواب اکٹھے دینا چاہتا ہوں۔ دوسری تحریک قاضی علی حسن رضا کی طرف سے جناب والا IJI کی پارلیمانی کمیٹی کی میٹنگ جناب پرائم منسٹر نے بطور صدر IJI اور بطور صدر پاکستان مسلم لیگ طلب کیا۔ اس میں بہت سے موضوعات بطور صدر انہوں نے بھی اظہار کیا اور ہمارے معزز اراکین اسمبلی نے بھی اظہار خیال کیا اس اجلاس میں موجود نہیں تھا میں حج پر گیا ہوا تھا۔ اس اجلاس میں جو ہمارے رکن موجود تھے۔ ہمارے پارلیمانی سیکرٹری شاہد اکرم بھنڈر بھی اس اجلاس میں موجود ہے انہوں نے مجھے فرمایا ہے کہ وزیراعظم پاکستان نے گندے انڈے کا لفظ

قطعاً" استعمال نہیں کیا۔ اب میں اس کی پرزور الفاظ سے تردید کرتا ہوں۔ یہ الفاظ جناب وزیراعظم پاکستان سے غلط منسوب کیے گئے ایوان کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا۔ پاکستان مسلم لیگ کے صدر پنجاب اور آئی جے آئی کے پریذیڈنٹ کی حیثیت سے' ویسے جناب میں کہتا ہوں کہ بلیک شیپ یا اس قسم کے لفظ عام طور پر ایسے ہوتے ہیں جن کو آپ معنی میں in a literal sense میں نہیں لیتے ہیں بلکہ یہ ایک proverbial قسم کے الفاظ ہوتے ہیں جن کے پارٹی ڈسپلن کے لیے پارٹی کے صدر کی حیثیت سے پارٹی میں ہدایات جاری کرتا جو ہے اس سے ان کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا۔ بات تو وہ اپنی پارٹی کے ممبرز کے ساتھ کر رہے ہیں اور وہ بات جیسا کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ جس کا حقیقت سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اس طریقے سے جناب دوسری تحریک استحقاق جناب غلام سرور خان صاحب کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں.....

جناب علی حسن رضا قاضی: پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر: قاضی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب کی وضاحت کے بعد مجھے یہ احساس ہوا ہے کہ پارلیمانی گروپ میں جن لوگوں کو گندے انڈے کہا گیا اگر انہیں احساس نہیں ہے تو میرا احساس کرنا تو بیکار ہے۔ لہٰذا میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں۔

جناب محمد لطیف مغل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں اپوزیشن کی طرف سے جو یہ لفظ بار بار استعمال کیا جا رہا ہے یہ ہماری توہین ہے۔ کیونکہ ہماری پارلیمانی میٹنگ میں ہمارے وزیراعظم نے کوئی بھی ایسا لفظ استعمال نہیں کیا تھا۔ ہم برداشت کر رہے ہیں لیکن یہ کوئی طریق کار نہیں ہے کہ یہ ہمیں کہیں یہ کس بات پر ان کی تحریک استحقاق ہے اور یہ ہم سے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے وزیراعظم نے ہمیں ایم پی ایز کو گندے انڈے کہا ہے۔ یہ نہ وہاں پر کوئی ایسا لفظ استعمال ہوا ہے اور نہ ہی ہمارا قائد اپنے ایم پی ایز یا ایم این ایز کے بارے میں کر سکتا ہے۔ اور نہ انہوں نے کہا ہے اس طرح کی باتیں جو ہیں وہ بی بی کرتی ہے یا پرائم منسٹر ذوالفقار علی بھٹو کرتا رہا ہے جو ایسے ہتک آمیز الفاظ سے بلاتے ہیں۔ ہمارے قائد نے آج تک ہمیں نہ ایسے لفظوں سے یاد کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ نہ کبھی

ہمارے قائد ایسے لفظوں سے یاد کریں گے انہیں یہ لفظ بند کرنے چاہییں۔

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ اس موضوع پر چاہوں گا کہ یہ اتنی لمبی چوڑی خواہ مخواہ کی تقریر پر جو ہمیں سننے کے لیے مجبور کیا گیا ہے۔ کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر تھا؟

جناب سپیکر: جی یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید چراغ اکبر شاہ: جی میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں اپنے ساتھیوں سے سے یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ قاضی صاحب نے اپنی تحریک واپس لے لی ہے۔

جناب والا! جن لوگوں کے بارے میں وزیراعظم پاکستان نے ایسے الفاظ استعمال کیے اگر انہیں اپنی عزت کا اور بطور ممبر صوبائی اسمبلی اپنے وقار کا خیال نہیں ہے تو ہم نے تو اپنا فرض نبھا دیا ہے کہ اس مسئلے کو ایوان میں پیش کر دیا ہے لیکن اس کے پیش کرنے پر اگر انہیں تکلیف ہے بلکہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں جن الفاظ سے یاد کیا گیا ہے یہ ان کی عزت افزائی کی گئی ہے تو جناب والا! میں اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ وہ اپنی تحریکیں قاضی صاحب کی طرح واپس لے لیں۔

جناب سپیکر: تو یہ آپ سب صاحبان اپنی تحریک استحقاق واپس لے چکے ہیں؟ (قطع کلامیاں) جی آپ فرمایے نا۔ یہ قاضی صاحب نے اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی ہے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر: جی ملک محمد عباس خان کھوکھر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جناب والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح میرے بھائی مغل صاحب نے پہلے گزارش کی ہے میں بھی گزارش یہ کرتا ہوں کہ ایک تو انہوں نے جھوٹی تحریک پیش کی ہے اس پر اب یہ کہتے ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا تو انہوں نے یہ

پیش ہی کیوں کی۔ اب یہ کہتے ہیں کہ جن کا استحقاق مجروح ہوا ہے ان کو یہ پرواہ نہیں ہے تو ہمیں اس بات کی کیا پرواہ ہے۔ اگر ان کا استحقاق مجروح ہوتا تو یہ پیش کر لیتے۔ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہی نہیں ہے تو انہوں نے یہ پیش ہی کیوں کی۔ پھر جھوٹی بات ہے۔ اب یہ تسلیم کریں کہ ہم نے یہ جھوٹ بولا ہے اور ہم نے یہ جھوٹی بات کی ہے۔ ان کے پاس اس بات کی تصدیق ہی نہیں ہے اور نہ یہ وہاں موجود تھے۔ اب یہ اگر اس کو واپس لیتے ہیں تو یہ اس بات کو تسلیم کریں کہ ہم نے یہ جھوٹ بولا ہے اور جھوٹی تحریک واپس لے لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: ہم نے یہ جو تحاریک استحقاق پیش کی ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جو بھی معزز اراکین اس ایوان میں بیٹھے ہیں وہ سب ہمارے بھائی ہیں اس لیے جو واقعہ ڈھکو صاحب کے ساتھ پیش آیا تھا اس میں ہم نے غیر مشروط طور پر ان کا ساتھ دیا تھا اور اس معاملہ میں ہم نے ان کی عزت وقار اور احترام کو ایسے ہی سمجھا جیسا کہ وہ ہمارا اپنا ہو۔ اب بات یہ ہے کہ اگر یہ ہمارے دوست اس بات پر بضد ہیں کہ ان کو گندے انڈے کہنے سے ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا تو ہم اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ گندے انڈے کہنا ان کے فلسفہ کے مطابق ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا لیکن یہ کوئی دیانت مخلص اور اچھے الفاظ سے کسی کو اگر طعنہ دیں تو وہ بھی قابل برداشت ہوتا ہے لیکن اگر ایک چور بھی دوسرے چور کو کہے تو یہ بات ذرا زیب نہیں دیتی اور وہ گلہ بن جاتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح سے ہمارے دوستوں پر پابندیاں لگ رہی ہیں۔ پہلے یہ پابندی کہ آپ نے بات نہیں کرنی اس کے بعد پابندی تھی کہ تحریک نہیں دینی۔ اس کے بعد میری جو تحریک تھی اس میں یہ بات تھی اس میں، میں نے یہ بات کہی کہ تحریک التوائے پیش کرنا گو آپ کا حق ہے لیکن آپ نے نہیں پیش کرنی اور اس کا جو سلسلہ ہے۔ اس کے بعد جو ایک پابندی لگی ہے وہ یہ ہے کہ لیکن آپ نے نہیں پیش کرنی اور اس کا سلسلہ ہے۔ اس کے بعد جو ایک پابندی لگی ہے وہ یہ ہے کہ

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ اپنی تحریک with draw کر چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں اس سٹیٹمنٹ کے ساتھ with draw کرنا چاہتا ہوں کہ کل ایک پابندی لگ گئی ہے کہ یہ اپنی سیٹوں سے استعفیٰ بھی نہیں دے سکتے۔ تو ہمیں تو

اپنے ان بھائیوں پر ترس آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری محمد اعظم چیمہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! مجھے آپ سے استدعا کرنی ہے محترم رانا ثناء اللہ بڑے معزز رکن ہیں۔ اور اللہ کے فضل و کرم سے جب یہ اپنی سیٹ سے اٹھتے ہیں تو اس طرح اٹھتے ہیں جیسے یہ اسمبلی میں نہیں ہوتے اور کم از کم ان کو ایسی بات کرنی چاہیے جس سے ان کی دل آزاری نہ ہو اگر کسی کے لیڈر کے خلاف بات کی جائے تو پھر وہ آسمان سے اترا ہے تو ہر ایک کو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے گھر کو آگ لگ گئی ہے اب یہ ہمارے لیڈر کے خلاف جو بھی جی چاہیے کہہ دیتے ہیں۔ انہوں نے نے اب استحقاق مجروح کیا اور ایک ممبر اسمبلی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ایسی بات کرے اس سے پہلے انہوں نے وزیراعلیٰ کے خلاف بات کی اور ہمارے خلاف بات کی۔ پھر ہم نے وہ بات اس لیے جانے دی کہ یہ سوالات کا وقت ختم ہو رہا تھا۔ اب وہ بار بار بات کر رہے ہیں۔ کیا کسی کو ان کی بات کا جو اب نہیں آتا۔ کیا کوئی لچڑ بات کرنا اصولی بات ہے یہ کوئی آئینی بات ہے کون سے رولز ان کو اجازت دیتے ہیں؟ جناب والا! آپ ہمارے استحقاق کے امین ہیں۔ آپ انہیں ہدایات کریں کہ آئندہ کوئی بھی ممبر اس قسم کی لچڑ زبان یا اس قسم کے لفظ کبھی بھی استعمال نہ کریں.....

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر فاضل ممبر غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں' شاہ صاحب! وہ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ چیمہ صاحب' کیا آپ کی بات ختم ہو گئی؟

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! یہی میں نے استدعا کرنی تھی اور میں جناب والا سے رولنگ چاہوں گا کہ آئندہ ایسے فاضل ممبران کے منہ پر tape لگائی جائے اور ان کو ہدایت فرمائی جائے کہ آئندہ ایسی بات نہ کریں۔

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ قاضی صاحب نے تو اپنی تحریک واپس لے لی ہے لیکن میرے خیال میں جو دوسرے معزز اراکین

ہیں اور جنہوں نے اپنی تحاریک پیش کی ہیں انہوں نے اپنی اپنی تحریک کو واپس نہیں لیا ہے۔ اور جناب والا نے فرمایا ہے کہ رانا صاحب نے اپنی تحریک لے لی ہے لیکن میرے خیال میں رانا صاحب نے اپنی تحریک واپس نہیں لی ہے۔ صرف قاضی صاحب نے واپس لی ہے۔ میں نے تو رانا صاحب کو مشورہ دیا تھا لیکن رانا صاحب نے میرا مشورہ قبول نہیں کیا ہے اور وہ اسے پریس کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: کون پریس کرنا چاہتے ہیں؟

سید چراغ اکبر شاہ: جناب رانا صاحب!

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ کیا وہ اسے واپس نہیں لیتے؟

میرے خیال میں انہوں نے تحریک پیش کی ہے اور وزیر قانون صاحب اس پر بات کر رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! یہ میرے خیال میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: کون سا؟

میاں منظور احمد موہل: یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے اپنی تحریک استحقاق واپس نہیں لی ہے یا لے لی ہے کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ جناب والا! ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ساری کارروائی دیکھ رہے ہیں۔ کسی اور ممبر کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ کھڑا ہو کر کہے کہ یہ کرو یا یہ کر دیا وہ واپس لیں یا واپس نہ لیں۔ جناب والا! میرا تو یہی پوائنٹ ہے کہ یہ قطعاً" پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے۔ یہ درست بات ہے اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! رانا صاحب نے اپنی تحریک واپس نہیں لی ہے اس لیے میرے خیال میں یہ غلط طور پر پوائنٹ آؤٹ ہوتا رہا ہے۔ جناب والا! رانا صاحب نے اپنی تحریک واپس نہیں لی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے کہ اگر آپ کسی ایسے معاملے کی نشاندہی کرنا چاہتے

ہیں .....

میرے خیال میں سید چراغ اکبر نے صحیح نشان دہی کی ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے لیکن اس کو اب آگے بڑھانا چاہیے ملک صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟

ملک محمد عباس خان کھوکھر: جناب والا! میری گزارش ہے کہ ابھی چیمہ صاحب نے جو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ پہلے میں اس پر رولنگ چاہوں گا کہ آئندہ کے لیے اہتمام ہو سکے کہ اس قسم کے جو سلسلے چل رہے ہیں ان کا سدباب ہو سکے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اعظم چیمہ صاحب نے ان تحاریک استحقاق کے سلسلہ میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ یہ ان کا تحاریک استحقاق کے فیصلہ کے وقت میں اس پوائنٹ آف آرڈر پر بھی فیصلہ کر دوں گا۔ اب اس پر رانا ثناء اللہ خان اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ مکمل کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر میں یہ گزارش کر رہا تھا بات آگے بڑھتے چلی جا رہی ہے ہمارے یہ جو احباب ہیں ہمارے دوست ان کو احساس نہیں ہو رہا ہے وزیر قانون نے ایوان میں کھڑے ہو کر کہا ہے کہ چلو اگر گندے انڈے کا لفظ نہیں ہے تو black sheep کا لفظ ہو گا۔ یعنی black sheep کا لفظ انہوں نے ایوان میں کھڑے ہو کر کہا ہے پھر بھی انہیں سمجھ نہیں آ رہا ہے بات یہ ہے کہ یہ تحاریک استحقاق ہم نے اپنے طور پر تو نہیں دی ہے یہی ہمارے بھائی ہیں جو کہ ہمارے پاس آ کر روتے ہیں کہ یہ دیکھیں ہمارے حقوق پر پابندی لگائی جا رہی ہے کہ اور یہ سلسلہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے کہ ایک کے حقوق پر پابندی دوسرے کے پھر تیسرے کے چوتھے پر اور آج تو یہ دوست کہہ رہے تھے کہ ہمیں تو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ جیسے اگر انہوں نے استعفیٰ بھی دینا ہے تو تو پوچھ کر دیں۔ یہ جو سلسلہ بڑھتا جا رہا ہے یہ ہمارے بھائی ہیں اگر ان کا کوئی مقام نہیں تھا اور ہم نے انہیں کسی جھرلو کے ذریعے کامیاب کرایا۔ اس کے بغیر یہ کامیاب نہیں ہو سکتے تھے اس وقت جو دیگر ایم پی اے کے حقوق ہیں وہ انہیں دیں۔ اب جب تک یہ ایوان میں بیٹھے ہیں تو ہماری یہ گزارش ہے کہ کم از کم انہیں ایم پی اے کے rights یا جو استحقاقات ہیں انہیں استعمال کرنے کے اختیارات دیں۔ اس طرح سے ان پر جو پابندیاں ہیں یہ غلط ہیں اس طرح نہیں ہونا چاہیے اس لیے یہ جو تحریک استحقاق ہے وہ منظور کی جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ اب بات بالکل واضح

ہو گئی ہے وزیر قانون نے کہا ہے کہ ہم نے یہ بات نہیں کی ہے۔ میں آج ان باتوں کی تردید کرتا ہوں جب کہ ان باتوں کو چھپے ہوئے تقریباً 2-اڑھائی مہینے ہو گئے ہیں اخبارات میں آئی ہیں سب نے پڑھا سب نے دیکھا اس وقت کسی نے اس کی تردید نہیں کی۔ حکومت کی طرف سے کسی آدمی نے اس کی تردید نہیں کی آج یہ تردید کر رہے ہیں تو یہ بات ہمیں قابل قبول نہیں ہے۔ یہ تحریک استحقاق admit کریں اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔ اس کی پوری طرح سے investigation ہو۔ ٹھیک ہے ہم یہ تو نہیں کہتے کہ اس کا فوری طور پر فیصلہ دے دیں اس کی باقاعدہ تحقیق کریں۔ اگر نہیں ہوئی تو پھر بھی بات درست ہے لیکن انکوائری ہو اور اگر استحقاق کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ باتیں نہیں ہوئی تو ہم بھی پھر اس فیصلہ کو تسلیم کریں گے اور یہ پھر تمام باتیں ان کے لیے بہتر ہوں گی۔ حکومت کے لیے بہتر ہو گی اور وزیر قانون کے لیے بھی یہ بہتر ہو گی۔ اس لیے انہیں چاہیے کہ اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہ کریں۔ اسے ایڈمٹ ہونے دیں اور اس پر جو بھی فیصلہ ہو اسے یہ قبول کریں اور ہم بھی قبول کریں گے۔

جناب سپیکر : ملک اقبال لنگڑیال، خان صاحب' قاضی صاحب اور رانا ثناء اللہ اپنی تحریک استحقاق پیش کر چکے ہیں اور short statement دے چکے ہیں اب غلام سرور خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر یہ تحریک استحقاق اس ایوان میں حکومتی بینچز سے متعلق اراکین کے نزدیک ہو سکتا ہے چند ایک کے لیے یہ ریمارکس قابل برداشت ہوں لیکن جناب والا یہ تحریک استحقاق بڑی اہمیت کی حامل ہے اس لحاظ سے ہے کہ ایک ایسا واقعہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے جو کہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں کبھی نہیں ہوا۔ اس واقعہ کو پیش کرنے کے بعد حزب اقتدار کی طرح حزب اقتدار کے اراکین نے اسے اپنی تضحیک سمجھتے ہیں۔ حزب اختلاف والوں نے ان سے اختلاف رکھنے کے باوجود حزب اقتدار سے اظہار یک جہتی کے لیے ایک فیصلہ کیا۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ بڑے بڑے سینئر پارلیمنٹیرین کارروائی ڈالنے کے لیے ہو سکتا ہے کہ میرے اس جملے پر کسی کو اعتراض ہو مجھے توقع تھی کہ سینئر پارلیمنٹیرین حضرات اس بارے میں کوئی positive تجویز دیں گے۔ پھر ایک واقعہ ہوا جس کی مثال نہیں تھی۔ اس کے سدباب کے لیے پنجاب اسمبلی نے ایک فیصلہ لیا جس کی مثال نہیں تھی اور اس کے بعد

قائد ایوان نے کچھ فیصلوں کا اس ایوان میں اعلان کیا کہ جس کی مثال پہلے کبھی نہیں تھی اس سارے تناظر میں ارباب اقتدار کی طرح حزب اختلاف کے اراکین بھی اس طرح ملوث ہیں۔ اس طرح متعلقہ ہیں سارے مسئلہ سے جس issue کے لیے مری کی میٹنگ ہوئی تھی۔ ان کے نہ کہنے، نہ ماننے کے بعد یہ میٹنگ ہوئی تھی اور یہ سارا کچھ وہاں پر ہوا تھا جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہے معزز اراکین اسمبلی سے کہ صرف اور صرف پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین بن کر ان تحاریک استحقاق کے بارے میں اپنے رائے کا اظہار کریں کیونکہ اس سے اس ایوان کا جو تاثر باہر پیدا ہو گا کوئی مانے یا نہ مانے اس کا مطلب اس ایوان میں جو کچھ کیا گیا وہ واقعی غلط تھا۔ جناب والا! آپ ان کو یہ احساس دلائیں کہ ہم نے بھی اپنے عوام کے پاس جانا ہے ہم نے عوام کو لے کر چلنا ہے ہمیں اس کے لیے نہ کہیں۔ ہم نے اس کے لیے منتخب ہونے کی بہت جدوجہد کی تھی اور اس غلط کارروائی میں ہم اس کے حصہ دار نہیں ہیں۔ ہم تو لوگوں کو بڑی مشکل سے مطمئن کرتے رہے کہ ہم نے اپنے استحقاق کی خاطر اس تحاریک استحقاق کا ساتھ دیا تھا میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں موقع دیا۔

میری آپ سے استدعا ہے کہ اس تحریک کو اس تناظر میں دیکھیں کہ اس سے پنجاب اسمبلی کے اراکین کا استحقاق مجروح ہونے کی بجائے مزید مضبوط ہو۔ اگر ہم اس ایک ایس آئی کے خلاف بات نہیں کر سکتے ان اراکین کا صرف یہ قصور تھا کہ انہوں نے ایک اسے ایس آئی کے خلاف اپنا استحقاق بچایا۔ اس ایوان کے کسی رکن کے خلاف کوئی بھی انسان بات کرے تو اس کو اسی انداز سے لینا چاہیے جس سے ثابت ہو کہ یہ ایوان اپنے استحقاق کا خیال رکھتا ہے اور چاہے وہ تحریک کسی کونے سے آئے پورا ایوان اس کا دفاع کرے گا۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب اعظم چیمہ نے ایک نہایت ہی غلط پوائنٹ آف آرڈر اس ایوان میں پیش کیا اور محترم رانا صاحب نے یہ اپنا وتیرہ بنا لیا ہے کہ وہ ایک غیر اخلاقی اور بلا سوچے سمجھے ایوان کے اندر اس قسم کی بات کر دیتے ہیں کہ جس سے اس ایوان کا وقار اور اس کی عزت پر داغ آتا ہے۔ ابھی ہم نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر یا تحریک استحقاق کی شارٹ سٹیٹمنٹ میں حقوق زوجیت کا ذکر کیا وہ یہ بھول گئے کہ یہاں پر خواتین ارکان بھی بیٹھی تھیں۔ اس کے بعد وہ اس ایوان سے تشریف لے گئیں تو

جناب اگر انہوں نے یہ بات کر ہی دی ہے تو ہماری حکومت تو وہ حکومت ہے کہ جس نے سلاخ کے پیچھے اس کو عزت دی ہے تو انہیں سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے۔ میں جناب کی اجازت سے محترم لیڈر حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے اراکین کو تنبیہہ کریں کہ وہ غیر اخلاقی اور ایسی گفتگو سے پرہیز فرمائیں۔ مہربانی۔

جناب سپیکر: ____ جی حاجی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ایک معزز رکن: یہ میرے معزز رکن نے کہا ہے کہ لاء منسٹر نے گندے انڈے کا لفظ استعمال کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں غلط فہمی ہوئی ہے اور منسٹر صاحب نے نہ ایسے الفاظ کہے ہیں اور نہ ہی انہیں کہنے کی ضرورت ہے کیوں کہ 1991ء کے الیکشن میں گندے انڈے تو عوام نے انہیں ہی مارے تھے اور دوسری بات جو انہوں نے جمہوریت والی بات کی ہے 1977ء میں جو ان کے لیڈر نے جمہوریت پھیرا تھا۔ اس کو بھی عوام نے اسی وقت کیفر کردار تک پہنچا دیا تھا اب کیا جمہوریت پھیریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: سردار صاحب! اس پر آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے۔ لاء منسٹر صاحب ان تحاریک استحقاق پر اپنے نقطۂ نظر سے اس ایوان کو آگاہ کریں کہ اور اس کے بعد پھر میں اس پر اپنی رولنگ دوں گا۔ سردار صاحب اس پر آپ ارشاد فرمائیں۔ وزیر قانون صاحب ان تحاریک استحقاق پر جواب دیں گے اور میں ان پر اپنا فیصلہ دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! محرکین سے اتنی التماس ہے کہ محرکین میں سے کوئی بھی وہاں پر موجود نہیں تھا۔ ان کی جو تحاریک استحقاق ہیں وہ سنی سنائی باتوں یا اخباری خبروں پر مبنی ہیں ہمارے معزز اراکین اس میٹنگ میں موجود تھے جو گزارشات میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ اب یہ ایک انتہائی عجیب بات ہے کہ ایک اپوزیشن کے بھائی جناب چراغ اکبر صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ پوری تقریر کرتے ہیں اور پھر جوش خطابت میں وہ سب کے behalf پر تحریک استحقاق with draw کر لیتے ہیں۔ کہ ان کو جی اپنی عزت کا احساس نہیں ہے تو ہم with draw کرتے ہیں پھر تھوڑی دیر بعد ایک اور صاحب تقریر شروع کر دیتے ہیں کہ انہوں نے ہماری بات نہیں مانی۔ جناب ان کی تحریک استحقاق بھی نہیں

تھی۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بات درست نہیں ہے اس کے لیے ایک طریقہ کار ہے اس کے مطابق ہی ہمیں چلنا چاہیے.....

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ ان کی تقریر کے دوران خلل نہ ڈالیں ان کو پہلے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ آپ پہلے بھی بات کر چکے ہیں بلکہ کئی مرتبہ فرما چکے ہیں۔ اب وزیر قانون صاحب کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں مناسب یہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری گزارش ہے کہ ان میں سے کسی بھی معزز رکن کا ذاتی حیثیت میں ان باتوں کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے آئی جے آئی کے پنجاب اسمبلی کے معزز اراکین اس میٹنگ میں موجود تھے۔ میں نے آپ سے عرض کیا ہے میں وہاں پر موجود نہیں تھا اس کا پہلے بھی میں نے تسلیم کیا ہے---- میں نے اپنے دوستوں سے اس کی تصدیق کی ہے اور باقاعدہ ان دوستوں کا نام لے کے اس معزز ایوان میں اپنی وضاحت پیش کی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جلال دین ڈھکو صاحب اور ریاض خیانہ صاحب کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے وہ سارے اس معزز ہاؤس کے رکن ہیں۔ ان کے استحقاق کے یہ کیسے کسٹوڈین اور ٹھیکیدار بن گئے۔ ان کا اگر استحقاق مجروح ہوا ہے تو وہ اپنے استحقاق کا تحفظ کرنا بڑے اچھے طریقے سے جانتے ہیں۔ پارٹی میٹنگ کا ہونا جمہوری عمل کا حصہ ہے۔ آئی جے آئی کے صدر کا اپنی پارٹی سے معزز اراکین کو مری میں بلانا جمہوری عمل کا حصہ ہے سو وہاں تقاریر کرنا یا پارٹی ڈسپلن کا تقاضا کرنا یہ سب جمہوری عمل کا ایک حصہ ہے۔ اس سے ان کو کیا اعتراض ہے یہ اپنے گھر کا مسئلہ ہے۔ اس سے ان کو کیا تکلیف ہو گئی۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش پیش کرتا ہوں کہ کسی لحاظ سے بھی ان معزز اراکین جو کہ محرکین ہیں ایک تو وہ اس میٹنگ میں موجود نہیں تھے۔ ان کی بات سنی سنائی بات پر مبنی ہے۔ اور اخباری خبروں پر مبنی ہے۔ میں نے جو جواب دیا ہے وہ ان اراکین کے حوالے سے دیا ہے جو وہاں موجود تھے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے۔ ان میں سے کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ ان گزارشات کے ساتھ میں جناب والا کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان تحاریک استحقاق کو

خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی غلام سرور خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں میری بھی ایک تحریک استحقاق تھی۔ اور آپ نے مجھے اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت نہیں دی۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح انہوں نے پہلی تحاریک استحقاق کے معاملہ میں فرمایا ہے کہ اس قسم کی کوئی بھی بات مری کے اجلاس میں نہیں ہوئی ہے اور یہ مختلف اخبارات نے غلط رپورٹنگ کی ہے۔ میں ایسی تمام خبروں کی تردید کرتا ہوں جو پوائنٹ میں نے اٹھایا ہے کہ وہاں وزیراعظم نے لوگوں کو ڈانٹا ہے یا اپنی پارٹی کے اراکین کو گندے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔ اگر ان تمام باتوں کی جناب وزیر قانون تردید کرتے ہیں تو میں اپنی تحریک استحقاق کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ تردید کر چکے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: کیا اس بات کی بھی وہ تردید کرتے ہیں جو میں نے اپنی تحریک استحقاق میں دی ہیں کہ جلال دین ڈھکو صاحب سے جو زیادتی ہوئی تھی اور جلال دین ڈھکو صاحب نے اٹھ کر بات کرنے کی کوشش کی تھی اور اس پر وزیر اعظم نے فرمایا تھا کہ تم جو بھی کہتے ہو غلط کہتے ہو' یہ بس جھوٹ ہے اور یہ بات کہہ کر انہیں خاموش کیا گیا تھا۔ اگر یہ اس بات کی تردید کرتے ہیں تو میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے شارٹ سٹیٹمنٹ دے دی ہے اور اس میں لاء منسٹر نے اپنا نقطہ نظر بیان کر دیا ہے۔ اب میرے خیال میں اس پہ مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ چاروں تحاریک استحقاق ملک اقبال احمد خان لنگڑیال' علی حسن رضا قاضی صاحب' جناب غلام سرور خان اور چوتھی جناب رانا اکرام ربانی صاحب اور رانا ثناء اللہ خان صاحب اور جناب علی حسن رضا قاضی کی طرف سے ہے۔ یہ چاروں تحاریک استحقاق اسلامی جمہوری اتحاد کی مری میں پارٹی میٹنگ کے حوالے سے ہیں۔ اس سلسلہ میں لاء منسٹر صاحب نے اپنی پوزیشن کی وضاحت کی ہے' چاروں معزز اراکین اسمبلی نے اپنی شارٹ

statements دی ہیں۔ اور اس پر یعنی ان تحاریک استحقاق پر میرا فیصلہ یہ ہے کہ

The matter which has been agitated in the house in the form of privilege motion is not a matter which relates to a privilege granted by the constitution any law or rule made under any law. A mere statemenet appearing in the press will not call of the Assembly. What ever intervention has been said outside. The house can not form basis of the privilege motion. The Assembly is concerned only what has been said inside the Assembly.

تو technically میں ان تحاریک استحقاق کو rule out کرتا ہوں۔

تحریک التوائے کار

اور اب ہم تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں۔ ان تحاریک التوائے کار میں ایک تحریک نور محمد تارڑ صاحب نے دی ہے۔ اور یہ چاہتے ہیں لاء منسٹر صاحب کہ اس کو out of turn ٹیک اپ کریں یہ تحریک التوائے کار اس list میں نہیں آئی ہے۔ یہ انہوں نے مجھے دستی بھجوائی ہے۔ یہ گوجرانوالہ کے علاقہ میں یعنی گوجرانوالہ ڈویژن میں حافظ آباد میں دھان کی فصل پر spray کے متعلق ہے۔ اور اس سلسلہ میں ان کا یہ فرمان ہے کہ یہ بہت زیادہ damage فصل کا ہو گیا ہے۔ باسمتی کا' اور یہ کہتے ہیں کہ لوگوں میں بہت زیادہ پریشانی پیدا ہو گئی ہے اس سلسلہ میں یہ اس کو agitate کرنا چاہتے ہیں اور وزیر زراعت صاحب کا بھی خیال ہے کہ اس کو out of turn ابھی take up کیا جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا! اگر ان کا خیال ہے تو ٹیک اپ کروا لیں' مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ایوان کی رائے بھی معلوم کر لی جائے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! اس میں میری طرف سے یہ ترمیم کر دی جائے کہ اس میں ضلع گوجرانوالہ' سیالکوٹ' اور شیخوپورہ کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: صحیح ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر جناب نور محمد تارڑ صاحب نے یہ درخواست کی ہے کہ

یہ تحریک التوائے کار بغیر باری کے ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ آپ اس کے بعد اپ نے متعلقہ وزیر صاحب سے جب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اسے بغیر باری کے لیا جائے۔ جب متعلقہ وزیر صاحب نے اپنی آمادگی ظاہر کر دی ہے تو میرا خیال ہے کہ اب اسے لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس میں مسئلہ یہ ہے کہ کسی تحریک التوائے کار کو بغیر باری کے پیش کرنے کے لیے ایوان کی رائے کی ضرورت ہوتی ہے صرف وزیر متعلقہ کی رائے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میں متعلقہ وزیر سے بات کرتا ہوں کہ چونکہ انہوں نے جواب دینا ہے اور ابھی شاید ان کو حقائق کا علم نہ ہو اور جواب دینے کی پوزیشن میں نہ ہوں تو ان کی رائے حاصل کرنا ضروری ہے۔ اس لیے میں نے چودھری محمد اقبال صاحب سے دریافت کیا تھا۔

وزیر زراعت: جناب والا! اگر مسئلہ صرف تارڑ صاحب کا ہوتا تو اس میں مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ چونکہ دوستوں کا خیال ہے کہ یہ مسئلہ پورے پنجاب کا ہے' اس میں تین چار باقی کے اضلاع بھی شامل ہیں۔ جناب والا! آپ اس کے لیے وقت اور دن مقرر کریں تو پھر میں بھی اس کے لیے تیار ہو کے آ جاؤں گا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ تارڑ صاحب اس کو پیش کر لیں لیکن بحث کے لیے اسے مؤخر کر دیتے ہیں۔ میں تارڑ صاحب کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

چودھری نور محمد تارڑ: مہربانی۔جناب والا!

چودھری محمد فاروق: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کو تحریک التوائے کار پیش کرنے پر کوئی اعتراض ہے؟

چودھری محمد فاروق: مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو پھر انہیں پیش کرنے دیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! مجھے اعتراض یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار پیش کرنے کے لیے بھی اجازت مانگی گئی۔ اور ابھی آپ محرک کو فرما رہے ہیں کہ آپ تحریک پیش کریں اس دوران ایک معزز مشیر صاحب چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب نے کہا کہ اس تحریک میں یہ ترمیم کر لی جائے۔ اور انہوں نے ترمیم دے بھی دی ہے۔ جناب سپیکر! میں یہی بات کہنا چاہتا

ہوں کہ یہ رولز کے مطابق نہیں ہے۔ یہ تحریک ایوان میں ابھی پیش نہیں ہوئی تو کوئی مشیر یا کوئی معزز ممبر اس میں اپنی ترمیم نہیں دے سکتا۔ اور ان کے اس ترمیم دینے پر آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔ تو یہاں یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب تک تحریک پیش نہ ہو جائے اس وقت تک اس میں کوئی ترمیم نہیں دی جا سکتیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب' فنی طور پر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ اور تحریک التوائے کار میں ویسے ہی ترمیم نہیں آ سکتی۔ یہ بات آپ کی جائز ہے۔ نہ کوئی تحریک پیش ہونے سے پہلے اس میں ترمیم accept ہو سکتی ہے اور نہ تحریک التوائے کار میں ویسے ترمیم کی اجازت ہے تو اس میں تارڑ صاحب میں یہ کہوں گا کہ کچھ دوستوں کا خیال ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو آنا چاہیے لیکن اس میں order please. order please

ان کی رائے یہ کہ اس میں آپ کو تحصیل حافظ آباد کی بجائے سارے گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ کو شیخوپورہ ڈسٹرکٹ کو اور سارے وہ علاقہ جات جن میں چاول کی کاشت ہوتی ہے اور اس میں spray نہیں ہوا۔ ان کو آپ اس میں شامل کر لیں۔

جناب نور محمد تارڑ: یہ spray جناب والا! 23/24 تاریخ کو ختم ہو جائے گا۔ تو یہ جو اہم مسئلہ ہے وہ ابھی اٹھانے کا ہے اگر وقت بھی گزر جائے تو پھر۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اسے ابھی پیش کر لیں لیکن اس میں آپ rice growing area کو اس میں شامل کر لیں۔

دھان کی فصل پر غیر مؤثر سپرے

جناب نور محمد تارڑ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر اور ایک عظیم واقعہ کو آپ کے اور معزز ارکان اسمبلی کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ جو اس ایوان کی فوری توجہ کا متقاضی ہے مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے گزشتہ ہونے والے اجلاس کے فیصلہ کے مطابق تحصیل حافظ آباد میں دھان کی فصل پر جو ہوائی سپرے شروع کیا گیا ہے اس کے قطعی طور پر غیر مؤثر ہونے کی وجہ سے وسیع رقبہ پر کھڑی دھان کی فصل rice broure اور پتا لپیٹ توڑی کی تباہ کاریوں کا شکار ہو رہی ہے۔ جس سے علاقہ کی کاشتکار آبادی میں زبردست بے چینی پیدا ہو رہی

ہے یہ سپرے محض رسمی کارروائی کے طور پر کیا جا رہا ہے اور بڑی تاخیر سے شروع کیا گیا ہے وسیع و عریض رقبہ کو سپرے سکیم سے باہر رکھا گیا ہے اور جہاں سپرے ہوا ہے۔ دوائی مکمل طور پر غیر مؤثر اور بہت سا رقبہ چھڑکاؤ سے محروم رکھا گیا ہے۔ چنانچہ آپ سے استدعا ہے کہ معاملہ کی فوری اور سنگین نوعیت کے پیش نظر اجلاس کی کارروائی کو روک کر اس تحریک التواء پر آؤٹ آف ٹرن بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: تو یہ تحریک التوائے کار پیش ہو گئی اب اس کو ہفتہ کو take up کر لیں گے۔ وزیر زراعت صاحب نے یہ کیا ہے۔ کہ وہ اس پر ہفتہ کے روز بہتر جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ تو ہفتہ کے روز اس پر مزید بات کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! اب انہوں نے اس کو پڑھ لیا ہے اور اگر آپ نے اس کو ایڈمٹ کرنا ہے تو اس کا یہ طریقہ کار ہے کہ اب آپ اس کے ایوان کو کہیں گے کہ کھڑے ہوں اگر 44 ممبر کھڑے ہو جائیں گے تو پھر یہ ایڈمٹ ہو گی پھر آپ اس پر بحث کے لیے جو ٹائم مقرر کریں وہ کر سکیں گے۔

جناب سپیکر: میں اس کو ایڈمٹ نہیں کر رہا ہوں۔ یہ ابھی ایڈمٹ کے مرحلہ پر نہیں ہے۔ یہ فیصلہ نہیں ہو رہا ہے۔ ہم اس کو admit کریں گے یا اس کو admit نہیں کریں گے اس کے لیے اس ایوان میں رائے شماری کی ضرورت ہو گی۔ اس وقت ہاؤس میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant نہیں ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اب اپنی گزارشات پیش کرتا ہوں مجھے اپنے ساتھیوں پر بھی افسوس ہے کہ کال اٹینشن نوٹس کی بات ہو۔ تو رولز کو ادھر ادھر کر لینا کوئی بات نہیں ہوتی ہے۔ جب زمینداروں کی بات ہو۔ کوئی Spray کا معاملہ ہو۔ مونچھ پکنے والی ہو اور فاروق صاحب کو بھی اعتراض ہے اور منظور موہل بھی نیلی کتاب پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ عالی جاہ یہ بات رولز میں نہیں آتی۔ آپ نے اس کی اجازت دے دی ہے۔ جناب والا! میں آپ سے ترمیم کی استدعا کرتا ہوں کہ ضلع گوجرانوالہ' سیالکوٹ ضلع شیخوپورہ اور ان علاقہ جات میں جہاں دھان کاشت ہوتی ہے اس تحریک کا حصہ بنایا جائے۔ یہ مفادعامہ کا معاملہ ہے۔ ذاتی طور پر کسی کا معاملہ نہیں ہے اور میں ان سے بھی استدعا کرتا ہوں کہ یہ رولز اس

وقت بتائیں جب کہ رولز کی ضرورت ہوتی ہے۔ جب مفاد عامہ کا معاملہ ہو تو مہربانی کر کے رولز quote نہ کیا کریں۔ اور یہ سارے اضلاع کو اس میں شامل کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ میں فاضل محرک سے بھی یہی گزارش کروں گا کہ ان کا اس میں کوئی قد نہیں بڑھ جائے گا وہ اجازت دے دیں کہ اس میں ان اضلاع کو بھی شامل کیا جائے اور۔۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ نے اس میں rice growing areas کو شامل کیا ہے۔ جی اس میں میاں صاحب کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرے خیال میں آپ صرف چیمہ صاحب کی بات کی تائید کریں گے۔

میاں منظور احمد موال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہم نے اس میں کچھ نہ کچھ contribute کرنا ہوتا ہے۔ یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے چیمہ صاحب کل ہم نے رولز کے اندر رہ کر بات کرنی ہوتی ہے مفاد عامہ کی بات ہے۔ یہ درست ہے ہم تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ہم ان کی تقریر پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس میں کیا ہو گا۔ یہ تحریک ایڈمٹ ہو گی۔ اس پر یہ بولیں گے پھر تقاریر ہوں گی۔ میں رولز کی بات کرتا ہوں - یہ اس طرح سے نہیں ہو گی۔ یہ انہوں نے رولز کی توہین کی ہے کہ موال صاحب رولز کی بات کرتے ہیں تو میں کیوں نہ رولز کی بات کروں۔

جناب سپیکر: فاروق صاحب! اب آپ بھی پرسنل ایکسپلینیشن پر بات کرنا چاہیں گے میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ملھی صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دینا چاہتا ہوں۔

چودھری سکندر حیات ملھی: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے بڑی مہربانی کرتے ہوئے جو ترمیم ایوان میں پیش کی گئی وہ آپ نے accept کر لی ہے اور تارڑ صاحب نے بھی accept کر لی ہے۔ نہ صرف ان کا بلکہ پورے پنجاب کے وہ ایریاز(areas)جو کہ دھان کی فصل اگاتے ہیں اور یہ فصل دوسرے نمبر پر growing exchange earns ہمارے ملک کی ہے۔ اس چیز کا احساس کرتے ہوئے اور وقت کا ضیاع بچانے کی خاطر آپ نے آج اس کو ٹیک اپ کر لیا ہے میری استدعا ہے کہ اگر آپ اس کو ہفتہ کے روز پر ملتوی کریں گے جس طرح وزیر موصوف نے کہا ہے تو ایک ایک دن کا فرق پڑ رہا ہے یہ بہت کم عرصہ ہے۔ سپرے میں ایک دن کی تاخیر سے فرق پڑتا ہے میری یہ استدعا ہے کہ آج آپ اس کو accept کر لیں۔ اس پر ہفتہ

کے روز بات ہو جائے وہ اس کا جواب بھی ہفتہ کے روز دے دیں گے اور اس پر عمل بھی کروا دیں گے اگر وہ ہفتہ کے روز صرف جواب دیں گے تو ہمارا معاملہ لیٹ ہو جائے گا۔ نشستند گفتند برخاستند والی بات ہو گی۔ نہ ہمیں کچھ ملے گا نہ ان کو کچھ حاصل ہو گا۔ لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے حکومت نے spray کے لیے مخصوص کیے ہیں لیکن سپرے صحیح طریقہ سے نہیں ہو رہی ہے۔ جس طریقہ سے یہ spray ہو رہی ہے۔ اس میں نہ تو محکمہ زراعت والوں کا کچھ co-ordination صحیح ہے۔ نہ سپروائزر حضرات اور سپرے کرنے والوں کا co-ordination کچھ صحیح ہے اور نہ ہی وہ ادویات صحیح ہیں۔ وہ pesticide پرانی استعمال ہو رہی ہیں۔ اس چھڑکاؤ کا کوئی اثر ہی نہیں ہے یہ سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ کا پیسہ بھی ضائع ہو رہا ہے اور جناب والا یہ تو کوآپریٹو سے بھی بڑا سکینڈل بن جائے گا۔ میری درخواست ہے کہ جناب والا اس کو آج ہی take up کر لیں تاکہ جو غریب کسان ڈیڑھ ایکڑ کا میرے علاقہ میں اوسطاً کسان ہیں وہ دوائی نہیں ڈال سکتے۔ میری استدعا ہے اس کو آج ٹیک اپ کر لیں اور فاضل وزیر اس کا ہفتہ کو جواب دے دیں اور ساتھ جو کچھ انہوں نے کرنا ہو گا ہفتہ کو کر لیں۔ بہت شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ملکی صاحب! چودھری محمد اقبال وزیر زراعت مجھے بتا کر گئے ہیں۔ انہیں فوری طور پر ایک نہایت ضروری کام کے سلسلے میں یہاں سے جانا پڑا ہے۔ اور وہ مجھے بتا کر گئے ہیں کہ وہ اس سلسلے میں پوری معلومات حاصل کر کے' اپنے محکمے کے لوگوں سے رابطہ کر کے' پوری میٹنگ کر کے وہ جو بھی مداوا کر سکتے ہیں اس کا بندوبست کر کے ہفتے کو پوری طرح fully equipped ہو کے وہ یہاں آئیں گے اور ہر ہم ہفتے کے روز اس تحریک التوائے کار کو سب سے پہلے لیں گے۔ تو ہم اس کو ہفتے کے روز تک مؤخر کرتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میں بھی اس میں تھوڑا سا اضافہ کروانا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون: تحریک التواء کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

چودھری سکندر حیات ملکی: جناب سپیکر! اس سپرے کے بارے میں چھوٹی سی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب موقع نہیں ہے..... میں نے یہاں ہاؤس کو پریزائیڈ کرنا ہے۔ آپ کو

سختی سے قواعد کے مطابق چلنا ہو گا۔ میرے خیال میں اس وقت آپ سپرے کی بات نہ کریں۔

چودھری سکندر حیات ملھی: میں اس سے ہٹ کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کئی علاقوں سے سپرے والے جانے کے لیے تیار ہیں۔ ہماری استدعا ہے کہ انہیں آپ منع کر دیں۔ جب تک وزیر موصوف جواب نہ دیں لیں، حکم صادر نہ کریں وہ کہیں وہاں سے چلے نہ جائیں۔

جناب سپیکر: لاءمنسٹر صاحب! اس کو نوٹ فرمائیں۔ ابھی تحریک التوائے کار کا وقت ختم نہیں ہوا۔ ملک صاحب! اس تحریک التواء کو مؤخر کیا جا چکا ہے۔ اس پر فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہفتے کے دن لیں گے۔ آپ اس پر ہفتے کے روز بات کریں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر ایک ہے۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

تیل کی قیمت میں کمی کے باوجود ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں کمی نہ کرنا

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عام رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے حکومت پاکستان نے خلیج کے بحران کے بعد تیل کی قیمتوں میں کمی کا اعلان کر دیا تھا جس کے باعث ملک میں ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں کمی ایک لازمی امر تھا۔ لیکن حکومت پنجاب نے مرکزی حکومت کی طرف سے تیل کی قیمتوں میں کمی کے باوجود ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں کوئی کمی نہ کی اور نہ ہی کوئی مؤثر اقدامات کیے۔ عوام سے مسلسل جبراً" زیادہ شرح سے کرایہ وصول کیا جا رہا ہے اس طرح سے حکومت پنجاب عوام کو ان کا جائز حق دینے سے انحراف کر رہی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے عوام سے کرایہ کی شرح میں مناسب کمی کے بارے میں تجاویز مانگی تھیں۔ لیکن حکومت نے ان تجاویز کو نظر انداز کرتے ہوئے وہی شرح بحال رکھی جو کہ تیل کی قیمتوں میں اضافہ کے وقت مقرر کی گئی تھی جو عوام کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب غم و غصہ پایا جاتا۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لا منسٹر صاحب آپ اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس سلسلہ میں میری یہ گزارش ہے کہ یکم اگست 1991ء سے کرایوں میں کمی کے سلسلہ میں حکومت نے ایک notification جاری کر دیا ہے۔ اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار جو کہ انہوں نے کرایوں میں کمی کے لیے دی تھی حکومت نے قبل ازیں یکم اگست 1991ء سے کرایوں میں کمی کر کے اہمیت عامہ کے مسئلہ اور مفاد عامہ کی عوامی تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر عمل درآمد کر لیا ہے تو میں فاضل محرک سے گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک التوائے کار کو پریس نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے جناب سپیکر! وزیر قانون اس کی اس وضاحت کے بعد میں اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے محرک نے یہ تحریک التوائے کار واپس لے لی ہے۔ تحریک نمبر 2'3'4'5'6'7'8'9 اور 10 میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے وہ چوں کہ تشریف نہیں رکھتے یہ disposed. of ہوں گی۔ تحریک التوائے کار نمبر 11 پیر احمد شاہ کھگہ کی طرف سے ہے۔ پیر صاحب تشریف لے آئیں ہیں۔ شاہ صاحب کو اس کی کاپی مہیا کر دیں۔ میں میاں منظور احمد موہل سے گزارش کروں گا کہ تحریک التوائے کار پر شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں ہوتی اگر خصوصی طور پر کھگہ صاحب کو شارٹ سٹیٹمنٹ کی اجازت دے دیں تو آپ کو اعتراض تو نہیں ہو گا وہ اس کے ساتھ ہی شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے دیں۔ جی شاہ صاحب۔

رقبہ جات بلند ہونے کی بنا پر کاشتکاروں کو کھیت سیراب کرنے میں مشکلات کا سامنا

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ کے حامل والے ایک اہم اور فوری مسئلے پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل و ضلع ساہیوال میں واقع چک نمبر 51 (5) ایف۔ 58 (5) ایل اور چند دیگر چکوک ہیں راجباہ 5 (ایل) سے سیراب ہوتے ہیں۔ مگر برجی نمبر 29 تا نمبر 37 کے درمیان جو رقبہ اونچا ہونے کی وجہ سے کاشتکار آسانی سے اپنے رقبہ جات کو سیراب نہیں کر سکتے۔ بلکہ شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ اس کے علاوہ کاشتکاروں کو سال ہا سال بیل خریدنے پڑتے ہیں۔ اور جھلاروں کے

ذریعے سے زمینوں کو پانی دینا پڑتا ہے جس کی وجہ سے بے جان جانور جھلاروں پر چل چل کر ختم ہو جاتے ہیں۔ جن کا سارا خسارہ ان کاشتکاروں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ حکومت اس پرانے طریقہ کار کو یکسر بدل دے اور وہاں جھلاروں کی بجائے نئے پمپ نصب کرائے جائیں تاکہ کاشتکاروں کو آسانی مہیا ہو سکے۔ اور کاشتکار بچارے اس سے نجات پا سکیں۔ نیز چک 78 (5) ایل اور ٹیلوں پر جو رقبہ پڑتا ہے۔ اسے پانی بالکل نہیں ملتا ہے یا بہت کم پانی ملتا ہے۔ حکومت ان چکوک کے لیے پانی کا مناسب بندوبست کرے تاکہ کاشتکار بچارے اپنی زمینوں سے بہتر مفاد یا کاشت حاصل کر سکیں۔ لہٰذا میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دیا جائے اور بحث کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! اگر آپ مزید کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اجازت ہے۔

پیر احمد شاہ کھگہ: ہم نے آزادی اسی رقبہ سے شروع کی تھی اس علاقہ کے احمد فراز نے ایک انگریز برکلیے جو کہ نہایت جابر حکمران تھا اس کو قتل کیا تھا۔ وہ لوگوں پر گولی چلوا دیتا تھا۔ اس کے ظلم سے تنگ آ کر اس علاقہ کے لوگوں نے راوی پار اُس کو قتل کیا تھا۔ اس ڈیرہ کو تبدیل کر کے اس کا نام ساہی وال رکھا۔ اور انگریزوں نے عناد کے طور پر اس علاقہ کے لوگوں کو پانی سے عملاً" محروم رکھا اور کافی سزائیں دلوائیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس علاقہ کے لوگ بڑے جابر لوگ ہیں۔ اور انگریزوں نے کافی لوگوں کو دریائے شور اور کالا پانی بھجوا دیا گیا۔ وہ لوگ وہاں ختم ہو گئے ان کی نسلیں وہاں ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور بہت تھوڑے لوگ بچ گئے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ انہوں نے انگریز کو قتل کیا تو اس علاقہ کو لوگوں کو زمین کے پانی سے محروم کیا جائے اور زمینوں سے بے دخل کیا جائے انگریز کی پالیسی تھی۔ تاکہ یہ لوگ تاحیات آسانی سے زندگی بسر نہ کر سکیں۔ اس لیے ایک ایسا راجباہ بنایا گیا۔ یہ اس شکل کا راجباہ بنایا گیا جو کہ اونچے علاقہ کو سیراب ہی نہیں کرتا۔ لوگ بیس بیس ہزار کے بیل خرید کر کے جھلاروں کے ذریعہ پانی سے زمین سیراب کریں۔ اب بجلی کا جدید دور ہے ان لوگوں کو کیوں پرانے طریقہ سے اپنی زمینوں کو سیراب کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے جب کہ برکلیے کے قتل کو بھی ڈیڑھ سو سال ہو گئے ہیں۔ یہ ضروری مسئلہ ہے اس طرف فوری توجہ دی جائے اس کو کھڈے لائن نہ لگائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ بڑے تاریخی حوالے دے رہے ہیں لیکن وقت ختم ہو رہا

ہے۔ اب میں وزیر قانون سے کہوں گا۔

پیر احمد شاہ کھگہ: اس لیے میری گزارش ہے کہ تحریک آزادی کے ان جیالوں کو ان پہلا قدم رکھنے والے لوگوں کو پانی کی اس نعمت سے محروم نہ رکھا جائے اس راجباہ کو پختہ کیا جائے اس علاقہ کے لوگوں کا خاص خیال رکھا جائے۔ بجلی کے ٹیوب ویل لگوا کر اس علاقہ کے لوگوں کی زمینوں کو سیراب کرایا جائے۔ انہوں نے آزادی کے دنوں میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ ہماری حکومت کو ان کی قربانیوں کا کچھ تو خیال کرنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی باتیں بڑی دلچسپ ہیں۔ انشاء اللہ جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی آپ کو دوبارہ انشاء اللہ موقع فراہم کریں گے اب آپ تشریف رکھیں جناب لاء منسٹر کو اس کا جواب دینے کا موقع فراہم کریں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائی کا انتہائی شکر گزار ہوں انہوں نے ہمارے ایوان کی معلومات میں زبردست اضافہ کیا ہے اور بہت پرانی تاریخ دہرائی ہے۔ ان کی تقریر میں انہوں نے خود فرمایا ہے کہ یہ مسئلہ ڈیڑھ سو سال پرانا ہے کہ Technically recent occurrence نہیں بنتی ہے۔ اور دوسرے انہوں نے جو واقعہ بتایا ہے وہ ایک علاقہ سے محدود ہے اور یہ public importance بھی نہیں بنتی۔ یہ فنی طور پر تو یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی ہے۔ رولز آف پروسیجر کے مطابق نہیں بنتی۔ لیکن شاہ صاحب کی بات میں نے غور سے سنی ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک پر زور نہ دیں۔ میں شاہ صاحب کے ساتھ اکٹھے وزیر آب پاشی کی خدمت میں جائیں گے۔ محکمہ نے جواب دیا ہے کہ یہ زمین / رقبہ اونچا ہے یہاں پر flow کے ذریعے پانی نہیں جاتا۔ اس سلسلہ میں ہم کھوسہ صاحب سے بات کر لیں گے اور جتنا بھی ہم سے ممکن ہو گا۔ حکومت ان کی جائز تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کرے گی۔

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! یہ اب بھی انگریز کی حمایت کر رہے ہیں مسئلہ چاہے سو سال کا ہو یا زیادہ ہو۔ یہ اب بھی انگریز کی امداد کر رہے ہیں کیوں کہ انہوں نے ان کو تمنداریاں دی تھیں۔ اگر ایک طبقہ اب بھی پس رہا ہے۔ کیوں کہ وہ مظلوم ہے اور انگریز اس پر ظلم کرتا رہا۔ کہ جو منہ میں گھاس لے کر کھڑا نہیں ہوتا تھا اس کو گولی مار دی جاتی تھی۔ اور کالے پانی کی سزا

دی جاتی تھی۔ یہ خاندان اس وقت بھی ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے ہمارے آدمی مروائے (نعرہ ہائے تحسین) آپ تاریخ منگوا کر دیکھ لیں احمد خزانہ نے برکلے کو قتل کروا دیا تھا یا نہیں۔ آپ کو میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اس تحریک کو ردی کی ٹوکری میں نہ ڈالیں۔

وزیر قانون: جناب والا! انہوں نے ایک ذاتی بات کی۔ اس سلسلہ میں میں پرسنل ایکسپلینیشن دوں گا۔ کہ میں اپنے بھائی کی خدمت میں عرض کروں گا جو انہوں نے جس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ ہمارے بزرگ انگریزوں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ اول تو یہ بات اس موضوع میں نہیں آتی ہے۔ میں صرف اتنا بتا دوں۔ کہ میرے والد بزرگوار قائداعظمؒ کے ساتھی تھے۔ انہوں نے ان کے حکم میں تعمیل میں چالیس ہزار ایکڑ جاگیر کی زمین اور تمام تمغہ جات جو انگریز سے ملے تھے۔ وہ surrender کیے۔ واپس کیے وہ جناح کے سپاہی تھے 1946ء میں مسلم لیگ کی ٹکٹ پر اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے تھے۔

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب اس مسئلہ کا کوئی حل تلاش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کے مسئلہ کو حل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ انشاء اللہ۔

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! یہ مدت سے اسمبلی بنی ہوئی ہے اور اس میں ہمیشہ ہر معاملہ میں ووٹنگ ہوئی ہے آپ اس پر بھی ووٹنگ کرا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب ووٹنگ کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ بھی کرا لیں گے۔

جناب ایم لطیف منگل: اگر اس علاقہ کے لیے ٹیوب ویل کی منظوری لے لی جائے ان لوگوں کے ساتھ واقعی ظلم ہوا ہے جو کہ آزادی کی جنگ لڑتے رہے ہیں۔ حقیقت بھی یہی ہے ان لوگوں کو اس کی سزا نہیں ملنی چاہیے۔ جب کہ محکمہ آب پاشی ہر ضلعے کو ایسی جگہ کے لیے جہاں پر پانی نہیں جاتا وہاں پر ٹیوب ویل کی facility دے رہا ہے تو اس علاقے کو بھی سپیشلی اگر منسٹر صاحب کہہ دیں تو تو 25/20 ٹیوب ویل دے سکتے ہیں۔ کیوں کہ ضلع ساہیوال کو ٹیوب ویل دیئے جا رہے ہیں۔ اگر اس علاقے کے لیے خصوصی طور پر منظوری لے لی جائے تو یہ بہتر ہو گا۔

پیر احمد شاہ کھگہ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس بارے میں ووٹنگ کروا لیں کہ اس راجباہ کو پختہ کرایا جائے اور اس پر خرچ کرایا جائے ہمیں واک آؤٹ پر مجبور نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں میں آپ کے اس مسئلہ پر ایک کمیٹی بنا دیتا ہوں۔ شاہ صاحب کی تحریک التوائے کار جو کہ قانونی تقاضے پورے نہیں کرتی۔ اس لیے میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں کیوں کہ ان کا مسئلہ کافی پیچیدہ ہے اس لیے میں اس پر ایک کمیٹی بنا دیتا ہوں۔ شاہ صاحب اور مغل صاحب وزیر قانون اور ایجوکیشن منسٹر صاحب مل کر ان کے مسئلہ کو فوری طور پر حل کریں اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب رپورٹیں پیش ہوں گی۔

مجالس قائمہ کی رپورٹیں

مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چیئرمین مجلس قائمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن: میں مسودہ قانون ترمیم تنخواہیں بھتا جات و مراعات وزراء پنجاب مصدرہ 1991ء مسودۂ قانون نمبر 8 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چیئرمین مجلس قائمہ قانون سازی: میں مسودۂ قانون (ترامیم) اراکین کی تنخواہیں' بھتا جات و مراعات اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء مسودۂ قانون نمبر 16 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چیئرمین مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ: میں مسودۂ قانون ترقیاتی ادارہ بہاول پورہ مجریہ 1991ء مسودۂ قانون نمبر 9 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

مجلس قائمہ برائے تعمیرات عملی منصوبہ بندی و ماحولیات کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب چیئرمین مجلس قائمہ برائے تعمیرات: میں مسودۂ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ لاہور مجریہ 1991ء مسودۂ قانون نمبر 7 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیرات عملی منصوبہ بندی و ماحولیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

مسودہ قانون

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 1991ء

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم قانون سازی کو لیتے ہیں جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون ترمیم مقامی حکومت پنجاب (مصدرہ مجریہ) 1991ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Local Government Amendment Ordinance 1991, has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the house under rule 75, 76 of the rules of procedure and it is referred to the concerned committee for report by 31st December 1991

LAW MINISTER: Mr Speaker Sir, I lay the cooperative societies amendment Bill, 1991 on the table of the House.

MR DEPUTY SPEAKER: The Cooperative Societies amendment 1991, has been laid at the table of the House. It is deemed to be a Bill under rule 75,76 of the rules of procedure and is

referred to the appropriate standing committee and report by 28th December 1991.

LAW MINISTER: Mr Speaker sir, I lay the Punjab Cooperative Societies and Punjab Cooperative banks repayment of loans amendment ordinance 1991.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Cooperative Societies and Cooperative banks repayment of loans amendment ordinance 1991. has been laid on the table of the House, It is deemed to be a Bill introduced in the House under rules 75, 76 of the rules of procedure and is referred to the appropriate standing Committee for report by 28th December 1991.

LAW MINISTER: Mr Speaker Sir, I introduced the Punjab Local Govt, amendment Bill 1991.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Local Govt amendment Bill, 1991, has been introduced it is referred to the appropriate standing committee on report by 28th December 1991.

اجلاس کی کارروائی 21 ستمبر 1991ء صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

ہفتہ 21- ستمبر 1991ء

(شنبہ 12 ربیع الاول 1412ھ)

صوبائی اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 10 بج کر 2 منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری اطہر غفران نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٥﴾

سورہ الزمر آیت نمبر 73 تا 75

اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ در گروہ لے جائے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ تم پر سلام ہو تم اچھے لوگ ہو۔ پس اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں پھر کیا خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔ اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے گرد دیکھیں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور سب کہیں گے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

وما علینا الاالبلاغ ○

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 5 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے۔ اس لیے یہ تحریک استحقاق dispose of ہوتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 6 بھی جناب اصغر علی گجر کی طرف سے ہے۔ یہ بھی dispose of ہوتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 7 رانا اکرام ربانی صاحب کی طرف سے ہے۔

معزز اراکین کے خلاف پرچے کے اندراج اور اخراج کے بارے میں حکومت کی غلط بیانی

رانا اکرام ربانی: (قائد حزب اختلاف) جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں' جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے مسئلہ یہ ہے کہ بجٹ اجلاس کے دوران اس ایوان کے دو معزز اراکین کی جانب سے ایک تحریک استحقاق پیش کی گئی تھی۔ جس پر بات کرتے ہوئے معزز قائد ایوان نے چند فیصلوں کا اعلان بھی کیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور تحریک استحقاق بھی پیش ہوئی جو بعد میں یعنی 18 جون کو پیش ہوئی تھی اور 19 جون کو زیر بحث لائی جانا تھی۔ 19 جون کو جب معزز اراکین اجلاس میں تشریف لائے تو انہیں اطلاع ملی کہ دونوں معزز اراکین یعنی ملک جلال دین ڈھکو اور حاجی محمد اکرم کے خلاف بھی پرچہ درج ہو گیا ہے۔ جس سے ایک نئی صورت حال پیدا ہو گئی جو حکومت کے لیے پریشانی اور ندامت کا باعث بن گئی۔ چنانچہ اس صورت حال سے بچنے کے لیے معزز اراکین کو بتایا گیا کہ پرچہ درج ہوا تھا لیکن خارج بھی ہو گیا ہے۔ اس لیے کسی قسم کا مزید رد عمل ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس معاملہ میں متعلقہ اے ایس آئی کی رٹ درخواست پر عدالت عالیہ پنجاب میں حکومت پنجاب نے جو جواب دیا ہے اس میں پرچہ کے اندراج کا ذکر کیا گیا ہے لیکن اخراج کا ذکر نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پرچہ خارج نہیں کیا گیا تھا۔ اور اس معاملہ میں معزز اراکین سے دانستہ حقائق کو چھپایا گیا تھا اور غلط بیانی کی گئی تھی جس سے نہ صرف میرا بلکہ

پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ کو بھی یاد ہو گا کہ آخری دن اجلاس شروع ہونے سے پہلے غالباً" ایسی تحقیر پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوئی اور بڑے واقعہ کے بعد اراکین کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اس ایوان میں یہ بتایا گیا اور یہ دکھایا گیا کہ پرچہ درج ہوا تھا لیکن اس کے اخراج کی رپورٹ بھی آ گئی ہے۔ لیکن جب اے ایس آئی نے اپنے تبادلے اور کیس کے خلاف ہائیکورٹ میں رٹ دائر کی اس میں حکومت پنجاب کی طرف سے جو مؤقف اختیار کیا گیا تھا' اس میں یہ بتایا گیا تھا کہ جی ہاں اگر معزز رکن پنجاب اسمبلی کے خلاف پرچہ درج ہوا تھا تو اے ایس آئی کی شکایت پر ہوا تھا۔ اس لیے اس رٹ کو غیر مؤثر قرار دے کر اسے واپس لے لیا گیا۔ اس بیان کے بعد صورت حال یہ پیدا ہوئی کہ اس ایوان میں معزز اراکین کو cognizable ظاہر کرنے سے روکنے کے لیے دانستہ طور پر اس بات کو چھپایا گیا تھا۔ اور اگر دانستہ طور پر ایوان کے اندر غلط بیانی کی گئی تھی تو یقیناً" اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ جواب دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ (ملک محمد عباس خان کھوکھر) جناب والا! جو بیان یہاں اسمبلی میں دیا گیا تھا وہ درست تھا انہی کیسوں میں مقدمہ درج ہوا تھا وہ خارج ہو گیا۔ اس کے اخراج کی رپورٹ اگر رانا صاحب چاہیں تو ہم انہیں دے سکتے ہیں۔ ہائی کورٹ میں یہ بتانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی کہ مقدمہ درج ہوا۔ انہوں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ مقدمہ درج ہوا یا نہیں۔ ان کو یہ بتایا گیا کہ مقدمہ درج ہوا تھا۔ لیکن انہی تاریخوں میں واقع حالات کی تصدیق نہ ہوئی تو پرچہ خارج کر دیا گیا۔ رانا صاحب اگر مقدمہ کے اخراج کی رپوٹ چاہیں تو میں ان کو پیش کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے گزارش کروں گا کہ وہ اس مقدمہ کی اخراج رپورٹ معزز قائد حزب اختلاف کو فراہم کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ (ملک محمد عباس خان کھوکھر) ابھی دے دیتا ہوں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! اسے پینڈنگ رکھ لیں کیونکہ وہ ابھی دے رہے ہیں

credibility gap اتنا ہے کہ میں اس وقت تک اعتبار نہ کرنے پہ مجبور ہوں جب تک یہ اس کی کاپی مجھے نہ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ وہ ابھی فوری طور پر آپ کو مقدمہ کی اخراج رپورٹ مہیا کر رہے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: اگر آپ اپنی ذمہ داری پر یقین دھانی کراتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب ایک معزز رکن ہاؤس کے اندر بیان دیتا ہے تو اپنی ذمہ داری پر دیتا ہے۔

رانا اکرام ربانی: یہ ایک لمبی بحث کا آغاز ہے۔ ہم نے بھی یہی سمجھ کر جلال دین ڈھکو صاحب کی تحریک استحقاق پر ان کا ساتھ دیا تھا۔ کہ ایوان میں جو ممبران اٹھ کر بات کرتے ہیں وہ سچی بات کرتے ہیں۔ لیکن ان کے اپنے ساتھیوں نے کہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اس پر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کو پریس نہیں کرتے؟

رانا اکرام ربانی: نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: not press یہ تحریک استحقاق نمبر 8 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا اکرام ربانی: انہیں ایک ضروری کام کے سلسلے میں آج صبح یہاں سے واپس جانا پڑا ہے ان کا پیغام ہے جو مجھے آفس سے ملا تھا کہ میری ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب ممبران کی تحاریک استحقاق ان کے غیر موجود ہونے کی بناء پر dispose of کی جا چکی ہیں۔ اگر ان کی طرف سے کوئی تحریر ہے کہ آج وہ کسی مجبوری کی بناء پر یہاں تشریف نہیں لا سکتے اور ان کی تحریک استحقاق کو پینڈنگ کیا جائے تو پھر ہم اس کو accept کرتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: تحریر تو میرے پاس نہیں ہے۔ لیکن یہ روایت ہے کہ ان کے ایماء پر زبانی درخواست پیش کی جا سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی آپ کی موجودگی میں اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ اگر ان کی طرف سے

کوئی تحریر ہے اور ایسی کوئی درخواست پنجاب اسمبلی سیکرٹریٹ کو آئی ہے کہ میں نہیں آ رہا میری تحریک استحقاق کو پینڈنگ کیا جائے تو پھر میرا خیال ہے کہ وہ justify کرتی ہے۔

رانا اکرام ربانی: میرے علم میں نہیں ہے کہ انہوں نے سیکرٹریٹ کو کوئی تحریر بھیجی ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ کو انہوں نے request کی ہے کہ آپ میری جگہ میرے ایماء پر یہ دے دیں؟

رانا اکرام ربانی: انہوں نے مجھے ارشاد فرمایا تھا لیکن یہ میرے علم میں نہیں ہے کہ انہوں نے سیکرٹریٹ کو کوئی تحریری اطلاع دے دی ہے یا نہیں دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چلیں اس کو پینڈنگ رکھتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 9 بھی رانا صاحب کی طرف سے ہے تحریک استحقاق نمبر 11 جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی طرف سے ہے۔ سیٹھی صاحب آپ کے پاس ان کی کوئی request ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: اسے بھی پینڈنگ کر لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سیٹھی صاحب کے فرمان کے مطابق اس کو بھی پینڈنگ رکھتے ہیں تحریک استحقاق نمبر 12 بھی پراچہ صاحب کی ہے اس کو بھی پینڈنگ رکھتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 13 جناب غلام سرور صاحب کی طرف سے ہے۔ جناب قائد حزب اختلاف کے فرمان کے مطابق اس کو بھی پینڈنگ رکھتے ہیں۔ اب تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ کل ہاؤس میں ایک تحریک التوائے کار نمبر 166 جناب نور محمد تارڑ صاحب کی طرف سے پیش ہو چکی ہے جس پر معزز وزیر زراعت نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ next working day پر اس کا جواب دیں گے۔

جناب وزیر قانون: وہ تو بحث کے لیے منظور ہو گئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں انہوں نے پیش کی تھی اور اس کا جواب آج وزیر موصوف نے دینا تھا۔

جناب سکندر حیات ملکی: جناب والا! انہوں نے کہا تھا کہ میں ہفتے کو تیاری کر کے آؤں گا۔ شاید آج وہ تیاری کر کے آئے ہیں۔ وہ یہیں کہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں بلا لیں۔ مسئلہ انتہائی اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 166 سپرے کے بارے میں چودھری نور محمد تارڑ صاحب کی طرف سے بروز جمعرات پیش ہوئی تھی۔ اس دن آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں تیاری کر کے ہاؤس میں اس کا جواب دوں گا۔ اگر آج آپ تیار ہوں تو اس سلسلے میں بات ہو سکتی ہے۔

جناب وزیر زراعت: کسی اور صاحب نے اس سلسلے میں اگر کوئی بات کرنی ہو تو کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب طریق کار یہی ہے کہ انہوں نے move کیا ہے آپ اس کا جواب دیں۔ اور اس کے بعد دیکھیں گے کیا ہوتا ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے کہ میرے ایک فاضل دوست جناب نور محمد تارڑ صاحب نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی ہے جو کہ اپریل سپرے کے بارے میں ہے اس پر میں اظہار خیال کر سکوں۔

جناب سپیکر! وہ لوگ جن کا تعلق دھان پیدا کرنے والے علاقے سے ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ چودہ سال سے ایک "مردہ گھوڑے" کی طرح پڑا تھا۔ اس سے ہمارے زمیندار دوست بہت پریشان تھے اور اگر میں آپ کو اعداد و شمار پیش کروں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ دھان کی پیداوار سال بہ سال کم سے کم ہوتی جا رہی ہے۔ بیماریوں کا حملہ اتنا زبردست ہے کہ زمیندار بڑے پریشان تھے۔ اس سے دھان کی تیس فی صد پیداوار متاثر ہو رہی تھی۔ ہم نے یہ مسئلہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں پیش کیا اور انہیں عرض کی کہ یہ مسئلہ چودہ سال سے ملتوی چلا آ رہا ہے۔ آپ براہ کرم اپریل سپرے میں ہماری دوبارہ امداد فرمائیں اور وفاقی حکومت سے ہمارے اس مسئلے کے حل کے لیے درخواست کی جائے۔ اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے نہایت مہربانی سے وفاقی وزیر جنرل مجید صاحب سے ہماری ایک میٹنگ کروائی۔ اس میں یہ طے

پایا کہ اپریل سپرے کو سنجیدگی کے ساتھ لیا جائے۔ جناب والا! میرے پاس پوری فائل موجود ہے۔ ان کے ساتھ کم از کم دو تین مہینے ہماری خط و کتابت ہوتی رہی۔ وزیر اعظم پاکستان نے انتہائی مہربانی سے اس مسئلے میں مداخلت کر کے اس پروگرام کے دوبارہ اجراء کا حکم صادر فرمایا جس کے بعد یہ اپریل سپرے منظور ہوئی اور ہم نے علاقے میں کام شروع کیا۔

جناب والا! اس میں چار basis ہیں جو اس وقت کام کر رہے ہیں۔ ایک آدیاں ضلع شیخوپورہ میں ہے' ایک پسرور میں' ایک راہوالی میں اور ایک حافظ آباد کے علاقے میں ہے۔ ان چاروں basis پر دوائی ہمیں فیڈرل گورنمنٹ نے مہیا کی ہے اور ان کے پلانٹ پروٹیکشن کے سارے افسران نگرانی کے لیے یہاں آئے۔ وہاں جتنی دوائیں استعمال ہو رہی ہیں ہم نے پنجاب کے ماہرین سے بھی ان کا تجزیہ کروایا اور وفاقی حکومت کے ماہرین سے بھی ان کا تجزیہ کروایا۔ یہ اپریل سپرے بطریق احسن چل رہا ہے۔ البتہ ایک مسئلہ ہے جو مجھے ایوان میں تسلیم کرنا چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے ان سے درخواست کی تھی کہ چونکہ پہلے سال یہ پروگرام شروع کیا جا رہا ہے اگر آپ سارے کے سارے علاقے پر سپرے نہیں کروا سکتے تو کم از کم نو لاکھ ایکڑ کے لیے ہمیں دوائی مہیا فرمائی جائے اور جہاز بھی مہیا فرمائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ علاقے پر سپرے ہو سکے۔ لیکن انہوں نے ہمیں جو دوائی مہیا کی ہے وہ تقریباً" پانچ لاکھ ایکڑ کے لیے ہے۔ سارے علاقے پر سپرے نہیں ہو سکتی۔ اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے اور مہیا شدہ دوائی کے پیش نظر سارے کے سارے علاقے پر سپرے نہیں ہو سکتا تھا۔ ہمارے دوستوں کا یہ مسئلہ جائز ہے اور یہ شکایت بھی بجا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ دوائی مؤثر نہیں ہے اور پرانی دوائی استعمال کی جا رہی ہے اس سے مجھے اختلاف ہے۔ آپ ہاؤس کی ایک کمیٹی مقرر کر دیں۔ ہم چاروں basis چیک کرواتے ہیں ہم آپ کو دوائی چیک کرواتے ہیں۔ آپ ماہرین کو لے لیں۔ ہم تجزیہ کروانے کے لیے تیار ہیں۔ اگر اس میں کوئی نقص ہے تو ہم وفاقی حکومت سے اس بارے میں بات کر سکتے ہیں کہ جنہوں نے ہمیں یہ دوائی مہیا کی ہے۔ اس میں اگر کوئی آدمی' کوئی افسر ملوث ہو تو اس سے بازپرس ہو سکتی ہے۔ لیکن ایسی بات با موقع نہیں ہے۔ اگر میرے فاضل دوست کو یہ شکایت ہے کہ ان کا کوئی علاقہ رہ گیا ہے تو اس کی وجہ میں نے عرض کر دی ہے کہ ہمیں نو لاکھ ایکڑ کے لیے منظوری نہیں مل سکی۔ ہم پانچ لاکھ

ایکڑ پر سپرے کر سکتے ہیں اور وہ ہم کر رہے ہیں۔

جناب والا! اس ضمن میں ہم نے ترجیحات مقرر کی ہیں۔ وہ علاقے جہاں بیماری پائی جاتی ہے اور جو علاقے خالصتاً" موٹھی یا دھان کاشت کرتے ہیں اس پر ہم نے ترجیحی بنیادوں پر سپرے کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ لاء منسٹر صاحب کچھ فرما گئے ہیں جس کا مجھے پتا نہیں چلا۔ جناب والا! خانیوال میں تو کپاس پیدا ہوتی ہے۔ کپاس کے لیے تو علیحدہ طریقے ہوتے ہیں۔ بات صرف موٹھی پر سپرے کے لیے کی گئی ہے۔

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر زراعت تحریک التوائے کار پر اس کی admissibility کے بارے میں اظہار خیال کر رہے تھے۔ میرے بہت ہی محترم وزیر قانون ان کے ساتھ بیٹھے بیٹھے گفتگو فرما رہے تھے۔ میں سمجھنا چاہوں گا کہ دو معزز وزراء cross talk کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ مناسب نہیں ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! آپ نے لفظ "مناسب" استعمال کیا ہے۔ اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ اس کی اجازت نہیں ہے۔ جی چودھری صاحب!

وزیر زراعت: جناب والا! مجھے معزز ایوان اور اپنے فاضل بھائیوں سے توقع تو یہ تھی کہ جس عاجز وزیر نے چودہ سال پرانا مسئلہ حل کر دیا ہے اس کی تعریف کی جائے گی لیکن اس کے بجائے تنقید شروع ہو گئی ہے۔ تو دھان کے علاقے سے تعلق رکھنے والے میرے فاضل دوست اس کی اہمیت پر مجھ سے بہتر روشنی ڈال سکتے ہیں کہ کسانوں کا یہ پُر زور مطالبہ تھا کہ اس علاقے میں سپرے کروایا جائے۔ اس ضمن میں ہم نے کوئی کوتاہی نہیں کی اور نہ ہی کوتاہی کرنے کا کوئی پروگرام ہے اور نہ ہی ہم کوتاہی کرنے کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ میں خود ایک کسان ہوں اور موٹھی پیدا کرنے والا زمیندار ہوں۔ سوائے زمینداری کے اور کوئی ذریعہ معاش بھی نہیں ہے۔ ہم نے اس میں کسی آدمی کو نہ کوئی کوتاہی کرنے دی ہے اور نہ انشاء اللہ کرنے دیں گے۔ میں ایوان میں یقین دھانی کرواتا ہوں کہ جن دوستوں کو دوائی کے درست نہ ہونے کے بارے میں شکایت ہے' وہ اپنی شکایت بھجوائیں۔ ابھی سپرے ہو رہا ہے۔

ہمارا پروگرام ابھی تک جاری ہے۔ ہم دوائی چیک کروانے کے لیے تیار ہیں۔ ہم انہیں air base چیک کروانے کے لیے تیار ہیں۔ ہم انہیں وہ علاقہ بھی دکھانے کے لیے تیار ہیں کہ جو سپرے ہو چکا ہے۔ ہماری مجبوری سمجھ لیں کہ پورے کا پورا علاقہ اس لیے سپرے نہیں ہو سکا کہ ہمیں پوری دوائی مہیا نہیں ہوئی' پورے وسائل مہیا نہیں ہوئے۔ وفاقی حکومت کی بڑی مہربانی ہے کہ اس پروگرام کی ابتداء کر دی ہے۔ میں ایک قرار داد بنا کر لایا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں گے تو میں وہ قرار داد ایوان میں پیش کر دوں گا کہ ہمیں وفاقی حکومت سے استدعا کرنی چاہیے کہ آئندہ کے لیے وہ پورا ایریا سپرے کرنے کے لیے ہماری امداد کرے۔ وہ ہمیں دوائی مہیا کریں' اپنے جہاز مہیا کریں اور اپنا عملہ مہیا کریں۔ اس معاملے میں مجھے اتنی ہی عرض کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ وزیر موصوف کے بیان سے مطمئن ہیں؟

چودھری نور محمد تارڑ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ جناب والا! چودھری محمد اقبال صاحب وزیر زراعت نے فرمایا کہ سپرے کا یہ کام چودہ سال بعد شروع کیا گیا ہے۔ یہ بالکل حقیقت ہے اور پچھلے اجلاس میں اس پر بات ہوئی تھی۔ مسئلہ یہ نہیں کہ چودہ سال پہلے جو کام رک گیا تھا وہ شروع ہونے کے بعد ایسے حالات پیدا کر دیے جائیں کہ وہ سرے سے ختم ہی ہو جائے۔ جو بات میں نے آپ کے سامنے اور آپ کی وساطت سے پورے ایوان کے سامنے رکھی ہے وہ یہ ہے کہ آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ مونجی وہ فصل ہے اور باسمتی وہ چاول ہے جو پاکستان میں کپاس کے بعد سب سے زیادہ زر مبادلہ کمانے والی جنس ہے۔ اس جنس کے ساتھ کافی عرصے سے جو سلوک ہو رہا ہے آپ کی وساطت سے میں چودھری صاحب کی خدمت میں یہ بات پیش کروں گا کہ تقریباً" ستر اسی فی صد علاقہ کافی عرصے سے اس سنڈی کی زد میں ہے اور ستم بالائے ستم کہ ایک نئی بیماری "پتا لپیٹ" کی صورت میں بھی آ گئی ہے۔ پہلے دھان کی سنڈی تھی اور اب یہ "پتا لپیٹ" آ گئی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب ایسے اسباب پیدا کرتیں کہ وہ جنس جو پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت سے کام کرتی ہے اس کو بچانے کے لیے بہتر سے بہتر تدابیر اختیار کی جاتیں۔ لیکن ہوا یہ کہ جس وقت چودہ سال کے بعد سپرے کا پروگرام بنایا گیا تو معذرت سے عرض کروں گا کہ تقریباً" ڈیڑھ دو ماہ لیٹ اس کام کو شروع کیا گیا۔ چونکہ مونجی کی

فصل کے جو ابتدائی ایام ہوتے ہیں ان میں سنڈی کا حملہ شدت سے ہوتا ہے۔ اگر سنڈی اور پتا لپیٹ سے اس فصل کو بچانا ہے تو سپرے اگست کے مہینے مکمل ہو جانا چاہیے تھا۔ لیکن یہاں ستمبر کے آخری دنوں میں اس کو شروع کیا گیا۔ اور جو شروع کیا گیا' میں حافظ آباد کے علاقے میں جانتا ہوں کہ تقریباً" تیس چالیس فی صد علاقے پر سپرے کا پروگرام بنایا گیا اور عملاً" صرف دس بارہ فی صد علاقے پر سپرے کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! میں آپ سے صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف نے جو جواب دیا تھا' آپ اس سے مطمئن ہیں یا نہیں؟

چودھری نور محمد تارڑ: جناب والا! میں مطمئن تو ہوں اور میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ بات ٹھیک ہے۔ لیکن ایک مسئلہ بہت اہم ہے وہ یہ کہ اس فصل کے لیے پچاس روپے فی ایکڑ سپرے کی قیمت وصول کی جائے گی۔ تو میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر پچاس روپے فی ایکڑ کے حساب سے اس کا معاوضہ وصول کیا گیا اور عملاً" میں دس یا پندرہ یا بیس ایکڑ پر سپرے ہوا ہے تو ہو گا یہ کہ تمام کاشتکاروں سے یہ معاوضہ وصول کیا جائے گا اور اس زمیندار میں یہ سکت نہیں کہ وہ اس معاوضہ کو ادا کر سکے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ سپرے کو تو جاری رکھا جائے اور سپرے کو جاری رکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی تاریخیں متعین کر دی جائیں کہ یہ جولائی کے آخر یا اگست تک سپرے لازمی ہو جائے گا اور اس کی پچاس روپے لاگت جو وصول کی جانے والی ہے تو مہربانی کر کے ان سے پچاس روپے کی وصولی سے اجتناب کیا جائے۔ کیونکہ میں ایک بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مونجی کی جو قیمت خرید ہے اور قیمت فروخت ہے اس میں حکومت کی طرف سے 153 روپے مقرر ہے لیکن عملاً" قیمت کاشتکار کو بہت کم دی جاتی ہے۔ حالانکہ باہر جب یہ فروخت کی جاتی ہے تو یہ چاول چھ سو روپے فی من کے حساب سے فروخت کیا جاتا ہے۔ اتنا بڑا منافع یہ حکومت کماتی ہے تو پھر کیوں نہ اس سپرے کو مفت کیا جائے۔ اور مفت کے سپرے کر کے اس فصل کو بچایا جائے۔ جس کے ذریعے زر مبادلہ کمانے والی فصل کو ٹھیک ٹھاک طریقے سے کاشت کیا جا سکے۔ بس میری آپ سے یہی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر اگر اس سلسلہ میں اور بھی

دوست اپنا اظہار خیال کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لیے قانونی طریق کار اختیار کر لیا جائے۔
(قطع کلامی) ملکی صاحب! میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ میں اس تحریک التوا کو admit کرتا ہوں تاکہ آپ دوست اس سلسلہ میں اظہار خیال کر سکیں۔

چودھری سکندر حیات ملکی: جناب والا! میری آپ سے درخواست ہے کہ اس معاملے کو آج ہی نپٹا لیا جائے کیونکہ سپرے کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ اب تو فصل پک گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملکی صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ چودھری نور محمد تارڑ صاحب کی تحریک التوا یہ ہے:

کہ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے گذشتہ اجلاس میں ہونے والے فیصلہ کے مطابق تحصیل حافظ آباد میں دھان کی فصل پر جو ہوائی سپرے شروع کیا گیا ہے' اس کے قطعی طور پر غیر مؤثر ہونے کی وجہ سے وسیع رقبہ کھڑی دھان کی فصل رائس بورر اور پتا لپیٹ سنڈی کی تباہ کاریوں کا شکار ہو رہی ہے جس سے علاقہ کے کاشتکار آبادی میں زبردست بے چینی پیدا ہو رہی ہے یہ سپرے محض رسمی کارروائی کے طور پر کیا جا رہے ہے۔ بڑی تاخیر سے شروع کیا گیا ہے۔ وسیع و عریض رقبہ سپرے سکیم سے باہر رکھا گیا ہے اور جہاں سپرے ہوا ہے دوائی مکمل طور پر غیر مؤثر اور بہت سا رقبہ چھڑکاؤ سے محروم رکھا گیا ہے۔

چنانچہ آپ سے استدعا ہے کہ معاملہ کی فوری اور سنگین نوعیت کے پیش نظر اجلاس کی کارروائی روک کر اس تحریک التوا پر آؤٹ آف ٹرن بحث کی اجازت دی جائے۔

تو اس سلسلہ میں میں معزز ممبران کی رائے طلب کرنا چاہوں گا۔

وزیر زراعت: (چودھری محمد اقبال) پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

وزیر زراعت: جناب والا! فاضل رکن جنہوں نے یہ تحریک پیش کی ہے ان سے ذرا پوچھ لیا جائے کہ میرے جواب کے بعد اگر وہ اپنی تحریک کو پریس کرتے ہیں تو پھر اگلی کارروائی شروع کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! کوئی بات نہیں ہے۔ اس پر اور دوست بھی بولنا چاہتے ہیں تو وہ بول لیں گے۔

وزیر زراعت: بالکل ٹھیک ہے۔ جیسے آپ پسند کرتے ہیں۔ (قطع کلامی) راجہ صاحب یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔

CH SIKANDAR HAYAT MALHI: It is in the interest of the Government. It is not against the Government. It is to help them in fature. They have done a wonderful after fourteen years and they have started a good work for the poor farmers What we want to impress upon them is the procedure. Actually, the spray is on the papers but what we want to bring to the notice of the government is that if we fail next year they will also fail in some thing which is government money. I would request the hounourable members to come to me for an analysis and figures which will tell them how many millions of rupees have been spent on the spray over the crops and what effect it has had. It is a public thing and worthy of the Govenment notice. That is what we wanted to explain.

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔ اور وہ کمیٹی اپنی سفارشات ہاؤس میں پیش کر دے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ فکر نہ کریں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ رولز کے مطابق ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میں بھی دھان پیدا کرنے والے علاقہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ مجھے بھی مشکلات کا پتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں فاضل ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں leave grand کرتے ہیں یا نہیں؟ میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ جو فاضل اراکین leave grant کرنے کے بارے میں "ہاں" کہتے ہیں وہ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر چند معزز اراکین سیٹوں پر کھڑے ہو گئے)

بہرحال اس تحریک التواء کے بارے میں ہاؤس نے leave grant نہیں کی۔ (تحریک التواء نامنظور ہوئی)

خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی) ہاؤس میں کورم نہیں ہے لہٰذا گھنٹی بجائی جائے۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کریں۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کورم میں نہیں ہے لہٰذا اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی ہوئی)

(وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہ تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر: کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس کی کارروائی 24 ستمبر 1991ء شام 4 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

منگل، 24- ستمبر 1991ء

(سہ شنبہ، 15- ربیع الاوّل 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 4 بج کر 40 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب چیئرمین ارشاد حسین سیٹھی کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری اطہر غفران نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ
وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ
تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ
غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝

سورہ حٰمٓ السجدۃ آیت 29 تا 32

اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں وہ دکھا جنھوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا جنوں اور انسانوں میں سے۔ ہم انھیں اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔ بیشک جنھوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمھارے دنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمھارے لیے ہر چیز موجود ہے جس کو تمھارا دل چاہے اور جو وہاں مانگو گے ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف مہمانی ہے۔

وما علینا الا البلاغ ٥

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! جو کل کی کارروائی کے لیے ایجنڈا ایوان میں تقسیم کیا گیا اس میں درج ہے کہ ۔۔۔

The Meeting of the Assembly to be held on Wednesday, the 25 September, 1991 at 9:00a.m.

جناب والا ! اس میں کل لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے۔

صوبے کی جو امن عامہ کی صورت حال ہے وہ نہایت سنگین ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ ایک نہایت ہی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اس لیے اسے کل ٹیک اپ کیا جانا ہے لیکن جناب والا! کل اسمبلی کی میٹنگ صبح 9-00 بجے رکھی گئی ہے اور کل ایک معزز اور خوبصورت مہمان یہاں تشریف لا رہی ہیں۔ قائد ایوان اور وزیر قانون سارا دن ان کی میزبانی میں رہیں گے اور ان کے ہم رکاب رہیں گے تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جب صوبے کی امن عامہ کی صورت حال پر بحث ہو رہی ہو تو کم از کم قائد ایوان کا ایوان میں موجود ہونا ضروری ہے اس لیے جناب والا میری تجویز ہے کہ اسمبلی کی کل کی نشست شام کے 5-00 بجے کے لیے رکھی جائے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جناب شاہ صاحب! جس طرح آپ نے یہ بات کی ہے کہ قائد ایوان، ایوان کا حصہ ہیں اور ان کا موجود ہونا ضروری ہے، جیسے آپ نے خود ہی فرمایا کہ انتہائی اہم مصروفیات کی بناء پر قائد ایوان کل موجود نہیں ہوں گے، تو میرا خیال ہے کہ ۔۔۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ صرف قائد ایوان ہی مصروف نہیں ہیں ساری کابینہ کل مصروف ہے۔ اس لیے جناب والا! کل اگر شام کی نشست رکھ لی جائے تو اس میں کوئی رکاوٹ والی بات نہیں ہے۔ آج بھی شام کی نشست رکھی گئی ہے۔ کل بھی شام کی نشست رکھ لی جائے۔

جناب چیئرمین : آپ کی اس تجویز پر آج کی کارروائی کے بعد غور کر لیتے ہیں۔ وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔

وزیر قانون : جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو شاہ صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے

میں اس بارے میں گزارش کروں۔

جناب چیئرمین : جی ہاں ضرور۔ جناب لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون : جناب والا! اس سلسلے میں شاید جناب شاہ صاحب کے نوٹس میں یہ بات نہیں ہے کہ ابھی میری قائد حزب اختلاف سے بات ہوئی تھی اور ان سے بھی میں نے یہی بات پوچھی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو کل صبح کو سیشن ہو سکتا ہے اور اس میں کم از کم میں اور کیبنٹ کے ممبرز اپنی موجودگی کو یقینی بنا لیں گے لیکن چونکہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس پر کچھ ہمارے ممبر صاحبان اور ممکن ہو سکتا ہے کہ اس اہم موضوع پر آپ نے بھی تقریر کرنی ہو اس لیے حاضری جتنی بہتر ہو اتنا اچھا ہے۔ اس پر میرا اور قائد حزب اختلاف کا آپس میں اتفاق ہوا ہے کہ کل کا جو سیشن ہے وہ شام کو کریں گے تو آپ کی خدمت میں بھی یہی گزارش ہے کہ بے شک اس ایجنڈے سے ہٹ کر کل کا سیشن شام 00-4 بجے رکھا جائے تاکہ ان کا یہ جو خدشہ ہے اس کا ازالہ ہو سکے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ جس طرح وزیر قانون صاحب نے یہ بات کہہ دی ہے اور جناب قائد حزب اختلاف سے بھی اس معاملے میں بات ہو چکی ہے، شاہ صاحب! اس بات پر اب مطمئن ہوں گے؟

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! اگر یہ بات ابھی کچھ تھوڑی دیر پہلے ہوئی تو میرے علم میں نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : چلیں پھر آپ قائد حزب اختلاف سے پوچھ لیں۔

سید چراغ اکبر شاہ : بہر حال وزیر قانون صاحب نے میری تجویز مان لی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے دانش مندی کا ثبوت دیا ہے اور میں بھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کی توجہ آدھی اسمبلی میں رہے اور آدھی باہر کے function میں رہے۔ تو مناسب تو یہی تھا کہ سردار صاحب یہاں سے فارغ رہیں اور شام کو جب اس اہم موضوع پر بحث ہو تو وہ خود یہاں موجود ہوں کیونکہ ان کی موجودگی ضروری ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جناب شاہ صاحب!

وزیر قانون : جناب والا! شاہ صاحب میرے مشکور ہیں اور میں قائد حزب اختلاف کا مشکور ہوں کہ انہوں نے میری تجویز مان لی ہے کہ کل شام کو اجلاس ہوگا اور میں نے شاہ صاحب کی تجویز مان لی ہے۔

وزیر جنگلات (راجہ اشفاق سرور خان) : قائد حزب اختلاف وہاں خود معزز مہمان کو خوش آمدید کہنے کے لیے موجود ہونا چاہتے تھے۔

(قہقہے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ سماجی بہبود)

جناب چیئرمین : جناب منسٹر صاحب آپ نے اجازت نہیں لی۔ اب سوالات شروع کیے جاتے ہیں اور سماجی بہبود سے سوالات کا آغاز کرتے ہیں۔ سوال نمبر 129 جناب غلام سرور خان!

جہیز فنڈ کے لیے مختص رقم کی تفصیل

☆129۔ خان غلام سرور خان : کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع راولپنڈی کے لیے 6 اگست 1990ء سے 24 اکتوبر 1990ء تک جہیز فنڈ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) حلقہ نمبر این اے 40 اور پی پی 5 میں جن افراد کو چیک دیے گئے ہیں ان کی مکمل تفصیل کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر محمد انوار الحق) :

(الف) جوابات درج ذیل ہیں۔

ضلع راولپنڈی کے لیے آبادی کی بنیاد پر 6 اگست 1990ء سے 24 اکتوبر 1990ء تک مبلغ -/807400 روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(ب) 6 اگست 1990ء سے 24 اکتوبر 1990ء کے عرصہ میں مبلغ -/145000 روپے حلقہ این اے 40 پی پی 5 کے 29 استفادہ کنندگان

میں تقسیم کیے گئے۔ استفادہ کنندگان کی تفصیل لف ہے۔

فہرست استفادہ کنندگان (جہیز فنڈ)

این اے 40، پی پی 5، تحصیل ٹیکسلا

نمبر شمار	درخواست دہندہ کا نام و پتہ	چیک نمبر اور تاریخ	رقم
1۔	محمد یوسف ولد غلام محمد گاؤں و ڈاک خانہ لوسر شرقو	اے 100197 16-8-90	5000/00
2۔	زینب بی بی بیوہ محمد مارس محلہ خورد ٹیکسلا	اے 100198 16-8-90	5000/00
3۔	حافظ نور الٰہی ولد کرم الٰہی گاؤں غازی کومیلہ لوسر شرقو ٹیکسلا	اے 100199 16-8-90	5000/00
4۔	عزیز النساء زوجہ غلام رسول ڈوگی گلی وارڈ نمبر 1 ہسپتال روڈ ٹیکسلا	اے 100200 16-8-90	5000/00
5۔	سعیدہ مریم نقوی زوجہ اسحاق حسین شاہ محلہ چک مظفر آباد ٹیکسلا	اے 100501 16-8-90	5000/00
6۔	بیگم نور زوجہ غلام محمد محبت آباد واہ کینٹ ٹیکسلا	اے 100502 16-8-90	5000/00
7۔	زکیہ بی بی زوجہ محمد مارس ہاؤس نمبر 16 این 1077 پوسٹ آفس واہ کینٹ	اے 100503 16-8-90	5000/00
8۔	عشت جان زوجہ ستار محمد محلہ دھیان ٹیکسلا	اے 100505 16-8-90	5000/00
9۔	محمد یونس انصاری ولد شیخ احمد انصاری کوارٹر نمبر 14' جی 865 پوسٹ آفس واہ کینٹ	اے 100506 16-8-90	5000/00

10۔ محمد سلطان ولد محمد اکبر اے100507 5000/00
گاؤں گودا تحصیل ٹیکسلا 16-8-90

11۔ عبدالحمید بھٹی ولد قاضی گھکرو اے100508 5000/00
کوارٹر نمبر 27، ایکٹ 96 16-8-90
پوسٹ آفس واہ کینٹ

12۔ محمد یونس ولد غلام محمد اے100509 5000/00
گاؤں و ڈاک خانہ لوسر شرقو تحصیل ٹیکسلا 16-8-90

13۔ امتیاز بیگم زوجہ عبدالمجید اے100510 5000/00
گاؤں غازی کولی تحصیل ٹیکسلا 16-8-90

14۔ فہمیدہ بیگم زوجہ غلام محی الدین اے100511 5000/00
بی۔477، لالہ رخ واہ کینٹ 16-8-90

15۔ عبدالغنی ولد حیات محمد اے100512 5000/00
کوارٹر نمبر194,722 پوسٹ آفس واہ کینٹ16-8-90

16۔ محمد گلزار ولد حاجی احمد اے100513 5000/00
15جی، 323واہ کینٹ 16-8-90

17۔ ڈاکٹر محمد جمال ملک ولد مولوی فضل دین اے100514 5000/00
نواب آباد واہ کینٹ 16-8-90

18۔ نیامت جان زوجہ شاہ محمد جی ٹی روڈ اے100515 5000/00
نزد یونین کونسل واہ کینٹ محلہ غریب آباد 16-8-90

19۔ سعیدہ خانم زوجہ سجاول خان اے100516 5000/00
موضع و ڈاک خانہ غازی افغانان تحصیل ٹیکسلا16-8-90

20۔ ثریا بی بی دختر رحمت دین اے100517 5000/00
آسناں آباد نزد واہ کینٹ ورکس 16-8-90

21۔ رنا بیگم زوجہ محمد رفیق اے100518 5000/00
سکنہ بدو ٹیکسلا 16-8-90

22۔	منور جان زوجہ اسحاق حسین پوسٹ آفس غازی افغانان ٹیکسلا	اے100519 16-8-90	5000/00
23۔	خان محمد ولد فتح محمد موضع مول ڈاک خانہ غازی افغانان ٹیکسلا	اے100520 16-8-90	5000/00
24۔	غلام ظہرہ زوجہ محمد اشرف موضع گاتیہ طارق جنرل سٹور کچی آبادی جی ٹی روڈ	اے100521 16-8-90	5000/00
25۔	سکینہ جان زوجہ خداداد پوسٹ آفس حسن آباد تحصیل ٹیکسلا	اے100522 16-8-90	5000/00
26۔	ریشم جان زوجہ سردار خان موضع بجار پوسٹ آفس پرمیانہ ٹیکسلا	اے100523 16-8-90	5000/00
27۔	وزیر محمد ولد شیر محمد ایف54/4 ایف۔ایچ ہاؤسنگ کالونی ٹیکسلا	اے100524 16-8-90	5000/00
28۔	خانم جان زوجہ عبدالعزیز بھٹی موضع پھالیہ ٹیکسلا	اے100525 16-8-90	5000/00
29۔	بی بی گل شیریں زوجہ سید خادم حسین محلہ پیاری تحصیل ٹیکسلا	اے100504 16-8-90	5000/00

سید چراغ اکبر شاہ : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ 6 اگست سے لے کر 24 اکتوبر تک پنجاب کے لیے جینز فنڈ کی کل کتنی رقم مختص کی گئی۔

جناب چیئرمین : کیا وزیر موصوف اس بارے میں کچھ بتا سکیں گے۔ ویسے رقم کے تعین کے لیے fresh question ضروری ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر سماجی بہبود کو یہ تو کم از کم پتہ ہوگا کہ ان کے محکمے میں اتنی مدت کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی۔

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! اس کے لیے دس کروڑ روپیہ سال کے لیے رکھا گیا

تھا۔ یہ روپیہ مختلف قسطوں میں آبادی کے لحاظ سے تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر ضلع کو اس کی تین یا چار اقساط ملتی رہتی ہیں اور ایک قسط تقریباً دس سے پندرہ لاکھ روپے کی بنتی ہے۔ اگر جناب والا! فاضل ممبر exact figure چاہتے ہیں تو میں وہ بھی ان کو مہیا کر سکتا ہوں۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیز فنڈ کی رقم ہر ضلع کو برابر تقسیم کی جاتی ہے یا آبادی کی نسبت سے تقسیم کی جاتی ہے ؟

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! میں نے اس کا جواب پہلے ہی دے دیا ہے کہ یہ آبادی کی بنیاد پر تقسیم کی جاتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سوال کے جواب کی فہرست کے مطابق ایک سے چار تک چیک ایک ہی سیریز کے ہیں اور تاریخ 16 اگست 1990ء ہے اس سے آگے جو پانچ نمبر ہے وہ بھی 16 اگست 1990ء کا ہی ہے لیکن چیک کا تین سو نمبر غائب ہے کیا وزیر موصوف اس کی وجہ بتا سکیں گے ؟

جناب والا فہرست کے نمبر 5 پر جو چیک ہے اس کا نمبر 100501 ہے اس چیک کی تاریخ اور پہلے والے چیک کی تاریخ ایک ہی ہے یعنی اوپر والے اور نیچے والے چیک کی ایک ہی تاریخ ہے مگر جناب والا! درمیان والے تین سو چیک کہاں گئے ؟

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! میاں منظور احمد موہل صاحب نے پچھلی دفعہ بھی یہ سوال پوچھا تھا۔ یہ ہمارے اوپر ان کا ادھار ہے۔

جناب چیئرمین : اس کا جواب تو پچھلی بار بھی دیا گیا تھا۔

وزیر سماجی بہبود : جی بالکل جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ جو چیک بک فراہم کی گئی تھی اس میں چار ورق باقی رہ گئے تھے اس کے بعد تین چیک کسی اور محکمے کو دیے گئے اور جب انھوں نے درخواست کی تو چونکہ وہ میٹنگ ایک ہی دن تھی تو پہلے چار چیک ایک چیک بک میں سے کاٹے گئے جس کا سیریل نمبر جناب موہل صاحب نے بتایا اور پھر اگلی چیک بک میں سے باقی کے چیک کاٹے گئے۔ میٹنگ کی چونکہ ایک ہی تاریخ ہوتی ہے اس لیے وہ سارے چیک ایک ہی تاریخ میں کاٹے گئے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میرے اس سوال کا مقصد یہ ہے کہ سیریل نمبر 4 پر چیک کا نمبر100200 ہے اور اس کے آگے چیک کا نمبر 100501 ہے یعنی ایک ایک سو کی پوری تین کاپیاں درمیان میں سے غائب ہیں یعنی کوئی اور نمبر آسکتا تھا یعنی آپ دیکھیں کہ پہلے چیک کا نمبر 100197 ہے اس کے بعد 100199,100198 اور اس کے بعد 100200 ہے پھر اس کے آگے 100502,100501 اس کی سیریز چلتی ہے یعنی درمیان کے تین سو چیک نہیں ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی اور کام میں وہ تین کی تین کاپیاں لگ جائیں۔

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! یہ چیک بکس مختلف محکموں کو دی جاتی ہیں اور یہ کسی ایک ہی ادارے کو نہیں دی جاتیں اور جب وہ ختم ہونے والی ہوتی ہیں تو وہ دوسری چیک بکس کے لیے درخواست کرتا ہے تو جناب والا! یہ تین چیک بکس اس نمبر کی کسی دوسرے ادارے کو دی گئی ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میاں منظور احمد موہل صاحب کے جواب میں تو وزیر موصوف نے کہا ہے کہ تین چیک بکس کی سیریز دے دی گئی ہیں لیکن جناب والا! یہ 100503,100502,100501 اور پھر 100505 کے چیک فہرست میں بنائے گئے ہیں مگر 100504 نمبر چیک اس میں missing ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

جناب چیئرمین : وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ یہ چیک بک مختلف اداروں کو دی جاتی ہیں اس کے بارے میں غالباً ان کا نقطہ یہی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! اگر دو سو کے بعد پانچ سو کی سیریز شروع کر دی جائے اور 503,502,501 اور اس کے بعد 505 آگیا ہو تو پھر 504 نمبر کا چیک تو اس میں سے غائب ہے۔

جناب چیئرمین : کیا آپ 100504 نمبر کے چیک کی بات کرتے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ : جی جناب والا!

جناب چیئرمین : کیا اس بارے میں وزیر موصوف کچھ فرمائیں گے ؟

جناب چیئرمین : 503 کے بعد 505 ہے شاہ صاحب 504 کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! اگلے صفحے پر سیریل نمبر29 پر اس چیک کا نمبر لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : تو یہ اگلے صفحے پر سیریل نمبر29 پر ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! یہ جا ہے کہ یہ صفحہ نمبر 4 اور سیریل نمبر 29 پر لکھا ہوا ہے۔ لیکن جناب والا! فہرست کی سیریل نمبر7 پر 503 ہے اور 504 سیریل نمبر 29 پر چلا گیا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے عرض کروں گا کہ اس کا اندراج تو ہو گیا ہے۔ اب اس پر تو بات نہیں کی جا سکتی۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! آپ جیسے مناسب سمجھیں۔ مگر جناب والا! مناسب تو یہی تھا کہ اس نمبر کا چیک تو سیریل نمبر 8 پر ہونا چاہیے تھا مگر یہ چلا گیا سیریل نمبر29 پر۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں پہلے وہ رہ گیا تھا مگر بعد میں وہ درج کر دیا گیا ہے۔ سوال نمبر263 میاں محمود احمد۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب والا! میں نے بھی ایک ضمنی سوال کرنا ہے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ سوال کافی لمبا ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اگر اس سال کے لیے جینز فنڈ منظور ہو چکا ہے تو اس سال کی رقم کب تک ادا کی جائے گی؟

جناب چیئرمین : میں نے اب اگر سوال کے لیے کہہ دیا ہے تو اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اب اگلے سوال کو ہی لیا جائے۔ جی سوال نمبر263 میاں محمود احمد۔

محکمہ سوشل ویلفیئر کے تحت کام کرنے والے اداروں کی تفصیل

☆263 ۔ میاں محمود احمد : کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یہ ادارہ محکمہ سماجی بہبود کا ادارہ ہے اور اس کے پاس سماجی بہبود کے لیے فنڈز بھی ہوتے ہیں اگر ایسا ہے تو محکمہ ہذا میں اس وقت کتنے فنڈز کن مقاصد کی تکمیل کے لیے ہیں۔

(ب) صوبہ میں اس محکمہ کے زیر کنٹرول کون کون سے سماجی ادارے ہیں اور ان پر سالانہ کتنی رقم خرچ کی جاتی ہے۔

(ج) محکمہ ہذا کے تحت ضلع لاہور میں کون کون سے ادارے کہاں کہاں واقع ہیں ان اداروں کا کنٹرول کس کے پاس ہے اور وہاں کتنے کتنے فنڈز سالانہ مہیا کیے جاتے ہیں۔

(د) ان منصوبوں کے علاوہ حکومت کن کن مقاصد کے لیے اور کہاں کہاں فنڈز خرچ کر سکتی ہے یا کن کن مقاصد کے لیے فنڈز فراہم کیے جا سکتے ہیں۔

(ہ) کیا حکومت لاہور میں کوئی نئے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو ان کی تفصیل کیا ہے اور کب شروع کر رہے ہیں اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر محمد انوار الحق) :

(الف) جی ہاں یہ درست ہے محکمہ سوشل ویلفیئر ایک سماجی بہبود کا محکمہ ہے۔ اس محکمہ کو موجودہ سال کے دوران مبلغ-/27,10,49,750 روپے درج ذیل مقاصد کے لیے مہیا کیے گئے۔

1۔ معاشرے کے محروم لوگوں مثلاً یتامیٰ، بیوگان اور لاوارث افراد کی تربیت و بحالی۔

2۔ معذور افراد اور کنہ مریضوں کی تربیت و بحالی۔

3۔ عام لوگوں خصوصاً خواتین کی معاشی اور معاشرتی ترقی۔

4۔ قدرتی و سماوی آفات اور ہنگامی حالات میں امدادی سرگرمیاں۔

5۔ دیہی اور شہری علاقوں میں غریب خواتین کے لیے تربیتی سہولتیں کی فراہمی تاکہ وہ اپنے کنبہ کی آمدنی میں اضافہ کر سکیں۔

6۔ معاشرتی برائیوں کی بیخ کنی۔

7۔ رجسٹرڈ فلاحی تنظیموں کی پیشہ ورانہ رہنمائی اور مالی امداد۔

8۔ ترغیبی ذرائع حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے لوگوں میں احساس فرائض اور معاشرتی آگہی پیدا کرنا۔

(ب) صوبہ میں سماجی بہبود کے اخراجات کے لیے 1990-91ء کے بجٹ میں مجموعی طور پر -/27,10,49,750 روپے مختص کیے گئے ہیں جس میں دس کروڑ روپے بیت المال کے اور دس کروڑ روپیہ جہیز فنڈ کے بھی شامل ہیں اس مجموعی رقم میں سے -/7,10,49,750 روپے درج ذیل سماجی اداروں کے لیے مختص جو محکمہ سماجی بہبود نے قائم کیے ہیں اور اسی کے کنٹرول میں کام کر رہے ہیں۔

1۔ 50 اربن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹس ان پنجاب

2۔ 13 رورل کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹس پنجاب

3۔ 16 میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹس، پنجاب

4۔ گورنمنٹ دارالاطفال، بہاولپور

5۔ چائلڈ ویلفیئر اینڈ ان سروس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، لاہور

6۔ ہوم فار ڈسٹی ٹیوٹ اینڈ انڈر پریولیجڈ وومن راولپنڈی

7۔ ماڈل آرفنج، لاہور

8۔ 6 رسیکیو ہوم، پنجاب

9۔ ایبڈ نیڈ ہیپز اینڈ ڈسٹی ٹیوٹ چلڈرن ہوم، راولپنڈی

10۔ ڈے کیئر سنٹر، لاہور

11۔ 4 ڈے کیئر سنٹر راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان، بہاولپور

12۔ ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم ان پنجاب، سپردائزری سٹاف ایٹ ہیڈ

کوارٹر

13۔ 29ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہومز، پنجاب

14۔ 5 مدر اینڈ چلڈرن ہومز، پنجاب

15۔ مدر اینڈ چلڈرن ہوم سیالکوٹ

16۔ ویلفیئر ہوم فار ڈسٹیٹوٹ اینڈ نیڈی وومن، لاہور

17۔ ٹریٹ منٹ ٹریننگ اینڈ ری ہیبلیٹیشن سنٹر آف مینٹلی ریٹائرڈ چلڈرن، لاہور

18۔ 8 سوشل سروسز سنٹر فار لاسٹ اینڈ کڈنیپڈ چلڈرن

19۔ 8 ہوسٹل برائے ورکنگ وومن

20۔ 15 میڈیکل سوشل سروسز پراجیکٹس پنجاب

21۔ 16 میڈیکل پراجیکٹس سوشل سروسز پراجیکٹس (تحصیل ہیڈ کوارٹر)

22۔ ویلفیئر ہوم فار اولڈ انفارم پرسنز لاہور

23۔ 5 ماڈل ڈرٹ ایوز سنٹر لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان بہاولپور

24۔ ویلفیئر ہوم فار آرفن ڈسٹی ٹیوٹ اینڈ نیڈی گرلز، راولپنڈی

25۔ سوشل سروسز پراجیکٹ فار وومن، ملتان

26۔ ڈسیڈ ہوم لاہور

27۔ ہاف وے ہاؤس، لاہور

28۔ کنوینٹ ہوم ملتان

29۔ پنجاب ہوسٹل سروسز بورڈ

30۔ گرانٹ ٹو وومن ڈویلپمنٹ اینڈ ویلفیئر سنٹر لاہور

31۔ گرانٹ ٹو انڈسٹریل ہومز

32۔ سوشل ویلفیئر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کی عمارت کی تعمیر

33۔ فیملی چلڈرن (یتیم) کی عمارت کی بہاولپور میں تعمیر

34۔ دارالامان راولپنڈی عمارت کی تعمیر

35۔ دارالامان ملتان کی عمارت کی تعمیر

36۔ عافیت لاہور کی عمارت کی تعمیر

37۔ کرپشن آف دن پوسٹ آف فیزیو تھراپسٹ اینڈ دن پوسٹ آف پیسچ تھراپسٹ ان دی ڈائریکٹوریٹ جنرل سوشل ویلفیئر پنجاب لاہور

38۔ ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ سیل نظامت اعلیٰ سوشل ویلفیئر لاہور

39۔ انڈر ٹیکنگ ٹریننگ آف ٹریزز ان صنعت زاران پنجاب

(ج) ضلع لاہور میں واقع سماجی اداروں کی فہرست بمعہ مہیا کردہ فنڈز درج ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ	کنٹرولنگ آفیسر	سالانہ مہیا کردہ فنڈز 1990-91ء
1-	ارن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 1، 26 عمر دین روڈ وسن پورہ لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	139330 روپے
2-	ارن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 2، 89 علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسو	144530 روپے
3-	ارن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 3، غلام کالونی سمن آباد نزد پولیس سٹیشن لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	173570 روپے
4-	ارن کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 4، مین بازار راج گڑھ لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	183290 روپے

5-	ارن کیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 5، موہنی روڈ بلال گنج لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	193850 روپے
6-	ارن کیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 6، ونڈسر پارک البیرونی روڈ اچھرہ لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	189740 روپے
7-	ارن کیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 7، کمیونٹی سنٹر درخشاں کالونی گرین ٹاؤن لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	188510 روپے
8-	ارن کیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 8، فیض پارک لال پل مغل پورہ کنال بنک لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	194990 روپے
9-	ارن کیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ نمبر 9، کنگ محل گلبرگ تھرڈ لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	159190 روپے
10-	کیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ گوالمنڈی لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	188650 روپے
11-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل مینٹل ہسپتال لاہور)	میڈیکل سوشل آفیسر	210080 روپے

12-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل سر گنگارام ہسپتال لاہور)	میڈیکل سوشل آفیسر	166720روپے
13-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل میو ہسپتال لاہور)	میڈیکل سوشل آفیسر	191110روپے
14-	ڈویژنل بلڈ ٹرانسفیوزن یونٹ لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	50710روپے
15-	ڈسٹرکٹ ٹرانسفین سروسز ہسپتال لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	72530روپے
16-	سوشل سروسز (میڈیکل جنرل ہسپتال لاہور)	میڈیکل سوشل آفیسر	75780روپے
17-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل، گلاب دیوی ہسپتال لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	183110روپے
18-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) لیڈی ولنگٹن ہسپتال لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	78670روپے
19-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) شیخ زید ہسپتال لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	81490روپے
20-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) فاطمہ میموریل ہسپتال لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	103830روپے

21-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) سروسز ہسپتال لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	82370روپے
22-	ماڈل ڈرگ ایبوز سنٹر لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	92700روپے
23-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	94060روپے
24-	سوشل سروسز پراجیکٹ (میڈیکل) انسٹی ٹیوٹ آف کمیونٹی میڈیسن لاہور	میڈیکل سوشل آفیسر	68040روپے
25-	سوشل ویلفیئر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لاہور ہسپتال لاہور	پرنسپل	1081510روپے
26-	ڈس ایبلڈ ہوم لاہور	سپرنٹنڈنٹ	535930روپے
27-	ہاف وے ہاؤس لاہور	سپرنٹنڈنٹ	588800روپے
28-	مدر اینڈ چلڈرن ہوم لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	408390روپے
29-	ہوم فار ڈسٹی ٹیوٹ اینڈ نیڈی وومن لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	356320روپے
30-	ہوسٹل فار ورکنگ وومن لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	221700روپے
31-	ٹریٹ منٹ ٹریننگ اینڈ ری ہیبلی ٹیشن سنٹر آف مینٹلی ریٹائرڈ چلڈرن	سوشل ویلفیئر آفیسر	314910روپے

	لاہور		
32-	نگہبان لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	279460روپے
33-	ہوم فار اولڈ انفارم پرسنز لاہور	سوشل ویلفیئر آفیسر	268620روپے
34-	ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہومز لاہور	مینجر	480580روپے
35-	ڈے کیئر سنٹر لاہور	سپرنٹنڈنٹ	177020روپے
36-	ماڈل آرفنج لاہور	سپرنٹنڈنٹ	218600روپے
37-	وومن ڈویلپمنٹ اینڈ ویلفیئر سنٹر لاہور	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	514320روپے

(د) محکمہ سماجی بہبود جز (ب) میں درج سکیموں کے ذریعے مقررہ مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں ہے۔ جبکہ ان پروگراموں کو زیادہ وسیع کرنے کی گنجائش باقی ہے، لہٰذا مزید فنڈز مہیا ہونے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک خدمات پہنچائی جا سکتی ہیں۔

(ہ) محکمہ ہذا نے سال 92-1991ء کے دوران ترقیاتی جٹ کے تحت درج ذیل دو نئے منصوبے شروع کرنے کے لیے تجاویز محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب لاہور کو بھجوائی ہوئی ہیں۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت
1-	اسٹیبلش منٹ آف سکول سوشل ورک پراجیکٹ ان پنجاب	1384000روپے
2-	اسٹیبلش منٹ آف پراجیکٹس فار دی ویلفیئر اینڈ ڈویلپمنٹ آف پریزز اینڈ ویئر فیملیز ان پنجاب	947000روپے

مندرجہ بالا منصوبہ جات کی منظوری اور فنڈز کے مہیا ہونے کی صورت میں

ایک یونٹ لاہور میں قائم کیا جائے گا۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ سماجی بہبود کے جو فرائض ہیں اس کے جزو (الف) میں نمبر 6 پر یہ درج ہے کہ محکمہ سماجی بہبود کے فرائض میں شامل ہے "معاشرتی برائیوں کی بیخ کنی" اور نمبر 8 پر ترغیبی ذرائع سے حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے لوگوں میں احساس فرائض اور معاشرتی آگہی پیدا کرنا، تو جناب والا! معاشرتی برائیوں اور معاشرتی آگہی پیدا کرنے سے ان کی کیا مراد ہے ؟

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! اگر میرے فاضل ممبر معاشرتی برائیوں سے واقف نہیں ہیں تو میں ان کی تفصیل بتا دیتا ہوں یہ رشوت ہے، سفارش ہے اور اس قسم کی دوسری برائیاں ہیں ہمارے ماتحت جو فلاحی ادارے کام کر رہے ہیں ہم ان اداروں کو ان برائیوں کو ختم کرنے کے لیے motivate کرتے ہیں اور وہ ان برائیوں کو روکنے کے لیے اپنا کردار ادار کرتے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میں یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ آیا وزیر موصوف کو یہ پتا ہے کہ ان کے محکمے کے ذمے فرائض کیا ہیں تو جناب والا انھوں نے فرمایا ہے کہ ان کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ رشوت کو روکا جائے۔ تو جناب والا میں تو اس سے اتفاق نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : اس سماجی بہبود کا تعلق جس جس کام سے ہوگا۔۔۔۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ میں یہ ضمنی سوالات وزیر سماجی بہبود سے پوچھ رہا ہوں نہ کہ جناب والا سے۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ انھوں نے جواب دے دیا ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ سمجھ آپ بھی گئے ہیں۔ لہٰذا میں نے گزارش کی ہے کہ اب اگلا سوال شروع کیا جائے۔ سوال نمبر 350 ڈاکٹر خادر علی شاہ صاحب۔

جہیز فنڈ کے تحت تقسیم ہونے والی رقم کی تفصیل

☆350-ڈاکٹر خادر علی شاہ : کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

1985ء سے لے کر آج تک جہیز فنڈز کے تحت کتنی رقم ضلع خانیوال میں تقسیم کی گئی یہ فنڈز حاصل کرنے والے افراد کے نام اور پتہ جات کیا ہیں؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر محمد انوار الحق): جہیز فنڈ کی تقسیم سال 89-1988ء میں شروع ہوئی۔ ضلع خانیوال میں جہیز فنڈ کے آغاز سے اب تک کل رقم مبلغ -/1688000 (سولہ لاکھ اٹھاسی ہزار روپے) کی رقم تقسیم کی گئی۔ یہ فنڈ حاصل کرنے والے افراد کے نام و پتہ جات کی تفصیل صفحہ نمبر 178 پر ملاحظہ فرمائیں۔ کل 424 افراد کو جہیز فنڈز دیا گیا۔

میاں منظور احمد موہل: کیا وزیر موصوف اس امر کی وضاحت کریں گے کہ کم از کم اور زیادہ سے زیادہ ایک آدمی کو جہیز فنڈ کتنا دیا جا سکتا ہے؟

وزیر سماجی بہبود: اب یہ رقم بڑھا کر پانچ ہزار روپے کر دی گئی ہے۔ پہلے تو یہ کوشش ہوتی ہے کہ ایک بچی کی شادی کے لیے رقم دی جائے لیکن اگر ایک سے زائد بچیاں ہوں تو اس پر بھی کمیٹی غور کر سکتی ہے، یعنی دو بچیوں کے لیے بھی غور کر سکتی ہے لیکن اس کی رقم وہی پانچ ہزار روپے ہے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا کہ جو بھی چیز ایوان میں پیش کی جاتی ہے اس پر متعلقہ وزیر کے دستخط ہوتے ہیں یا سیکرٹری کے دستخط ہوتے ہیں۔ جس دستاویز پر دستخط نہیں ہوتے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ میں نے جو یہاں کے جوابات دیکھے ہیں اس پر کسی بھی شخص کے دستخط نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: موہل صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے اور یہ اس سے پہلے بھی متعدد مرتبہ کہا گیا ہے اور خصوصاً آپ نے پچھلے اجلاس میں بھی اس بات کا تذکرہ کیا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری بات ہے کہ ایوان میں جو سوالات یا تفصیلات پیش کی جائیں اس پر متعلقہ وزیر یا متعلقہ آفیسر کو دستخط کرنے چاہییں۔ شکریہ موہل صاحب۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال 392 رانا اکرام ربانی صاحب!

محکمہ سوشل ویلفیئر میں بھرتی کی تفصیل

☆392- رانا اکرام ربانی : کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ بھر میں ضلع وار 30 مئی 1988ء تاحال محکمہ سوشل ویلفیئر میں گریڈ ایک سے گریڈ اٹھارہ تک کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، عمریں، تعلیمی قابلیت' عہدے' پتے اور تاریخ تعیناتی کیا ہیں ان میں سے کتنے ملازمین کو قواعد و ضوابط میں نرمی پیدا کر کے تعینات کیا گیا۔

(ب) متذکرہ بالا ملازمین میں سے کتنے ملازمین کو بذریعہ اشتہار باقاعدہ درخواستیں وصول کر کے محکمانہ امتحان اور انٹرویو میں کامیابی کے بعد بھرتی کیا گیا۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب نفی میں ہو تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر محمد انوار الحق) :

(الف) صوبہ بھر میں مورخہ 30 مئی 1988ء تاحال محکمہ ویلفیئر میں گریڈ ایک سے گریڈ اٹھارہ تک 198 ملازمین کو بھرتی کیا گیا ان کی ضلع وار تعداد، نام، عمریں، قابلیت، عہدے، پتے، تاریخ تعیناتی اور دیگر تفصیل فہرست "الف" میں درج کر دی گئی ہے۔گوشوارہ ''ب'' بابت سوال نمبر 392 صفحہ 197 پر ملاحظہ فرمائیں)

(ب) 1- منسلکہ فہرست 'ب' میں درج شدہ پہلے 23 ملازمین کو بذریعہ اشتہار درخواستوں کی وصولی، محکمانہ امتحان اور انٹرویو میں کامیابی کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر بھرتی کیا گیا۔

2- لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد، سرگودھا اور ملتان ڈویژن میں 138 اہلکاران کو مجوزہ قواعد و ضوابط محکمانہ ٹیسٹ انٹرویو میں کامیابی اور اہلیت کی بناء پر بھرتی کیا گیا۔ جبکہ ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن کے 37 ملازمین سے درخواستیں بوساطت دفتر علاقائی روزگار وصول کر کے ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد قواعد و ضوابط کے مطابق بھرتی کیا گیا۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! جزو(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ منسلکہ فہرست

میں درج شدہ پہلے 23 ملازمین کو بذریعہ اشتہار درخواستوں کی وصولی، تحکمانہ امتحان اور انٹرویو میں کامیابی کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات پر بھرتی کیا گیا یہاں پہلے 23 سے کیا مراد ہے؟

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! یہ گریڈ 17 کے ملازمین ہیں اور یہ ملازمین پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی آتے ہیں۔ انھوں نے لسٹ میں گریڈ کے مطابق درج کیا ہے۔ اس لیے پہلے 23 وہ ہیں جو گریڈ 17 کے ملازمین ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں وزیر موصوف سے مختصراً پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس محکمے میں کسی ملازم کو رولز آف پروسیجر میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ہے یا نہیں؟

وزیر سماجی بہبود: جی کیا گیا ہے۔ اس میں کل تعداد دس لوگوں کی ہے جن میں سے پانچ کو عمر کی رعایت دی گئی جو کہ بااختیار اتھارٹی نے دی ہے اور اس سوال کے آنے کے بعد میرے نوٹس میں آیا کہ پانچ آدمی ایسے ہیں جن کو بااختیار اتھارٹی نے عمر کی رعایت نہیں دی لیکن وہ پھر بھی کام کر رہے ہیں۔ میرے علم میں آنے کے بعد انھیں ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہے اور یہ سوالات چونکہ پچھلے اجلاس میں آنے تھے، لیکن اس میں یہ سوالات پیش نہیں ہو سکے۔ بہر حال ان کی اسی دن سے برطرفی کے آرڈر جاری ہو چکے ہیں۔ ابھی تک یہی صورت حال ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 5 افراد کو تو عمر میں رعایت دے کر باقاعدہ تقرری کر دی گئی بقایا جو 5 افراد تھے ان پر بھی عمر کی زیادتی کا مسئلہ تھا؟

وزیر سماجی بہبود: اس کا یہی مسئلہ تھا لیکن ان کی مجاز اتھارٹی نے عمر میں نرمی نہیں کی تھی اس لیے ان کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! یہ پانچ آدمی جن کی عمر میں نرمی کر دی گئی تھی ان میں زیادہ سے زیادہ کتنے سال کی relaxation کی گئی ہے؟

وزیر سماجی بہبود: جناب والا! اس میں پانچ سے دس سال تک تو متعلقہ محکمے کا سیکرٹری بااختیار ہوتا ہے اور اس سے زیادہ اگر رعایت ہو تو وہ وزیر اعلیٰ صاحب کرتے

ہیں۔ یہ تو ہمارے ڈپٹی ڈائرکٹر صاحب نے یا ڈی۔جی صاحب نے رعایت دی ہے کیونکہ ان لوگوں کی relaxation پانچ سال سے بھی کم عرصے کی تھی۔ اس سے زیادہ کسی کو رعایت نہیں دی گئی۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! جواب کے جزو(ب)(2) میں واضح طور پر لکھا ہے کہ لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، فیصل آباد، سرگودھا، ملتان ڈویژن میں سے 138 اہلکاران کو محکمانہ ٹیسٹ انٹرویو میں کامیابی اور اہلیت کی بناء پر بھرتی کیا گیا۔ جبکہ ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن کے 37 ملازمین سے درخواستیں بوساطت دفتر علاقائی روزگار وصول کر کے ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد قواعدوضوابط کے مطابق بھرتی کیا گیا اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان دونوں ڈویژنوں سے درخواستیں تو 37 آئی ہیں لیکن بھرتی کتنے کیے گئے ہیں اس کی تفصیل درج نہیں کی گئی؟

جناب چیئرمین : میاں صاحب! اس میں جو جواب دیا گیا ہے کہ 138 اہلکاران کو محکمانہ ٹیسٹ انٹرویو میں کامیابی اور اہلیت کی بناء پر بھرتی کیا گیا ہے اور نیچے ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور کا ذکر ہے جب کہ اوپر اس کا ذکر نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل : یہی میرا سوال ہے کہ وہاں تو بات پکی ہے کہ 138 آدمیوں کو بھرتی کیا گیا۔ لیکن یہاں یہ ابہام ہے کہ ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور ڈویژن کے 37 ملازمین کی درخواستیں وصول ہوئیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 37 درخواستیں آئیں تو ان میں سے کتنے آدمی بھرتی کیے گئے؟

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! لسٹ میں 198 کی تفصیل دی گئی ہے، جتنے لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے ان کی ہی تفصیل دی گئی ہے جن کو بھرتی نہیں کیا گیا ہے ان کی تفصیل درج کرنے کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ اگلا سوال 804 جناب پیٹر گل۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے صرف متعلقہ ممبر کا نام پڑھنا ہے۔ ممبر سوال کا نمبر بولے گا۔

جناب چیئرمین : شکریہ میاں صاحب آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! 392 کے بعد 393 آئے گا آپ نے سوال نمبر 804 پکارا ہے۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب بھی درست فرما رہے ہیں۔ 392 کے بعد 393 آئے گا۔ اگلا سوال رانا اکرام ربانی!

سماجی بہبود کی انجمنوں و سوسائٹیوں کی تفصیل

☆393- رانا اکرام ربانی : کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) اس وقت صوبہ بھر میں کل کتنی سوسائٹیاں، انجمنیں محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ ہیں۔ ان کے مکمل نام معہ عہدہ داران اور دیگر تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) مالی سال 86-1985ء تاحال متذکرہ سوسائٹیوں اور انجمنوں میں سے کن کن کو کن مقاصد کے لیے کتنی رقوم فراہم کی گئیں؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر محمد انوار الحق) :

(الف) اس وقت صوبہ میں 326 سوسائٹیاں / انجمنیں محکمہ سماجی بہبود کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں۔ ان کے نام عہدیداران و دیگر تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی ہیں۔

(ب) مالی سال 86-1985ء سے تاحال جن سوسائٹیوں اور انجمنوں کو جو رقوم جن جن مقاصد کے لیے فراہم کی گئیں۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال جناب پیٹر گل صاحب۔

جہیز فنڈ تقسیم کرنے والوں کی تفصیل

☆ 804- جناب پیٹر گل : کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

---

☆☆☆ (تفصیل لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے ہر ضلع میں جہیز فنڈ کی تقسیم کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی ہوئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں جہیز کمیٹی کے ممبران کے نام کیا ہیں اور یہ کمیٹی کب سے کام کر رہی ہے۔

(ج) جہیز فنڈ کی تقسیم کا طریق کار کیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر محمد انوار الحق):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ضلع لاہور کی جہیز کمیٹی 1988ء سے کام کر رہی ہے اس وقت اس کمیٹی کے ممبران کے نام حسب ذیل ہیں۔

1-	ڈپٹی کمشنر لاہور	صدر کمیٹی
2-	چیئرمین ضلع کونسل لاہور	ممبر
3-	قائم مقام چیئرمین ضلع زکوٰۃ کمیٹی	ممبر
4-	اسسٹنٹ کمشنر، ہیڈ کوارٹر	ممبر
5-	اسسٹنٹ ڈائرکٹر سوشل ویلفیئر	ممبر اسیکرٹری

(ج) جہیز فنڈ کے حصول کے لیے حکومت نے ایک مخصوص فارم وضع کیا ہوا ہے جس میں درخواست دہندہ کو اپنے خاندان کے افراد کے جملہ کوائف ماہانہ آمدنی درج کرنا پڑتے ہیں نیز جگہ شادی معہ کوائف دولہا بھی درج کرنا ہوتے ہیں درخواست دہندہ کے لیے لازمی ہوتا ہے کہ وہ درخواست ہذا کے کوائف اپنے مقامی کونسلر یا چیئرمین مقامی زکوٰۃ کمیٹی سے ذاتی طور پر تصدیق کروائے۔ اس کے بعد یہ درخواست علاقہ سے متعلقہ سوشل ویلفیئر آفیسر کو بھیج دی جاتی ہے جو موقع پر جا کر درخواست دہندہ کی مالی پوزیشن اور ماہانہ آمدنی کو پیش نظر رکھ کر اس کے استحقاق کا تعین کرتا ہے اور اس امر کو یقینی بناتا ہے کہ درخواست دہندہ نے قبل ازیں شادی ہذا کے لیے کسی دیگر گورنمنٹ کے ادارہ مثلاً اوقاف و زکوٰۃ سے مالی امداد حاصل نہ کی ہے۔ سوشل ویلفیئر آفیسر بعد از تصدیق جملہ کوائف درخواست ہذا مع سفارشات

سیکرٹری ضلع جہیز کمیٹی کو ارسال کرتا ہے۔ سیکرٹری ضلع بعد از پڑتال جملہ درخواست ہائے جہیز کو برائے منظوری ضلع جہیز کمیٹی کے اجلاس میں پیش کرتا ہے۔ ضلع کمیٹی بعد از پڑتال و غوروخوض مستحق افراد کو فی شادی مبلغ -/5000 روپے دینے کی منظوری عطا کرتی ہے جو درخواست دہندہ کو بذریعہ کراس چیک ادا کر دیے جاتے ہیں۔ بوقت پڑتال درخواست ہائے بیوہ، غریب، معذور مافوق الحال افراد کو ترجیح دی جاتی ہے۔

جناب پیٹر گل : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جہیز فنڈ کے اجراء سے پہلے نکاح نامہ دینا ضروری ہوتا ہے؟

وزیر سماجی بہبود : نکاح نامہ ایک مہینہ بعد تک پیش کیا جا سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور کے متعلق جو کمیٹی کے ارکان کے نام دیئے گئے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر، چیئرمین ضلع کونسل، قائم مقام چیئرمین ضلعی زکوٰۃ کمیٹی، اے سی ہیڈ کوارٹر اور اسسٹنٹ ڈائرکٹر سوشل ویلفیئر کمیٹی کے ارکان ہوتے ہیں کیا لاہور کے علاوہ دیگر اضلاع میں بھی یہی ترتیب ہوتی ہے؟

وزیر سماجی بہبود : جی ہاں! یہی ترتیب ہوتی ہے اور سٹیارٹی وائز ان کی تعیناتی ہوتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا کسی ایم این اے اور ایم پی اے کو جہیز کمیٹی کا ممبر نامزد کیا گیا ہے؟

وزیر سماجی بہبود : تمام ایم این ایز، ایم پی ایز اور سینیٹر صاحبان اس کے ممبر ہیں جو آخری نوٹیفکیشن ہوا ہے اس کے مطابق یہی صورت حال ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! اگر نوٹیفکیشن کر دیا گیا ہے تو اس کی تاریخ کے بارے میں وزیر موصوف بتائیں گے؟

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! نوٹیفکیشن کر دیا گیا ہے لیکن تاریخ مجھے یاد نہیں ہے۔ میں اس بارے میں اس اجلاس میں بتا دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سال جہیز فنڈز کے

لیے دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اس کی ابھی تک کوئی قسط اضلاع کو موصول نہیں ہوئی جو کہ جہیز فنڈ کے ضمن میں مستحقین کو تقسیم کی جا سکے۔ یہ قسط کب تک اضلاع کو پہنچے گی؟

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! پہلی قسط جاری کر دی گئی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اب تک وہ پہنچ گئی ہو گی۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال جناب شوکت داؤد صاحب!

جناب شوکت داؤد : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے ضلع رحیم یار خان میں پندرہ لاکھ روپے کی ایک رقم ہے جو کہ جہیز فنڈ کے لیے فکس ڈیپازٹ کی گئی ہے۔ ان سے ضلع رحیم یار خان کے دورہ کے موقع پر ان سے درخواست کی تھی کہ یہ فنڈز ریلیز ہونے چاہییں تاکہ عوام میں وہ تقسیم کیے جا سکیں۔ یہ تو ایک تازہ سوال لیکن اگر یہ جواب دے دیں تو میں ان کا مشکور ہوں گا۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ ایک تازہ سوال ہی ہے۔

جناب شوکت داؤد : جناب والا! اس فنڈز کے ریلیز نہ ہونے کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے۔ چونکہ کمیٹی نہیں بنی تھی اس لیے وہ فکس ڈیپازٹ میں رکھ دیے گئے۔

وزیر سماجی بہبود : کمیٹی نہ ہونے کی وجہ سے وہ پیسے رُکے ہوئے ہوں گے۔ ان کی مرضی کے مطابق میں ہدایات جاری کروں گا کہ جتنی جلدی ہو سکے وہ فنڈز تقسیم کیے جائیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے۔

جناب چیئرمین : رانا صاحب سات آٹھ ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اگلا سوال کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! یہ بہت اہم نوعیت کا ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین : ارشاد فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! انھوں نے جواب کے جزو(ج) میں یہ دیا ہے کہ یہ

کس طرح تعین کیا جاتا ہے کہ کون کون لوگ اس فنڈ کے حقدار ہیں۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پچھلی جو جہیز فنڈ کی تقسیم ہوئی ہے اس میں تو ایسا ہوا ہے اور جس کے ثبوت بھی ہیں کہ 15/15 فارم ہر ایم پی اے کو دیے گئے ہیں اور اس کے بعد ان کی تصدیق پر سارا جہیز فنڈ دیا گیا ہے اور چونکہ میرا تعلق اپوزیشن سے ہے اس لیے مجھے اس میں سے نکال دیا گیا اور باقی تمام ایم پی اے صاحبان کو 15/15 فارم دیے گئے اور یہ جو پروسیجر یہاں پر دیا گیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ کسی جگہ پہ پروسیجر اختیار نہیں کیا گیا۔ جن کی بھی 15/15 فارم پر سفارش کی گئی ان کو جہیز فنڈ دیا گیا اس کے متعلق میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف بیان فرمائیں۔

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! میرے علم میں یہ بات نہیں ہے اور نہ ہی میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے۔ اگر یہ کہیں گے تو اس بارے میں معلوم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے میرے نوٹس میں یہ بات نہیں لائی گئی۔

جناب چیئرمین : اگر رانا صاحب آپ کے نوٹس میں یہ لائیں تو آپ ان کو مطمئن کریں۔

وزیر سماجی بہبود : جی ہاں میں ان کو ضرور مطمئن کروں گا۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان۔

سماجی بہبود کی رجسٹرڈ سوسائٹیوں کی تفصیل

☆879- رانا ثناء اللہ خان : کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

فیصل آباد شہر میں سماجی بہبود کی کتنی سوسائٹیاں/انجمنیں رجسٹرڈ ہیں۔ ان کے زیر انتظام سماجی بہبود سے متعلق کون کون سے پراجیکٹ چل رہے ہیں۔ ان میں سے ہر انجمن کو حکومت کی طرف سے سال 1985ء سے اب تک کتنی امداد دی گئی ہے مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر محمد انوار الحق) : فیصل آباد شہر میں سماجی بہبود کی 76 سوسائٹیاں / انجمنیں رجسٹرڈ ہیں ان کے نام اور پتے فہرست الف میں ملاحظہ فرمائیں۔ ان کے زیر انتظام سماجی بہبود سے متعلق جو پراجیکٹ چل رہے ہیں

اور حکومت کی طرف سے مالی سال 85-1984ء سے اب تک ان کو جتنی امداد دی گئی ہے اس کی تفصیل لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(فہرست الف اور ب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال ہے ؟

رانا ثناء اللہ خان : وزیر موصوف سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی فہرست (الف) اور (ب) میں مختلف سوسائٹیوں کو امداد دینے کا فرق ہے۔ کسی کو زیادہ دیا جاتا ہے اور کسی کو کم تو اس کے لیے وہ کون سا طریق کار اپناتے ہیں ؟

وزیر سماجی بہبود : جناب سپیکر! اس کے لیے ادارے کی کارکردگی کو سب سے زیادہ سامنے رکھا جاتا ہے۔ جو ادارے اچھا کام کر رہے ہوں۔ جو نئے ادارے ہوتے ہیں ان کو بہت جانچ پڑتال کے بعد امداد دی جاتی ہے۔ اس کے لیے باقاعدہ ایک پروسیجر ہے۔ ہمارا فیلڈ سٹاف اس کے لیے سفارشات دیتا ہے اور ان کی سفارشات پر ان کو پیسے فراہم کیے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین : کوئی اور ضمنی سوال ؟

رانا ثناءاللہ خان : جناب والا! وزیر موصوف نے عام سی بات کر دی ہے کہ وہ recommendation ان کا عملہ کرتا ہے۔ میں نے پوچھا ہے کہ وہ کیا crite-ria ہے وہ کیا معیار ہے، انھوں نے اس کی کوئی category بنائی ہوئی ہے۔ "اے" category میں کون سی انجمن fall کرتی ہیں "بی" category میں کون سی انجمنیں fall کرتی ہیں اور "سی" میں کون سی fall کرتی ہیں اور اس حساب سے ان کا کام وہ کس طرح چیک کرتے ہیں ؟ یہ تو جناب عام سی بات ہے کہ جو اچھا کام کرے اور جو اچھا کام نہ کرے۔ جناب والا! جو اچھا کام نہیں کرتیں ان کو یہ امداد دینا بند کیوں نہیں کر دیتے ؟

جناب چیئرمین : رانا صاحب کا سوال کافی حد تک واضح بھی ہے کہ آپ نے اس کے لیے جو criteria بنا رکھا ہے اور جو اچھا کام کرتی ہیں اور پھر اس سے کم اچھا کام کرتی ہیں اور پھر اس سے کم اچھا کام کرتی ہیں وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ کس طریقہ

کار کے مطابق آپ ان کو deal کر رہے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود : جناب والا! میں نے تو بڑی وضاحت سے جواب دیا ہے کہ ان کی کارکردگی کی بناء پہ ہی یہ تمام ہے اور جتنا وہ خود فنڈز اکٹھا کرتے ہیں میچنگ گرانٹ کے سلسلے میں بھی انھیں اتنا ہی فنڈ دیا جاتا ہے۔ اس لیے جس ادارے کی کارکردگی زیادہ بہتر ہے اس میں اے، بی، سی، نہیں ہے۔ اگر کوئی ادارہ اچھا کام نہیں کر رہا اس کے خلاف کوئی بھی شخص ذاتی طور پر درخواست دے سکتا ہے۔ اس پر باقاعدہ انکوائری ہوتی ہے۔ 1961ء کے آرڈیننس کے تحت اس پر باقاعدہ کارروائی کی جاتی ہے۔ اس میں ایسا کوئی criteria نہیں ہے۔ صرف جس طرح کا وہ کام کر رہی ہیں جس فیلڈ میں، اور جو ان کی کارکردگی ہے اور جو ان کی کوششیں ہیں۔ جتنا وہ فنڈز لے رہے ہیں اتنا ہی ہم انھیں مزید فنڈ فراہم کرتے ہیں اس وجہ سے کس کو زیادہ مل رہا ہے اور کس کو کم مل رہا ہے۔ لیکن جن کو کم مل رہا ہے ان میں کئی ایسے ادارے ہوں گے جو بالکل نئے ہیں اور انھوں نے بھی کام شروع کیا ہے ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ان کی تھوڑی بہت مدد بھی کی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو اچھا کام نہیں کر رہے ان کو کم فنڈ مہیا کیا جا رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی سوسائٹی جتنا فنڈ خود اکٹھا کرتی ہے اس حساب سے ہم اس کو زیادہ یا کم کر دیتے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا اگر کوئی سوسائٹی جتنا فنڈ اکٹھا کرتی ہے اس کو یہ کس حساب سے اپنی طرف سے امداد دیتے ہیں۔ سو فی صد دیتے ہیں، پچاس فی صد دیتے ہیں یا سو فی صد سے اوپر دیتے ہیں؟

وزیر سماجی بہبود : زکوۃ فاؤنڈیشن جیسے اور کئی ادارے ہیں جو بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جتنا ادارہ اکٹھا کرے گا اتنی ہی وہ دیں گے۔ باقی جو ادارے ہیں ان کی fix amount ہے۔ سوشل سروسز بورڈ ہے اور دوسرے ادارے ہیں ان کے پاس جمع ہی اتنا تھوڑا ہے کہ وہ پانچ یا دس ہزار سے زیادہ دے ہی نہیں سکتے۔ لیکن کچھ ایسے ادارے بھی ہیں جو سو فی صد میچنگ گرانٹ دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ! اب محکمہ زکوٰۃ و عشر کے سوالات ٹیک اپ کرتے ہیں۔

عارضی ملازمین کو مستقل کرنا

(محکمہ زکوٰۃ و عشر)

☆463- جناب ریاض فتیانہ : کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ میں محکمہ زکوٰۃ و عشر کے عارضی یونٹ کلرکس کی کل تعداد کیا ہے۔ اور انھیں کب تک مستقل کیا جائے گا۔

(ب) کیا وزیر اعظم پاکستان کے اعلان کے مطابق متذکرہ ملازمین کو (200) روپے مہنگائی الاؤنس دیا جا رہا ہے اور انھیں پنشن اور سالانہ ترقی کا حق حاصل ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (چودھری محمد اکرم) :

(الف) صوبہ میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے انتظام کے لیے عارضی یونٹ کلرکس کی کل تعداد (4423) ہے عارضی یونٹ کلرکس کو مستقل کرنے کی ابھی تک کوئی تجویز نہ ہے۔

(ب) جی نہیں۔ ان جز وقتی عارضی ملازمین کو مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کے (10) فی صد انتظامی اخراجات کی مد سے ادائیگی کی جاتی ہے۔ جو کہ سرکاری ملازمت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کافی بڑی تعداد ہے 4423 عارضی یونٹ کلرکس کی۔ انھوں نے کہا ہے کہ ابھی تک کوئی تجویز نہیں ہے۔ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ وہ ان کے مستقبل کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں اور اس بارے میں انھوں نے کوئی طریق کار وضع کیا ہے؟

وزیر اوقاف : یہ جو کلرک ہیں ان کو سوسائٹی، کمیٹی، گاؤں یا شہر کی جو زکوٰۃ کمیٹیز ہیں، یہ ان کو 100 روپے سے 200 روپے تک ماہانہ اعزازیہ دیتی ہیں۔ ان کی ملازمت مستقل طور پر نہیں ہے یہ تو صرف عارضی طور پر engage کیے گئے ہیں۔

ان کو مستقل کرنے کی کوئی تجویز نہ ہے۔ وہ تو کمیٹیوں کا کام کرنے کے لیے جز وقتی طور پر رکھے گئے ہیں۔ وہ ان کا ریکارڈ مکمل کرتے ہیں۔ اس لیے ان کو تھوڑے بہت پیسے جو کہ 10 فی صد انتظامی اخراجات ہوتے ہیں اس سے ان کو 100 روپے سے 200 روپے تک کمیٹی ادا کرتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : یہ جز وقتی والی بات سے یہ بات واضح نہیں ہوتی۔ آیا یہ لوگ ایسے ہیں جو کہ من پسند ہیں اور ان کو وظیفہ لگا دیا گیا ہے یا ان سے کوئی ڈیوٹی بھی لی جاتی ہے اور یہ کہ 5/7 یا 10 دن بعد آئیں اور اپنی حاضری لگا کر چلے جائیں اور مہینے کے بعد 100/200 یا 400 روپے وصول کر لیں۔ جب ان کو 100/200 دیا جاتا ہے تو پھر ان سے کس نوعیت کا کام لیا جاتا ہے ؟

وزیر اوقاف : یہ جو زکوٰۃ وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ یہ اس کام کو مکمل کرنے کے لیے ہیں۔ گاؤں کے چیئرمینوں کی تعلیمی قابلیت اتنی نہ ہے کہ وہ پورا کام آسانی سے کر سکیں۔ اس لیے وہ جز وقتی طور پر دوسرے، تیسرے یا چوتھے دن جا کر ان کا کام مکمل کرتے ہیں۔ جتنا وہ کام کرتے ہیں، کمیٹی اس حساب سے ان کو اعزازیہ دیتی ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : جناب والا! مجھے بھی سوال کرنے کی اجازت دیں۔ اس روز ایک تقریر تھی۔ آپ نے بھی ایک سوال کیا تھا۔ آج اللہ کی مہربانی سے آپ اس کرسی پر بیٹھے ہیں اور میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا۔ آپ نے کہا تھا کہ جو ورکنگ لوگ ہیں ان کو آگے جگہ دے دی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آج تو اس مسئلے کو حل کرنے کی آسانی ہو سکتی ہے کیوں کہ آج آپ سپیکر کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اس لیے اس مسئلے کا بھی حل سوچیں۔

جناب چیئرمین : چونکہ اس دن جناب سپیکر نے اس بارے میں فیصلہ دے دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن آپ مطمئن تھے۔ اس لیے آج اس بارے میں فیصلہ کرنا مناسب نہیں ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : سر! آج پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اس لیے میں نے یہ سوال کیا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ سوال آپ نے کس نکتے پر کیا ہے ؟ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر کیا ہے ؟

جناب سہیل ضیاء بٹ : آج مجھے آگے بیٹھنے کی اجازت دے دی جائے۔

چودھری وقار علی خان : یہ جو عارضی یونٹ کلرکس اتنی تعداد میں رکھے گئے ہیں ان کی بھرتی کا کیا طریق کار ہے ؟

وزیر اوقاف : مقامی سطح پر جو زکوٰۃ کمیٹی ہے انھوں نے عارضی طور پر چیئرمینوں کی ایک کمیٹی بنائی تھی اور انھوں نے انھیں عارضی طور پر بھرتی کیا تھا۔

جناب چیئرمین : میاں محمود احمد۔

سیلاب زدگان کو امدادی رقم کی ادائیگی

☆ 655- میاں محمود احمد : کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم سوال نمبر 278 جس کا جواب 19 مارچ 1991ء کو دیا گیا تھا، کے حوالے سے بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ میں سیلاب زدگان کو جو مستحقین زکوٰۃ ہیں، ان کو 3 ہزار روپے فی خاندان دینے کا اعلان کیا تھا اور ان کے نام مقامی زکوٰۃ کمیٹیاں سفارش کے ساتھ بھجوائی گئیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کی طرف سے زکوٰۃ کمیٹیوں کو اس طرح کے کوئی احکامات جاری کیے گئے تھے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی طرف سے اب تک کن کن لوگوں کے متعلق سفارش کی گئی۔ ان میں سے کن کن لوگوں کو ابھی تک ادائیگی نہیں کی گئی۔ تمام کے نام، پتے، مکمل کوائف کیا ہیں۔ نیز جن مستحقین کو ابھی تک امداد نہیں ملی، ان کو کب تک مل جائے گی ؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (چودھری محمد اکرم) :

(الف) یہ درست ہے کہ 1988ء میں شاہدرہ اور نواحی علاقوں کے سیلاب سے متاثرہ مستحقین زکوٰۃ و سیلاب زدگان کی فہرست مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں اور ضلعی

چیئرمین زکوٰۃ کمیٹی کے ذریعے مرتب کی گئی تھی۔ صوبائی زکوٰۃ کونسل کے فیصلے کے مطابق ہر مستحق متاثر خاندان کو 3 ہزار روپے کی مالی امداد دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مرکزی زکوٰۃ کونسل و صوبائی زکوٰۃ کونسل کی ہدایات کے مطابق ضلعی چیئرمین زکوٰۃ کمیٹیوں کو فہرست متاثرین سیلاب و مستحقین زکوٰۃ کی مقررہ تصدیق کے لیے کہا گیا تھا کیوں کہ یہ فہرستیں مبالغہ آمیز تھیں۔

(ج) ابھی تک ضلع لاہور کے متاثرین سیلاب و مستحقین کو سیلاب کے بعد بحالی کے لیے 6.45 کروڑ روپے بطور مالی امداد جاری کیے جا چکے ہیں۔ اس میں سے کچھ رقم کی ادائیگی روک دی گئی ہے کہ فہرستوں کی صحت مشکوک ہے اور مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں نے تاحال مصدقہ فہرستیں فراہم نہیں کیں۔ بہرکیف جن مستحق متاثرین کو مالی مدد دی جا چکی ہے۔ ان کے مکمل کوائف اسمبلی کے سوال نمبر 278 کے ساتھ ایوان میں پیش کیے جا چکے ہیں۔ مرکزی حکومت سے سیلاب کے متاثرین کے لیے مالی مدد کی درخواست کی گئی ہے۔ مرکزی حکومت نے اس رقم کی وصولی اور مستند فہرستوں کی بازیابی کے بعد بقایا مستحقین میں سیلاب کی امدادی رقم تقسیم کر دی جائے گی۔

مستحق افراد کو کوارٹر الاٹ کرنا

*678- سید چراغ اکبر شاہ : کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں قصبہ منڈی مرید کے سے 8 کلومیٹر کے فاصلے پر شیخوپورہ مرید کے روڈ پر 7 مرلہ سکیم کے تحت ایک جناح کالونی تعمیر کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالونی کی تعمیر کا کام 2 سال قبل مکمل ہو چکا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جناح کالونی میں تعمیر کردہ کوارٹرز ابھی تک مستحقین کو الاٹ نہیں کیے گئے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مستحق افراد کو کوارٹر الاٹ نہ

کرنے کی کیا وجوہ ہیں اور اگر الاٹ کر دیے گئے ہیں تو الاٹیوں کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (چودھری محمد اکرم):

(الف) محکمہ زکوٰۃ و عشر پنجاب نے 3 یا 7 مرلہ سکیم کے تحت جناح کالونی مرید کے میں مکانات بے گھر مستحقین زکوٰۃ کے لیے تعمیر نہ کیے ہیں۔ ان کا تعلق محکمہ دیہی ترقی حکومت پنجاب سے ہے۔

(ب) متعلقہ محکمہ اس بارے میں تفصیل بیان کر سکتا ہے۔

(ج) متعلقہ محکمہ اس بارے میں تفصیل بیان کر سکتا ہے۔

(د) متعلقہ محکمہ اس بارے میں تفصیل بیان کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال 683۔ (فاضل ممبر ایوان میں تشریف نہیں رکھتے)۔ اگلا سوال۔

دینی مدرسوں کو زکوٰۃ سے دی گئی امداد کی تفصیل

*757- ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) دینی مدرسوں کو زکوٰۃ سے مالی امداد دینے کا کیا پیمانہ ہے اور ہر سال دینی مدرسوں کی مالی امداد کے لیے کل کتنی رقم مختص کی جاتی ہے۔

(ب) 1989-90ء اور 1990-91ء کے دوران ملتان ڈویژن کے کن کن دینی مدرسوں کو مالی امداد دی گئی۔ امداد حاصل کرنے والے دینی مدرسوں کے نام، پتے اور ملنے والی امداد کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ج) زکوٰۃ فاؤنڈیشن کی رقم کن کن مدوں پر خرچ کی جاتی ہے۔ امداد دینے کا کیا پیمانہ ہے نیز تاحال زکوٰۃ فاؤنڈیشن سے امداد حاصل کرنے والے اداروں کے نام و پتے اور ملنے والی امداد کی رقم کی تفصیل سے بھی ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (چودھری محمد اکرم):

(الف) صوبائی زکوٰۃ فنڈ کی کل رقم کا 8 فی صد دینی مدارس کے مستحق طلبہ کی اعانت کے لیے مختص کی جاتی ہے۔ اس رقم کی منتقلی کے لیے صوبائی زکوٰۃ کونسل پنجاب نے مندرجہ ذیل پیمانہ مقرر کیا ہے۔

نمبر شمار	معیار تعلیم	درجہ	تعداد اقامتی طلبہ	مجوزہ رقم
-1	درس نظامی مع دورہ حدیث	خصوصی	500 یا زائد	6,00,000
-2	" " "	اول	300 یا زائد	4,00,000
-3	" " "	دوم	200 یا زائد	3,00,000
-4	" " "	سوم	150 یا زائد	2,25,000
-5	" " "	چہارم	100 یا زائد	1,50,000
-6	درس نظامی یا موقوف علیہ	پنجم	100 یا زائد	1,25,000
-7	" " "	ششم	50 یا زائد	1,00,000
-8	درس نظامی یا حفظ و ناظرہ معہ تجوید	ہفتم	100 یا زائد	60,000
-9	درس نظامی یا حفظ و ناظرہ معہ تجوید	ہشتم	50 یا زائد	40,000
-10	درس نظامی یا حفظ و ناظرہ معہ تجوید	نہم	20 یا زائد	30,000
-11	حفظ و ناظرہ	دہم	100 یا زائد	40,000
-12	حفظ و ناظرہ	یازدہم	50 یا زائد	30,000
-13	حفظ و ناظرہ	دوازدہم	20 یا زائد	20,000
-14	حفظ و ناظرہ	سیزدہم	10 یا زائد	10,000

نوٹ : کسی درجے کے نصاب کی بنیاد پر زکوٰۃ فنڈ سے امداد کے استحقاق کے لیے کم از کم 10 طلبہ ہوں (یعنی کہ جس مدرسہ میں 10 سے کم اقامتی طلبہ ہوں گے اس کو مالی امداد نہیں دی جائے گی)

(ب) 1989-90ء اور 1990-91ء کے دوران ملتان ڈویژن کے مدارس کو فراہم کردہ زکوٰۃ کی رقم کی تفصیل ضمیمہ ''(د)'' اور ''(ہ)'' پر پیش ہے جو

لف ہذا ہے اور صفحہ نمبر۔۔۔ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ج) زکوٰۃ فاؤنڈیشن ایک قومی ادارہ ہے جو کہ مرکزی حکومت کے تحت کام کرتا ہے۔ یہ سماجی بہبود رجسٹرڈ اداروں، مستحقین کی فلاح و بہبود کے لیے ہسپتالوں، پیشہ ورانہ تربیت گاہوں، یتیم، بیوگان، بے سہارا اور معذور افراد کی مستقل بحالی کے لیے ان مدات کے لیے امداد فراہم کرتا ہے۔ جن پر زکوٰۃ کی رقم خرچ نہیں کی جا سکتی۔ مثلاً تعمیر عمارات (ہسپتال یا کوئی رفاہی ادارہ) طبی آلات، ساز و سامان جیسے سلائی مشین، ہینڈ لوم، ٹائپ رائٹر، ایمبولینس یا ادارے کے لیے مطلوبہ فرنیچر وغیرہ۔ فاؤنڈیشن عموماً کل منصوبہ کا 50 فی صد کی حد تک ابتدائی اخراجات کے لیے رقم فراہم کرتا ہے۔ صوبہ پنجاب میں فروری 1991ء تک 5 کروڑ 22 لاکھ 95 ہزار 142 روپے مختلف اداروں کو فراہم کیے گئے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ ''(ر)'' پر درج ہے۔ جو لف ہذا ہے اور صفحہ نمبر۔۔۔ پر ملاحظہ فرمائیں۔

زکوٰۃ فنڈ سے تعمیر مکانات کی تفصیل

*764- چودھری محمد فاروق: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل لمعاریاں میں اب تک کل کتنے زکوٰۃ ہاؤس مستحقین کے لیے تعمیر کیے گئے ہیں اور ان کی تعمیر پر کل کتنی لاگت آئی۔

(ب) تعمیر شدہ مکانات میں سے کتنے مکانات مستحقین کو الاٹ کیے جا چکے ہیں جنھیں الاٹ کیے گئے ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں۔

(ج) جن افراد کو الاٹ کیے گئے ان کی دیگر جائیداد کے کوائف کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (چودھری محمد اکرم):

(الف) 235 مکانات تعمیر ہو چکے ہیں اور دو مکان زیر تعمیر ہیں۔ اب تک تعمیر کی لاگت درج ذیل ہے۔

(1) زکوٰۃ فنڈ سے رقم= -/60,36,459 روپے

(2) رضاکارانہ رقم= 1,68,627/- روپے

میزان= 62,050,86/- روپے

(ب) 235 مکانات مستحقین زکوٰۃ کو الاٹ کیے گئے ہیں، جن کی فہرست (ضمیمہ "س" پر لف ہے۔

(ج) مقامی زکوٰۃ و عشر کمیٹیوں کے چیئرمین حضرات کی رپورٹ کے مطابق ان مستحقین کی کوئی جائیداد نہ ہے۔ (گوشوارہ س صفحہ نمبر۔۔۔پر ملاحظہ فرمائیں)۔

زکوٰۃ ہاؤس حاصل کرنے والوں کی تفصیل

*765- چودھری محمد فاروق : کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) موضع کلچ پور کھنجی تحصیل کھاریاں میں کل کتنے زکوٰۃ ہاؤس تعمیر کیے گئے۔

(ب) ان مکانات کے حقوق ملکیت جن افراد کو دیے گئے ہیں ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں۔

(ج) کیا ان افراد کے مستحقین ہونے کے تحقیق الاٹمنٹ سے قبل کی گئی یا نہیں۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب نفی میں ہے تو اس کے ذمہ دار افراد کون ہیں اور ان کے خلاف اب تک کیا اور کب کارروائی کی گئی ہے ؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (چودھری محمد اکرم) :

(الف) (I) موضع کلچ پور میں کوئی مکان تعمیر نہ کیا گیا ہے۔

(II) موضع کھنجی میں درج ذیل دو بے گھر مستحقین کے لیے تعمیر ہوئے۔

(ب) I- مسماۃ نذیر بیگم دختر صدر دین، ساکن کھنجی۔

II- مسماۃ رضیہ بیگم بیوہ محمد یعقوب ساکن، کھنجی۔

(ج) جی ہاں! مقامی زکوٰۃ کمیٹی اور ضلع زکوٰۃ کمیٹی کی طرف سے تحقیق کے بعد مکانات الاٹ ہوئے۔

(د) جز (ج) کا جواب نفی میں نہ ہے۔

زکوٰۃ کی رقم کی تقسیم کی تفصیل

*949- چودھری محمد اسلم کائرہ : کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) حکومت نے صوبے میں سال 89-1988ء اور 91-1990ء کے دوران صوبہ کے ہر ضلع کو زکوٰۃ کی مد سے کتنی رقم فراہم کی اور اس کے لیے ہر ضلع کو رقم فراہم کرنے کے لیے کیا معیار مقرر کیا گیا۔

(ب) ضلع گجرات کی تحصیل کھاریاں کو کتنی رقم فراہم کی گئی۔ اس رقم میں سے کتنی رقم تقسیم کی جا چکی ہے اور کتنی رقم ابھی تقسیم نہیں کی جا سکی۔ تقسیم نہ ہونے کی وجہ کیا ہے؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (چودھری محمد اکرم) :

(الف) صوبہ پنجاب میں صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے رقم مستحقین کی مدد و بحالی کے لیے مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو آبادی کی بنیاد پر فراہم کرتی ہے۔ سال 89-1988ء اور 91-1990ء کے دوران ہر ضلع میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو ضلع وار فراہم کردہ رقم کی تفصیل ضمیمہ ''الف'' پر پیش ہے جو کہ منسلک ہے۔

(ب) تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو فراہم کردہ رقم اور ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	صوبائی زکوٰۃ فنڈ سے فراہم کردہ رقم	تقسیم کردہ رقم
89-1988ء	77,77,500 روپے	77,77,500 روپے
91-1990ء	57,60,518 روپے	57,60,518 روپے

صوبہ پنجاب میں مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو صوبائی زکوٰۃ فنڈ دوران سال

1988-89ء اور 1990-91ء میں فراہم کردہ رقم کی ضلع وار تفصیل

نمبر شمار	نام ضلع	سال 1988-89ء کے دوران جاری کردہ رقم	سال 1990-91ء کے دوران جاری کردہ رقم
-1	لاہور	5,49,34,140	4,32,77,877
-2	قصور	1,58,40,200	2,13,59,000
-3	اوکاڑہ	5,48,83,505	1,27,45,775
-4	گوجرانوالہ	2,46,21,700	3,51,53,500
-5	گجرات	1,47,13,450	2,72,71,018
-6	سیالکوٹ	5,30,04,600	2,77,25,019
-7	فیصل آباد	2,42,80,850	3,32,25,646
-8	جھنگ	2,23,48,200	3,28,21,300
-9	ٹوبہ ٹیک سنگھ	3,02,49,500	1,35,38,000
-10	سرگودھا	1,17,50,500	1,75,51,000
-11	خوشاب	35,72,000	1,24,95,000
-12	بھکر	30,14,000	37,42,000
-13	میانوالی	34,07,500	70,92,100
-14	راولپنڈی	1,35,29,640	2,79,60,150
-15	جہلم	43,97,800	88,97,200
-16	اٹک	33,65,000	99,69,000
-17	چکوال	39,29,000	64,70,000
-18	ملتان	1,10,50,200	2,80,56,000
-19	خانیوال	1,80,49,300	2,80,56,000
-20	وہاڑی	1,04,98,500	1,32,08,000
-21	ڈیرہ غازی خان	40,47,500	86,96,900
-22	لیہ	41,04,000	1,04,55,000
-23	راجن پور	3,03,59,050	55,25,000
-24	مظفر گڑھ	96,05,400	94,89,000

-25	بہاول پور	76,15,500	2,01,37,866
-26	بہاول نگر	1,60,43,500	1,52,36,000
-27	ساہیوال	3,71,65,900	2,16,12,800
-28	رحیم یار خان	1,63,24,200	1,78,35,500
-29	شیخوپورہ	5,29,66,650	3,56,89,100
	میزان :	55,96,81,285	52,60,95,731

نوٹ : رقوم میں اضافہ مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کو آبادی کی بناء کے علاوہ رضا کارانہ زکوٰۃ و ہنگامی حالات اور مستحقین کی حالی کے لیے خصوصی رقم کی ترسیل کی وجوہات کی بنا پر ہے۔

زکوٰۃ ہاؤسز کی الاٹمنٹ

*1057- چودھری محمد اسلم کائرہ : کیا وزیر زکوٰۃ و عشر از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نہر اپر جہلم کے کنارے موضع کلچ پور کھجی کے قریب جناح آبادی میں زکوٰۃ ہاؤسز تعمیر کیے گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کتنی ہے اور کتنے زکوٰۃ ہاؤسز مختلف افراد کو الاٹ کیے جا چکے ہیں۔

(ب) الاٹ شدہ مکانات میں سے کتنے مکانات کا قبضہ متعلقہ الاٹیوں کو مل چکا ہے اور آیا وہ ان میں رہائش پذیر ہیں۔

(ج) جنھیں یہ مکان الاٹ ہوئے ان افراد کے نام و پتا جات اور ان کی دیگر جائیداد کے کوائف کیا ہیں ؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (چودھری محمد اکرم) :

(الف) یہ درست ہے کہ نہر اپر جہلم کے کنارے کلچ پور کھجی کے قریب جناح آبادی میں زکوٰۃ ہاؤسز تعمیر کیے گئے ہیں۔ یہ مکان تعداد میں دو ہیں۔

(ب) الاٹ شدہ مکانات کا قبضہ متعلقہ الاٹیوں کو تاحال نہ ملا ہے جس کی وجہ سے وہ ان مکانات میں رہائش پذیر نہ ہیں بلکہ ان مکانات میں سے ایک مکان میں

مسماۃ حیات بیگم بیوہ محمد دین، ساکن کھیچ پور ناجائز قابض ہے جب کہ دوسرے مکان میں جناح آبادی کی زیر تعمیر مسجد کا تعمیراتی سامان پڑا ہوا ہے۔

(ج) (I) مسماۃ نذیر بیگم دختر صدر دین ساکن گھنجی عمر 45 سال ہے۔ اس کی ایک بیٹی شادی شدہ ہے جب کہ 3 بیٹیاں اور نابالغ لڑکا ہے۔ سائلہ کی کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہ ہے۔ مقامی زکوٰۃ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق سائلہ نے 7 مرلہ سکیم کے لیے جناح کالونی میں پلاٹ کی درخواست دی تھی جو منظور ہو چکی ہے۔ سائلہ اس وجہ سے زکوٰۃ کا مکان نہیں لینا چاہتی۔

(II) رضیہ بیگم بیوہ محمد یعقوب موضع گھنجی میں رہائش پذیر ہے۔ سائلہ کے سسر کے 6 بیٹے تھے۔ خاوند کے فوت ہونے کے بعد سسر کی جائیداد کی اڑھائی مرلے کا مکان برابر تقسیم ہونے کی وجہ سے چند سرسائی حصہ میں آتی ہے۔ سائلہ کی 4 بیٹیاں ہیں جن میں سے ایک کی شادی ہوئی ہے۔ سائلہ کے مکان پر حیات بیگم بیوہ محمد دین ناجائز قابض ہے۔

محکمہ اوقاف کی ملکیت اراضی کی تفصیل
(محکمہ اوقاف)

*683- ملک محمد ذاکر: کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ اوقاف کی صوبے میں کل کتنی اراضی ہے۔ اس کی ضلع وار تفصیل کیا ہے۔ یہ کس کس شہر، گاؤں، قصبے میں ہے۔ ان کے نام کیا کیا ہیں۔ اس اراضی کو ٹھیکے پر دینے کا کیا طریق کار ہے۔

(ب) کیا یہ بذریعہ نیلام عام ٹھیکے پر دی جاتی ہے یا کہ بذریعہ گفت و شنید اور 1985ء سے لے کر آج تک کتنی اراضی بذریعہ نیلام ٹھیکے پر دی گئی ہے اور کتنی اراضی بذریعہ گفت و شنید کے دی گئی۔ تفصیل ضلع وار اور شہر وار الگ الگ دی جائے؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد اکرم):

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ اوقاف کی کل اراضی 35 ہزار 80 ایکڑ 2 کنال اور 19 مرلے ہے۔ تمام تفصیل بلحاظ ضلع، شہر، گاؤں اور قصبہ پر نشان "ل"

لف ہے۔ وقف املاک کے ناموں کی تفصیل بھی مذکورہ بالا نشان میں درج ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ اراضی بذریعہ نیلام عام ٹھیکے پر دی جاتی ہے نہ کہ گفت و شنید کے ذریعے سے 1985ء سے لے کر 1990-91ء تک پٹہ پر دی جانے والی اراضی پر نشان ''م''لف ہے۔ کوئی اراضی بذریعہ گفت و شنید نہیں دی گئی۔

نشان ''م'' ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : فاضل وزیر نے کہا ہے کہ پٹے پر زمین دی جاتی ہے۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ وہ اس کے لیے عرصے کا تعین کس لحاظ سے کرتے ہیں کہ کس نوعیت کی زمین کتنے عرصے کے لیے دی جائے گی؟

وزیر اوقاف : زرعی زمین زیادہ سے زیادہ 3 سال کے لیے پٹے پر دی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : میں وضاحت چاہوں گا کہ کیا ان کا محکمہ کوئی اراضی 3 سال سے زیادہ عرصے کے لیے کسی صورت میں پٹے پر نہیں دیتا؟

وزیر اوقاف : اگر زمین ناہموار ہو تو ٹیوب ویل سکیم کے لیے 7 سال تک دی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! وزیر موصوف نے میرے ضمنی سوال کا جواب وضاحت سے نہیں دیا۔ کیا ٹیوب ویل سکیم کے علاوہ اور کسی سکیم کے تحت زمین 7 سال سے زیادہ یا 7 سال کے لیے پٹے پر نہیں دی جاتی؟

وزیر اوقاف : زرعی اراضی 7 سال سے زائد عرصے کے لیے نہیں دی جاتی۔

رانا ثناء اللہ خان : اگر زرعی اراضی 7 سال سے زیادہ عرصے کے لیے نہیں دی جاتی تو پھر میرا سوال یہ بنتا ہے کہ کمرشل اراضی کا عرصہ کیا ہے؟

وزیر اوقاف : کمرشل اراضی کو لمبی لیز پر دیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : میں نے عرصے کی بات کی ہے۔ لمبی سے آپ کی کیا مراد ہے؟ یہ 100 سال بھی لی جا سکتی ہے۔ ذرا وضاحت سے بتائیں کہ عرصے کا تعین یہ کن اصولوں کے تحت کرتے ہیں اور وہ زیادہ سے زیادہ کتنا ہو سکتا ہے اور کم سے کم کتنا ہو سکتا ہے؟

وزیر اوقاف : کمرشل دکانوں کو ہم ہر 2 سال بعد revise کرتے ہیں یا ان کو نیلام عام پر دیتے ہیں یا ان دکانوں کو 20 فی صد increase پر دیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ جو ہماری رہائشی سکیمیں ہیں وہ محکمہ اوقاف کے ملازمین کو 99 سال پر معمولی نرخوں پر دی جاتی ہیں۔

قبرستان کے لیے جگہ کی فراہمی

*761- جناب ارشاد حسین سیٹھی : کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شمالی لاہور پی پی۔ 117 کے عوام قبرستان کے لیے جگہ نہ ہونے سے ازحد پریشان ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پیر رونقی قبرستان میں اب میتیں دفنانے کے لیے جگہ بالکل ختم ہو چکی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قبرستان کے لیے جگہ کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ محمود بوٹی بند روڈ کے ساتھ ساتھ سینکڑوں کنال اراضی محکمہ اوقاف و ریلوے موجود ہے جو ناجائز قابضین کے تصرف میں ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جگہ قبرستان کے لیے مختص کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد اکرم) :

(الف) محکمہ اوقاف کے علم میں نہ ہے۔

(ب) یہ قبرستان محکمہ اوقاف پنجاب کی تحویل میں نہ ہے لہٰذا اس بارے میں محکمہ صورت حال سے آگاہ نہ ہے۔

(ج) قبرستان کی جگہ فراہم کرنا ضلعی انتظامیہ / کارپوریشن کی ذمہ داری ہے۔ محکمہ اوقاف کا اس سے تعلق نہ ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ محمود بوٹی بند روڈ کے ساتھ محکمہ اوقاف کی 25 کنال،

23 کنال، 8 کنال اور 44 کنال زرعی اراضی موجود ہے جس کو بذریعہ نیلام عام ٹھیکے پر دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ درس میاں وڈا سے ملحقہ اراضی 90 کنال، جو دریا کے پار واقع ہے، اسے بھی ٹھیکے پر دیا جاتا ہے جس سے محکمے کو آمدن ہوتی ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ یہ اراضی ناجائز قابضین کے زیر تصرف ہے۔

(ہ) وقف اراضیات کا استعمال وقف کنندگان کی وصیت کے مطابق کیا جاتا ہے۔ محکمہ اوقاف کے وسائل بڑے محدود ہیں۔ حکومت کی طرف سے کوئی امداد نہیں ملتی۔ محکمہ کی زیر تحویل سینکڑوں مساجد خسارے میں ہیں۔ ان کا خرچہ محکمہ ان اراضیات کی آمدن سے پورا کرتا ہے اس لیے محکمے کے لیے قبرستان کے لیے جگہ فراہم کرنا ممکن نہ ہے۔

مقبرہ کی فوری مرمت

*777- ملک احمد علی اولکھ : کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) حضرت لعل عیسن کا مقبرہ کب تعمیر ہوا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ کی بے توجہی کی وجہ سے مقبرہ کو شدید نقصان پہنچ چکا ہے اور مزار کی بے حرمتی ہو رہی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مزار کی فوری مرمت کے لیے وزیر اعلیٰ نے احکامات صادر فرمائے تھے۔

(د) اگر جز (ب) و (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک وزیر اعلیٰ کے احکامات پر عمل درآمد نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد اکرم) :

(الف) یہ مقبرہ بہت قدیم ہے۔ سال 1960ء میں جب یہ مقبرہ محکمہ اوقاف کی تحویل میں آیا تو اس سے بہت پہلے کا تعمیر شدہ تھا۔ اس کا شمار آثار قدیمہ میں ہوتا ہے۔

(ب) یہ غلط ہے۔ محکمہ اوقاف اپنے محدود وسائل کے باوجود گزشتہ سالوں میں کئی

دفعہ اس کی مرمت کرواتا رہا ہے جس پر کافی خطیر رقم صرف کی گئی۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال 1968ء	12,330 روپے
سال 1979ء	10,481 روپے
سال 1985ء	70,000 روپے

(خصوصی مرمت مسافر خانہ و چاردیواری دربار حضرت لعل عیسن)

مندرجہ بالا تخمینہ جات سے ظاہر ہے کہ محکمہ اوقاف دربار پر خصوصی توجہ دیتا رہا ہے اور اس کی خاطر خواہ مرمت کرواتا رہا ہے۔

(ج) اس مقبرہ کے متعلق مورخہ 17-3-90 کو ایک تلخیص جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں ارسال کی گئی کہ یہ مزار تاریخی عمارت کے زمرے میں آتا ہے لہٰذا اس کی مرمت کا محکمہ آثار قدیمہ و کلچر ذمہ دار ہے۔ یہ تحریک جناب احمد علی اولکھ ایم پی اے کی کاوشوں کا نتیجہ تھی۔

محکمہ آثار قدیمہ نے محکمہ اوقاف کو تحریر کیا کہ مزار کی تاریخی شکل حال کرنے کے لیے 7,90,590 روپے درکار ہوں گے۔ جس کا تخمینہ بنایا گیا چونکہ محکمے کے بجٹ میں یہ خطیر رقم نہ تھی اس لیے مورخہ 5-9-90 کو ایک تلخیص جناب وزیر اوقاف پنجاب کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں ارسال کی گئی کہ وہ اپنے خصوصی فنڈ سے مختلف مزارات و مساجد کی تعمیر کے لیے ایک کروڑ 10 لاکھ روپے کی منظوری فرمائیں جس میں سے 7 لاکھ 90 ہزار روپے مقبرہ حضرت لعل عیسن کے لیے طلب کیے گئے مگر فنڈز منظور نہ ہو سکے جس کی وجہ سے خصوصی مرمت نہ کروائی جا سکی۔

(د) جس خصوصی فنڈ میں 7 لاکھ 90 ہزار روپے کا مطالبہ کیا گیا ہے اس رقم کی منظوری کا انتظار ہے۔ اگر وہ رقم منظور ہو جائے تو فوری طور پر محکمہ آثار قدیمہ کے ذریعے اس کی مرمت کا کام کروا دیا جائے گا۔

حضرت بابا نو لکھ ہزاری شاہ کوٹ کی مسجد و دربار شریف کے لیے مختص فنڈ کی تفصیل

960-میاں زاہد یاسین : کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) دربار حضرت بابا نو لکھ ہزاری شاہ کوٹ کی سالانہ آمدن کیا ہے اور اس کی تعمیر و مرمت پر کب اور کتنا فنڈ خرچ ہوا۔ اب مسجد دربار شریف کے لیے کتنے فنڈ مختص ہوئے ہیں۔

وزیر اوقاف (چودھری محمد اکرم) :

دربار حضرت بابا نو لکھ ہزاری شاہ کوٹ کی سالانہ آمدن مبلغ 5,85,087 روپے ہے۔ اس کی تعمیر و مرمت پر حسب ذیل رقوم ان کے سامنے درج سال کے دوران خرچ کی گئیں۔ اب مسجد و دربار شریف کے لیے مبلغ ایک لاکھ روپے سال 92-1991ء کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔

سال	رقم
1979-80ء	26,361 روپے
1980-81ء	29,800 روپے
1981-82ء	1,00,000 روپے
1987-88ء	6,407 روپے
1988-89ء	23,646 روپے
1989-90ء	24,824 روپے
1990-91ء	3,300 روپے

رانا ثناء اللہ خان : میں وزیر موصوف سے اس بات کی وجہ پوچھنا چاہوں گا کہ 82-1981ء میں ایک لاکھ روپے ہے جب کہ 10 سال بعد 91-1990ء میں 3 ہزار 3 سو روپے کر دیے گئے ہیں۔ یہ امداد اتنی کم کیوں کر دی گئی ؟

وزیر اوقاف : جناب سپیکر! یہ کوئی امداد نہیں ہے یا کوئی روٹین نہیں ہے کہ ہر سال اتنے ہی پیسے دیے جائیں۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ جس جگہ کوئی مرمت یا تعمیر کی ضرورت پڑے اور جتنے پیسوں کی ضرورت ہو، وہ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کی سفارشات

پر تخمینے کے مطابق دی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : میں پوچھنا چاہوں گا کہ دربار شریف کی آمدن میں سے کچھ فی صد ان پر خرچ کرنے کا، ان کے محکمے کا کوئی ضابطہ نہیں ہے؟ وہاں سے جتنی آمدن ہو، اس کا کچھ فی صد اس پر خرچ کیا جائے تاکہ وہاں پر آنے والے لوگوں کو سہولت فراہم ہو سکے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! اگر آپ کسی وقت یہ تفصیل مانگ لیں تو کیا وہ درست نہیں ہے؟

رانا ثناء اللہ خان : جی ہاں۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔

قبرستان کو بلدیہ کی تحویل میں دینا

*961- میاں زاہد یاسین : کیا وزیر اوقاف ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) قبرستان مقبوضہ اہل اسلام چک نمبر 88 رب شاہ کوٹ کی اراضی ناجائز تجاوزات کتنے رقبہ پر ہیں۔ تفصیلات مہیا کی جائیں۔ نیز قبرستان کی حفاظت کے لیے بلدیہ شاہ کوٹ نے دیوار تعمیر کی ہے اور محکمہ اوقاف اس کی دیکھ بھال پر کوئی فنڈ خرچ نہیں کرتا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ قبرستان کو بلدیہ شاہ کوٹ کو منتقل کرنے پر غور کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اوقاف (چودھری محمد اکرم) :

(الف) قبرستان مقبوضہ اہل اسلام و مسجد امام کوٹ چک نمبر 88 شاہ کوٹ رقبہ تعدادی 226 کنال 9 مرلے، جس میں ایک کنواں 15 دکانات تھیں۔ بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر 3(511) اوقاف 60 مورخہ 13 مارچ 1961ء تحویل میں لیا گیا اور اس جائیداد کا دخل / قبضہ سابقہ متولیاں دربار حضرت سید ابوالخیر نو لکھ ہزاری سے حاصل کیا گیا۔

1961ء تا جون 1979ء تک ملحقہ دکانات کا کرایہ محکمہ ہذا کرایہ داروں سے وصول کرتا رہا۔ جولائی 1979ء سے ٹاؤن کمیٹی شاہ کوٹ نے کرایہ داراں سے ساز باز کر کے کرایہ جات وصول کرنا شروع کر دیے اور آج تک ناجائز طور پر کرایہ جات ٹاؤن کمیٹی شاہ کوٹ وصول کر رہی ہے۔ ضلعی انتظامیہ کو کئی بار تحریر کیا جا چکا ہے کہ وہ ٹاؤن کمیٹی کو اس ناجائز حرکت سے روکے لیکن ابھی تک اس کے خاطر خواہ نتائج نہیں نکلے۔ ٹاؤن کمیٹی شاہ کوٹ نے دکانات کے آگے بر لب سڑک اس لیے دیوار تعمیر کی ہے کہ وہ وقف رقبہ پر تعمیر شدہ دکانات / پلاٹوں کے کرایہ جات وصول کرتی رہے اور تہہ زمینی کرایہ بھی وصول کرے۔

ٹاؤن کمیٹی نے قبرستان کے باقی تینوں اطراف دیوار تعمیر نہ کی ہے۔ قبرستان کے تقریباً 6 ایکڑ رقبہ پر ٹاؤن کمیٹی کی بے جا مداخلت اور دیوار کی تعمیر کی آڑ میں کافی عرصہ قبل ناجائز تجاوزات قائم ہوئی تھیں۔ تقریباً 34 افراد نے ناجائز تجاوز کیا ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف پنجاب قبرستان بلدیہ شاہ کوٹ کو منتقل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا کیوں کہ وقف املاک آرڈیننس مجریہ 1979ء کے مطابق جائیداد ماسوائے متولیاں کے کسی دیگر ادارہ یا شخص کو منتقل نہیں کی جا سکتی۔

فہرست ناجائز قابضین بر رقبہ قبرستان اہل اسلام مسجد امام کوٹ

چک نمبر 88 شاہ کوٹ

نمبر شمار	نام ناجائز قابضین
1-	نذر محمد ولد رانا
2-	دوست محمد ولد مورا
3-	موکھا ولد مورا
4-	محمد طفیل ولد مورا
5-	شنا ولد تاجا
6-	شنا ولد دان

7- انوار ولد ممورا

8- اللہ طش ولد ماجھا

9- محمد رمضان ولد بابو خان

10- احمد ولد حیات

11- خان ولد متھیلا

12- ہیرا

13- ماہی خان ولد میاں بھولا

14- منشا ولد ماجشا

15- سفیر ولد تاجا

16- محمد ولد حسن ماچھی

17- شہادت ولد قمر

18- مولوی محمد رمضان

19- مستری رمضان

20- نوشیر ولد دریام

21- نقو بیگم زوجہ اقبال

22- رانا عبدالرشید

23- ریاض ولد ستار

24- امیر ولد علاول

25- بشیر ولد میاں ماجھی

26- محمد یوسف ولد رحمان

27- حسین بی بی بیوہ

28- راجہ ولد رحمان

29- محمد صدیق ولد فاضل

30- محبت ولد کرم

31- منظور ولد عمر دین

32- افتخار احمد ولد محمد شریف

33- مستری محمد فیض

34- محمد بشیر ولد محمد محبوب مجاور

جناب چیئرمین : اگلا سوال ملک محمد ذاکر صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ

پڑھا گیا اور جواب دیا گیا تصور ہوگا۔ سید چراغ اکبر شاہ صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ وقفہ سوالات کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔

دیہی خواتین کو روزگار کی فراہمی

*1000- ملک محمد ذاکر : کیا وزیر سماجی بہبود ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں دیہی ترقی اور زراعت کو جدید ترین بنانے کے لیے کافی رقم خرچ کی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ خواتین کی آبادی 50 فی صد اور اکثریت دیہات میں آباد ہے۔ مشینوں اور جدید ٹیکنالوجی کے رائج ہونے کی وجہ سے خواتین کی اکثریت بے کار ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے ایسی خواتین کو ہنر مند بنانے اور روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لیے کوئی پالیسی وضع کی ہے اگر ایسا ہے تو وہ کس محکمے کی معرفت رائج کی گئی ہے تاکہ دیہی خواتین بھی ملک کی ترقی میں برابر کی شریک ہو سکیں ؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر محمد انوار الحق) :

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) خواتین کی آبادی 1981ء کی مردم شماری کے مطابق 47.4 فی صد ہے۔ خواتین کی کل آبادی کا 72.8 فی صد دیہی خواتین پر مشتمل ہے۔ یہ درست نہیں کہ دیہات میں خواتین کی اکثریت بے کار ہے کیوں کہ دیہی خواتین زراعت کے شعبے میں ہاتھ بٹاتی ہیں۔

(ج) حکومت نے خواتین کو ہنرمند بنانے اور روزگار کے مواقع فراہم کرنے کے لیے باقاعدہ پالیسی وضع کی ہے اور اس سلسلے میں وزارت ترقی خواتین وفاقی سطح پر کام کرتی ہے۔ صوبائی سطح پر محکمہ معاشرتی بہبود یونیسیف اور وفاقی وزارت ترقی خواتین کے تعاون سے زراعت کے شعبے میں خواتین کے لیے پھلوں اور سبزیوں کو محفوظ کرنے، جام، جیلی، اچار، شربت وغیرہ بنانے،

گھریلو مرغ بانی اور بیڈی بکریاں پالنے کے لیے تربیت کا بندوبست کرتا ہے۔ اس کے علاوہ دیہی خواتین کو سلائی کڑھائی ملبوسات کی تیاری اور کپڑے دھونے کا صابن وغیرہ بنانے کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے دیہات میں دست کاری مراکز، پائلٹ وومن سنٹرز اور کمیونٹی سنٹرز وغیرہ قائم کیے گئے ہیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب چیئرمین : اب ہم تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 6 چودھری اصغر علی گجر کی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین : چودھری صاحب! پہلے آپ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لیے میرا خیال ہے کہ آپ کی تحاریک استحقاق تو پھر بھی آ جائیں گی تو ہم کیوں نہ وہ تحاریک استحقاق لے لیں جو آج ایجنڈے میں رکھی گئی ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر : جناب والا! جیسے آپ پسند فرمائیں۔

جناب چیئرمین : بڑی مہربانی۔ تحریک استحقاق نمبر 8 رانا صاحب کی درخواست پر pending رکھی گئی تھی۔ جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب! ارشاد فرمایئے۔

پولیس کی جانب سے حلقہ کے عوام سے ہونے والی زیادتیوں کی نشان دہی کرنے اور حق نمائندگی سے روکنے کی کوشش

رانا ثناء اللہ خان : شکریہ! جناب سپیکر۔

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا

متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقے میں واقع محلہ نثار کالونی میں شب درمیانی مورخہ 17/18 جولائی 1991ء رات قریب ڈیڑھ بجے محمد حسین نامی شخص کے گھر ایک چور داخل ہوا۔ اہل خانہ بیدار ہو گئے اور چور چور کا شور کیا جس پر اہل محلہ نے چور کا تعاقب کیا۔ چور بھاگ کر قریب ہی کھڑی ایک پرائیویٹ ویگن میں سوار ہو گیا۔ جب اہل محلہ نے ویگن کا گھیراؤ کیا تو ویگن سے ملک منظور احمد سب انسپکٹر پولیس انچارج چوکی سمن آباد تھانہ فیکٹری ایریا، محمد صدیق، محمد ارشد، شوکت، الطاف شاہ اور دیگر چار افراد سادہ کپڑوں میں برآمد ہوئے۔ جب اہل محلہ نے احتجاج کیا تو متذکرہ پولیس ملازمین نے محمد صدیق نامی ایک شخص جو کہہ رہا تھا کہ چور آپ میں سے ہی ہے، کو پکڑ کر پہلے وہیں اور پھر تھانے لا کر بے پناہ تشدد کا نشانہ بنایا۔ اس محلے سے قریباً سو افراد پر مشتمل وفد اگلے روز میرے دفتر آیا۔ تمام واقعہ سنایا اور مطالبہ کیا کہ میں ان کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے متعلقہ حکام تک ان کی رہنمائی کروں۔ اس پر میں ان کے ساتھ آفس ایس پی صاحب فیصل آباد گیا۔ جنہوں نے ڈی ایس پی گلبرگ چودھری مسعود عزیز کو فوری انکوائری کر کے پرچہ درج کرنے کا حکم دیا اور انکوائری کے لیے اسی روز یعنی 18 جولائی 1991ء 9 بجے شب تھانہ فیکٹری ایریا کا وقت مقرر ہوا۔ اہالیان محلہ نثار کالونی شکایت کنندہ فریق اور میں رات 9 بجے برائے انکوائری تھانہ فیکٹری ایریا پہنچ گئے۔ قریباً ایک گھنٹہ انتظار کے بعد انکوائری آفیسر چودھری مسعود عزیز تشریف لائے اور ان کے رویہ سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ انھیں اپنے ماتحت عملہ کے خلاف شکایت انتہائی ناگوار گزری ہے۔ اس دوران ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا نے بھی اس معاملے پر ایسے انداز سے اظہار خیال کیا جس کا مفہوم مجھے یہ سمجھانا تھا کہ پولیس کے خلاف شکایت کرنے والے شہریوں کی مدد کرنا برے نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ اگلے روز میری باوثوق اطلاع و علم کے مطابق اور میرے پاس اس سلسلے میں شہادت موجود ہے کہ مہربانقر انسپکٹر ایس ایچ او تھانہ فیکٹری ایریا، ملک منظور سب انسپکٹر مذکورہ بالا اور دوسرے ملازمین جن کے خلاف شکایت تھی، نے اس سارے معاملے کو میرے حوالے سے سیاسی رنگ دینے کی خاطر میرے خلاف باقاعدہ مہم چلائی اور مخالف سیاسی حلقوں سے مدد حاصل کرنے کی ناکام کوشش میں میرے

خلاف انتہائی ہتک آمیز پراپیگنڈہ کیا اور اس طرح سے مجھے ایک جرم خلاف قانون فعل کی نشان دہی کرنے اور کسی مظلوم کی فریاد متعلقہ حکام تک پہنچانے کی سزا دینے اور آئندہ کے لیے اپنے حلقے کے عوام پر اس طرح کی ہونے والی زیادتیوں کی نشان دہی کرنے کے فرض اور حق نمائندگی سے روکنے کی کوشش کی ہے۔ میرے حق نمائندگی میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین : منسٹر صاحب اس پر کچھ ارشاد فرمائیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ (ملک محمد عباس خان کھوکھر) : جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو واقعہ بیان کیا ہے یہ اس طرح ہوا کہ ایک محمد صدیق نامی آدمی نے اس بارے میں درخواست دی جس کی انکوائری ڈی ایس پی گلبرگ کو مارک ہوئی۔

جناب چیئرمین : آپ پہلے مختصر بیان دینا چاہتے ہیں ؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! چاہیے تو یہی تھا کہ میں پہلے مختصر بیان دے لیتا اگر آپ ان کے بیان کے بعد چاہتے ہیں تو میں بعد میں بات کر لوں گا۔ ٹھیک ہے آپ ان کی بات سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ : جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ انکوائری ڈی ایس پی گلبرگ کو مارک ہوئی۔ انکوائری ہوئی، وہاں رانا صاحب بھی تشریف لے گئے۔ انھوں نے اس کے رویہ کے متعلق لکھ کر شکایت کی کہ وہ لیٹ آیا اور اس کا رویہ بھی ہمارے ساتھ صحیح نہیں تھا لیکن دوران انکوائری درخواست دہندہ نے اپنی درخواست واپس لے لی اور اس میں کہا کہ چونکہ یہ اتفاقیہ فائر ہوا ہے اور غلط فہمی کی بنا پر میں نے یہ درخواست دی ہے لہٰذا میں اس کی پیروی نہیں کرنا چاہتا۔ اس کے اس بیان کے بعد درخواست داخل دفتر کر دی گئی ہے۔ باقی انھوں نے پولیس کے رویہ کے متعلق شکایت کی ہے۔ انھوں نے اس بارے میں انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہم نے ان کی تعظیم کی ہے، عزت کی ہے لیکن درخواست دینے والے نے ہی اس کی پیروی نہیں کی۔ درخواست دہندہ نے اپنی درخواست واپس لے لی ہے۔ محلہ داروں کی تسلی پر ان کی

موجودگی میں تھانے سے درخواست واپس لے لی ہے۔ لہٰذا میں یہ عرض کروں گا کہ رانا صاحب کا اس میں استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ ایک واقعہ ہوا تھا جس کی پیروی درخواست دہندہ کرنا ہی نہیں چاہتا تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اسے پریس نہ کریں کیوں کہ اس میں ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین : جی' رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ اگر اس حد تک ہوتا۔ اگر اس کی اتنی اہمیت نہ ہوتی اس میں آپ یہ بیان دیکھ لیں کہ اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ ہے کہ محلے میں ایک چور گیا ہے اور چور بھاگ کر ایک ایسی وین میں داخل ہوا ہے جو کہ پولیس کی وین تھی تو پہلی بات یہ ہے کہ محمد صدیق نامی آدمی جس پر اتنا تشدد کیا گیا اس نے قطعی طور پر with free will اپنی درخواست واپس لے لی بلکہ اسے under pressure کیا گیا۔ اسے ڈرایا دھمکایا گیا اور کہا گیا کہ تم اپنی درخواست واپس لے لو، ورنہ ہم تمہارے خلاف پرچہ درج کریں گے اور اس طرح سے اس کی درخواست واپس کروائی گئی اور اس کے بعد اگر اس نے اپنی درخواست واپس لے بھی لی تھی تو اس بات کا ان کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ جو al-legations ہیں کہ وہاں سے پورے محلے نے دیکھا ہے کہ وہاں پر جو وین کھڑی تھی اس میں وہ چور جا کر گھسا ہے اور وہ وین پولیس والوں کی تھی اور اس سے پولیس کے ملازمین برآمد ہوئے۔ تو اس کے اسی حصے کی کوئی انکوائری نہیں کی گئی اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ جن جن پولیس والوں نے اور جن جن افسران کا میں نے نام لیا ہے انھوں نے یہ طریق کار بنایا ہوا تھا کہ روزانہ ایک محلے میں جاتے تھے اور وہاں پر اس طرح کا شور پیدا کرتے اور اس طرح کا ایہام پیدا کرنے اور اس کے بعد اسی محلے سے اس شبے میں 10/15 آدمی پکڑ کر لے جاتے اور بعد میں 5 سو روپے، ہزار روپے فی آدمی کے حساب سے وصول کرتے، یعنی یہ دوسرے تیسرے دن خود اس قسم کا ایہام کسی نہ کسی محلے میں پیدا کر کے بعد میں اسی محلے سے 15/20 آدمی پکڑ کر اپنے فعل کو justify کرتے ہیں اور وہاں سے پکڑ کر 10/15 ہزار روپے وصول کرنے کا ان کا طریق کار تھا اور ان کے خلاف جب شکایت کی ہے تو اس شکایت میں میں نے

تحریر کیا ہے کہ میرے پاس اس کے ثبوت ہیں کہ وہاں پر جن افراد کا تعلق مسلم لیگ سے تھا، آئی جے آئی سے تھا، ان کے پاس یہ گئے ہیں۔ انھوں نے خود مجھے بتایا ہے اور ایک معزز ممبر اسمبلی نے مجھے بتایا ہے کہ یہ اس کے پاس گئے ہیں اور جا کر انھوں نے کہا ہے کہ جناب! یہ دیکھیں، انھوں نے ہمارے خلاف شکایت کی ہے۔ ہماری امداد کریں۔ وہاں پر جو آئی جے آئی کے عہدیدار تھے وہ ان کے پاس گئے ہیں۔ پھر وہاں پر جو مولوی صاحبان ہیں ان کے پاس گئے ہیں۔ وہاں پر جمعہ میں انھوں نے اس بات کا انتظام کیا کہ وہ خطبوں میں میرے خلاف پراپیگنڈہ کریں کہ ان کے خلاف شکایت کیوں کی گئی تو اس طرح سے یہ ایک رجحان ہے کہ یہ ایک سیاسی پارٹی کے طور پر act کرتے ہیں کہ جب بھی ان کے خلاف کوئی شکایت ہوتی ہے تو پھر یہ اس قسم کا معاملہ کرتے ہیں تو جب ان باتوں کے میرے پاس ثبوت ہیں یعنی ان کے رویہ کے متعلق اور اس کے بعد جو انھوں نے as political worker اور میرے خلاف act کیا ہے تو ان باتوں کو investigate کر لیا جائے اور اگر ان کا اس قسم کا کوئی trend سامنے ہے تو اس کی ان کو سزا دے دی جائے تو میرا خیال ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یا منسٹر صاحب کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین : رانا صاحب! آپ کی تحریک استحقاق میں یہ ہے کہ درخواست دہندہ نے جیسے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ اپنی درخواست واپس لے لی ہے اور حالات و واقعات جس طرح آپ نے بیان کیے ہیں اگر وہ ہوں بھی تو اگر واپس لے لی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا یہ بیان اس مؤقف کی آئندہ کے لیے پیش بندی کے لیے کافی ہے۔

رانا ثنا اللہ خان : جناب سپیکر! میں جو عرض کر رہا ہوں کہ اس آدمی پر پولیس تشدد سے استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ اس کے بعد اس آدمی کا درخواست دینا یا اس درخواست کی پیروی کرنا یا نہ کرنا اس معاملہ سے میرے استحقاق کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ میرے استحقاق کا معاملہ وہاں سے شروع ہوتا ہے جب میں نے اس ایک شہری کی اس حوالے سے کہ مظلوم آدمی ہے میں نے اس کی رہنمائی کی اس کی شکایت متعلقہ حکام تک گئی تو انھوں نے میرے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس کا تو شکایت کنندہ میں ہوں۔ اس بات کا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے کہ اس نے درخواست دی ہے نہیں دی ہے یا واپس لے لی ہے۔ اس سے تو میرے

استحقاق کا کوئی واسطہ نہیں بنتا۔ میرا استحقاق تو وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں سے انھوں نے میرے خلاف ایک سیاسی پارٹی کی حیثیت سے پروپیگنڈہ کیا۔ انھوں نے میرے خلاف وہاں پر ساری مہم چلائی۔ میرا استحقاق تو وہاں سے شروع ہوتا ہے اس سے پہلے کے معاملہ سے درخواست دینے یا واپس لینے سے میرا کوئی تعلق نہیں بنتا اور اس بارے میں میرے پاس ثبوت ہیں۔ میں باقاعدہ شہادت پیش کروں گا کہ واقعی انھوں نے اس طرح سے کیا ہے۔

جناب شوکت داؤد : جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جناب شوکت داؤد!

جناب شوکت داؤد : جناب والا! یہ جو معاملہ ابھی تحریک استحقاق کے سلسلے میں اس ایوان میں پیش ہوا ہے یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس نے درخواست دی اس نے اپنی شکایت کی درخواست واپس لے لی ہے لیکن اس سے جو اصل واقعہ ہمارے سامنے آیا ہے اس میں پولیس ڈیپارٹمنٹ کا اور وہاں کے عوام کا وہ معاملہ اپنی جگہ پر ہے اور قائم ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو استحقاقات کمیٹی کے حوالے کرنا یا نہ کرنا، یہ آپ کے رولز کے مطابق ہوگا لیکن اس معاملے میں تحقیقات ضرور ہونی چاہئیں اگر اس معاملے میں وہ لوگ قصور وار ہیں تو ان کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے تاکہ ان لوگوں کے اصلی چہرے عوام کے سامنے آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شوکت داؤد : پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب چیئرمین : پوائنٹ آف آرڈر پر۔

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ : میں جناب! گزارش کرتا ہوں کہ ابھی تحریک منظور نہیں ہوئی۔ تحریک منظور ہونے سے پہلے اس پر بحث نہیں ہو سکتی صرف محرک اس پر مختصر بیان دے سکتے ہیں لیکن یہ اس پر بحث نہیں کر سکتے جب تک یہ ہاؤس اس کو منظور نہ کر لے۔

جناب شوکت داؤد : جناب والا! میں یہی عرض کرنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین : جی! آپ فرمائیں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ : جناب والا! میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ جو رانا صاحب نے اب باتیں کی ہیں ان کا تحریک استحقاق میں تو ذکر نہیں ہے کہ وہ پکڑ کر لے گئے۔ انھوں نے پیسے لیے اس قسم کی کوئی درخواست نہ گزاری گئی ہے نہ اس پر کوئی انکوائری مارک ہوئی ہے۔ میں صرف اس بارے میں بات کر رہا ہوں کہ جو وقوعہ اس شخص صدیق نامی سے ہوا۔ انھوں نے فائر کیا اور اتفاق سے ایک کانسٹیبل معمولی زخمی ہوا اور اس نے پھر اپنی درخواست واپس لے لی۔ یہ اب کس طرح لی ہے یہ تو اس صدیق نامی شخص کو کہنا چاہیے کہ مجھے pressurize کیا گیا ہے یا کس طرح میرے ساتھ ہوا ہے وہ تو کہتا ہے کہ اتفاقیہ واقعہ ہوا ہے میری تسلی ہو گئی ہے میں اپنی درخواست واپس لیتا ہوں۔ میں اس کی پیروی نہیں کرنا چاہتا میں تو صرف یہ چاہتا ہوں باقی جہاں تک رانا صاحب کی تسلی کا تعلق ہے ہم رانا صاحب کا اس میں احترام کرتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس in order نہیں ہے۔ شور و غوغا ہے جگہ جگہ پر آدمی کھڑے ہیں، کوئی ادھر باتیں ہو رہی ہیں، کوئی ادھر باتیں ہو رہی ہیں۔ چوکڑیاں بنی ہوئی ہیں آپ اس کو کنٹرول کیجیے۔

جناب چیئرمین : آرڈر، آرڈر۔ آرڈر، آرڈر۔ شکریہ جناب! آرڈر، آرڈر۔ تو رانا صاحب! آپ اسے پریس نہیں کرتے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بار بار یہی بات کہے جا رہے ہیں کہ اس آدمی نے درخواست واپس لے لی۔ میرا تو اس کی درخواست سے کوئی تعلق بنا نہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس حوالے سے جب بات مجھ تک آئی یا تو یہ کہیں کہ میں یہ بات غلط کہہ رہا ہوں اور میں یہ جھوٹ بول رہا ہوں کہ انھوں نے واقعی میرے خلاف یہ سیاسی مہم نہیں چلائی اور انھوں نے مجھے اس بات پر کہ میں نے ایک آدمی کی ایک مظلوم کی جو شکایت ہے وہ متعلقہ حکام تک پہنچائی اس کو انھوں نے رد کیا ہے اور میرے خلاف یہ سارا سلسلہ جو میں نے یہاں پر

درج کیا ہے یا تو یہ کہیں کہ انھوں نے نہیں کیا یا پھر یہ بات کہیں کہ میں یہ جھوٹ بول رہا ہوں۔ جب کہ میں نے یہ اس میں لکھا ہے کہ اس کے متعلق میرے پاس ثبوت موجود ہے وہ اس کے پہلے حصے کو جہاں سے میں نے بات شروع کی ہے اس کے یعنی رزلٹ پر یہ ایسا ہوا ہے تو اس کو لیے جا رہے ہیں کہ اس نے درخواست واپس لے لی ٹھیک ہے اس نے درخواست واپس لے لی ہوگی۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جناب سہیل ضیاء بٹ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : جناب سپیکر! آج ہمارا پرائیویٹ ممبر ڈے ہے اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ رانا صاحب اس طرح مدعی سست گواہ چست والی بات کر رہے ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اب کارروائی کو آگے چلنے دیں۔

جناب چیئرمین : جی ہاں! میرا خیال ہے کہ رانا صاحب اس کو پریس نہیں کریں گے۔ معاملہ کافی حد تک سامنے آچکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اس پر میں نے جو گزارش کی ہے کہ وہ صرف اس بات کو لے رہے ہیں کہ ایک شخص نے درخواست دی تھی کہ اس کے ساتھ پولیس نے زیادتی کی ہے پھر اس نے واپس لے لی۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس نے تو درخواست واپس لے لی لیکن اس کا جو اگلا حصہ ہے اس کے متعلق وہ کچھ نہیں فرما رہے۔ کوئی نہ کوئی بات تو وہ کریں کہ آیا یہ غلط ہے یا صحیح ہے یا اس کا اگر انہیں جواب موصول نہیں ہوا تو اسے پینڈنگ کروالیں۔ اس کا وہ جواب منگوالیں۔ اس کے متعلق ان کا کیا خیال ہے؟

جناب چیئرمین : جی۔ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ : میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ رانا صاحب جو فرما رہے ہیں، اس بارے میں اس کے باوجود بھی کہ متعلقہ انسپکٹر کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ وہاں رہنے نہیں دیا گیا۔ اس کی معمولی غلطی یا اس کے اس رویے کی وجہ سے اسے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ تو رانا صاحب مزید کہیں تو ان کی جو تسلی ہو۔ ہمارے لیے یہ قابل احترام

ہیں۔ وہ بھی ان کی کروا دیتے ہیں لیکن یہ ہے کہ اس سارے واقعہ کے باوجود سب انسپکٹر کا وہاں سے تبادلہ بھی کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : یہ رانا صاحب کو جو اذیت دی گئی ہے اس بنیاد پر کیا گیا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ : جی۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین : رانا صاحب کا یہ مؤقف تھا کہ دوسرے ملازمین نے ان کے خلاف جو بیان بازی کی ہے، پروپیگنڈہ کیا ہے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ : بہر حال اس بارے میں ان کی استدعا تو یہ ہے کہ ہم یہ جرأت ہی نہیں کر سکتے۔ نہ ہم نے کیا ہے۔ معزز رکن ہمارے پاس آئے ہیں تو ہم نے ان کو عزت دی ہے۔ یہ کہیں تو ان کو بلوا کر ان کے سامنے بھی بات کروا دیتے ہیں جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ ان کی عزت ہمیں درکار ہے۔ یہ ہمارے معزز رکن ہیں اور ان کی تسلی ہمارا فرض ہے۔

جناب چیئرمین : تو اس کو پھر پینڈنگ کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری داخلہ : پینڈنگ کرنا چاہیں تو آپ کی مرضی ہے اگر رانا صاحب کہیں تو ان کو بلوا لیتے ہیں اور آمنے سامنے بات بھی کروا دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! پینڈنگ کر دیں۔

جناب چیئرمین : یہ تحریک استحقاق پینڈنگ کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 9 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔

رانا اکرام ربانی : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب چیئرمین : رانا صاحب! مغرب کی نماز میں 5 منٹ رہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی : اگر آپ سمجھتے ہیں کہ وقت کم ہے تو میں اس کو پڑھ دیتا ہوں پھر اس کو کل لیک اپ کر لیں۔

جناب چیئرمین : چلیں، آپ پڑھ دیں۔

غیر نمائندہ شخص کی مشاورتی بورڈ برائے صحت میں نامزدگی

رانا اکرام ربانی : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حال ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب / صوبائی حکومت نے ضلعی مشاورتی بورڈ قائم کیے ہیں۔ ضلع اوکاڑہ کے لیے صحت سے متعلقہ مشاورتی بورڈ میں مجھے بھی بطور رکن صوبائی اسمبلی نامزد کیا گیا ہے۔ میں گزشتہ انتخابات میں حلقہ پی پی 154 سے منتخب ہوا ہوں۔ میرے مقابلے میں مسلم لیگ اوکاڑہ کے صدر آئی جے آئی کے امیدوار تھے جو شکست کھا گئے تھے۔ اب میرے ساتھ انھیں بھی صحت کے مشاورتی بورڈ میں نامزد کیا گیا ہے جو نہ صرف حلقہ پی پی 154 کے رائے دہندگان کی توہین ہے بلکہ میری نمائندہ حیثیت کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔ کسی بھی مشاورتی بورڈ میں نامزدگی میرے حق نمائندگی میں رکاوٹ ڈالنے کی دانستہ کوشش ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! 1988ء کے بعد موجودہ برسر اقتدار حکومت اور جماعت کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ لوگوں نے بڑی سمجھ داری کا ثبوت دیا ہے۔ بڑے سیاسی شعور کا ثبوت دیا ہے اور اس جماعت کو split mandate دیا ہے۔ ہمارے قومی معاملات میں جو ہمارے نیشنل آفیئرز تھے ان میں نمائندگی کے لیے ایک جماعت کو منتخب کیا ہے اور جو معاملات صوبائی سطح کے تھے یعنی جو صوبائی حکومت کے تھے ان معاملات میں ایک دوسری جماعت کو split mandate دیا ہے اور جب قائد ایوان قومی اسمبلی میں تشریف فرما تھے انھوں نے وہاں بڑی زور دار تقریریں کی تھیں اور انھوں نے بڑا نشانہ بنایا تھا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت نے ان لوگوں کو نامزد کیا ہے جو لوگ انتخابات میں شکست کھا گئے تھے۔ جناب چیئرمین! The House is not in order.

MR CHAIRMAN: Order please.

رانا اکرام ربانی : خاص طور پر پیپلز پروگرام کے حوالے سے یہ بات بار بار کی گئی کہ جو لوگ منتخب نہیں ہیں ان کو ان بورڈوں میں رکھنا عوام کی توہین ہے جناب والا! میں

ان ہی بیانات کے حوالے سے ان ہی دعوؤں کے حوالے سے بھی ان کو یقین دہانی کراتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ جو الیکشنز ہوئے ہیں ان میں ایک منتخب ہوا اور ایک شکست کھا گیا مگر دونوں نے انہی معاملات کی نمائندگی کے لیے الیکشنز لڑے۔ جناب سپیکر! وقت کی بھی کمی ہے اور شاید میری بات میرے دوستوں کو بھی پسند نہ آئے مگر جناب! میں اپنی تحریک استحقاق کے حوالے سے بہت سا ایسا مواد اسمبلی کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جن چیزوں کی بنیاد پر ماضی میں کسی جماعت کو یا کسی حکومت کو مورد الزام ٹھہرایا گیا مگر جب خود انھیں موقع ملا تو انھوں نے جمہورت کی کتنی خدمت کی اور mandate کا کتنا خیال کیا اور اس mandate کا انھوں نے کتنا احترام کیا یہ جناب سپیکر! سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔

جناب چیئرمین : اس سے پہلے کہ وزیر قانون صاحب کچھ کہیں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے لہذا ایوان کی کارروائی مغرب کی نماز کے لیے 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لیے 15 منٹ ملتوی کی گئی)

(نماز مغرب کے وقفے کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 6بج کر 40 منٹ پر کرسی ء صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! کیا آپ نے اپنی تحریک پر مختصر بیان مکمل کر لیا تھا؟

رانا اکرام ربانی : سپیکر صاحب نے اس وقت فرمایا تھا کہ ٹائم شارٹ ہے، آپ صرف پڑھ دیں۔ غالباً اس وقت سردار صاحب جواب دینے کے لیے کھڑے ہو چکے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے۔ سردار صاحب!

وزیر قانون : جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق جناب قائد حزب اختلاف کی طرف سے ہے کہ ان کے مدمقابل جو آدمی الیکشن میں ہارا ہے، اس کو ضلعی مشاورتی بورڈ میں ممبر کی حیثیت سے اسی بورڈ میں شامل کیا گیا ہے جس میں لیڈر آف دی اپوزیشن بطور ممبر شامل ہیں۔ اس پر انھوں نے اعتراض فرمایا ہے کہ اس طرح ان کا استحقاق

مجروح ہوا ہے۔

جناب والا! میرا سب سے پہلا تو اس تحریک پر فنی اعتراض ہے کہ یہ تحریک استحقاق، استحقاق کے زمرے میں نہیں آتی، کیوں کہ ایڈوائزری بورڈ کا ممبر بننا، نہ تو معزز قائد حزب اختلاف کا استحقاق ہے جو آئین میں دیا گیا ہو۔ حکومت پنجاب نے جو ایڈوائزری بورڈ بنائے ہیں اس میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ جتنے معزز اراکین اپوزیشن ہیں انھیں بھی ان میں نمائندگی دی جائے۔ تو یہ ایک ایگزیکٹو فیصلہ ہے۔ پھر اسی نوٹیفکیشن کے مطابق حکومت نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر بورڈ میں دو معززین خلاقہ بھی شامل ہوں گے۔ اب جو آدمی الیکشن ہار جاتا ہے اسے معززین کی فہرست میں سے بھی خارج کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ مناسب بات نہیں ہوگی۔ یہ تو میرا فنی اعتراض ہے کہ آئین کی رو سے انھیں جو استحقاق میسر ہے، یہ بات اس کے زمرے میں نہیں آتی۔ اس وجہ سے یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ جناب قائد حزب اختلاف نے اپنی تحریک استحقاق کی سپورٹ میں ایک سیاسی بیان بھی دیا ہے جس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ ہمارے موجودہ وزیر اعظم اور پہلے جو قائد حزب اقتدار تھے وہ ہمیشہ split mandate کی بات کرتے تھے اور اس وقت کی پیپلز پارٹی کی حکومت کے خلاف یہ اعتراض کیا کرتے تھے کہ انھوں نے اہم پوزیشنوں پر ہارے ہوئے لوگوں کو رکھا اور آج یہ حکومت اسی چیز کو دہرا رہی ہے۔ جناب قائد حزب اختلاف نے جو موازنہ فرمایا ہے اس پر مجھے انتہائی افسوس سے یہ گزارش کرنی پڑتی ہے اس وقت ہماری حکومت کو یہ اعتراض تھا کہ ہارے ہوئے لوگوں کو ایڈوائزر، او ایس ڈی منسٹر کے سٹیٹس کے ساتھ بنا دیا گیا تھا اور انھیں باقاعدہ اختیارات دیے گئے تھے۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمارے پریس کے صحافی دوست پریس گیلری سے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ اس کا نوٹس لیا جائے کہ کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : ان کے بائیکاٹ کی کوئی وجہ بھی آپ بتائیں گے؟

میاں منظور احمد موہل : اس کا تو مجھے علم نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں آپ ہی سے درخواست کروں گا کہ آپ جا کر معزز صحافی بھائیوں سے درخواست کریں کہ وہ تشریف لے آئیں۔

رانا اکرام ربانی : میاں منظور مولی صاحب نے پریس کے صحافیوں کے بائیکاٹ کی بات کی تھی۔ میرے علم میں بھی یہ بات آئی تھی کہ وہ بائیکاٹ کر رہے ہیں لیکن میں معزز وزیر قانون کے خطاب کے دوران مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ ایک افسوس ناک واقعہ ہے جس پر پریس گیلری نے 10 منٹ کے لیے واک آؤٹ کیا ہے۔ کراچی میں ایک معزز صحافی کامران خان تھے۔ وہ کرائم رپورٹر تھے۔ ان پر کل قاتلانہ حملہ ہوا ہے اور ہمارے ملک میں یہ ایک بڑی افسوس ناک روایت چل پڑی ہے۔ انھوں نے اپنے اس صحافی بھائی کے ساتھ اظہار ہمدردی کے طور پر یہ واک آؤٹ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بھی اس سلسلے میں کوئی قرارداد مذمت پاس کرنی چاہیے۔ کہیں صحافیوں کو نوکریوں سے نکالا جا رہا ہے اور کہیں ان کی رپورٹنگ کرنے کے خلاف ان پر قاتلانہ حملہ ہو رہا ہے۔ انھوں نے اس سلسلے میں یہ واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ہمارے معزز ممبر مولی صاحب معزز صحافی حضرات سے بات کرنے کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے، اس کے بعد اس معاملے پر مزید غور و فکر ہوگا۔ سردار صاحب! آپ نے بات مکمل کر لی ہے ؟

وزیر قانون : میں ابھی بات کر رہا تھا۔ جناب والا! محترم قائد حزب اختلاف نے جو موازنہ کیا ہے اس بارے میں، میں گزارش کر رہا تھا کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ اس وقت جب ہارے ہوئے لوگوں کو کوئی پوزیشن دی جاتی تھی تو اس پر ہماری حکومت کی طرف سے اعتراض ہوتا تھا۔ جناب والا! وہ ہماری حکومت کی طرف سے جن پوزیشنوں پر اعتراض ہوتا تھا کہ وہ ہارے ہوئے لوگوں کو منسٹر کا سٹیٹس دے کر ایڈوائزر بنا دیتے ہیں اور ہارے ہوئے آدمی کو پیپلز ورکس پروگرام کا ایڈمنسٹریٹر بنا دیتے ہیں اور سارے ضلع کی پیپلز ورکس کی ڈویلپمنٹ سکیمیں جو ہیں اس کو ان سیاہ و سفید کا مالک بنا دیتے ہیں۔ اس چیز پر ہماری اس وقت کی حکومت نے اعتراض کیا تھا کہ ہارے ہوئے لوگوں کو انتظامی یا فنکشنل معاملات میں کسی قسم کا اختیار دینا مناسب

نہیں۔ یہ تو ایک انتہائی معصومانہ قسم کا عمل ہے جس میں معززین کو ایڈوائزری بورڈ میں رکھنا تھا۔ ان کے مدمقابل الیکشن میں جو بندہ ناکام ہوا ہے بورڈ میں اگر وہ آگیا ہے تو اس کی ایک ایڈوائزری capacity ہوگی، کوئی ایگزیکٹو یا فنکشنل قسم کی بات نہیں ہے۔ ویسے آئین میں جو استحقاق دیے گئے ہیں اس زمرے میں بھی یہ بات نہیں آتی۔ میں توقع کرتا ہوں کہ میری وضاحت کے بعد محترم قائد حزب اختلاف اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ شکریہ جناب۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! میں صرف ایک نام حوالے کے لیے معزز وزیر قانون کی خدمت میں عرض کروں گا۔ مجھے ان کی لاعلمی پر بڑا دکھ ہو رہا ہے اور میں ان کے حوالے سے معزز قائد ایوان کی خدمت میں بھی ایک نام پہنچانا چاہتا ہوں۔ مجھے ان کی لاعلمی پر بھی دکھ ہو رہا ہے اور مجھے کچھ سمجھ آ رہا ہے کہ پنجاب کے حالات کس لیے اس حد تک پہنچ چکے ہیں۔ جناب سپیکر! انھوں نے ایڈوائزر کی بات کی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ہو سکتا ہے میری یادداشت میرا ساتھ نہ دے رہی ہو۔ محترمہ عابدہ حسین نے بھی شاید الیکشن لڑا تھا اور محترمہ عابدہ حسین شاید الیکشن میں شکست کھا گئی تھیں۔ اور شاید انھیں منسٹر کے سٹیٹس کے ساتھ وفاقی کابینہ میں ایڈوائزر بھی رکھا گیا ہے۔ غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے میری یادداشت میرا ساتھ نہ دے رہی ہو۔ لیکن جناب سپیکر! میں اپنی تحریک استحقاق پر اس استحقاق کے ساتھ زور دیتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! آپ نے مجھے بھیجا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : موہل صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ تشریف رکھیں کیوں کہ قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل : مسئلہ یہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ پریس کے بغیر تو یہاں کی کارروائی کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک اہم بات ہے وہ ہمارے ملک کا ستون ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کی بات بھی درست ہے۔ روایات اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ جب قائد حزب اختلاف بول رہے ہوں تو مداخلت نہ کی جائے۔

میاں منظور احمد موہل : یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ پریس کی بات سنی جائے۔ ہم قائد

حزب اختلاف کی قدر کرتے ہیں لیکن ایسی کوئی مداخلت ان کی بات میں نہیں ہے۔

خان زادہ محمد ضرغام خان خاکوانی : جب قائد حزب اختلاف بات کر رہے تھے تو آپ کا حق نہیں بنتا تھا کہ بات کرتے۔ آپ ان کی بات ختم ہونے دیتے۔

میاں منظور احمد موہل : میرے نقطۂ نظر سے تو پریس اور ہمارا چولی دامن کا ساتھ ہے ان کا آنا نہایت ضروری ہے تاکہ یہ بات اخبارات میں آ جائے۔ میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : موہل صاحب! یہ ایسی کوئی بات نہیں ہے جس میں مزید بحث کی جائے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ صوبائی معاملات میں مشورے کے لیے ہم یہاں اپنے اپنے حلقے کی نمائندگی کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ اپنے اپنے حلقے کے مسائل کے بارے میں نکتۂ نظر بیان کرنے کے لیے یہاں پر حاضر ہوئے ہیں۔ اگر اس کے باوجود صرف مشاورتی بورڈوں کی آڑ اس لیے لی گئی ہے کہ وہ لوگ جو اس جھرلو اور ساری گڑبڑ کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکے ان کو بھی ہمارے ساتھ وہاں پر بٹھا دیا جائے۔ جناب والا! میں یہ چیز اسمبلی کے ریکارڈ پر لانے کے لیے اپنی تحریک استحقاق پر زور دوں گا کہ حق نمائندگی ہمارا سب سے پہلے استحقاق ہے۔ آئین اٹھا کر دیکھ لیں۔ کوئی رولز اٹھا کر دیکھ لیں۔ حق نمائندگی میرا سب سے پہلا استحقاق ہے۔ اگر اس میں مداخلت کی جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اس کو واپس نہیں لیتے ؟

رانا اکرام ربانی : نہیں جناب۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! اجازت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! فرمایے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق میں اور چودھری فاروق صاحب پریس گیلری میں گئے تھے اور صحافی حضرات سے بات ہوئی ہے۔ ان کا

پنجاب سے تو کوئی گلہ شکوہ نہیں ہے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ کراچی میں جو معروف اخبار نویس کامران خان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے اس کے لیے وہ مذمت کرتے ہیں اور ان کا مقصد محض یہ ہے کہ اس بات کو اسمبلی میں take up کیا جائے اور ہاؤس کے فلور پر بیان کیا جائے اور لاء منسٹر بھی اس کی مذمت کریں کہ واقعی جو کارروائی کراچی میں ہوئی ہے، غلط کارروائی ہوئی ہے۔

آوازیں : مذمت کی جانی چاہیے۔

میاں منظور احمد موہل : مذمت کی جانی چاہیے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ بات فوری طور پر آجائے ہم فوراً گیلری میں آجاتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کا یہ مطالبہ جائز ہے تو پریس گیلری کی آزادی کے لیے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ جہاں بھی کسی صحافی سے ایسی کوئی بات ہو، قاتلانہ حملہ ہو، ہمیں ان کا ساتھ دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! لاء منسٹر صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! ہماری حکومت نے آزادی صحافت کی ہمیشہ حمایت کی ہے اور اس سلسلے میں اگر میں غلطی پر نہیں ہوں شاید میں نے آج ایک بیان اخباروں میں پڑھا ہے جس میں ہمارے ہائی آفس نے بھی اس کی مذمت کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا واقعہ جہاں بھی ہوگا ہماری حکومت اس کی انتہائی مذمت کرے گی اور اس کی حوصلہ شکنی کرے گی اور ہمارے جذبات صحافی بھائیوں کے ساتھ شامل ہیں۔ اس وقت جب حزب اختلاف نے اس بارے میں بات کی تو میں یہ بات کرنا چاہتا تھا لیکن میری یہ خواہش تھی کہ شاید منظور موہل صاحب کے تشریف لانے کے بعد ہمارے صحافی بھائی پریس گیلری میں تشریف لے آئیں گے تو جب وہ تشریف لائیں گے تو اس وقت میں اپنا یہ بیان دوں گا۔ اگر ان کی یہ خواہش ہے تو پنجاب گورنمنٹ ان کے جذبات میں برابر کی شریک ہے۔ شکریہ۔

(اس مرحلے پر صحافی حضرات پریس گیلری میں تشریف لے آئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : لاء منسٹر صاحب! میں آپ سے یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ رانا اکرام ربانی صاحب کی جو تحریک استحقاق ہے اس میں انھوں نے اس بارے میں

اعتراض کیا ہے کہ ایک وہ ممبر جو ان سے الیکشن میں ہار گیا تھا اس کو بھی ضلع اوکاڑہ کے صحت کے بورڈ کا ممبر نامزد کیا گیا ہے۔ تو میری معلومات کے مطابق اس سلسلے میں ابھی تک گورنمنٹ کی طرف سے سرکاری طور پر نوٹیفکیشن نہیں ہوئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! اس سلسلے میں نوٹیفکیشن ابھی نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاں! ابھی نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ اس لیے رانا صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ pre-mature ہے۔ سرکاری طور پر اس سلسلے میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ صرف اخباری خبر پر آپ کو اتنی پریشانی کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ابھی وہ بنیاد exist نہیں کرتی جس پر میں نے base کر کے یہ تحریک استحقاق دی ہے تو میں پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ جب تک سرکاری نوٹیفکیشن نہ ہو اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! آپ کے کہنے پر ان کی تصدیق ہوئی ورنہ منسٹر صاحب خود فرما رہے تھے کہ نوٹیفکیشن ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے نوٹیفکیشن شاید نہیں ہوئی۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! میں اپنا حق محفوظ رکھتے ہوئے اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ سیٹھی صاحب! آپ نے اس دن جناب فرید احمد پراچہ کی تحریک استحقاق کے سلسلے میں استدعا کی تھی تو آج وہ تشریف لے آئے ہیں یا آج بھی وہی مسئلہ ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب والا! وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اور انھوں نے کل یہاں پیغام بھجوا دیا ہے اور میرا خیال ہے کہ ان کے آنے کے بعد ہی take up کیا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : صحیح ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! وقت ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سرور خان بھی نہیں ہیں۔ جناب قائد حزب اختلاف نے فرمایا تھا کہ ان کی استدعا پر اسے pending رکھنا ہے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! میرے پاس وہ چٹ تھی جسے میں ڈھونڈ رہا تھا۔ خان صاحب ابھی تشریف نہیں لائے لہٰذا اسے pending کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے اسے pending کیا جاتا ہے۔

رانا اکرام ربانی : شکریہ۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر : اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 12 رانا ثناء اللہ خان صاحب اور ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کی طرف سے ہے۔ جی رانا صاحب!

محافظوں کے ہاتھوں عوام کا حشر

رانا ثناء اللہ خان : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 21 جون 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ

16 police officials booked for digracing family.

تفصیلات کے مطابق کوتوالی پولیس اسٹیشن فیصل آباد، کھوڑیاں والا پولیس اسٹیشن سمالہ کالونی پولیس اسٹیشن کے ایس ایچ او اور چیلز کالونی تھانہ کے اے ایس آئی اور مختلف پولیس اسٹیشنوں کے ایک درجن کانسٹیبل صاحبان نے ایک 20 سالہ لڑکی، اس کے والد، بھائی اور کئی رشتہ داروں کو اپنے ایک ناؤٹ کے کہنے پر بے عزت کیا اور پولیس ناؤٹ ضیاء کنول اس لڑکی کو چھیڑا کرتا تھا اور لڑکی کے رشتہ داروں نے اسے سختی سے منع کیا۔ ناؤٹ نے جا کر متذکرہ پولیس اہل کاروں سے مل کر ان سب کو ذلیل کرانے

کا پروگرام بنایا جس پر عمل درآمد کرتے ہوئے سب سے پہلے پیپلز کالونی کے تھانہ والوں نے لڑکی کے بھائی کو پکڑا، دو روز حوالات میں بند رکھا اور جب اس کا والد اس کا پتا کرنے کے لیے آیا تو اسے بھی ساتھ ہی بند کر دیا اور دو دن کے بعد 4 ہزار روپے لے کر چھوڑ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد سمن آباد تھانہ والوں نے یہی کارروائی دہرائی لیکن اس دفعہ رقم 10 ہزار تھی۔ تیسری دفعہ سالہ کالونی تھانہ والوں نے یہی کارروائی کی اور بعض رشتہ داروں کو بھی پکڑ لائے۔ لڑکی کو تمام رات تھانہ کوتوالی کی حوالات میں رکھا جس کے بعد ہائی کورٹ لاہور میں رٹ دائر کی گئی۔ عدالت عالیہ نے پرچہ درج کرنے کا حکم دیا۔ پرچہ درج ہو گیا لیکن ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی۔ محافظوں کے ہاتھوں عوام کا یہ حشر غالباً آئی جے آئی کے منشور کا حصہ ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون : جناب والا! جیسا کہ آپ کے نوٹس میں ہے کہ حکومت کی طرف سے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لیے وقت مقرر کیا جا چکا ہے اور یہ تحریک التوائے کار لاء اینڈ آرڈر کے متعلق ہے تو میری جناب والا کی خدمت میں التماس ہو گی کہ قواعد کے مطابق اس قسم کی تحریک التوائے کار جب لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث کے لیے وقت مقرر ہو گیا ہو تو پھر قابل پذیرائی نہیں ہو گی اور ساتھ ہی میری یہ بھی گزارش ہے کہ اس قسم کی تحریک التوائے کار کے پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ اس پر وقت مقرر کیا جا چکا ہے۔ معزز رکن اپنی تقریر کے دوران اس قسم کے واقعات حکومت کے نوٹس میں لا سکتے ہیں۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ یہ ایک specific واقعہ ہے اور یہ کچھ پولیس ملازمین کا انفرادی فعل ہے۔ اس کا امن و امان کی جو عام صورت حال ہے اس سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ اس میں خصوصی طور پر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ پولیس کے چند ملازمین تھے جنھوں نے high handedness کی ہے اور ان آدمیوں کو بلاوجہ ذلیل کیا ہے۔ اس کے بعد ہائی کورٹ کی طرف سے پرچے کا آرڈر

ہوا ہے اور اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ کوئی گرفتاری نہیں ہوئی تو لاء منسٹر صاحب برائے مہربانی یہ فرمائیں کہ انھوں نے اگر اس قسم کی کوئی رپورٹیں طلب کی ہیں کہ جب یہ پرچہ درج ہوا تو اس پر پھر proceedings کیوں نہیں ہوئیں؟ گرفتاری کیوں نہیں ہوئی؟ یا ان پولیس آفیسرز کے اس فعل پر ان کے خلاف کوئی ایکشن کیوں نہیں لیا گیا ہے اگر لیا گیا ہے تو یہ بیان فرمادیں۔ یہ تو ان کا انفرادی فعل ہے۔ اس سے پورے صوبے کی امن و امان کی صورت حال کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔

وزیر امداد باہمی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی رانا صاحب!

وزیر امداد باہمی : جناب والا! تحریک التوائے کار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک رکن اسمبلی جس کے علم میں کوئی بات آئے وہ اسمبلی کو اس معاملے کی طرف متوجہ کراتے ہیں اور وہ تحریک التوائے کار پیش کرنے کے بعد اپنی مختصر سی تقریر سے متوجہ کراتے ہیں اور تحریک التوائے کار کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی باقی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ جب جنرل بحث ہے اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے۔ تمام باقی کارروائی ملتوی ہے تو اس میں فاضل رکن اپنا وہ مقصد بیان فرما سکتے ہیں۔ اس میں تحریک التوائے کار کی پھر ضرورت نہیں رہ جاتی۔ تحریک التوائے کار کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اس ہاؤس کے نوٹس میں لانے کے لیے وقت دیا جائے۔ وقت ان کو قدرتی طور پر ملتا ہے تو اس وقت پھر تحریک التوائے کار کارآمد نہیں رہتی بلکہ اس سے زیادہ وقت وہ لے سکتے ہیں اور اپنی تقریر میں سارا معاملہ بیان فرما سکتے ہیں اور ہاؤس کے علم میں لا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی رانا صاحب! رانا پھول محمد خان کی بات کے بعد آپ کیا فرمائیں گے؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں انھی کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ بات ان کے نوٹس میں آگئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تو understood ہے کہ ان کے نوٹس میں یہ بات آ چکی

ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان : نہیں جی۔ understood تو نہیں ہے۔ بہت سی باتیں understood ہوتی ہیں لیکن لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں نہیں ہوتیں۔ وہ یہ فرما دیں کہ ان کے نوٹس میں یہ بات آ گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ان کے نوٹس میں بھی آ چکی ہے اور اس پر نوٹس لے بھی لیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : لیکن وہ تو مسکرا رہے ہیں حالانکہ یہ واقعہ تو مسکرانے والا نہیں ہے۔ یہ تو انتہائی شرمناک واقعہ ہے۔ اگر وہ فرما دیں کہ ان کے نوٹس میں یہ بات آ گئی ہے تو میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون : جناب والا! میرے نوٹس میں صرف یہ بات نہیں ہے بلکہ میرے نوٹس میں یہ بھی بات آ گئی ہے کہ یہ مسئلہ ہائی کورٹ تک گیا اور لڑکی والوں نے رٹ کی تھی۔ وہ رٹ بھی انھوں نے واپس لے لی ہے اور فریقین کے درمیان صلح بھی ہو چکی ہے اور یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ اس میں اب کوئی بات رہ ہی نہیں گئی۔ ایسی بات نہیں۔ میں تو قواعد و ضوابط کی بات کر رہا تھا اور اس وجہ سے میں چاہتا تھا کہ انھیں اور موضوعات پر قواعد و ضوابط کے مطابق بات کرنے کا مزید ٹائم مل جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی رانا صاحب! اب میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب کی وضاحت کے بعد اس میں کوئی گنجائش نہیں رہ گئی۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ بات خواہ مخواہ لمبی کی ہے۔ اگر ساری بات ان کے نوٹس میں تھی تو انھیں پہلے بتا دینا چاہیے تھا۔

کہ یہ سارا مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر : بہر حال آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

رانا ثناء اللہ خان : یہ پہلے ہی بتا دیتے کیوں کہ جس طرح سے وہ behave کر رہے ہیں۔ مسکرا رہے ہیں تو صلح انھوں نے ہی کروائی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! آپ اس کو پریس نہیں کرتے ؟

رانا ثناء اللہ خان : جی' میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب اس کو پریس نہیں کرتے۔ تحریک التوائے کار نمبر 13 جناب علی حسن رضا قاضی اور جناب غلام سرور خان کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! یہ lapse کر گئی ہے۔ یہ under considera-tion نہیں آسکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، قاضی صاحب! اس سلسلے میں آپ کی کیا رائے ہوگی ؟

جناب علی حسن رضا قاضی : جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ایک دن مختص کیا جا چکا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس دن میں اپنا یہ بیان دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تو آپ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں ؟

جناب علی حسن رضا قاضی : جی میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : قاضی صاحب اس کو پریس نہیں کرتے تو تحریک التوائے کار نمبر 14 بھی آپ ہی کی ہے۔

وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کی جانب سے یونیورسٹی کے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی

جناب علی حسن رضا قاضی : شکریہ، جناب سپیکر۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''دی نیوز'' لاہور مورخہ 21 جون 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ۔

Juniors supersede seniors at Punjab University.

خبر کے مطابق واقعہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر نے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور یونیورسٹی کی تمام مروجہ روایات کے خلاف 5 ہوسٹل

سپرنٹنڈنٹ متعین کیے ہیں۔ یونیورسٹی آئین کے مطابق یہ تعیناتی سنیارٹی کی بنیاد پر ہونی چاہیے لیکن 7 سے 15 سال کا تجربہ رکھنے والوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جونیئر لوگوں کو نوازا گیا ہے۔ 3 لڑکوں اور 2 لڑکیوں کے ہوسٹلوں کے سپرنٹنڈنٹ تعینات ہونے تھے۔ 13 درخواستیں موصول ہوئیں۔ آئی جے آئی کے ایک ایم این اے کی ایک رشتہ دار خاتون کو جس کا تجربہ صرف 2 سال کا ہے، لڑکیوں کے ہوسٹل نمبر 3 کا سپرنٹنڈنٹ لگا دیا گیا۔ جب کہ ارشاد کھوکھر، جن کا تعلق کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ سے ہے 15 سال کا تجربہ رکھنے کے باوجود نظر انداز کر دیا گیا۔ اس طرح باقی معاملات میں بھی سینئر حضرات سے زیادتی کی گئی ہے۔ حال ہی میں اس شعبے میں ہونے والے واقعات داخلوں میں اقربا پروری اور امتحانی نظام کا بالکل ناکام ہو جانا، کے خلاف اس معزز ایوان میں باقاعدہ ایک تحریک التواء پر بحث ہوئی لیکن وائس چانسلر کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ جو آئی جے آئی کے قول اور فعل کے تضاد کو منظر عام پر لانے کے لیے کافی ہے۔ اس طرح کے لوگوں کی پرورش جو اتنے اہم شعبے کا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔ غالباً آئی جے آئی کے منشور کا ایک لازمی حصہ ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! وزیر تعلیم اس کا جواب دیں گے۔

وزیر تعلیم : جناب سپیکر! جناب علی حسن رضا قاضی صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے اس کے متعلق میں سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ قواعد و ضوابط کے مطابق کوئی ایک specific matter ہونا چاہیے۔ اس تحریک التوائے کار میں انھوں نے کوئی 4/5 matters اکٹھے کر دیے ہیں حالانکہ رولز کے مطابق انھیں اپنی اس تحریک التوائے کار میں صرف ایک ہی مسئلہ کو زیر بحث لانا چاہیے تھا۔ اس تحریک میں وہ ایک قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کے خلاف appointments کا مسئلہ زیر بحث لائے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے داخلوں کے مسئلے کو زیر بحث لانے کی کوشش کی ہے۔ اقربا پروری کا مسئلہ زیر بحث لانے کی کوشش کی ہے اور امتحانی نظام کو زیر بحث لانے کی کوشش کی ہے۔ یہ تو ٹیکنیکل گراؤنڈز پر جناب! میں سمجھتا ہوں کہ

ویسے بھی اسے رول آؤٹ ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ میرٹ پر بھی میں جناب! عرض کروں گا کہ انھوں نے اپنی اس تحریک التوائے کار میں کہا ہے کہ وائس چانسلر نے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یونیورسٹی کی تمام مروجہ روایات کے خلاف اور یونیورسٹی آئین کے خلاف تعیناتی سنیارٹی کی بنیاد پر کرنے کی جائے انھوں نے اقربا پروری کی ہے تو میں جناب! ان سے گزارش کروں گا کہ مجھے وہ قواعد و ضوابط دکھائیں۔ یونیورسٹی کے آئین کے کسی رول کا حوالہ دیں۔ مروجہ روایات کے متعلق عرض کریں کہ وہ کون سی روایات ہیں وہ کون سے قواعد و ضوابط ہیں جس کے تحت یہ خلاف ورزی ہوئی ہے۔

جناب والا! یونیورسٹی کے تقرری کے بارے میں قواعد و ضوابط ہیں۔ وہ میں اس ایوان میں پڑھ دیتا ہوں۔ یہ جناب! یونیورسٹی کیلنڈر حصہ اول 1990ء۔ بی۔ 2 صفحہ 455 پر جو قواعد و ضوابط ہیں۔ یہ میں اپنے فاضل ممبر کے لیے پڑھتا ہوں۔

The suitability would be the main criteria for appointment as Warden, Superintendent, Assistant Superintendent. The Vice-Chancellor would be the sole Judge for the purpose of determining the suitability of a person for appointment to a post in a hall. Mere seniority shall not be the main criteria for making such appointments.

تو جناب والا! اس میں سنیارٹی کا criteria بالکل نہیں ہے یہ یونیورسٹی کے رولز کے مطابق suitability کا criteria ہے۔

اس کے علاوہ جناب والا! جو تقرریاں کی گئی ہیں وہ بھی بالکل رولز کے مطابق کی گئی ہیں۔ پہلی تقری مسز منور مرزا کی، جو کی گئی ہے اس کا 13 سالہ سپرنٹنڈنٹ کا تجربہ ہے۔ اس کے علاوہ مسٹر لیاقت وارڈن کی جو تقرری کی گئی ہے اس کا بطور سپرنٹنڈنٹ 10 سال کا تجربہ ہے۔ ڈاکٹر ایم آئی فاروقی کی جو تقرری کی گئی ہے اس کا 15 سالہ تعلیمی تجربہ ہے۔ اس کے علاوہ مسز طاہرہ کی جو تقرری کی گئی ہے اس کا

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کا تجربہ ہے۔ اسی طرح میڈم ممتاز امانت کا بھی اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کا تجربہ ہے۔ اسی طرح سے رانا عبداللطیف کا بھی وسیع تجربہ ہے۔ جناب والا! فاضل ممبر نے یہ کہا ہے کہ مسز ارشاد کھوکھر کو کیوں نظر انداز کیا گیا ہے تو جناب! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ ان کو ہم نے بہت سال پہلے یونیورسٹی کے ہوسٹل نمبر 2 میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ لگایا تھا لیکن ان کے دور میں بڑی شکایات آئی تھیں اور انتظامی امور کے بہت زیادہ مسائل پیدا ہوئے تھے اور وہ محکمہ کو بغیر اطلاع دیے اپنے فرائض چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔ انھوں نے محکمہ کو یہ اطلاع بھی دینا گوارا نہ کیا کہ میں بطور سپرنٹنڈنٹ اپنی ڈیوٹی جاری نہیں رکھ سکتی۔ ان وجوہات کی بناء پر ان کا نام consider نہیں ہوا تھا۔ تو جناب والا! میں ان گراؤنڈز کی بناء پر جناب والا سے درخواست کروں گا کہ اس تحریک التوائے کار کو رول آؤٹ کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، قاضی صاحب! فرمایے۔

جناب علی حسن رضا قاضی : جناب والا! جناب فاضل وزیر کی اس وضاحت کے بعد میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔

تحریک التوائے کار نمبر 15 رانا ثناء اللہ خان اور غلام سرور خان کی طرف سے ہے۔

پولیس اسٹیشن آر۔ اے بازار لاہور کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنا

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''مسلم'' اسلام آباد مورخہ 22 جون 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ A shock for S.S.P. Sahib. واقعات کے مطابق ایس پی ہیڈ کوارٹر راولپنڈی میاں اختر علی کے لیے یہ انکشاف بہت پریشان کن ثابت ہوا ہوگا کہ جن 3 آدمیوں کو شراب کے نشہ کی حالت

میں انھوں نے گرفتار کیا ہے وہ اور کوئی نہیں بلکہ ان کے 3 ہونہار ماتحت ہیں جن میں شوکت علی ایس آئی، جو کہ آر۔ اے بازار تھانہ میں متعین ہے، بھی شامل ہے، جن سے غیر قانونی اسلحہ بھی برآمد ہوا۔ دیکھنا یہ ہے کہ پولیس اس معاملے میں کیا کارروائی کرتی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ چند دن پہلے ریس کورس پولیس چوکی میں 3 خواتین کو لاکر بے عزت کیا گیا اور ان سے پیسے بھی چھین لیے گئے اور یہ چوکی بھی آر۔ اے بازار پولیس اسٹیشن میں واقع ہے۔ ان اداروں کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اور انھیں ہر قسم کا غیر قانونی تحفظ دینا شاید آئی جے آئی کے منشور کا حصہ ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ جو فاضل رکن کی تحریک التوا ہے، وہ لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں ہے اور لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں جناب والا! کل کا دن مخصوص ہے۔ اگر جناب والا! ایسی صورت حال ہو تو پھر رول 67 (ای) اس بارے میں بالکل واضح ہے۔

> The motion shall not anticipate a matter for consideration of which a date has been previously appointed. In determining whether a motion shall be disallowed on the ground of anticipation due regard shall be had to the probability of the matter anticipated being brought before the Assembly within a reasonable length of time.

اس میں جناب والا! لاء اینڈ آرڈر کے لیے کل کی تاریخ ہے۔ اگر جناب والا! 7 یا 8 بھی رہتے ہوں تو اس پر تب بھی بحث نہیں ہو سکتی کیوں کہ لاء اینڈ آرڈر پر مخصوص دن رکھے گئے ہیں اور ان دنوں میں فاضل اراکین اپنی سیر حاصل بحث کر سکتے ہیں۔ اس لیے میرے خیال میں آج یہ تحریک التوا اس رول کے تابع زیر بحث نہیں آسکتی۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ لاء اینڈ آرڈر پر جو بحث ہے وہ عام بحث ہے اس پر اس قسم کے specific واقعات ایک ایک کر کے بیان نہیں کیے جاتے۔ نہ ہی کوئی ایسا precedent ہے اور نہ ہی ہمارے پاس اتنا وقت ہوتا ہے کہ ہماری جو 15 یا 20 تحاریک التوا ہوتی ہیں ان کو ایک ایک کر کے پڑھنا شروع کر دیں۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ تحریک التواء کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت کے علم میں کوئی specific واقعہ لایا جائے کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور اس پر کوئی ایکشن ہوا ہے یا نہیں ہوا تو جناب والا! یہ بڑا سنجیدہ معاملہ ہے کہ ایک ڈسپلن فورس کے آدمی اس طرح پکڑے گئے ہیں تو یہ واقعہ جب ہم نے پڑھ دیا یہ حکومت کے نوٹس میں آگیا ہے۔ اگر اس کے متعلق کوئی ایکشن ہوا ہے تو وہ وزیر قانون بیان فرما دیں کہ اس پر ہم نے یہ ایکشن لیا ہے اور اگر اس سے پہلے یہ حکومت کے نوٹس میں نہیں تھا تو پھر وزیر قانون صاحب بتا دیں کہ وہ آئندہ کیا کرنے والے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون : جناب والا! جیسا کہ میرے بھائی میاں منظور موہل صاحب نے فرمایا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لیے تاریخ مقرر ہو چکی ہے اور یہ اس ایوان کی روایت ہے اور رولز بھی اس بات کا تقاضا کرتے ہیں لہذا میں اپنے بھائی سے درخواست کروں گا کہ ان کی جتنی بھی تحاریک التوائے کار ہیں وہ ساری کی ساری جناب لیڈر آف اپوزیشن کو بریف کر دیں۔ کل قائد حزب اختلاف نے لاء اینڈ آرڈر پر اپنی opening speech کرنی ہے تو وہ ان ساری چیزوں کی طرف وہ نشان دہی کرائیں گے اور جب جناب چیف منسٹر صاحب یا حکومت کی طرف سے کوئی نمائندہ لاء اینڈ آرڈر کو وائنڈ اپ کرے گا تو اس سلسلے میں حکومت نے جو اقدامات کیے ہیں، وہ ان کے بارے میں ساری تفصیل بتا دیں گے۔ جناب والا! چونکہ یہ رولز کی بات ہے اس لیے رولز تو ان تحاریک التوا کو پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ میں ان کی خدمت میں التماس کروں گا کہ لاء اینڈ آرڈر پر تو بات ہوگی اور کوآپریٹو پر بھی بات ہوگی جیسا کہ ہم نے فیصلہ کیا ہے ان کے ایسا کرنے سے تو اور بھی دوسرے بہت

سارے معاملات جن پر تحاریک التواء آئی ہوئی ہیں، وہ نظر انداز ہو جائیں گی تو جناب والا! ہمیں روٹر کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیے اور ہمیں ایوان کی روایات کو قائم رکھنا چاہیے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس قسم کی تحاریک التواء کو پڑھنے کی اجازت دینا بھی قانون کے منافی ہے۔ شکریہ، جناب والا!

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جو لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث ہے اس سے اس specific واقعہ کا کوئی تعلق نہیں بنتا۔ اس پر ہم نے حکومت کی کارکردگی کو discuss کرنا ہے، نہ کہ ایک سب انسپکٹر کے برتاؤ کو discuss کرنا ہے۔ یا پھر وزیر قانون اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ اس قسم کے جتنے بھی specific واقعات کا ذکر کریں گے، کیا وہ اس ایک ایک واقعہ کا جواب دیں گے؟ یہ تو ایک سب انسپکٹر کا معاملہ ہے اس کا تو حکومت کی کارکردگی اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا کہ محکمے کی طرف سے اگر اس کا کوئی جواب آگیا ہے تو وہ اس کو ایوان میں پیش کر دیں کیوں کہ انھوں نے اپنی تحریک التوا پیش کر دی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! اس سلسلے میں ریس کورس پولیس چوکی میں مقدمہ نمبر 204 مورخہ 91-6-10 کو جرم 342 اور 330 درج ہو چکا ہے اور تفتیش انسپکٹر تھانہ نے خود عمل میں لائی۔ بعد ازاں تفتیش ایس پی ہیڈ کوارٹر کے سپرد ہوئی جس کے مطابق چار ملزمان گناہ گار پائے گئے جن کا چالان کیا جا رہا ہے۔ باقی ملزمان بے گناہ ثابت ہوئے۔ گناہ گار ملزمان میں محمد ایوب اے ایس آئی، محمد ارشد ایس ایچ او، محمد اکرم ہیڈ کانسٹیبل اور محمد اشرف کانسٹیبل مفرور ہیں۔ جن کی گرفتاری کے لیے عملی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ یہ معاملہ حکومت کے نوٹس میں ہے۔ پرچہ درج ہو چکا ہے قانونی کارروائی ہو رہی ہے۔ اس کے پیش نظر میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل بھائی اپنی اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیں گے۔ حکومت اس قسم کے اقدامات کی مذمت کرتی ہے اور ایسے اقدامات کا حکومت سختی سے نوٹس لے گی۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! وزیر موصوف کے اس جواب کے بعد پورے ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ حقیقت میں یہ ایک ایسا واقعہ ہے جسے اس ایوان میں زیر بحث لایا جانا چاہیے۔ وزیر موصوف نے اپنے بیان میں یہ فرمایا ہے کہ ان چار ملزمان کے خلاف پرچہ درج ہوا ہے اور چاروں ہی ان کے فرمان کے مطابق پولیس کے ملازمین ہیں پھر جناب! آپ حکومت اور پولیس کی کارکردگی دیکھیں کہ وہ چاروں ملزمان ہی مفرور ہیں اور آج تک ان میں سے کوئی آدمی گرفتار نہیں ہو سکا۔ لہٰذا جناب سپیکر! یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے کہ ڈسپلن فورس کے آدمیوں نے قانون کو توڑا۔ شراب کے نشے میں وہ پکڑے گئے ہیں۔ ان کے خلاف پرچہ درج ہوا لیکن اس کے باوجود ان کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ وزیر موصوف بتائیں کہ ان کو گرفتار نہ کرنے پر متعلقہ پولیس نے جو کوتاہی کی ہے، اس پر حکومت نے کیا ایکشن لیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ وزیر قانون کی وضاحت اور جواب کے بعد آپ مطمئن ہیں کیوں کہ ملزمان کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہو گیا ہے اور قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے ان کے خلاف کارروائی بھی ہو رہی ہے۔ آپ اپنی تحریک التوائے کار کو پریس کرتے ہیں یا نہیں؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! اگر وزیر قانون اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ جن ملزمان کے خلاف یہ پرچہ درج ہوا ہے۔ ان کو اتنے عرصے میں یعنی دو دن میں چار دن میں ایک ہفتے میں یا دو ہفتے کا وقت لے لیں کہ ان کو گرفتار کر لیا جائے گا پھر میں اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کرتا۔ ورنہ یہ واقعتاً اور حقیقتاً ایسا واقعہ ہے کہ اسے ہاؤس میں زیر بحث لانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر قانون صاحب! آپ اس بات کی یقین دہانی کروائیں گے کہ حکومت ملزمان کو جلد گرفتار کرنے کے لیے۔۔۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں یہ کیسے یقین دہانی کروا سکتا ہوں۔ میں نے تو پہلے بھی کہا ہے کہ حکومت اس واقعہ کی مذمت کرتی ہے۔ اس قسم کے معاملے کو ہم انتہائی اہمیت کا حامل سمجھتے ہوئے سختی سے نوٹس لیں گے اور میں اس سلسلے

میں آج ہی ہدایات جاری کروں گا کہ وہ ملزمان کو گرفتار کرنے کے عمل کو تیز تر کر دیں لیکن یہ میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ ایک ہفتے میں ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کی بات درست ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میری جو تحریک التوائے کار ہے یہ فنی طور پر ایڈمٹ ہو چکی ہے کیوں کہ وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ اس واقعہ کو ہم انتہائی اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں۔ یہ ان کا اپنا بیان ہے تو جناب والا! جب اس واقعہ کو گورنمنٹ بھی، وزیر قانون بھی اور ہم بھی انتہائی اہمیت کا حامل سمجھتے ہیں تو اب اس کے ایڈمٹ نہ ہونے میں تو کوئی امر مانع نہیں ہے کیوں کہ انھوں نے تو خود فرما دیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں نے تو پہلے عرض کیا ہے یہ تو آپ کی مہربانی ہے کہ تحریک التوائے کار پر بحث ہو رہی ہے۔ ورنہ فنی طور پر رولز آف پروسیجر کے مطابق یہ زیر بحث ہی نہیں آ سکتی۔ ہم نے تو خود یعنی حکومت نے 2 گھنٹے نہیں بلکہ قائد حزب اختلاف کے مشورے سے دو دن مقرر کیے ہیں۔ ہم نے تو لاء اینڈ آرڈر اور کوآپریٹو کے لیے دو دن رکھے ہوئے تھے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے حکم دیا کہ دو دن ہم امن عامہ پر بات کریں گے۔ دو دن کوآپریٹو پر بات کریں گے جتنے دن انھوں نے کہے اتنے دن ہم نے ان کے حکم کے مطابق رکھے۔ ہم تو خود بات کرنا چاہتے ہیں یہ دو گھنٹے کی بات کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ دو دن اس پر بات کریں۔ یہ ان کا حق بنتا ہے ہم نے کب ان کو ان کے حق سے محروم کیا ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے امن عامہ پر بحث کے لیے دو دن کا وقت رکھا ہوا ہے۔ یہ اس دوران میں اس موضوع پر بات کر سکتے ہیں لیکن میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہاؤس کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! اب آپ اس پر فیصلہ فرمائیں کہ آپ اس کو پریس کرتے ہیں یا نہیں ؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! جب یہ بات طے شدہ ہے کہ یہ واقعہ انتہائی اہمیت کا

حامل ہے تو میرے خیال میں آپ اس مسئلے کو مؤخر فرما دیں اور وزیر قانون جتنی مہلت چاہتے ہیں۔ ایک ہفتے کی، دو ہفتوں کی آپ انھیں وہ مہلت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ اس پر انھوں نے یقین دہانی کرا دی ہے کہ ملزمان کو جلد گرفتار کرنے کے لیے حکومت ہر ممکن کوشش کرے گی۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اخلاقی جواز نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! اس کے لیے یہ وقت مقرر کر دیں کہ کب تک ملزمان گرفتار ہو جائیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! اب وقت بھی ختم ہو رہا ہے اب آپ مہربانی فرما کر ضد کو چھوڑیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اسے پھر مؤخر فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ مؤخر ہونے والی بات نہیں ہے۔ آپ اسے پریس کرتے ہیں یا نہیں ؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! یہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے جب وزیر قانون بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ واقعی یہ انتہائی اہمیت کا حامل واقعہ ہے تو پھر اسے آپ مؤخر فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کو وزیر قانون نے یقین دہانی کروا دی ہے کہ حکومت ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کرنے کے لیے انتہائی کوشش کرے گی۔

رانا ثناء اللہ خان : پھر جناب سپیکر! جلد از جلد سے کیا مراد لی جائے ؟ ایک سال یا دو سال ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ یہ فیصلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اسے آپ پریس کرتے ہیں یا نہیں ؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اگر آپ جلد از جلد کی وضاحت فرما دیں تو میں پریس نہیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ اسمبلی ہے کوئی سکول نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جلد از جلد کے الفاظ کی آپ وضاحت فرمادیں تو میں پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی یہ تحریک التوائے کار قانونی تقاضے پورے نہیں کرتی اس لیے میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔ تحریک التوائے کار کے لیے وقفہ ختم ہوتا ہے۔ میاں منظور احمد موہل۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو بھی علم ہے کہ ہمارے دوست اور عظیم ملک چین سے ایک لیڈر ہمارے ملک میں آئے ہوئے ہیں اور وزیر اعلیٰ کی طرف سے آج ان کو ایک دعوت ہے جس میں تمام ہاؤس کے فاضل اراکین کو بھی مدعو کیا گیا ہے اور اس کے لیے 7 بجے کا وقت ہے۔ چونکہ اب ساڑھے سات بج چکے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قابل احترام مہمان وہاں پر تشریف لے آئیں اور میزبان وہاں پر موجود ہی نہ ہوں تو یہ بات اچھی نہیں لگے گی۔ اس بات کے پیش نظر میری تحریک یہ ہے کہ ہاؤس کی کارروائی کو کل تک کے لیے ملتوی کر دیا جائے تاکہ فاضل اراکین وہاں وقت پر پہنچ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں معزز ممبران سے اس سلسلے میں رائے لینا چاہوں گا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟

میاں محمود الرشید : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ یہ بڑے عرصے کے بعد آیا ہے اور اس میں میرا ایک انتہائی اہم بل اردو کو اپنانے سے متعلق ہے۔ اس کے علاوہ کئی قرار دادیں ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر اس طرح سے کارروائی کو گول کرنا صریحاً زیادتی ہوگی اور میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ 9 بجے سے پہلے کھانا نہیں ہوگا۔ اس کے لیے سارے ممبرز بے قرار ہوں گے کم از کم آدھ گھنٹہ اجلاس کی کارروائی کو مزید چلایا جائے کیوں کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ممبران کی حق تلفی ہے۔ اول تو اسے پروگرام میں رکھنا نہیں چاہیے تھا اور اب اگر رکھا ہے تو اجلاس کی کارروائی کو چلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! ہاؤس کا موڈ تو جناب والا نے خود دیکھ لیا ہے کہ وہ ایوان کی کرروائی کو ملتوی کرنے کے موڈ میں ہیں۔ میاں محمود الرشید صاحب کا جو پوائنٹ ہے وہ بھی جائز ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کی اپنی ایک اہمیت ہوتی ہے۔ اس کا ایک درمیانی راستہ بھی نکل سکتا ہے یہ جو آج کی پرائیویٹ ممبرز ڈے کی کارروائی ہے۔ اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بھی یہی کارروائی آ جائے۔ اس سے ان کا حق بھی قائم رہ سکتا ہے اور ہمارے جو معزز ساتھی اپنی اس تقریب میں شامل ہونا چاہتے ہیں ان کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ اس طریقے سے آپ مہربانی کر کے اس کی ملتوی کارروائی اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیے مؤخر فرما دیں۔ شکریہ۔

جناب سکندر حیات ملھی : شکریہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے فاضل رکن اور اپنے مہربان دوست کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ اس ایوان کے تمام ممبران کو مدعو کیا گیا ہے اور ایک سرکاری دعوت کا اہتمام کیا گیا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی کارڈ نہیں ملا۔ اگر ان کو ملا ہے تو وہ تشریف لے جائیں۔ اگر سب کو ملا ہے تو پھر اعلان کر دیں۔ اس میں بے ضابطگی ہے۔ یہ بیان درست نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! میں ان کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں وزراء مشیران اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان شامل ہیں اور یہ 70 کے قریب بنتے ہیں۔ اگر یہ چلے جائیں تو پھر بھی بات وہی ہوگی۔ یہ بھی اس ہاؤس کے رکن ہیں۔

جناب سکندر حیات ملھی : جناب والا! اگر آپ نے کسی ایک طبقے کی خاطر ایسی رولنگ دی تو ہم پچھلے بنچوں پر بیٹھنے والے بھی یہ بات کر سکتے ہیں کہ ہم بھی کل کو ایک مخصوص کلاس بن جائیں گے۔

محترمہ فوزیہ بہرام : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' محترمہ فوزیہ بہرام!

محترمہ فوزیہ بہرام : جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے کہ یہ پارٹی تمام

وزراء کے لیے، تمام مشیران کے لیے، تمام پارلیمانی سیکرٹری صاحبان اور سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کے لیے ہے۔ بہر حال آج غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے۔ یہ نہ کیا جائے کہ غیر سرکاری کارروائی کو حکومتی پارٹی کا ممبر مداخلت کر کے اس طرح خراب کرے۔ میں سمجھتی ہوں منظور مومل صاحب نے بہت غلط مظاہر کیا ہے۔ اس طرح نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اگر ان کو جانا تھا تو یہ چلے جاتے۔ میری بھی اور میاں محمود الرشید صاحب کی بھی ایک قرارداد تھی۔ اس کے علاوہ بھی اور قراردادیں تھیں۔ بے شک آپ رولنگ دے دیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر حکومتی پارٹی کے ممبر کی درخواست پر اس قسم کی رولنگ دی جائے تو یہ غیر سرکاری کارروائی کے دن کی توہین ہے اور ہماری حق تلفی ہے۔ بہر حال آپ جو بھی فیصلہ کریں وہ ہمیں منظور ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب! آپ بل پیش کریں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ اس طرح کے واقعات پر ایوان کو ملتوی کرنا، اس قسم کی کوئی روایت پہلے موجود نہیں ہے۔ اس طرح کی روایت قائم کرنا انتہائی غلط ہوگا۔ اور ویسے بھی یہ تمام ممبران کو دعوت نہیں ہے۔ یہ صرف منسٹر صاحبان، مشیران اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو دعوت دی گئی ہے اور یہ جو مومل صاحب نے اور لاء منسٹر صاحب نے سازش بنائی ہے اس کو ناکام بنایا جانا بہت ضروری ہے۔

جناب ایس اے حمید : جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گزشتہ اجلاس میں میں نے قرارداد دی تھی جو اس وقت بھی زیر بحث نہ آسکی اور آج 3 ماہ کے بعد میری قرارداد فہرست پر آئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمام ہاؤس کے لوگ اس دعوت میں مدعو نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کچھ وقت اس کے لیے مخصوص کیا جائے اور کم از کم وہ قراردادیں جو پچھلے اجلاس میں رہ گئی تھیں ان کو لے لیا جائے۔

مسودہ قانون

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب! آپ اپنا مسودہ قانون پیش کریں۔

مسودہ قانون' نفاذ اُردو پنجاب' مصدرہ 1991ء

میاں محمود الرشید : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ بمراد اس امر کے کہ صوبہ پنجاب میں انگریزی کی جائے اردو زبان کا نفاذ کیا جائے۔ ہر گاہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 241 کی ضمن۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب! ایک منٹ کے لیے رکیں۔ میں اس تحریک کو پڑھ لوں۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ مسودہ قانون، نفاذ اردو پنجاب، مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب وزیر تعلیم : میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب ہاؤس سے اجازت لینا پڑے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ طریق کار کو تو اختیار کرنا پڑے گا۔ آپ نے مسودہ قانون پیش کیا ہے۔ میں نے اس کو پڑھ کر سنایا ہے اور لاء منسٹر صاحب نے اور وزیر تعلیم نے اس کی مخالفت کی ہے۔ اب ہاؤس سے اس کی اجازت لینی پڑے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اسے ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

میاں محمود الرشید : جناب والا! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ مسودہ قانون پہلے بھی یہاں پیش کیا گیا تھا۔ اب دوبارہ اس میں رد و بدل کے بعد ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے آئین کے آرٹیکل 251 کی صریح خلاف ورزی ساری قوم کر رہی ہے اور اس میں ہم مجرم ہیں۔ ہم لوگ قانون اور آئین کی بالادستی کے لیے اسمبلی میں پہنچتے ہیں لیکن یہاں پہنچ کر آئین کی دھجیاں بکھرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور اس کے دفاع اور نفاذ کے لیے ہم کچھ نہیں کر پاتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ہماری یہ مجبوری ہے کہ ہم نے ایوان کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے۔ موبل صاحب آپ کے پاس بیٹھے ہیں۔ اگر تھوڑی سی بھی غلطی ہو جائے تو وہ فوراً کتاب نکال لیتے ہیں۔

میاں محمود الرشید : جناب سپیکر! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ آپ ہاؤس سے

پوچھ بھی سکتے ہیں۔ جہاں تک اس معاملے کا تعلق ہے وہ وزیر قانون اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے یہ چاہتے ہیں کہ اس کو اسمبلی میں نہ لایا جائے۔ بصورت دیگر اس پر پچھلی دفعہ بھی بات ہوئی تھی اور اب بھی اس پہ بات ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اگر اجازت دیں تو میں یہی پوچھنے والا ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ نفاذ اردو پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ ''ہاں'' کہیں اور جو خلاف ہیں وہ ''ناں'' کہیں۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

میاں محمود الرشید : جناب والا! **********

****

(اس مرحلے پر میاں محمود الرشید ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، سیٹھی صاحب!

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میاں محمود صاحب نے جس انداز میں مسودہ قانون پیش کیا اور لاء منسٹر صاحب نے اس کی مخالفت کی۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ پچھلے سیشن میں لاء منسٹر صاحب نے میرے پیش کردہ نفاذ اردو بل پر یہ بیان دیا تھا کہ ہم متفقہ طور پر اس کو قرارداد کی صورت میں لے کر آرہے ہیں۔ جناب قائد ایوان کی موجودگی میں باقاعدہ ایک کمیٹی بنائی تھی اور پورے ایوان کے سامنے انھوں نے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اس کمیٹی میں فرید پراچہ صاحب اور مجھے بھی شامل کیا جائے گا۔ مگر جناب سپیکر! اس سیشن میں میں نے اسی لیے زور نہیں دیا کیوں کہ حکومتی سطح پر اس بارے میں کوشش کی جائے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمود الرشید صاحب نے اگر اس بل کو پیش کیا ہے اور جس انداز میں اس کو op-pose کیا گیا ہے۔ یہ واقعی شرمناک ہے، یا تو پچھلے سیشن میں اس کے متعلق وعدہ نہ کرتے اور قائد ایوان کی موجودگی میں یہ طے نہ کرتے اور اسی یقین دہانی پر وہ پرائیویٹ بل واپس لیا گیا تھا کہ جناب وزیر قانون نے قائد ایوان کی موجودگی میں

*** (حکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم ایک کمیٹی بنا کر باقاعدہ قرارداد کی صورت میں حکومتی پارٹی کی طرف سے پیش کریں۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ طریقہ واردات اچھی بات نہیں ہے۔ جس انداز سے یہاں معاملات کو dispose of کیا جاتا ہے اور جس انداز سے جناب لاء منسٹر نے اس کو آپوز کیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کیا جانا چاہیے اور جو لوگ اس کو پیش کرنے والے ہیں کریں، دلائل دینے سے بات پھر لمبی ہو جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔ اس کے بارے میں لاء منسٹر صاحب کو معزز ایوان کے سامنے جواب دینا چاہیے کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے؟ اور اگر کیا گیا ہے تو پھر کیا یہ قرارداد جس کا انھوں نے وعدہ کیا تھا اس سیشن میں لے کر آرہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں مولی صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ میاں صاحب کو منا کر لے آئیں۔

وزیر قانون: جناب والا! پچھلے سیشن میں اس قسم کا بل ارشاد حسین سیٹھی صاحب اور فرید احمد پراچہ صاحب کی طرف سے آیا تھا۔ جس کے بارے میں میں نے اور جناب چیف منسٹر صاحب نے ان کی خدمت میں گزارش کی تھی۔ جہاں تک اردو کی ترویج کا تعلق ہے اس سلسلے میں پنجاب حکومت کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کر رہی۔ اس کے لیے جتنے بھی اقدامات حکومت پنجاب کے بس میں ہیں، وہ کیے جائیں گے۔ مگر یہ اس پر قانون سازی کروانا چاہتے ہیں۔ اس بات کا انھوں نے خود حوالہ دیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 251 کے تحت قانون سازی ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ جو چیز ہمارے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔

(اس موقع پر جناب میاں محمود الرشید، میاں منظور احمد مولی صاحب کے ساتھ ہاؤس میں تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کی قانون سازی کرنے کا اختیار ہمیں نہیں تو پھر ہم اس کی قانون سازی کس طرح کر سکیں گے؟ میرے بھائی ارشاد حسین سیٹھی صاحب نے فرمایا ہے مجھے بھی یاد

ہے اس دن ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب بھی تشریف فرما تھے اور ہم نے مل کر اس بارے میں بات کی تھی اور پھر انھوں نے یہ بل پریس نہیں کیا تھا بلکہ اسے with-draw کر لیا تھا۔ ہمارے بھائی میاں محمود الرشید صاحب کا تعلق بھی آئی جے آئی کے ساتھ ہے، ہمارا تعلق بھی اس کے ساتھ ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ وہ بیٹھ کر فرما دیتے، ہم قرارداد لے آتے۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے کہ اس قسم کی کوئی بات ہوئی تھی۔ اب تو یہ اسمبلی کے ریکارڈ سے پتا چلے گا اور میں اس بارے میں آج ہی پتا کر لوں گا کہ اس دن ہمارا آپس میں کیا معاملہ طے ہوا تھا۔ یہ بات میرے ذہن سے نکل ہی گئی تھی تو میرے بھائی اس قسم کی یاددہانی کروا کے قرارداد لا سکتے تھے۔ مجھے یقین ہے on the floor of the House جو بات کر رہے ہیں وہ حقیقت پر مبنی ہو گی۔ اس میں ان کی غلط بیانی کرنے کا مجھے کوئی جواز نظر نہیں آتا۔ ہم اسمبلی کے ریکارڈ سے بھی دیکھ لیتے ہیں اس میں ہم متفقہ طور پر میاں محمود الرشید صاحب کو بھی شامل کر لیں گے۔ ہم خود چاہتے ہیں کہ اردو کی ترویج ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تھوڑا سا گائیڈ کریں کہ اس پر ایک کمیٹی بنا لی جائے جو متفقہ طور پر ایک قرارداد اس اسمبلی کے اندر اس سیشن میں لائے۔

وزیر قانون : جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ سیٹھی صاحب کے فرمان کے مطابق اس قسم کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے۔ یہ ہم ریکارڈ میں دیکھ لیتے ہیں اگر پہلے ہی یہ فیصلہ ہو چکا ہے تو پھر کوئی نئی کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کے فرمان کے مطابق قائد ایوان کی موجودگی میں یہ بات ہوئی ہے تو ہم یہ دیکھ لیتے ہیں۔ اگر ہم نے اس قسم کا کوئی فیصلہ کیا تھا تو ہم آپس میں بیٹھ کر اسے طے کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ، سیٹھی صاحب اور میاں محمود الرشید صاحب بیٹھ کر ریکارڈ بھی دیکھ لیں اور اس سلسلے میں مزید بحث بھی کر لیں اور جلد ایک قرارداد لے آئیں۔

سردار امجد حمید خان دستی : یہ ایک تحریک میاں صاحب نے پیش کی ہے۔ خود ہی انھوں نے تجویز کیا ہے کہ ہاؤس سے رائے لی جائے۔ ہاؤس نے رائے اس کے خلاف دی ہے۔ آپ نے verdict فیصلہ دیا ہے کہ یہ قرارداد پیش نہیں ہو سکتی۔ اس کے

بعد اس پر بحث کرنا، نئی نئی تجویزیں پیش کرنا، میرے خیال میں یہ غیر مناسب ہے۔ مجھے بہت سی باتوں سے اتفاق ہے، میرے دوست بڑی اچھی باتیں کرتے ہیں لیکن یہ بار بار جب اپنی بات منوانا چاہتے ہیں تو ان کا طرز کلام یہ ہوتا ہے کہ یہ شرمناک بات ہے، یہ غیر پارلیمانی بات ہے۔ یہ پتا نہیں کس کو شرم دلانا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ غصے میں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہییں اور یہ مسئلہ ابھی آپ نے طے کر دیا ہے اور اس سے پہلے بھی طے ہو چکا ہے اور اس کو re-open کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سردار صاحب! میرے خیال میں اب یہ مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ اب اس کے اوپر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

میاں محمود الرشید : ان کی زبان سے پھر اس طرح کی بات انتہائی قابل افسوس ہے۔ یہ اگر تاریخ سے واقف نہیں ہیں تو میں بتائے دیتا ہوں۔ ان کے جو قائدین ہیں انھوں نے کہاں کہاں کیا کچھ کیا۔ دوسری بات میں ریکارڈ کی وضاحت کے لیے چاہتا ہوں۔ یہاں بار بار یہ بات کہی جا رہی ہے کہ مرکز سے متعلق ایک معاملہ ہے آپ نے جو رولنگ دے دی وہ طے ہو گئی۔ مزے کی بات یہ ہے وزیر قانون بھی بار بار کہہ رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ قانون اور آئین میں بڑا وضاحت کے ساتھ ہے کہ آئندہ 15 سالوں کے اندر اندر اس کو ہر سطح پر رائج کیا جائے گا۔ مگر قانون کی کون سی دفعہ صوبہ پنجاب اسمبلی کو قانون سازی سے روکتی ہے؟ اس میں تو سپرٹ اس کی یہ ہے کہ قانون پر عمل درآمد کے لیے جہاں جہاں جو بھی فورم موجود ہے، وہاں وہاں قانون سازی کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب! اب اس مسئلے پر بحث نہ ہو تو زیادہ بہتر ہے کیوں کہ فیصلہ ہو چکا ہے۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ یہ ایک ملکی زبان کا مسئلہ ہے۔ ملکی زبان اردو قرار دی جا چکی ہے لیکن اس کا بل اس صوبائی اسمبلی میں پیش نہیں ہو سکتا۔ خدانخواستہ کل کسی دوسرے صوبے کا کوئی رکن صوبائی اسمبلی میں اپنی کسی

مادری زبان میں مل پیش کرتا ہے تو ان کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اس کو قومی زبان بنا دیں اور نہ ہی ہمیں یہ اختیار ہے کہ ہم اردو کو قومی زبان بنا دیں۔ ہم تو قرار داد کے ذریعے مرکزی حکومت کو، پارلیمنٹ کو یہ معاملہ بھیج سکتے ہیں لیکن ہم خود اس کی قانون سازی نہیں کر سکتے کیوں کہ یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ علاوہ ازیں ہر صوبے میں شورشیں اٹھیں گی جس سے اس ملک کی سالمیت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ میں فاضل رکن سے جناب کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ اس کو واپس لے کر قرار داد کی شکل میں لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب سکندر حیات ملھی : جناب والا! ہمارے محترم وزیر صاحب نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ اگر ہم اس تجویز کو مان لیں اور اردو کو بحث کے لیے یہاں لے آئیں تو اندیشہ ہے کہ کئی اور صوبے اپنی لوکل زبان نہ اختیار کر لیں۔ میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اردو زبان پنجاب کی لوکل زبان نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (جناب ایم لطیف مغل) : جناب والا! یہ کیا بات ہوئی، آپ نے ایک بار فیصلہ دے دیا ہے پھر رانا صاحب بھی بول رہے ہیں، ملھی صاحب بھی بول رہے ہیں جب کہ آپ نے یہ رول آؤٹ کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں نے اس سلسلے میں پہلے ہی وضاحت کر دی ہے۔ مسئلہ ختم ہو چکا ہے اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر تعلیم : فیصلے کے بعد معزز رکن نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا۔ یہ ایک ہاؤس کا فیصلہ تھا اور انہوں نے اس پر مسلم لیگ کے خلاف جو الزامات لگائے ہیں، میری گزارش ہے کہ وہ ریکارڈ سے حذف کر دیے جائیں۔

میاں محمود الرشید : میں اس پر سٹینڈ لیتا ہوں اور میں زبانی باتیں نہیں کرتا۔ میرے پاس ریکارڈ ہے۔ میں پوری فائل ساتھ لے کر آیا ہوں جس کا میں نے اپنے بل میں حوالہ دیا۔ مسلم لیگ کی جنرل کونسل کی میٹنگ' قائداعظم کی موجودگی میں اس کا متفقہ فیصلہ (1948) میں ڈھاکہ یونیورسٹی میں ان کا اعلان' (1947) میں اعلان' (1949) میں اعلان۔ میں کوئی زبانی باتیں نہیں کرتا۔ میں مسلم لیگ کے دوستوں کو کہتا ہوں کہ اب ان کے لیے وقت ہے کہ جب وہ اقتدار میں ہیں تو ہماری قیادت نے جو فیصلے کیے تھے ہم ان پر عمل درآمد کیوں نہیں کر رہے؟ جائے اس کے کہ ہم اس کا احساس کریں ہم بات کو مذاق میں لے کر جا رہے ہیں جو سراسر زیادتی ہے۔ وزیر تعلیم نے جو نکتہ اٹھایا ہے اس کے جواب میں یہ ساری فائل اور ریکارڈ میرے پاس ہے۔ اگر وہ چاہیں تو میں مطالعے کے لیے انہیں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرا خیال ہے کہ ہمیں ایوان کا وقت اس بات پر مزید ضائع نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایک مسئلہ ختم ہو چکا ہے۔ اس پر مزید بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی ایسے ریمارکس ایوان میں آئے ہیں جو کہ مسلم لیگ کے خلاف ہیں تو ان کو میں کارروائی سے حذف کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان : آپ نے کارروائی سے جو الفاظ حذف کرائے ہیں' کیا آپ وضاحت فرمائیں گے کہ "شرمناک" کا لفظ حذف کیا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں' اس بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے۔ مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : میں نے ایک لفظ کے بارے میں پوچھا ہے کہ "شرم ناک" حذف کر دیا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے عرض کر دیا ہے کہ اس پر مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ارشاد حسین سیٹھی کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

رانا ثناء اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جو بھی بات ہوئی ہے' میاں محمودالرشید نے اس پر سٹینڈ لیا ہے۔ آپ نے جو الفاظ حذف کرائے ہیں' ان میں میری یہ گزارش ہے کہ "شرم ناک" کا لفظ حذف کر دیا جائے' کیونکہ آج پہلی بار یہ احساس ہوا ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے اور دوسرے دوستوں نے اس طرح سے رد عمل کا اظہار کیا ہے کہ شاید انہیں اس بات پر شرم آئی ہے۔

جناب چیئرمین : اس بات کو سپیکر صاحب ختم کر چکے ہیں۔ اس پر مزید بات نہیں کی جا سکتی۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ پینل آف چیئرمین کے مطابق سکندر حیات ملھی صاحب نمبر ایک پر ہیں۔ جب وہ ایوان میں موجود ہوں تو نمبر دو والے صدارت نہیں کر سکتے۔ میں کہوں گا کہ سکندر ملھی صاحب صدارت کے لیے تشریف لائیں۔

چودھری سکندر حیات ملھی : موہل صاحب نے وضاحت فرمائی ہے۔ لیکن میں اس وقت ایوان میں موجود نہ تھا۔

آوازیں : اس وقت تو موجود ہیں۔

(اس مرحلے پر فاضل رکن چودھری سکندر حیات ملھی ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات آپ کی اور ایوان کی توجہ میں لانا چاہتا ہوں ہم اُنیس کو یہاں جمع ہوئے۔ اکیس کے لیے کارروائی مقرر ہوئی۔ پھر ایک دم یہ فیصلہ ہوا کہ چار دن کی چھٹی کر دی جائے۔ اگر یہ اُنیس دن اسی طرح پورے کرنے ہیں تو اس کا یہ علاج بھی ہو سکتا ہے۔

اس طرح آنے سے پہلے اس طرح جانے کے بعد

اُنیس کو اجلاس کر لیا ہے۔ جب اٹھارہ دن ختم ہو جائیں تو انیسویں دن کو اجلاس بلا لیا جائے۔ ایوان کا موڈ بھی نہیں ہے۔ سپیکر صاحب بھی غائب ہیں۔ ڈپٹی سپیکر صاحب کو بھی یہاں بیٹھنے میں مزا نہیں آتا۔ یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے جو چیئرمین ہیں' یہ بھی بھاگنا

چاہتے ہیں۔ ممبر صاحبان بھی "ہالیڈے موڈ" میں ہیں۔ بہتر یہ ہو گا کہ جس طرح یہ ہالیڈے موڈ میں ہیں اور ساری گورنمنٹ اس موڈ میں ہے تو اس غیر سنجیدہ کارروائی کو جاری رکھنے کی بجائے آخری دن اجلاس بلا لیا جائے تاکہ یہ شرط پوری ہو جائے اور انیس دن بھی پورے ہو جائیں۔ کارروائی میں حصہ لینے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔ میں نے ابھی ابھی (کامن ویلتھ پارلیمنٹ) کی کتاب دیکھی ہے۔ میں نے اس کی ساری ورق گردانی کی ہے۔ افریقہ کے ملکوں کے پارلمنٹیرین کے بیانات اس میں ہیں' انڈیا کے ہیں' انگریزوں کے بیانات ہیں' آسٹریلیا کے ہیں' لیکن کسی پاکستانی پارلیمنٹیرین کا اس میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو زیادہ تر اس ملک میں مارشل لاء لگا رہا ہے اور کبھی خوش قسمتی سے جمہوریت بحال ہوئی ہے تو ہم لوگ اس کو سنجیدگی سے نہیں لیتے تو اس کا یہی علاج ہے کہ اس جھنجھٹ کو ختم کیا جائے۔ آخری دن اجلاس بلا لیا جائے تاکہ یہ لوگ جی بھر کے چھٹیاں منا لیں۔

میاں شہباز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ میں دستی صاحب کی اس بات سے اختلاف کرتا ہوں۔ ہم پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود کہ چین کا وفد آیا ہوا ہے اور چیف منسٹر صاحب کی طرف سے کھانا ہے اور کورم پورے کا پورا ہے۔ تمام معزز ارکان یہاں موجود ہیں۔ دستی صاحب کو یہ کہنے کا حق نہیں پہنچتا کہ اسمبلی کا اجلاس آخری دن تک ملتوی کر دیا جائے۔ یہاں تمام دوست بیٹھے ہیں اور کورم میں تمام دوست موجود ہیں اس وقت تک انہیں حق نہیں پہنچتا کہ یہ اسمبلی کی توہین کریں اور ایسے الفاظ استعمال کریں کہ یہ لوگ میلے پر آئے ہوئے ہیں یا یہ لوگ عیاشی کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : میاں صاحب! آپ کا کہنا بھی درست ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی : ابھی ابھی ایڈوائزر صاحب کی طرف سے یہ مشورہ ملا ہے کہ کل ڈیانا آرہی ہیں۔ یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کی پیش وائی کے لیے تیاری کی جائے۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے غیر ضروری کارروائی سے گریز کریں۔۔۔

میاں شہباز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ دستی صاحب! ذرا درستگی فرما لیں۔ میں گورنمنٹ کا ایڈوائزر نہیں' بلکہ ان کی طرح عام ممبر ہوں۔

قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)

جناب چیئرمین : اب ہم قراردادوں کو لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد ملک احمد علی اولکھ صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ یہ قرارداد تمام ایوان کے لیے قابل قبول ہے۔ اسے پیش کرنے کی اجازت بخشیں۔

جناب چیئرمین : اس کو کس طرح پیش کریں ؟

وزیر امداد باہمی : وہ کسی دوسرے ممبر کے ذمے لگا سکتے ہیں کہ میری غیر حاضری میں قرارداد پیش کر دینا۔

جناب چیئرمین : میرے علم کے مطابق تو محرک ایسا نہیں کر سکتے۔

وزیر امداد باہمی : آپ ایوان کی رضا مندی سے اجازت دے سکتے ہیں۔ یہ کاشت کاروں کے لیے بڑی ضروری قرارداد ہے۔

جناب چیئرمین : یہ تو پیشگی نوٹس دینا ہوگا۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ آپ اس کو ٹیبل موشن بھی لے سکتے ہیں۔ اس ایوان کی رضا مندی سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ قرارداد کاشتکاروں کے لیے ضروری ہے۔

جناب چیئرمین : دیگر ممبران کی قراردادیں بھی ضروری ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر یہ قرارداد اتنی ہی اہم تھی تو ان ممبر صاحب کو یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔ پہلی بات' دوسری بات یہ ہے کہ وہ اگر اس کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ تھے تو جانے سے پہلے اپنی غیر حاضری کی صورت میں کسی کو تحریری اجازت دے کر جانا چاہیے تھا۔ جب تک تحریری اجازت نہیں ہوگی یہ قرارداد پیش نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین : اگلی قرارداد میاں محمود الرشید صاحب کی ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔

میاں منظور احمد موہل : ان کی جگہ کوئی اور ممبر قرارداد پیش نہیں کر سکتا۔ قاعدہ 96(بی) پڑھ لیجیے۔ اس میں واضح ہے۔

96-(b)Provided that the member may, with the permission of the Speaker, authorise in writing any other member to move it on his behalf and the member so authorised may move the resolution.

جو provided that ہے اس میں واضح ہے۔

جناب چیئرمین : تحریری طور پر اجازت ہو پیش کر سکتا ہے ورنہ نہیں۔

پنجاب اسمبلی کی کارروائی کی ریڈیو اور ٹی وی پر کوریج

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ قومی اسمبلی کی طرح پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو بھی ریڈیو اور ٹی وی پر بھر پور کوریج دی جائے تاکہ صوبہ پنجاب کے عوام اپنے مسائل کے حل' عمل قانون سازی اور منتخب نمائندوں کی کارکردگی سے مکمل طور پر آگاہ ہو سکے۔"

جناب چیئرمین : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے۔

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ قومی اسمبلی کی طرح پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو بھی ریڈیو اور ٹی وی پر بھر پور کوریج دی جائے تاکہ صوبہ پنجاب کے عوام اپنے مسائل کے حل' عمل قانون

سازی اور منتخب نمائندوں کی کارکردگی سے مکمل طور پر آگاہ ہو سکے۔"

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں اور اس بنیاد پر کرتا ہوں کہ اب تک جو بھی کورم ریڈیو اور ٹی وی پر دی جاتی رہی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین : رانا صاحب! اس پر پہلے جناب ایس اے حمید صاحب اپنی بات کر لیں بعد میں آپ اس پر اظہار خیال فرمالیں۔

رانا ثناء اللہ خان : شکریہ۔ جناب!

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر، شکریہ جناب والا! اس قرارداد کو اس لیے آج اس ہاؤس میں پیش کر رہا ہوں کہ پاکستان کا یہ مقتدر ادارہ پنجاب اسمبلی جو سب سے بڑا منتخب ایوان ہے جس میں ہماری آبادی کی 62 فیصد نمائندگی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس اسمبلی کی تعداد بھی باقی تمام صوبائی اسمبلیوں سے زیادہ ہے۔ جس طرح ایک پسماندہ ملک ہے اس میں صوبہ پنجاب کے مسائل بھی جیسے ہیں۔ مسائل اور وسائل کی جنگ جو اس وقت ہے اس کے پیش نظر عوام انتہائی طور پر متاثر ہو رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ منتخب نمائندے جس طور پر اسمبلی میں آتے ہیں ان کے ذمے جو باتیں لگائی جاتی ہیں اور اس ملک کا جو جمہوری طرز عمل ہے۔ جس طرح اس ملک میں عام طور پر مارشل لاء نافذ رہا اور جمہوریت کا پودا پورے طور پر پنپ نہیں سکا اس کے پیش نظر ہمارے ملک میں عوامی نمائندوں کے نہ صرف اپنی کارکردگی دکھانے کا موقع ملا بلکہ عوام کو بھی پوری طور پر اس بات کی آگاہی نہیں ہو سکی کہ ہمارے نمائندے اسمبلی میں جا کر کیا کرتے ہیں اور ہر روز اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوتی ہیں کہ کورم ٹوٹ جاتا ہے اور نمائندے پورے طور پر دلچسپی نہیں لیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طور پر ہمارا یہ مقتدر ایوان ہے اس کے جو نمائندے پورے پنجاب سے

یہاں موجود ہیں اور جس طور پر ہاؤس کے اجلاسوں میں اور کارروائی میں بھر پور حصہ لیتے ہیں اس کے پیش نظر عوام کو ان کی کارکردگی سے پورے طور پر آگاہ ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی بڑی ضروری ہے کہ یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ پاکستان میں جمہوریت چل نہیں سکتی۔

میرے نزدیک اگر جمہوریت کو اس ملک میں پورے طور پر رائج کرنا ہے تو پھر جمہوریت کے نتیجے میں جو عوامی نمائندے آج اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں۔ جب تک وہ اپنے اپنے علاقوں کے مسائل کی نشاندہی نہ کریں ان کے حل کے لیے منتخب تجاویز نہ دیں اور پھر اپنے آپ کو اس بات کا اہل ثابت نہ کریں کہ ہم اپنے اپنے علاقوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اس وقت تک عوام مطمئن نہیں ہو سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہمارے پاس صرف اخبارات کا ایک میڈیا ہے جس کے ذریعے عوامی نمائندوں کی تھوڑی بہت ترجمانی ہوتی ہے لیکن آج کے ترقی یافتہ دور میں (الیکٹرانک میڈیا) جو ہے وہ ٹی وی ہے اور ریڈیو ہے اور جب تک اجلاسوں کی کارروائی ٹی وی اور ریڈیو پر نہ آئے اس وقت تک عوام کی دلچسپی کو پورے طور پر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی بڑی واضح ہے کہ پورے سال میں ہم صرف 70 دن کے لیے اجلاس بلاتے ہیں اور اس میں تقریباً بیس چھٹیاں ہیں۔

ہمیں صرف سال میں پینتالیس سے پچاس دن ملتے ہیں اور ٹی وی میں اگر پچاس دن کی یہ کارروائی آدھا گھنٹہ یا پون گھنٹہ کے لیے دے دی جائے تو کم از کم مختلف علاقوں کے مسائل کی نشاندہی بھی ہوگی' عوام بھی اپنے طور پر مطمئن ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ پھر ایک اور فائدہ یہ ہوگا کہ عوام اپنے نمائندوں کا گھروں میں بیٹھے احتساب کر سکیں گے۔ اور آئندہ الیکشن میں وہ صحیح لوگوں کو آگے لا سکیں گے۔ اس طور پر ہم نہ صرف اس ملک کے ساتھ انصاف کر سکیں گے بلکہ اس ملک میں جمہوریت کے پودوں کی صحیح معنوں میں پرورش کر سکیں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسا سسٹم involve ہوگا جس میں صرف اہل لوگ' بہتر لوگ' اپنے علاقوں کی نمائندگی رکھنے والے لوگ ان اسمبلیوں میں بیٹھیں گے اور یہ جو بات کی جاتی ہے کہ ہمارے نمائندے مسائل کی نشاندہی نہیں کرتے۔ ان کے حل کے لیے

تجاویز پیش نہیں کرتے' pain نہیں لیتے' اس کا بھی قلع قمع ہو سکے گا۔ تو جناب سپیکر! میں آج اس ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس قرار داد کو صحیح معنوں میں پاس کیا جائے اور مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ ٹی وی جس میں بہت غیر ضروری پروگرام دیے جاتے ہیں اس میں کُشتی کا پروگرام تقریباً دو اڑھائی گھنٹے ہر جمعہ کو دکھایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سے پروگرام دکھائے جاتے ہیں جس میں انگریزی کے ایسے پروگرام ہیں جن کو ہماری پوری قوم دیکھنا نہیں چاہتی۔ ان کا ٹائم کم کر کے پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو پورے طور پر ٹیلی کاسٹ کیا جائے۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین : رانا ثناء اللہ خان۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! بیشتر اس کے کہ آپ انھیں بولنے کی اجازت دیں کہ وہ اس کی مخالفت کریں۔ میں اس کے حق میں دو چار الفاظ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب! اس پر محرک نے بات کر دی ہے اور انہوں نے اس پر اپنی تقریر بھی ختم کر دی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب والا! میں ان باتوں کا ذکر کرنا چاہوں گا جو باتیں رہ گئی ہیں اور جن کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : رانا ثناء اللہ خان صاحب کو میں نے فلور دے دیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ وہ اس پر مختصر طور پر ارشاد فرمائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان : شکریہ۔ جناب سپیکر! ایس اے حمید صاحب نے جو آخر میں فرمایا ہے کہ ایوان کو چاہیے اس قرار داد کو صحیح معنوں میں منظور کرے تو میں بھی یہی چاہوں گا کہ اس قرار داد کو صحیح معنوں میں ایوان میں پیش کیا جانا چاہیے تھا کہ اس کے بعد ہاؤس اس پر غور کر کے اسے پاس کرتا۔ جہاں تک انھوں نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جمہوریت کے لیے عوام کے نمائندوں کی کارکردگی کو ٹی وی یا ریڈیو پر دکھایا جائے تو اس کے لیے مختلف پروگرام ہفتہ وار یا ماہانہ پہلے بھی ٹی وی پر چل رہے

ہیں۔ ہمیں کئی دفعہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو اس طرح کے پروگرام ترتیب دے کر ان میں عوام کے مسائل کے متعلق جو ان کے نمائندے عام بحث کرتے ہیں یا جو عوام کے عام مسائل اس وقت چل رہے ہوں ان حالات کے مطابق یا اس وقت کے مطابق ان پر جو ضروری discussions ہیں وہ پہلے بھی ہو رہی ہیں۔ وہ ایک پروگرام چل رہا ہے جس میں غالباً فرید پراچہ صاحب اور دوسرے دوستوں کو میں نے دیکھا ہے تو اس قسم کے پروگرام ٹھیک ہیں۔ انھیں زیادہ کیا جائے۔ ان کا ٹائم بڑھا دیا جائے اور اس طرح سے انھیں زیادہ کر دیا جائے۔ اگر وہ پہلے ماہانہ ہیں تو انھیں ہفتہ وار کر دیا جائے لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اسمبلی کی جو کارروائی ہے وہ ہو رہی ہو اور اس کو پھر کیمرے کے ذریعے اکٹھا کر کے دکھایا جائے اس پر مجھے اعتراض ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ کوریج جزوی ہوتی ہے۔ ٹھیک ہے اب تک بھرپور کوریج نہیں ہو رہی لیکن جتنی بھی کوریج ہو رہی ہے وہ صرف حزب اقتدار کی ہو رہی ہے۔ آج تک جتنی بھی کوریج ہوئی ہے اس میں جو بھی حزب اختلاف کا حصہ بنتا ہے اسے قطعی طور پر مدنظر نہیں رکھا جاتا اور پھر دوسری اس میں قباحت یہ ہوتی ہے کہ بعض باتیں جو کہ کارروائی میں نہیں ہونی چاہئیں یا جیسے آج ہی ایک تحریک التوا پر وزیر قانون صاحب جواب نہیں دینا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ کیمرے کا موڈ ان کی طرف ہو رہا ہے تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور انھوں نے اچھی خاصی تقریر کی اور جب تک کیمرہ ان کی طرف رہا انھوں نے 5/7 منٹ تحریک التوا پر تقریر فرما دی اور اس سے ہاؤس کا وقت ضائع ہوا تو اس لیے اگر یہ ہاؤس کی کارروائی کی کوریج کا سلسلہ آدھے یا پونے گھنٹے تک چلے گا تو وہ پھر اس طرح ضائع ہو جائے گا۔ منسٹر صاحبان اٹھا کریں گے اور پھر بیٹھنے کا نام ہی نہیں لیا کریں گے اس لیے بہتر یہ ہے کہ یہ جو خبر نامے میں یا اس حساب سے جو کارروائی کی خبر دی جاتی ہے وہ اس حد تک ٹھیک ہے۔ اور اس میں یہ ترمیم کر لی جائے کہ جب وہ حزب اقتدار کی طرف سے کور کرتے ہیں تو اس میں حزب اختلاف کو بھی کور کریں اور باقی جو ہے جس طرح وہ یہ سمجھتے ہیں کہ عوام کے مسائل کی نشان دہی جب ان کے نمائندے کریں تو یہ لوگوں تک convey ہونی چاہیے۔ اس سے سو فی صد اتفاق ہے لیکن اس کے لیے گورنمنٹ کو چاہیے کہ جیسے باقی

دوسرے مسائل پر تعارفی پروگرام چلتے ہیں اس طرح کے پروگرام چلائے جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : اب اس پر رائے شماری کروالیں۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

''صوبائی حکومت، مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ قومی اسمبلی کی طرح پنجاب اسمبلی کی کارروائی کو بھی ریڈیو اور ٹی وی پر بھرپور کوریج دی جائے تاکہ صوبہ پنجاب کے عوام اپنے مسائل کے حل، عمل قانون سازی اور منتخب نمائندوں کی کارکردگی سے مکمل طور پر آگاہ ہو سکیں۔''

(قرار داد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین : اب یہ اگلی قرارداد محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

خواتین کے حقوق، جان و مال، عزت نفس کے لیے خصوصی اقدامات

محترمہ فوزیہ بہرام : اس ایوان کی رائے ہے کہ :

''حکومت عورتوں کے حقوق جان و مال اور عزت نفس کے تحفظ کے لیے خصوصی اقدامات کرے اور قانون سازی بھی کرے''۔

جناب چیئرمین : آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گی؟

محترمہ فوزیہ بہرام : میں اس پر مختصر بیان دینا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام : سپیکر صاحب! اس کے آخر میں میں نے ایک لفظ ''اور قانون سازی بھی کرے'' خصوصی طور پر اضافہ کیا ہے۔ وہ اس لیے کہ آج تک جتنی حکومتیں بھی آئیں، سب نے زبانی طور پر خواتین کے حقوق کے تحفظ کی بات کی اور سب چاہتے

بھی تھے جیسے موجودہ حکومت نے بھی آنے کے فوراً بعد کہا کہ وہ حقوق جو اسلام میں خواتین کو حاصل ہیں یہ حکومت پاکستانی خواتین کو مہیا کرے گی لیکن آج تک اس پر عمل اس لیے نہیں ہوتا کہ نیت تو ہے لیکن قانون سازی نہیں کی جاتی۔ اس طرح میں نے ایک اور لفظ ''حقوق کا تحفظ'' استعمال کیا ہے۔ جہاں تک خواتین کا تعلق ہے کہا جاتا ہے کہ اس ملک کی آبادی کا 52 فی صد ہیں، کہتے ہیں لیکن اصل اعداد و شمار کے مطابق ملک میں خواتین 56 فی صد ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اکثریت کا خیال رکھنا کسی بھی حکومت کا فرض ہے۔ میں کسی بھی حکومت پر اعتراض نہیں کرتی کہ زبانی طور پر تمام حکومتوں کی طرف سے خواتین کے ساتھ مائیں، بہنیں، بیٹیاں، اسلامی حقوق، یہ تمام وعدے ہوئے لیکن جب تک قانون سازی کا فیصلہ نہ ہوگا اور قانون سازی نہیں ہوگی تو وہ حقوق جو خواتین چاہتی ہیں اور جو ہمارے بھائی اور مرد حضرات دینا بھی چاہتے ہیں وہ ہمیں نہیں ملتے۔ اسی طرح 56 فی صد آبادی کے لیے اگر آپ ان کی معاشی حالت economic condition/job opportunities کو لیں تو وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہاں تک کہ وزیر تعلیم صاحب بیٹھے ہیں جو گرلز سکول اور گرلز کالج ہیں اس میں صرف ایک مالی کی نوکری عورت کو دی جاتی ہے اور سقے کی نوکری آدمی کو دی جاتی ہے جب کہ ایک پانی بھرنے کے لیے ماشکی کی جگہ ماشکن بھی ہو سکتی ہے۔

ایک مالی رکھا جاتا ہے، مالی کی جگہ گرلز سکول اور گرلز کالج میں ایک مالن بھی رکھی جا سکتی ہے۔ جب عورتیں 50 فی صد زراعت کا کام کر سکتی ہیں تو ایک سکول کا چھوٹا یا باغیچہ نہیں سنبھال سکتیں؟ اور وہ عورتیں جو کہ بالکل معاشی طور پر اتنی بُری حالت میں ہیں اگر یہ صرف چوکیدار کی نوکری جو کہ اس کو رات کی ڈیوٹی کرنی ہوتی ہے، وہ مرد کرتے ہیں اور باقی یہ دو نوکریاں صرف گرلز سکول اور گرلز انسٹی ٹیوشن میں اگر یہ عورتوں کو دے دیں تو تمام ملک میں ان کے روزگار کی حالت ایک معقول حد تک وہ بہتر ہو سکتی ہے اور یہ ان کے حقوق کے لیے اور ان بچیوں کے لیے جو وہاں موجود ہوتی ہیں ان کی عزت کی حفاظت کے لیے بھی میں سمجھتی ہوں کہ بہت ضروری ہے۔

اس ملک کی خواتین 44 سال سے ہر حکومت کی زبانی باتیں سن سن کر اب تنگ آ چکی ہیں۔ اتنی تنگ آ چکی ہیں کہ ابھی حال ہی میں پاکستان کی پنجاب کی جو پرانی خواتین ایم پی ایز ہیں انھوں نے اور جو مسلم لیگ کی خواتین ہیں انھوں نے اور میں بھی اس میں شامل ہوں ہم سب نے مل کر آل پاکستان محترمہ فاطمہ جناح فاؤنڈیشن بنائی اور یہ تحریک بھی انھی خواتین کے حقوق کے تحفظ کے لیے جس کا میں نے اسمبلی سے باہر ان سے وعدہ کیا تھا میں نے یہاں پیش کی ہے اور میں یہ بھی چاہوں گی کہ حکومت نے آج تک خواتین کی مخصوص نشستیں جو ہیں اس کے لیے بے شک یہ مرکزی حکومت کا کام ہے لیکن صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کو یہ احساس دلانے کے لیے کہ ایک انتہائی اہم معاملہ جو ملک کی جو اکثریت سے تعلق رکھتا ہے اس کو پس پشت ڈالا ہوا ہے اور اس کو پس انداز کیا ہوا ہے۔ اس کے لیے نہ تو وزیر قانون صاحب نے کوئی کوشش کی ہے وہ آج ایک بڑی اچھی مسکراہٹ دے رہے ہیں۔ ویسے بھی انھوں نے کوشش کوئی نہیں کی اور نہ ہی کسی اور نے اس کے متعلق کوئی غور کیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ جب تک میں پھر اپنی اسی بات کو دہراؤں کہ جب تک اس ملک میں خواتین کے حقوق کے لیے قانون سازی نہیں ہوگی اس وقت تک خواتین کو کوئی حق جو آپ دینا بھی چاہتے ہیں وہ نہیں ملے گا۔ حکومت کی نیت پر مجھے کوئی شک نہیں اور نہ ہی یہ تحریک خواتین کی طرف سے حکومت کے خلاف ہے۔ یہ صرف ان کی کوتاہی کے خلاف ہے اور ان کو یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ رائے مہربانی جو خواتین کے حقوق آپ دینے کا ارادہ رکھتے ہوں جن کو آپ دینے کی نیت رکھتے ہیں اس کو آپ عملی جامہ پہنانے کے لیے قانون سازی کریں۔ بہت مہربانی، شکریہ۔

جناب سپیکر! آخر میں میں یہ چاہوں گی کہ اگر وزیر قانون صاحب بُرا نہ منائیں اور ان کا ایسا ہی موڈ ہو جیسی اچھی یہ مسکراہٹ دے رہے ہیں ان کی نیت بھی اس ملک کی خواتین کے لیے ایسی ہی اچھی ہے۔ تو یہ ایک کمیٹی بنا لیں اس کمیٹی میں یہاں کے بھائی شامل کر لیں اور تجویزیں لے لیں کہ کون سی قانون سازی ہے جو صوبائی حکومت کر سکتی ہے اور کون سی قانون سازی ہے جو کہ مرکزی حکومت کو یہ اسمبلی تجویز کر سکتی ہے۔ اگر ایک ایسی کمیٹی بنا لیں۔۔۔۔۔

ایک آواز : دستی صاحب کو چیئرمین بنا دیں۔

محترمہ فوزیہ بہرام : ہاں! دستی صاحب کو چیئرمین بنا دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن مجھے ممبر رکھ لیں۔ بہت مہربانی۔

رانا ثناء اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔

جناب چیئرمین : رانا ثناء اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا ہاؤس میں جب ایک معزز رکن تقریر کر رہا ہو تو اس کے ساتھ مسکراہٹوں کا تبادلہ کرنا جائز ہے۔

(قہقہے)

محترمہ فوزیہ بہرام : point of personal explanation یہ انتہائی غلط بات ہے کہ کوئی بھی ممبر اس قسم کی بات کرے۔ جناب وزیر قانون صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ کسی بات پر مجھے مسکرا کر دیکھتے ہیں یا میں کہتی ہوں تو یہ کوئی ایسا سیریس یا tense معاملہ نہیں تھا کہ جس کو میں feel کرتی۔ اس سے اس طریقے کی بات نکال لینی میں سمجھتی ہوں کہ یہی بات ہے جو میں نے کی ہے کہ عورت کی عزت نفس کے یہ خلاف ہے۔ اگر وہ اس بات پر میری طرف مسکرا کر دیکھ رہے تھے تو وہ مجھے encourage کر رہے تھے کہ آپ عورتوں کے حقوق کی بات کر رہی ہیں اس میں حکومت کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

آپ اپنی بات کو کھلے دل سے کر سکتی ہیں۔ اس لیے میں نے ان کو کہا کہ جس طریقے سے انھوں نے اچھی، شفیق اور بڑے بھائیوں کی سی مسکراہٹ دی ہے۔ میں نے آخر میں کہا کہ ان کی نیت بھی اگر ملک کی بہنوں کے لیے ایسی ہی شفیق ہے تو وہ ایک کمیٹی بنائیں اور یہ تجویز دی ہے۔ رانا صاحب! یہ بہت ہی غلط بات ہے۔ میں آپ سے بطور ایک ممبر بڑا اعتراض کرتی ہوں۔ ہمیں یہاں پر بیٹھ کر مسکراہٹ اور محبت سے کام کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین : آپ کی بات درست ہے۔ رانا صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز

نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں اس پر اپنی پوزیشن واضح کرنا چاہتا ہوں۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ ہماری بہن ہیں وہ ویسے ہی خواہ مخواہ بات کو اس طرف لے گئیں کہ ان کی نیت صحیح تھی۔ ان کی نیت غلط تھی۔ ان کی نیت کے بارے میں ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ صحیح ہے یا غلط ہے۔ ان کی نیت کے بارے میں میں نے بات نہیں کی۔ رہی بات مسکراہٹ کا تبادلہ کرنے والی تو وہ جب ہم بات کرتے ہیں تو اس وقت بھی ایسا ہی کرتے ہیں تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب ایک معزز رکن ہاؤس میں تقریر کر رہا ہو۔ بات کر رہا ہو تو اس کے ساتھ دوسرے کسی معزز رکن کا مسکراہٹوں کا تبادلہ کرنا جو ہے آیا جائز ہے۔

(قطع کلامیاں) (قہقہے)

محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ اس بات کو دوسری طرف لے گئی ہیں۔ میں نے وزیر قانون کی نیت پر شک نہیں کیا۔

جناب چیئرمین : رانا صاحب! میری بات سنیں۔

رانا ثناء اللہ خان : اور نہ ہی میں نے یہ کہا کہ ان کی مسکراہٹ ٹھیک تھی یا نہیں تھی۔ ایسی تو بات میں نے کی ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : جی! جائز ہے۔ آپس میں مسکراہٹ کا تبادلہ کرنا جائز ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : جائز ہے؟

جناب چیئرمین : جی ہاں۔۔۔۔

محترمہ فوزیہ بہرام : جناب سپیکر! الفاظ پر مجھے بطور عورت ہونے کے اعتراض ہے۔ یہ بات میں بالکل پسند نہیں کرتی۔

جناب چیئرمین : میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کے بارے میں انھوں نے یہ نہیں کہا۔ آپ ان کے الفاظ کو سنیں۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ کیا کسی رکن کا کسی دوسرے رکن سے مسکراہٹوں کا تبادلہ کرنا جائز ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام : یہ تو کوئی بات ہی نہیں۔ بچوں والی بات ہے۔

جناب چیئرمین : اس لیے میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں ہے۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ کی اس قرار داد کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور حکومت سے یہ پرزور سفارش اور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اس قرار داد کو فوری طور پر تسلیم کرے اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ کہنے کی بھی جسارت کروں گا کہ اس ملک میں حکومت کے یہ بنیادی فرائض میں بھی شامل ہے کہ وہ نہ صرف خواتین کے حقوق کی اور ان کے جان و مال، عزت و آبرو کو تحفظ فراہم کرے بلکہ مردوں نے بھی کوئی قصور نہیں کیا۔ اس ملک میں جس طرح مردوں کو لوٹا جارہا ہے اور تخریب کاری کی جارہی ہے، ان کا قتل و غارت کیا جارہا ہے۔ اس لحاظ سے میں قرارداد میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ براہ کرم۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب! آپ نے اس قرارداد کی تائید فرمادی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : براہ کرم اس کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی شامل کیا جائے اور قانون سازی کی جائے۔

جناب چیئرمین : یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

> ''حکومت عورتوں کے حقوق، جان و مال اور عزت نفس کے تحفظ کے لیے خصوصی اقدامات کرے اور قانون سازی بھی کرے۔''
>
> (قرارداد منظور ہوئی)

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہتا تھا کہ انھوں نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ اس پر قانون سازی ہونی چاہیے لیکن یہ خود بھی کر سکتے ہیں اور یہ ایسا کوئی قانون اپنی طرف سے پرائیویٹ بل یا ترمیم کے طور پر لا سکتی ہیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ میں اپنی طرف سے بھی کچھ عرض کروں گا کہ میں ان کی بات سے پورا اتفاق کرتا ہوں۔ یہ ہمارے ملک کی آدھی آبادی کا مسئلہ ہے۔ جہاں تک ان کے حقوق کا تعلق ہے میں نے ایک دفعہ یہ گزارش کی تھی انھوں نے خاص

طور پر اب تو سکولوں کا بھی ذکر کیا ہے تو جہاں تک سکولوں کا ذکر ہے وہ تو انھوں نے خود بات کر لی ہے اور جہاں تک سروسز کا تعلق ہے اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ مثلاً ضلع میں ایس پی جو ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین : دستی صاحب! یہ آپ کی بات لمبی ہو جائے گی۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! بس میں ایک منٹ میں اسے ختم کرتا ہوں۔

جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ اپنی طرف سے اس قسم کی قانون سازی لائیں کہ اگر ضلع میں مرد یعنی نرڈپٹی کمشنر ہو تو عورت کو ایس پی ہونا چاہیے۔

(قہقہے)

ساتھ یہ ان کا چولی دامن کا ساتھ ہونا چاہیے۔ سروسز میں ان کے حقوق کا خیال رکھنا چاہیے لیکن میں ایک گزارش کروں گا کہ آئندہ یہ اس قسم کی قانون سازی سے گریز کریں کہ جس طرح مردوں کو یہ حق ہے کہ وہ چار نکاح کر سکتے ہیں' اس سے گریز کریں کہ عورتوں کو بھی اس قسم کا حق دیا جائے۔ میرے خیال میں یہ اس قسم کی قانون سازی لانے سے گریز فرمائیں۔

(قہقہے)

جناب چیئرمین : اگلی قرارداد جناب قمر زمان اعوان صاحب کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہماری طرف سے کوئی بات ہو تو دوست ناراض ہوتے ہیں۔ دستی صاحب نے ڈی سی اور ایس پی کا حوالہ دیا اور ساتھ ساتھ چولی دامن کا جو لفظ استعمال کیا ہے اس پر مجھے اعتراض ہے اور ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

بیگم فوزیہ بہرام : میں نے یہ قرارداد پیش کرنے کے بعد ایک اہم درخواست کی تھی مگر اس قرارداد کو پاس کر دینے کے بعد اس کا کوئی جواز نہیں رہتا یہ تو مجھے پتا تھا کہ پاس تو سارے ہی کر دیں گے مگر اصل مقصد یہ تھا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے۔۔۔

چودھری محمد فاروق : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ

نے قرارداد پیش کی اور وہ پاس ہو گئی ہم بھی اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اور ہم نے حمایت کی لیکن جناب والا! جب وہ پاس ہو گئی اس کے بعد یہ کہنا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں قرارداد پاس ہو گئی ہے۔ جناب والا! یہ ایوان جس قرارداد کو پاس کرتا ہے اس کے پاس کیے جانے کا جو عمل ہے اور جو فعل ہے اس کی بہت بڑی اہمیت ہے اور اس ایوان کی طرف سے مرکزی حکومت کو کسی عمل قانون سازی کے لیے سفارش کرنا یا حکومت کے لیے اس قرار داد کا پاس ہونا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا عمل ہے اور یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے پھر تو ان قراردادوں کے لیے ہم جتنا وقفہ رکھتے ہیں اس کے لیے جتنا وقت رکھتے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ وہ سارے کا سارا وقت کا زیاں ہے لہٰذا۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین : چودھری صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اور میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ جو قرارداد پاس ہو جائے اس کے بارے میں یہ ریمارکس نہیں دیے جا سکتے کہ اس قرارداد کو پاس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : جی ہاں! یہ آپ کی بات بالکل درست ہے۔

بیگم فوزیہ بہرام : نکتہ ذاتی وضاحت۔ جناب والا! انھوں نے بالکل صحیح کہا ہے اور میں نے ایک دم جذبات کی رو میں اٹھ کر جو بات کی، میں سمجھتی ہوں کہ مجھے یہ الفاظ نہیں کہنے چاہییں تھے۔ یہ انھوں نے مجھے بالکل بروقت اور صحیح وقت پر پوائنٹ آؤٹ کیا اور میں اپنے وہ الفاظ واپس لیتی ہوں۔

مجھے یہ الفاظ نہیں کہنے چاہییں تھے مجھ سے ایک دم سے غلطی ہوئی۔ میں اصل میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ اس کا وہ فائدہ نہیں ہوگا جو فائدہ ہمیں کمیٹی بنانے کے بعد اور ساتھ ساتھ قانون سازی کے لیے وہ پوائنٹ ڈھونڈنے کے بعد ہوتا۔ آپ نے شاید ایک دم سے پوچھ لیا۔ میں چاہتی تھی کہ آپ وزیر قانون صاحب سے پوچھ لیتے اگر وہ اس سے متفق ہوتے۔ چودھری محمد فاروق صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے اور مجھے بطور ممبر صوبائی اسمبلی اس قرارداد پاس کروانے کے بعد یہ الفاظ نہیں کہنے چاہیے تھے۔ میں آئندہ پوری محتاط رہوں گی۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ اگلی قرارداد قمر زمان اعوان صاحب کی ہے۔ کیا اعوان صاحب ایوان میں شریف رکھتے ہیں۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرمانہ تھے)

جناب ایم لطیف مغل : جناب سپیکر!۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین : مغل صاحب! آپ کس چیز پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ایم لطیف مغل : جناب والا! فاضل ممبر چونکہ ایوان میں موجود نہیں ہیں یہ مسئلہ فیصل آباد ضلع اور ساہیوال ضلع کا بڑا اہم مسئلہ ہے۔ لہٰذا میں فاضل ممبر کی طرف سے یہ قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر (پارلیمانی سیکرٹری) : جناب سپیکر! یہ فاضل ممبر کی عدم موجودگی میں اسے پڑھ نہیں سکتے ویسے بھی He is not authorized in writing. ان کے پاس ان کی کوئی تحریر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : جی شاہد صاحب نے بالکل درست فرمایا۔ ایوان کی کارروائی کل سہ پہر چار بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی بروز بدھ 25 ستمبر 1991ء چار بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی کی گئی)

گوشوارہ الف بابت سال نمبر 350

فہرست مستحقین ضلع خانیوال تحصیل خانیوال کبیر والا اور میاں چنوں جنہیں جہیز فنڈ سے مبلغ -/3000 روپے کی رقم دی گئی۔ مورخہ

2-11-88

نمبر شمار نام درخواست دہندہ معہ ولدیت / مکمل پتا جنہیں چیک دیا گیا۔

1- اسما بیگم زوجہ حسن دین چک 10/87 آر تحصیل خانیوال

2- محمد الیاس ولد شبراتی سونت نگر خانیوال

3- حاکم دین ولد کرم دین چک 10/113 آر خانیوال

4- محمد صوبہ ولد کرم دین چک 10/148 آر تحصیل خانیوال

5- محمد صدیق ولد خدا بخش چک 10/113 آر تحصیل خانیوال

6- صفیہ بیگم زوجہ نذیر احمد چک 10/113 تحصیل خانیوال

7- غلام ولد وعیعداد چک 10/113 آر تحصیل خانیوال

8- مائی ستو زوجہ شیرن خان چک 10/115 آر تحصیل خانیوال

9- نذیراں بی بی زوجہ محمد شفیع چک 10/115 آر تحصیل خانیوال

10- محمد دین ولد خدا بخش محلہ پرانی چکی کمہاراں والی خانیوال

11- سکینہ بی بی زوجہ غلام محمد مکان نمبر 14 خانیوال

12- کنیز فاطمہ زوجہ نور محمد چک 10/84 آر خانیوال

13- رونق علی ولد خورشید علی چک 10/139 آر خانیوال

14- لعل دین عرف طوطا ولد جمال دین چک 10/137 آر خانیوال

15- بھاگن بی بی زوجہ محمد مراد چک 10/87 آر خانیوال

16- عمر دین ولد جھنڈا چک 10/121 آر خانیوال

17- غلام سرور ولد محمد بخش چک 10/121 آر خانیوال

18 - محمد صادق ولد نیک محمد چک 10/121 آر خانیوال

19 - غلام قادر ولد محمد بخش چک 10/121 آر خانیوال

20 - وزیراں بی بی بیوہ غلام نبی چک 10/121 آر خانیوال

21 - نذیر احمد ولد نبی بخش چک 10/121 آر خانیوال

22 - جعفری زوجہ فرزند علی چک 10/122 آر خانیوال

23 - منصب علی ولد امیر علی خان چک نمبر 10/122 آر خانیوال

24 - عبدالمجید ولد خوشی محمد چک 10/122 آر تحصیل خانیوال

25 - محمد دین ولد جلال دین چک 10/137 آر تحصیل خانیوال

26 - تاج دین ولد خوشی محمد چک 10/137 آر تحصیل خانیوال

27 - محمد ولایت ولد مہر دین چک غریب آباد کالونی تحصیل خانیوال

28 - محمد ولایت ولد مہر دین چک غریب آباد کالونی تحصیل خانیوال

29 - نور جہاں عرف نوراں بیگم بیوہ محمد شاہ مکان نمبر 333 جسونت نگر خانیوال

30 - اکبر علی ولد فتح محمد مکان نمبر223 ریڈر کالونی خانیوال

31- خضراں بیگم بیوہ خالد حسین بلاک نمبر 10 خانیوال

32 - حاجی غلام میر ولد میاں عبداللہ بحر منڈی عرضی پورہ جہانیاں

33- کریم بی بی زوجہ رحیم بخش کوارٹر جہانیاں منڈی تحصیل و ضلع خانیوال

34- رشیدہ بی بی زوجہ محمد صدیق مکان نمبر 362 بلاک نمبر 6 گلی نمبر1 جہانیاں

35- بشیراں بی بی زوجہ امیر بخش چک نمبر 10/11 آر جہانیاں منڈی

36 - سرداراں بی بی زوجہ غلام محمد چک نمبر 10/111 آر مکان نمبر 104 فرید آباد جہانیاں منڈی

37- جمیلہ خاتون زوجہ امام دین گلی نمبر 1 کالونی نمبر 2 خانیوال

38 - محمد یامین ولد علی شیر کالونی نمبر2 خانیوال

39 - صدیقاں بی بی بیوہ ممتاز احمد کالونی نمبر 2 خانیوال

40 - دین محمد ولد فیض محمد کالونی نمبر2 مکان نمبر128 گلی نمبر5 خانیوال

41 - زیب النساء زوجہ فضل محمد چک نمبر10/88 آر

42- عنائت بی بی بیوہ محمد شفیع کالونی نمبر 2 خانیوال

43- چاند خان ولد شہاب دین کالونی نمبر 2 خانیوال

44- عبدالرشید ولد ہندو بستی کوٹ خانیوال

45- بلقیس بیگم زوجہ خلیل احمد بستی کوٹ خانیوال

46- شادی خان ولد دین محمد کوٹ بستی خانیوال

47- زبیدہ بیگم بیوہ اللہ دتہ چک نمبر 123 خانیوال

48- محمد صدیق ولد سردار علی چک نمبر 10/113 آر خانیوال

49- خوشی محمد ولد خدا بخش چک نمبر 10/113 آر خانیوال

50- محمد یاسین ولد ہندو خان بستی کوٹ بیر بل خانیوال

51- حکیم اے بی اسلم ولد میاں اللہ دتہ بمقام چاہ ودر کھاں موضع بہاولپور خانیوال

52- ایضاً

53- محمد امیر ولد غلام محمد چک نمبر 10/44 آر خانیوال

54- نذیراں بیگم بیوہ محمد عبداللہ مکان نمبر 322 بلاک نمبر 6 جہانیاں ضلع خانیوال

55- سکینہ بی بی بیوہ غلام محمد لکڑ منڈی جہانیاں ضلع خانیوال

56- محمد رفیق ولد محمد بخش محلہ مرضی پورہ جہانیاں

57- غلام قادر ولد احمد بخش اللہ داد کوارٹر جہانیاں منڈی

58- رحیم بخش ولد برخور دار اللہ دتہ کوارٹر جہانیاں منڈی

59- مائی نوراں بیوہ اللہ یار چک نمبر 10/111 آر جہانیاں منڈی

60- غلام سرور ولد محمد رمضان بستی طبور آباد نزد چونگی نمبر 7 خانیوال

61- گل محمد ولد اللہ داد چک نمبر76 اے /15-2 ڈاکخانہ 15/79 ضلع خانیوال

62- واحد بخش ولد میاں ندیم چک نمبر 10/118 آر ڈاکخانہ 15/79 ضلع خانیوال

63- محمد عارف ولد سردار محمد چک نمبر 10/101 آر ڈاکخانہ 15/79 ضلع خانیوال

64- محمد شفیع ولد عمر دین چک نمبر10/118 آر ڈاکخانہ 15/79 ضلع خانیوال

65- سراج دین ولد مولیٰ بخش چک نمبر10/118 آر =

66- محمد صدیق ولد عمر دین چک نمبر 10/118 آر =

67- مقصود احمد ولد محمد علی چک نمبر10/118 آر =

68- فقیر حسین ولد محمد منشی خان چک نمبر10/118 آر =

69- عاشق محمد ولد بہاول بخش 10/118 آر =

70- رضو مائی بیوہ امیر شاہ چک نمبر 10/118 آر =

71- محمد یوسف ولد محمد اسماعیل چک نمبر10/119 آر =

72- فضل دین ولد نظام دین چک نمبر 10/113 آر =

73- محمد یوسف ولد محمد اسماعیل چک نمبر 10/119 آر =

74- شیخ نثار احمد ولد حاجی محمد احسان خانیوال =

75- ایضاً

76- فرزنداں بی بی زوجہ برکت علی چک نمبر10/122 آر =

77- محمد شفیع ولد دین محمد مکان نمبر 328 ارشاد کالونی جہانیاں ضلع خانیوال

78- علی محمد ولد پیراں دتہ چک نمبر10/111 آر ضلع خانیوال

79- گامے شاہ ولد خدا بخش چک نمبر10/44 آر =

80- منظوراں بیوہ زوار حسین معرفت حاجی نذیر احمد کلاتھ مرچنٹ جہانیاں

81- ایضاً

82- خوشی محمد ولد کمال دین موضع جمیل آباد تحصیل کبیر والا

83- نذر محمد ولد جمعداد چک نمبر22سمجھ 9 تحصیل کبیر والا

84- خادم حسین ولد اللہ یار سکنہ 12سمجھ 9 تحصیل کبیر والا

85- نور محمد ولد ہدایت سکنہ 12سمجھ 9 تحصیل کبیر والا

86- غلام فرید ولد وہاب سکنہ 12سمجھ 9 تحصیل کبیر والا

87- وارث علی ولد سوداگر علی موضع کرم پور جوتہ تحصیل کبیر والا

88- واحد بخش ولد احمد بخش موضع حسن پور تحصیل کبیر والا

89- بشیر احمد ولد حسین بخش موضع حسن پور تحصیل کبیر والا

90- مہامند ولد سلطان موضع حسن پور تحصیل کبیر والا

91- ایضاً

92- مہوت محمد ولد عبدالقادر موضع حسن پور تحصیل کبیر والا

93- منظور حسین ولد ولیداد چک نمبر 12 مہمہ تحصیل کبیر والا

94- احمد یار خاکی ولد غلام حبیب کبیر والا

95- حساں بی بی بیوہ محمد بخش وارڈ نمبر 10 عبدالحکیم تحصیل کبیر والا

96- راتن بی بی بیوہ نور محمد محلہ شیخانوالہ عبدالحکیم۔

97- غلام سکینہ بیوہ محمد نواز محلہ پیر مبارک شاہ عبدالحکیم۔

98- فاروق احمد ولد میاں غلام رسول نزد مسجد مبارک شاہ عبدالحکیم۔

99- طالب حسین ولد منظور حسین موضع شیر گڑھ کبیر والا۔

100- طالب حسین ولد میاں سلطان محلہ شیخانوالہ عبدالحکیم۔

101۔ بشیر احمد ولد میاں کرم چک نمبر ڈی 8/ درکھانہ تحصیل کبیر والا

102۔ غلام محمد ولد سردار بخش موضع شان والا کبیر والا

103۔ محمد حسین ولد غلام قادر موضع دین پور کبیر والا

104۔ محمد نواز ولد قادر خان موضع دین پور کبیر والا

105۔ محمد رمضان ولد خدا بخش محلہ شیخانوالہ عبدالحکیم

106۔ غلام محمد ولد ناصر موضع اوکانیالہ کبیر والا

107۔ محمد رمضان ولد غلام حسین موضع سکندر پور کبیر والا

108۔ ایضاً

109۔ آمنہ بی بی بیوہ منیرالدین عبدالحکیم محمدی محلہ تحصیل کبیر والا

110۔ غلام محمد ولد تراب چک نمبر 1/8 تحصیل کبیر والا

111۔ رانا علی محمد ولد رانا عبداللہ سکنہ ریلی بازار عبدالحکیم

112۔ نذر حسین ولد خادم نئی آبادی عبدالحکیم

113۔ عاشق حسین ولد میاں سلمان وارڈ نمبر 10 نزد دربار مبارک شاہ عبدالحکیم

114۔ محمد شفیع ولد میاں غلام رسول محلہ شیخانوالہ عبدالحکیم
115۔ کرم بخش ولد مہانسد دربار معصوم شاہ عبدالحکیم
116۔ نور بی بی بیوہ حاجی محمد حسین وارڈ نمبر 7 عبدالحکیم
117۔ غلام حسین ولد سلامت چک نمبر حیدر شاہ نواں شہر کبیر والا
118۔ حافظ مظہر علی ولد علی محمد بستی 12 قطعہ نواں داخلی کبیر والا
119۔ جانن بی بی بیوہ غلام فرید جناح کالونی عبدالحکیم
120۔ سردول ولد عبدالرشید موضع علی چپہ جنوبی تحصیل کبیر والا
121۔ محمد شفیع ولد علی محمد موضع علی چپہ جنوبی تحصیل کبیر والا
122۔ محمد نواز ولد غلام فرید موضع علی چپہ جنوبی تحصیل کبیر والا
123۔ احمد دین ولد میاں جھنڈا نزد پولیس چوکی ریل بازار عبدالحکیم تحصیل کبیر والا
124۔ نور بی بی بیوہ غلام محمد محلہ شیخانوالہ عبدالحکیم تحصیل کبیر والا
125۔ اللہ دتہ ولد میاں گھنہ بستی مبارک آباد عبدالحکیم
126۔ صالح محمد ولد عبداللہ بستی مبارک آباد عبدالحکیم
127۔ نذیر فاطمہ بیوہ خادم حسین موضع محسن آباد کبیر والا
128۔ خدا بخش ولد رجب علی چک سراجہ رحمانیہ پور عبدالحکیم
129۔ محمد شریف ولد میاں گھنہ بستی مبارک آباد عبدالحکیم
130۔ ستاں مائی بیوہ نواب موضع آثاری تحصیل کبیر والا
131۔ نواب ولد ملک محمد موضع آثاری تحصیل کبیر والا
132۔ شیر محمد ولد محمد رمضان سکنہ علی پور کبیر والا
133۔ ایضاً
134۔ محمد نواز ولد بجیا وارڈ نمبر 9 ریلوے کالونی عبدالحکیم
135۔ محمد سمیر ولد اللہ یار بستی مبارک آباد عبدالحکیم
136۔ محمد حسین شاہ ولد امیر شاہ بستی حسنین آباد سردار پور روڈ' کبیر والا
137۔ خادم حسین ولد میاں احمد سکنہ علی پور کبیر والا

138۔ محمد فش ولد غلام محمد سکنہ بستی سیداں عبدالحکیم
139۔ محمد رفیق ولد محمد صدیق نواں شہر عبدالحکیم
140۔ سلطان احمد ولد میاں شاہ محمد جناح کالونی عبدالحکیم
141۔ نواب احمد ولد پنوں خان موضع نودھپور کبیر والا
142۔ محمد نواز ولد غلام محمد چک نمبر 12 ۔گ۔ تحصیل کبیر والا
143۔ طالب حسین ولد میاں سلطان چک نمبر 12 ۔گ۔ تحصیل کبیر والا
144۔ محمد رستم ولد میاں سلطان چک نمبر 12 ۔گ۔ تحصیل کبیر والا
145۔ محمد نواز ولد غلام محمد چک نمبر 12 ۔گ۔ تحصیل کبیر والا
146۔ حاجی خان محمد ولد سلطان محمد چک نمبر 12 ۔گ۔ ایضاً
147۔ محمد پہلوان ولد سلطان محمد چک نمبر 12 ۔گ۔ ایضاً
148۔ ایضاً
149۔ منظور حسین ولد کریم بخش محلہ شیخانوالہ عبدالحکیم کبیر والا
150۔ محمود ولد پہلوان چک نمبر 12 ۔گ۔ ایضاً
151۔ محمد شیر ولد میاں گنہ چک نمبر 12 ۔گ۔ ایضاً
152۔ محمد شیر ولد میاں گنہ چک نمبر 12 ۔گ۔ ایضاً
153۔ احمد بخش ولد نور محمد چک نمبر 12 ۔گ۔ ایضاً
154۔ امیر احمد ولد حسن فش محلہ عیدگاہ عبدالحکیم
155۔ محمد نواز ولد پہلوان چاہ بلڑ والہ عبدالحکیم تحصیل کبیر والا
156۔ محمد رمضان ولد ولی داد چک نمبر 12 ۔گ۔ ایضاً
157۔ محمد رمضان ولد غلام محمد چک نمبر 11 ۔گ۔ ایضاً
158۔ اللہ یار ولد احمد چک نمبر 12 ۔گ۔ ایضاً
159۔ ایضاً
160۔ حاجراں بی بی بیوہ نذر محمد چک نمبر 12 ۔گ۔
161۔ کنیز فاطمہ بیوہ محمد شریف بستی نظام آباد عبدالحکیم
162۔ اللہ دتہ ولد غلام محمد موضع علی چپہ کبیر والا

163۔ محمد نواز ولد محمد مراد راجپوت روڈ کالونی عبدالحکیم کبیر والا
164۔ محمد نواز ولد میاں بہادر راجپوت کالونی عبدالحکیم
165۔ غلام محمد ولد محمد رمضان کچی آبادی عبدالحکیم کبیر والا
166۔ محمد عارف ولد غلام محمد کچی آبادی عبدالحکیم تحصیل کبیر والا
167۔ فرید ولد علاول چک نمبر 12 ۔ تحصیل کبیر والا
168۔ حاجی محمد ولد پیر بخش بستی نائیاں والی عبدالحکیم تحصیل کبیر والا
169۔ بھاگن مائی بیوہ اللہ دتہ کچی آبادی عبدالحکیم
170۔ حسن نواز ولد فیض بخش موضع جلیل پور کبیر والا
171۔ حسن نواز ولد سجاد موضع شکرو والہ ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والا
172۔ زیراں بیوہ محمد یار بستی پنانہ کبیر والا
173۔ گل محمد ولد دوست محمد چاہ تریلی والہ ڈاکخانہ عبدالحکیم
174۔ نزیر احمد ولد عبدالرحیم موضع چمن آباد تحصیل کبیر والا
175۔ نور محمد ولد رمضان موضع تتال پور کبیر والا
176۔ خضر حیات ولد گہرا ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والا
177۔ رحمت علی ولد جھنڈا ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والا
178۔ حسن نواز ولد تھراج ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والا
179۔ غلام محمد ولد علی فش ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والا
180۔ سلیمہ بی بی بیوہ حاکم علی ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والا
181۔ حق نواز ولد تھراج ڈاکخانہ سرائے سدھو تحصیل کبیر والا
182۔ فیض محمد ولد حاجی اللہ فش چک نمبر 12 ۔ تحصیل کبیر والا
183۔ اللہ دتہ ولد توماوارڈ نمبر 10 عبدالحکیم
184۔ محمد فاضل خان ولد احمد فش چک نمبر 12 ۔ ایضاً
185۔ ریاض ولد سلطان چک نمبر 12 ۔ ایضاً
186۔ محمد مراد ولد پہلوان چک نمبر 10 ۔ ایضاً
187۔ اللہ دتہ ولد احمد بخش سکنہ چک نمبر 12 ۔ ایضاً

188۔ غلام محمد ولد علی بخش چک نمبر 10 گگہ ایضاً

189۔ خادم حسن ولد غلام حسن نزد سبزی منڈی ریلوے روڈ مخدوم پور تحصیل کبیر والا

190۔ محمد رمضان ولد علی داد چک نمبر 12 گگہ تحصیل کبیر والا

191۔ نذیر احمد ولد عبدالرحیم موضع چمن آباد کبیر والا

192۔ محمد بخش ولد میاں احمد راجپوت روڈ کالونی عبدالحکیم

193۔ منور حسین ولد سید ریاض حسین موضع اللہ آباد تحصیل کبیر والا

194- فضل حسین ولد فتح محمد چک نمبر 102 ایل۔5 تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال

195- اللہ دتہ ولد محمد اکرم چک نمبر41/ آر بی کچا کھوہ تحصیل میاں چنوں

196- غلام محمد ولد عبداللہ چک نمبر 67/ ایل15 =

197- محمد عظیم ولد غلام محمد کچا کھوہ =

198- رمضان ولد سہنہ چک نمبر 122/ ایل15 =

199- عبدالمجید ولد رب نواز چک نمبر 18/130 ایل =

200- اللہ دتہ ولد محمد اکرم چک نمبر 14/ آر 8 تحصیل میاں چنوں

201- محمد نواز ولد حاجی اللہ دتہ میاں چنوں

202- بشیر احمد ولد عمر دین چک نمبر 15/49 ایل =

203- رحمت اللہ ولد میاں محبوب تحصیل میاں چنوں

204- غلام محمد ولد نواب چک نمبر15/122 ایل تحصیل میاں چنوں

205- صوفی رضا محمد ولد محمد خان چک نمبر 9/19 آر تحصیل میاں چنوں

206- حمیدہ بیوہ خورشید علی چک نمبر15/102 ۔ایل تحصیل میاں چنوں

207- فرزند علی ولد علی محمد چک نمبر 8/21 آر

208- ممتاز بیگم بیوہ محمد سلیمان گاذر تحصیل میاں چنوں

209 - عاشق حسین ولد امام بخش اسلام پورہ کچا کھوہ میاں چنوں

210- اللہ دتہ ولد محمد اکرم چک نمبر 8/14 آر تحصیل میاں چنوں

211- محمد سردار ولد محمد اسماعیل چک نمبر 9/2 آر تحصیل میاں چنوں

212- احمد بخش ولد محمد فاضل چک نمبر 8/12 آر میاں چنوں۔

213- نیک محمد ولد احمد بخش چک نمبر 8/10 آر۔ڈاکخانہ 8/10 آر عنوان گڑھ تحصیل میاں چنوں

214- عبدالقادر ولد ستے خان چک نمبر 15/9 ایل تحصیل میاں چنوں

215- غلام محمد ولد امیر چک نمبر 15/62 ۔ایل =

216- محمد شریف ولد چراغ دین مکان نمبر 7/7 میاں چنوں

فہرست مستحقین (ضلع خانیوال ' تحصیل کبیر والا ' میاں چنوں) جنہیں جہیز فنڈ سے مبلغ۔/5000 روپے کی رقم مورخہ 28-5-90 کو دی گئی۔

217- ظفر اقبال ولد نظام دین چک نمبر 136 / تحصیل و ضلع خانیوال

218- قمر دین ولد محمد رمضان چک نمبر 10/139 آر تحصیل و ضلع خانیوال

219- محمد رفیق ولد واحد بخش چک نمبر 10/166 آر تحصیل و ضلع خانیوال

220- صادق علی ولد رحیم بخش چک نمبر 10/113 آر تحصیل و ضلع خانیوال

221- صوفی بشیر احمد ولد مطیع اللہ چک نمبر 10/113 آر تحصیل و ضلع خانیوال

222- صفیہ بی بی دختر حسن محمد چک نمبر 10/121 آر تحصیل و ضلع خانیوال

223- بشیراں بیگم دختر محمد نواز چک نمبر 10/127 آر تحصیل و ضلع خانیوال

224- بشیر احمد ولد جلال دین چک نمبر 10/121 آر تحصیل و ضلع خانیوال

225- بلال دین ولد شہاب دین چک نمبر 10/113 آر تحصیل و ضلع خانیوال

226- آمنہ بی بی بیوہ نور دین چک نمبر 10/113 آر تحصیل و ضلع خانیوال

227- خورشید احمد ولد محمد سلیمان دکان نمبر 30 گلی نمبر 2 بلاک نمبر جہانیاں

228- محمد شفیع ولد کریم بخش چک نمبر 10/115 آر =

229- جنت بی بی بیوہ محمد شمیر پرانا خانیوال

230- محمد رمضان ولد غلام محمد پرانا خانیوال

231- بشیر احمد ولد غلام محمد کالونی نمبر 3 مکان نمبر 2221 گلی مسجد خانیوال

232- اعظم ولد اللہ دتہ چک نمبر 10/93 آر تحصیل و ضلع خانیوال

233- نور دین ولد محی الدین چک نمبر 10/23 آر تحصیل و ضلع خانیوال

234- سلیمان ولد ولی محمد چک نمبر 10/92 آر تحصیل و ضلع خانیوال

235- دولت خان ولد ملتان خان چک نمبر 10/62 آر

236- غلام محمد ولد نور محمد چک نمبر 10/70 آر

237- سلطان بی بی بیوہ اللہ دتہ نزد سلیپر فیکٹری لوکوشیڈ خانیوال

238- ولی محمد ولد بہادر چک نمبر10/121 آر ضلع خانیوال

239- محمد گلزار ولد محمد رمضان ریلوے خانیوال

240- رب نواز ولد وریام بستی ظہور آباد خانیوال

241- جیواں مائی بیوہ محمد نواز چک نمبر 167/ ضلع خانیوال

242- نور محمد ولد محمود احمد بستی نظام آباد خانیوال

243- واحد بخش ولد غلام محمد مرحوم چک نمبر 10/67 آر خانیوال

244- حضور بخش ولد کریم داد کالونی نمبر 3 ۔خانیوال

245- سراج دین ولد احمد خان10/50 آر ضلع خانیوال

246- طالب حسین ولد اللہ بخش چک نمبر 10/91 آر ضلع خانیوال

247- مقبول احمد ولد منظور احمد ریلوے سلیپر فیکٹری خانیوال

248- شاہ محمد ولد عبداللہ کالا بستی خانیوال۔

249- محمد حنیف ولد نور محمد چک نمبر10/99 آر خانیوال

250- خورشید بی بی بیوہ محمد شبیر پرانی چونگی لکڑ منڈی خانیوال

251- محمد اکرم ولد عبدالغنی ریلوے ایریا اولڈ کالونی خانیوال

252- محمد سلیمان ولد محمد دین ریلوے کالونی خانیوال

253- حمیداں بیوہ عبدالواحد کالونی نمبر 1 خانیوال

254- انور بی بی بیوہ نور محمد 10/91 آر خانیوال

255- غلام یاسین ولد اللہ بخش چک نمبر 10/91 آر خانیوال

256- محمد حنیف ولد گل محمد چک نمبر10/91 آر خانیوال

257- نذیراں بی بی بیوہ اللہ بخش غریباں آباد گلی نمبر 5 ضلع خانیوال

258- محمد علی بٹ ولد عبدالکریم خان سرگانہ ہاؤس نزد اسلامیہ کالج خانیوال
259- رضا محمد ولد فتح محمد کالونی نمبر 1 خانیوال
260- فضل بی بی بیوہ نذر محی الدین کوٹ محمد حسین خانیوال
261- شمیم اختر دختر فدا محی الدین محلہ مرضی پورہ خانیوال
262- سکینہ بی بی بیوہ فیض بخش کالونی نمبر 1 خانیوال
263- محمد رمضان ولد رحمت علی کالونی نمبر3 خانیوال
264- کریماں بی بی بیوہ محمد شریف کالونی نمبر1 خانیوال
265- اللہ وسائی بیوہ غلام محمد چک نمبر 10/40 آر خانیوال
266- محمد سعید ولد غلام محمد وچک نمبر 10/40 آر خانیوال
267- بشیر احمد ولد محمد شفیع بستی چن شاہ خانیوال
268- سیف اللہ ولد محمد عظیم مکان نمبر 42/130 خانیوال
269- فیض رسول ولد غلام محمد مرحوم چک نمبر10/40 آر خانیوال
270- محمد نواز لد غلام حسین مرحوم چک نمبر 10/91 آر خانیوال
271- کرم الٰہی جناح کالونی عبدالحکیم ضلع خانیوال
272- غلام حسین موچی محلہ عبدالحکیم ضلع خانیوال
273- محمد نواز چاہ ہری والہ عبدالحکیم
274- غلام محمد چک نمبر 26ھ ڈاکخانہ 25 پل تحصیل کبیر والا
275- وریام چاہ آڑھتی والہ عبدالحکیم
276- محمد شمیر چک نمبر 13ھ تحصیل کبیر والا
277- محمد اقبال چلہ چک ھ والہ موضع ارماہی والہ کبیر والا
278- خادم حسین ولد اللہ یار چک نمبر 9/19 آر ضلع خانیوال
279- محمد سلیمان ولد صادق محمد موضع نقال پور کبیر والا
280- ستاں مائی بیوہ محمد عبداللہ ساکن موہر والہ کبیر والا
281- محمد نواز ولد حاجی حافظ سلطان محمود موضع دین پور

282- سکھاں بیوہ لعل چک نمبر 10 ایم کبیر والا

283- غلام قادر ولد احمد بخش سنی رنگو موضع کوہی والا

284- رانا محمد صدیق ولد برکت علی نواں شہر عبدالحکیم

285- بشیر احمد ولد بہادر خان چک نمبر 10 ایم۔ کبیر والا

286۔ خادم حسین ولد غلام فرید گلی نمبر 5 وارڈ نمبر 2 مخدوم پور

287۔ غلام مصطفیٰ ولد محمد صدیق گلی نمبر 10 مخدوم پور ایضاً

288۔ عبدالرشید ولد عزیزالدین گلی نمبر 13 مخدوم پور ایضاً

289۔ بشیراں بی بی بیوہ فیض بخش گلی نمبر 10 مخدوم پور ایضاً

290۔ محمد منظور ولد غلام محمد محلہ پیر زکریا مخدوم پور ایضاً

291۔ زبیداں مائی بیوہ عبدالرشید بستی حسنین آباد سردار پور روڈ کبیر والا

292۔ محمد وریام ولد شاہ محمد بستی چن شاہ سردار پور روڈ کبیر والا

293۔ غلام جنت بیوہ منشی محمد موضع ماڑھی ہو تحصیل کبیر والا ضلع خانیوال

294۔ محمد سلیمان ولد الٰہی بخش نزد مسجد تحصیل دار والی وارڈ نمبر 13 کبیر والا

295۔ محمد قاسم ولد حاجی محمد عبداللہ موضع نڑھال کبیر والا

296۔ اللہ بخش ولد محمد امیر موضع نڑھال کبیر والا

297۔ احمد بخش ولد غلام مکان نمبر 320/40 نواں شہر کبیر والا

298۔ حاجی محمد بخش ولد محمد بخش گلی نمبر 35 نواں شہر کبیر والا

299۔ گلاموں بیوہ ملازم حسین موضع نڑھال کبیر والا

300۔ منظور حسین ولد اللہ ڈیوایا محمد محلہ طارق آباد کبیر والا

301۔ ملازم حسین ولد غلام محمد وارڈ نمبر 11 گلی نمبر 38 کبیر والا

302۔ مہندی حسن ولد خان بہادر چک نمبر 12/اے ایچ تحصیل کبیر والا

303۔ محمد اسماعیل ولد محمد ابراہیم جھنگ روڈ کبیر والا

304۔ محمد عاشق ولد نصرت موضع کوٹ عبداللہ مخدوم پور تحصیل کبیر والا

305۔ اختر حسین ولد مشتاق احمد چک نمبر 10/104 آر تحصیل و ضلع خانیوال
29-10-90 کو چیک دیا گیا۔

فہرست مستحقین ضلع خانیوال (تحصیل خانیوال، کبیر والا، میاں چنوں) جنہیں جہیز فنڈ سے مبلغ -/5000 روپے کی رقم دی گئی

مورخہ 22-10-89

نمبر شمار نام ولدیت معہ زوجیت اور مکمل پتا، جنہیں چیک دیا گیا ہے۔

306۔ عبدالغفور ولد عبدالحی چک نمبر 20/40 آر تحصیل خانیوال

307۔ کیسرن بی بی زوجہ بشیر احمد کالونی نمبر 3 نزد صدیقہ مسجد خانیوال

308۔ محمد بشیر ولد قلندر بخش کالونی نمبر 2 خانیوال

309۔ فضل حسین ولد نصراللہ ریلوے کوارٹر 298/ لوکو شیڈ خانیوال

310۔ ممتاز علی ولد میاں کرم علی بلاک نمبر 5 خانیوال

311۔ مطلوں بیوہ محمد دین 10/79 آر خانیوال

312۔ مسماۃ مطلوں بیوہ محمد دین 10/79 آر خانیوال

313۔ مسماۃ مطلوں بیوہ محمد دین 10/79 آر خانیوال

314۔ عصمت بی بی بیوہ محمد یونس ریلوے کالونی خانیوال

315۔ بخت بھری بیوہ محمد نواز چک نمبر 10/92 آر خانیوال

316۔ رانا عبدالرشید ولد رانا صالح محمد کالونی نمبر 1 خانیوال

317۔ منظور بی بی زوجہ نور محمد 10/23 تحصیل خانیوال

318۔ اللہ بخش ولد برخوردار چک نمبر 10/79 آر خانیوال

319۔ نوروں مائی زوجہ شیر جوئیہ چک نمبر 10/79 آر تحصیل و ضلع خانیوال

320۔ عبدالرشید ولد جہاں بستی چن شاہ نزد پیلس سینما خانیوال

321۔ اسلم بی بی بیوہ محمد نواز مرحوم کوٹھی عطااللہ 10/113 آر

322۔ محمد پہلوان ولد میاں سلطان چک نمبر 10/43 آر تحصیل خانیوال

323۔ محمد ادریس ولد محمد اشرف (مرحوم) مکان نمبر 5 کوٹالہ سنگھ خانیوال

324۔ زیارت ولد احمد چک نمبر 3 تحصیل میاں چنوں
325۔ عبدالعزیز ولد احمد بخش 8/20 آر میاں چنوں
326۔ نیک محمد ولد شیر چک نمبر 9/8 آر تحصیل میاں چنوں
327۔ عبدالرشید ولد اسماعیل صادق کالونی میاں چنوں
328۔ محمد عاشق ولد غلام محمد چک نمبر 9/19 آر میاں چنوں
329۔ رضیہ بی بی زوجہ نتھا محلہ غریب آباد تحصیل میاں چنوں
330۔ عزیزاں بی بی بیوہ بہادر چک نمبر 8/20 آر تحصیل میاں چنوں
331۔ محمد رمضان ولد اللہ دتہ چک نمبر 15/45 ایل تحصیل میاں چنوں
332۔ اللہ بخش ولد خوشی محمد چک نمبر 15/78 ایل تحصیل میاں چنوں
333۔ محمد رشید ولد محمد امداد 8/13 آر مخدوم پور تحصیل میاں چنوں
334۔ خدا بخش ولد میاں امداد چک نمبر 8/13 آر تحصیل میاں چنوں
335۔ شیر محمد ولد رجب چک نمبر 8/13 آر تحصیل میاں چنوں
336۔ محمد لال ولد مقبلی چک نمبر 9 آر تحصیل خانیوال
337۔ نور محمد ولد میاں لبار الٰہی بخش کالونی دربار میاں چنوں
338۔ سکینہ بی بی زوجہ نور محمد کچا محلہ تحصیل میاں چنوں
339۔ صغراں بیوہ غازی غلام حسین 24/7 میاں چنوں
340۔ خلیل الرحمان ولد حاجی عبداللہ محلہ اسلام آباد میاں چنوں
341۔ محمد یعقوب ولد برکت علی محلہ رحمانیہ میاں چنوں
342۔ امام بخش ولد میاں سلطان بستی حسنین آباد وارڈ نمبر 14 تحصیل کبیر والا
343۔ طالب حسین ولد خدا بخش چک نمبر 14 ربی تحصیل کبیر والا
344۔ دائی نورن بیوہ کبیر 22 گگہ تحصیل کبیر والا
345۔ نیک محمد ولد امام دین 21 گگہ تحصیل کبیر والا
346۔ نذر حسین ولد خادم حسین بستی حسنین آباد کبیر والا
347۔ مائی پٹھانی بیوہ رحیم بخش نانک پور تحصیل کبیر والا

348۔ مہر دین ولد معراج الدین چک نمبر 10 گنگہ سروے سدھ کبیر والا
349۔ راجن مائی بیوہ محمد امیر سدھ کبیر والا
350۔ غلام رسول ولد امام بخش نواں شہر موضع مان والا تحصیل کبیر والا
351۔ غلام محمد ولد میاں بھاول طاہر کالونی مخدوم پور تحصیل کبیر والا
352۔ کرم ولد میاں احمد مخدوم پور تحصیل کبیر والا
353۔ حق نواز ولد اللہ یار چاہ حاجی والا تحصیل کبیر والا
354۔ محمد نواز ولد محمد پہلوان حشمت والی تحصیل کبیر والا
355۔ حق نواز ولد مہر محمود ڈاکخانہ حشمت والی تحصیل کبیر والا
356۔ عطا محمد عبدالوہاب مولے پور تحصیل کبیر والا
357۔ طالب حسین ولد مداد چوکیدار ٹاؤن کمیٹی مخدوم پور تحصیل کبیر والا
358۔ محمد رفیق ولد نور محمد موضع علی چپہ تحصیل کبیر والا
359۔ اللہ بخش ولد محمد بخش باگڑ سرگانہ تحصیل کبیر والا
360۔ ظہور حسین ولد بھامند موضع نور پور تحصیل کبیر والا
361۔ چودھری عبدالغفار ولد حاجی عبدالستار 2/16 تحصیل کبیر والا
362۔ عبدالشکور ولد میاں اللہ دتہ بستی احمد نگر موضع ٹانک پور تحصیل کبیر والا
363۔ محمد عارف ولد غلام محمد بستی غریب موضع نور پور تحصیل کبیر والا
364۔ محمد رفیق ولد غلام حسین ریل بازار عبدالحکیم تحصیل کبیر والا
365۔ سید شاہ ولد مبارک شاہ چاہ ادوالہ تحصیل کبیر والا
366۔ منظوراں مائی بیوہ ملازم حسین موضع ماڑی سہو تحصیل کبیر والا
367۔ زینب مائی ولد غلام محمد مولے پور تحصیل کبیر والا
368۔ غلام محمد ولد شہادت چاہ گھوگھراں والہ تحصیل کبیر والا
369۔ محمد اشرف ولد رجب علی چک 5 راے ایچ تحصیل کبیر والا
370۔ زاہداں خاتون زوجہ نذر حسین مخدوم پور پھوراں تحصیل کبیر والا
371۔ رقیہ بی بی زوجہ غلام نبی ریلوے کوارٹر خانیوال

372۔ نواب علی ولد غلام نبی ریلوے کالونی بستی چن شاہ خانیوال

373۔ ولی محمد ولد مہر الدین چک نمبر 10/136 آر تحصیل خانیوال

374۔ محمد اسلم ولد جان محمد چک نمبر 10/138 آر تحصیل و ضلع خانیوال

375۔ ممتاز بیگم ولد عنایت علی مرحوم کالونی نمبر3 خانیوال

376۔ احمد یار ولد کریم داد کالونی نمبر3 خانیوال

377۔ نور محمد ولد محمد رمضان چک نمبر10/22 آر تحصیل و ضلع خانیوال

378۔ ظہور احمد ولد بختاور بستی ظہور آباد تحصیل خانیوال

379۔ محمد یونس ولد شفیع محمد چک نمبر10/79 آر تحصیل و ضلع خانیوال

380۔ محمد شفیع ولد محمد فضل چک نمبر10/88 آر تحصیل و ضلع خانیوال

381۔ عبدالغنی ولد مبارک علی چک نمبر10/41 آر تحصیل و ضلع خانیوال

382۔ غلام مور ولد خان زادہ چک نمبر10/62 آر تحصیل خانیوال

383۔ غلام محمد ولد محمد بخش بستی نظام آباد خانیوال

384۔ غلام جنت زوجہ محمد حنیف بستی کوٹ حق نواز لاہور موڑ تحصیل خانیوال

385۔ حق نواز ولد مہر سلطان موضع حشمت والی تحصیل کبیر والہ

386۔ اسلام الدین ولد محمد اشرف موضع علی چپہ عبدالحکیم تحصیل کبیر والہ

387۔ کرم الٰہی ولد اللہ دتہ جناح کالونی عبدالحکیم تحصیل کبیر والہ

388۔ عبداللہ ولد اللہ دتہ موضع علی پور تحصیل کبیر والا۔

389۔ نظام الدین ولد کریم الدین سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ

390۔ غلام محمد ولد محمد شریف سیال ڈاک خانہ دین پور تحصیل کبیر والہ

391- مسماۃ انور بی بی زوجہ محمد اسلم موضع سرائے سدھو تحصیل کبیر والہ

392- بشیر احمد ولد رحمت علی مخدوم پور تحصیل کبیر والہ

393- شوقین علی ولد خلیل احمد موضع کوٹ مدینہ کوٹ والا تحصیل کبیر والہ

394- اللہ دتہ ولد محمد دریام مخدوم تحصیل کبیر والہ۔

395- جمیل احمد ولد علی محمد بخدو مہ پور تحصیل کبیر والہ

396- محمد رمضان ولد ولی محمد مخدوم پور تحصیل کبیر والہ

397- مسماۃ ظہور فاطمہ زوجہ مظہر عباس چک نمبر 12/اے ایچ تحصیل کبیر والہ

398- مولوی عبدالستار ولد عبدالحق چک نمبر تحصیل کبیر والہ

399- دریام ولد میر شبانہ ریل بازار عبدالکیم تحصیل کبیر والہ

400- حافظ مختار الدین ولد عبدالکیم قاضی بازار مخدوم پور تحصیل کبیر والہ

401- غلام شبیر ولد میاں گنہ ڈاک خانہ خاص قتال پور تحصیل کبیر والہ

402- ملازم حسین ولد میاں اللہ بخش قتال پور تحصیل کبیر والہ

403- مختار احمد ولد میاں پٹھانہ قتال پور تحصیل کبیر والہ

404- جندوڑی بیوہ پہلوان قتال پور تحصیل کبیر والہ

405- نور محمد ولد اللہ دتہ چاہ قادر والا تحصیل کبیر والہ

406- غلام محمد ولد محمد داد موضع گلشن آباد تحصیل کبیر والہ

407- حافظ مختار الدین ولد عبدالکیم تحصیل کبیر والہ

408- طالب حسین ولد محمد رمضان موضع نرحال تحصیل کبیر والہ

409- حق نواز ولد اللہ دتہ قطعہ پناہ موضع امیر پور تحصیل کبیر والہ

410- محمد شریف ولد شاد قطعہ پناہ موضع امیر پور تحصیل کبیر والہ

411- محمد فاضل ولد میاں محمد ' نئی بستی کلاں پور تحصیل کبیر والہ

412- خورشید احمد ولد اللہ دتہ ماڑی سہو تحصیل کبیر والہ

413- مراد ولد غلام جودھ پور ڈاک خان خاص تحصیل کبیر والہ

414- تاج دین ولد عبدالغنی چک نمبر 15/85 - ایل میاں چنوں

415- لعل ولد منسو 15/47 - ایل تحصیل میاں چنوں

416- رشیداں بی بی زوجہ نواب الدین مکان نمبر 34/2 گلی نمبر 2 میاں چنوں

417- شہامند ولد کرم چک 8/819 ایل تحصیل میاں چنوں

418- نسیم بیگم ولد شیر احمد نزد چونگی نمبر 5 محلہ اسلام آباد میاں چنوں

419- بھاگن مائی زوجہ غلام محمد چک نمبر 9/19 آر

420 ارشد بی بی ولد عبداللطیف ک نمبر 9/19 آر مرضی پورہ تحصیل میاں چنوں

421- محمد شفیع ولد بندو چک نمبر 2/86 - 15 تحصیل میاں چنوں

422- شریفاں بی بی گلی نمبر 8 محلہ رحمانیہ ریوالہ روڈ تحصیل میاں چنوں

423- اشرف علی ولد فیض الدین چک نمبر 96 - اے/15 - ایل تحصیل میاں چنوں

424- خدا بخش ولد غلام محمد چک نمبر 10/121 آر تحصیل و ضلع خانیوال

گوشوارہ "ب" بابت سوال نمبر392

فہرست ملازمین گریڈ 16 تا 18 محکمہ سوشل ویلفیئر
پنجاب جن کی تقرری 30 مئی 1988ء تا حال ہوئی

نمبر شمار	نام	تاریخ پیدائش	عمر	تعلیمی قابلیت	عہدہ	گریڈ	پتہ	تاریخ تعیناتی
1	2	3	4	5	6	7	8	9
1-	حافظ محمد اکرم ولد خواجہ بشیر	27-12-61	25-6-27	ایم اے سوشل ورک	سوشل ویلفیئر آفیسر	17	غلہ منڈی کاموکی گوجرانوالہ	18-7-89
2-	مسٹر سلیم احمد رضا شاہ	11-9-63	7-10-25	ایضاً	میڈیکل سوشل آفیسر	17	ملتان	ایضاً
3-	سید محمد حسین	1-1-64	17-6-25	ایم اے سوشالوجی	ایضاً	17	پاکستانی چوک گجرات	ایضاً
4-	غلام مرتضیٰ ارشد	1-4-61	17-3-28	ایضاً	سوشل ویلفیئر آفیسر	17	جامع محمدی شریف جھنگ	ایضاً
5-	مسٹر علی احمد صابر	6-4-65	2-3-24	ایضاً	ایضاً	17	محلہ جامع مسجد جہلم	ایضاً

6۔	مسٹر محمد رمضان	66-1-1	23-6-17	ایضاً	ایضاً	17	بمقام نواں شہر تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ	ایضاً
7۔	مسٹر مظہر عباس	65-6-12	24-1-6	ایضاً	ایضاً	17	ٹوجی خان	ایضاً
8۔	چوہدری واجد حسین	64-8-10	24-11-8	ایضاً	ایضاً	17	کالہ گوجراں جہلم	ایضاً
9۔	مسٹر منصور احمد خان	64-10-13	24-9-5	ایم اے سوشل ورک	میڈیکل سوشل آفیسر	17	گوجرانوالہ	ایضاً
10۔	سید منظور حسین گردیزی	62-11-23	26-7-25	ایضاً	سوشل ویلفیئر آفیسر	17	894۔ حسین گنج ملتان	ایضاً
11۔	مسز سعیدہ اختر	55-2-13	34-5-5	ایم اے سوشیالوجی	میڈیکل سوشل آفیسر	17	بی۔ سیکنڈ سروسز ہسپتال لاہور	ایضاً
12۔	مسٹر محمد عدنان خان	62-11-12	26-8-6	ایم اے سوشل ورک	ایضاً	17	گجرات	ایضاً
13۔	مسٹر زبیر احمد	63-5-24	26-2-24	ایضاً	ایضاً	17	530۔ بی سیٹ لائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	ایضاً
14۔	مسٹر زاہد پرویز جاوید	64-10-15	24-9-3	ایضاً	سوشل ویلفیئر آفیسر	17	5۔ عثمان بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور	ایضاً
15۔	مسٹر جمشید بشیر	58-11-28	30-7-20	ایضاً	میڈیکل سوشل آفیسر	17	545۔ بی سیٹ لائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ	ایضاً
16۔	مسٹر ظفر محمد	—	—	—	سوشل ویلفیئر آفیسر	17	—	ایضاً
17۔	مسٹر واجد شکیل	—	28 سال	ایم اے سوشل ورک	سوشل ویلفیئر آفیسر	17	بہاولنگر	ایضاً

18-	مس بشریٰ یاسمین	59-1-31	30-5-17	ایم اے سوشیالوجی	میڈیکل سوشل آفیسر	17	649- این سمن آباد لاہور	ایضاً
19-	مسٹر علی عابد رضا بھٹی	62-3-1	27-4-17	ایم اے سوشل ورک	سوشل ویلفیئر آفیسر	17	نزد جامع مسجد شیخوپورہ سانگلہ ہل	ایضاً
20-	مسٹر نعیم احمد	65-5-5	24-2-13	ایم اے سوشیالوجی	میڈیکل سوشل آفیسر	17		ایضاً
21-	مسٹر محمد اکرم	63-2-2	26-5-16	ایم اے سوشل ورک	ایضاً	17	چک نمبر 1-18 ٹوبہ ٹیک سنگھ	ایضاً
22-	طاہر اسماعیل	59-10-8	29-0-10	ایم اے فائن آرٹس	کرافٹ ڈیزائنر	16	22- راوی ٹاؤن لاہور	88-10-18
23-	مس شیریں ممتاز	58-3-24	30-0-24	ڈپلومہ آف ڈیزائن	ایضاً	16	93- بی 1- کینال پارک گلبرگ سیکٹر لاہور	88-4-18

فہرست ملازمین گریڈ 1 تا 15 محکمہ سوشل ویلفیئر
پنجاب جن کی تقرری 30 مئی 1988ء تا حال ہوئی

ہیڈ کوارٹر سوشل ویلفیئر

1-	شاہد محمود	64-2-4	26-5-28	ایم اے (پبلک ایڈمنسٹریشن اینڈ سپیشلائزیشن ان فنانس	آڈیٹر	13	2- اتحاد کالونی ملتان روڈ لاہور	90-9-2

2۔ محمد سرور	10-8-61	27-4-21	بی اے آنرز	اسسٹنٹ	11	چک ڈاک خانہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور	1-1-89	عمر میں رعایت دی گئی
3۔ عزیز اللہ خان	5-1-64	24-9-12	بی۔اے	ایگزیلری ورکر اسسٹنٹ	11	چک نمبر 567 گ۔ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	17-10-88	
4۔ ارشد علی	15-3-68	22-1-8	ایف۔اے	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر 503 بلاک 3 بی سیکنڈ' ٹاؤن شپ لاہور	23-4-90	
5۔ زاہد حسین	24-3-66	24-3-24	بی اے	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر ای 0 49 حسنین آباد لاہور کینٹ	18-7-90	
6۔ اقبال مسعود	2-12-61	11-4-26	میٹرک	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر 66 گلی نمبر 5 مسلم پورہ' سانده کلاں' لاہور	13-4-88	عمر میں نرمی دینے کا کیس زیر تصفیہ ہے
7۔ خالد پرویز	18-11-65	6-10-24	میٹرک	جونیئر کلرک	5	کوارٹر نمبر 5 ریلوے کیرن ہسپتال علامہ اقبال روڈ لاہور	24-9-90	
8۔ صغیر احمد	28-8-64	21-0-25	میٹرک	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر 78 گلی نمبر 14 اسلام پورہ شاہدرہ لاہور	19-9-89	
9۔ غلام محمد	1-12-70	23-9-19	میٹرک	جونیئر کلرک	5	معرفت محمد حسین خان' گورنر ہاؤس لاہور	24-9-90	
10۔ محمد یاسر ایوب	18-2-70	21-6-19	میٹرک	جونیئر کلرک	5	10۔ شام نگر' چوبرجی' لاہور	9-9-89	

11-	محمد نسیم اختر	62-8-20	25-8-20	بی کام	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر14' گلی نمبر11' بلاک / ایکس وسن پورہ' سکیم نمبر2'	88-4-24 عمر میں نرمی کا کیس زیر تصفیہ ہے
12-	محمد افضل				ڈرائیور	4	مکان نمبر18/15 12 بھابڑہ فیروزپور روڈ' لاہور	89-6-28
13-	شوکت مسیح	65-7-8	24-11-22	ان پڑھ	ڈرائیور	4	مکان نمبر3 گلی نمبر4' پرانا برف خانہ' نواں کوٹ ملتان روڈ' لاہور	90-6-30
14-	محمد سلیم	1970	20	ان پڑھ	ایضاً	4	39۔ ای1 گلبرگ تھرڈ' لاہور	90-8-29
15-	پرویز اختر	57-7-5	33-1-23	ان پڑھ	نائب قاصد	1	گلی نمبر104' مکان نمبر7' باغبان پورہ لاہور	90-8-28
16-	محمد صدیق	1964	26	ان پڑھ	چوکیدار	1	گجرات	90-9-12
17-	محمد نوشیر	1968	22	ان پڑھ	ایضاً	1	گورنمنٹ فزیکل ایجوکیشن فار دومن' فیروزپور روڈ لاہور	90-9-12

ضلع لاہور

1-	اسلم سلیم	65-10-30	23-4-11	میٹرک سرٹیفکیٹ ان ریڈیو' ٹی۔ وی	انسٹرکٹر ٹی۔ وی' فریج مرمت	12	مکان نمبر84' گلی نمبر42' ملت روڈ' پکی ٹھٹھی سمن آباد' لاہور	89-5-11
2-	محمد فاروق	67-8-15	23-0-1	ڈی کام	سٹینوگرافر	12	بھیرپور خان' دیپالپور	90-8-16
3-	محمد خالد	69-11-1	21-1-10	ڈی کام	سٹینوگرافر	12	مکان نمبر407' بلاک نمبر2 ٹاؤن شپ' لاہور	90-12-11

4-	ثمینہ نذیر	25-8-65	23-5-23	میٹرک / ڈپلومہ ان ووکیشنل ٹریننگ	انسٹرکٹر میچ میکنگ / ویجی ٹیبلز ڈی ہائی ڈریشن	10	مکانمبر 15 'چوہان روڈ' اسلام پورہ لاہور	18-2-89	
5-	محمد یونس	9-2-55	14-8-35	ایف ایس سی / ڈپلومہ ان نرسنگ	میل نرس	9	ایل ڈی اے / 105 'کچی آبادی گجرپورہ	23-10-90	عمری میں نرمی دینے کا کیس زیر تصفیہ
6-	طارق محبوب	1968ء	22	بی اے	ہاؤس کیپر	9	منٹگمری پارک 'عبدالکریم روڈ' لاہور	1-3-90	
7-	کریم خان	15-10-56	5-7-32	مڈل	آڈیو ویڈیو آپریٹر / ٹیکنیشن	8	مکان نمبر 15 'سید پور روڈ مین بازار لاہور	8-6-89	
8-	مس نسیم اختر	20-5-53	2-0-36	میٹرک	چائلڈ کیئر ورکر	6	عمر آباد گجرات	10-6-89	عمر میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا
9-	رشید احمد	3-2-61	20-0-28	میٹرک	جونیئر کلرک	5	چک نمبر 249 'ایف بی بورے والہ ضلع وہاڑی	23-2-89	ایضاً
10-	سلام اللہ	1-12-69	4-8-19	میٹرک	جونیئر کلرک	5	الفجر گڈز ٹرانسپورٹ لنڈا بازار 'لاہور	5-8-89	
11-	ظفر اقبال	1-8-64	9-1-25	بی اے	ایضاً	5	75-اے 10 چوک رام نگر لاہور	10-9-89	

12۔ محمد شفیق	10-1-66	24-10-9	بی کام	ایضاً	5	مکان نمبر5، گلی نمبر15، بابو صابو بندروڈ، لاہور	19-11-90
13۔ محمد شریف	23-2-72	18-9-25	میٹرک	ایضاً	5	15 سی گلی نمبر64 محلہ تنویرہ آباد لاہور	8-12-90
14۔ جاوید امجد	2-4-71	1-4-18	میٹرک	ایضاً	5	تاج پورہ روڈ، غازی آباد، لاہور	3-8-89
15۔ محمد رمضان	——	10-4-19	میٹرک	ایضاً	5	اے۔ 11، چوبرجی کوارٹر ملتان روڈ، لاہور	31-8-89
16۔ محمد اشرف	15-10-66	18-7-22	ایل ٹی وی لائسنس	ڈرائیور	4	معرفت کرنل نواز، آفیسر کالونی، لاہور	3-6-89
17۔ اصغر علی	1957	32	ایضاً	ایضاً	4	مکان نمبر103، گلی نمبر4 گل بہار کالونی، لاہور	8-7-89
18۔ زاہد علی	16-1-58	26-4-32	ایضاً	ایضاً	4	مکان نمبر 92ڈی، گلی نمبر 2، الفیصل ٹاؤن لاہور	12-6-90
19۔ محمد بلال	10-2-63	4-2-26	نمل	لائبریری اٹنڈنٹ	1	ساغر روڈ، بنگالی محلہ، لاہور کینٹ	2-5-89
20۔ محمد حامد	1964	24	-	ایضاً	1	ڈاک خانہ ڈر نگا، ضلع گجرات	2-5-89
21۔ رفعت بی بی	1965	24	-	خاکروب	1	پانڈوکی لاہور	10-5-89
22۔ شہناز بی بی	1968	21	-	آیا	1	علی پور چک نمبر6 چونیاں	4-5-89
23۔ عذرا امانت علی	1967	22	-	آیا	1	گلی نمبر6، بوستان کالونی، فیروز پور روڈ، لاہور	17-5-89

24- غلام قادر	1954	35	-	مالی	1	ستارہ کالونی نمبر2 فیروز پور روڈ لاہور	17 - 5 - 89
25- نذیر مسیح	1965	24	-	خاکروب	1	چونگی امرسدھو مین بازار 'لاہور	20 - 5 - 89
26- محمد فاروق	1964	25	-	نائب قاصد	1	476 بلاک 1 ٹاؤن شپ لاہور	12 - 7 - 89
27- پطرس مسیح	1970	20	-	خاکروب	1	گلی نمبر8 ملٹری ڈیری فارم 'لاہور	26 - 4 - 90
28- منیر احمد	1967	23	-	باورچی	1	چک تکی دلو بصیر پور دیپال پور اوکاڑہ	18 - 4 - 90
29- محمد سرور	1966	24	-	ایضاً	1	پتوکی چونیاں 'ضلع قصور	24 - 4 - 90
30- اللہ دتہ	1971	19	-	نائب قاصد	1	اے/322 مکان نمبر گلی نمبر1 کچی آبادی قربان لائن 'لاہور	14 - 10 - 90
31- اللہ رکھا	1956	34	-	مالی	1	گلی نمبر1 کچی آبادی قربان لائن لاہور	31 - 10 - 90
32- اللہ دتہ	1958	33	-	مالی	1	ٹاؤن شپ کوٹ لکھپت 'لاہور	31 - 10 - 90
33- مسمات شمیم	31 - 12 - 71	18 - 10 - 0	-	انٹنٹ	1	ٹھوکر نیاز بیگ لاہور	1 - 11 - 90
34- حیدر علی	1950	40	-	چوکیدار	1	مکان نمبر 15 این سی منزہ بلاک اقبال ٹاؤن لاہور	4 - 11 - 90
35- محمد حیات	1968	32	-	باورچی	1	مکان نمبر 1 - 7/اے گلی نمبر6' آفیسر کالونی 'لاہور کینٹ	15 - 11 - 90

36-	حفیظ الرحمان	1966	25	-	نائب قاصد	1		30-11-90
37-	محمد اشرف	23-4-41	2-7-49	-	چوکیدار	1	معرفت الحاج محمد دین' اینڈ نتھر 39 ایپک پاور مزنگ' لاہور	25-11-90
38-	شیر احمد	1953	36	-	چوکیدار	1	جابر روڈ اسلامیہ پارک' لاہور	8-10-89
39-	محمد مشتاق بھٹی	1963	26	مڈل	اٹنڈنٹ	1	معرفت لال خان' کوارٹر نمبر 1' بلاک 1 ایم نزدیک اسمبلی ہال لاہور	15-11-89
40-	محمد اعظم	1967	23	-	چوکیدار	1	مکان نمبر 4 گلی نمبر 13 سمن آباد لاہور	10-3-90

ضلع شیخوپورہ

1-	فرحت یاسمین	8-10-52	2-9-37	میٹرک / ڈپلومہ ٹیچر ٹریننگ	کرافٹ سپروائزر	11	6/507 کوارٹر انجن شیڈ کالونی	10-7-90
2-	لیاقت حسین سید	20-1-67	4-10-22	بی کام	مارکیٹنگ آرگنائزر	11	گورنمنٹ کرشل کالج شیخوپورہ	24-11-89
3-	مبشر احمد	1-1-68	5-7-22	ایف۔اے	ایگزلری ورکر	6	خاروہیلیاں شیخوپورہ	6-8-90
4-	روبینہ کوثر بٹ	24-8-64	28-4-25	ایف اے ووکیشنل ٹریننگ ڈپلومہ	ایم پی آئی	6	وارڈ نمبر 5' گلی باغ مالی ننکانہ صاحب	24-1-90
5-	غلام رسول	1-1-64	17-10-26	-	نائب قاصد	1	ڈیرہ مائی حماکاں غازی منارہ ضلع شیخوپورہ	18-11-90

ضلع اوکاڑہ

1۔	یاسمین کوثر	24-4-69	1-7-21	میٹرک ڈپلومہ ووکیشنلی ایگزلری ورکر ٹریننگ	6	مکان نمبر 156' گلی نمبر 2' سندھ پورہ	15-11-90
2۔	غلام مصطفیٰ	14-8-68	0-8-21	میٹرک جونیئر کلرک	5	19۔ مسلم کالونی' مسلم ٹاؤن اوکاڑہ	14-4-90
3۔	محمد اقبال خان	19-10-71	2-1-19	میٹرک ایضاً	5	محلہ بھٹی والا دیپال پور	21-11-90

ضلع قصور

1۔	مس نرگس شفیع	15-11-63	22-1-26	میٹرک / 3 سالہ ڈپلومہ ووکیشنل ٹریننگ کرافٹ سپروائزر	11	منیر شاہد کالونی' قصور	7-1-90
2۔	مس رفیہ مختار	26-8-61	5-10-28	ٹیچر' میٹرک ڈپلومہ ایم پی آئی سی سی ڈبلیو	6	روسا ٹبہ چونیاں	1-7-90

ضلع گوجرانوالہ

1۔	مسعود فرید	24-5-68	7-0-20	ڈی کام (ایف اے) سٹینوٹائپسٹ	12	محلہ پسرور گیٹ' قلعہ سوہنہ سنگھ' سیالکوٹ	1-6-88

2-	نوشابہ نسرین	11-1-58	5-10-30	میٹرک ووکیشنل ڈپلومہ کرافٹ سپروائزر		11	مکان نمبر 30/13' سبزی منڈی روڈ' گجرات	26-12-88
3-	مس تعظیم اختر	10-10-68	26-9-90	میٹرک پی ٹی سی	نرسری ٹیچر	8	فضل حسین مائی والہ ضلع سیالکوٹ	6-8-88
4-	شاہد محمود ہاشمی	5-1-65	2-5-23	ایف اے	جونیئر کلرک	5	47۔۔اے گلی ارائیاں وزیر آباد	7-6-88
5-	غلام رسول	16-5-65	13-1-23	پرائمری	نائب قاصد	1	موضع نوالہ والہ' تحصیل و ضلع گوجرانوالہ	29-6-88

ضلع راولپنڈی

1-	نذر محمد	4-6-69	25-3-21	ایف اے	ایم پی آئی	6	مکان نمبر بی۔ 152' وارڈ نمبر 1' گجر خان	29-9-90
2-	نصرت پروین	2-4-65	5-2-25	میٹرک	ایم پی آئی	6	در کالی شہر شاہی کہوٹہ	7-6-90
3-	حامد رسول	13-11-65	13-8-24	ایف اے	ایضاً	6	وارڈ نمبر 9 پنڈی گھیب	26-7-90
4-	مسرت نبی	5-10-63	12-9-26	میٹرک	ایضاً	6	وارڈ نمبر 7' مکان نمبر 561/6	17-7-90
5-	نازیہ پروین	3-3-69	1-5-21	میٹرک	ایضاً	6	چک وڈاک خانہ ناڑ تحصیل چکوال	4-8-90
6-	فہمیدہ عبدالمجید	27-6-65	7-3-25	میٹرک	ایضاً	6	مکان نمبر 839۔ او' گلی نمبر 18' محلہ فیروز پور راولپنڈی	4-8-90

7۔	رفاقت علی	4-12-68	13-8-19	ایف اے	جونیئر کلرک	5	762۔ آئی، ٹیلی محلہ، مری روڈ، راولپنڈی 17-8-88
8۔	قیصر جاوید	18-10-67	10-10-20	میٹرک	ایضاً	5	پنڈ رجوال ڈاک خانہ میرا، تحصیل و ضلع جہلم 28-8-88
9۔	فرزانہ طاہر	21-12-62	22-10-26	میٹرک	ایضاً	5	143۔/3۔ ای، گلی نمبر 7، زمان کالونی، لاہور 13-11-89 عمر میں نرمی دینے کا کیس زیر تصفیہ ہے
10۔	آفتاب محمود	3-5-69	11-6-20	میٹرک	ایضاً	5	چک و ڈاک خانہ دوکھوھا تحصیل گجر خان 14-11-89
11۔	خان گل	12-10-50	9-1-39	میٹرک	ایضاً	5	ڈاک خانہ نکہ ریحان تحصیل تلہ گنگ 21-11-89
12۔	عاصم پرویز	10-4-68	9-8-21	میٹرک	ایضاً	5	چک و ڈاک خانہ روکھوھا تحصیل گجر خان 19-12-89
13۔	ظفر اقبال	20-6-70	14-7-18	میٹرک	ایضاً	5	پرانی چیچہ وطنی 112/7 آر تحصیل چیچہ وطنی 4-2-89
14۔	محمد نواز	15-6-66	28-8-23	میٹرک	ایضاً	5	گاؤں جوری، ڈاک خانہ سنگ جانی، اسلام آباد 13-3-90
15۔	محمد بشیر شبیر	13-11-68	21-8-21	میٹرک	ایضاً	5	گلی نمبر 5 مکان نمبر 605، محلہ چشتیاں جہلم 4-8-90
16۔	محمد اسحاق عباس	5-1-63	10-7-27	میٹرک	ایضاً	5	دوکان نمبر 173، لوئر مال مری 15-8-90

17۔ عمر خیام	9-11-46	25-0-43	نمل	ڈرائیور	4	چک ڈب ط' خوش حال ڈاک خانہ ڈب کلاں' تحصیل چکوال	89-12-4	
18۔ محمد ارشاد	1963	26	ان پڑھ	ایضاً	4	749۔ ایف سکستہ روڈ پنڈی	90-4-18	
19۔ محمد حمید قریشی	1-6-63	17-10-25	نمل	نائب قاصد	1	موضع سنہنوہ ڈاک خانہ گلہڑہ گلی تحصیل وری	89-4-18	عمر میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا
20۔ محمد آصف	17-5-67	10-6-22	نمل	ایضاً	1	ساکن بیانیہ' ڈاک خانہ کرنالہ' تحصیل کھاریاں' ضلع گجرات	89-11-27	
21۔ قمر زمان	67-11-1	0-11-22	نمل	نائب قاصد	1	گاؤں کھنی' ڈاک خانہ کلب تحصیل مری	89-12-5	
22۔ گل نواز	4-12-62	6-1-26	نمل	ایضاً	1	بمقام سانج داخلی بہبول ڈاک خانہ کھلوں تحصیل کہوٹہ	89-1-10	
23۔ رشید مسیح	1973	23	-	خاکروب	1	مکان نمبر 3 گلی نمبر 4' اسلام آباد	90-6-23	
24۔ پرویز مسیح	1966	24	-	ایضاً	1	محلہ فضل آباد' ڈھوک الٰہی بخش راولپنڈی	90-12-9	

ضلع سرگودھا

1۔ مس فرح زبیدہ	20-8-65	21-4-23	میٹرک ڈپلومہ	کرافٹ سپروائزر	11	48۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن' سرگودھا	89-1-11	

2-	نسیم اختر	28-8-68	23-4-20	ایف اے ہمراہ ڈپلومہ	کرافٹ سپروائزر	11	مکان نمبر664۔ سیٹ لائٹ ٹاؤن سرگودھا	21-1-89
3-	فرزانہ الیاس	6-12-66	16-1-22	میٹرک بمعہ ڈپلومہ	ٹیلر کم کٹر	11	مکان نمبر39بی' نزد راشن ڈپو راجہ شمشاد سیٹ لائٹ ٹاؤن سرگودھا	22-1-89
4-	نگہت ناہید	6-10-66	22-3-22	میٹرک ہمراہ ڈپلومہ	کرافٹ سپروائزر	11	نواب کالونی' گلی نمبر3' سرگودھا	20-1-89
5-	غلام محمد	1-4-67	27-6-22	بی کام	مارکیٹنگ آرگنائزر	11	چک نمبر98جنوبی' تحصیل سرگودھا	28-10-89
6-	مس صباحت نظیر	17-1-67	13-10-22	ایف اے	نرسری ٹیچر	8	23۔ آفیسر کالونی سرگودھا	30-12-89
7-	نگہت چیمہ	15-9-58	27-9-29	مڈل ہمراہ ڈپلومہ	ایم پی آئی	6	چک نمبر36جنوبی تحصیل سرگودھا	12-7-88
8-	محمد نواز	15-4-63	1-7-25	میٹرک ہمراہ ڈپلومہ	ایضاً	6	چک نمبر37شمالی تحصیل سرگودھا	18-12-88
9-	اشفاق احمد	25-12-68	21-5-21	ایف اے	ایضاً	6	بلاک نمبر4بھلوال	16-6-90
10-	سجاد احمد	8-2-69	19-2-19	میٹرک	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر1/ 11 گلی نمبر2 منصورہ آباد سرگودھا	27-8-88
11-	شبیر الرحمان	3-9-68	4-2-22	میٹرک	ایضاً	5	ٹیوانہ پارک کلکتہ ہاؤس سرگودھا	7-11-90
12-	منظور الٰہی	15-5-66	22-5-24	میٹرک	ایضاً	5	چک نمبر87شمالی تحصیل سرگودھا	7-11-90
13-	فلک شیر	1-9-66	6-2-22	ایف اے	ایضاً	5	للیانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا	7-11-90

14۔ رانا ذوالفقار علی	15-4-65	22-6-25	ایف اے	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر 117 فاروق کالونی سرگودھا	7-11-90
15۔ محمد رمضان	1969	19	پرائمری	چوکیدار	1	چک نمبر 81 شمالی تحصیل سرگودھا	7-9-88
16۔ عطا محمد	1960	28	ان پڑھ	باورچی	1	ساکن سیال شریف تحصیل شاہ پور	18-12-88

ضلع خوشاب

1۔ مشتاق احمد	1965	24	ان پڑھ	چوکیدار	1	ساکن جبی شریف محلہ غربی تحصیل خوشاب	26-7-89
2۔ غلام مرتضیٰ	18-4-66	23 12-7	انڈر میٹرک	چوکیدار	1	مکان نمبر 12 ڈی کوہ نور شوگر ملز کالونی جوہر آباد	30-10-89

ضلع میانوالی

1۔ رشید اللہ ملک	14-4-67	17-9-21	ایف اے	ایم پی آئی	6	مکان نمبر جی 220' گلی بینک میانوالی	1-2-89
2۔ غلام علی سنبل	1-7-63	11-9-24	میٹرک	جونیئر کلرک	5	گھنڈی سنبلاں' ڈاک خانہ کندیاں تحصیل میانوالی	12-6-88

ضلع بھکر

1-	محمد ایوب	15-3-66	6-7-23	ایف اے	ایم پی آئی	6	کوارٹر نمبر 2/7، ڈبل سٹوری ٹی ٹی اے کالونی بھکر 21-10-89
2-	محمد اشرف	3-4-70	19-5-18	انٹرمیٹرک	چوکیدار	1	کلور کوٹ ضلع بھکر 22-9-88

ضلع فیصل آباد

1-	امت الاسلام	1-1-52	6-5-38	مڈل ووکیشنل ڈپلومہ	ٹیلر کم کٹر	11	محلہ نیو اسلام پورہ نزد ہیلپر روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ 7-6-90
2-	محمد نذیر	4-4-60	29-7-29	مڈل	ڈرائیور	4	وارث پورہ محلہ اقبال نگر نزد گولی چوک فیصل آباد 3-12-89
3-	عبدالشکور	1962	27	مڈل	ایضاً	4	چک نمبر 395، ج۔ ب، تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ 16-11-89
4-	سید غلام مصطفیٰ	1-2-65	20-2-[illegible]	مڈل	چوکیدار	1	مکان نمبر 9، گلی نمبر 2، کمالہ آباد، تحصیل و ضلع فیصل آباد 11-12-89

ضلع ملتان

1-	محمد امجد		19-9-2	میٹرک	جونیئر کلرک	5	جی ٹی روڈ لاہور 10-8-90

2-	منظور احمد	3-6-32	ان پڑھ	باورچی	1	کمہار منڈی ملتان	19-2-90
3-	مقصود احمد	23-10-25	مڈل	چوکیدار	1	سورج کنڈ روڈ' ملتان	1-3-90
4-	غلام رسول	0-5-22	میٹرک	انٹڈنٹ سابقہ فوجی	1	چک نمبر10/149 آر' خانیوال	1-7-90
5-	حق نواز	0-0-34	ان پڑھ	باورچی	1	خانیوال روڈ' ملتان	1-7-90

ضلع ساہیوال

1-	محمد رفیق	24-0-25	ایف اے	معاون کارکن	6	چک نمبر6/191 آر' ساہیوال	5-9-88
2-	ذاکر حسین	29-6-25	ان پڑھ	ڈرائیور	4	چک نمبر145 ای بی پاک پتن شریف	29-6-89

ضلع وہاڑی

1-	شاہدہ شاہین	9-4-19	میٹرک بمعہ ڈپلومہ ٹیچرز ٹریننگ	کرافٹ سپروائزر	11	چک نمبر7/یو بی تحصیل وہاڑی	14-9-88
2-	کوثر پروین	2-6-24	میٹرک مع ڈپلومہ ٹیکنیکل ایجوکیشن	ایم پی آئی	6	مکان نمبر34 شمس آباد کالونی ملتان	7-8-88

3۔	محمد صدیق	23-9-24	میٹرک	جونئیر کلرک	5	موضع ویری دھن، تحصیل میلسی، ضلع وہاڑی	8-2-89
4۔	ذوالفقار علی	26-2-34	ان پڑھ	ڈرائیور (سابقہ فوجی)	4	چک نمبر ایچ بی، کچی آبادی وہاڑی	1-1-89
5۔	محمد شریف	0-0-24	ایضاً	چوکیدار	1	چک نمبر 42 ڈبلیو، پی بی وہاڑی	4-8-90

ضلع خانیوال

1۔	محمد سلیم	20-0-24	میٹرک	جونئیر کلرک	5	چک نمبر 9/7 آر ہنوں مان گڑھ، تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال	30-4-90
2۔	عبدالمجید	0-0-52	پرائمری	چوکیدار	1	مکان نمبر 5/4 میاں چنوں	1-7-90
3۔	محمد اختر	0-0-19	ان پڑھ	نائب قاصد	1	چک نمبر 15/130 ایل ایل میاں چنوں	1-7-90
4۔	اسلم مسیح	0-0-18	ایضاً	خاکروب	1	ساکن محرم پورہ نزد گرجا گھر خانیوال	1-1-90

ضلع بہاول پور

1۔	محمد آصف سلیم	65-4-7	23-6-18	بی کام	مارکیٹنگ آرگنائزر	11	موضع تخت محل، ڈاک خانہ مدرسہ تحصیل و ضلع بہاولنگر	25-8-88
2۔	آمنہ بی بی	64-1-1	24-6-5	ان پڑھ	چوکیدار	1	مکان نمبر 1، بی مربی گلی پانی والی	6-7-88

3-	رضیہ پریم	0-1-61	2-11-22	ان پڑھ	خاکروب	1	محلہ دھرکھانہ، فتح خان بازار بہاولپور 3-12-88

ضلع رحیم یار خان

1-	ندیم اصغر بھٹی	5-9-67	18-10-20	بی کام	مارکیٹنگ آرگنائزر	11	گلستان کالونی نزد ایس ای کالج، بہاولپور 9-7-88
2-	محمد اشتیاق	5-6-	26-1-22	بی کام	ایضاً	11	چک ٹوبی 111 تحصیل یزمان 1-8-89
3-	رخسانہ انجم	2-4-67	4-3-21	میٹرک بمعہ ڈپلومہ	ایم پی آئی	6	سکینہ بہاری کالونی رحیم یار خان 6-7-88
4-	سعید محمد احمد ہمدانی	7-12-58	3-7-29	میٹرک ڈپلومہ سی سی ڈبلیو	ایضاً	6	وارڈ نمبر 6 سیدپور ٹالی وال بہاولپور 10-7-88
5-	غزالہ ناہید	8-5-58	4-11-29	میٹرک ڈپلومہ 2 سالہ	ایضاً	6	چک نمبر آر۔3 / 32 تحصیل پاروں آباد 9-7-88
6-	ظفر اقبال	15-9-64	21-9-23	میٹرک ڈی کام	جونیئر کلرک	5	گلستان ٹیکسٹائل ملز بہاولپور 6-7-88
7-	الٰہی بخش	14-3-70	26-3-18	میٹرک سی کام	ایضاً	5	موضع ودھن پور تحصیل احمد پور شرکیہ 10-7-88
8-	طالب حسین	2-1-63	7-6-25	میٹرک	ایضاً	5	چک حسین کوٹ (رام کوٹ) ڈاک خانہ پیپل خالصانہ تحصیل منچن آباد 9-7-88
9-	محمد علی	30-9-67	10-9-20	میٹرک	ایضاً	5	چک نمبر 170 / مراد ڈاک خانہ ڈھواں والہ، تحصیل چشتیاں 10-7-88

10- محمد حسین	56-1-0	33-6-0	ڈرائیور لائسنس	ڈرائیور	4	موضع تخت محل ضلع بہاولپور	89-7-1
11- عطا محمد	38-2-18	50-5-12	پرائمری	نائب قاصد	1	سالامی کالونی بہاولپور	88-7-30
12- فاروق احمد	66-6-22	22-2-16	پرائمری	نائب قاصد	1	جھا نجر شریف ڈاک خانہ بیلا، تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان	88-9-8
13- غلام انور	——	22سال	ان پڑھ	چوکیدار	1	چک عباس، رحیم یار خان	89-2-12
14- محسن بلال	69-1-1	20-5-9	پرائمری	نائب قاصد	1	نئی آبادی بستی دیگراں بہاولپور شہر	89-6-10
15- محمد ابراہیم	6-1-1	22-0-1	پرائمری	چوکیدار	1	سکنہ بستی سلامت موضع چاٹھہ بھک اتاؤ تحصیل و ضلع بہاولنگر	89-1-11
16- محمد حسین	64-3-10	24-10-0	میٹرک	چوکیدار	1	فورٹ عباس ریلوے کالونی بہاولنگر	89-1-10

ضلع ڈیرہ غازی خان

1- مختار احمد	66-3-15	24-2-10	ایف اے	سٹینو گرافر	12	چاہ گل والہ غوث آباد ڈاک خانہ تحصیل ڈی جی خان	90-5-15
2- محمد مسعود الرحمٰن	70-9-0	19-8-26	ڈی کام	ایم پی آئی	6	مکان نمبر 32۔ 164 مین بازار تونسہ شریف	90-5-27
3- بنیامین	71-4-15	19-0-6	میٹرک	جونیئر کلرک	5	وارڈ نمبر 14، کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ	90-4-21

4-	محمد ایاز	25-3-64	27-4-25	مڈل	ڈرائیور	4	بودلہ کالونی ڈی جی خان	22-8-89
5-	حافظ محمد موسیٰ	1-1-65	0-7-23	پرائمری	چوکیدار	1	بستی عثمان والہ ڈیرہ غازی خان	1-8-88
6-	طالب حسین	1966	1-8-23	ان پڑھ	ایضاً	1	غازی گھاٹ تحصیل کوٹ ادو	1-8-89
7-	فیض اللہ	1-1-67	21-7-22	ان پڑھ	ایضاً	1	تاتار والہ تحصیل جام پور	22-8-89
8-	غلام حسن	1964	-7-26	پرائمری	باورچی	1	چاہ گل والا' غوث آباد ڈاک خانہ تحصیل ڈی جی خان	1-7-90
9-	مقصودہ مائی	1964	24-8-25	ان پڑھ	خاکروب	1	مکان نمبر23 بلاک نمبر47 ڈی جی خان	24-8-89

ضلع راجن پور

1-	مس خالدہ خان	13-1-58	21-11-30	مڈل ڈپلومہ	ایم پی آئی	1	وارڈ نمبر1 جام پور	4-1-89 عمر میں نرمی کر کے بھرتی کی گئی
2-	ممتاز حسین	8-10-69	24-6-20	میٹرک	جونیئر کلرک	1	مکان نمبر5/2/ وارڈ نمبر4 محلہ عید گاہ لیہ	2-5-90

ضلع مظفر گڑھ

1-	شمیم اختر	9-8-62	13-0-27	میٹرک ڈپلومہ	معاون کارکن	6	اقبال مارکیٹ جنرل بس سٹینڈ علی پور	22-8-89

2-	محمد سلیم	15-3-68	19-5-21	میٹرک	جونیئر کلرک	5	مکان نمبر 351 وارڈ نمبر 6' نزد رحیمیہ مسجد تحصیل کوٹ ادو 14-9-89

ضلع لیہ

1-	مس کوثر نسیم	1-9-64	22-11-24	مڈل/ڈپلومہ	ایم پی آئی	6	وارڈ نمبر 5 محلہ عید گاہ لیہ 23-8-89
2-	نذیر احمد	4-2-71	4-5-18	میٹرک	جونیئر کلرک	5	موضع ٹبہ' مستقل ٹمار میانی' ڈاک خانہ ڈیرہ' دین پنیہ تحصیل کوٹ ادو 18-7-89
3-	تصور حسین	12-9-68	23-10-20	میٹرک	ایضاً	5	بستی تحسین شریف ڈاک خانہ محاوراں وال تحصیل کروڑ لال احسان 5-8-89
4-	اللہ نواز	20-11-65	6-9-23	میٹرک	ایضاً	5	معرفت غلام محمد گرمانی' گل جونیاوال' محلہ عید گاہ لیہ 26-8-89
5-	نیاز حسین	1-2-65	25-6-24	نہل	ڈرائیور	4	کوٹلینی تحصیل تونسہ شریف' ضلع ڈی جی خان 26-8-89

ضلع وار وقف اراضیات کی تفصیل

نمبر شمار	نام ڈویژن	نام ضلع	اراضی تعدادی			کیفیت		
			مرلے	کنال	ایکڑ	مرلے	کنال	ایکڑ
1-	لاہور	1- لاہور	7	4	259			
		2- قصور	11	1	369			
		3- اوکاڑہ	10	7	736			
		4- شیخوپورہ	7	4	865	15	1	2231
2-	گوجرانوالہ	1- گوجرانوالہ	15	5	892			
		2- سیالکوٹ	16	5	456	11	3	1349

3-	راولپنڈی	1- راولپنڈی	1	4	210			
		2- اٹک	1	2	90			
		3- گجرات	9	1	663			
		4- جہلم	2	0	28			
		5- چکوال	17	3	42	10	3	1034
4-	سرگودھا	1- سرگودھا	4	7	526			
		2- خوشاب	11	6	244			
		3- میانوالی	5	7	40			
		4- بھکر	12	4	180	12	1	973
5-	فیصل آباد	1- فیصل آباد	7	2	449			
		2- ٹوبہ ٹیک سنگھ	-	4	42			
		3- جھنگ	17	5	1820	4	4	2312

6-	ملتان	1- ملتان	16	3	1048			
		2- خانیوال	18	0	151			
		3- ساہیوال	1	3	145			
		4- وہاڑی	12	2	72			
		5- پاک پتن شریف	9	5	5441	16	7	6858
7-	ڈیرہ غازی خاں	1- ڈیرہ غازی خاں	18	3	1559			
		2- راجن پور	12	-	1599			
		3- مظفر گڑھ	2	4	422			
		4- لیہ	-	2	93	12	2	3674
8-	بہاولپور	1- بہاولپور	2	6	809			
		2- بہاولنگر	2	-	1579			
		3- رحیم یار خاں	15	3	14257	19	1	16646
					کل میزان =	19	2	35080

تفصیل وقف اراضیات داتا دربار لاہور
زیر تحویل محکمہ اوقاف پنجاب

نام وقف املاک	ملحقہ وقف اراضی کی تفصیل						85 سے ٹھیکہ پر کیسے دی گئی	
	نام تحصیل	نام گاؤں / چک	اراضی تعدادی				بذریعہ نیلام	بذریعہ گفت شنید
			ایکڑ	کنال	مرلے			
۱- دربار حضرت گنج بخش لاہور	فیروزوالا	موضع سہے	2	-	-		بذریعہ نیلام عام	
	ایضاً	موضع رسول پیر	3	7	8		ایضاً	
	ایضاً	موضع دوسیر		4	12		ایضاً	
	تحصیل کینٹ لاہور	موضع اعوان ڈھائے والا	5	6	14		ایضاً	
	لاہور	کٹار بند	35	1	14		ایضاً	

اسمبلی سوال نمبر 683 منجانب جناب ملک محمد ذاکر صاحب ایم پی اے

نمبر شمار	نام وقف معہ پتہ	ملحقہ وقف اراضی کی تفصیل		تعداد اراضی			1985ء سے ٹھیکہ پر کیسے دی گئی		کیفیت
	ضلع راولپنڈی - سرکل راولپنڈی	نام تحصیل	نام گاؤں / چک	ایکڑ	کنال	مرلے	بذریعہ نیلام عام یا بذریعہ گفت و شنید	کیفیت	
1-	دربار حضرت داؤد شاہ حقانی تحصیل کہوٹہ	کہوٹہ	موضع دانگلی	27	2	-	بذریعہ نیلام عام	-	
2-	دربار حضرت بابا غلام صاحب موضع نجھے	کہوٹہ	موضع نجھے	-	4	-	-	رقبہ بنجر ناہموار ہے نیلام نہیں ہوا	
3-	دربار حضرت شیر علی شاہ تحصیل کہوٹہ	کہوٹہ	موضع ہمانی	49	6	-	بذریعہ نیلام	-	
4-	دربار حضرت عبدل شاہ صاحب	کہوٹہ	موضع اراضی خاص	18	3	-	ایضاً	-	
5-	وقف تکیہ گدار گراں آمدہ انڈیا	کہوٹہ	موضع آراضی خاص	1	2	14	-	قبضہ کے وقت سے ہی ہو مقدمہ بازی نیلام نہیں ہو رہا	
6-	وقف اراضی بڑا ہوتر آمدہ انڈیا	مری	موضع بڑا ہوتر	3	2	5	بذریعہ نیلام عام	-	
7-	وقف اراضی موضع رنجالی آمدہ انڈیا	راولپنڈی	موضع رنجالی	17	7	12	ایضاً	-	

8۔	وقف آراضی چک برہماں آمدہ انڈیا	گوجر خاں	چک برہماں	57	5	9	-	حکم امتناعی کی وجہ سے نیلام نہ ہو سکا
9۔	وقف آراضی موضع موہری آمدہ انڈیا	گوجر خاں	موضع موہری	34	3	1	-	مقدمہ بازی کی وجہ سے نیلام نہ ہو سکا
	ضلع اٹک - سرکل راولپنڈی							
1۔	وقف آراضی دربار حضرت موج دریا موضع زیارت ضلع اٹک	اٹک	موضع زیارت	90	2	1	-	حال ہی میں قبضہ حاصل کیا گیا ہے نیلام نہیں ہو سکا۔ تاہم رقبہ بذریعہ نیلام عام ہی پٹہ پر دیا جائے گا
	ضلع گجرات - سرکل گجرات							کل رقبہ 99 ایکڑ اور 17 مرلے میں سے صرف
1۔	دربار حضرت شاہ جہانگیر صاحب گجرات	گجرات	مواضعات بنی پور بولے - رنگانوالہ غازی کھوکھر	99	-	17		رقبہ تعدادی 68 کنال 18 مرلے بذریعہ گفت و شنید 33 سالہ پٹہ پر بذریعہ حکم نمبری۔ ایس او پی 2447 ر اوقاف ر 60' مورخہ 24-4-1984 حسب شرائط محکمہ تعلیم گجرات کو دیا گیا

2-	مسجد حاجی محمد دین گجرات	گجرات	مواضعات نواں رنگ پور رتی - غازی کھوکھر	22	6	-	بذریعہ نیلام عام پٹہ پر - دیا گیا	
3-	دربار حضرت حافظ حیات تحصیل جرات	گجرات	موضع حافظ حیات	188	-	11	ایضاً	-
4-	آراضی آمدہ انڈیا موضع راجیکے تحصیل گجرات	گجرات	موضع راجیکے چکریاں	19	2	-	ایضاً	-
5-	درس جھلانہ تحصیل پھالیہ	پھالیہ	موضع جھلانا	12	7	-	ایضاً	-
6-	دربار حضرت محمد موسیٰ رقبہ آمدہ انڈیا	پھالیہ	موضع لاکھا	27	5	6	ایضاً	-
7-	رقبہ مسجد آمدہ انڈیا تحصیل پھالیہ	پھالیہ	موضع اکال گڑھ	33	-	-	ایضاً	-
8-	درس میاں محمد اسماعیل صاحب	گجرات	کوٹ میانہ	6	4	10	ایضاً	-
9-	دربار حضرت امام ناصر انڈیا	گجرات	موضع سوک خورد	6	1	-	ایضاً	-
10-	دربار حضرت غلام فاضل صاحب (انڈیا)	پھالیہ	موضع سہرے	11	4	16	ایضاً	-
11-	دربار شاہ جمال (انڈیا)	پھالیہ	موضع دیوی گڑھی	8	-	10	ایضاً	-
12-	دربار حضرت وحید الدین (انڈیا)	پھالیہ	موضع فتوالہ	28	4	3	ایضاً	-
13-	رقبہ مسجد آمدہ انڈیا	پھالیہ	موضع بھوڈ تو	6	7	4	ایضاً	-

14-	رقبہ آمدہ انڈیا ملحقہ مسجد	پھالیہ	موضع کوڑے کرم شاہ	8	3	-	ایضاً	-
15-	وقف رقبہ حضرت سلطان باہو	پھالیہ	موضع ریڑھکا	18	1	-	ایضاً	-
16-	دربار پیر بناہنوئی (انڈیا) تحصیل پھالیہ	پھالیہ	چک مانور چک داسو	13	7	12	ایضاً	-
17-	دربار حضرت علی شاہ رقبہ آمدہ انڈیا	پھالیہ	موضع کوڑے کرم شاہ	15	7	9	ایضاً	-
18-	مدرسہ فضل دین	پھالیہ	موضع کوٹ غلام رسول	33	3	10	-	زیر مقدمہ ہونے کی وجہ سے نیلام نہیں ہو سکا
19-	خانقاہ نوگزہ انڈیا	پھالیہ	موضع ہردوبوتھ	2	2	-	بذریعہ نیلام عام	-
20-	دربار حضرت باغ علی شاہ تحصیل پھالیہ	پھالیہ	موضع دوگل	19	6	14	-	بوجہ حکم امتناعی عدالت عالیہ نیلام نہیں ہو سکا
21-	دربار حضرت جنی شاہ رحمان تحصیل گجرات	گجرات	موضع میوال	33	4	14	بذریعہ نیلام عام	-
22-	خانقاہ حافظ عبداللہ چک کمالہ تحصیل گجرات	گجرات	چک کمالہ	8	1	11	-	بذریعہ حکم امتناعی نیلام نہیں ہوا
23-	دربار حضرت غریب شاہ صاحب تحصیل پھالیہ	پھالیہ	موضع دھولہ	12	5	2	-	بوجہ حکم امتناعی نیلام نہیں ہو سکا
24-	دربار حضرت پیر عبدالغنی صاحب (راولپنڈی)	پھالیہ	موضع گور بخش پورہ	15	2	6	بذریعہ نیلام عام	-

25-	خانقاہ حضرت لکھن وال موضع لکھن وال تحصیل گجرات	گجرات	موضع لکھن وال	11	-	14	ایضاً	-

ضلع جہلم - سرکل جہلم

1-	رقبہ مسجد آمدہ انڈیا	جہلم	موضع چوتالہ	5	-	-	ایضاً	-
2-	رقبہ مسجد آمدہ انڈیا	جہلم	موضع جلال پور شریف	8	7	14	ایضاً	-
3-	دربار حضرت غلام محی الدین صاحب (گجرات)	جہلم	موضع پکھوال	14	-	8	ایضاً	-

ضلع چکوال - سرکل جہلم

1-	دربار حضرت پیر اکبر شہید موضع دوالمیال تحصیل چکوال	چکوال	موضع دوالمیال	3	3	-	ایضاً	-
2-	دربار حضرت شیخ محمد داؤد موضع ولانہ تحصیل چکوال	چکوال	موضع ولانہ	12	6	-	ایضاً	-
3-	دربار حضرت بوسو کلر کہار تحصیل چکوال	چکوال	موضع کلر کہار	-	1	15	ایضاً	-
4-	دربار حضرت سخی سیدن شاہ موضع چوا تحصیل چکوال	چکوال	موضع چوا سیدن شاہ و بھروال	26	1	2	ایضاً	-

اسمبلی سوال 683 - تفصیل وقف اراضیات

1-	دربار حضرت موسیٰ پاک شہید اندرون پاک گیٹ ملتان	ملتان	چاہ فقیر والہ موضع چھڑ	28	1	12	نیلام عام
		ایضاً	چاہ یوسف والہ موضع چھڑ	22	-	-	ایضاً
		ایضاً	چاہ سلغانی والہ ملتانی والہ	3	4	10	ایضاً
		ایضاً	چاہ نور والہ موضع ملتانی والہ	1	4	4	ایضاً
2-	وقف اراضی مدرسہ مخزن العلوم بچ مبارک	ایضاً	موضع بچ مبارک (بانچہ)	5	-	16	ایضاً
3-	دربار حضرت مبارک شاہ (انڈیا)	ایضاً	موضع گایاں پور	3	7	10	ایضاً
4-	امامین کربلا سورج میانی ملتان	ایضاً	موضع تاج پور بندیلہ	4	5	9	- از تاریخ تحصیل بوجہ حکم امتناعی نیلام نہ ہو سکی
		ایضاً	موضع رام پور سیرانی	4	3	12	ایضاً
5-	دربار حضرت مخدوم رشید حقانی ملتان	ایضاً	موضع رشید	123	1	11	نیلام عام
6-	وقف اراضی قطب شاہ (انڈیا)	ایضاً		1	5	8	ایضاً

7-	وقف اراضی حاجی رتن (انڈیا)	ایضاً	چک 16/ایم آر	21	4	9	ایضاً
8-	مسجد (انڈیا)	ایضاً	موضع رام گلی	4	3	6	ایضاً
9-	دربار حضرت زین العابدین سرور شاہ کوٹ	ایضاً	سرور شاہ کوٹ	6	2	2	ایضاً
10-	دارالعلوم دیوبند (انڈیا)	ایضاً	جھوک ویس	22	4	3	ایضاً
11-	مسجد (انڈیا)	ایضاً	گوٹھے والہ	2	-	-	ایضاً
12-	دربار حضرت سلطان محمود بری	ایضاً	چک نمبر 1/رنی	9	4	13	ایضاً
13-	وقف اراضی امام باڑہ (انڈیا)	ملتان	موضع لیلاپور	14	2	3	نیلام عام
14-	جامع مسجد جھوک ویس ملتان	ملتان	جھوک ویس	13	4	12	ایضاً
15-	مسجد بونا (انڈیا)	لودھراں	کمروڑپکا	5	7	19	ایضاً
16-	وقف اراضی میراں اسحاق (انڈیا)	"	دنیاپور	11	7	7	ایضاً
17-	وقف اراضی ہانگے شاہ (انڈیا)	ملتان	بہاول گڑھ	2	4	17	ایضاً
18-	وقف اراضی گنج علی شاہ (انڈیا)	"	موضع سوا	16	-	-	ایضاً

19-	وقف اراضی پلنو شاہ (انڈیا)	""	ٹبہ اڑ	5	7	19	ایضاً	
20-	قبرستان شیر عالم	""	چک نمبر 3/ایم	61	2	-	ایضاً	بنجر قدیم غیر آباد
21-	دربار حضرت سلطان ایوب قتال دنیاپور	""	307/ڈبلیو بی	19	-	-	عرصہ سے نیلام نہیں ہو رہا	
22-	دربار حضرت سلطان احمد قتال جلالپور	شجاع آباد	موضع علی پور سادات	492	2	8	نیلام عام	
23-	جامع مسجد جگو والی (شجاع آباد)	""	موضع جگو والی	33	7	17	ایضاً	
24-	دربار حضرت پیر اسماعیل	""	عمرپور	28	4	16	ایضاً	رقبہ غیر آباد ہے
25-	کار خیر (انڈیا)	""	موضع جک	13	5	18	ایضاً	
26-	امام باڑہ اقبال حسین (انڈیا)	""	گجو ھٹہ	15	4	4	ایضاً	
27-	امام باڑہ اشتیاق حسین (انڈیا)	""	گجو ھٹہ	34	4	18	ایضاً	
28-	مسجد گھلواں	""	اوباڑہ جنوبی	12	4	-	ایضاً	
29-	دربار پیر ظاہر شاہ	""	موسن والی	1	7	17	ایضاً	

وقف اراضیات ضلع خانیوال

1-	دربار حضرت شیخ کبیر کبیر والہ	کبیر والہ	کبیر والہ	3	7	5	نیلام عام	وقف اراضی پر گرلز کالج بنایا جا رہا ہے
2-	دربار درگاہ پیر نوگزا (انڈیا)	"	مازی پور	2	7	-	ایضاً	
3-	مسجد محبوب اللہ (انڈیا)	"	جوہڑ ھٹہ	1	14	-	ایضاً	
4-	دربار شاہ نور (انڈیا)	"	مبارک پور	10	3	-	ایضاً	
5-	بابا صدیق شاہ (انڈیا)	"	ابراہیم پور	1	-	-	ایضاً	
6-	مسجد ارائیں (انڈیا)	خانیوال	8-19/بی آر	5	3	18	ایضاً	
7-	مسجد اللہ وار ٹرسٹ جہانیاں	"	111/110/10 آر	36	3	3	ایضاً	
8-	قبرستان بابا کھیکھی شاہ	"	132/16-ایل	1	-	-	ایضاً	
9-	وقف محرم الی	"	154/10 آر	9	6	5	ایضاً	
10-	دربار رفیق شاہ (انڈیا)	"	"	10	7	17	ایضاً	

11-	وقف اراضی فاضل شاہ (انڈیا)	"	10/80 آر	12	4	18	ایضاً
12-	مسجد ملن قصور	"	10/118 آر	3	-	-	ایضاً
13-	جامع مسجد نوری ساگ میاں چنوں	میاں چنوں	نوری ساگ	20	4	-	ایضاً
14-	دربار حضرت میاں چنوں	"	16/130 ایل	8	3	15	ایضاً
15-	وقف اراضی عراقی شاہ (انڈیا)	"	76-بی/15 ایل	11	-	3	ایضاً
16-	خانقاہ شریف (انڈیا)	"	15/102 ایل	6	4	-	ایضاً
17-	مسجد (انڈیا)	"	8-7/اے آر	2	2	11	ایضاً
18-	مسجد (انڈیا)	"	تلمبہ	1	1	11	ایضاً
19-	مسجد سرفرازوالی (انڈیا)	"		-	7	13	ایضاً

وقف اراضیات ضلع وہاڑی

1-	وقف اراضی (انڈیا)	پورہ والہ	40/ گجبی ساہوکا	3	1	-	نیلام عام
2-	وقف اراضی 62 گجبی	وہاڑی	62/ گجبی ساہوکا	2	-	-	ایضاً

3۔	وقف اراضی (انڈیا) ملنگ وائن	میلسی	ہرچند ملنگ وائن	1	1	11	ایضاً
		"	آراے پور	16	1	5	ایضاً
		3	1	16			
4۔	وقف اراضی دربار حضرت شاہ ابراہیم	وہاڑی	24/ڈبلیو بی	1	3	-	(مقدمہ زیر سماعت عدالت)
5۔	وقف اراضی دربار حضرت داتا ابراہیم	"	553/ای بی	2	-	-	اراضی مذکورہ ابھی تک نیلام نہیں ہوئی
6۔	وقف اراضی درسگاہ سرور بہ چک محمد شاہ	میلسی	چک محمد شاہ	42	-	-	نیلام عام
7۔	وقف اراضی انڈیا	"	گزنے وائن	1	2	-	ایضاً
	وقف اراضیات ضلع پاک پتن شریف						
1۔	وقف اراضی مسجد حال والی (انڈیا)	پاک پتن	چک 37/ایس پی	4	-	-	نیلام عام
2۔	وقف اراضی مسجد امام دین (انڈیا)	"	چک 19/ایس پی	8	3	-	ایضاً
3۔	وقف اراضی ملحقہ دربار گل قریش	"	چک کمہاری والہ	12	-	-	ایضاً

1۔	وقف اراضی چک 14/5 ایل چیچہ وطنی	چیچہ وطنی	14/5۔ ایل	1	6	2	ایضاً
2۔	وقف اراضی چک نمبر 14/13 ایل چیچہ وطنی	" "	14/13۔ ایل	3	4	-	ایضاً
3۔	وقف اراضی چک نمبر 12/101 ایل	" "	12/101 ایل	1	-	1	ایضاً
4۔	وقف اراضی ٹکڑا 18 ہڑپہ	ساہیوال	ٹکڑا 18 موضع ہڑپہ	17	1	2	ایضاً
5۔	وقف اراضی دربار حضرت شاہدار	" "	6/90 آر	20	6	9	ایضاً
6۔	وقف اراضی دربار حضرت حافظ دائم	ساہیوال	چک نمبر 5/75 ایل	25	-	-	نیلام عام
7۔	وقف اراضی چک نمبر 4/62۔ آر	" "	4/62۔ آر	4	-	-	" "
8۔	وقف اراضی چک نمبر 4/65 - آر	" "	4/65 - آر	1	-	-	" "
9۔	وقف اراضی چک 100 - اے/ڈبلیو ایم	" "	100 - اے/ڈبلیو ایم	4	4	15	" "

10-	وقف اراضی چک نمبر152/9ایل	""	152/9-ایل	3	-	-	""		
11-	وقف اراضی چک نمبر140/9-ایل	""	140/9-ایل	4	1	16	""		
12-	وقف اراضی دربار حضرت محمد پناہ گیر	""	120/موضع گیر	28	-	-	""		
		دیپال پور	چک مہتاب گڑھ	18	5	16	""		
		""	موضع کوروالہ	11	5	-	""		
		موضع نکے مہتاب	1	-	-				

ضلع پاک پتن

13-	دربار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پاک پتن شریف	پاک پتن	ڈھکو چشتی	2128	4	9	نیلامی بوجہ حکم امتناعی نہ ہو سکی		
	""	""	کرمپور بھٹی	1447	2	3			
	""	""	چک محمد پور جاگیر	714	2	9			
	""	""	موضع محمد پور جاگیر	597	1	4			

″″	″″	لال خان ڈوڈی	481	7	2	
″″	عالم ڈھڈی	عالم ڈھڈی	9	-	2	
″″	ملک پور	ملک پور	4	5	-	
″″	″″	مولیا چشتی	4	-	-	
″″	″″	چک نمبر 15/ای پی	2	6	7	
″″	″″	37/ایس پی	27	5	13	

وقف اراضیات ضلع مظفر گڑھ

1-	وقف اراضی امام باڑہ حسینیہ ٹھٹھہ سیالاں	مظفر گڑھ	ٹھٹھہ سیالاں	25	4	19	نیلام عام
		″″	عمر بدھ	22	3	-	ایضاً
		″″	رام پور جتوئی	9	-	-	ایضاً
		″″	باغ والی	1	1	14	ایضاً

				شیخ خلیفہ موسیٰ	-	7	10	ایضاً
2۔	وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت محکم الدین سیرانی خانقاہ شریف	""	""	موضع قلندر والا	22	4	-	ایضاً
			""	موضع محمد پور	3	16	-	ایضاً
			""	بھنڈ والی	16	1	4	ایضاً
3۔	وقف اراضی آمدہ انڈیا		""	ہالہ	3	1	4	ایضاً
4۔	وقف اراضی مدرسہ پانی پت (انڈیا)		""	ہالہ	6	-	12	ایضاً
5۔	وقف اراضی مسجد (انڈیا)		""	پنڈار شالی 3	6	12	19	ایضاً
6۔	وقف اراضی جنت پورہ (انڈیا)		""	گوشہ گاؤں	32	6	10	ایضاً
7۔	وقف اراضی آمدہ انڈیا		""	گوشہ گاؤں	3	6	14	ایضاً
8۔	وقف اراضی مسجد کلاں درائن گڑھ (انڈیا)		علی پور جتوئی	موضع پیر بند لول	3	-	8	ایضاً
			""	حاجی بستی	31	4	-	ایضاً

9-	وقف اراضی قبرستان (انڈیا)	""	موضع لنگرواہ	13	-	1	ایضاً
10-	وقف اراضی مسجد پٹھاناں (انڈیا)	""	خان پور ڈوگہ	71	2	13	نیلام عام
11-	وقف اراضی جنت پور (انڈیا)	""	موضع شہر سلطان اول	52	7	16	ایضاً
12-	وقف اراضی داتا شہر ساول (انڈیا)	""	موضع بٹی ڈرائیاں	6	6	13	ایضاً
13-	وقف اراضی خانقاہ عنایت علی شاہ (انڈیا)	""	موضع راؤ	10	6	-	ایضاً
14-	مسجد آمدہ انڈیا	کوٹ ادو	موضع چودھری	12	6	9	نیلام عام
15-	وقف اراضی مسجد آمدہ انڈیا	""	موضع ویڑ پیرا	7	5	14	""
16-	خانقاہ مبارک شاہ (انڈیا)	""	موضع دایچ گھاشرقی	26	4	17	""
17-	وقف اراضی چہارم مجالس	""	""	33	2	5	""
	وقف اراضیات ضلع لیہ						
1-	وقف اراضی خانقاہ شاہ نور محمد انڈیا	لیہ	چک 127- ٹی ڈی اے	17	3	-	""
			چک 125- ""	6	4	-	

			چک نمبر125	1	5	6	""
2-	تکیہ مسکین شاہ (انڈیا)	""	چک نمبر145 اے ٹی ڈی9		2	4	""
3-	وقف اراضی حضرت شیخ عبدالوہاب	""	چک459 اے ٹی ڈی اے		46	3	-
4-	وقف اراضی دربار حضرت لعل عیسن گرور	""	گرور	1	6	10	""
5-	مسجد محبوب عالم	""	موضع نشہیب		7	2	15
6-	دربار حضرت پیر عنایت شاہ	چوہارہ	اونکھو تحصیل کلاں	3	-	4	""

وقف اراضیات ضلع ڈیرہ غازی خان

1-	وقف اراضی دربار حضرت سنوئے شاہ	ڈیرہ غازی خان	موضع حاجی غازی غربی	10	4	11	""
2-	وقف اراضی محلہ اہل اسلام	""	""	42	-	15	""
3-	حضرت شہید علی ولی	""	موضع دراہمہ	6	2	2	""
4-	جامع مسجد بلاک نمبر3 ڈیرہ غازی خان	""	بستی بھائی	123	5	19	""
5-	دربار حضرت چندلال	""	موضع ماہ احمدانی شرقی	1	1	-	""

6-	وقف اراضی دربار حضرت نور شاہ شاہ غازی	ڈیرہ غازی خان	موضع کوٹ چھٹہ 3	-	3	15	نیلام عام	
7-	وقف اراضی امام بارگاہ تقی شاہ	"	خان پور جنوبی	6	-	-	"	
8-	وقف اراضی حضرت غلام حسین	"	سوہا رائیں	32	6	5	-	دریا برد
9-	وقف اراضی گدائی غربی	"	موضع گدائی غربی	-	4	-	نیلام عام	
10-	وقف اراضی پیر بنا جوئی	"	جھگڑا امام	46	1	16	"	
11-	وقف اراضی دربار حضرت سخی سرور	"	سخی سرور	894	3	10	"	سالم رقبہ غیر ممکن ہے
12-	مسجد شیخاں والی	"		171	4	12	"	
13-	مسجد اللہ بخش والی	"		217	3	9	"	
14-	پیر دانا	"		6	2	2	"	

وقف اراضیات ضلع راجن پور

1-	دربار حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن	راجن پور	موضع پکی خان محمد	808	-	-	نیلام عام	
		"	موضع ساچکہ	49	2	-	"	

			موضع ڈمرن	33	-	-	""
			کوٹلہ سید خان	18	6	3	""
			بستی تگہ	13	7	10	""
			کوٹلہ مرن	4	6	7	""
			موضع ونگ	1	6	1	""
			موضع شاہ گڑھ	134	7	11	""
			موضع کوٹلہ گاموں	51	7	13	""
			مٹھن کوٹ پکا	15	2	2	""

ضلع راجن پور

1۔	دربار حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن	روجھان	موضع بھاگر	96	4	-	نیلام
		""	موضع ڈیرہ بھائی	7	3	18	""

2-	وقف اراضی منور شاہ بخاری	راجن پور	چک راجن پور	4	1	13		""
		جام پور	مواضعات جام پور	349	-	-		""
3-	وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت خواجہ غلام فرید صاحب	ڈیرہ غازی خان	موضع بانکس	13	1	14		""

تفصیل وقف اراضیات بہاول نگر

1-	دربار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر پاک پتن شریف	منچن آباد	حسن والا	776	2	10		بذریعہ نیلام عام
		""	چک بندی	60	0	0		بذریعہ نیلام عام
2-	مسجد منیانوالی تحصیل منچن آباد ضلع بہاول نگر	منچن آباد	نور پور سکھ پور نئی تالاب	225	7	19		بذریعہ نیلام عام
3-	دربار حضرت شوق الٰہی موضع ماڑی تحصیل چشتیاں ضلع بہاول نگر	چشتیاں	ماڑی شوق الٰہی	430	5	13		بذریعہ نیلام عام
4-	وقف آمدہ اندیا چک 285/ ایچ آر تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاول نگر	فورٹ عباس	چک 285/ ایچ آر	1	0	0		بذریعہ نیلام عام
5-	زیارت پنجہ شاہ مردان قلعہ مروٹ تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاول نگر	فورٹ عباس	قلعہ مروٹ	85	0	0		بذریعہ نیلام عام

1-	وقف دربار حضرت خواجہ خدا بخش خیر تامیوالی ضلع بہاول پور	خیر پور تامیوالی	چندرانی	85	3	7	بذریعہ نیلام عام
		بہاول پور	بندرہ	1	3	10	بذریعہ شدید سیلاب آنے کی وجہ سے کافی گڑھے اس لئے نیلام زرعی کاشت تاہنوز نہیں دی
2-	وقف مسجد اہل حدیث احمد پور شرقیہ بہاول پور	احمد پور شرقیہ	والی قادریہ	6	1	14	بذریعہ نیلام عام (ٹھیکہ)
	" " "	"	"	14	1	5	
3-	وقف مدرسہ تعلیم القرآن مسجد مولوی محمد یار والی	بہاول پور	جلال آباد	15	-	-	بذریعہ نیلام برائے دس سال ٹب ویل سکیم
4-	وقف مقبرہ باقر پور آمدہ انڈیا	بہاول پور	باقر پور	7	5	18	بذریعہ نیلام عام
5-	وقف چمن شاہ آمدہ انڈیا	احمد پور شرقیہ	احمد پور کمنہ	6	3	-	بذریعہ نیلام عام
6-	رباط مدینہ شریف	بہاول پور	خانقاہ شریف	50	-	-	بذریعہ نیلام عام
7-	وقف مکیہ آگریکا ذیرہ بکھا	"	ڈیرہ بکھا	8	6	-	بذریعہ نیلام عام
8-	وقف نبہ عیدگاہ حاصل پور	حاصل پور	چک نمبر 62/ ج آباد	1	6	-	بذریعہ نیلام عام

9۔	وقف رقبہ پیرو نجارہ	حاصل پور	چک 22 حمیدہ آباد	87	-	-	-	برائے عرصہ پندرہ سال ٹیوب ویل سکیم
10۔	وقف رقبہ الحاج سر صادق محمد خان ٹرسٹ	بہاول پور	آغا پور	448	4	16		سال 85ء میں اس کا عقد ہو چلا رہا ہے اس کے بعد 20 فیصد اضافہ پر قابض کر دی گئی تھی۔ اب نیلام عام کی گئی ہے
11۔	وقف رقبہ مسجد لاہا بدروین	حاصل پور	بدروین	2	5	2		بذریعہ نیلام عام
12۔	وقف رقبہ مسجد لاہا خمیسے	حاصل پور	خمیسے	9	-	4		""
13۔	وقف رقبہ مدرسہ تعلیم القرآن چک نمبر 46 ڈی این بی	بہاول پور	چک نمبر 46/ڈی این بی	12	4	-		""
14۔	وقف رقبہ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ شریف	احمد پور شرقیہ	گوٹھ اخیاء	28	-	12		برائے عرصہ دس سال ٹیوب ویل سکیم دی گئی
15۔	وقف رقبہ فی سبیل اللہ دکرانی	بہاول پور	دکرانی	25	-	12		بذریعہ نیلام عام (ٹھیکہ)

تفصیل وقف اراضیات ضلع رحیم یار خان

1۔	دربار حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مٹھن کوٹ۔ ضلع راجن پور	رحیم یار خان	آدم آرائیں	118	1	14	بذریعہ نیلام عام مستاجری پر دیا جارہا ہے	
		""	بہادر پور	139	5	13	""	""
			کھیٹا اللہ دسایا	-	71	0	0	""
		""	چک نمبر60/پی	1	2	17	""	""
		""	چک نمبر113/پی	0	7	6	""	""
		""	موضع ڈوڈی سانگی	87	0	0	""	""
		""	فیض آباد	443	2	8	""	""
		""	گھور مسو خان	5	7	12	""	
		""	حاسد پور	24	3	3	""	
		""	حاجی پور	124	1	1	""	
		""	خالطی	0	0	16	غیر آباد نیلام نہیں ہو رہا	

		""	کوٹلہ رائے قبول	145	6	13	بذریعہ نیلام عام مستاجری پر دیا ہوا ہے
		""	کوٹلہ حیات محمد	17	4	10	""
		""	پکھی زمان	667	5	9	""
		""	کوکاری	120	0	4	""
1-	دربار حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مٹھن کوٹ۔ ضلع راجن پور	رحیم یار خان	کاچھ	108	4	14	بذریعہ نیلام عام مستاجری پر دیا ہوا ہے
		""	مانک	31	0	7	بنجر قدیم ہے نیلام نہیں ہوا/ہو رہا
		""	مراد پور	27	5	0	بذریعہ نیلام عام مستاجری پر دیا ہوا ہے
		""	مسلم آباد	271	5	3	""
		""	نواز پور	628	4	19	""
		""	سردار گڑھ	31	1	11	""
		""	واہ کسنہ	151	5	12	""
		خان پور	احمد کڈن	98	6	4	دریا کی زد میں ہے

		""	بیٹ فیض آباد	1072	4	0	بذریعہ نیلام مستاجری پر دیا گیا
		""	بیٹ مغل	1658	5	2	""
		""	بکھرانی	74	1	18	""
		""	چک نمبر97/پی	18	7	12	""
		""	چک احمد یار	535	0	10	""
		""	چک فیض احمد	1420	7	11	""
		""	چاھڑاں شریف	197	6	19	""
		""	چانڈیہ	12	4	13	""
		""	چودھری	33	7	1	دریا کی زد میں ہے
1۔	دربار حضرت خواجہ غلام فرید	خانپور	ٹھٹھہ دگڑوچہ	232	5	11	بذریعہ نیلام مستاجری پر دیا گیا ہے
		""	فرید آباد	6	1	0	""
		""	غوث پور	3	2	1	رقبہ بنجر قدیم پڑا ہوا ہے

"	نازی برار	20	1	15	بذریعہ نیلام مستاجری پر دیا گیا ہے
"	تنگ پور	1033	1	15	"
"	حیدر آباد	133	3	4	"
"	کوٹلہ مدو	27	7	3	"
"	کالونی	17	5	15	"
"	کوٹلی مراد	36	4	7	"
"	مکھن بیلہ	60	4	16	"
"	ٹھورہ	6	0	0	"
"	موری	8	7	6	بنجر قدیم رقبہ ہے نیلام نہیں ہو رہا
"	محمد خان	56	4	11	"
"	مسٹر عادل	31	1	17	"
"	میانوالی	30	1	3	"
"	پائی آہنہ	25	2	10	"

		""	پھوڑاں	145	1	18	""
		""	سوکا	2	0	5	سیم تھور کی زد میں ہے
1۔	دربار حضرت خواجہ غلام فرید	خانپور	تھکل	17	2	10	بذریعہ نیلام عام مستاجری پر دیا گیا ہے
		""	تمار چاپڑ	49	1	6	""
		""	واہی حضرت	525	0	18	""
		""	واگوال	134	6	1	""
		""	ظاہر پیر	195	3	4	""
		""	موہل	4	1	19	""
		لیاقت پور	باھن والا	1098	7	18	""
		""	کچہ بھیلہ	45	3	5	""
		""	بیٹ بلوچ	2	3	7	""
		""	دین محمد ڈاھر	90	7	8	""

		،،	فخر آباد	159	3	4	،،
		،،	غوث آباد	37	1	0	،،
		،،	گاڈی	437	2	5	،،
		،،	ہارون آباد	10	3	18	،،
		،،	چونگ بلاول	8	0	7	،،
		،،	خانبیلہ	4	3	0	،،
		،،	ٹبہ دولت شاہ	128	5	17	،،
		،،	ملکانی	16	4	10	،،
		،،	متیلا	243	0	11	،،
		،،	نلہ موسانی	93	6	4	،،
		،،	سیدپور	2	5	12	رقبہ غیر آباد ہے نیلام نہیں ہو رہا
1-	دربار حضرت خواجہ فرید صاحب	لیاقت پور	ترنڈہ میرن خان	34	5	7	عدالت عالیہ میں کیس چل رہا ہے

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

بدھ، 25- ستمبر 1991ء

(چہار شنبہ، 15- ربیع الاوّل 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 4 بج کر 48 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری اطہر غفران نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

یٰٓاَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ o الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ o فِیْٓ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ o کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ o وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ o کِرَامًا کَاتِبِیْنَ o یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ o اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ o وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ o یَّصْلَوْنَھَا یَوْمَ الدِّیْنِ o وَمَا ھُمْ عَنْھَا بِغَآئِبِیْنَ o وَمَآ اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ o ثُمَّ مَآ اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ o یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا ط وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ o

سورہ الانفطار آیت 6 تا 19

اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا o جس نے تجھے پیدا کیا پھر تیرے اعضا کو درست کیا پھر تجھے برابر کیا o جس صورت میں چاہا تیرے اعضا کو جوڑ دیا o ہرگز نہیں بلکہ تم جزا کو نہیں مانتے o اور بے شک تم پر محافظ ہیں o عزت والے اعمال لکھنے والے o وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو o بے شک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے o اور بے شک نافرمان دوزخ میں ہوں گے o انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے کہیں جانے نہ پائیں گے o اور تجھے کیا معلوم انصاف کا دن کیا ہے o پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے o جس دن کوئی کسی کے لیے کچھ بھی نہ کر سکے گا o اور اس دن اللہ ہی کا حکم ہوگا o

وما علینا الا البلاغ o

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کی نشان دہی

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ اکثر میں نے پہلے بھی کئی دفعہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ رول 12 جو ہے اس میں یہ mandatory pro-vision ہے کہ جس وقت کے لیے House adjourn ہو سپیکر کو اس وقت کرسی پر متمکن ہو جانا چاہیے لیکن جناب والا! بات یہ پیدا ہوتی ہے کہ کورم کم تھا۔ جناب والا! اس وقت بھی وزراء میں سے صرف دو وزراء تشریف فرما ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے بھی صرف چار ممبران ہیں۔ اس طرح جو ایڈوائزر ہیں، جن کا اور کوئی بھی کام نہیں ہے، میرے خیال میں ان سب کو کورم کے لیے تو آنا چاہیے لیکن وہ بھی کورم پورا کرنے کے لیے نہیں آتے۔ پارلیمانی سیکرٹری اور سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمینوں کا بھی یہی حال ہے۔ میں یہ آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ اس کا نوٹس لیں کہ کم از کم وقت کی پابندی جو ہے اس کا خیال رکھا جائے۔ میرے خیال میں دنیا میں سب سے اچھا اصول یہی ہے کہ وقت کی پابندی کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ یہ درست فرما رہے ہیں۔ میں جناب لاء منسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اسمبلی کی کارروائی کو وقت پر چلانے کے لیے معزز ممبران سے درخواست کریں تاکہ آئندہ کے لیے اس شکایت کا ازالہ کیا جا سکے۔

سید چراغ اکبر شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میاں منظور احمد موہل صاحب نے بڑی خوب صورتی سے یہ بیان کیا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری موجود نہیں ہیں۔ وزراء موجود نہیں ہیں۔ یہ انہوں نے جا ارشاد فرمایا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ اخلاقی جرأت بھی ضرور کرنی چاہیے تھی اور کہنا چاہیے تھا کہ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔ جناب والا! گنتی کروائی جائے۔ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔ جناب سپیکر! یہ اور بھی افسوس کی بات ہے کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونی تھی اور ارباب اقتدار کا یہ حال ہے۔ اس اہم موضوع پر بحث ہونی تھی۔ میں نے کل بھی یہ گزارش کی تھی کہ اسمبلی کی نشست کا وہ ٹائم رکھ لیا جائے۔ جب ارباب اقتدار شاہی مہمانوں کو رخصت

کر کے فارغ ہو جائیں اور جب ان کی کوئی مصروفیت نہ ہو تو اس وقت چاہے رات کے 8 بجے کا ٹائم رکھ لیں۔ 9 بجے کا ٹائم رکھ لیں لیکن چونکہ یہ معاملہ نہایت سنگین ہے اور پنجاب کی امن و امان کی جو صورت حال ہے اس پر حکومت وقت ناز نہیں کر سکتی۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے اور میاں صاحب نے بالکل صحیح نشان دہی کی ہے کہ اجلاس کو 4 بجے شروع ہونا چاہیے تھا۔ یہ اب 5 بجے شروع ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود ہاؤس کا کورم پورا نہ ہے۔ جناب والا! ہاؤس کو کورم پورا ہونے تک ملتوی کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ نے کورم کی نشان دہی کی ہے ؟

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میں نے کورم کی نشان دہی کی ہے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! کورم کی نشان دہی کر کے پھر ساتھ تقریر بھی کی ہے۔ اگر یہ کورم کی نشان دہی کرتے تو پھر ان کو بیٹھ جانا چاہیے تھا اور گنتی کے لیے کہنا چاہیے تھا۔ جناب والا! یہ پارلیمانی روایات بھی ہیں۔ آج لیڈر آف دی اپوزیشن کی تقریر ہے اور انہوں نے اپنی تقریر کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب انہوں نے کورم کے بارے میں اس بات کی نشان دہی کر دی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو پھر گنتی کروا لیں۔

وزیر قانون : ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : گنتی کریں۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر : ہاؤس میں کورم نہیں ہے لہٰذا گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر : گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر : کورم پورا نہیں ہے لہٰذا اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(5 بج کر 5 منٹ پر اجلاس کی کارروائی 15 منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

(5 بج کر 22 منٹ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر : گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی کورم پورا ہے)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر : وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب!

سیلاب میں ہونے والے نقصان کی تفصیل

☆197۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) 1985ء سے آج تک ضلع خانیوال کے کتنے دیہات سیلاب کی زد میں آئے، ان کے نام کیا ہیں۔

(ب) سرکاری اطلاع کے مطابق ان گاؤں کا کتنا رقبہ سیلاب کی زد میں آیا۔ نیز سیلاب کی وجہ سے ہر گاؤں میں کتنا جانی و مالی نقصان ہوا۔

(ج) حکومت نے 1985ء سے لے کر آج تک متذکرہ گاؤں میں کتنی رقم تقسیم کی، ان کی تفصیل فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) سال 1985ء سے لے کر آج تک خانیوال کے کل 124 دیہات سیلاب کی زد میں آئے جن میں سے تحصیل کبیر والا کے 85 دیہات، تحصیل میاں چنوں کے 39 دیہات اور تحصیل خانیوال کا کوئی دیہات سیلاب سے متاثر نہ ہوا ہے۔ جو دیہات سیلاب سے متاثر ہوئے ان کی فہرست ہمراہ لف ہے۔

(ب) سال 1985ء سے لے کر آج تک 23538 ایکڑ رقبہ کاشت سیلاب کی زد میں آیا۔ نیز سیلاب سے 3 جانیں بھی ضائع ہوئیں جو درج ذیل ہیں :

1۔ سردول ولد امیر قوم کمہار، تحصیل کبیر والا۔

2۔ غلام قادر نون موضع روملہ، تحصیل میاں چنوں۔

3۔ صالح چڑیانہ موضع فرید کے کاٹھیہ، تحصیل میاں چنوں۔

(ج) گورنمنٹ کی جانب سے متاثرین سیلاب کا نقصان پورا کرنے کے لیے نقد ادائیگی کے لیے کوئی رقم نہیں دی گئی۔ البتہ ریلیف ڈیپارٹمنٹ کے فنڈ سے مبلغ 3 لاکھ 751 روپے متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کے ذریعے متاثرین سیلاب کو فوری امداد (immediate relief) بہم پہنچانے پر خرچ ہوئے۔ اس کے علاوہ حکومت کی جانب سے متاثرین سیلاب کی امداد کے لیے کپڑے، راشن، بستر وغیرہ بھی موصول ہوئے جو سیلاب زدگان میں تقسیم ہوئے۔

لسٹ متاثرین چکوک سیلاب 1988ء تحصیل کبیر والا

1۔ قتال پور۔
2۔ کوٹ دیوان
3۔ شیخوپورہ
4۔ چک نمبر 14۔گھگ
5۔ چک نمبر 17۔درکھانہ
6۔ چک نمبر 15۔درکھانہ
7۔ چک نمبر 24۔گھگ
8۔ چک نمبر 14۔درکھانہ
9۔ 21۔گھگ
10۔ چک نمبر 22۔گھگ
11۔ چک نمبر 23۔گھگ
12۔ چک نمبر 10۔گھگ
13۔ چک نمبر 26۔گھگ
14۔ چک نمبر 27۔گھگ
15۔ چک نمبر 28۔گھگ
16۔ چک نمبر 15۔گھگ
17۔ حویلی کورنگا۔
18۔ خط پور سندھو
19۔ سدھو پورہ
20۔ کوٹ گل محمد
21۔ چک نمبر 13۔گھگ
22۔ ہرہیگی
23۔ شکروالا
24۔ کنڈ ملکانی
25۔ چک نمبر 8۔درکھانہ
26۔ چک نمبر 18۔درکھانہ
27۔ چک نمبر 6۔درکھانہ
28۔ چک نمبر 7۔درکھانہ
29۔ چک نمبر 5۔درکھانہ
30۔ چک نمبر 11۔درکھانہ
31۔ چک نمبر 16۔درکھانہ
32۔ چک نمبر 9۔درکھانہ
33۔ چک نمبر 10۔درکھانہ
34۔ کنڈ سرگانہ
35۔ بڑجہ
36۔ 1/کے۔ایم

37۔ 2/کے۔ایم
38۔ دارالمحرم
39۔ سرائے سدھو
40۔ جھلار لکھا سنگھ
41۔ سسرانہ
42۔ ترحلی
43۔ خان دوتانہ
44۔ حاجی دوآنہ
45۔ موسی
46۔ سلطان تھراج
47۔ سکندر پور
48۔ جھلار کوٹ والی
49۔ حویلی دیوان
50۔ حویلی مبارک شاہ
51۔ کھلڈا ھراج
52۔ منصور مرالی
53۔ گل پور پنجری
54۔ ککسن آباد
55۔ آٹھڑ دھی
56۔ پیپل مرالی
57۔ قادر مرالی
58۔ شریف فقیر
59۔ بائی
60۔ نور مرالی
61۔ سبی مرالی
62۔ صاحب لنگرا
63۔ جھلار کالے والی
64۔ فقیر سیال
65۔ خط پور سندا
66۔ چک نورنگ شاہ
67۔ جمانہ مرالی
68۔ سردار پور
69۔ للسرہ
70۔ کوٹ کاٹھیہ
71۔ چک تورو
72۔ جھلار غازی والی
73۔ محمد پور نشیب
74۔ احمد پور نو
75۔ خیر دین حمیانہ
76۔ احمد آباد کمنہ
77۔ آھر بیلا
78۔ چراغ بیلا
79۔ باقر آباد
80۔ کھوکھرا محبت ترگڑ
81۔ سبز کیدڑ
82۔ تورو
83۔ مستا مرالی
84۔ شہادت کندلیہ
85۔ کوٹ اسلام

تحصیل میاں چنوں

1۔ جنگل میت والا
2۔ دولواں
3۔ بونگا ماچھیا کنڈیاں
4۔ بوٹری آیا کھیڑا
5۔ بوہڑی شکرو کے وائر
6۔ بوہڑی داد کاٹھیہ

7۔ بوہڑی سنی گھرتہ
8۔ بوہڑی نور سلطان
9۔ بوہڑی مرزا کاٹھیہ
10۔ 7/125۔ای۔آر
11۔ 7/124۔ای۔آر
12۔ 7/123۔ای۔آر
13۔ 8/1۔آر
14۔ 8/3۔آر
15۔ غازی پاندہ
16۔ چنگل میاں چنگو
17۔ چک سلطان مہر شاہ
18۔ روٹلہ
19۔ فرید کے
20۔ نصرت پور
21۔ چکر ہب
22۔ موس علی کھگہ
23۔ بوہڑی محمد رحمان
24۔ کوٹ برکت علی
25۔ خوشت پور
26۔ جام ڈاگرہ
27۔ کچی والا
28۔ مانک ہراج
29۔ رام پور
30۔ نون ہراج
31۔ قمبہ
32۔ ملہ بچوآنہ
33۔ تارہ پور
34۔ سنکیرے
35۔ ملہ سکندر خان
36۔ چوغلہ بچوآنہ
37۔ عظیم ہراج
38۔ بغداد
39۔ بانیاں

دستخط رائے
ڈپٹی کمشنر صاحب خانیوال

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب کے جزو ''ب'' میں فرمایا ہے کہ 3 آدمی حادثے کا شکار ہوئے۔ کیا ان کو کوئی compensation دی گئی جو حادثاتی موت کے سلسلہ میں حکومت 50 ہزار روپے دیتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جو اطلاع موصول ہوئی ہے اس کے مطابق لوگوں کو فوری امداد دی گئی ہے اور جو جانی نقصان ہوا ہے اس کے لیے کوئی مالی امداد نہیں دی گئی۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : کیا پارلیمانی سیکرٹری اس کی وجہ بتا سکیں گے کہ کیوں نہیں دیا گیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! میں اس وقت یہ بتانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں کیوں کہ یہ پالیسی سے متعلقہ ہے اور اس کا تعلق 1985ء سے ہے۔ اس کے لیے وقت درکار ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب سپیکر! یہ حادثاتی موت تھی اور اس کے متعلق اخبار میں بھی آیا تھا کہ ہر مرنے والے کے خاندان کو 50 ہزار روپے دیا جائے گا۔ باقی حادثاتی اموات میں دے دیا جاتا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے، کیا یہ دیہاتی ہونے کی وجہ سے انہوں نے نہیں دیا؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : ڈاکٹر صاحب کو اس بارے میں تازہ سوال دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر صاحب! اس بارے میں تازہ سوال دیں۔

چودھری محمد فاروق : جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ تازہ سوال دیا جائے۔ لیکن میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تازہ سوال صرف اس صورت میں ڈیمانڈ کیا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی تازہ ترین صورت حال معلوم کرنی ہو، تازہ ترین figures معلوم کرنی ہوں جن کا پہلے سوال میں ذکر نہ ہو۔ جب پہلے سوال ہی سے متعلقہ کوئی ضمنی سوال کیا جائے، جس کا مواد پہلے سوال سے تعلق رکھتا ہو تو پھر تازہ سوال نہیں بنتا۔ میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر پہ جناب کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چودھری صاحب! جہاں تک آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا تعلق ہے، آپ درست فرما رہے ہیں۔ جہاں تک اس جواب کا تعلق ہے، شاہ صاحب اس سے مطمئن ہیں اس لیے اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! جواب کے جزو ''ج'' میں دیا گیا ہے کہ 3 لاکھ روپے متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کے ذریعے متاثرین سیلاب کو فوری امداد بہم پہنچانے پر خرچ ہوئے، فوری امداد سے کیا مراد ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جو سیلاب کی زد میں آکر بے گھر ہو جاتے ہیں، ان کے لیے اور ان کے مویشیوں کے لیے خوراک اور خیمہ جات مہیا کرتے ہیں۔ اس کو ''فوری

امداد" (immediate relief) کہا جاتا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب والا! تقریباً آدھے سوالات کے جوابات کے ضمن میں یہ دیا گیا ہے کہ جوابات موصول نہیں ہوئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ سوال بالکل بے کار جائیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : ابھی ان کی باری آنے دیں۔

جناب شوکت داؤد : کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ im-mediate relief کا کوئی طریق کار ہے۔ کیا اس کا کوئی ریکارڈ ہوتا ہے یا ویسے ہی اے سی صاحبان پیسہ بانٹ دیتے ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! یہ جو ریلیف دیا جاتا ہے یہ موقع ملاحظہ کرنے کے بعد موقع پر ہی امداد تقسیم کر دی جاتی ہے۔

چودھری محمد فاروق : اس سوال کے جزو "ج" میں یہ دریافت کیا گیا کہ 1985ء سے لے کر آج تک متذکرہ گاؤں میں کتنی رقم تقسیم کی گئی ان کی تفصیل فراہم کی جائے۔ اس کا جواب جو دیا گیا ہے اس میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ 3 لاکھ 751 روپے متعلقہ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کے ذریعے تقسیم کیے گئے ہیں اور اس کے علاوہ حکومت کی جانب سے متاثرین سیلاب کی امداد کے لیے کپڑے' راشن اور بستر وغیرہ بھی موصول ہوئے جو سیلاب زدگان میں تقسیم ہوئے۔ پوچھا تو یہ گیا تھا کہ جو رقم تقسیم کی گئی ہے اس کی تفصیل بتائی جائے۔ جناب سپیکر! اس جواب میں رقم کی تقسیم کی کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی۔ آیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا سکتے ہیں کہ اس رقم کا کتنا حصہ دوائیوں پر خرچ ہوا، کتنا حصہ کپڑوں کے سلسلے میں خرچ ہوا اور کتنا حصہ راشن کی مد میں خرچ ہوا۔ تفصیل تو مانگی گئی تھی تو ان تین سوالات کے بارے میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : حال ہی میں جو آپ نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا۔ آپ کی بات پر وہ لاگو ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ؟

چودھری محمد فاروق : جناب والا! سوال میں یہ بات پوچھی گئی ہے کہ کتنی رقم تقسیم

کی گئی، تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جتنی رقم تقسیم کی گئی اس کا جواب آگیا ہے۔ اگلا سوال جناب رانا اکرام ربانی۔

محنت کشوں کو بے دخل کرنے کی وجوہات

☆212۔ رانا اکرام ربانی : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اوکاڑہ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ کو 1981ء میں ای پی ایم پی نے 150 ایکڑ اراضی معہ مشینری اور رہائش عمارات فروخت کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اراضی میں سے 25 ایکڑ اراضی 1935-36ء میں برلا برادرز کو سی اے نے رعائتی نرخوں پر فلاح و بہبود کے درج ذیل مخصوص مقاصد کے لیے الاٹ کی تھی۔

1- 23 ایکڑ برائے تعمیر سکول طلبہ و طالبات اور ہسپتال۔

2- ایک ایکڑ برائے تعمیر تفریحی ہال۔

3- ایک ایکڑ برائے تعمیر لیٹرین۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ بالا رقبہ پر ای پی ایم پی کو قبضہ کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا بلکہ اس رقبہ کو محکمہ اوقاف پنجاب کی تحویل میں جانا چاہیے تھا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ رقبہ پر پشتوں سے آباد محنت کشوں کو بے دخل کرنے اور اسے فروخت کرنے کا کیا جواز ہے۔ کیا حکومت اس ظلم کو روکنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) سٹلج کاٹن ملز اوکاڑہ کی ملکیتی اراضی برقبہ 105 ایکڑ 4 کنال 4 مرلے اور 7 سرسائی معہ مشینری و عمارات بالعوض مبلغ 40 لاکھ روپے منجانب وفاقی حکومت حق اوکاڑہ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ 81-1980ء میں فروخت ہوئی۔

(ب) یہ درست ہے کہ ستلج کاٹن ملز کی اصل ارضی کے ہمراہ 25 ایکڑ اراضی انہیں رعایتی نرخوں پر برائے ہسپتال گورنمنٹ ہائی سکول بوائز و گرلز، تفریحی ہال و لیٹرین تقسیم شدہ تھی، جس پر مذکورہ رفاع عام کی عمارات تعمیر شدہ اور زیر استعمال ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیوں کہ عدالت عالیہ لاہور نے رٹ پٹیشن نمبری 516/86 میں اپنے حکم مورخہ 2-10-89 رقبہ کو enemy پراپرٹی تسلیم کیا۔ رقبہ ہذا کی منتقلی کا وفاقی حکومت کو قانونی اختیار حاصل تھا لہٰذا محکمہ اوقاف کا اس اراضی سے تعلق نہ ہے۔

(د) مورخہ 21-3-85 کو رقبہ تعدادی 23 ایکڑ 2 کنال 15 مرلے حق سکول وغیرہ کے لیے منتقل کرنے کے احکامات جاری کیے گئے۔ جس پر انتقال نمبری 4111'74110 مورخہ 16-6-85 بھی تصدیق کیے گئے مگر ملز انتظامیہ / مالکان نے ان انتقالات کے خلاف رٹ پٹیشن نمبر 516/86 دائر کر دی جسے منظور کر لیا گیا اور قرار دیا گیا کہ رقبہ مخصوص شدہ برائے رفاع عام نہیں ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں انتقالات نمبری 6908'6907 مورخہ 6-11-90 حق ملز انتظامیہ / مالکان تصدیق کیے جا چکے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی صوبائی حکومت نے اس حکم مورخہ 2-11-89 کے خلاف دو نگرانی ہائے عدالت عالیہ میں دائر کیں جن میں حکم امتناعی جاری ہو چکا ہے لہٰذا اس مرحلے پر کسی قسم کی کوئی کارروائی نہ ہو سکتی ہے۔ البتہ عدالت عالیہ کے فاضل ڈویژن بنچ کے حتمی فیصلے کی روشنی میں آئندہ لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

رانا اکرام ربانی : پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ ٹیکسٹائل ملز 81-1980ء میں فروخت ہوئی تھی اور اس کے جزو (ج) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ درست نہ ہے کیوں کہ عدالت عالیہ لاہور نے رٹ پٹیشن نمبری 516/86 میں اپنے حکم مورخہ 2/10/89 رقبہ کو enemy پراپرٹی تسلیم کیا۔ رقبہ ہذا کی منتقلی کا وفاقی حکومت کو قانونی اختیار حاصل تھا۔ یہ 81-1980ء میں اس کا کیا status

تھا؟ یہ 1989ء میں enemy پراپرٹی declare ہوئی تھی۔ جس وقت 1980-81ء میں فروخت اور ٹرانسفر ہوئی، اس وقت اس کا کیا status تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : معاملہ عدالت میں چلا گیا تھا۔ ہم اس کے status کا تعین نہیں کر سکتے تھے۔ جب فیصلہ ہوا، status کا تعین تو اس وقت ہی ہونا تھا۔

رانا اکرام ربانی : یہ پٹیشن نمبر 516/86 کا جھگڑا ہے۔ یہ جناب! ٹرانسفر کی گئی تھی۔ یہ لمبی کہانی ہے۔ شاید ان کے علم میں نہ ہو کہ اس میں کیا گھپلا ہوا ہے۔ 1980-81ء میں اس کا یہ status تھا جس کے مطابق یہ ساری زمین اس کو ٹرانسفر کر دی گئی ہے۔ اگر یہ ہاؤس میں پڑھا جاتا تو اس کو علم ہوتا۔

راجا خلیق اللہ خان : یہ تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ وہ حکومت کی ملکیت ہے۔

چودھری محمد فاروق : جناب والا! کیا کوئی فاضل رکن، پارلیمانی سیکرٹری کے علاوہ سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں دے سکتے۔

چودھری محمد فاروق : میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے کہ کوئی فاضل رکن متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری کے علاوہ جواب نہیں دے سکتے۔

رانا اکرام ربانی : میں ان کا مشکور ہوں۔ میں بھی پوائنٹ آف آرڈر پر یہی عرض کرنے والا تھا کہ راجا خلیق اللہ صاحب ہمارے اس ایوان کے بڑے معزز رکن ہیں۔ سابق وزیر قانون ہیں۔ اس وقت مجلس قائمہ کے چیئرمین ہیں۔ انہوں نے پارلیمانی سیکرٹری کے ایماء پر جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : انہوں نے جواب تو نہیں دیا، ویسے ہی بیٹھے بٹھائے کوئی تبصرہ کر دیا ہے۔

راجا خلیق اللہ خان : میں نے یہ بات کی ہے کہ قائد حزب اختلاف جو چاہتے ہیں، وہ جواب میں موجود ہے۔ آپ پڑھ کے دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! آپ کا اب کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا اکرام ربانی : میری گزارش تھی کہ عدالت عالیہ نے اپنے حکم مورخہ 2/10/89 کو رقبہ زیر بحث کو enemy پراپرٹی تسلیم کیا۔ جب کہ یہ 1980-81ء میں ٹرانسفر ہو گئی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! رانا صاحب فرمائیں کہ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : میں رانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ سادہ اور آسان زبان میں سوال پوچھیں تاکہ معزز پارلیمانی سیکرٹری بھی اس کو سمجھ سکیں۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! میں نے اس خدشے کے پیش نظر آپ سے درخواست کی تھی کہ انہیں پڑھنے کے لیے کہا جائے تاکہ کچھ معاملہ ان کی سمجھ میں آ جائے۔ جناب والا! ایک زمین ہے اس میں سے زمین کا کچھ حصہ ٹیکسٹائل ملز کے لیے کچھ شرائط پر کچھ رعایت کے طور پر ان کو دیا گیا۔ اس کے بعد وہ ساری زمین بک گئی۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ جو حصہ صرف فلاح و بہبود کے لیے دیا گیا تھا، اس کو ساتھ ٹرانسفر نہیں ہونا چاہیے تھا۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ 1980-81ء میں اس زمین کا کیا بنا تھا؟ enemy پراپرٹی تو 1989ء میں آکر declare ہو گئی ہے۔ جناب والا! یہ اس وقت ریونیو پراپرٹی نہیں تھی، جیسا کہ ان کے اپنے جواب سے ظاہر ہے تو پھر یہ اس کے ساتھ کیسے ٹرانسفر ہو گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : transaction سے پہلے ان کے فرمان کے مطابق یہ 1981ء میں ہو چکا تھا۔ aid کا فیصلہ 1989ء میں آیا تو اس عرصے میں ہم اسے کسی اور طریقے سے کیسے declare کر سکتے تھے۔ اس وقت وہ مرکزی گورنمنٹ کی enemy پراپرٹی تھی اور سنٹرل گورنمنٹ کی طرف سے وہ transaction ہوا تو اس کے بعد مسئلہ کورٹ میں چلا گیا۔ جب تک کورٹ سے کوئی ڈگری یا فیصلہ نہیں ہوتا تو ہم اسے کسی اور طریقے سے کیسے transaction کہہ سکتے تھے۔

رانا اکرام ربانی : جزو (د) بھی دیکھ لیں تو معاملہ صاف ہے۔ میں تو اس سوال کے لیے نوٹس دوں گا' میں تو اس کو بحث کے لیے ہاؤس ایڈمٹ کراؤں گا۔ یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے علم میں نہیں ہے۔ یہ ان کو لکھ کر دے دیا گیا ہے اور پھر اس کے

ساتھ تفصیل نہیں دی گئی۔ اگر یہ خود تھوڑا سا پڑھ لیں تو معاملہ ان کی سمجھ میں آ جائے گا کہ 25 ایکڑ کے قریب اراضی شہر میں موجود ہے۔ ایک تو یہ ساری مل ہی اونے پونے داموں پر دے دی گئی لیکن وہ اراضی جو عوامی فلاح و بہبود کے لیے تھی جس میں سکول ہیں، ہسپتال ہیں، وغیرہ وغیرہ وہ بھی ساتھ اس کو کالونی بنا کر بیچنا چاہتے ہیں۔ میں تو اسے on the floor of the House لانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک گڑبڑ کو چھپانے کے لیے اس طریقے سے جواب دیا جا رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جناب والا! یہ تو معاملہ اب عدالت میں ہے اور اس پر محکمے نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر رکھی ہے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! جس وقت یہ کیس عدالت میں نہیں تھا اس وقت اس زمین کا status کیا تھا؟

راجا خلیق اللہ خان : اس وقت بھی حکومت کی پراپرٹی تھی اور آج بھی یہ enemy پراپرٹی ہے جو وفاقی حکومت کی ملکیت ہے۔ دونوں طرح سے ہی یہ ملکیت فیڈرل گورنمنٹ کی بنتی ہے۔ enemy پراپرٹی کی مالک ہمیشہ فیڈرل گورنمنٹ ہوا کرتی ہے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! 2-10-89 کو یہ enemy property de-clare ہو گئی۔ اب جو فاضل رکن بار بار پارلیمانی سیکرٹری کی مدد کرنا چاہتے ہیں، ان کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ جزو (د) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ : مورخہ 21-3-85 کو رقبہ تعدادی 23 ایکڑ 2 کنال 15 مرلے بحق سکول وغیرہ کے لیے منتقل کرنے کے احکامات جاری کیے گئے تو پھر یہ 1985ء میں اس کے انتقال کے آرڈر کیسے جاری ہو گئے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ 1986ء میں کورٹ میں گیا ہے۔

رانا اکرام ربانی : میں یہی تو پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس زمین کا 1981ء میں کیا status تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر : اس وقت بھی وہ فرما رہے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ کی زمین تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری مال : اس وقت بھی یہ فیڈرل گورنمنٹ کی زمین تھی۔
جناب ڈپٹی سپیکر : یہ بات ہو چکی ہے اور کوئی ضمنی سوال ؟ اگلا سوال بھی رانا اکرام ربانی کا ہے۔

پلاٹ خالی کرانے کے لیے اقدام

☆221۔ رانا اکرام ربانی : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :
(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ چک نمبر 14/4-L تحصیل و ضلع اوکاڑہ مربع نمبر 63 کلہ نمبر 12 میں ایک عدد سکول اور مسجد کا پلاٹ ہے۔
(ب) کیا یہ امر بھی واقعہ ہے کہ اس پلاٹ پر کسی نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔
(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گاؤں کے لوگوں نے اے سی کے روبرو زیر دفعہ 32/34 درخواست پیش کی جس پر متذکرہ اے سی نے حکم جاری کیا کہ ناجائز قابضین فوری طور پر پلاٹ کو خالی کریں۔
(د) کیا یہ امر بھی واقعہ ہے کہ اے سی کے 9 جنوری 1990ء کے حکم کے باوجود پلاٹ تاحال خالی نہ کیا گیا ہے۔
(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا پلاٹ خالی کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :
(الف) چک نمبر 14/4-L سالم دیہہ کنٹونمنٹ ایریا ہے البتہ چک نمبر 13/4-L زیر تحویل ملٹری فارم جنرل ہیڈ کوارٹرز پاکستان آرمی ہے۔ انتظامیہ ڈیری فارم مذکورہ نے نجی طور پر رہائشی پلاٹ مربع نمبر 63 میں بنائے ہیں جس میں سے کلہ نمبر 12 میں سکول اور کلہ نمبر 19 میں مسجد کے لیے پلاٹ مخصوص کیے ہیں۔
(ب) مطابق شکایت انتظامیہ ملٹری فارمز اور اہالیان دیہہ مربع نمبر 63/12 میں واقع پلاٹ برائے سکول پر ناجائز قبضہ ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) جی ہاں۔ کیوں کہ محمد شریف بکے از ناجائز قابضین نے دعویٰ دیوانی دائر کیا۔ جس میں ملٹری فارمز انتظامیہ نے عدالت کے سامنے اسے بے دخل نہ کرنے کی یقین دہانی کروائی۔

(و) جب تک مقدمہ دیوانی کا فیصلہ نہیں ہو جاتا ہے، بے دخلی نہیں ہو سکتی۔

رانا اکرام ربانی : کیا پارلیمانی سیکرٹری یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ملٹری فارم انتظامیہ کی طرف سے بار بار اس کی بے دخلی کرانے کے لیے ریمائنڈر بھجوائے جا رہے ہیں۔ لیکن انہیں کورٹ نے نہیں کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : اس میں جب عدالت دیوانی نے حکم امتناعی جاری کر دیا تو پھر اس پروسیجر کو دیکھنا اور اس کا انتظار کرنا ہمارے لیے لازم تھا۔

رانا اکرام ربانی : یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ کیا ان کے علم میں ہے کہ آج تک ملٹری انتظامیہ اے سی اوکاڑہ کو ریمائنڈر بھجوا رہی ہے کہ یہ پلاٹ خالی کروا کر انہیں دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! ان ریمائنڈر کے باوجود ہم قانون کو تو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتے کہ عدالت سے حکم امتناعی ہو اور ہم خالی کروا دیں۔

رجسٹریوں کے فوری انتقال کے لیے اقدام

☆283۔ میاں محمود احمد : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زمین کی خرید و فروخت کی سرکاری فیس سب رجسٹرار کے دفتر میں ہی وصول کی جاتی ہے اگر ایسا ہے تو آج تک کتنی رجسٹریاں ایسی ہیں جن کے اندراج کے ساتھ ہی ان کا انتقال بھی ہو چکا ہے اور کتنی رجسٹریاں ایسی ہیں جن کی فیس وصول کر لی گئی ہو مگر ابھی تک انتقال نہ ہوا ہو، ان تمام کی تفصیلات ضلع وار فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ رجسٹری کے ساتھ ہی انتقال نہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی زمین کی کئی کئی بار رجسٹریاں کر دی جاتی ہیں۔

(ج) ضلع لاہور اور تحصیل فیروز والا میں خاص طور پر ایسی رجسٹریوں کے مالکان کے نام اور پتے کیا ہیں جن کی رجسٹریوں کے ساتھ انتقال فیس وصول کر لی گئی ہے مگر انتقال نہیں ہوئے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی رجسٹریوں کے فوری انتقال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور متعلقہ اہل کاروں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ زمین کی خرید و فروخت کی سرکاری فیس سب رجسٹرار کے دفتر میں ہی وصول کی جاتی ہے۔ پرچہ رجسٹری حوالہ عمل فیلڈ ہو کر تصدیق انتقالات کرائے جاتے ہیں۔ تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان نے اطلاع دی ہے کہ کوئی ایسی رجسٹری بقایا نہ ہے جس کی فیس لی گئی ہو مگر ابھی تک داخل خارج منظور نہ ہوا ہو۔ ماسوائے ان اضلاع کے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ضلع	کل تعداد انتقالات	تعداد انتقالات تصدیق شدہ	تعداد بقایا انتقالات	کیفیت
1- رحیم یار خان	25720	13860	11860	
2- راجن پور	1154	291	863	بوجہ نہ ہونے سفید پارچہ ہائے جلد انتقال۔
3- ڈیرہ غازی خان	2197	1149	48	
4- لیہ	7247	4919	2328	
5- وہاڑی	19763	19720	43	بوجہ عدم ادائیگی فیس کنڈونیشن۔
6- ساہیوال	14814	14738	76	دو انتقال بوجہ حکم امتناعی درج نہ ہوئے ہیں۔

7- بہاولنگر	21804	19277	2527
8- راولپنڈی	60999	60835	164
9- بہاولپور	5155	4817	338
10- گوجرانوالہ	2693	2466	277

(ب) ضلع لاہور میں رجسٹری ہائے کے انتقالات کی تصدیق نہیں ہوگی۔ جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

(I) موجہ آبادی دیہہ میں مکان کی صورت میں۔

(2) ایل۔ڈی۔اے کی مختلف سکیم ہائے کے پلاٹ و تعمیر شدہ مکانات

(III) نیز رجسٹری ہائے اور کاغذات مال میں تفاوت کی وجہ سے انتقالات تصدیق نہیں ہوتے۔ ایسی صورت میں رجسٹری ہائے واپس سب رجسٹرار کو دی جاتی ہیں۔

جن اضلاع کے انتقال بقایا ہیں ان اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان نے کہا ہے کہ انتقالات کے عنقریب فیصلے ہو جائیں گے۔

یہ درست ہے کہ اگر پرچہ رجسٹری عمل درآمد بذریعہ انتقال نہ ہو تو اس رقبہ کی دوبارہ فروخت کا احتمال ہوتا ہے۔ اس احتمال کو دور کرنے کے لیے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز، کمشنرز صاحبان کو بذریعہ چٹھی نمبری 1082/92-5155- ایس ٹی (2) مورخہ 2-4-1991 یادداشت روانہ کی جا چکی ہے کہ عملہ فیلڈ کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ ہر ماہ گوشوارہ و انتقالات جو کہ پرچہ رجسٹری کی بناء پر درج ہوتے ہیں۔ تیار کر کے اس کی اطلاع سب رجسٹرار کو کرے۔

(ج) ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ نے اطلاع دی ہے کہ تحصیل فیروز والہ میں کوئی ایسی رجسٹری نہ ہے جس کا انتقال نہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی زمین کی کئی کئی بار رجسٹریاں ہو گئی ہوں۔

ضلع لاہور میں رجسٹری ہائے اور کاغذات حال میں تفاوت کی وجہ سے انتقالات تصدیق نہیں ہوتے ایسی صورت میں رجسٹری ہائے

واپس سب رجسٹرار کو دی جاتی ہیں۔

(د) پنجاب کے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز صاحبان کو بذریعہ چٹھی نمبری 5155-90/1082۔ ایس ٹی(2) مورخہ 2-4-1991 یادداشت روانہ کی جا چکی ہے کہ عملہ فیلڈ کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ ہر ماہ گوشوارہ انتقالات جو کہ پرچہ رجسٹری کی بناء پر ہوئے ہیں، تیار کرے اور اس کی اطلاع متعلقہ سب رجسٹرار کو کرے۔ اگر کوئی ایسا واقعہ نوٹس میں آیا تو متعلقہ اہل کار کے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائے گی۔

Phone No. 324560

No.5155-90/1082-ST-I,
Board of Revenue, Punjab,
Lahore, dated the 2nd April,1991.

From:

The Secretary (Settlements),
Board of Revenue, Punjab.

To

1. **All Deputy Commissioners,in the Punjab.**
2. **All Commissioners in the Punjab.**

Subject: <u>ATTESTATION OF MUTATION IN REVENUE RECORD ON THE BASIS OF REGISTERED DEEDS</u>.

<u>Memorandum:</u>

It has been observed that mutation fee is being charged by **sub-Registras at the time of registation of transfer deeds in respect of Agricultural Land and registration memoranda are being sent to the conoernad kanungo/Patwari alongwith share of the Patwari at the rate of Rs.3/- per mutation for attestation of mutations accordingly but no intimation in this regard is sent by the filed staff to the Sub-Registrars.**

2. In order to complete the record, it has been decided that Sub-Registrar must obtain compliance report from Revenue Field staff whom they gather at Tehsil office at the begining of each month and that the registration memoranda are returned by the

Revenue Officer after compliance to see that mutation has been duly attested. A statement to this effect should invariably be prepared at the close of each month. Any case of default on the part of revenue staff should be severly dealt with.

Sd/-
Secretary (Settlements),
Board of Revenue, Punjab.

No. 5155-90/1083-ST(II)

A copy is forwared for information and necessary action to:-

1. Secretary (Revenue), Board of Revenue, Punjab;
2. Inspector General of Registration, Punjab, Lahore; and
3. All Sub-Registrar/Tehsildars in the Punjab.

Sd/-
Secretary (Settlements),
Board of Revenue, Punjab.

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! میاں صاحب کا یہ سوال سارے پنجاب کا اضلاع پر محیط ہے۔ اس کے لیے بڑی تفصیلی معلومات کی ضرورت ہے۔ ابھی تک ہمیں کچھ اضلاع سے اطلاعات موصول ہو چکی ہیں اور کچھ اضلاع سے ابھی تفصیلات ہمیں آئیں گی تو پھر اس سوال کا مکمل جواب دیا جا سکتا ہے۔

میاں محمود احمد : جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ میں نے یہ سوال کس تاریخ کو دیا تھا اور اس کو دیے ہوئے کتنا عرصہ ہو چکا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! یہ تو سیکرٹریٹ ہی بتا سکتا ہے، جنہیں یہ سوال موصول ہوا تھا۔

چودھری محمد فاروق : پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر متعلقہ اور پارلیمانی سیکرٹری متعلقہ سوالات کے جواب دینے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ کوئی پارلیمانی سیکرٹری یا وزیر نہیں کہہ سکتا کہ اس سوال کا جواب سیکرٹریٹ دے گا۔ سیکرٹریٹ تو پس منظر میں ہوتا ہے۔ اس سے یہ کس طرح جواب حاصل کرتے ہیں۔ یہ محکمے کی ذمہ داری ہے اور یہاں محکمے

کی نمائندگی پارلیمانی سیکرٹری صاحب کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ نہیں کہہ سکتے کہ سیکرٹریٹ جواب دے گا۔ سوال ان سے کیا گیا ہے اس لیے پارلیمانی سیکرٹری ہی اس امر کا جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب! آپ ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ آپ کے سوال کا جواب کب تک موصول ہو سکتا ہے۔

میاں محمود احمد : جناب سپیکر! اگر پہلے میں یہ پوچھ لوں کہ اس سوال کو کیے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے تو میرے خیال میں یہ درست بات ہو گی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ سوال میں پورے پنجاب کی معلومات مانگی گئی ہیں۔ بہت سے اضلاع سے معلومات موصول ہو گئی ہیں اور بہت سے اضلاع سے ملنی باقی ہیں۔ جب کہ سوال کے جز ''ج'' میں بالکل واضح ہے کہ انہوں نے ضلع لاہور اور تحصیل فیروز والا کے بارے میں خاص طور تفصیل مانگی ہے۔ کہیں بھی ذکر نہیں کہ پنجاب کے بارے میں بتایا جائے۔ جب کہ جواب پورے پنجاب کے بارے میں دیا جا رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس بارے میں بالکل مخصوص کیا گیا تھا۔ وضاحت درست نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سوال کا جز ''الف'' بھی پڑھیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : سوال کے جز ''الف'' میں لکھا ہوا ہے :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زمین کی خرید و فروخت کی سرکاری فیس سب رجسٹرار کے دفتر میں ہی وصول کی جاتی ہے اگر ایسا ہے تو آج تک کتنی رجسٹریاں ایسی ہیں جن کے اندراج کے ساتھ ہی ان کا انتقال بھی ہو چکا ہے اور کتنی رجسٹریاں ایسی ہیں جن کی فیس وصول کر لی گئی ہو مگر ابھی تک انتقال نہ ہوا ہو، ان تمام کی تفصیلات ضلع وار فراہم کی جائے۔

جناب والا! ''ضلع وار فراہم کی جائے'' لیکن جب انہوں نے مخصوص کر دیا اور اپنے سوال کے نیچے جا کر انہوں نے مختصر کر دیا اور صرف تحصیل فیروز والا لاہور کا ذکر کر دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے کہ اس میں تمام اضلاع کے بارے میں جواب دینا ہے۔ یہ بات تو ان کی درست ہے۔ اگر آپ تحصیل فیروز والا اور لاہور کے حوالے سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کریں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر تحصیل فیروز والا اور لاہور کے حوالے سے جواب دے دیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ سوال کا جواب مکمل ہو جاتا ہے

پارلیمانی سیکرٹری مال : اگر فیروز والا اور لاہور کی تحصیلوں کے متعلق ہی انہیں معلومات فراہم کرنی ہیں تو یہ 1901ء بھی اس میں شامل ہے اور 1951ء بھی ہو سکتا ہے۔ یہ سال تو بتائیں کہ کس کس سال کی معلومات انہیں چاہییں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : میرا اسی سوال کے متعلق ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سوال کا جواب تو ابھی نہیں آیا اس لیے میرے خیال میں ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : چھوٹی سی بات ہے۔ میں ان سے وضاحت چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہے کہ سوال صرف ایک مخصوص علاقے کے لیے ہے۔ کیا محکمے کی ڈیوٹی میں شامل نہیں کہ وہ پورے پنجاب کا ریکارڈ رکھے؟ جب کوئی فاضل رکن سوال پوچھے تو اس کا جواب دینا، کیا ان کے لیے مشکل ہے؟ آج کے جدید دور میں جب کہ گھروں میں بچوں کے کھیلنے کے لیے کمپیوٹر نصب ہو چکے ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ اس محکمے کو اپنی اطلاعات کو مکمل کرنے کے لیے کوئی کمپیوٹر وغیرہ رکھنا چاہیے۔ ساتھ ان کی یہ بھی ڈیوٹی ہے کہ رجسٹری فیس تو گورنمنٹ لے لیتی ہے۔ وہ اپنا حق سمجھتے ہیں۔ لیکن عوام اس کا ریکارڈ کس سے مانگیں؟ پارلیمنٹ میں پوچھنے پر اس کا جواب نہیں مل رہا اور جناب پارلیمانی سیکرٹری یہ جواب دے رہے ہیں تو پھر عوام کے ساتھ کیا ہوتا ہوگا؟ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جب کسی سوال کا جواب ہی سامنے نہ ہو تو کیا کوئی فاضل رکن اس پر ضمنی سوال کر سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : میں تو اس بارے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل : میں یہ کہنا چاہوں گا، اسے بھی میرا پوائنٹ آف آرڈر سمجھ لیں کہ آج اس فہرست پر کل 30 سوالات ہیں لیکن 11 کے جوابات موصول نہیں ہوئے۔ آپ اس کا نوٹس لیں اور محکمہ جات کو ہدایات کی جائیں کہ کسی فاضل رکن کا کوئی بھی سوال ہو، اس کا جواب وقت پر دیں۔ کیوں کہ محکموں کی باری بڑی مشکل سے آتی ہے۔ کبھی کوئی چھٹی ہو جاتی ہے، کبھی کورم کا سوال ہو جاتا ہے۔ بڑی مشکل سے اس سوال کی باری آتی ہے اور اس پر بھی یہ کہہ دیا جائے کہ جواب موصول نہیں ہوا تو یہ مناسب بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنے محکمے کو ہدایت کریں کہ وہ ان سوالوں کا جواب فوری طور پر فراہم کریں اور آئندہ کے لیے ان کی کارکردگی پر آپ نظر رکھیں اور اسمبلی سیکرٹریٹ سے جو بھی سوال پوچھا جائے، اس کا جواب وقت پر دیا جائے۔

میاں محمود احمد : میں یہ گزارش کروں گا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرما دیں کہ وہ اس سوال کا جواب کس دن ایوان میں پیش کر دیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! میں تو پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ یہ سالوں کا تعین کریں کہ کتنے سالوں کا، کس سال سے کس سال تک۔ پھر اس volume کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ 2 دن میں، 10 دن میں یا مہینے میں اس کا جواب دے سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میاں صاحب کی بات درست ہے اور میں معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنے محکمے کو push up کریں اور اس سے کہیں کہ اس سوال کا جواب فوری طور پر فراہم کیا جائے۔

میاں محمود احمد : جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اسی سیشن کی کوئی تاریخ مقرر کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : فوری طور پر کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ جتنی جلد ہو سکے۔

میاں محمود احمد : اسی اجلاس میں۔ شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی : جن ارکان نے سوالات دیے ہوتے ہیں ان کے جوابات کے لیے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان یا وزراء صاحبان تیاری کر کے آتے ہیں اور جن ارکان کے تھوک کے حساب سے سوالات ہوتے ہیں لیکن وہ کبھی اجلاس میں آتے ہی نہیں ہیں۔ جب کوئی تیاری کر کے آتا ہے تو یہ خود نہیں ہوتے۔ انہیں بھی ہدایت کی جائے کہ یہ بھی حاضر رہا کریں۔ سوال کرنے تو انہیں آتے ہیں لیکن یہ جواب سننے کے لیے بھی حاضر رہا کریں۔

چودھری اختر رسول : ہم تو خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ میاں محمود احمد صاحب آج ایوان میں حاضر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ہاں، وہ بھار رہے ہیں۔

میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وقفۂ سوالات محدود ہوتا ہے اس لیے وقت کا ضیاع کیے بغیر سوال کا جواب آنا چاہیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں جو نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں ایک سوال اٹھایا گیا ہے کہ رجسٹری کے ساتھ ہی انتقال نہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی زمین کی کئی بار رجسٹری کی جاتی ہے۔ جناب والا! ہم لوگ یہاں عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں اور عوام کو بار بار اس وجہ سے لوٹا جا رہا ہے۔ اگر محکمہ اپنی efficiency دکھائے اور معزز ایوان میں اس کا جواب لے کر آئے تو بہت سے لوگ لٹنے سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ جناب والا! اس سوال کی بڑی اہمیت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے اسی لیے عرض کیا ہے کہ سوال کا فوری طور پر جواب آنا چاہیے۔ جی راجا صاحب! فرمائیے۔

راجا خلیق اللہ خان : جناب والا! میں سوال کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس سوال میں کوئی تاریخ درج نہیں کی گئی کہ کس تاریخ سے انہوں نے جواب مانگا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب سے محکمہ مال وجود میں آیا ہے اس وقت یا تاریخ سے جواب

مانگتے ہیں۔ انہوں نے قطعی طور پر تاریخ نہیں لکھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راجا صاحب! اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی' مٹ صاحب!

جناب سہیل ضیاء مٹ : جناب سپیکر! جیسے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا، میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ مجھے سے بھی جواب مانگا کریں اور ان کو بھی ہدایت کریں کہ یہ بھی اپنے سوالات کی تیاری مکمل طریقے سے کر کے آیا کریں اور یہ دیکھا کریں کہ سوال کی کیا نوعیت ہے۔ پھر اس حساب سے جواب ساتھ لایا کریں۔ یہ ہم میں سے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ہمارے جوابات عوام کے سامنے پہنچتے ہوتے ہیں۔ ہم ان کی نمائندگی یہاں پر کرتے ہیں۔ اس لیے میں ان سے استدعا کروں گا کہ جس طرح آج میرے، دوسرے پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ان کا ساتھ دیا ہے اور ان کے لیے بڑے نیک جذبات کا اظہار کیا ہے اسی طرح انہیں عوام کے حقوق کے متعلق بھی سوچنا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب اس مسئلے پر میرا خیال ہے کہ مزید ضرورت نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق : جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون اپنی نشست پر موجود نہیں ہیں اور انہیں اس بات کا علم ہونا چاہیے کہ کوئی عام ممبر بھی کسی دوسری نشست سے یہاں پر کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتا لہذا اگر انہوں نے معاونت بھی کرنی ہے تو یہ اپنی نشست پر بیٹھ کر معاونت کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی آپ درست فرما رہے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 464 ریاض فتیانہ صاحب!

زائد پلاٹ حاصل کرنے والوں کی تفصیل

☆464۔ جناب ریاض فتیانہ : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) پچھلے تین سالوں کے دوران آفیسرز کالونی/ ریونیو کالونی کے نام پر کن شہروں میں کتنی اراضی کتنے افسران کو الاٹ کی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعض افسران نے بیک وقت کئی شہروں میں سرکاری اراضی اونے پونے داموں اپنے نام الاٹ کروا کر فروخت کر دی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جن افسران نے دو یا اس سے زائد پلاٹ حاصل کیے ہیں ان کے نام، عہدہ، تعداد پلاٹ اور نام شہر مشتمل فہرست فراہم کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد):

(الف) پچھلے تین سالوں کے دوران مندرجہ ذیل اضلاع میں سرکاری اراضی سرکاری ملازمین کی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیوں کو فروخت کی گئی۔

(1) بھکر	298 کنال 12 مرلے
(2) بہاول پور	3142 کنال
(3) خانیوال	443 کنال
(4) ٹوبہ ٹیک سنگھ	678 کنال 18 مرلے
(5) جھنگ	744 کنال 6 مرلے
(6) خوشاب	266 کنال
(7) وہاڑی	390 کنال
(8) سرگودھا	124 کنال 9 مرلے
(9) ملتان	67 کنال

جہاں تک اراضی کی آفیسران کو الاٹمنٹ کا تعلق ہے اس کے متعلق متعلقہ کوآپریٹو سوسائٹی یا محکمہ کوآپریٹوز حکومت پنجاب بتا سکتا ہے کہ کن کن افسران کو الاٹمنٹ کی گئی ہے۔ بورڈ آف ریونیو کا اس سے تعلق نہ ہے۔

(ب) اس ضمن میں بورڈ آف ریونیو کا تعلق نہ ہے۔ متعلقہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی ہی اس کے متعلق انفرمیشن دے سکتی ہے۔

(ج) اس ضمن میں بھی مطلوبہ انفرمیشن متعلقہ کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی یا محکمہ

کو اپریٹوز حکومت پنجاب ہی دے سکتا ہے۔ بورڈ آف ریونیو کا اس سے کوئی تعلق نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگلا سوال جناب ریاض فتیانہ صاحب!

لیز پر پابندی میں اضلاع سے تفاوت

☆465۔ جناب ریاض فتیانہ : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں سرکاری اراضی کو لیز پر دیے جانے پر پابندی عائد ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال، بھکر، رحیم یار خان، راولپنڈی اور مظفر گڑھ میں لیز پر پابندی نہیں ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) پابندی کا اطلاق تازہ پٹہ جات پر ہے۔

(ب) پنجاب کے کسی ضلع میں نئے پٹہ جات بلا منظوری وزیر اعلیٰ نہیں دیے جاتے۔

(ج) حکومت کی پالیسی میں کوئی تفاوت نہ ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! سرکاری اراضی کو لیز پر دیے جانے پر پابندی تھی اور کئی اس سے مستثنیٰ تھے تو ان پر اب کیوں پابندی لگائی گئی ہے اور پہلے کیوں مستثنیٰ تھے اس کی کیا وجہ ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! یہ مئی 1989ء سے ہے۔ اس سے پہلے کے متعلق تو میں جواب سوچ کر اور انفرمیشن لے کر ہی دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگلا سوال چودھری واجد علی خان صاحب!

فراڈ میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی

☆530- چودھری واجد علی خان : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ کہ 1988ء کی فلڈ ریلیف گرانٹ سے تقریباً 12 لاکھ روپے

جعلی انگوٹھے لگا کر بذریعہ فراڈ غبن کر لیے گئے ہیں۔ جس کی انکوائری کمشنر لاہور ڈویژن کے پاس ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مرتکب افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد):

(الف) محکمہ ریلیف پنجاب کی آڈٹ پارٹی نے حسب دستور فلڈ ریلیف گرانٹ کے خرچہ کی پڑتال کی تھی جس میں کچھ بے ضابطگیوں کی نشان دہی کی گئی۔ متعلقہ افسران کا جواب لینے کے لیے ان افسران کو تحریر کیا گیا ہے ان کا جواب آنے پر فاضل ممبر کو مزید مطلع کیا جائے گا۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ یہ معاملہ زیر غور ہے اور ابھی کسی اہل کار کے خلاف کارروائی شروع نہیں کی گئی اگر آڈٹ رپورٹ پر متعلقہ افسران کے (جوابات comments) آنے کے بعد کوئی بے قاعدگی پائی گئی تو مناسب کارروائی کی جائے گی۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! اس میں یہ ہے کہ محکمہ ریلیف پنجاب کی آڈٹ پارٹی نے حسب دستور فلڈ ریلیف گرانٹ کے خرچہ کی پڑتال کی تھی جس میں کچھ بے ضابطگیوں کی نشاندہی کی گئی۔ اب یہ نیچے آکر کہتے ہیں کہ ''آڈٹ رپورٹ آنے پر'' آڈٹ رپورٹ تو آچکی اور کچھ بے ضابطگیاں بھی پائی گئیں جو بے ضابطگیاں پائی گئی ہیں اور آڈٹ رپورٹ آچکی ہے تو اس کے متعلق آپ نے کیا کارروائی کی ہے۔ کیوں اس کو بستہ خاموشی میں رکھا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال: جناب والا! جب آڈٹ کی فائنل رپورٹ آجائے گی پھر ان کے جواب اور آڈٹ رپورٹ کی روشنی میں ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: قائد حزب اختلاف ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! اس سلسلے میں سرمایہ سے متعلقہ افسران کا جواب لینے

کے لیے ان افسران کو جو تحریر کیا گیا ہے کیا فاضل پارلیمانی سیکرٹری یہ بتائیں گے کہ ان کو کب لکھا گیا تھا؟ انتظار کی بھی کوئی حد ہوگی۔ سال، دو، دس، بیس سال۔

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! اس کے متعلق رانا صاحب تازہ سوال دیں جواب دے دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اگر رانا صاحب اپنا سوال دہرا دیں تو ٹھیک ہے۔ میں معزز قائد حزب اختلاف سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنا سوال دہرا دیں۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! انھوں نے فرمایا ہے کہ آڈٹ رپورٹ میں کچھ irregularities کی نشان دہی کی گئی۔ درست ہے متعلقہ افسران کا جواب لینے کے لیے افسران کو تحریر کیا گیا ہے تو انھیں comments کے لیے کب لکھا ہے؟ ان کے پاس اس وقت پوری فائل ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ گیلری میں بھیج دیں یا متعلقہ صاحب کو وہاں سے یہاں بلا لیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! سوال کی وضاحت فرما دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرا خیال ہے کہ اب مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔ راجا صاحب کی خدمات حاصل کی جائیں۔

میاں شہباز احمد : جناب والا! آج کے کافی سوالات کے آگے لکھا ہوا ہے کہ ''جواب موصول نہیں ہوا'' اور اگر کچھ سوالات کے جوابات ہیں بھی تو وہ بھی نامکمل ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس حصہ کو کسی اور دن کے لیے رکھ لیں کیوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو مکمل جوابات کا علم نہیں ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ اسے کسی اور دن کے لیے آپ ملتوی کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس سلسلے میں میں نے ان سے گزارش کی ہے۔

چودھری محمد فاروق : جناب والا! ہمارے پارلیمانی سیکرٹری صاحب انتہائی شریف النفس انسان ہیں اور اس محکمے کو ماشاء اللہ ہمیشہ سے بے لگام سمجھا گیا ہے تو وزیر مال صاحب جو کہ ملک میں موجود نہیں ہیں تو براہ کرم میری یہ تجویز ہے کہ ان سوالات کے جوابات کے لیے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو مجبور نہ کیا جائے۔ وزیر مال کی ملک

میں آمد کا انتظار کر لیا جائے۔ جب وہ آ جائیں تو ہمیں ان سے سوالات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب تو وقفۂ سوالات ختم ہونے والا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! رانا صاحب کے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی : جناب والا! آج چار سال ہونے کو آ رہے ہیں اور فلڈ ریلیف گرانٹ سے 12 لاکھ روپے غبن ہو چکے ہیں اور اس سلسلے میں محکمے کی بے اعتنائی اور سرد مہری اور وہ بھی اس محکمے کی، جس کا ایک پٹواری بدلنے کے لیے ہم لوگ مجبور ہیں۔ ہم ایم پی اے ان کا ایک پٹواری نہیں بدل سکتے۔ اس محکمے میں گورنمنٹ کا 12 لاکھ روپے غبن ہو گیا لیکن ابھی تک کوئی جواب نہیں آ رہا ہے۔ یہ خاصی حیرت انگیز بات ہے۔ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے گزارش ہے کہ اپنے افسران سے بات کر کے اس کی جو بھی تحقیقاتی رپورٹ ہے جلد از جلد سامنے آنی چاہیے اور جو مجرم ہیں ان کو سزا ملنی چاہیے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں ذرا توجہ ہونی چاہیے کہ آج آپ پہلی دفعہ اس کوٹ کے ساتھ اور گرز کے ساتھ آئے ہیں تو آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ آپ آج فل فلیج سپیکر ہیں تو میری طرف سے یہ دلی طور پر اور سارے ایوان کی طرف سے ہم سب آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ مبارک باد کافی پرانی ہو گئی ہے۔ آپ کی مہربانی۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب!۔۔۔

چودھری صداقت علی : جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! ابھی پہلے ضمنی سوال کا جواب نہیں آیا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب سپیکر! تاریخ کے متعلق میں معلومات حاصل کر کے اس سیشن کے دوران عرض کر سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس سیشن میں۔

چودھری صداقت علی : جناب سپیکر! ضمنی سوال۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' فرمایئے۔

چودھری صداقت علی : جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ ''آڈٹ رپورٹ پر متعلقہ افسران کے جوابات آنے کے بعد بے قاعدگی پائی گئی تو مناسب کارروائی کی جائے گی'' آڈٹ رپورٹ تو پہلے ہی فائنل ہو چکی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ جب فائنل آڈٹ رپورٹ آئے گی تو پھر کارروائی کی جائے گی۔ جب کہ جواب کے مطابق آڈٹ رپورٹ تو پہلے ہی فائنل ہو چکی ہے۔ اس پر comments مانگے گئے ہیں اور 88ء سے لے کر comments مانگے گئے ہیں۔ 91ء تک comments نہیں آئے اور اگر یہی حالت ہے تو صاف کہیں کہ وہ کچھ بھی نہیں کرنا چاہتے اور نہ انہوں نے کبھی کیا ہے اور نہ کریں گے تو بات ختم ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! میں تو اس سے پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں شاید فاضل رکن سن نہیں سکے کہ آڈٹ کی فائنل رپورٹ اور جواب طلبی کا جواب آنے کے بعد، موازنہ کرنے کے بعد اس کی روشنی میں کوئی ان کے خلاف قدم اٹھایا جا سکے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب نماز مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! یہ سوالات pending کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! یہ ابھی تک pending ہی ہیں۔ بقایا سوال pending ہیں۔ اب نماز مغرب کا وقفہ ہوتا ہے اور ان شاء اللہ ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے بعد دوبارہ شروع ہو گی۔ شکریہ۔

(وقفہ برائے نماز مغرب)

(بعد از نماز مغرب جناب ڈپٹی سپیکر 6 بج کر 47 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری محمد فاروق : جناب والا! ان کے سوال کا جواب جاری تھا۔ اس ضمن میں جب آپ نے وقفہ نماز مغرب کیا تو اس وقت میں عرض کر رہا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس کا جواب آ چکا ہے۔

چودھری محمد فاروق : جناب والا! جواب تو آیا لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب مطمئن نہیں کر سکے۔ جناب والا! ایک بات کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ پوچھ کر تاریخ تو بتا دیں گے کہ کون سی تاریخ کو افسران کو لکھا گیا لیکن باقی جو باتیں ہیں سوال کے جز (الف) کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ بے ضابطگیوں کی نشان دہی کی گئی ہے لیکن جز (ب) میں کہتے ہیں کہ اگر کوئی بے قاعدگی پائی گئی تو مناسب کارروائی کی جائے گی۔ جناب والا! یہ جواب مطمئن نہیں کرتا۔ براہ کرم وزیر مال کی واپسی کا انتظار کر لیا جائے۔ پارلیمانی سیکرٹری موصوف کو اس میں نہ پھنسایا جائے ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ پٹواری گرداور کی نہیں سنتے، گرداور تحصیل دار کی نہیں سنتا، تحصیل دار وزیر مال کی نہیں سنتا تو پارلیمانی سیکرٹری کو کیوں سزا دی جا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب والا! جیسا کہ پہلے اس سوال کا جواب دیا جا چکا ہے کہ آڈٹ رپورٹ بے شک آ گئی ہے وہ افسران جن کے خلاف یہ شکایت ہے ان سے جواب طلبی کی گئی ہے۔ جب جواب آئے گا تو متفقہ دونوں رپورٹوں کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی چارج شیٹ مرتب کی جائیں گی۔ میرے خیال میں اس جواب کے بعد کسی اور جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ اگلا سوال کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آرڈر پلیز، میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی باری کا انتظار کریں۔ ایک دم تمام حضرات کا اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جانا مناسب نہیں ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ :

خرچے کی پڑتال کی گئی تھی جس میں کچھ بے ضابطگیوں کی نشان دہی کی گئی۔ متعلقہ افسران کا جواب لینے کے لیے ان افسران کو تحریر کیا گیا ہے۔ جن

افسران کی جواب طلبی کی گئی ہے ان کی تعداد کتنی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : اس کے لیے تو انہیں نیا سوال کرنا پڑے گا۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میرا سوال ہے کہ 12 لاکھ روپے کا غبن ہوا ہے۔ جناب والا! اس کو پینڈنگ رکھ لیں تو آپ متعلقہ محکمے سے اس کا جواب حاصل کر کے ایوان میں پیش کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چودھری صاحب! آپ فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری مال : جی ہاں۔

اراضی کی تفصیل

☆550۔ ملک محمد ذاکر : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) موضع کھاریاں والا ضلع شیخوپورہ برلب سڑک فیصل آباد پر ڈاکٹر محمد رفیق اور شیر محمد ڈوگر کی دکانوں کے درمیان اور عقب میں جوہڑ کب سے کسی کی ملکیت ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ جوہڑ حکومت کی اراضی پر واقع ہے۔ اس کو چند گاؤں کے بااثر افراد محکمہ مال کے ملازمین کی ملی بھگت سے فروخت کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کی اس اراضی کو ناجائز طور پر فروخت کرنے والوں کے نام اور مکمل پتا جات کیا ہیں ؟ نیز کیا حکومت ان کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے اور ناجائز اراضی جو کہ انھوں نے فروخت کی ہے اس کی تحقیقات کروانے اور ان سے اس اراضی سے حاصل شدہ رقم گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) مطابق ریکارڈ محکمہ مال رقبہ تعدادی ایک کنال 4 مرلے مسمی شیر محمد ولد

جمال دین اور رقبہ تعدادی 8 کنال 18 مرلے فیض احمد وغیرہ کا ملکیتی ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کی روشنی میں توضیح کی ضرورت نہیں۔

(ج) حسب جز (ب)۔

محکمہ مال کے ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن کے مقدمات

☆562۔ چودھری محمد حنیف : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) محکمہ مال اور اس کے ملحقہ محکمہ جات کے کتنے ملازمین کے خلاف اس وقت انٹی کرپشن کے مقدمات کب سے زیر سماعت ہیں۔

(ب) کتنے ملازمین کے خلاف یکم جنوری 1988ء سے لے کر آج تک انٹی کرپشن کے مقدمات درج ہوئے ان ملازمین کے نام، پتے، عہدے اور الزامات کی نوعیت تفصیل سے بیان کریں۔

(ج) یکم جنوری 1988ء سے لے کر آج تک محکمہ مال کے کتنے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے اور کن الزامات کے تحت ہو رہی ہے۔ تفصیل بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) محکمہ مال اور اس کے لیے ملحقہ محکمہ جات کے 295 ملازمین کے خلاف 1988ء سے مقدمات زیر سماعت ہیں۔

(ب) یکم جنوری 1988ء کے بعد سے صوبہ بھر میں محکمہ مال کے 320 ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن مقدمات درج ہوئے ان اشخاص کے نام و پتے، عہدے اور الزامات کی تفصیل ضمیمہ (الف) میں درج کر دی گئی ہے۔ جو لف ہذا ہے۔

(ج) یکم جنوری 1988ء کے بعد سے 462 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔ جس کی تفصیل ضمیمہ (ب) میں درج کر دی گئی ہے۔ جو لف ہذا ہے۔

ضمیمہ ''الف''

نمبر شمار	نام	عہدہ	الزامات
-1	آغا احمد رضا	تحصیل دار	کرپشن
-2	رانا محمد اشرف	تحصیل دار	کرپشن
-3	قاسم علی ملک	تحصیل دار	کرپشن
-4	میاں نور اللہ	سپرنٹنڈنٹ	فراڈ/ جعل سازی
-5	میاں بشیر احمد	سپرنٹنڈنٹ	فراڈ/ جعل سازی
-6	محمد سلیم	اسسٹنٹ	فراڈ/ جعل سازی

ضلع راولپنڈی

-7	شبیر حسین	پٹواری	رشوت
-8	ظفر حسین	پٹواری	رشوت
-9	محبوب حسین	پٹواری	رشوت
-10	محمد تاج	نائب دفتر قانونگو	رشوت
-11	فضل حسین	پٹواری	رشوت
-12	محمد نواز	پٹواری	رشوت
-13	محمد قاسم	جونیئر کلرک	رشوت

ضلع چکوال

-14	غلام علی ولد شاہ محمد	پٹواری	رشوت
-15	غلام علی ولد راجھر	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل کیا۔
-16	محمد امیر	پٹواری	ایضاً
-17	محمد ذوالفقار	پٹواری	رشوت
-18	عبدالحمید	پٹواری	رشوت
-19	غلام حسین	پٹواری	رشوت

ضلع اٹک

-20	محمد اکرم	گرداور	ریکارڈ میں ردوبدل کیا۔
-21	اعجاز	پٹواری	رشوت
-22	دلاور خان	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل کیا۔

23-	جہان خان	پٹواری	رشوت
24-	محمد حسین	پٹواری	رشوت
25-	محمد اکرم	پٹواری	رشوت
26-	محمد اقبال	پٹواری	رشوت
27-	اصغر علی	پٹواری	نیس انتقالات میں رقم کی خورد برد۔

ضلع جہلم

28-	محمد یعقوب	پٹواری	انتقالات بغیر منظوری کے جاری کیے۔
29-	محمد گلزار	پٹواری	رشوت
30-	حبیب اللہ	پٹواری	گرداوری میں تبدیلی کی۔

ضلع گوجرانوالہ

31-	ارشد جاوید	پٹواری	رشوت
32-	منظور حسین	پٹواری	رشوت
33-	محمد یوسف	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل کیا۔
34-	فدا حسین	پٹواری	ایضاً
35-	غلام مصطفےٰ	پٹواری	رشوت
36-	فیاض احمد	پٹواری	رشوت
37-	رشید الدین	پٹواری	رشوت
38-	غلام محمد	پٹواری	رشوت
39-	قاضی محمد رمضان	دفتر قانونگو	فراڈ
40-	محمد منشا	پٹواری	جعلی الاٹ منٹ
41-	محمد صابر علی	جونیئر کلرک	غبن / بدعنوانی

ضلع سیالکوٹ

42-	محمد اشرف	پٹواری	رشوت
43-	لطیف مسیح	پٹواری	رشوت

44-	عبدالعزیز	پٹواری	رشوت
45-	احمد دین	پٹواری	جعلی رجسٹری کروائی
46-	محمد اختر	پٹواری	غلط انتقال درج کیا۔
47-	عفت جاوید	پٹواری	رشوت
48-	محمد حنیف	پٹواری	رشوت
49-	مشتاق احمد	پٹواری	رشوت
50-	عاشق حسین	پٹواری	رشوت
51-	محمد شریف	پٹواری	رشوت
52-	ناصر احمد	پٹواری	رشوت

ضلع گجرات

53-	اللہ دتہ	پٹواری	رشوت
54-	اشرف علی	پٹواری	رشوت
55-	محمد اعظم	پٹواری	انتقال غلط درج کیا۔
56-	محمد الیاس	پٹواری	انتقال میں ردوبدل کیا۔
57-	لال خان	پٹواری	رشوت
58-	حیدر علی شاہ	پٹواری	بوگس الاٹمنٹ کروائی

ضلع لاہور

59-	نثار احمد	جونیئر کلرک	رشوت
60-	محمد راز	جونیئر کلرک	رشوت
61-	یونس حسین	جونیئر کلرک	رشوت
62-	سید احمد	پٹواری	رشوت
63-	محمد شریف	پٹواری	رشوت
64-	محمد یوسف	پٹواری	رشوت

ضلع شیخوپورہ

65-	اصغر علی	پٹواری	رشوت
66-	اکبر علی	پٹواری	رشوت
67-	میاں عبداللطیف	پٹواری	رشوت
68-	برکت علی	پٹواری	رشوت
69-	محمد امین	پٹواری	رشوت
70-	عبدالرحمان	پٹواری	مقدمہ درج شدہ خارج ہو چکا ہے۔
71-	ممتاز حسین	پٹواری	ملزم عدالت سے بری ہو چکا ہے۔
72-	محمد اقبال	پٹواری	مقدمہ زیر سماعت ہے۔
73-	محمد اقبال	پٹواری	ایضاً
74-	سید احمد	پٹواری	ایضاً

75-	عبدالرحمان	پٹواری	اینا
76-	محمد عالم	پٹواری	اینا
77-	سیف اللہ	پٹواری	اینا
78-	عبدالقیوم	گرداور	مقدمہ زیر تفتیش
79-	محمد اسلم	پٹواری	اینا
80-	محمد حنیف	جونیئر کلرک	فروا اراضی ملکیتی مرکزی حکومت

ضلع قصور

81-	معراج دین	پٹواری	رشوت
82-	محمد خان	پٹواری	رشوت
83-	بشیر احمد	پٹواری	رشوت
84-	رائے محمد اکبر	نائب تحصیلدار	عورت کو مردہ ظاہر کر کے وارثان کو فائدہ دیا۔
85-	محمد خان	گرداور	اینا
86-	حفیظ اللہ	پٹواری	اینا
87-	نصیر احمد	پٹواری	رشوت
88-	نور احمد وٹو	پٹواری	رشوت

89-	محمد تقی صابر	پٹواری	رشوت
90-	ظفر اقبال	پٹواری	رشوت
91-	محمد انور امدادی	پٹواری	رشوت
92-	سردار علی	پٹواری	رشوت
93-	محمد عبداللہ شیخ	پٹواری	غلط الاٹمنٹ
94-	محمد ارشد	پٹواری	رشوت
95-	محمد شفیع جوئیہ	پٹواری	رشوت
96-	اظہر اقبال	پٹواری	جعلسازی
97-	عبدالعزیز انصاری	پٹواری	جعلسازی
98-	محمد اشرف کاظمی	جونیئر کلرک	رشوت
99-	فاروق احمد	جونیئر کلرک	رشوت
100-	ناصر علی	جونیئر کلرک	رشوت
101-	نذیر احمد	جونیئر کلرک	رشوت
102-	غلام حسین	نائب قاصد	بددیانتی/ناجائز طریقے سے جائیداد بنانا۔

ضلع اوکاڑہ

103-	محمد ہاشم	پٹواری	رشوت
104-	فیض محمد	پٹواری	غبن فیس انتقالات

105-	بشیر احمد	پٹواری	اپنا
106-	محمد اسلم	پٹواری	اپنا
107-	منیر احمد	پٹواری	رشوت
108-	مشتاق احمد	قانونگو	غبن فیس
109-	خالد محمود	قانونگو	غبن مالیہ سرکار
110-	محمد اقبال	جونیئر کلرک	بددیانتی/سرکاری ریکارڈ میں ہیر پھیر
111-	محمد صدیق	جونیئر کلرک	اپنا
112-	طالب مسیح	خلاصی	اپنا
113-	محمد سلیم	جونیئر کلرک	سرکاری ریکارڈ گم کیا۔

ضلع سرگودہا۔

114-	مظہر حسین شاہ	پٹواری	رشوت
115-	راجہ عبدالرشید	نائب تحصیلدار	کرپشن
116-	فخرالدین	پٹواری	رشوت
117-	لال دین	پٹواری	رشوت
118-	محمد اکبر	جونیئر کلرک	رشوت
119-	عبدالخالق	جونیئر کلرک	رشوت
120-	منظور احمد قریشی	سینئر کلرک	رشوت
121-	احمد یار	سینئر کلرک	رشوت

122-	محمد رفیق	پٹواری	کرپشن
123-	ظفر اقبال	پٹواری	کرپشن
124-	محمد ولایت	پٹواری	کرپشن
125-	نذر حسین شاہ	پٹواری	کرپشن
126-	محمد خان	پٹواری	کرپشن

ضلع بھکر

127-	ملک مشتاق احمد	نائب تحصیلدار	کرپشن
128-	حاکم خان	پٹواری	کرپشن
129-	عبدالرزاق	پٹواری	رشوت
130-	امام بخش	پٹواری	رشوت
131-	رانا محمد اشرف	پٹواری	کرپشن
132-	رانا نیاز اختر	پٹواری	کرپشن
133-	قلب شیر	پٹواری	کرپشن
134-	حنیف بخش بھٹی	جونیئر کلرک	رشوت
135-	حسین علی بھٹی	جونیئر کلرک	رشوت

ضلع خوشاب

136-	میر محمد	گرداور	رشوت

137-	محمد شیر	پٹواری	رشوت
138-	محمد خان	پٹواری	رشوت
139-	اصغر علی	پٹواری	گورنمنٹ کے بقایاجات میں خورد برد
140-	طالب حسین	پٹواری	رشوت
141-	محمد شفیع	پٹواری	رشوت
142-	محمد اقبال	پٹواری	کرپشن

ضلع میانوالی۔

143-	ذوالفقار حسین شاہ	نائب تحصیلدار	تبدیلی خسرہ گرداوری
144-	محمد علی	پٹواری	ایضاً
145-	محمد صدیق	پٹواری	ایضاً
146-	محمد رمضان	گرداور	رشوت
147-	محمد مرج	پٹواری	رشوت
148-	سلطان جان	گرداور	رشوت
149-	میاں محمد	پٹواری	رشوت
150-	سیف اللہ	پٹواری	رشوت
151-	عطاء اللہ	پٹواری	کرپشن

ضلع فیصل آباد

152-	شہادت علی	پٹواری	کرپشن

153-	ناصر محمود	پٹواری	کرپشن
154-	اشفاق احمد	پٹواری	کرپشن
155-	محمد نعیم	پٹواری	رشوت
156-	محمد یار	پٹواری	رشوت
157-	محمد اشرف	پٹواری	رشوت
158-	محمد جاوید	پٹواری	ریکارڈ میں ردو بدل
159-	عبدالرحیم	پٹواری	غلط الاٹمنٹ
160-	بشیر احمد	پٹواری	رشوت
161-	ضیاء حسین	پٹواری	رشوت
162-	محمد اسلم شاہین	پٹواری	رشوت
163-	جاوید انور	سینئر کلرک	فراڈ / جعلی دستخط کرنا
164-	افضل حسین	ڈرائیور	ہیرا پھیری سے دولت کمانا
165-	امجد پرویز	جونیئر کلرک	رشوت

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

166-	کاظم حسین	پٹواری	کرپشن
167-	اللہ بخش	پٹواری	کرپشن
168-	محمد حنیف	پٹواری	کرپشن
169-	محمد علی	پٹواری	کرپشن
170-	بہاول شیر	پٹواری	ریکارڈ میں ردو بدل رشوت

ضلع جھنگ

-171	مظہر حسین	پٹواری	کرپشن
-172	ظفر علی	پٹواری	کرپشن
-173	ارشاد حسین	پٹواری	کرپشن
-174	منور حسین شاہ	جونیئر کلرک	رشوت

ضلع ملتان

-175	محمد اسحاق	پٹواری	رشوت
-176	عبدالستار	پٹواری	رشوت
-177	خادم حسین	دفتر قانونگو	رشوت
-178	فیض الحسن	پٹواری	رشوت
A -178	فیض الحسن	پٹواری	رشوت
-179	اللہ دتہ	پٹواری	رشوت
-180	محمد علی	پٹواری	رشوت
-181	محمد علی	پٹواری	رشوت
-182	خان بیگ	پٹواری	رشوت
-183	ظہور احمد شاہ	پٹواری	رشوت
-184	محمد رفیق	پٹواری	رشوت

185-	عبدالغفور	پٹواری	رشوت
186-	خضر حیات	پٹواری	رشوت
187-	سراج احمد	پٹواری	رشوت
188-	محمد نواز	پٹواری	رشوت
189-	خالد حسین مرتضیٰ	پٹواری	رشوت
190-	عبدالغفور	نائب تحصیلدار	غبن
191-	لیاقت علی	سب رجسٹرار	رشوت
192-	شاہد لطیف	نائب تحصیلدار	فراڈ
193-	فیروز خان	نائب تحصیلدار	رشوت
194-	محمد اشفاق قریشی	نائب تحصیلدار	رشوت
195-	راؤ علی حسن	نائب تحصیلدار	رشوت
196-	مشتاق احمد خان	سینئر کلرک	رشوت
197-	غلام شبیر	جونیئر کلرک	رشوت
198-	محمد اکرم	نائب قاصد	رشوت

ضلع ساہیوال

199-	محمد اسماعیل	پٹواری	رشوت
200-	محمد انور	پٹواری	رشوت
201-	مرزا عبدالتصور	نائب تحصیلدار	فیس انتقالات مخروبرد

202-	محمد اسماعیل	نائب تحصیلدار	ایضاً
203-	محسن علی	نائب تحصیلدار	ایضاً
204-	نصیر احمد	نائب تحصیلدار	رشوت
205-	محمد سلیم	نائب تحصیلدار	رشوت
206-	فلک شیر	نائب تحصیلدار	رشوت
207-	ذوالفقار	نائب تحصیلدار	رشوت
208-	محمد اکبر	نائب تحصیلدار	رشوت
209-	محمد اسحاق	نائب تحصیلدار	رشوت

ضلع خانیوال

210-	محمد امجد حسین	نائب تحصیلدار	دھوکے باز
211-	محمد نواز	پٹواری	رشوت
212-	محمد سلیم اقبال	قانونگو	دھوکے باز
213-	محمد شہباز	پٹواری	رشوت
214-	محمد شریف	پٹواری	رشوت
215-	عاشق حسین	پٹواری	رشوت
216-	منظور حسین	پٹواری	رشوت
217-	ممتاز حسین	پٹواری	رشوت
218-	غلام شبیر	پٹواری	رشوت
219-	عبدالرحمان	قانونگو	رشوت

220-	محمد ابراہیم	پٹواری	رشوت
221-	مظہر حسین	پٹواری	رشوت
222-	محمد حسین	پٹواری	رشوت

ضلع وہاڑی

223-	ایم حفیظ اللہ	پٹواری	زرعی پاس بک غلط بنائی
224-	محمد افضل	پٹواری	رشوت
225-	اللہ دتہ	پٹواری	غلط کاشت کا اندراج
226-	بشیر احمد	پٹواری	رشوت
227-	عزیز احمد	پٹواری	رشوت

ضلع بہاول پور

228-	صادق محمد	پٹواری	فراڈ/کرپشن
229-	غلام فرید	پٹواری	رشوت
230-	محمد افضل	پٹواری	رشوت
231-	عبدالجبار	گرداور	رشوت
232-	محمد افضل	پٹواری	کرپشن
233-	منیر	پٹواری	کرپشن

234-	محمد الیاس	پٹواری	کرپشن
235-	مقبول حسین	پٹواری	کرپشن
236-	نذیر حسین	پٹواری	کرپشن
237-	بشیر احمد	پٹواری	کرپشن
238-	منیر احمد	پٹواری	رشوت
239-	نذیر احمد	پٹواری	رشوت
240-	محمد حسین	پٹواری	رشوت
241-	محمد ہارون	پٹواری	رشوت
242-	محمد اشفاق	جونیئر کلرک	رشوت
243-	راؤ کنور شفیق	جونیئر کلرک	سرکاری رقم میں خورد برد
244-	محمد صدیق	جونیئر کلرک	رشوت
245-	محمد اقبال	جونیئر کلرک	رشوت

ضلع رحیم یار خان

246-	مقبول احمد	پٹواری	رشوت
247-	عبدالرحمان	پٹواری	رشوت
248-	بشیر احمد	پٹواری	رشوت
249-	محمد اسماعیل	پٹواری	رشوت
250-	جمیل احمد	پٹواری	رشوت
251 -	عبدالحمید	پٹواری	رشوت
252-	ابشیوک	قانونگو	رشوت

253-	دین محمد	پٹواری	ایضاً
254-	رب نواز	پٹواری	ایضاً
255-	محمد حسین	پٹواری	گوشوارہ وقت پر تیار نہ کیا۔
256-	محمد حیات	پٹواری	ایضا
257-	غلام حیدر	پٹواری	ریکارڈ نامکمل۔
258-	ذوالفقار احمد	پٹواری	غیر حاضری
259-	غلام سرور	گرداور	غیر حاضری
260-	غلام حیدر شاہ	پٹواری	غیر حاضری
261-	عبدالحمید	پٹواری	غیر حاضری
262-	محمد حسین	گرداور	سرکاری بقایا کی وصولی غیر تسلی بخش
263-	نور محمد	پٹواری	غیر حاضری

ضلع خوشاب

264-	ملک علی محمد	نائب تحصیلدار	تبدیلی خسرہ گرداوری
265-	ممتاز حسین شاہ	پٹواری	ایضاً
266-	ملک امتیاز احمد بچھر	نائب تحصیلدار	غیر حاضری
267-	میر محمد	گرداور	رشوت
268-	عبدالرشید	گرداور	غیر حاضری
269-	محمد اقبال	پٹواری	رشوت

270-	لیاقت علی	پٹواری	کرپشن
271-	شیر محمد	گرداور	کرپشن

ضلع ڈیرہ غازی خان

272-	رفیق احمد	نائب تحصیلدار	رشوت
273-	عبدالمجید اختر	نائب تحصیلدار	رشوت
274-	غلام قادر	جونیئر کلرک	غبن

ضلع لیہ

275-	سلطان محمود	قانونگو	کرپشن
276-	محمد نواز	پٹواری	کرپشن

ضلع راجن پور

277-	بشیر احمد	پٹواری	رشوت
278-	رانا محمد اشرف	تحصیلدار	کرپشن
279-	ممتاز علی	پٹواری	کرپشن
280-	حضور بخش	پٹواری	کرپشن
281-	رحیم بخش	پٹواری	کرپشن

282-	عبدالرشید	پٹواری	کرپشن
283-	رزاق حسن خان ربانی	تحصیلدار	کرپشن
284-	مشتاق احمد صدیقی	نائب تحصیلدار	کرپشن
285-	سید سرفراز الحسن شاہ	نائب تحصیلدار	کرپشن
286-	غلام حیدر	گرداور	کرپشن
287-	غلام فرید	پٹواری	کرپشن

ضلع مظفر گڑھ

288-	امان اللہ	پٹواری	کرپشن
289-	نصیر الدین	گرداور	کرپشن
290-	محمد محسن	پٹواری	کرپشن
291-	اللہ ڈوایا	پٹواری	کرپشن
292-	رشید احمد	پٹواری	کرپشن
293-	رشید احمد	پٹواری	کرپشن
294-	نذیر احمد	پٹواری	کرپشن
295-	منظور احمد	پٹواری	کرپشن
296-	امیر محمد	پٹواری	کرپشن
297-	عبدالستار	پٹواری	کرپشن
298-	اللہ بخش	گرداور	کرپشن

299-	نذر حسین	پٹواری	کرپشن
300-	پہلوان بخش	گرداور	کرپشن
301-	عبدالعزیز	پٹواری	کرپشن
302-	اللہ بخش	پٹواری	کرپشن
303-	اللہ بخش	پٹواری	کرپشن
304-	نیک محمد	پٹواری	کرپشن
305-	غلام یاسین	پٹواری	کرپشن
306-	نیک محمد	پٹواری	کرپشن
307-	ظہور اسلام	گرداور	کرپشن
308-	فیض اللہ	پٹواری	کرپشن
309-	غلام یاسین	نائب تحصیلدار	کرپشن
310-	ظفر اقبال	پٹواری	کرپشن
311-	غازی خان	پٹواری	کرپشن
312-	خادم حسین	پٹواری	کرپشن
313-	اقبال حسین	پٹواری	کرپشن
314-	لیاقت علی	پٹواری	کرپشن
315-	اقبال حسین	پٹواری	کرپشن
316-	بن منظور حسین	پٹواری	کرپشن
317-	شیخ شوکت علی	تحصیلدار	کرپشن

318-	غلام رسول نیازی	پٹواری	کرپشن
319-	انور مسیح	جونیئر کلرک	رشوت
320-	زوار حسین شاہ	جونیئر کلرک	رشوت

ضمیمہ "ب"

نمبر شمار	نام	عہدہ	الزامات
1-	تحامسن جان	تحصیلدار	اختیارات سے تجاوز کیا۔
2-	عبدالسمیع قریشی	"	غلط انتقال منظور کیا۔
3-	لیاقت علی جوہر	"	غلط رجسٹری پاس کی۔
4-	زین العابدین	"	ایضاً
5-	آغا احمد رضا	"	غلط رپورٹ کا اعلان کیا۔
6-	آغا احمد رضا	"	ایضاً
7-	محمد اشرف	"	کرپشن/نااہلی۔
8-	احسان مہدی جعفری	"	فرائض میں غفلت
9-	امتیاز احمد نیازی	"	غلط انتقال منظور کیا۔
10-	امجد سعید	"	غلط نشاندہی کی۔
11-	غلام سرور	"	ڈیوٹی سے غیر حاضری۔
12-	زین العابدین	"	154 انتقالات کا فیصلہ غلط کیا۔
13-	آغا احمد رضا	"	غلط ایوارڈ کا اعلان کیا۔ اور رقم کی غلط ادائیگی کی۔
14-	احسان علی خان	"	انتقال غلط کیا۔

15-	محمد رمضان	"	فرائض میں غفلت۔
16-	رب نواز	"	سرکاری رقم میں خرد برد۔
17-	محمد نعیم طارق	"	عدالت کی حکم عدولی۔
18-	عبدالغفار	تحصیلدار/سب رجسٹرار	رجسٹری غلط منظور کی۔
19-	ملک صفدر	تحصیلدار	ریونیو ریکارڈ میں ردوبدل۔
20-	سید ابرار الحسن بخاری	"	انتقال غلط منظور کیا۔
21-	مراللہ بخش پرا	"	سکیم اشتمال میں ہیرا پھیری۔
22-	محمد علی کھلو	"	جمع بندی کا اندراج غلط کیا۔
23-	محمد طارق محمود	"	سرکاری زمین کی غلط الاٹمنٹ۔
24-	خادم حسین رند	"	غلط انتقال منظور کیا۔
25-	رشید احمد آغا	"	ایضاً
26-	آغا احمد رضا	"	ایضاً
27-	نذر محمد	"	کرپشن
28-	محمد نعیم طارق	"	کرپشن
29-	مہر حبیب اللہ خان	"	سکیم انتقال میں ہیرا پھیری
30-	مہر حبیب اللہ خان	"	سکیم انتقال میں ہیرا پھیری۔
31-	شیخ محمد حنیف	"	ایضاً
32-	چوہدری عبدالعزیز	"	سکیم اشتمال میں ہیرا پھیری۔
33-	کبیر علی	"	ایضاً

34-	محمد اشرف نعیم	"	ایضاً
35-	حبیب اللہ	"	ایضاً
36-	طارق محمود ظفر	"	انتقال پرت سرکار جمع نہ کرایا۔
37-	مشتاق احمد	"	سکیم اشتمال میں ہیرا پھیری۔
38-	محمد اکرم	"	فرائض میں غفلت
39-	غیاث الدین	"	سکیم اشتمال میں انتقال غلط منظور کیا۔
40-	شہباز اختر گھمن	"	پرت سرکار جمع نہ کرایا۔
41-	کریم بخش جعفری	"	فرائض میں غفلت۔
42-	ولایت حسین نیازی	"	سرکاری زمین کے متعلق غلط رپورٹ کی۔
43-	ناصر خان	"	شکار کے قانون کی خلاف ورزی کی۔
44-	شیخ نذیر احمد	"	سکیم اشتمال میں ہیرا پھیری۔
45-	سید عصمت علی بخاری	"	سرکاری رقم کی وصولی میں غفلت۔
46-	منظور احمد	"	سکیم میں ہیرا پھیری۔
47-	چوہدری محمد حنیف	"	کمشنر کے حکم کی خلاف ورزی۔
48-	چوہدری محمد رفیق	"	کرپشن
49-	چوہدری سردار محمد	"	سرکاری بلوں پر دستخط سے انکار۔
50-	چوہدری شیر محمد	"	سکیم اشتمال میں ہیرا پھیری۔
51-	چوہدری محمد نواز وڑائچ	"	فراڈ/کرپشن

ضلع راولپنڈی

52-	محمد شریف	پٹواری	ڈیوٹی سے غیر حاضری
53-	محمد یونس	پٹواری	کوئی انتقال درج نہ کیا اور نمبردار کی موت کی خبر نہ دی۔
54-	محمد اعظم	پٹواری	ریکارڈ نامکمل۔
55-	محمد فاروق	پٹواری	ریکارڈ نامکمل اور کام میں غیر دلچسپی۔
56-	محمد حسین	قانونگو	غیر حاضری۔
57-	غلام مصطفیٰ	پٹواری	غیر حاضری
58-	محمد یاسین	جونیئر کلرک	غیر حاضری
59-	غلام ربانی	سینئر کلرک	نااہلیت غلط چلن۔
60-	عبدالقیوم	نائب قاصد	غیر حاضری۔

ضلع چکوال

61-	غلام علی	پٹواری	رشوت
62-	فرخ سعید	جونیئر کلرک	فائل کی گمشدگی۔
63-	محمد حنیف	خلاصی	غیر حاضری/سرکاری ڈیوٹی سے انکار۔
64-	محمد اسلم	جونیئر کلرک	نافرمان۔ بدعنوان۔ غیر حاضر۔

ضلع اٹک

65-	پرویز اختر	پٹواری	غیر ذمہ دار۔

66-	عبدالقیوم	پٹواری	غلط چال چلن
67-	نثار احمد	پٹواری	غلط چال چلن۔
68-	عمر خان	پٹواری	غلط چال چلن۔
69-	صمصام الدین	پٹواری	غلط چال چلن۔
70-	بابر خان	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل۔
71-	احمد گل	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل۔
72-	نثار احمد	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل۔
73-	محمد حسین	نائب دفتر قانونگو	انتقالات میں غلط اندراج/ حصص کا الزام۔

ضلع جہلم

74-	عبدالغفار	پٹواری	گرداوری میں خسرہ نمبر غلط درج کیے۔
75-	قربان حسین	پٹواری	دوسرے آدمی کا گرداوری میں قبضہ ظاہر کیا۔
76-	باغ علی	پٹواری	بلا حکم قسم تبدیل کیا۔
77-	غلام حیدر	پٹواری	فیس انتقالات غبن کی۔
78-	محمد سرفراز	پٹواری	ایضاً
79-	عبدالرحمان	پٹواری	فیس انتقالات غبن کی۔
80-	ارشد بیگ	پٹواری	رشوت

81	محمد دین	نائب تحصیلدار	وصولی غیر تسلی بخش۔
82-	رانا حبیب اللہ	" "	نقشہ جات غلط تیار کئے اے ڈی بی پی کی وصولی غیر تسلی بخش۔
83-	سید اقبال حسین گیلانی	" "	انتقالات پر ت سرکار جمع نہ کروائے۔
84-	رائے محمد ریاض	" "	وصولی غیر تسلی بخش۔
85-	منظور حسین	پٹواری	رشوت ستانی۔
86-	رانا جاوید اقبال	نائب تحصیلدار	وصولی غیر تسلی بخش۔
87-	اقبال وسیم	" "	ماتحت کے ساتھ شریک جرم ہوئے۔
88-	اجمل سیف چیٹھہ	" "	ایضاً
89-	آصف جاوید ورک	" "	وصولی بقایا غیر تسلی بخش۔
90-	رائے محمد ریاض	" "	ایضاً
91-	محمد اقبال سہیل	" "	ایضاً
92-	محمد صابر	" "	ایضاً
93-	محمد ماجد خان	" "	ایضاً
94-	وسیم اقبال	" "	ایضاً
95-	بشیر احمد	" "	ایضاً
96-	الطاف حسین	" "	ایضاً
97-	لیاقت علی	پٹواری	عدم انتقالات منظور ہوئے۔

98-	عاشق حسین	پٹواری	معطل شدہ کے خلاف کارروائی۔
99-	محمد یوسف	پٹواری	منتقلی رقبہ بوجہ عدم منظوری برائے انتقال۔
100-	نظام دین	پٹواری	رشوت
101-	محمد ارشد	پٹواری	رشوت
102-	محمد منیر	پٹواری	رشوت
103-	محمد اسماعیل	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل۔
104-	محمد حسین	قانونگو	سرکاری زرعی زمین خرد برد کی۔
105-	محمد طفیل	قانونگو	ایضاً
106-	قاضی منور حسین	قانونگو	ایضاً
107-	افضال حسین	قانونگو	ایضاً
108-	فتح محمد	قانونگو	سابقہ تاریخ میں انتقال کا مقابلہ۔

ضلع سیالکوٹ

109-	شاہد کمال	جونیئر کلرک	غلط چال چلن۔
110-	محمد اشرف بٹ	جونیئر کلرک	ایضاً
111-	تبسم علی شاہ	جونیئر کلرک	ایضاً
112-	ملک محمد صدیق	جونیئر کلرک	ایضاً

ضلع گجرات

113-	عبدالرزاق	قانونگو	بوگس الاٹمنٹ

114-	بہادر خان	جونیئر کلرک	غفلت/لاپرواہی۔
115-	سید حسن رحمان	جونیئر کلرک	ایضاً

ضلع لاہور

116-	ملک محمد اشرف	قانونگو	فراڈ/کرپشن
117-	منظور حسین	پٹواری	فراڈ/کرپشن
118-	نصیر عالم	پٹواری	فراڈ/کرپشن
119-	محمد طفیل	پٹواری	انتقال غلط درج کئے۔
120-	الطاف حسین	پٹواری	زندہ عورت کو مردہ ظاہر کر کے وراثت کا انتقال غلط کیا۔
121-	نعیم پرویز	پٹواری	اپنے ہاتھ سے گرداوری درج نہ کی۔
122-	عمر دین	پٹواری	فراڈ/کرپشن
123-	محمد علی	پٹواری	رشوت وصول کرنے کا الزام۔
124-	محمد اسلم	پٹواری	فرد نمبر14 گرداوری کی حیثیت سے جاری کیا۔
125-	عبدالرشید	پٹواری	افسروں سے بدتمیزی/کام میں غیر دلچسپی۔
126-	تصور حسین	پٹواری	رشوت
127-	مقبول احمد	پٹواری	انتقال میں ردوبدل۔
128-	محمد مظہر	پٹواری	فرد ناجائز جاری کیا۔
129-	رحمت علی	پٹواری	پٹوار خانے کو آگ لگادی تاکہ اپنی ناجائز کارروائی چھپا سکے۔

130-	شوکت علی	پٹواری	ڈپٹی کمشنر کی اجازت کے بغیر دو انتقال غلط کئے۔
131-	پرویز خورشید	پٹواری	ناجائز فرد جاری کی۔
132-	جمیل حسین	پٹواری	رشوت
133-	ذوالفقار علی	پٹواری	رشوت
134-	سرفراز حسین شاہ	پٹواری	سرکاری رقم میں خرد برد۔
135-	محبوب سرور	پٹواری	جمع بندی مکمل نہ کی۔
136-	شاہد رفیق	پٹواری	فرد جاری نہ کی۔
137-	سید امداد حسین	پٹواری	جمع بندی نامکمل
138-	ذوالفقار احمد	پٹواری	جمع بندی نامکمل
139-	شہزاد گل	پٹواری	غیر حاضری۔
140-	رانا محمد اکمل	پٹواری	غیر حاضری
141-	ایم لیاقت علی	پٹواری	غیر حاضری
142-	فلک شیر	پٹواری	نمبردار رجسٹر گم کر دیا۔
143-	محمد سلیم	پٹواری	افسران کے حکم کی نافرمانی۔
144-	رشید احمد	پٹواری	ناجائز رقم کا مطالبہ۔
145-	خواجہ رب نواز	ایچ وی سی	ہیرا پھیری/لاپرواہی/نااہلیت۔
146-	سردار محمد نسیم	جونیئر کلرک	رشوت
147-	محمد سلیم	جونیئر کلرک	رشوت
148-	محمد اشرف	جونیئر کلرک	فراڈ اراضی سلکیتی صوبائی حکومت۔

ضلع شیخوپورہ

ضلع قصور

149-	عبدالعزیز	پٹواری	غلط اندراج
150-	محمد عاشق پروانہ	پٹواری	بدرویہ/بداطواری
151-	نصیر احمد	پٹواری	ایضاً
152-	صاحب دین	پٹواری	ایضاً
153-	محمد حسین	پٹواری	بارویہ۔ غیر حاضری
154-	عنایت حسین	پٹواری	سول کورٹ کاٹے درج کرنے سے انکار
155-	پاور حسین	پٹواری	سرکاری حکم کی نافرمانی
156-	اظہر اقبال	پٹواری	غلط اندراج
157-	محمد حنیف	پٹواری	ڈیوٹی سے غیر حاضری
158-	حفیظ اللہ اکرام	پٹواری	ایضاً
159-	نصیر احمد	پٹواری	رشوت
160-	محمد یوسف	پٹواری	بداطواری/نااہلی
161-	محمد مشتاق	پٹواری	غیر حاضری
162-	محمد نصیر	پٹواری	غیر حاضری
163-	معراج دین	پٹواری	سرکاری مال خرد برد
164-	محمد تقی صابر	پٹواری	نااہلی/بداطواری
165-	محمد اکرم	پٹواری	غیر قانونی رویہ کا ارتکاب

166-	غلام مصطفیٰ	پٹواری	رشوت
167-	محمد اسماعیل	پٹواری	رشوت
168-	محمد منیر	پٹواری	غبن فیس
169-	فاروق احمد	جونیئر کلرک	رشوت
170-	ناصر علی خان	جونیئر کلرک	رشوت

ضلع اوکاڑہ

171-	ظہور حسین	پٹواری	غلط گرداوری/ریکارڈ میں ردوبدل۔
172-	محمد سلیم	پٹواری	ایضاً
173-	شہادت علی	پٹواری	ایضاً
174-	محمد حنیف	پٹواری	ایضاً
175-	رشید احمد	پٹواری	ایضاً
176-	ظفر علی (مرحوم)	پٹواری	ایضاً
177-	فاروق اکبر	پٹواری	ایضاً
178-	غلام رسول	پٹواری	ایضاً
179-	محمد حسین	پٹواری	غلط گرداوری/ریکارڈ میں ردوبدل۔
180-	شفقت رسول	پٹواری	ایضاً
181-	محمد مظہر	پٹواری	ایضاً
182-	عطاء اللہ	قانونگو	ایضاً

183-	خالد محمود	قانونگو	معاملہ سرکار کا ملبن۔
184-	رانا مشتاق احمد	قانونگو	فیس انتقالات کا ملبن۔
185-	محمد سرور	دفتر قانونگو	غلط نقشہ جات کی تیاری۔
186-	عبدالقیوم	قانونگو	بوگس کارروائی۔
187-	محمد اکرم	قانونگو	ریکارڈ میں ردوبدل۔
188-	کبیر نظامی	دفتر قانونگو	غلط نقشہ جات کی تیاری۔
189-	محمد افضل	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل اور غلط گرداوری۔

ضلع سرگودھا

190-	محمد ممتاز	قانونگو	غیر تسلی بخش کام۔
191-	شیر محمد	قانونگو	غیر تسلی بخش کام۔
192-	عالم شیر	پٹواری	پبلک شکایت۔
193-	محمد مظہر	پٹواری	پبلک شکایت۔
194-	محمد اشرف	پٹواری	پبلک شکایت۔
195-	محمد اکرم	پٹواری	غلط خسرہ گرداوری۔
196-	غلام جیلانی	پٹواری	ایضاً
197-	محمد امیر	پٹواری	ایضاً
198-	عبدالستار	پٹواری	غلط رپورٹ تیار کی۔
199-	محمد حیات	پٹواری	غیر حاضری۔

200-	ظفر اقبال	پٹواری	بوگس فرد تیاری۔
201-	اللہ دتہ	پٹواری	سیاسی سفارشیں کرانا۔
202-	محمد انور شاہ	پٹواری	غیر حاضری۔
203-	محمد یونس	پٹواری	غلط رپورٹ دی۔
204-	اعجاز احمد	پٹواری	غلط فرد جاری کیا۔
205-	ظفر اقبال	پٹواری	رشوت
206-	عبدالرزاق	پٹواری	غلط گرداوری
207-	محمد اسلم	پٹواری	احکام بالا کی خلاف ورزی۔
208-	اسپر علوی	پٹواری	ریکارڈ میں غلط اندراج۔
209-	محمد سرور	پٹواری	نامکمل ریکارڈ
210-	عبدالشکور	پٹواری	غیر حاضری
211-	محمد شفیع	پٹواری	رشوت
212-	اللہ دتہ	پٹواری	غیر حاضری
213-	امان اللہ	پٹواری	غلط گرداوری
214-	فخر الدین	پٹواری	رشوت
215-	محمد منیر خان	جونیئر کلرک	غیر حاضری
216-	ایم افضل حیات	جونیئر کلرک	ریکارڈ میں غلطیں جمع نہ کرائیں۔
217-	نجم الحسن	جونیئر کلرک	غیر حاضری
218-	نور محمد	جونیئر کلرک	غیر حاضری / لاپرواہی۔

219-	محمد سلطان	سینئر کلرک	لاپرواہی۔
220-	ممتاز حسین	اسسٹنٹ	لاپرواہی۔
221-	محمد سچ پراچہ	جونیئر کلرک	لاپرواہی/بدالحواری
222-	محمد اکرم نون	جونیئر کلرک	ایضاً

ضلع بھکر

223-	فیض اختر	سینئر کلرک	نااہلی/غلط روی۔
224-	حیات اللہ خان	جونیئر کلرک	ایضاً
225-	سکندر خان	جونیئر کلرک	ایضاً
226-	الفت حسین	گرداور	ایضاً
227-	سلطان خان	پٹواری	ایضاً
228-	غلام حسین	گرداور	ایضاً
229-	عبدالستار	پٹواری	ایضاً
230-	چوہدری عنایت اللہ	گرداور	ایضاً
231-	ریاض حسین	پٹواری	ایضاً
232-	ظفر اقبال	پٹواری	نااہلی/ غلط روی
233-	قطب شیر	پٹواری	رشوت
234-	محمد حسین	پٹواری	نااہل
235-	رشید اختر خان	پٹواری	نااہل

236-	جاوید خان	پٹواری	نااہل
237-	عبدالرحمان	پٹواری	نااہل
238-	عبدالحمید	قانونگو	غیر حاضری
239-	محمد اقبال	قانونگو	فرض ناشناسی
240-	محمد جمیل	قانونگو	فرض ناشناسی
241-	غلام حسین	قانونگو	غیر حاضری
242-	غلام سرور	قانونگو	غیر حاضری
243-	عبد عزیز	قانونگو	غیر حاضری
244-	غلام حیدر	قانونگو	غیر حاضری
245-	لیاقت علی	قانونگو	غیر حاضری

ضلع میانوالی

246-	محمد سعید	نائب تحصیلدار	افسران کی حکم عدولی۔
247-	عبدالرحمان	پٹواری	غلط بیانی اور دھوکہ دہی۔
248-	شیر رسول	پٹواری	ایضاً
249-	محمد اکرم	پٹواری	ایضاً
250-	محمد پرویز	پٹواری	ایضاً
251-	عبدالعزیز	پٹواری	ایضاً
252-	نور حسین	پٹواری	ریکارڈ گم کیا۔

ضلع بہاولنگر

253-	غلام محمد	پٹواری	فراڈ/کرپشن
254-	محمد جہانگیر	پٹواری	رشوت
255-	محمد چراغ	پٹواری	کرپشن
256-	عبدالستار	پٹواری	کرپشن
257-	بشیر احمد	پٹواری	کرپشن
258-	محمد اکرم	پٹواری	کرپشن
259-	رشید اقبال	پٹواری	کرپشن
260-	محمد رفیق	پٹواری	کرپشن
261-	مقبول احمد	گرداور	کرپشن
262-	عاشق علی	پٹواری	کرپشن
263-	محمد ظفر اقبال و اھلہ	گرداور	کرپشن
264-	عاشق علی	پٹواری	کرپشن
265-	غلام رسول	پٹواری	کرپشن
266-	احمد علی	پٹواری	کرپشن
267-	شیخ افتخار قریشی	تحصیلدار	کرپشن
268-	محمد اکبر	پٹواری	فراڈ/کرپشن
269-	محمد شریف	پٹواری	فراڈ/کرپشن

270-	رشید احمد	پٹواری	سرکاری ریکارڈ گم کیا۔
271-	احمد نواز	پٹواری	ناجائز قبضہ۔
272-	احمد خان	پٹواری	رشوت
273-	محمد اقبال	پٹواری	رشوت
274-	احمد شیر	پٹواری	کام میں غفلت
275-	محمد اشرف	پٹواری	ایضاً
276-	عبدالمجید	پٹواری	ایضاً
277-	محمد زمان	پٹواری	گرداوری غلط کی۔

ضلع فیصل آباد

278-	محمد اقبال	پٹواری	نااہل/غفلت/غیر حاضری
279-	اللہ یار	پٹواری	ایضاً
280-	محمد طاہر	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل۔
281-	افتخار حسین	پٹواری	ایضاً
282-	محمد اشرف	پٹواری	ایضاً
283-	رحمت علی	پٹواری	ایضاً
284-	محمد عبداللہ	پٹواری	عدم تکمیل ریکارڈ
285-	محمد نصیر	پٹواری	جعلی ڈیڈ کی بنا پر انتقال درج کیا۔
286-	محمد اسلم شاہین	پٹواری	غلط نقول جاری کیں۔

287-	محمد اقبال	پٹواری	غلط انتقال درج کیے۔
288-	بشیر احمد	پٹواری	ایضاً
289-	علی احمد	پٹواری	ایضاً
290-	نصر اللہ خان	پٹواری	رشوت
291-	محمد رفیق	پٹواری	رشوت
292-	محمد جہانگیر خان	قانونگو	رشوت
293-	اشفاق احمد	قانونگو	غلط متقابلہ انتقال۔
294-	منشی غلام شبیر	پٹواری	غیر حاضری
295-	جاوید انور	سینئر کلرک	فراڈ
296-	افضل حسین	ڈرائیور	ناجائز ذرائع سے دولت کمانا
297-	اللہ دتہ	جونیئر کلرک	غفلت/لاپرواہی۔
298-	ابرار حسین	اسسٹنٹ	لاپرواہی/نااہلیت/غلط چال چلن
299-	درویش علی ساجد	سینئر کلرک	ایضاً
300-	جمیل آفتاب عاصر مسیح	جونیئر کلرک	ایضاً
301-	عبدالعزیز	جونیئر کلرک	ایضاً
302-	نزاکت حسین	جونیئر کلرک	ایضاً
303-	اللہ رکھا قریشی	جونیئر کلرک	ایضاً
304-	محمد یونس	جونیئر کلرک	ایضاً
305-	شیخ افتخار احمد	جونیئر کلرک	ایضاً

306-	محمد اسلم	جونیئر کلرک	ایضاً
307-	شہباز حمید	جونیئر کلرک	ایضاً
308-	حبیب اختر	جونیئر کلرک	ایضاً
309-	محمد اکرم انصاری	جونیئر کلرک	نااہلیت/غلط چال چلن۔
310-	محمد رمضان	جونیئر کلرک	ڈیوٹی سے غفلت۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

311-	محمد ریاض	پٹواری	بدعملی
312-	گلزار اللہ	پٹواری	بدعملی اور فرائض میں غفلت۔
313-	بشیر احمد	پٹواری	ایضاً
314-	عبدالمجید	پٹواری	ایضاً
315-	محمد رمضان	پٹواری	بدعملی غلط اندراج ریکارڈ۔
316-	محمد رمضان	پٹواری	ایضاً
317-	خورشید احمد	قانونگو	بدعملی اور غیر حاضری۔
318-	مجاہد عباس	پٹواری	غیر حاضری
319	جاوید عباس	پٹواری	غیر حاضری

ضلع جھنگ

320-	اختر علی	پٹواری	غیر حاضری۔

321-	شیر محمد	سینئر کلرک	فرض ناشناسی
322-	نور آصف	پٹواری	غیر حاضری/فرض ناشناسی۔
323-	ظفر علی	پٹواری	ایضاً
324-	ریاض احمد	پٹواری	کرپشن
325-	ظفر علی	پٹواری	غیر حاضری/فرض ناشناسی۔
326-	اختر علی	پٹواری	ایضاً
327-	محمد یار	پٹواری	کرپشن/نافرض شناسی۔
328-	محمد اشرف	پٹواری	کرپشن
329-	پیر محمد	پٹواری	فرض ناشناسی۔
330-	غلام رسول	پٹواری	کرپشن
331-	علمدار حسین	پٹواری	غیر حاضری/فرض ناشناسی۔
332-	محمد اشرف	پٹواری	ایضاً

ضلع ملتان

333-	شاہ محمد	پٹواری	کونسلر کے ساتھ بدسلوکی۔
334-	نواب دین	پٹواری	خسرہ گرداوری میں ردوبدل۔
335-	محمد رمضان	پٹواری	رشوت
336-	محمد اسلم	پٹواری	غفلت سے کام لینا۔
337-	نذر محمد	قانونگو	فرائض میں غفلت۔

338-	محمد رمضان	پٹواری	ناجائز استعمال اختیارات۔
339-	محمد اکرم	پٹواری	غلط اندراج خسرہ گرداوری۔
340-	فیض بخش	پٹواری	ایضاً
341-	صداقت حسین	پٹواری	ڈیوٹی سے لاپرواہی
342-	نواب دین	پٹواری	غلط اندراج گرداوری۔
343-	محمد رمضان	پٹواری	غلط اندراج جرد زنامچہ۔
344-	عبدالرؤف	پٹواری	ناجائز استعمال اختیارات
345-	عبدالغفور	پٹواری	نافرمانی۔
346-	حق نواز	پٹواری	نقل جاری نہ کی۔
347-	اصغر علی	پٹواری	انتقال درج نہ کیے۔
348-	خالد حسین مرتضیٰ	پٹواری	رشوت
349-	غلام سرور	پٹواری	غلط اندراج خسرہ گرداوری۔
350-	عاشق حسین	پٹواری	رجسٹری پر عمل درآمد نہ کیا۔
351-	عبدالرشید	پٹواری	ایضاً
352-	کریم بخش	پٹواری	ایضاً

ضلع پاک پتن

353-	محمد شفیع	پٹواری	غیر حاضری
354-	محمد صادق	پٹواری	رشوت

ضلع ساہیوال

355-	محمد رشید	چاؤکو	خسرہ گرداوری میں تبدیلی۔
356-	نعمت علی	پٹواری	نافرمان/سرکش
357-	محمد ارشاد	پٹواری	فیس انتقالات میں خرد برد۔
358-	عماد رضا	پٹواری	غیر حاضری۔
359-	محمد بشیر	پٹواری	ایضاً
360-	محمد علی	پٹواری	غفلت لاپرواہی۔
361-	محمد اسلم	پٹواری	فیس سرکاری خزانہ۔
362-	محمد یار	پٹواری	ایضاً
363-	دلدار احمد	پٹواری	غیر حاضری
364-	محمد نصر اللہ	پٹواری	ایضاً
365-	ستار محمد	پٹواری	رجسٹر گرداوری میں تبدیلی۔
366-	محمد صدیق	پٹواری	لاپرواہی۔
367-	محمد نواز	پٹواری	نااہلی/رشوت
368-	خوشی محمد	جونیئر کلرک	غلط پڑتال رپورٹ۔
369-	محمد صدیق	جونیئر کلرک	ایضاً
370-	محمد نعیم احمد	جونیئر کلرک	غیر حاضری
371-	محمد سلیم	جونیئر کلرک	غیر حاضری

372-	جاوید اقبال	جونیئر کلرک	غیر حاضری
373-	محمد بخش	ڈرائیور	جھگڑا ہمراہ سینئر کلرک۔
374-	مظفر علی	نائب قاصد	غیر حاضری

ضلع خانیوال

375-	محمد سرفراز	پٹواری	سرکاری رقم کا غبن۔

ضلع بہاول پور

376-	محمد اشفاق	جونیئر کلرک	رشوت

ضلع رحیم یار خان

377-	محمد اسماعیل	پٹواری	رشوت
378-	علی احمد	گرداور	غلط اندراج ریکارڈ۔
379-	عبدالستار	پٹواری	خسرہ گرداوری میں غلط اندراج۔
380-	عبدالرحمان	پٹواری	رشوت
381-	محمد اسلام	پٹواری	ریکارڈ میں غلط اندراج۔
382-	حضور بخش	پٹواری	انتقال میں بے ضابطگی۔
383-	رحمت اللہ	پٹواری	نااہلی/غلط طرز عمل۔
384-	مقبول احمد	پٹواری	شہرت اچھی نہ ہے۔

385-	عبدالکریم	پٹواری	نااہلی/غلط طرز عمل۔
386-	فرید احمد	پٹواری	ایضاً
387-	محمد اقبال	پٹواری	غلط گرداوری میں اندراج۔
388-	اقبال احمد	قانونگو	انتقال میں بے ضابطگیاں۔
389-	غلام ربانی	قانونگو	ریکارڈ میں ردوبدل۔
390-	ثناء اللہ	پٹواری	بے قاعدگی۔
391-	سلطان احمد	پٹواری	بے قاعدگی۔
392-	عطاء محمد	پٹواری	نااہلی/رشوت۔
393-	محمد اقبال	پٹواری	نااہلی/رشوت۔
394-	نثار احمد	پٹواری	بے قاعدگی۔
395-	رئیس اللہ دتہ	جونیئر کلرک	غیر حاضری۔
396-	عبدالرشید	جونیئر کلرک	غیر حاضر۔

ضلع بہاول نگر

397-	حاجی محمد حسین	گرداور	غلط تصدیق جمع بندی۔
398-	عاشق علی	پٹواری	ریکارڈ میں توڑ پھوڑ۔
399-	مختار احمد	پٹواری	ریکارڈ میں ردوبدل۔
400-	محمد ظفر اقبال داہلہ	گرداور	ریکارڈ میں ردوبدل۔
401-	غلام رسول	پٹواری	فیس انتقال خوردبرد۔
402-	سردار محمد	پٹواری	غلط اندراج کیا۔
403-	غلام علی	پٹواری	اصل انتقال گم کیے۔
404-	الطاف حسین	پٹواری	نافرمانی۔
405-	منیر احمد	پٹواری	ناقص کارکردگی۔

406-	انور	پٹواری	غلط رویہ۔
407-	محمد عطا	پٹواری	ایضاً۔
408-	محمد نواز پٹواری	خسرہ	گرداوری میں غلط اندراج۔
409-	محمد اسلم شاہ	پٹواری	ایضاً۔
410-	محمد یونس	پٹواری	ایضاً۔
411-	علم دین	پٹواری	ایضاً۔
412-	غلام مرتضیٰ	پٹواری	ایضاً۔
413-	محمد ارشد	پٹواری	ایضاً۔
414-	محمد انور	پٹواری	ایضاً۔
415-	محمد افضل	پٹواری	ایضاً۔
416-	محمد عالم	پٹواری	فیس داخلہ میں خورد برد۔
417-	شیخ محمود الحسن	اسسٹنٹ	گستاخانہ رویہ۔
418-	احسان الحق	جونیئر کلرک	غلط پڑتال ریکارڈ۔
419-	شاہ محمد مہار	جونیئر کلرک	رشوت۔

ضلع وہاڑی

14 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔

ضلع ڈیرہ غازی خان

420-	محمد جہانگیر	نائب تحصیل دار	رشوت۔
421-	عبدالرؤف	جونیئر کلرک	غیر حاضر۔
422-	دلاور حسین	نائب قاصد	غیر حاضر۔
423-	جاوید اقبال صدیقی	جونیئر کلرک	فائل کی گمشدگی۔
424-	محمد رمضان	نائب قاصد	رقم خورد برد کی۔

425-	جمیل احمد لنڈ	جونیئر کلرک	ملزم کو فائدہ پہنچانے کے لیے فائل دیر سے پیش کی۔
426-	ضیغم عباس	جونیئر کلرک	غیر حاضر۔
427-	جمیل رضا صدیقی	جونیئر کلرک	ریکارڈ مال کی تحریف۔
428-	عاشق حسین	خاکروب	غیر حاضر۔
429-	محمد ارشد	نائب قاصد	غیر حاضر۔
430-	غلام مرتضیٰ قریشی	جونیئر کلرک	کام چور۔
431-	فرید احمد	نائب قاصد	غیر حاضر۔
432-	غلام جعفر	جونیئر کلرک	غیر حاضر۔

ضلع لیہ

433-	ہاشم	پٹواری	غیر حاضر۔

ضلع مظفر گڑھ

434-	عاشق حسین	گرداور	غلط ریکارڈ اشتمال کی تیاری۔
435-	قادر بخش	پٹواری	ریکارڈ میں غلط اندراج۔
436-	فیض محمد	پٹواری	غلط الاٹمنٹ۔
437-	نیاز احمد	پٹواری	غیر حاضری۔
438-	ظفر اقبال	پٹواری	غلط الاٹمنٹ۔
439-	اقسطان حسین	پٹواری	غیر حاضری۔
440-	اللہ بخش	پٹواری	بوقت لین دین کاغذات کی رپورٹ نہ دینا۔
441-	شبیر احمد	پٹواری	ایضاً۔
442-	امیر بخش	پٹواری	غلط ایڈجسٹمنٹ۔

443-	اللہ بخش	پٹواری	غلط تیاری اشتمال۔
444-	عاشق حسین	پٹواری	غلط تیاری ریکارڈ۔
445-	نصراللہ	پٹواری	لاپرواہی و حکم عدولی۔
446-	رشید احمد شاہ	پٹواری	غیر حاضری۔
447-	محمد حسین	پٹواری	عدم حاضری عدالت۔
448-	محمد رمضان	پٹواری	بابت کھاتہ کی رپورٹ نہ کی۔
449-	عبدالرشید	پٹواری	رشوت ستانی۔
450-	احمد یار	پٹواری	عوام سے نامناسب رویہ۔
451-	عبدالقادر شاہ	پٹواری	ایضاً۔
452-	محمد ارشد تنویر	پٹواری	غیر حاضری۔
453-	غلام سرور	چوکیدار	غیر حاضری۔
454-	غلام حسین	پٹواری	بوجہ لاپرواہی۔
455-	منظور حسین	پٹواری	بوجہ لاپرواہی۔
456-	محمد اقبال	جونیئر کلرک	رشوت۔
457-	حاجی عاشق حسین	گرداور	دفتری مثل بلاوجہ رکھ لینا۔
458-	اقبال حسین	پٹواری	غلط انتقال کیے گئے۔
459-	محمد ہاشم	پٹواری	غیر حاضر۔
460-	ظہور السلام	گرداور	بلا استحقاق زائد تجویز کیا۔
461-	محمد ارشد تنویر	جونیئر کلرک	غیر حاضری۔
462-	مختار احمد	جونیئر کلرک	مثل کی گمشدگی۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی نشان دہی کی تھی کہ ایوان کی میز پر جو کاغذات رکھے جاتے ہیں اس بارے میں رول۔205 ہے :

205 (1) A paper or document to be laid on the table shall be duly authenticated by the Member or Minister or Parliamentary Secretary laying it.

جناب والا! آج یہاں جو رکھے گئے اس پر دستخط تو معلوم ہوتے ہیں لیکن پارلیمانی سیکرٹری یا وزیر متعلقہ کی مہر بھی ہونی چاہیے۔ کیوں کہ مہر اور دستخط لازم و ملزوم ہوتے ہیں۔ آج انھوں نے یہ بات تو پوری کر دی ہے کہ دستخط ہیں۔ کوئی پتا نہیں چلتا کس کے دستخط ہیں۔ کسی اہل کار نے کر دیے ہیں، کسی کلرک نے کر دیے ہیں، کسی ڈپٹی سیکرٹری نے یا سیکشن افسر نے کر دیے ہیں۔ جس کے دستخط ہیں وہاں اس کی مہر بھی لگنی چاہیے تاکہ پتا ہو کہ یہ کس کی طرف سے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ درست بات ہے۔ جناب موبل صاحب! مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ ان کاغذات پر متعلقہ وزیر صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے بھی دستخط موجود ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : جناب سپیکر! وقفۂ سوالات کا ایک گھنٹہ پورا ہونے کے بعد آپ نے انہیں ضمنی وقت دیا ہے۔ میرے خیال میں اب اس کی ضرورت نہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ابھی وقفۂ سوالات کا ایک گھنٹہ پورا نہیں ہوا۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے جز (الف) میں فرمایا ہے کہ 295 ملازمین کے خلاف 1988ء سے مقدمات زیر سماعت ہیں جب کہ جز (ب) میں انھوں نے فرمایا ہے کہ 320 ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن مقدمات درج ہوئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ باقی 25 ملازمین میں سے کتنے ملازمین کو سزائیں ہوئیں یا ان کے مقدمات کا کیا بنا؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! جز (الف) میں ہے کہ زیر سماعت ہیں اور یکم جنوری 1988ء کے بعد سے صوبہ بھر میں محکمہ مال کے 320 ملازمین کے خلاف انٹی

کرپشن مقدمات درج ہوئے۔ جناب والا! ابھی تو یہ اس مرحلے میں نہیں پہنچے جس کی تفصیل بتائی جا سکے کہ ان مقدمات کے فیصلے ہوئے ہیں یا ابھی زیر سماعت ہیں۔ جب فیصلے ہوں گے تو اس وقت پتا چلے گا کہ کتنے آدمیوں کو سزا ہوئی ہے یا بری ہوئے ہیں۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! زیر سماعت تو صرف 295 ملازمین کے مقدمات ہیں۔ باقی جو 25 ملازمین ہیں، جن کے زیر سماعت نہیں، ان ملازمین کے مقدموں کا کیا بنا؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جس کے متعلق یہ پوچھ رہے ہیں وہ مقدمات زیر سماعت ہیں۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! ان کی غلط بات بھی اگر درست مان لی جائے تو یہ جز (ب) میں کہتے ہیں کہ 320 ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن مقدمات درج ہوئے۔ جز (ج) میں کہتے ہیں کہ یکم جنوری 1988ء کے بعد سے 462 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! جن کے خلاف مقدمات درج ہوئے، وہ بھی محکمانہ کارروائی ہوئی اور انھوں نے کہا ہے کہ 462 کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ جز (ج) کے مطابق جو 462 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے وہ کس جرم کے تحت ہے اور 320 ملازمین کے خلاف جو انٹی کرپشن کے مقدمات درج ہوئے ہیں وہ کن جرائم کے تحت ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کو اگر ملاحظہ فرمائیں گے تو انہیں پتا چل سکے گا۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! یکم جنوری 1988ء کے بعد سے صوبہ بھر میں محکمہ مال کے 320 ملازمین کے خلاف انٹی کرپشن مقدمات درج ہوئے۔ یہ جز (ب) میں کہا گیا۔ جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ یکم جنوری 1988ء کے بعد سے 462 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! جز (ب) اور جز (ج) میں سے کس جز کا جواب درست ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اگر تھوڑے غور و فکر سے دیکھیں تو ان کا مقصد شاید یہ ہے کہ 320 ملازمین کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور بقیہ آدمیوں کے خلاف صرف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے، ان کا مطلب شاید یہ ہے۔ یہ شاید والی جو بات ہے اگر قواعد دیکھے جائیں تو سوالوں کے جواب میں کوئی وزیر، کوئی پارلیمانی سیکرٹری شاید کا لفظ استعمال نہیں کر سکتا۔ جہاں پر جواب میں ابہام آ جائے وہ جواب غلط ہوتا ہے اور اس جواب کو واپس کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں گے کہ 320 آدمیوں کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہو چکے ہیں اور بقیہ لوگوں کے خلاف صرف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ ان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : 320 کے خلاف تو کیس رجسٹرڈ ہو چکے ہیں اور بقیہ لوگوں کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جی ہاں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب والا! 320 کے خلاف تو کیس درج ہوئے اور 462 کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے یعنی minor punishment دی جا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : 320 کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہو چکے ہیں اور 462 میں سے 320 نکال دیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب والا! 1988ء کے بعد محکمہ مال میں اتنی زیادہ

کرپشن کیوں آگئی ہے حالانکہ 1988ء سے پہلے 295 ملازمین کے خلاف ایکشن لیا گیا یا ان کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہوئے۔ لیکن 1988ء کے بعد 320 کے خلاف کیس رجسٹرڈ ہوئے اور 462 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی۔ کیا یہ بتائیں گے کہ 1988ء سے پہلے تو 295 ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی، بعد میں زیادہ تعداد ہونے کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! محکمہ مال بڑا وسیع محکمہ ہے اور یہ تو ہماری کارگزاری ہے کہ زیادہ لوگوں کے خلاف انٹی کرپشن اور محکمانہ کارروائی کر رہے ہیں۔

میاں شہباز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی فرمایئے۔

میاں شہباز احمد : جناب والا! میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو انٹی کرپشن میں کیس چلا رہے ہیں ان کا فیصلہ کرنے کا کب تک ارادہ ہے اور ان کا محکمہ کوئی انٹی کرپشن کے خلاف کارروائی کرنا چاہتا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : کیسز نمٹانا تو عدالتوں کا کام ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا کام نہیں ہے۔

میاں شہباز احمد : جناب والا! دوسری میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ مال میں کل کتنے ملازمین ہیں اور ان میں سے چند ایک تو شریف ہیں باقی ملازمین کے خلاف کب کیس دائر کرنے کا ارادہ ہے مجھے بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : اس کے لیے آپ الگ سوال دیں۔ اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری مال : جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے)

ٹیلی فون بلوں کی تفصیل

☆583۔ ڈاکٹر ممتاز علی چودھری : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1990ء کے دوران پنجاب کے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کے دفتر اور گھروں کے ٹیلی فون بلوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

1990ء کے دوران پنجاب کے تمام اضلاع کے ڈی سی صاحبان کے دفتروں کے ٹیلی فون کے اخراجات 27 لاکھ 4 ہزار 203 روپے اور گھریلو کیمپ آفس کے 28 لاکھ 18 ہزار 198 روپے تھے۔ ضلع وار تفصیل لف ہذا ہے۔

ضلع وار تفصیل اخراجات (ٹیلی فون)

نمبر شمار	ضلع	اخراجات آفس	اخراجات رہائش کیمپ آفس	کل اخراجات
1-	اٹک	126057	91774	217831
2-	جہلم	69154	61729	130883
3-	راولپنڈی	49857	65644	115501
4-	چکوال	70506	81266	151772
5-	گوجرانوالہ	97127	155202	252329
6-	سیالکوٹ	62586	124272	186858
7-	گجرات	65299	53944	119243
8-	نارووال	1991ء میں قائم ہوا۔		
9-	قصور	68347	64478	132825
10-	اوکاڑہ	60736	60402	121138
11-	لاہور	41990	40118	82108

-12	شیخوپورہ	96820	122051	218871
-13	سرگودھا	29765	110617	140382
-14	خوشاب	54669	28384	83053
-15	میانوالی	73077	26200	99277
-16	بھکر	76847	275507	352354
-17	ٹوبہ ٹیک سنگھ	239008	125731	364739
-18	جھنگ	206707	60817	267524
-19	فیصل آباد	80152	92876	173028
-20	ملتان	67593	269448	337041
-21	ساہیوال	171177	63567	234744
-22	پاکپتن	50671	82241	132912
-23	خانیوال	88315	84290	172605
-24	وہاڑی	133084	113069	246153
-25	لودھراں	1991ء میں قائم ہوا۔		
-26	ڈی جی خان	199659	110610	310269
-27	مظفر گڑھ	92127	125063	217190
-28	لیہ	50643	66969	117612
-29	راجن پور	490603	26458	76061
-30	بہاول پور	55732	50497	106229
-31	بہاول نگر	46795	81024	127819
-32	رحیم یار خان	130100	103950	234050
	کل اخراجات	2704203	2818198	5522401

Sd/-

MINISTER FOR REVENUE

PUNJAB

ناجائز قابضین سے تاوان کی وصولی

☆587۔ ملک محمد ذاکر : کیا وزیر مال ازراہ کرم غیر نشان زدہ سوال نمبر 215، جس کا جواب 26 جون 1990ء کو ایوان میں دیا گیا تھا، بیان فرمائیں گے کہ مسمی محمد اکرام ولد محمد اسلم قوم راجپوت سکنہ دیہہ (بھکھی آنہ) مشمولہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ کو قبرستان کے کچھ رقبہ پر ناجائز قابض ہونے کی پاداش میں کتنا تاوان عائد کیا گیا ہے۔ کیا وہ تاوان وصول کر لیا گیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

رپورٹ جناب ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ صاحب کے مطابق مربع نمبر 10 کلہ نمبران 15,6 کل رقبہ 14 کنال 7 مرلے ہے جس پر محمد اکرام ولد محمد اسلم قوم راجپوت ساکن موضع ورن تحصیل شیخوپورہ خریف 1989ء سے ناجائز قابض تھا۔ فصل ربیع 1990ء کے بعد اس کا ناجائز قبضہ ختم کروا دیا گیا ہے۔ مثل تاوان بنام ناجائز قابض مرتب ہو چکی ہے جس کے مطابق کل تاوان -/328 روپے عائد ہوا ہے۔ قانونی کارروائی کی تکمیل کے بعد تاوان کی وصولی کر کے مجوزہ رقم داخل خزانہ سرکار کرا دی جائے گی۔

نافذ العمل قانون پر عمل درآمد

☆597۔ جناب مظہر احمد قریشی : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قانون (ترمیم) مدت برائے ادائیگی معاوضہ کی توثیق و توسیع زراعت پنجاب صدرہ 1987ء کو صوبائی اسمبلی پنجاب مورخہ 15 اکتوبر 1987ء کو منظور کر چکے ہیں اور گورنر پنجاب 31 دسمبر 1987ء کو اس کی منظوری دے چکے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مذکورہ قانون اس وقت صوبہ میں نافذ العمل ہے مگر اس پر عمل درآمد نہیں کیا جا رہا ہے۔

(ج) اگر ایسا ہے تو اس پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مذکورہ قانون میں عطائیگی حقوق ملکیت کے لیے مدت میں مزید دو سال کی توسیع 8 نومبر 1987ء سے 7 نومبر 1989ء تک کی گئی تھی جو اب ختم ہو چکی ہے۔

(ج) میعاد ضمن (ب) بالا ختم ہونے کے بعد متذکرہ قانون پر عمل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ موروثی مزارعین کے حقوق کو تحفظ دینے کے لیے نیا قانون صوبائی حکومت کے زیر غور ہے جس میں حقوق ملکیت کے حصول کی غرض سے معاوضہ کی ادائیگی کے لیے مزید 5 سال کی مہلت دی جائے گی۔ یہ قانون عنقریب ایوان میں پیش کر دیا جائے گا۔

الاٹیوں کو پلاٹوں کا قبضہ دینا

☆612۔ رانا ثناء اللہ خان : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو کی طرف سے ایک کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی قائم کی گئی تھی۔ اگر ایسا ہے تو اس کا قیام کب عمل میں آیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سوسائٹی نے فرسٹ فیز کے لیے لوگوں سے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں طلب کی تھیں اور انھیں باقاعدہ پلاٹ الاٹ کر دیے گئے تھے جن افراد کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ان کے نام و پتے کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ الاٹیوں سے پلاٹ کی قیمت اور ڈویلپمنٹ چارجز وصول کر لیے گئے تھے مگر انھیں یہ کہا گیا کہ پلاٹوں کی قرعہ اندازی کی جائے گی۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بالا الاٹیوں کو ابھی تک قبضہ نہیں دیا گیا نیز ان کو کن کن تاریخوں کو پلاٹ الاٹ ہوئے تھے۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو الاٹیوں کو ابھی تک قبضہ نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا انھیں مستقبل قریب میں قبضہ دے دیا جائے گا اگر نہیں

تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد):

(الف) بورڈ آف ریونیو پنجاب کی طرف سے محکمانہ طور پر کوئی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی قائم نہیں کی گئی ہے۔ البتہ سرکاری ملازمین نے جن کی اکثریت بورڈ آف ریونیو سے تعلق رکھتی ہے انھوں نے کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ مجریہ 1925ء کے تحت ایک سوسائٹی بنام بورڈ آف ریونیو ایمپلائز کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ 1982ء میں قائم کی تھی۔

1981ء میں وفاقی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ انوائرمنٹ اینڈ اربن ڈویژن حکومت پاکستان سرکاری ملازمین کے رہائشی مسائل کو حل کرنے کے لیے سرکاری ملازمین کی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹیز بنانے کی حوصلہ افزائی کرے گا۔ یہ فیصلہ وفاقی حکومت کی طرف سے تمام صوبائی حکومتوں کو جاری کیا گیا۔ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ پنجاب نے اس فیصلے سے تمام صوبائی محکموں کو مطلع کیا، اسی فیصلے کی روشنی میں بورڈ آف ریونیو کے ملازمین، خاص طور پر کم تنخواہ پانے والے ملازمین کے رہائشی مسئلے کو حل کرنے کے لیے یہ سوسائٹی بنائی گئی ہے۔ سوسائٹی ہذا دوسری کوآپریٹو سوسائٹیوں کی طرح ایک خود مختار ادارہ ہے۔ جس کا بورڈ آف ریونیو پنجاب کی انتظامیہ سے کوئی تعلق نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ متذکرہ سوسائٹی نے سلسلہ الاٹمنٹ پلاٹ اپنے ممبران سے درخواستیں طلب کی تھیں، نہ ہی ابھی تک پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں لہٰذا الاٹیوں کے نام اور پتے مہیا کرنا قبل از وقت ہے۔

(ج) سوسائٹی نے اپنے ممبران سے اراضی کی قیمت ابتدا ہی میں وصول کر لی تھی۔ البتہ ڈویلپمنٹ چارجز اب وصول کیے جا رہے ہیں۔ بہت سے ممبران کی طرف ڈویلپمنٹ چارجز ابھی باقی ہیں۔ پلاٹوں کی الاٹمنٹ بذریعہ قرعہ اندازی سوسائٹی کے ممبران کے جلسہ عام میں کی جائے گی تاکہ کسی کو کسی قسم کا شک و شبہ اور اعتراض نہ رہے۔

(د) ابھی تک پلاٹوں کی الاٹمنٹ نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی کسی کو قبضہ دیا گیا ہے۔

(و) متذکرہ سوسائٹی کے خلاف بہت سے مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ عدالتوں نے بعض مقدمات میں حکم امتناعی جاری کیے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ڈویلپمنٹ کا کام مکمل طور پر نہیں ہو سکا۔ پلاٹوں کی الاٹمنٹ مقدمات کے تصفیہ اور مکمل ڈویلپمنٹ کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔

زرعی پاس بک دینے کے لیے اقدام

☆616۔ ملک مختار احمد : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا حکومت زرعی مالکان کو ان کی ملکیت کی تفصیل کے لیے زرعی پاس بک تیار کر کے دینے کے لیے تیار ہے۔

(ب) اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) زرعی پاس بک کا تعلق بنکوں سے قرضہ حاصل کرنے سے ہے پیشتر ازیں صرف قرضہ جات حاصل کرنے والے زمینداران ملکیت اراضی کے کوائف درج کروا کر افسران اضلاع سے زرعی پاس بک جاری کراتے ہیں اور یہ عمل بدستور جاری ہے۔ مزید مالکان اراضی بھی جب زرعی بک جاری کرانا چاہیں گے انھیں بھی پاس بکیں جاری کی جائیں گی۔

(ب) مذکورہ بالا۔

الاٹیوں کو قبضہ دینے کے لیے اقدام

☆717۔ چودھری شوکت داؤد : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صادق آباد تحصیل میں کل کتنی سات مرلہ سکیمیں شروع کی گئی ہیں۔

(ب) کتنی سات مرلہ سکیمیں ایسی ہیں جہاں لوگوں کو الاٹمنٹ کے باوجود قبضہ نہیں دیا گیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ الاٹمنٹ کے باوجود چک نمبر 119 پی تحصیل صادق آباد چوک ایف ایف سی صادق آباد ناجائز قابضین سے یہ پلاٹ خالی نہیں کروائے

جا رہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) جناح آبادی (7 مرلہ سکیم) تحصیل صادق آباد میں کل 139 جناح آبادی ہائے پر کام شروع کیا گیا۔

(ب) جناح آبادی 7 مرلہ سکیم کے تحت 50 فی صد الاٹی حضرات کو موقع پر قبضہ دیا جا چکا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ چک نمبر 119۔ پی چوک ایف ایف سی/ واحد بخش مہار تحصیل صادق آباد میں 367 پلاٹ زیر سکیم 7 مرلہ/ تجویز/ الاٹ کیے گئے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ الاٹی حضرات کو قبضہ دیا۔ 119 غریب خاندانوں نے جن کے کنبے 458 افراد پر مشتمل ہیں۔ ان پلاٹوں پر قبضہ کر کے کچے پکے مکان تعمیر کر کے رہائش شروع کر دی۔ موقع پر جا کر تصدیق کرنے پر معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے پاس پاکستان میں کہیں اور کوئی رہائشی جگہ اور زرعی زمین نہ ہے۔ اس لیے انسانی ہمدردی کے تحت انھیں ابھی زبردستی بے دخل نہیں کیا گیا۔ لیکن جن مستحق الاٹی حضرات کو ابھی قبضہ نہیں مل سکا ان کے بارے میں اسسٹنٹ کمشنر متعلقہ سے کہا جا رہا ہے کہ الاٹمنٹ کمیٹی کے تعاون سے مزید پلاٹ جلد مہیا کیے جائیں تاکہ ایسے الاٹی حضرات کی حق رسی ہو سکے۔

کسانوں کو مالکانہ حقوق پر اراضی دینے کے لیے اقدام

☆821۔ جناب فرید احمد پراچہ : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 5 جون 1989ء کو ضلع خانیوال میں 5 سالہ پٹہ اراضی عارضی ٹینڈر بذریعہ نیلام عام ہوا اور کسانوں سے مبلغ 27 لاکھ روپے وصول کیے گئے لیکن اتنی مدت گزرنے کے بعد اسسٹنٹ کلکٹر کے فیصلے کی ابھی تک توثیق نہیں ہوئی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس تاخیر کی وجہ کیا ہے اور کیا

ارضی بار بار پٹہ پر دے کر کسانوں کو مسلسل زیر بار رکھنے کی بجائے انہیں مالکانہ حقوق پر دینے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) ضلع خانیوال میں 5 جون 1989ء کو کوئی سرکاری اراضی بذریعہ نیلام پٹہ پر نہیں دی گئی۔ حکم وزیر اعلیٰ پنجاب عارضی پٹہ سکیم 25 مئی 1989ء کو وقتی طور پر بند کر دی گئی تھی اور پٹہ پر نیلام شدہ رقبہ جات کی توثیق بھی نہ کرنے کی ہدایات ہوئی تھی۔ لہٰذا رقبہ جات سرکاری پٹہ پر دیے جانے کی توثیق نہیں کی گئی تھی ان کے متعلق نیلامی گیر دہندگان میں سے اکثر نے اپنی رقم (زر چہارم) واپس لے لی ہے اور دیگر واپس لے رہے ہیں۔

(ب) عارضی پٹہ سکیم میں مالکانہ حقوق کی شق موجود نہ ہے اور نہ ہی یہ امر حکومت کے ابھی زیر غور ہے۔

انتقال ملکیت کے اندراج کے لیے اقدام

☆854۔ جناب علی حسن رضا قاضی : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موروثی مزارعین موضع ہربنس پورہ تحصیل لاہور کینٹ نے نوٹیفکیشن نمبر 90/11289/2554 مورخہ 24 ستمبر 1989ء جاری شدہ ازاں ایڈیشنل ریونیو کمشنر مقررہ رقم خزانہ سرکار میں داخل کروائی اور اسے اسسٹنٹ کلکٹر / تحصیل دار لاہور نے سرٹیفکیٹ بابت حقوق ملکیت نمبر 274-273 دفتر تحصیل دار نمبری 2169/2168 مورخہ 4 ستمبر 1989ء کو جاری کر کے حلقہ کے پٹواری کو انتقال ملکیت درج کرنے کا حکم دیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل دار کے حکم کے بعد مزارع مذکور نے پٹواری، تحصیل دار اور ایڈیشنل کلکٹر کینٹ سے رجوع کیا لیکن اس کا انتقال بابت حقوق ملکیت اراضی آج تک درج نہ کیا گیا ہے اور ماتحت افسران مثلاً قانون گو اور پٹواری افسران بالا کے احکامات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس ضمن میں کیا کارروائی کی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) درست ہے۔

(ب) پٹوار خانہ حلقہ ہرہنس پورہ میں 1990ء کے وسط میں آگ لگ جانے کی وجہ سے ریکارڈ بہت زیادہ جل گیا تھا۔ اصل روبکار ہائے عطائے حقوق ملکیت جو کہ پٹوار خانہ پر برائے عمل درآمد گئی ہوئی تھی، بھی جل گئی۔ جس کی وجہ سے پٹواری فوٹو کاپیوں کی مکرر تصدیق دفتر تحصیل سے احتیاطاً کروا لیتا ہے۔ جس کی بناء پر بعض اوقات تاخیر واقع ہو جاتی ہے جو کہ دانستہ نہ ہوتی ہے۔

(ج) جناب اے ڈی سی جی صاحب نے اس موضع کا ریکارڈ جل کر ضائع ہونے کی بناء پر مکرر تصدیق کا حکم دے رکھا ہے جس کا مقصد عوام الناس کو پریشان کرنا نہ ہے بلکہ موضع ہرہنس پورہ چونکہ ایک حساس شہری موضع ہے اس لیے یہاں جعل سازی کو روکنے کے لیے ایسے اقدامات کیے گئے ہیں۔

جعل سازی میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی

☆863۔ حاجی غلام ربانی : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناب حمزہ ایم این اے کی شکایت پر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بعض سرکاری اہل کاران کے خلاف سرکاری رقبہ جات کو جعل سازی سے اپنے عزیز و اقارب کے نام منتقل کیے جانے کے خلاف انکوائری کی جا رہی تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس انکوائری کا کیا نتیجہ نکلا اور کون کون سے اہلکاران ملوث پائے گئے اور ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) جی ہاں۔ تحقیقات حکم وزیر اعلیٰ پنجاب چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کو سونپی گئی ہے۔

(ب) تحقیقات جاری ہیں۔ ملوث اہل کاران و افسران کا جرم ثابت ہونے پر قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

متروکہ جائداد و رہائشی احاطہ جات کے حقوق ملکیت دینا

☆872۔ حاجی غلام ربانی: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

قیام پاکستان کے بعد غیر مسلم تارکین کے ملکیتی دیہی رہائشی احاطہ جات جن پر مہاجرین آکر آباد ہوئے اس متروکہ جائیداد رہائشی احاطہ جات کے حقوق ملکیت بلامعاوضہ منتقل کیے جانے کی پالیسی اور سیٹلمنٹ سکیم 7 کے تحت ریونیو بورڈ کی جاری کردہ چٹھی میں دیئے گئے حکم پر ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تاحال کوئی عمل درآمد نہ ہوا اس ضمن میں کیا کوئی پیش رفت ہوئی ہے یا مستقبل قریب میں ایسا کوئی امکان ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد):

قوانین حالیات معدلہ 74-7-1 سے ختم ہو چکے ہیں اور سیٹلمنٹ سکیم نمبر 7 بھی منسوخ ہو چکی ہے۔ جو مہاجرین 74-7-1 سے پہلے اپنے زیر قبضہ متروکہ دیہی رہائشی احاطہ جات کے حقوق ملکیت کسی وجہ سے حاصل نہ کر سکے ہیں۔ ان کی درخواست پر موجودہ سکیم کے تحت ایسے ناجائز طور پر مقبوضہ رہائشی احاطہ جات انہیں اوسط بازاری قیمت پر فروخت کر کے حقوق ملکیت دے دیے جاتے ہیں۔

پٹواری کا تبادلہ نہ کرنے کی وجوہات

☆912۔ جناب شوکت محمود بھٹی: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع اڈیالہ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں اشتمال اراضی کا کام شروع ہے اور 5 سال سے زیادہ اسی کام پر پٹواری موضع میں تعینات ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موضع کے منتخب عوامی نمائندوں نے پٹواری مذکور کے

خلاف متعدد شکایات کیں اور ان شکایات کی بناء پر متعدد بار وزیر مال کے حکم پر تبادلہ ہوا لیکن ان احکامات پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پٹواری مذکورہ اسی موضع میں شادی شدہ ہے اور موضع ہذا میں ذاتی مفاد ہونے کے ناطے مطابق قواعد اس موضع میں تعینات نہ ہو سکتا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ پٹواری کو مزید کتنا عرصہ اسی حلقے میں تعینات رکھا جائے گا اور اس موضع میں اشتمال اراضی کا کام کب تک پایۂ تکمیل کو پہنچے گا۔ مزید برآں وزیر مال کے احکام پر عمل درآمد نہ ہونے کی وجوہات تفصیل سے بیان کی جائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد):

(الف) موضع اڈیالہ تحصیل و ضلع راولپنڈی میں کام اشتمال مورخہ 7-1-1983 سے شروع ہے اور یہاں منشی تاج محمد پٹواری (اشتمال) تعینات رہا ہے۔

(ب) منشی تاج محمد پٹواری (اشتمال) کا تبادلہ منتخب عوامی نمائندوں کی شکایات و عوامی شکایات پر تین مرتبہ ہوا۔ مگر بعد میں منتخب عوامی نمائندوں کی ہی سفارشات پر روک دیا گیا۔

(ج) اس معاملے کی تحقیقات مسٹر ریاض کاظمی ایڈووکیٹ کی شکایات پر کروائی گئیں اور ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (اشتمال) اٹک کی رپورٹ کے مطابق پٹواری مذکور کی شادی/رشتہ داری موضع اڈیالہ میں ثابت نہ ہوتی ہے۔

(د) منشی تاج محمد پٹواری (اشتمال) کا تبادلہ مورخہ 17-6-91 کو ہو چکا ہے اور اسے موضع غریبا میں تعینات کیا گیا ہے اور موضع غریبا کے پٹواری نذیر احمد کو اڈیالہ میں تعینات کیا گیا ہے۔ چونکہ موضع اڈیالہ میں شاملات کا مسئلہ اہمیت کا حامل ہے۔ اس لیے تقسیم شاملات کے بعد وثیقہ حیات کا کام بہت جلد تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ چونکہ تمام معاملات جناب وزیر مال کے نوٹس میں ہیں اس لیے ان کے کسی حکم پر عمل نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اراضی کی الاٹمنٹ

☆962۔ میاں زاہد یاسین : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) جامعہ محمودیہ اہل حدیث رجسٹرڈ شاہ کوٹ چک نمبر 84 رب ننکانہ روڈ پر کتنی اراضی کس قیمت پر الاٹ کی گئی ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا اراضی برائے آسائش دیہہ الاٹ کی جا سکتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) جامعہ محمودیہ اہل حدیث شاہ کوٹ کو اراضی تعدادی 8 کنال 13 مرلے بالعوض مبلغ 3 ہزار روپے فی مرلہ معہ 10 فی صد اضافی سرچارج فروخت کی گئی۔

(ب) ہاں موجودہ پالیسی کے مطابق رقبہ آسائش دیہہ کے لیے مخصوص کیا جا سکتا ہے مثلاً (تفریحی میدان تالاب اور دیگر ہماری ضروریات اور سہولتوں کے لیے ہے)۔

نقل مکانی کرنے والے متاثرین کو زرعی زمین الاٹ کرنا

☆978۔ جناب حاکم علی دھینی : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تقسیم ہند کے بعد پاکستان نقل مکانی کرنے والے کاشت کار مہاجروں کو خود کفیل ہونے کے لیے 5 ایکڑ سے 8 ایکڑ فی خاندان اراضی الاٹ کی گئی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ (71-1970ء) میں یہ الاٹ شدہ زرعی زمین با اثر افراد نے مستقل طور پر الاٹ کرا کر مہاجروں کو بے دل کر کے بے روزگار کر دیا تھا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان متاثرہ خاندانوں کو زرعی زمین الاٹ کر کے ان کے نقصان کی تلافی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال(چودھری غلام احمد) :

(الف) یہ درست ہے کہ تقسیم ہند کے بعد پاکستان آنے والے ایسے مہاجرین کو گزارہ کے لیے اراضی الاٹ کی گئی تھیں تاکہ خود کفیل ہو سکیں۔

(ب) یہ غلط ہے کہ (71-1970ء) میں الاٹ شدہ زرعی زمین با اثر افراد کو الاٹ ہوئیں اور مہاجرین کو بے دخل کر کے بے روزگار کر دیا گیا۔ دراصل

Displaced Person (Land Settlement) Act.. 1958

کے نافذ ہونے کے بعد تمام متروکہ زرعی اراضی ایکٹ ہذا کی دفعہ 4 کے تحت حکومت نے acquire کر لی اور دفعہ (5) کے تحت compen-sation pool میں شامل کر لی گئی۔ بعد ازاں دفعہ 14 کے تحت جاری کردہ سکیموں کی رو سے مہاجرین کو ہندوستان میں چھوڑی گئی جائیداد کا معاوضہ دینے کے لیے ان کے کلیموں کے عوض الاٹ کی گئیں۔

(ج) جز ہائے بالا کے جواب کی روشنی میں کسی تلافی کی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دکانداروں اور مکینوں کو مالکانہ حقوق دینا

☆1034۔ حاجی احمد خان ہرل : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے قصبہ منڈی بھلروان کے حسین آگاہی بازار کے دکان دار اور مکین عرصہ 30 سال سے زائد عرصے سے وہاں رہ رہے ہیں۔ مگر ان کو مالکانہ حقوق نہیں دیے گئے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ زمین حکومت پنجاب کی ملکیتی ہے اور متعدد بار ارباب اختیار بلحہ وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف اس کے مالکانہ حقوق دینے کے احکامات اور اعلانات کر چکے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) حسین آگاہی بازار کے دکان دار اور مکین ناجائز طور پر سرکاری اراضی پر مکانات اور دُکانات تعمیر کر کے کاروبار کر رہے ہیں اور رہائش پذیر ہیں اور انہوں نے درخواست گزار رکھی ہے کہ مالکانہ حقوق دیے جائیں جو کہ زیر غور ہے۔ حالانکہ قانونی یا اصولی طور پر ناجائز قابضین کو بقایا سرکار پر کسی قسم کی مراعات نہیں دی جا سکتیں۔ لیکن پھر بھی اگر ہو سکا تو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے ان کو مالکانہ حقوق دیے جا سکیں گے۔

(ب) زمین متذکرہ حکومت پنجاب کی ملکیتی ہے لیکن آج تک وزیر اعظم پاکستان جناب میاں نواز شریف صاحب نے شہری علاقوں میں سرکاری اراضی کے ناجائز قابضین دکان داران اور باقی مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کا کوئی اعلان اور وعدہ نہیں کیا۔

(ج) ضمن (الف) میں تفصیل درج ہے۔

پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تحقیقات

☆1040۔ رانا ثناء اللہ خان : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح آبادی روشن پورہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ایک پلاٹ نمبر 30 بحوالہ سند الاٹمنٹ نمبر 11831/0576507 مورخہ 21 ستمبر 1989ء ایک شخص محمد رمضان ولد عبداللہ کو الاٹ کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اسی آبادی میں دو پلاٹ نمبر 29 بھی مذکور محمد رمضان کے پسران حقیقی مسمیان محمد بشیر، محمد عنایت کو الاٹ کیے گئے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ محمد رمضان رجسٹر حقداران سال 1979ء/ 1980ء 8 مرلے اراضی کا مالک تھا اور پلاٹ حاصل کرنے کا حق دار نہ تھا اور اسی طرح جناح آبادی روشن پورہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں بہت سے غیر مستحق لوگوں کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں کوئی قدم اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) جناح آبادی ایکٹ 1986ء کی شق نمبر 4 کے تحت کلکٹر بھلوال سب ڈویژن نے متعلقہ الاٹمنٹ کمیٹی کی سفارش پر محمد رمضان کو پلاٹ الاٹ کیا۔ بعد میں اصل واقعات اسسٹنٹ کمشنر/ کلکٹر بھلوال کے علم میں لائے جانے پر باقاعدہ تحقیقات کرائی گئیں اور محمد رمضان کی الاٹمنٹ منسوخ کر دی گئی۔ اس کے دونوں بیٹے شادی شدہ ہونے کی بنا پر الاٹمنٹ کے حق دار قرار پائے گئے۔

(د) متذکرہ بالا کیس میں متعلقہ ضروری قواعد کے تحت کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے۔ جناح آبادی ایکٹ 1986ء کے تحت مرتبہ قواعد کے تحت کوئی بھی متاثرہ آدمی ایکٹ کے تحت کی گئی الاٹمنٹوں کے خلاف اپیل کر سکتا ہے اور غلط بناء پر کی گئی الاٹمنٹ منسوخ ہو سکتی ہے۔ قواعد و قانون میں غلط الاٹمنٹوں کے تدارک کے لیے اس طریق کار کی موجودگی میں مزید اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

معین احاطہ کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

☆1103۔ جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ''معین احاطوں'' سے کیا مراد ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ معین احاطوں کے الاٹی عرصہ دراز سے ان میں مکین ہیں اور کیا یہ بھی درست ہے کہ الاٹ ہونے کے باوجود ان لوگوں کو مالکانہ حقوق حاصل نہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پھر ان غریب بے گھر لوگوں کو مالکانہ حقوق دینے میں کیا امر مانع ہے جب کہ حکومت نے بے گھر افراد کے لیے 7 مرلہ سکیم کا اجرأ کیا ہے۔ کیا برس ہا برس کے یہ بے گھر افراد محض اس لیے مالکانہ حقوق سے محروم ہیں کہ ان کے ساتھ ''مکین'' کا لفظ آتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) چکوک میں جو احاطہ جات لوہار، ترکھان، نائی اور چوکیدار کے لیے مخصوص کیے گئے ہوں وہ معین احاطہ جات کہلاتے ہیں۔ امام مسجد کے لیے بھی ایک احاطہ مخصوص ہوتا ہے۔ چونکہ ان پیشوں سے متعلق لوگ ترک سکونت کرتے رہتے ہیں اور مستقل رہائشی نہیں ہوتے اس وجہ سے انہیں حقوق ملکیت نہیں دیے جا سکتے۔ کسی ایک وقت میں ان پیشوں سے متعلق رہائش پذیر لوگوں کو حقوق ملکیت دینے کی صورت میں ترک سکونت کرنے والوں کی جگہ پر نئے آنے والوں کے لیے احاطہ دستیاب نہ ہو سکیں گے۔

(ب) جز (الف) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔ 7 مرلہ سکیم کے تحت تمام غیر مالک زمین افراد جن میں مذکورہ بالا پیشوں کے لوگ بھی شامل ہیں۔ الاٹمنٹ کے مستحق ہیں۔ سال 1989ء میں جاری کردہ ہدایات کے تحت کاغذات مال میں کسی شخص کا پیشہ درج نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس لیے معین کا مبینہ حوالہ کسی شخص کے لیے احاطہ یا پلاٹ ملنے کی راہ میں رکاوٹ نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

خالی اراضی کی ضلع وار تقسیم

24۔ چودھری شوکت داؤد : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

صوبے میں کل کتنی سرکاری اراضی خالی پڑی ہے۔ اس کی ضلع وار تقسیم الگ الگ بیان کی جائے ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

اس سوال کی تفصیلات فوری طور پر دفتر میں دستیاب نہ ہیں۔ نیز یہ کام بہت ضخیم نوعیت کا ہے۔ اس لیے کافی وقت درکار ہوگا۔ متعلقہ افسران کو جلد از جلد تفصیلات بہم پہنچانے کے لیے لکھا جا چکا ہے۔ جونہی مطلوبہ تفصیلات مہیا ہو جائیں گی ایوان کو مطلع کر دیا جائے گا۔

سرکاری رقبہ کا قبضہ لینے کے لیے اقدام

64۔ ڈاکٹر سید خادر علی شاہ : کیا وزیر مال سوال نمبر 1139، جس کا جواب منگل 26 جون 1990ء کو ایوان میں پیش کیا گیا تھا، کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ متاثرین اسلام آباد کو متبادل رقبہ الاٹ ہو چکا ہے اور کیا مذکورہ رقبہ جو کہ ان متاثرین اسلام آباد کو الاٹ تھا کا قبضہ محکمہ مال نے لے لیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کب سے اس رقبہ کو محکمہ مال نے اپنے قبضہ میں لیا ہے اور اس سے کتنی آمدنی ہو رہی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کے کاغذوں میں مذکورہ رقبہ کا قبضہ ظاہر کیا گیا ہے مگر اس رقبہ کو ناجائز طور پر گاؤں کے چند لوگ محکمہ مال کے افسران سے ملی بھگت کر کے ناجائز طور پر کاشت کر رہے ہیں اور حکومت کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچا رہے ہیں۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان افراد اور ان کی سرپرستی کرنے والے محکمہ مال کے افسران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) جی ہاں۔

(ب) رقبہ مذکورہ کا قبضہ ربیع 1991ء سے لیا گیا ہے اور اس کی سپرداری مورخہ 11-4-91 بعد از دوپہر کرائی گئی ہے۔ ابھی فصل خام ہے، کٹائی کرنے کے بعد تخمینہ پیداوار کا اندازہ لگایا جا سکے گا اور بعد کارروائی نیلامی آمدن کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔

(ج) فصل ربیع 1991ء کے بعد رقبہ مذکورہ سپرداری میں دے دیا گیا ہے محکمہ مال کے عملے کا اس میں کوئی دخل نہ ہے۔

(د) اگرچہ سپرداری کے بعد کوئی نقصان حکومت کو نہیں ہوگا لیکن اگر کوئی بے قاعدگی یا غیر قانونی اقدام کسی محکمہ مال کے افسر یا اہل کار کے بارے میں ثابت ہوا تو حکومت کارروائی کرے گی۔ مکمل تحقیقات کا حکم دے دیا گیا ہے۔

زمین کی الاٹمنٹ کی منسوخی کے لیے اقدام

78۔ جناب محمد حنیف چودھری : کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کلکٹر راولپنڈی نے بذریعہ اعلامیہ نمبر سی اے ایل /326 مورخہ 12 ستمبر 1990ء مورگہ گاؤں میں رقبہ تعدادی 1392 کنال 17 مرلہ ریونیو ایمپلائز کوآپریٹو سوسائٹی راولپنڈی رجسٹرڈ کے لیے حاصل کیا اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اسسٹنٹ کمشنر (ڈویلپمنٹ) راولپنڈی مذکورہ بالا سوسائٹی کا سیکرٹری ہے اور کلکٹر راولپنڈی اس سوسائٹی کا رکن ہے۔

(ج) متذکرہ سوسائٹی کے اراکین کے نام عہدہ جات، پیشے اور ان کی ملکیت میں مکان یا پلاٹوں کی تفصیلات کیا ہیں۔

(د) حکومت نے متاثرین اراضی کی درخواستوں پر جو بوساطت ایوان صدر اسلام آباد بھیجی گئی تھیں پر کیا کارروائی کی اگر کوئی کارروائی نہیں کی تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(و) حکومت نے اول الذکر اعلامیہ کی منسوخی کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد) :

(الف) درست ہے۔ مذکورہ اعلامیہ مروجہ قانون کے تحت جاری کیا گیا۔ جس کو چند مالکان اراضی نے عدالت عالیہ میں بذریعہ رٹ پٹیشن نمبر 384/91 چیلنج کر رکھا ہے جو تاحال زیر فیصلہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) متذکرہ سوسائٹی کی رکنیت کے لیے اب تک 1582 افراد نے جن کا تعلق محکمہ ہائے عدلیہ، مال، پولیس، تعلیم، صحت، افواج پاکستان وغیرہ سے ہے۔ درخواست گزاری ہوئی ہے۔ جو ہنوز جانچ پڑتال کے مرحلے میں ہے لہٰذا حتمی کوائف فی الوقت مہیا کرنا ممکن نہ ہے۔

(د) ایسی درخواستیں زیر کارروائی لائی گئیں مگر جیسا کہ جواب جز (الف) میں ذکر کیا گیا۔ آئندہ کارروائی معاملہ ہذا کے زیر سماعت عدالت عالیہ آ جانے کے بعد تا حکم فیصلہ قانوناً روک لی گئی۔

(و) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ کوئی بھی ضروری کارروائی دریں ضمن بعد فیصلہ عدالت عالیہ عمل میں لائی جا سکے گی۔

متاثرین اراضی کی درخواستوں پر عمل درآمد

79۔ جناب محمد حنیف چودھری: کیا وزیر مال ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ کلکٹر راولپنڈی نے آباد کو آپریٹو ہاؤسنگ پرائیویٹ لمیٹڈ کے لیے گاؤں مورگہ راولپنڈی میں رقبہ تعدادی 322 کنال بذریعہ اعلامیہ نمبر 2/274-C مورخہ 3 جون 1990ء حاصل کیا اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ ڈپٹی رجسٹرار سوسائٹی راولپنڈی مندرجہ بالا سوسائٹی کا بھی سیکرٹری ہے۔

(ج) سوسائٹی کے اراکین کے نام، عہدے اور پیشے کیا ہیں۔

(د) حکومت نے متاثرین اراضی کی درخواستوں پر اگر کوئی کارروائی کی ہو۔ وہ کیا ہے نیز حکومت نے اول الذکر اعلامیہ کی منسوخی کے لیے کیا اقدامات کیے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مال (چودھری غلام احمد):

(الف) مذکورہ ہاؤسنگ سوسائٹی نے مذکورہ گاؤں میں 2 ہزار کنال رقبہ براہ راست مالکان سے خرید کیا اور صرف رقبہ تعدادی 116 کنال 19 مرلہ جو بالکل

چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں واقع ہے۔ بذریعہ اعلامیہ متذکرہ مروجہ قانون کے تحت حصول کرایا ہے۔

(ب) یہ امر ہنوز سوسائٹی مذکورہ سے زیر طلب ہے اور مطلوبہ معلومات مع دیگر ضروری کوائف کے موصول ہونے پر پیش خدمت کر دی جائیں گی۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

(د) ایسے درخواست دہندگان کا رقبہ حصول نہ کیا گیا تھا۔

پوائنٹ آف آرڈر

کراچی میں خاتون صحافی پر قاتلانہ حملے کے خلاف بطور احتجاج صحافیوں کا پریس گیلری سے واک آؤٹ

رانا اکرام ربانی : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں معزز ممبران کے علم میں یہ چیز لانا چاہتا ہوں کہ آج پھر پریس گیلری کے ہمارے دوست ایک واقعہ کے خلاف یعنی اپنی ایک صحافی محترمہ نفیسہ پر کراچی میں جو قاتلانہ حملہ ہوا ہے ان سے یک جہتی کے اظہار کے لیے پریس گیلری سے واک آؤٹ کر گئے ہیں اور یہ ان کا علامتی واک آؤٹ ہے لیکن جناب سپیکر! میں اس موقع پر اپنی دوستوں سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب اسمبلی کی طرف سے یہ صحافیوں اور صحافت کے خلاف اس رویے پر ہمیں بھرپور مذمت کرنی چاہیے کہ یہ آئے دن کوئی نہ کوئی واقعہ ایسا ہو جاتا ہے کہ صحافیوں کو رپورٹنگ سے روکنے کے لیے ان کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی کی جاتی ہے۔ کسی پر حملہ کیا جاتا ہے۔ اب یہ دو واقعات کراچی میں ہو چکے ہیں۔ ان کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے ایک کرائم رپورٹ وہاں کے مشیر داخلہ عرفان اللہ مروت کے بارے میں دی تھی۔ اب یہ پنجاب اسمبلی سے آواز ضرور اٹھنی چاہیے۔ اس میں نہ کسی پارٹی کی بات ہے اور نہ کسی نظریے کی بات ہے۔ یہ ہمارا ایک اجتماعی مقدس فرض ہے جو ہمیں ادا کرنا چاہیے کہ صحافت پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہونی چاہیے اور اگر کوئی صحافی دیانت داری سے رپورٹنگ کرتا ہے اور اس کے خلاف اس قسم کے تشدد کے واقعات پر ہمیں مذمت کرنی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! اس سلسلے میں میرا خیال ہے کہ گذشتہ اجلاس میں جناب وزیر قانون صاحب نے اس واقعہ کے بارے میں حکومت کا موقف بیان کیا تھا۔ اب اس سلسلے میں کوئی مزید کہنے کی ضرورت ہو تو میں جناب وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا کہ اگر انہوں نے رانا صاحب کی بات سماعت فرمائی ہو تو ارشاد فرمادیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Point of order. Sir, as a Member of this House and as a citizen of Pakistan We have every sympathy with every citizen of Pakistan irrespective of the portfolio that he holds whether he is a journalist or any other citizen of Pakistan. When he is attacked and suffers undue hardships we are all in sympathy with him but for the Press to stage a walk out without even informing us why they are not sitting in the gallery and just affording as opportunity to the Leader of Opposition to speak against the House without any rhyme or reason is not justified. My suggestion to the House would be that, before they walk out, at least the Speaker should be informed about the reason for which they wish to walk out so that the Speaker can take up the matter and also take up the measures which are primarily the privilege of the Punjab Government. I fail to understand that whenever things like this happen which are primarily the concern of the Province of

Sindh and also the Federal Government, why every time the people of Punjab and this House are involved. My submission is that they should be told that we have all the regards for our Press but for God's sake don't take us for granted because very time you go out we have to request you to come back. This must stop at some stage because there must be some reason for every-thing. We are not going to be held guilty for somebody else's acts and he told that you are boycotting our proceedings because somebody else has misbehaved with you in Sindh. In all decency and in all righteousness to this House my submission would be that we should unanimously request them that if they have some grievance it should first be brought to the notice of the Speaker who can take the House and the Leader of the House in confidence in order to support them. What is the use in adjourning the House like this.

جناب ڈپٹی سپیکر : جی لاء منسٹر صاحب! آپ اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی اسی سیشن کے دوران جناب والا کی موجودگی میں ہاؤس کے فلور پر پنجاب حکومت کے جذبات سے اپنی صحافی برادری کو آگاہ کیا تھا کہ ہم آزادیٔ صحافت پر

یقین رکھتے ہیں۔ ہم صحافی برادری کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہونے والی کسی بھی زیادتی کی مذمت کرتے ہیں اور اسے اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اب ایک مسئلہ ہے جس کا تعلق مرکز کے ساتھ ہے اور دوسرا مسئلہ ہے جس کا تعلق صوبہ سندھ کے ساتھ ہے۔ اس میں ہم صرف ان کے ساتھ ہمدردی کر سکتے ہیں اس سے زیادہ تو پنجاب اسمبلی کے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی عملی طور پر اس مسئلے کے حل کے لیے کوئی پیش رفت کر سکے۔ جیسا کہ میرے بزرگ نے فرمایا ہے کہ طریقہ کار تو پہلی دفعہ بھی اسی طرح ہوا ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف کو معلوم تھا کہ وہ واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بات جناب والا کے نوٹس میں لائی۔ آج بھی یہ اسی طرح سے ہوا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ آج تو قائد حزب اختلاف نے اور اپوزیشن کے بھائیوں نے اہم ترین موضوع یعنی لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنی تھی اور اس سلسلے میں اگر کوئی بات ہوتی تو زیادہ بہتر تھا کہ جیسے خان زادہ صاحب نے فرمایا ہے تو آپ کے نوٹس میں یہ آ جاتی۔ آپ تو اپوزیشن اور حکومتی بنچز دونوں کے کسٹوڈین ہیں۔ اب اس سلسلے میں میں اپنے صحافی بھائیوں کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ وہ مہربانی کر کے پریس گیلری میں تشریف لے آئیں کیوں کہ آج تو پنجاب اسمبلی میں انتہائی اہم موضوع پر بحث ہونی ہے اور جناب قائد حزب اختلاف نے پروگرام کے مطابق آج اپنی opening speech دینی تھی۔ اب شاید ان کا تھوڑا سا پروگرام تبدیل ہوا ہے لیکن پھر بھی اس وقت اپوزیشن نے تقاریر کرنی ہیں تو ہمدردیاں صحافی برادری کے ساتھ ہیں اور ہم آزادی صحافت پر یقین رکھتے ہیں اور ان کی مشکلات اور ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اس کا درد ہم اپنے دل میں بالکل اسی طرح محسوس کرتے ہیں جس طرح صحافی برادری خود اس درد کو اپنے دل میں محسوس کرتی ہے تو میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے ہاؤس میں واپس تشریف لے آئیں۔ ہم ان کے ان جذبات میں، ان کی اس تکلیف میں ہمارا پنجاب اسمبلی کا ہاؤس برابر کا شریک ہے اور ان کی پرزور حمایت کرتا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' جناب امجد حمید دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر! میں ایک بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کراچی کے واقعہ کے متعلق احتجاج بھی ہوا ہے، افسوس بھی ہوا ہے۔ آج یہاں ایک اور واقعہ ہوا ہے جس سے ممبران اسمبلی میں غم و غصے کی لہر دوڑ گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آج اس شہر میں ایک ☆☆☆ شخصیت تشریف لائی ہے لیکن نہ تو گورنر صاحب اور نہ ہی وزیر اعلیٰ نے VIPS کو مناسب سمجھا ہے کہ انھیں بلایا جائے۔ لاہور میں اس کے متعلق سخت غم و غصے کا اظہار ہوتا رہا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میرے خیال میں کئی معزز ممبران میری تائید فرمائیں گے اور میں نے ان کے دل کی بات کی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : آرڈر پلیز۔

سید افتخار الحسن شاہ : جناب سپیکر! یہ سب ارکان اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ عام لوگوں کو کارڈ تقسیم کیے گئے، انھیں کھانے پر بلایا گیا، انھیں استقبال کے لیے بلایا گیا لیکن جناب! یہ ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہے اس لیے جناب! یہ تحریک منظور کی جائے اور اس پر بحث کرائی جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر : میں اس سلسلے میں تھوڑا سا یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جناب دستی صاحب کے جو جذبات ہیں ان میں ایک بات کا اضافہ کر لیا جائے کہ خوب صورت شخصیت کے بعد وہ ہمارے کیوں کہ ایک قریبی دوست ملک کی شہزادی ہیں اس لیے ان کے لیے صرف خوب صورت کا لفظ مناسب نہیں ہے۔ اس کے لیے واجب الاحترام کا لفظ جو ہے وہ اضافہ کر لیا جائے۔ بہر حال دستی صاحب کے جو جذبات ہیں، پورا ہاؤس اس سے آگاہ ہے۔

آوازیں : خوب صورت کا لفظ کارروائی سے حذف کرنا چاہیے۔ واجب الاحترام ٹھیک

☆☆☆ (حکم جناب ڈپٹی سپیکر لفظ کارروائی سے حذف کیا گیا)

ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ تو صرف "☆" لفظ جو ہے اس کو میں معزز ممبران کی اجازت سے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

معزز ممبران : ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جہاں تک ہمارے صحافی بھائیوں کے اس مسئلے کا تعلق ہے تو حکومت پنجاب کا موقف جو ہے وہ جناب لاء منسٹر صاحب نے گزشتہ اجلاس میں بھی اور آج کے اجلاس میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پورا ایوان جو ہے یہ صحافی بھائیوں کے جذبات میں برابر کا شریک ہے اور میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئیں اور اجلاس کی کارروائی کی رپورٹنگ صحیح طریق کار سے کریں۔

جناب سہیل ضیاءمٹ : جناب سپیکر! اجازت ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر : جی مٹ صاحب! فرمایئے۔

جناب سہیل ضیاءمٹ : جناب سپیکر! جیسا کہ خان زادہ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا۔۔۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر! میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کی جو بات ہے یہ حکومت کے نوٹس میں آچکی ہے اور میرا خیال ہے کہ اب اس کا علاج میرے پاس تو ہے نہیں۔

جناب سہیل ضیاءمٹ : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کیوں کہ وہ اب چلی گئی ہیں۔ بہر حال آپ کے جذبات کا احساس ہو چکا ہے۔ شاید لاء منسٹر صاحب اس سلسلے میں کوئی وضاحت فرمانا چاہیں گے ؟

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا! اس کا کئی لوگوں کی صحت پر اثر پڑے گا۔

(قہقہے)

آپ ذرا تھوڑا سا غور سے سنیے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ رانا پھول خان صاحب

نے اور میں نے آپس میں یہ مشورہ کیا تھا۔۔۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! میں آپ کو موقع فراہم کروں گا۔

(اس مرحلے پر صحافی صاحبان پریس گیلری میں واپس آ گئے)

جناب سہیل ضیاء بٹ : جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : جب بھی کوئی اس طرح کا فنکشن ہو تو میں بھی درخواست کروں گا کہ ان کو ضرور بلایا جائے۔ ہمیں وہاں پر جانے کا شوق نہیں ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ جو ہمارے صحافی بھائی ہیں جنہوں نے آج دوسرے روز بھی اپنے صحافی بھائی کے لیے پریس گیلری چھوڑ کر ایک مذمت کا اظہار کیا اس پر رانا صاحب نے بھی بہت اچھا کہا کہ انھیں منایا جائے۔ آپ نے بھی اس پر رولنگ دے دی ہے اور میرے قابل احترام بھائی آ گئے ہیں۔ ان کے ساتھ ہم سب پورے دلی جذبات کے ساتھ شریک ہیں کہ یہ کام نہیں ہونا چاہیے لیکن آج میں اپنے صحافی بھائیوں سے جو کہ ہماری گیلری میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کے سامنے میری بھی ایک گزارش ہو گی کہ میں یہ کہتا ہوں کہ ؎

کسے وکیل کروں کس سے منصفی چاہوں

جو آئے روز اسمبلی کے ممبران کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ بھی ہمارے بھائی ہیں جب ان کے لیے کوئی بھی مذمت کا یا کوئی ایسا لمحہ آتا ہے تو ہم ان کے ساتھ برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ انہیں مناتے ہیں اور اپنا حصہ سمجھتے ہیں لیکن جب اس مقدس ایوان کے ممبران کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے۔ ان کی اخبارات میں غلط تشہیر ہوتی ہے اور ارکان اسمبلی پر کیچڑ اچھالا جاتا ہے اور بے تکی خبریں لگائی جاتی ہیں تو پھر کیا ان کے جذبات اس وقت کبھی اجاگر نہیں ہوئے کہ یہ پریس گیلری سے اس وقت بھی اٹھیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور یہ کہیں کہ آپ جو نمائندہ ہیں۔ آپ کی صداقت کے اوپر جو بہتان لگایا جاتا ہے۔

غلط الزامات لگائے جاتے ہیں اس پر بھی یہ کبھی کبھی اپنے غم و غصے کا اظہار کیا کریں تاکہ ہم بھی ان کے برابر کے بھائی بنیں۔

میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ جناب رانا صاحب بڑے معزز قائد حزب اختلاف ہیں۔ انھوں نے بہت اچھی بات کی ہے کہ کراچی میں بھی حملہ ہوا اور دوسری جگہ پر بھی ہوا۔۔۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! یہ پوائنٹ آف آرڈر یا تقریر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وہ اپنی بات ختم کر رہے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء مٹ : میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ یہ اس دور کو بھول گئے ہیں کہ جب اس دور میں پریس کے ساتھ اتنی زیادتیاں ہوتی رہیں کہ پریس کو لکھنے کی آزادی کہیں نہیں تھی۔ آج صبح اٹھتے ہی لوگ horror movies کی جگہ اخبارات کو دیکھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مٹ صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ ابھی لاء اینڈ آرڈر پر ڈسکشن ہونی ہے اگر آپ کے جذبات اس سلسلے میں زیادہ ہوں تو ہم ان شاء اللہ آپ کو موقع دیں گے۔ آپ اپنی بات مکمل کر سکیں گے۔

جناب سہیل ضیاء مٹ : لیکن ایک چھوٹی سی بات سن لیں میں اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ابھی کافی ضروری کام جو ہے وہ بتایا ہے۔

جناب سہیل ضیاء مٹ : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر بات ہو چکی ہے۔ آپ براہ کرم تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔

جناب سہیل ضیاء مٹ : جناب سپیکر! میرے صرف دو الفاظ رہ گئے ہیں اس کے بعد میں ختم کر دوں گا۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہم ان کے جذبات کے ساتھ پوری طرح سے

شامل ہوتے ہیں بلکہ ہر پاکستانی کے جذبات کے ساتھ اس ایوان کے جذبات ملتے ہیں اور انکی تکلیفوں اور غموں میں ہم شامل ہوتے ہیں تو اسی طرح پریس کے حوالے سے میں کہہ رہا تھا کہ آج بچوں میں صبح اٹھتے ہی horror movies کی ڈیمانڈ نہیں بلکہ اخبارات کی ڈیمانڈ ہے کہ کس اخبار میں کون سی بھیانک تصویر ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری جو آنے والی نسل ہے اس کے لیے ان کا جو کردار شامل ہو رہا ہے اس کے لیے میں اپنے پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے بھائیوں سے استدعا کروں گا کہ وہ اس پر بھی نظر ثانی کریں اور اپنے اخبارات کا جو یہ رویہ ہے جس سے کہ آنے والی نسل بے راہ روی کی شکار ہو رہی ہے اس کے لیے بھی کچھ اپنی پالیسی تبدیل کریں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ مٹ صاحب! یہ نوٹس آپ تیار رکھیں۔ آپ ان شاء اللہ لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں گے اور اس وقت بڑی تفصیل سے آپ کی بات سنی جائے گی۔

بادشاہ میر خان آفریدی : جناب سپیکر! میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی۔

بادشاہ میر خان آفریدی : جیسا کہ مٹ صاحب نے فرمایا۔ میں بھرپور تائید کرتا ہوں۔ جیسا کہ صحافی بھائیوں نے علامتی واک آؤٹ کیا۔ ہم دلی طور پر ان کے ساتھ ہیں لیکن جب وہ واک آؤٹ کرتے ہیں تو انہیں یہ سوچنا چاہیے کہ انہی کے بعض دوست اپنے قلم سے کس طرح ہمیں اپنے اخبارات میں expose کرتے ہیں اور ہمارے ناکردہ گناہوں کو کس طرح سے وہ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ میں ایک اخبار کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے خیال میں اس معاملے میں اب مزید ڈسکشن نہ کی جائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔

بادشاہ میر خان آفریدی : میں آپ کا مشکور ہوں گا۔ مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جب آپ لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں گے تو اس وقت تفصیل سے آپ بات کر سکتے ہیں۔

بادشاہ میر خان آفریدی : میں صرف دو منٹ لینا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نہیں۔ پلیز اس سے مسئلہ لمبا ہو جائے گا اور پھر آپ کے کئی دوسرے دوست بھی بات کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ یہ باتیں ہو چکی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ ایک نیا موضوع آپ نہ چھیڑ دیں۔

جناب سہیل ضیاء مٹ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مٹ صاحب! آپ تشریف رکھیں پلیز۔ تشریف رکھیں پلیز۔

جناب سہیل ضیاء مٹ : جناب سپیکر! میرے استحقاق کی بات ہے کہ مساوات اخبار میں میرے حوالے سے ایک خبر لگی کہ میں کوآپریٹو کی ایس ایم آر کو خریدتا ہوں اور مجھے 9 کروڑ کا فائدہ ہوا ہے۔ میں اس معزز ایوان میں اپنے دوستوں کے سامنے اور پریس گیلری کے سامنے خدا اور اس کے رسول کو حاضر ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ میں نے آج تک کوئی ایسی ایم آر بدم کی چیز نہیں خریدی اگر کسی کا یہ دعویٰ ہے تو اس ایوان کے سامنے میں اقبال جرم کروں گا کہ اگر کوئی ثابت کر دے تو میں اپنی اس اسمبلی کی نشست کو بھی چھوڑ دوں گا ورنہ کل تک جو ''مساوات'' اخبار ہے اسے ہم سے معذرت کرنی ہوگی وگرنہ میرے خیال میں میرے تمام دوست میرا ساتھ دیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور میں اس واقعہ کی شدید مذمت بھی کرتا ہوں اور میں قرآن اٹھا کر ہاتھ میں پکڑ کر اس کا حلف دینے کے لیے تیار ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(اس مرحلے پر صحافی صاحبان واک آؤٹ کر گئے)

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر! آپ نے میری بات نہیں سنی۔ آپ ذرا

***(حکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

میری بات غور سے سن لیجیے۔

جناب سپیکر! اس سے کئی لوگوں کی صحت پر بہت برا اثر پڑا ہے۔ رانا پھول خان صاحب کا یہ خیال تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی میں آپ کو بات کرنے کا موقع فراہم کروں گا آپ تشریف رکھیں۔ آپ بزرگ آدمی ہیں۔

سردار امجد حمید خان دوستی : جناب سپیکر! رانا پھول خان صاحب کا یہ خیال تھا کہ اگر ہمیں بلایا گیا اور ہاتھ ملانے کا موقع ملا تو ان کا لنگڑا پن ختم ہو جائے گا۔ میرا اپنا یہ خیال تھا۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : سردار صاحب! آپ ہمارے بزرگ اور پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے ایک دوست ملک کی معزز ترین ہستی ہیں ہمیں اس کے متعلق ایسے ریمارکس پاس نہیں کرنے چاہئیں۔ اب اس موضوع کو ختم کرنا چاہیے۔ جی رانا صاحب! آپ فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ کراچی میں ایک صحافی پر رپورٹنگ کے سلسلہ میں جو تشدد ہوا اس کے خلاف صحافیوں نے ایک دن پہلے واک آؤٹ کیا۔ اسی واقعہ کو دوبارہ دہرایا گیا اور انہوں نے اس پر دوبارہ آج واک آؤٹ کیا لیکن ان کے اس واک آؤٹ کو یہاں ہمارے کچھ دوستوں نے جس انداز سے لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی غلط طریقہ ہے۔ خان زادہ صاحب نے جو فرمایا ہے انھوں نے یہ بات ایسے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جیسے کہ صحافی اس معاملے کو یا اس واک آؤٹ کو اپنے protest کے لیے نہیں کوئی بلیک میلنگ کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں اور جب کہ وزیر قانون نے کہا کہ جناب یہ حکومت سندھ کا معاملہ ہے۔ یہ وفاقی حکومت کا معاملہ ہے اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ کراچی میں صحافیوں کے ساتھ جو تشدد ہو رہا ہے۔۔۔۔

جناب تاج محمد خان زادہ : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : خان زادہ صاحب! رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ آپ ان کو بات کر لینے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! جو لوگ کراچی میں صحافیوں کے ساتھ رپورٹنگ کرنے پر اس قسم کا سلوک کرتے ہیں، تشدد کرتے ہیں ان کے ساتھ پنجاب کی حکومت کا گہرا تعلق ہے وہ وہی ☆☆☆ ہیں جن کو پنجاب حکومت نے پچھلے دنوں 3 کروڑ روپے کا فنڈ دیا ہے۔ پنجاب کی حکومت وفاقی حکومت کے ساتھ ان کی آب یاری کرتی ہے اور وہ ☆☆☆ کی صورت میں جنم لے رہے ہیں اور اس کے بعد۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! میں ☆☆☆ کے لفظ کو کارروائی سے حذف کرنے کے لیے کہتا ہوں اور میں رانا صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اپنے مؤقف کو نہایت اختصار سے بیان فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جو ٹھیکے کروڑوں میں جانے تھے وہ لاکھوں میں گئے ہیں۔ ایک ایک ٹھیکے میں کروڑوں روپے کا فائدہ ہوا ہے یہ کس کو نہیں پتا کہ وہ ٹھیکے کن لوگوں نے لیے ہیں اور کون لوگ قوم کا پیسہ لوٹ رہے ہیں اگر کوئی صحافی اس سلسلے میں کوئی خبر دیتا ہے تو پھر اس پر احتجاج کیوں کیا جائے۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ خان زادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس میں ایسی کوئی بات نہیں جس پر آپ کو وضاحت کرنے کی ضرورت ہو۔

ہمیں اب اس موضوع کو ختم کرنا چاہیے اب اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

میں جناب راجا صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

راجا خلیق اللہ خان : جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں۔۔۔۔۔

چودھری اختر رسول : جناب سپیکر! پریس گیلری خالی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راجا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں اپنے صحافیوں بھائیوں

☆☆☆ (حکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے)

سے یہ درخواست کروں گا کہ جیسے وزیر قانون صاحب نے بھی، جناب قائد حزب اختلاف نے بھی اور میں نے بھی آپ سے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم ان کے جذبات میں برابر کے شریک ہیں اور ہمیں ان کی ان تکالیف کا احساس ہے لہٰذا میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ پریس گیلری میں تشریف لے آئیں اور اسمبلی کی کارروائی کی رپورٹنگ کریں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! ہمارے بھائی اور فاضل رکن سہیل ضیاء بٹ صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان کے رد عمل پر انہوں نے واک آؤٹ کیا ہے تو جناب والا! میرے خیال میں ہمیں معذرت کرنی چاہیے اور فاضل رکن کو بھی اس بات کو اس طرح نہیں لینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! میں موہل صاحب سے درخواست کروں گا یہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں کہ یہ صحافی بھائیوں کے پاس تشریف لے جائیں۔ ان کی غلط فہمی کو دور کریں۔ بٹ صاحب کا یہ مقصد نہیں تھا اور انہوں نے ایسے کوئی الفاظ استعمال نہیں کیے جن سے صحافی بھائیوں کے خلاف کوئی بات ہوتی ہو۔ میں بٹ صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ بھی تشریف لے جائیں اور جناب میاں منظور احمد موہل بھی تشریف لے جائیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : جناب والا! میرا مؤقف جائز ہے اور یہ اب قرآن کا معاملہ ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : بٹ صاحب! آپ کی بات ہو چکی ہے اور آپ نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔ بٹ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

بیگم فوزیہ بہرام : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو معاملہ ہو رہا ہے اس کے لیے یہ دونوں بھائی جائیں۔ ان شاء اللہ یہ معزز ممبران ان کو لے آئیں گے۔ ان میں پرانے پارلیمنٹیرین جناب دستی کے اس جملے پر جناب سپیکر! انتہائی افسوس کا اظہار کرنا چاہتی ہوں جو انہوں نے کہا کہ "رانا صاحب اگر ہاتھ ملا

لیتے تو۔" جناب سپیکر! ہم انتہائی معزز اور محترم لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اس طرح کی گفتگو اسمبلی کے اندر کرنے سے نہ صرف اسمبلی کا بلکہ میں سمجھتی ہوں کہ ملک کے تمام معزز بھائیوں کا وقار مجروح ہوگا اور وہ جو خاتون یہاں پر آئی تھیں وہ اپنی کسی خوب صورتی کے لیے نہیں آئی تھیں وہ ایک ملک کے شاہی خاندان کی ایک معزز شہزادی ہیں اور وہ یہاں پر ایک سرکاری دورے کے سلسلے میں آئی تھیں اور بطور خاتون بھی میں سمجھتی ہوں کہ اس قسم کی بات پنجاب حکومت کے highest forum کا اور سرکاری بنچوں کا ایک ممبر کرے تو اس سے نہ صرف ان کی بلکہ تمام ایوان کی اور تمام پاکستانی کردار کی، میں سمجھتی ہوں، توہین ہوتی ہے اور میں چاہوں گی کہ آپ وہ الفاظ کارروائی سے حذف کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : محترمہ! میں نے پہلے ہی ایسے الفاظ کارروائی سے حذف کروا دیے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اس پر کوئی ڈسکشن نہ کی جائے اور میں نے مولی صاحب سے یہ درخواست کر دی ہے اور وہ معزز صحافی بھائیوں کو منانے کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ صحافی بھائی ہمارے ساتھی ہیں، ان کا اور ہمارا ان شاء اللہ ہمیشہ ہمیشہ کا ساتھ ہے لہٰذا میں ان سے توقع کروں گا کہ وہ ہماری درخواست پر عمل کرتے ہوئے واپس اپنی گیلری میں تشریف لے آئیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ صحافیوں کے خلاف سہیل ضیاء بٹ نے جو رویہ یہاں پر اختیار کیا تھا انہوں نے اس رویہ کے خلاف واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ : جناب سپیکر! میرے خلاف جو اخبار میں لکھا ہوا تھا اس بارے میں بات کی ہے اور ساتھ قرآن کا حوالہ دیا ہے کہ میرے صحافی قرآن پر ہاتھ رکھ کر یہ بات کہیں کہ جو کچھ انہوں نے اخبار میں لکھا ہے وہ بالکل درست ہے ورنہ میں قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہوں گا۔ اب اگر اس بات پر وہ واک آؤٹ کر جائیں تو پھر

جناب سپیکر! یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ اس طرح سے وہ کسی بھی شریف آدمی کے خلاف جو چاہیں گے لکھ دیں گے لہٰذا میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ نے اپنی بات مکمل کر لی۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! یہاں پر کون سا ایسا شخص ہے جو اپنے مذہب کا احترام نہ کرے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! آپ جذبات میں نہ آئیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تو بڑے سمجھ دار اور سنجیدہ ذہنیت کے مالک ہیں۔

رانا ثناءاللہ خان: جناب سپیکر! میں اس رویے کے خلاف واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! رانا صاحب کا جو کردار ہے وہ بھی ان کو پتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بٹ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلے پر معزز ارکین حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئے)۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس وقت ساڑھے 7 بج چکے ہیں اور اجلاس کی کارروائی 9 بجے تک چلنی ہے۔ ابھی ہم نے تحریک التوائے کار اور تحریک ہائے استحقاق بھی ٹیک اپ کرنی ہیں۔ اس کے علاوہ انتہائی اہم مسئلے یعنی امن عامہ پر بحث کرنی ہے۔ ابھی میرے ایک دوست نے صحافیوں کی بات کی، ہم نے اس کا بھی جواب دے دیا لیکن اب ہم نے ایک ایسا لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ ہم نہ تو ایوان کے وقار میں اضافہ کر رہے ہیں اور نہ ہی وقت کا صحیح استعمال کر رہے ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ اب کسی بھی معزز رکن کو، چاہے وہ حزب اختلاف سے ہو یا حزب اقتدار سے ہو، وقت ضائع کرنے کی اجازت نہ دی جائے اور ہماری جو باقاعدہ کارروائی ہے اس پر بات کی جائے تاکہ امن عامہ پر بروقت بحث ہو سکے۔ میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کی بات درست ہے میں پہلے بھی معزز ممبران سے درخواست کر چکا ہوں کہ آج آپ نے امن عامہ پر بحث کرنی ہے آپ

اپنے قیمتی وقت کا احساس فرمائیں اور میں تمام معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ جن صاحبان نے امن عامہ پر بات کرنی ہے وہ اپنے نام چٹوں پر لکھ کر سپیکر تک پہنچادیں تاکہ آپ کی باری پر آپ کا نام پکارا جا سکے۔ راجا خلیق اللہ خان صاحب۔

راجا خلیق اللہ خان : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ میاں محمود احمد ایم پی اے، کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 91-12-31 تک توسیع کر دی جائے۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر : راجا خلیق اللہ خان صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ میاں محمود احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 91-12-31 تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

چودھری اختر رسول : میں چیئرمین استحقاق کمیٹی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ جتنی تحاریک استحقاق پر غور کر رہے ہیں۔ کیا انہوں نے کسی ایک تحریک استحقاق کی وقت پر رپورٹ پیش بھی کی ہے یا صرف توسیع ہی مانگی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جو بھی تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے پاس جاتی ہے۔ کمیٹی کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے اس میں فریقین کو طلب کرنا ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ استحقاق کمیٹی اس سلسلے میں مناسب کارروائی کر رہی ہے۔

راجا خلیق اللہ خان : جناب والا! ایک اور تحریک بھی ہے۔ سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے جو ملک سے باہر چلے گئے ہیں ان کی یہ تحریک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : پیش کریں۔

راجا خلیق اللہ خان : تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 91-12-31 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : راجا خلیق اللہ خان نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ :

تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-12-91 تک توسیع کر دی جائے۔

(توسیع کر دی گئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر : اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

خان غلام سرور خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست غلام سرور خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں کسی ذاتی کام کی وجہ سے کل مورخہ 24-9-91 اور آج مورخہ 25-9-91 کو اسمبلی اجلاس میں شامل نہ ہو سکوں گا۔ میری 2 یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید طاہر احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید طاہر احمد شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے 25 اگست 91ء کو موصول ہوئی ہے :

السلام علیکم ! میں بغرض طبی معائنہ / علاج دو چار روز میں بیرون ملک یعنی امریکہ اور برطانیہ جا رہا ہوں۔ اس لیے آئندہ آنے والے اجلاس اور اسمبلی کی ایسی کمیٹیاں، جس میں بندہ نے شرکت کرنی ہے۔ واپس وطن آ جانے تک غیر حاضر رہوں گا۔ اس لیے براہ کرم اس عرصہ کے لیے میری چھٹی کی درخواست برائے

حصول منظوری معزز ایوان کے سامنے پیش کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب نور محمد تارڑ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب نور محمد تارڑ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مورخہ 21-9-91 کو مجھے ایک ضروری کام کی وجہ سے گوجرانوالہ جانا ہے لہذا میں اس دن اسمبلی میں حاضر نہ ہو سکوں گا لہذا مجھے ایک دن کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خدا بخش ٹوانہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک خدا بخش ٹوانہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ مجھے ضروری کام ہے جس کی وجہ سے آج مورخہ 21 ستمبر 1991ء کے اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں لہذا مطلوبہ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب فرید احمد پراچہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب فرید احمد پراچہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بیرون ملک سفر پر ہوں۔ یہاں جرمنی میں اخبار کے ذریعے معلوم ہوا کہ 19 ستمبر سے پنجاب اسمبلی کا اجلاس شروع ہو رہا ہے۔ چونکہ مجھے اپنے پروگرام کے مطابق ابھی ڈنمارک' انگلینڈ' امریکہ اور سعودی عرب جانا ہے۔ اس لیے گزارش ہے کہ 19 ستمبر سے 4 اکتوبر تک میری رخصت منظور کی جائے۔

نوازش ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ظفر اقبال چودھری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب ظفر اقبال چودھری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

It is respectfully submitted that I am leaving for the USA on official tour and would not be able to attend the forthcoming Session of the Assembly commencing from 19-9-91.

kindly allow me leave for the whole session.

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

Due to certain unavoidable circumstances I may not be able to attend the session on 21-9-91 i.e. on Saturday. Leave for that day may please be sanctioned.

Thanking you.

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک عطاً محمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک عطاً محمد خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Mr Taj Muhammad Khanzada MPA informed that Malik Ata Muhammad Khan,MPA,PP-15 has gone to Jordon. He may be given leave of absence till his return.

Thanks

جناب ڈپٹی سپیکر : اب سوال یہ ہے :

"کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میں آپ کے فرمان کے مطابق پریس گیلری میں گیا اور وہاں پر ان کے صدر سے ملاقات کی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ سہیل ضیاء مٹ صاحب کے ساتھ کیفے ٹیریا میں آج بات ہو گئی تھی۔ اس پریس رپورٹر نے کہا تھا کہ میں اس کی تردید شائع کر دوں گا۔ لہٰذا اس کے بعد کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا کہ سہیل ضیاء مٹ صاحب جو ہمارے اس ہاؤس کے رکن ہیں وہ اس بات پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھاتے کیوں کہ یہ بات طے ہو چکی تھی۔ اب ان کا مؤقف یہ ہے کہ انہوں نے جو بات کی ہے اور اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ ہمارے بھی جذبات ہیں۔ ہمارے جذبات بھی مجروح ہوئے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس کارروائی کو حذف کر دیا جائے کیوں کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں تھا۔ ہمارے ساتھ بات طے ہو چکی تھی۔ وہ تو یہ بھی کہتے تھے کہ سہیل ضیاء مٹ صاحب معافی مانگیں۔ میں نے کہا معافی کی بات نہیں ہے جب آپ کی بات طے ہو گئی تھی میں نے خود انکار کر دیا کہ معافی والی بات نہیں ہے لیکن بہر حال ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ سپیکر اس کارروائی کو حذف کر دیں تو ہم پریس گیلری میں واپس آ جاتے ہیں۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ ہمیں پریس کے ساتھ اپنے تعلقات خوش گوار رکھنے چاہئیں اور اچھا ماحول پیدا کرنا چاہیے کیوں کہ پریس اور ہمارا چولی دامن کا ساتھ ہے اور جمہوریت میں پریس اور legislators لازم و ملزوم ہیں۔ ایک ہی گاڑی کے پہیے ہیں۔ اس لیے ہمیں ایک دوسرے کے خلاف نہیں جانا چاہیے۔ میری بھی یہی گزارش ہے کہ اس ایوان کی کارروائی کو باقاعدہ چلانے کے لیے ان کا بھی یہاں ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ ہم فاضل اراکین کا۔ اس لیے میرے خیال میں اگر وہ کارروائی حذف کر دی جائے تو یہ ساری بات ختم ہو سکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ایوان کی کیا رائے ہے؟

آوازیں : ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ٹھیک ہے جی! ایسی کارروائی جو صحافی بھائیوں کے خلاف تھی یا مٹ صاحب کا جو بیان ہے جو کسی صحافی بھائی کی دل آزاری کا موجب بنا ہے اسے

کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

میاں شہباز احمد : جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ خان صاحب جو کہ حزب اختلاف کے رکن ہیں وہ سہیل ضیاء بٹ صاحب کی بات سے ناراض ہو کر باہر چلے گئے ہیں۔ کسی فاضل ممبر کی ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ ان کو لے آئیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر : میں آپ ہی سے درخواست کروں گا کہ آپ ان کو منا کر لے آئیں۔ مہربانی۔

اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ ملک عباس کھوکھر صاحب پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایک تحریک استحقاق جو رانا ثناء اللہ خان کی طرف سے تھی جس کو التوا میں رکھا گیا تھا آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ اس پر کوئی بات ہو سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ امور : جناب سپیکر! ہم نے متعلقہ افسران کو بلوا لیا ہے ان کے سامنے بات ہو گئی ہے اور رانا صاحب کے ساتھ بات طے پا گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب چونکہ تشریف نہیں رکھتے اسے پھر مؤخر کر دیتے ہیں۔

وفاقی وزیر تعلیم کی طرف سے اراکین پنجاب اسمبلی کو "بلیک میلر" اور قائد ایوان کو "بے اصول" قرار دینا

اگلی تحریک استحقاق نمبر 10 رانا اکرام ربانی صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا اکرام ربانی : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مرکزی وزیر تعلیم جناب فخر امام نے الزام لگایا ہے کہ پولیس ملازم اور منتخب نمائندوں کے درمیان پیش آنے والے واقعہ کے دوران پنجاب کے ایم پی اے حضرات نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو بلیک میل کیا ہے۔

انہوں نے مزید کہا ہے کہ اگر وہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہوتے تو بلیک میل ہونے کی بجائے اپنے عہدے سے الگ ہونے کو ترجیح دیتے۔ (روزنامہ ''مسلم'' مورخہ 21 جولائی 1991ء)

اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو بلیک میلر کہنے اور قائد ایوان جو قائد اعظم کے سچے سپاہی ہونے کے دعوے دار ہیں، کے بارے میں یہ ریمارکس دینے سے کہ وہ بے اصول ہیں، نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! مجھے معلوم ہے کہ اپنی مجبوریوں کی وجہ سے جب اس تحریک استحقاق کا دفاع کیا جائے گا تو سب سے پہلی وجہ یہ بتائی جائے گی کہ یہ ایک اخباری بیان تھا۔ جناب سپیکر! ہر وزارت میں پورا ایک سیکشن صرف اس کام کے لیے ہوتا ہے کہ وہ مختلف موضوعات پر وزرائے کرام کے بیانات پریس کو دیں اور اگر ان کے حوالے سے یا ان کے محکمے کے حوالے سے جس سے ان کے بارے میں یا محکمے کی کارکردگی کے بارے میں غلط تاثر قائم ہونے کا احتمال ہو تو اس کی تردید شائع کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! مجھے جناب فخر امام کے بارے میں، میں یہاں اظہر سہیل صاحب کی کتاب، جو انہوں نے پیر پگاڑا صاحب کے بارے میں لکھی ہے، اس میں ان کے بارے میں پورا ایک چیپٹر تحریر کیا گیا ہے کہ وہ خود کتنے اصول پسند رہے ہیں۔ جب ان کی سپیکر شپ خطرے میں تھی تو وہ خود کس حد تک جانے کے لیے تیار تھے۔ جناب والا! وہ ہمیں بلیک میلر کہتے ہیں۔ جناب والا! آج تک اس کی تردید شائع نہیں ہوئی۔ یہاں یہ آج پھر قرآن حکیم کی بات ہوئی، میں ان فاضل اراکین کی خدمت میں بھی یہ عرض کروں گا کہ اس دن بھی ہم نے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے اور میرے ساتھیوں نے اسی لیے اس بات پر یقین کیا تھا کہ ان فاضل اراکین نے قرآن پاک اور کلمے کا حوالہ دیا تھا اور جس کو خود ان کی جماعت نے condemn کیا کہ یہ درست نہیں تھا۔ جناب سپیکر! میں نے اس دن بھی عرض کیا تھا کہ یہ پنجاب اسمبلی کا ایک un-precendented واقعہ تھا۔ اس پر unprecendented reaction show کیا گیا۔ آج میں پھر یہی عرض کروں گا کہ ہمیں لائن نہیں کھینچنی

چاہیے۔ جب ایک ٹریفک کا اے ایس آئی کسی فاضل رکن سے یہ کہے کہ کالے شیشے اتار دے تو اس کے خلاف ساری اسمبلی واک آؤٹ کر جائے۔ اس ایوان کے بارے میں جس کا جو جی چاہے ریمارکس دیتا رہے، اس سے ہمارا استحقاق مجروح نہیں ہوتا۔ میری آپ سے اور اس معزز ایوان سے استدعا ہے کہ اس بارے میں کوئی ایسا رویہ اپنائیں کہ جس سے یہ بحث ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے کہ پنجاب اسمبلی نے یہ فیصلہ چیف منسٹر کو بلیک میل کرنے کے لیے کیا تھا، کسی گروپنگ کے پیش نظر اس وقت کے آئی جی کو تبدیل کرنے کے لیے کیا تھا۔ جناب والا! معزز ایوان کا وہ تاثر برقرار رکھنا ہے کہ ہم نے اس وقت بھی اپنے استحقاق کے لیے فیصلے کیے تھے اور آئندہ بھی ہم اس معزز ایوان کے استحقاق کے لیے فیصلے کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق کے سلسلے میں نہیں بلکہ ایک اور بات کرنی چاہتا ہوں۔ میں آپ کے نوٹس میں لانے کے لیے یہ بات کرنی چاہتا ہوں۔

چودھری اختر رسول : جناب والا! قائد حزب اختلاف جو انہیں کی پارٹی کے رکن ہیں انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی ہوئی ہے۔ وہ ان کی تحریک استحقاق کو کاٹ کر کسی دوسرے مسئلے پر بحث کرنا چاہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ موقع نہیں ہے کہ وہ کوئی اور بات کریں۔ پہلے اس تحریک استحقاق کا فیصلہ ہو جائے بعد میں اپنی گفتگو کریں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ابھی، اس بات کو پانچ منٹ نہیں گزرے۔ میں لابی میں کھڑا تھا۔ قائد حزب اختلاف بھی کھڑے تھے۔ خان زادہ صاحب تھے، ان سب کی موجودگی میں سہیل ضیاء بٹ صاحب نے مجھے دھمکی دی کہ ہم آپ کے ساتھ اسمبلی سے باہر نپٹیں گے۔ میں نے ان کی دھمکی کو قبول کیا ہے۔ وہ اسمبلی کے اندر نپٹنا چاہیں، اسمبلی کے باہر نپٹنا چاہیں میں تیار ہوں لیکن میں یہ بات ریکارڈ پر لانے کے لیے کرنا چاہتا ہوں۔ وہی انداز جو انہوں نے صحافیوں کے ساتھ اور شہریوں کے ساتھ اپنایا ہوا ہے، اب وہی انداز اس اسمبلی تک اور لابی تک آ پہنچا ہے۔

چودھری اختر رسول : جناب والا! رانا ثناءاللہ صاحب نے سہیل ضیاء مٹ صاحب کے بارے میں یہ بات کہی ہے کہ انہوں نے دھمکی دی ہے تو میں سب سے موزوں ترین آدمی ہوں۔ میں کھیلوں کا انچارج ہوں۔ ان دونوں کی کشتی اقبال پارک میں کرا دیتا ہوں اور تمام دوستوں کو دعوت دوں گا کہ وہ وہاں پر تشریف لائیں تاکہ وہ فن کشتی بھی دیکھ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں رانا صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ سہیل ضیاء مٹ صاحب ایک شریف النفس انسان ہیں۔ ان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ آپ سے دوستی اور بہتر تعلقات بڑھائیں گے۔ اس قسم کی دھمکیاں شاید دوستی کے ناتے آپ کو دے چکے ہوں۔ اس کو آپ سنجیدگی سے نہ لیں۔ جناب وزیر قانون! آپ اس تحریک استحقاق کا جواب دینا چاہیں گے ؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر جس میں کہ وزیر تعلیم حکومت پاکستان کے ساتھ منسوب کردہ بیان کو بنیاد بنایا گیا ہے اور اس پر میرے فاضل بھائی قائد حزب اختلاف نے مختصر بیان پر ہی کافی جذباتی انداز میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ میں ان کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میرا اس پر جو فنی اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ تحریک استحقاق کسی لحاظ سے بھی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ اس سے محترم قائد حزب اختلاف کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا۔ جناب والا! اسی موضوع پر 4 تحاریک استحقاق پہلے بھی دی گئی تھیں جو معزز اراکین حزب اختلاف نے دی تھیں جو اخباری خبر کی بنیاد پر تھیں اور جو اس معزز ایوان کے اراکین سے متعلق تھیں۔ اب یہ وزیر اعلیٰ جو کہ قائد ایوان ہیں ان سے متعلق ہے اور استحقاق ان کا مجروح ہو گیا ہے۔ اس ملک میں آپ آزادی رائے کی بات کرتے ہیں، صحافت کی بات کرتے ہیں۔ کسی آدمی کی ذاتی رائے کو بنیاد بنا کر تحریک استحقاق لے آنا، کسی طریقے سے بھی جائز نہیں ہے۔ میں فاضل قائد حزب اختلاف سے انتہائی ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہ فرمائیں۔ بصورت دیگر میری آپ کی خدمت میں یہ گزارش ہو گی اس قسم کی تحاریک استحقاق پہلے بھی اس ایوان میں پیش کی گئی ہیں جن کو جناب سپیکر نے قابل پزیرائی نہیں سمجھا۔ میں آپ کی

خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس کو فنی طور پر خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! مجھے حیرت ہوئی ہے۔ ایک تو انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ اگر قائد ایوان کے بارے میں کوئی بات کہی گئی ہے تو اس سے میرا استحقاق کیسے مجروح ہوا؟ میں ان کی بات کو درست تسلیم کرتا ہوں لیکن شاید انہوں نے تحریک استحقاق پوری پڑھی یا سنی نہیں۔ اس ہاؤس میں اس بارے میں ایک فیصلہ لیا گیا۔ جناب فخر امام نے کہا کہ پنجاب کے ایم پی اے حضرات نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کو بلیک میل کیا ہے۔ جہاں تک معزز وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ اس سے پہلے ایک ملتی جلتی تحریک آئی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ وہ تو آئی جے آئی کی اپنی میٹنگ کے بارے میں تھی تو یہ ان کی پریس بیان کے بارے میں تحریک ہے۔ جناب والا! وہ ایک وزیر نہیں ہیں یا وہ اگر ایک محکمے کے سربراہ نہیں ہیں تو میں بھی تحریک استحقاق واپس لے لیتا ہوں۔ ہر وزارت میں ایک سیکشن اس لیے نہیں ہوتا کہ اخبار میں آنے والی کسی خبر کی بنیاد پر ان محترم وزیر کے بارے میں یا اس کے محکمے کی کارکردگی کے بارے میں کسی غلط تحفظ کا اندیشہ ہو تو بھی تحریک استحقاق واپس۔ اگر پریس بیان کے حوالے سے حکومت کی طرف سے کبھی کسی معزز وزیر کی طرف سے اس کی تردید آئی ہو تو بھی تحریک استحقاق واپس۔ لیکن جناب والا! 21 جولائی کے بعد انہوں نے یہ تکلیف بھی گوارا نہیں کی جب کہ یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ یہ میٹنگ آئی جے آئی کے کسی فیصلے کے بارے میں نہیں یہ تو ہاؤس کے فیصلے کے بارے میں ہے۔ as a whole انہوں نے کہا ہے کہ چیف منسٹر کو بلیک میل کیا ہے۔ کم از کم حزب اختلاف کے اراکین نے اس دن چیف منسٹر کو بلیک میل نہیں کیا تھا اگر کسی اور نے کیا تو مجھے معلوم نہیں۔ میں اس پر ضرور زور دوں گا اور میں اس لیے اس قسم کی تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کی پوری کارکردگی ریکارڈ پر آتی رہے۔ کسی کی زندگی کا پتا نہیں ہوتا۔ کسی کی حکومت کا پتا نہیں ہوتا، اس لیے آنے والی نسلوں کا خیال رکھا جائے۔ یہ ان کا استحقاق ہے کہ ہماری چیئر سے، ہمارے ہاؤس سے، ہمارے اراکین سے کیا فیصلے ہوتے رہے ہیں۔ میں اپنی اس تحریک استحقاق پر زور دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! جہاں تک آپ کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے، اس

بارے میں پہلے بھی کئی ایک تحاریک ہاؤس میں آ چکی ہیں۔ صرف اخباری بیان پر تحریک استحقاق نہیں آ سکتی۔ لہٰذا یہ متعلقہ قواعد پر پورا نہیں اترتی، میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔

(تحاریک استحقاق نمبرز 11,12,13,14,15,16 dispose of ہو گئیں اور نمبر 17 پینڈنگ رکھی گئی)۔

جناب ممتاز علی چودھری کی طرف سے ایک تحریک استحقاق ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ اس لیے dispose of ہو گئی اور نمبر 22 تحریک استحقاق پینڈنگ رکھی گئی۔

میاں شہباز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ اجلاس کے دوران میرا اور معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ وہ اس طرح کہ چودھری اختر رسول نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر بیان کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ اس ہاؤس کا میں سب سے زیادہ معزز ترین شخص ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : انہوں نے موزوں ترین کہا ہے۔

میاں شہباز احمد : اگر موزوں ترین بھی کہا ہے تو جناب باقی کے ممبران موزوں ترین نہیں ہیں۔ کیا اختر رسول اکیلے ہی موزوں ترین ہیں؟

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر : اب تحاریک التوائے کار کا وقفہ شروع ہوتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 16 رانا ثناء اللہ خان اور علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔ چونکہ یہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ مسئلہ ہے اس لیے میں درخواست کروں گا کہ اس کو لاء اینڈ آرڈر میں ڈسکس کیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اس میں لاء اینڈ آرڈر والی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ تو قبضہ گروپ والی کارروائی ہے قبرستان پر انہوں نے قبضہ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رول (E)67 پڑھ لیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! قبرستانوں پر قبضہ کرنے کا لاء اینڈ آرڈر سے کیا تعلق

ہے ؟ یہ تو ایک مخصوص گروہ ہے جو کہ اس صوبے میں ایسی کارروائیاں کر رہا ہے اور کارروائیاں کرتے کرتے اب قبرستانوں تک پہنچ گیا ہے۔ اب مردے بھی ان کی دسترس سے باہر نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! اپنی تقریر میں اس پر بات کیجیے گا۔ تحریک التوائے کار نمبر 17 ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کی طرف سے ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اس کو پیش کر دیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : میں نے آج ایک تحریک التوائے کار دستی دی ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس کو بغیر باری کے لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : آپ اپنی باری والی تحریک التوأ کے پہلے پیش کریں۔ اس کو پھر دیکھ لیتے ہیں۔

مارکیٹ میں کاشت کاری کے لیے جعلی/ادویات کی فروخت

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''دی نیوز'' لاہور کی مورخہ 26 جون 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ۔

Farmers protest against adulterted farmers refuse to buy pesticides from market, dealers not ready to provide required quantity to small farmers.

ایوان زراعت سیالکوٹ کے عہدیداروں کے اجلاس میں اس بات پر عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے کہ مارکیٹ میں جعلی ادویات فروخت کی جا رہی ہیں جن سے نہ صرف کاشت کار فوری طور پر مالی نقصان کا شکار ہو رہے ہیں بلکہ ان ادوایات کے استعمال سے فصلیں بھی تباہ ہو رہی ہیں اور کاشت کاروں کی بارہا توجہ دلانے کے باوجود اس طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔ پنجاب کا انحصار زراعت پر ہے اور اس اہم شعبے سے لاپرواہی

اس لیے برتی جا رہی ہے کہ یہ حکومت صرف اور صرف سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہے اور کاشت کاروں کا اللہ مالک ہے۔ حکومت میں شامل کاشت کار طبقہ سے تعلق رکھنے والے حضرات کو اپنے کردار پر غور کرنا چاہیے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقع اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس کا جواب آپ دیں گے یا وزیر زراعت ؟

وزیر قانون : جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ سزائیں ناکافی ہیں جس کی وجہ سے ملاوٹ کا یہ کاروبار ختم کرنے میں حکومت کو کافی دشواری پیش آ رہی ہے۔ اس لیے حکومت پنجاب نے مرکزی حکومت کو سفارش کی ہے کہ اس سلسلے میں سزاؤں کو سخت کیا جائے اور عنقریب قومی اسمبلی میں اس سلسلے میں بل حکومت کی طرف سے پیش کیے جانے کا امکان ہے۔ جہاں تک پنجاب حکومت کا تعلق ہے، اس سلسلے میں محکمے نے ٹاسک فورس قائم کی ہوئی ہے جو جا کر جہاں سے بھی اس قسم کی شکایات ملتی ہیں وہ چھاپے بھی مارتے ہیں۔ تمام کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کو بھی حکومت پنجاب کی طرف سے ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ اس قسم کے کیسز کا سختی سے نوٹس لیں اور جو بھی شخص Agricultural Pesticides Ordinance ،1971 کی خلاف ورزی کرتا ہوا پایا جائے۔ اس کے خلاف سخت کارروائی کریں۔ اخبارات کے ذریعے بھی کاشت کاروں اور دیگر متعلقہ افراد سے اپیل کی گئی ہے کہ اس قسم کی ملاوٹ کرنے والے افراد کو منظر عام پر لانے کے لیے سول انتظامیہ اور محکمہ زراعت کے ساتھ تعاون کریں۔ جناب والا! تحریک التوائے کار کا مقصد صرف اتنا ہوتا ہے کہ حکومت کے نوٹس میں کوئی معاملہ لایا جائے۔ حکومت نے پہلے ہی سے نہ صرف اس کا نوٹس لیا ہوا ہے بلکہ اس لعنت کو ختم کرنے کے لیے عملی اقدامات بھی کیے ہوئے ہیں۔ مرکزی حکومت کو قانون کو سخت بنانے کے لیے لکھا گیا ہے اور حکومت پنجاب کے ہاتھ میں جو بھی اختیارات ہیں ان کو یہ چیزیں کنٹرول کرنے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ میری فاضل رکن سے بالخصوص اور باقی فاضل اراکین سے بالعموم درخواست ہوگی کہ اس

قسم کے cases کو حکومت کے نوٹس میں لانے کے لیے حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ ہم ان شاء اللہ العزیز اس کا سختی سے نوٹس لیں گے اور ان شاء اللہ ہماری کوشش ہوگی کہ یہ سخت قانون جلد سے جلد بن جائے تاکہ اس لعنت کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے قانون کا سہارا لے کر حکومت اپنی گرفت کو مزید مضبوط کر سکے۔ ان حقائق کے پیش نظر میں توقع کروں گا کہ میرے فاضل بھائی اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہیں فرمائیں گے اور اگر وہ پریس فرمائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ حکومت نے پہلے ہی اس چیز کا نوٹس لیا ہوا ہے تو پھر میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس کو قابل پزیرائی نہ سمجھا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ملک صاحب۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! اگر وزیر قانون یہ فرماتے ہیں کہ ہم اس کا تدارک کرتے ہیں اور اس کی یقین دہانی کراتے ہیں تو میں اس پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ آپ پریس نہیں کرتے۔ تحریک التوائے کار نمبر 18 جناب علی حسن رضا قاضی اور رانا ثنأ اللہ خان کی طرف سے ہے۔ جناب لاء منسٹر صاحب! ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب نے ایک تحریک التوائے کار دی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کو بغیر باری کے لیا جائے۔ اس کو دیکھ لیں۔ اس کے بعد پھر ایوان کی رائے لی جائے۔ ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی تحریک التوائے کار پر بات ہو رہی ہے۔

قاضی صاحب! تحریک التوائے کار پیش کریں۔

ایم اے، ایم ایس سی کے امتحانات کی تاریخوں کے تعین میں حکام کی لاپرواہی

جناب علی حسن رضا قاضی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نیشن'' لاہور کی مورخہ 26 جون

1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ (M.A/M.Sc. Students Fear Losting Academic Year) ایم اے، ایم ایس سی کے امتحانات کی تاریخیں اتنی لاپروائی سے رکھی گئی ہیں کہ بیشتر طلبہ کا ایک قیمتی سال ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ جب کہ یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق بھی ایک امتحان کے رزلٹ اور دوسرے امتحان کی تاریخ میں کم از کم 6 ہفتے کا وقفہ ہونا چاہیے۔ تعلیمی شعبہ جو پہلے ہی زوال پذیر ہے، حکومت اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر رہی بلکہ تعلیمی میدان میں قوم کی تباہی کے عمل کو ٹوٹی مافیا، قبضہ گروپ قسم کی سرگرمیوں سے اور تیز کر رہی ہے۔ یونیورسٹی، شعبہ امتحانات اور خصوصاً وائس چانسلر اپنے فرائض کی انجام دہی میں بالکل ناکام ہو چکے ہیں اور صورت حال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انھیں فوری طور پر تبدیل کیا جائے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم : جناب سپیکر! فاضل رکن نے اپنی اس تحریک التوائے کار میں بھی ایک سے زیادہ مسائل کو اٹھایا ہے۔ تو میں وہی اپنا ٹیکنیکل پوائنٹ دہراؤں گا کہ رولز کے مطابق یہ صرف ایک ہی مسئلے کو تحریک التوائے کار میں اٹھا سکتے ہیں۔ تحریک التوائے کار کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ یونیورسٹی کے امتحانات کی تاریخیں اس طرح ترتیب دی گئی ہیں کہ طلبہ کا ایک قیمتی سال ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ 1989ء سال دوم کے جو امتحانات تھے وہ جولائی میں ہو چکے ہیں اور ان میں سے تقریباً 8 کے قریب امتحانات کا رزلٹ آ چکا ہے اور اس وقت 1990ء کے پارٹ 1 کے امتحانات ہو رہے ہیں اور جو طلبہ پرانے امتحان میں فیل ہوئے ہیں انہیں موجودہ امتحان جو منعقد ہو رہے ہیں ان میں appear ہونے کی اجازت ہے اور وہ اس میں appear ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ پچھلے امتحانات' جن کا نتیجہ نہیں نکلا' ہم ان کے لیے سپیشل امتحان منعقد کرائیں گے اور اس طرح طلبہ کا قیمتی سال ضائع نہیں ہوگا تو مجھے امید ہے کہ فاضل ممبر اپنی تحریک التوائے کار کو

پریس نہیں کریں گے۔

جناب علی حسن رضا قاضی : جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب کی اس یقین دہانی کے بعد کہ جن طلبہ کے رزلٹ نہیں نکلے ان کے لیے سپیشل امتحان منعقد کرائیں گے میں اس تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تحریک کو پریس نہیں کیا گیا۔ اگلی تحریک نمبر 19 سید چراغ اکبر شاہ صاحب اور جناب غلام سرور خان صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی لاء اینڈ آرڈر کے دوران زیر بحث آئیں گی اور نمبر 20 ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کی طرف سے ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب والا! میری ایک اور تحریک ہے جو میں آؤٹ آف ٹرن دینا چاہتا ہوں۔ آپ نے ابھی ابھی فرمایا تھا کہ اسے لے لیتے ہیں۔ جناب! یہ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے آپ کی تحریک التوأ کو آؤٹ آف ٹرن لینے کے سلسلے میں جناب لاء منسٹر صاحب سے درخواست کی ہے لیکن انہوں نے اتفاق نہیں کیا تو اس سلسلے میں وزیر زراعت صاحب ایوان میں موجود ہیں ان سے درخواست کریں گے کہ ملک صاحب تحریک التوأ پر بیان دینا چاہتے ہیں تو میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ ان سے مل لیں اور ان شاء اللہ آپ کا جو معاملہ ہے اسے وہ دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ فی الحال اسے pending رکھتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جی! بہتر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : تو میں وزیر زراعت صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ اس مسئلے کو فوری take up کریں اور اس مسئلے کو فوری طور پر حل کرانے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک صاحب! یہ نمبر 20 آپ پیش کرنا چاہتے ہیں؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب والا! یہ تحریک قاضی صاحب پیش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! قاضی صاحب۔

پولیس کے ٹیلی فون کنکشنوں کو بوجہ عدم ادائیگی بل منقطع کرنا

جناب علی حسن رضا قاضی : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "Frontier Post" لاہور مورخہ 27 جون 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ Police telephone disconnected due to non-payment پنجاب کے باقی اضلاع کے بعد ساہیوال ضلع میں بھی پولیس کے لیے کئی اہم دفاتر کے ٹیلی فون کنکشن بل کی عدم ادائیگی کی وجہ سے کٹ گئے ہیں جس سے عوام کو بڑی تکلیف اور پریشانی کا سامنا ہے کیوں کہ وہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں رابطہ قائم نہیں کر سکتے اور دوسری طرف محکمہ اس لیے دلچسپی نہیں لیتا کہ ٹیلی فون بحال ہونے کی صورت میں انہیں مختلف اطلاعات پر کام کرنا پڑتا ہے۔ عوامی مسائل کی طرف سے لاپروائی اس بات کا ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت کو عوام کے بھلے سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! یہ 27 جون کے اخبار "Frontier Post" کے حوالے سے میرے بھائی نے تحریک التوائے کار دی ہے جو کہ re-cent occurrence بھی نہیں ہوتی اور جو رپورٹ مجھے ملی ہے اس کے مطابق محکمہ پولیس کا کوئی بھی فون بوجہ عدم ادائیگی بل منقطع نہیں ہوا اور اس وقت محکمہ کے تمام ٹیلی فون صحیح حالت میں کام کر رہے ہیں۔ عوام الناس یا پولیس افسر کو کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ ہے تو جناب والا! یہ خبر میرے خیال میں کسی غلط فہمی کی بنیاد پر چھپی ہے۔ اس قسم کا نہ ہی پولیس کے محکمے کا کوئی ٹیلی فون کٹا ہے اور نہ اس خبر کا حقیقت

سے تعلق ہے۔ اس جواب کے پیش نظر میں توقع کروں گا کہ میرے فاضل بھائی اپنی اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ شکریہ۔

جناب علی حسن رضا قاضی : جناب والا! محترم وزیر صاحب کی اس یقین دہانی کے بعد کہ ٹیلی فون صحیح کام کر رہے ہیں میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : پریس نہیں کی گئی۔ شکریہ! تحریک التوائے کار نمبر 21 جناب غلام سرور خان اور جناب علی حسن رضا قاضی کی طرف سے یہ بھی لاء اینڈ آرڈر میں discuss ہوگی۔ نمبر 22 بھی جناب علی حسن رضا قاضی اور جناب غلام سرور خان کی طرف سے ہے۔ یہ بھی لاء اینڈ آرڈر میں discuss ہوگی۔ نمبر 23 رانا ثناء اللہ خان کی طرف سے ہے۔ یہ بھی لاء اینڈ آرڈر میں discuss ہوگی۔ تحریک التوائے کار نمبر 24 جناب غلام سرور خان کی طرف سے ہے۔ یہ بھی لاء اینڈ آرڈر میں dis-cuss ہوگی۔ نمبر 25 ملک اقبال احمد خان لنگڑیال کی ہے۔ جی! ملک صاحب۔

ضلع کونسل ساہی وال کے برآمدی ٹیکس کے ٹھیکے کی نیلامی میں گھپلا

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ ایک اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''جنگ'' لاہور کی اشاعت مورخہ 30 جون 1991ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ ضلع کونسل ساہی وال کا برآمدی ٹیکس کا ٹھیکہ 6 کروڑ ایک ہزار روپے میں نیلام کر دیا گیا جب کہ پچھلے سال یہ ٹھیکہ ڈیڑھ کروڑ روپے میں نیلام کیا گیا تھا۔ اس سال ضلع کونسل نے 52 اشیاء کے برآمدی ٹیکس کی شرح میں 200 فی صد سے لے کر 7 سو فی صد تک اضافہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے ضلع کونسل کی آمدنی بڑھ گئی ہے مگر عوام جو پہلے ہی مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں ان پر ٹیکسوں کا مزید بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر

بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لطیف مغل صاحب! آپ جواب دیں گے ؟

پارلیمانی سیکرٹری : جی جناب۔ جناب سپیکر! ملک اقبال صاحب نے جو تحریک التوأ پیش کی ہے۔ یہ واقعی حقیقت ہے کہ ضلع ساہی وال میں ضلع کونسل نے برآمدی ٹیکس کے شیڈول کا جو اعلان کیا ہے اس سے واقعی ساہی وال کے حالات خراب ہیں اور وہاں پر روزانہ ہڑتال ہو رہی ہے۔ ان چیزوں کو ختم کرنے کے لیے ایک ماڈل شیڈول پنجاب حکومت نے دیا تھا جو 22 اپریل کو دیا گیا لیکن ضلع کونسلوں کے اپنے اختیارات میں ہے کہ وہ شیڈول کا اپنے طور پر اعلان کر سکتے ہیں جو ہم نے ماڈل شیڈول دیا اس کے برعکس ضلع کونسل ساہی وال نے اپنا شیڈول جو واقعی ہزار یا 12 سو گنا بڑھا کر ٹھیکہ دے دیا گیا ہے۔ اس سے ساہیوال کی منڈی واقعی ختم ہو چکی ہے کیوں کہ اوکاڑہ میں اگر دو روپے ٹیکس ہے تو ساہی وال میں اسی مد کا 12 روپے ٹیکس ہے۔ خانیوال میں بھی دو روپے ہے۔ وہاڑی میں بھی دو روپے ہے تو تمام باہر کے جتنے بیوپاری ہیں جن کو دو روپے کی چیز اوکاڑہ سے ملے گی وہ 12 روپے کی چیز ساہی وال سے نہیں خریدیں گے۔ تو اس بارے میں یہ واقعی صحیح ہے لیکن چیف منسٹر صاحب نے ضلع ساہی وال کے اس شیڈول کو تقریباً suspend کر دیا ہے اور اس کے لیے ہمارے جو ایڈیشنل سیکرٹری ہیں ان کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے اور جلد ہی ہم اس ٹھیکے کو، جو کہ انہوں نے 22 آئٹمز زیادہ رکھی ہیں۔ اس کو ہم ختم کر کے اس مد پر اس لیول پر لائیں گے جو ماڈل شیڈول ہے۔ میں بھی یہ چاہتا ہوں اور ہماری حکومت بھی یہ چاہتی ہے کہ یہ جو ٹیکس لگایا گیا ہے یہ ناجائز ہے لیکن یہ ضلع کونسلوں کے اختیارات میں ہے۔ اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے لیکن ہم نے ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل کو بھی طلب کیا ہے۔ اس طرح ٹھیکے داران کو بھی طلب کیا ہے۔ ایک کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی ہے اور جلد ہی ہم یہ جو شیڈول ہے، جو انہوں نے زیادہ کیا ہے اسے ہم ختم کر کے اس لیول پر لے آئیں گے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! یہاں جو پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے یہ جا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے ایک ماڈل شیڈول دیا تھا کہ ہر ضلع کونسل برآمد کا ٹیکس وصول کرے لیکن یہ جو شیڈول کا اعلان ہوا تھا یہ 4-5-1991 کو ہوا

تھا اور اس کے بعد ضلع کونسل نے دوسرا شیڈول دے دیا اور یہ 10-6-1991 کو ہوا تھا۔ یہ ایک دو مہینے کے بعد ہوا ہے تو کیا میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ ادارے اتنے خود مختار ہیں کہ جن کو نہ تو منسٹر روک سکتا ہے، نہ چیف منسٹر روک سکتا ہے اور نہ ہی چیف سیکرٹری روک سکتا ہے۔ جناب سپیکر! وہاں تو دھاندلی اور ظلم کی انتہا ہو چکی ہے۔ وہاں دوگنا، تین گنا بلکہ 10 گنا ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ یہ دیکھیے جناب! انہوں نے جو شیڈول دیا ہے۔ انہوں نے تو یہاں 200 فی صد بڑھا دیا یعنی آپ اس کا اندازہ اس طرح لگا لیں کہ اوکاڑہ، خانیوال، دہاڑی، بہاول نگر اور فیصل آباد کے اضلاع میں مثال کے طور پر آلو ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک صاحب! آپ کی بات انہوں نے تسلیم کر لی ہے اور انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ آپ کا مسئلہ جو ہے یہ واقعی جائز ہے۔ اس پر حکومت سختی سے نوٹس لے رہی ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! میں اس بات کو اس لیے تسلیم نہیں کرتا کہ یہاں میں آپ کو اخبارات کے بیان پڑھاتا ہوں جو وزیر بلدیات نے دیے ہیں، وزیر مال نے دیے ہیں، پارلیمانی سیکرٹری نے دیے ہیں، کمشنر نے دیے ہیں لیکن ان پر قطعاً کوئی عمل نہیں ہو رہا بلکہ آج کی یہ میں آپ کو رسیدیں دکھانے کے لیے تیار ہوں کہ 2 سو روپے فی ٹرک وہ زائد وصول کر رہے ہیں۔ کیا یہ حکومت کی دسترس سے باہر ہے؟ یہ کیا وجہ ہے کہ ان کو آج تک کوئی آدمی پکڑنے والا نہیں۔ کوئی آدمی چیک کرنے والا نہیں۔ جناب سپیکر! اس میں ٹھیکے داروں کا قصور زیادہ ہے۔ بلکہ چیئرمین کے متعلق میں آپ کو عرض کروں کہ یہاں جتنے ہمارے آئی جے آئی کے ایم پی ایز ہیں انہوں نے اس جلوس کی قیادت کی ہے اور اس میں یہ کہا ہے کہ ایک کروڑ روپیہ چیئرمین نے گھپلا کیا ہے۔ جناب! یہ وہاں قبضہ گروپ ہے۔ یقین کیجیے کہ اس طرح لوٹ مار کا بازار گرم ہے کہ آپ اندازہ نہیں لگا سکتے۔

وہ کلاشنکوف لے کر بیٹھے ہیں۔ آپ یہاں لا اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں۔ وہاں وہ دن دیہاڑے لوٹتے ہیں اور وہاں ڈی سی، ایم پی اے اور حکومت کا کوئی آدمی ان کو پوچھنے والا نہیں ہے کیونکہ وہاں ان کو ایڈمنسٹریٹر اور چیئرمین کی سرپرستی حاصل

ہے اور وہ اس میں حصے دار ہیں اور یہ دیکھیں جناب! ان کے ایم پی اے سے ایک کروڑ روپیہ اس ٹھیکے میں چیئرمین نے حصہ لیا ہے۔ باقی تو باتیں بعد کی ہیں۔ ہم پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی سب باتیں مان لیتے ہیں لیکن یہ دیکھیے جناب امجد جوئیہ صاحب نے یہ کہا ہے کہ ایک کروڑ روپیہ اس نے حصہ لیا ہے تو جناب! جہاں یہ باتیں ہوں۔ یہاں لا منسٹر صاحب بیٹھے ہیں کیا یہ ہمیں بتائیں گے کہ یہ چیزیں کیوں ہو رہی ہیں؟ اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟ جب کہ ان کے اپنے آئی جے آئی کے لوگ کہتے ہیں کہ اس میں قصور چیئرمین کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب! کیا آپ ان سب باتوں کا ایکشن حکومتی سطح پر لینے کے لیے تیار ہیں؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: نہیں جناب! میں تو چاہوں گا کہ اس کو پینڈنگ کیا جائے اور اس کو باقاعدہ ہاؤس میں بحث کے لیے ایڈمٹ کیا جائے اور اس پر باقاعدہ بحث کی جائے۔ میں اس کے ثبوت آپ کو پیش کر سکتا ہوں جو وہاں لوٹ مار کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری: کس بات کا ثبوت مانگتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میں صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ملک صاحب نے ہاؤس میں جو باتیں کی ہیں، جو الزامات لگائے ہیں، کیا آپ حکومت کی طرف سے ان تمام باتوں کی انکوائری کروانے کے لیے تیار ہیں؟ اور ان کے مسئلے کو حل کروانے کی یقین دہانی کراتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری: جناب سپیکر! میرے خیال میں ملک اقبال صاحب سے زیادہ ہم آئی جے آئی کے ممبران، جیسے یہ انہوں نے کہا ہے کہ ہماری مجبوری ہے کہ ساہی وال میں ہمارے لیے وہاں پر جانا بڑا مشکل ہے۔ اگر میاں امجد جوئیہ صاحب ایم پی اے، وہ بھی آئی جے آئی کے ہیں، ملک جلال صاحب ہیں، ان تمام نے جلوسوں کی قیادت کی ہے، ہمارے بیانات ہیں، ہم اس بنا پر چیف منسٹر صاحب سے ملے ہیں کہ یہ ظلم ہو رہا

ہے۔ ہمیں لوگ گھروں کو نہیں جانے دیتے۔ یہ ساہی وال کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہے تو ہم نے شیڈول کو susupend کرنے کے لیے چیف منسٹر صاحب کو کہا ہے اس کی کمیٹی بن چکی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بے شک اسے پینڈنگ کر لیں۔ ہم چند دنوں تک یہ فیصلہ کر لیں گے۔ اگر انہوں نے کوئی اور انکوائری کرانی ہے، اگر کسی گھپلے یا کسی ایسی شکایت کا یہ ثبوت دیتے ہیں تو ہم تو تیار ہیں کیوں کہ ہمارے ہاتھ صاف ہیں۔ اگر ذاتی طور پر کسی نے بھی ایسا کیا ہے۔ آئی جے آئی کا منشور یہ ہے کہ اگر کوئی بھی بد دیانتی کرتا ہے چاہے منسٹر ہو، چاہے چیئرمین ہو، چاہے ایم پی اے ہو، ہم اس کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ بات غلط ہے کہ ہمیں اس کی کوئی پشت پناہی حاصل ہے تو ان شاءاللہ یہ شیڈول جو ہے اسے ہم ختم کروائیں گے اور یہ ختم ہو کر رہے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک صاحب! اب چونکہ تحاریک التوائے کار کا مخصوص وقت ختم ہو رہا ہے۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! فرمایے۔

رانا اکرام ربانی : تحریک التوائے کار پیش کرنے کا ایک مقصد ہے اس کے لیے باقاعدہ ایک پروویژن ہے اور اس میں ایک technical language دی گئی ہے کہ کون کون سے مسائل ہم تحریک التوائے کار کے ذریعے سامنے لا سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری امور داخلہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ معزز رکن نے تحریک التوائے کار پر مختصر بیان بھی دے دیا ہے۔ پھر اس کے بعد بحث بھی کر لی ہے اور پارلیمانی سیکرٹری نے اس کا جواب بھی دے دیا ہے۔ اس پر اب آپ کے فیصلہ کرنے کے بعد کوئی بحث نہیں ہو سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : قائد حزب اختلاف کو بات کر لینے دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ملک صاحب! تشریف رکھیں۔

رانا اکرام ربانی : میں ملک صاحب کی لاعلمی تو نہیں کہتا لیکن سادگی کی بنا پر انہوں

نے یہ بات فرمائی ہے۔ ان کے علم میں روایات نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! فرمایے۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! اس کے بعد پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی طرف سے جو وضاحت آئی ہے اس کے بعد تو یہ مسئلہ اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ اسے بحث کے لیے منظور کیا جائے۔ ڈسٹرکٹ کونسل نے ایک نیا شیڈول دیا ہے اور اس کو بنیاد بنا کر انہوں نے اپنا کوئی منصوبہ بنایا ہوگا کہ ہمیں اس سے اتنی آمدنی ہوگی لیکن جناب سپیکر! جس وقت ارد گرد تمام منڈیوں میں اس سے کم نرخ ہوں گے تو پورے ڈسٹرکٹ ساہی وال میں تو کسی کو جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ان کی اس بات کے بعد میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ کچھ فیصلے آپ اپنی صوابدید پر بھی فرمایا کریں۔ یہ مسئلہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے بیان کے بعد ایسی نوعیت اختیار کر گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ آپ نے ان کا جواب جب سماعت فرمایا ہوگا تو اس میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ضلع کونسلوں کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی سے جو آئٹم ہیں ان پر ٹیکس عائد کر سکتے ہیں تو یہ ضلع کونسلوں کی اپنی competency ہے تو جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا قانونی ہونے کا تعلق ہے، اس مسئلے کی اہمیت سے انکار نہیں ہے لیکن چونکہ یہ ضلع کونسل کا اپنا مسئلہ ہے۔ آپ نے اس کو ہاؤس میں پیش کر دیا اور یہ حکومت کے نوٹس میں آ گیا۔ آپ کا مقصد پورا ہو گیا۔ جہاں تک اس کے قانونی تقاضوں کا تعلق ہے۔۔۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! میں اس میں گزارش کروں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جس وقت سپیکر بول رہا ہوتا ہے تو اس وقت اس کو interrupt نہیں کیا کرتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

تو جہاں تک اس معاملے کی اہمیت کا تعلق ہے اس کو میں مانتا ہوں لیکن چونکہ یہاں پر فیصلہ قانون اور ضابطہ کے مطابق کرنا پڑتا ہے تو اس لیے میں اس تحریک

التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیتے ہوئے رول آؤٹ کرتا ہوں چونکہ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو رہا ہے اس لیے اب ہم امن عامہ پر بحث کا آغاز کریں گے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! اسے پینڈنگ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک صاحب! اس پر فیصلہ ہو گیا ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی' میاں منظور احمد موہل!

مجالس قائمہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1991ء) منجانب سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> "کہ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1991ء) منجانب سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

> "استحقاقات ایکٹ 1972ء صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں آئندہ اجلاس تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر : موہل صاحب! اس میں آپ تھوڑی سی ترمیم فرمالیں۔ اس میں ایک ڈیٹ مینشن کریں۔ اگلے اجلاس کی بات کے بجائے ایک ڈیٹ بنالیں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا! 31 جنوری تک فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ہاں۔ آپ تاریخ لے کر اس کو ذرا دوبارہ پڑھیں۔

میاں منظور احمد موہل : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

''استحقاقات ایکٹ 1972ء صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 جنوری 1992ء تک توسیع کر دی جائے''۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ :

''استحقاقات ایکٹ 1972ء صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جنوری 1992ء تک توسیع کر دی جائے''۔

(تحریک منظور ہوئی)

راجا صاحب! آپ کی طرف سے کیا کوئی تحریک ہے ؟

راجا خلیق اللہ خان : جی! میں نے پیش کر دی ہے۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر : اب ہم لا اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز کریں گے۔ میں سید چراغ اکبر شاہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس موضوع پر بحث کا آغاز کریں۔

سید چراغ اکبر شاہ : شکریہ، جناب سپیکر! عرض ہے ؎

ہم کو شاہوں سے عدل کی توقع تو نہیں
آپ کہتے ہیں تو زنجیر ہلا دیتے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب! افسوس ہے کہ میں آپ کی تقریر کے دوران مداخلت کر رہا ہوں۔ ایک بات میں آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں اور اگر آپ

اس سلسلے میں اتفاق کریں تو سپیکر حضرات کے لیے وقت کا تعین کر دیا جائے تو اس طرح سے زیادہ سے زیادہ حضرات ایوان میں اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں گے۔ تو مولہ صاحب! اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

آوازیں: 10 منٹ کا وقت دے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی! ہر سپیکر کے لیے 10 منٹ کا وقت ہوگا۔

جی' شاہ صاحب!

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ حکومت چاہے وہ مرکزی ہو، چاہے وہ صوبائی ہو، اس کی کارکردگی کا اندازہ لگانا ہو تو جناب والا! اس کے دو criteria ہیں۔ نمبر 1 کہ صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی کیا حالت ہے اور صوبے کی ec-onomic welfare کیا ہے؟-----

(اس مرحلے پر جناب چودھری سکندر حیات ملھی کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! چونکہ آج کا دن صرف لاء اینڈ آرڈر کی بحث کے لیے رکھا گیا ہے تو میں جناب economic welfare کے بارے میں نہیں صرف لاء اینڈ آرڈر پر بات کروں گا۔

جناب والا! اس صوبے میں اب یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے کہ لاء اینڈ آرڈر situation انتہائی طور پر خراب ہے۔ جناب سپیکر! اس صوبے کے ہر شہری کا حق ہے کہ وہ سکھ اور چین سے اپنی زندگی گزار سکے۔ اگر وہ سکھ اور چین سے اپنی زندگی نہیں بسر کر رہا تو جناب والا! اس کے لیے کوئی کاروبار کرنا اور دوسرے معاملات میں دلچسپی لینا ناممکن ہے۔ وہ کسی صورت میں بھی ایک مکمل زندگی نہیں گزار سکتا۔

جناب سپیکر! جمہوری اداروں کا یہ فرض ہے کہ لوگ ممبران اسمبلی کو ووٹ دے کر منتخب کرتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ وہاں جائیں اور وہاں پر ایسے قوانین بنائیں اور ان قوانین کو نافذ کروائیں، ان پر عمل درآمد کروائیں کہ جن کے ذریعے ان کی جان و مال کا تحفظ کیا جا سکے۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر situation انتہائی طور پر خراب ہے اور اس کی 4 وجوہات ہیں۔

سب سے پہلی وجہ دہشت گردی،
دوسری وجہ فرقہ وارانہ فسادات،
تیسری وجہ ذاتی رنجشیں اور دشمنیاں،
چوتھی وجہ چوری اور ڈاکہ زنی۔

جناب سپیکر! دہشت گردی کی صوبہ بھر میں متعدد وارداتیں ہوئی ہیں۔ میں ایک، ایک کی تفصیل میں نہیں جا سکتا کیوں کہ اس پر کئی گھنٹے صرف ہوں گے۔ جناب سپیکر! میں صرف دو ایسی وارداتوں کا ذکر کروں گا اور ایسی سنسنی خیز وارداتوں کے بارے میں عرض کروں گا جس نے صوبے کی عوام کو ہراساں کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! عید گزرنے کے چوتھے دن لاہور میں اس قسم کی سنگین واردات ہوئی جس نے صرف لاہور میں ہی نہیں بلکہ تمام صوبہ بھر کے عوام کے دل ہلا دیے۔ لاہور میں دہشت گردوں نے 13 آدمیوں کو ذبح کر دیا۔ جس میں ابراہیم نامی شخص کے خاندان کے 7 بچے، 4 عورتیں اور 2 مرد ذبح کیے گئے۔ اسلام پورہ میں عید کے چوتھے روز دہشت گردوں نے ظلم کی انتہا کر دی۔ ایک ہی گھرانے کے 13 افراد کو رسیوں سے جکڑ کر ذبح کیا گیا اور لاکھوں روپے کے طلائی زیورات اور کرنسی نوٹ لوٹ کر لے گئے۔ لاہور میں قتل کی ایسی سنگین واردات آج تک نہیں ہوئی تھی۔ درندہ صفت قاتلوں نے گھر میں موجود عورتوں، مردوں کے ساتھ ساتھ بچوں کی شہ رگیں بھی کاٹ ڈالیں۔ جناب سپیکر! اس لرزہ خیز واردات پر پورا شہر بلکہ میں کہوں گا کہ پورا صوبہ سراپا احتجاج بن گیا اور پورے علاقے میں صف ماتم بچھ گئی۔ درندوں نے گھر کو مقتل گاہ بنا دیا۔ گھر کے ہر کمرے میں لاشیں بکھری پڑی رہیں۔ گھر کے کمروں کی تلاشی لی گئی اور زیورات اور کرنسی نوٹ لوٹ لیے گئے۔ جناب والا! میرے نوٹس میں یہ بات بھی آئی ہے کہ محلے والے یہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ واردات ہو رہی تھی تو اس وقت پولیس کا ایمرجنسی سکواڈ وہاں پہنچ گیا۔ محلے داروں کے مطابق شاید ملزمان اس وقت گھر میں موجود تھے لیکن پولیس والے اندر نہ گئے۔ اس طرح ملزمان وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ کسی بھی مہذب اور جمہوری معاشرے میں اس قسم کی واردات کے بعد حکومت وقت اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کرنے کی ندامت کے احساس

کے ساتھ استعفیٰ دے دیتی ہے۔ اس سانحے کو ابھی چند ہی روز ہوئے تھے کہ دہشت گردوں نے شیخوپورہ میں 6 افراد کو بے دردی سے ذبح کر دیا۔ جناب سپیکر! یہ 2 ایسی وارداتیں ہیں جو میں نے آپ کے توسط سے اس ایوان کے سامنے پیش کی ہیں۔ جس سے دہشت گردوں نے انتہائی طور پر سنسنی پھیلا دی اور اپنے درندہ صفت ہونے کا واضح ثبوت دیا لیکن جناب سپیکر! آج تک نہ ان کے ملزم گرفتار ہوئے ہیں، نہ ان واقعات کے حقائق عوام کے سامنے آج تک پیش کیے گئے اور ان 13 اور 6 آدمیوں کا قتل اخباروں کی سرخیوں کے علاوہ اور کچھ نہ بن سکا۔ جناب سپیکر! یہ تو دہشت گردی کی 2 وارداتوں کے بارے میں میں نے گزارش کی ہے۔ ایسی متعدد وارداتیں ہیں لیکن وقت کی کمی کے باعث میں دوسرے factor کے بارے میں گزارش کروں گا۔

جناب والا! دوسرا factor جس نے صوبے کے امن و امان کو تباہ کر رکھا ہے، وہ دہشت گردی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یہ factor فرقہ وارانہ فسادات ہیں۔ فرقہ وارانہ فسادات کی ابتدا ڈیڑھ، دو سال سے جھنگ سے ہوئی لیکن اس آگ کی لپیٹ میں متعدد اضلاع اور شہر آ گئے ہیں۔ اگر حکومت وقت نے ان فسادات پر قابو نہ پایا تو خانہ جنگی شروع ہو سکتی ہے اور فسادات کی ابتدا مولانا حق نواز سے ہوئی۔ جناب سپیکر! صرف ضلع جھنگ میں تقریباً 50 افراد پچھلے ڈیڑھ، دو سال میں اپنی جانیں ضائع کر بیٹھے ہیں۔ جناب والا! ان میں بچے بھی شامل ہیں، عورتیں بھی شامل ہیں، بوڑھے بھی شامل ہیں، نوجوان بھی شامل ہیں، عالم دین بھی شامل ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حکومت وقت نے کوئی ایسا اقدام نہیں کیا ہے جو مذہبی فسادات جھنگ میں شروع ہیں۔ ان میں جب کسی فریق کے آدمی مارے جاتے ہیں تو جناب والا! اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا ہے کہ کیس رجسٹر کر دیا جائے اور لکھ دیا جائے کہ ملزم نامعلوم ہیں اور ملزموں کو تلاش نہیں کیا جاتا ہے۔ اگر کسی کیس میں ملزم چالان بھی کیے گئے ہیں تو بے گناہ ملزم چالان کیے گئے ہیں اور بے گناہ لوگوں کو سزا دی گئی ہے۔ میں اس کیس کا ذکر نہیں کروں گا، جناب وزیر قانون بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ جناب والا! یہ فرقہ وارانہ فسادات کی ہوا اس صوبے کو ہی نہیں، اس ملک کو بھی جلا ڈالے گی۔ حکومت نے چیک پوسٹیں تو بنوا دی ہیں تاکہ اسلحہ شہر میں

داخل نہ ہو سکے لیکن جناب والا! جھنگ ایک چھوٹا سا شہر ہے اور اسلحہ کھیتوں سے لے کر شہر میں آ جانا کوئی مشکل کام نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی جامع پالیسی وضع کی جائے۔ یہ صرف جھنگ کا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب! ذرا مختصر کر دیں تو مہربانی ہو گی۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! ابھی تو میں نے آغاز ہی کیا ہے۔

جناب چیئرمین : ہر رکن کے لیے 10 منٹ مخصوص کیے گئے ہیں، وہ آپ کے پورے ہو چکے ہیں۔ آپ ایک منٹ اور لے لیں۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! مجھے پھر 3 منٹ دے دیے جائیں تاکہ میں اپنی بات مکمل کر سکوں۔

جناب چیئرمین : آج وقت کم ہے ابھی دو اور مقرروں نے بات کرنی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ : ٹھیک ہے، جناب! میں 2 منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔

دوسرا فیکٹر نسلی فسادات ہیں اور تیسرا فیکٹر ذاتی دشمنی اور رنجشیں ہیں۔ آج سے چند سال پہلے جب کسی ایک فریق کا قتل ہو جاتا تھا تو وہ بدلہ لینے کے لیے مخالف فریق کا ایک آدمی مار دیتا تھا یا دو مار دیتے تھے لیکن جناب والا! اس کلاشنکوف کلچر میں دہشت گردی اور مذہبی فسادات میں ایک ایک واردات میں 7/7,5/5 بے گناہ آدمیوں کو مار دیا جاتا ہے۔ انسانی جان کی کوئی وقعت نہیں رہ گئی ہے۔ جناب والا! اس لیے ذاتی رنجشوں کی بنا پر بھی اب جو وارداتیں ہو رہی ہیں، ان میں 4/4 اور 5/5 آدمیوں کو مار دیا جاتا ہے، اس کے لیے دو تین مثالیں میں مختصراً بیان کرتا ہوں۔ گوجرانوالہ میں سیشن جج کی عدالت کے سامنے 13 آدمیوں کو پولیس کی حراست میں قتل کر دیا گیا۔ چند ماہ پہلے چیچہ وطنی میں اے سی کی عدالت، جو وقوعہ سے ایک سو گز کے فاصلے پر ہے، 4 آدمیوں کو پولیس کی حراست میں قتل کر دیا گیا۔ جھنگ میں مہر سرفراز لالی اور اس کے 4 ساتھیوں کو ربوہ کے نزدیک، جب وہ کار میں سوار ہو کر جا رہے تھے، قتل کر دیا گیا۔ جناب والا! میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ چوتھا فیکٹر، جس نے امن عامہ کے مسئلے کو خراب کر رکھا ہے، اس کا تعلق دیہاتی عوام سے ہے۔

دیہات کے عوام یعنی کاشت کار اور کسان رات کو چین سے نہیں سو سکتے کیوں کہ چور اور ڈاکو ساری رات پھرتے ہیں اور وہ غریب کسان اپنے جانوروں کی رسیاں پکڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب والا! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ وقت تو آپ نے مجھے بہت کم دیا ہے اس لیے میں اپنے خیالات کا مکمل طور پر اظہار خیال نہیں کر سکا ہوں لیکن جناب! اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے ایک منٹ لیتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ ان حالات کی روشنی میں میں آپ کے توسط سے معزز اراکین اسمبلی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ خود انصاف سے کہیں کہ کیا اس صوبے کی امن عامہ کی صورت حال تسلی بخش ہے اور اگر تسلی بخش نہیں ہے تو اس حکومت کو تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب! بہت بہت شکریہ۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! جہاں پر 13 افراد کو بے دریغ قتل کر دیا جائے، ذبح کر دیا جائے، جمہوری ملکوں میں ایسے واقعات پر حکومتیں مستعفی ہو جاتی ہیں۔

MR CHAIRMAN: Please wind up. You have made your point and taken your time.

SYED CHIRAGH AKBAR SHAH: I have not made my point but I respect your ruling.

جناب چیئرمین : جناب ایس اے حمید۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال کو زیر بحث لانے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ دو سال پیشتر اس ملک میں جو حالات تھے ان کو بھی زیر بحث لانا ہوگا۔ دو سال پہلے اس ملک میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور نہ صرف مرکز میں حکومت تھی بلکہ سندھ اور صوبہ سرحد میں بھی حکومت تھی لیکن اس وقت جو سندھ میں امن عامہ کی صورت حال تھی، اس سے پورے ملک میں تشویش تھی۔ صوبہ سندھ میں قتل ڈکیتیاں اور اغوا برائے تاوان کے سینکڑوں واقعات ہر وقت عوام کے لیے باعث تشویش تھے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ فاضل اپوزیشن کے ممبران نے یہاں یہ بات کی ہے کہ موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد

امن عامہ کی صورت حال خراب ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ سابقہ حکومت کو اسی لیے برطرف کیا گیا کیوں کہ وہ امن عامہ کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو گئی تھی۔

دوسری بات جو اس ایوان میں عرض کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اس وقت کی مرکزی حکومت نے یہ کوشش بھی کی کہ پنجاب میں بھی امن عامہ کا مسئلہ پیدا کیا جائے اور اسی کے لیے باقاعدہ سازشیں کی گئیں، تخریب کار بھیجے گئے لیکن اس وقت میاں نواز شریف پنجاب کے وزیر اعلیٰ تھے، انہوں نے اپنی حکمت عملی سے ان تمام تخریبی کارروائیوں کو ختم کرنے کے لیے بہترین اقدامات کیے اور 1988ء میں پنجاب میں امن عامہ کا مسئلہ پیدا نہ ہو سکا۔ جناب سپیکر! جب پیپلز پارٹی کی حکومت ختم ہوئی اور موجودہ حکومت برسر اقتدار آئی تو اس بات کو ہدف بنا لیا گیا کہ جس بنیاد پر پیپلز پارٹی کی حکومت کو ختم کیا گیا تھا اسی بنیاد کو سامنے رکھ کر یہ کوشش کی گئی کہ پنجاب میں جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے، اس میں امن عامہ کا مسئلہ پیدا کیا جائے۔ جناب سپیکر! آپ دیکھتے ہیں کہ اگست کے مہینے تک پنجاب کے تمام حصوں میں تخریب کاری، اغوا، ڈکیتی اور قتل و غارت کے ایسے واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں جس سے نہ صرف پنجاب کے عوام بلکہ پورے ملک کے عوام تشویش میں مبتلا ہو گئے۔ جناب سپیکر! اس بات کے پیش نظر کہ پنجاب میں ''را'' اور ''خاد'' کے ایجنٹ بھی کام کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اندرون ملک، جو حکومت کے دشمن ہیں وہ بھی یہ کام کر رہے تھے تاکہ کسی نہ کسی طرح سے اس حکومت کو ختم کیا جائے اور یہ بات ہر آدمی کی زبان پر تھی۔ آج یہ حکومت گئی، کل یہ حکومت گئی۔ جناب سپیکر! اس بات کے پیش نظر یہ ضروری سمجھا گیا کہ سب سے پہلے اس ملک میں اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں امن و امان کس مسئلے کو حل کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر اعظم نے اس معاملے میں انتہائی جرأت کا مظاہرہ کیا اور آئین میں ترمیم کر کے اس بنیادی مسئلے کو حل کرنے کے لیے Speedy Trial Courts قائم کیے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ غیر قانونی اسلحہ کی جو بھرمار تھی جس کی وجہ سے امن عامہ کا مسئلہ ہر وقت درپیش رہتا تھا۔ ناجائز اور غیر قانونی اسلحہ کو حاصل

کرنے کے لیے ایک مقررہ تاریخ دی گئی اور اس میں خاصا اسلحہ حکومت کے پاس جمع ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آج 15 اگست کے بعد جس کو ابھی صرف ایک مہینہ گزرا ہے۔ آج پنجاب کے حالات بہت مختلف ہیں۔ آج پورے ملک میں امن عامہ کی صورت حال بہترین ہے۔ آج وہی حالات ہیں کہ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اس وقت لوگ امن کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ آج کی صورت حال انتہائی آئیڈیل ہے لیکن میرے خیال میں جو صورت حال پہلے تھی اس میں کہیں زیادہ بہتری پیدا ہوئی ہے۔ اس وقت تمام مجرم تقریباً زیر حراست ہیں اور میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں۔ میرے ضلع میں تقریباً 524 افراد جو مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث تھے، وہ گرفتار کیے گئے ہیں۔ جس سے ضلع گوجرانوالہ میں جرائم کی شرح 50 فی صد کم ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! میرے پاس تمام اعداد و شمار بھی موجود ہیں لیکن وقت کی کمی کے پیش نظر میں ان کا حوالہ نہیں دے سکتا۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو اقدامات موجودہ حکومت نے اٹھائے ہیں اگر یہ اقدامات اس طرح سے جاری رہے تو کوئی وجہ نہیں کہ پنجاب کی اور پورے ملک کی صورت حال مثالی نہ بن جائے۔

جناب چیئرمین : آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب ایس اے حمید : میں دو منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! آج یہ کہا جا رہا ہے کہ گورنر یا وزیر اعلیٰ میں سے کون امن عامہ کا انچارج ہے؟ جناب والا! یہ حث والی بات نہیں۔ بات یہ ہے کہ پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال بہتر ہوئی ہے یا نہیں۔ اور اگر میں یہ کہوں کہ کسی نے امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے میں کردار ادا کیا ہے وہ گورنر ہوں یا وزیر اعلیٰ، وہ دونوں ہی قابل مبارک باد ہیں اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ اگر گورنر اور وزیر اعلیٰ مل کر پنجاب کی صورت حال کو بہتر کر رہے ہیں تو یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ ان کے درمیان رابطہ ہے جب کہ ماضی میں ہم نے دیکھا کہ جب گورنر اور وزیر اعلیٰ کے درمیان رابطہ نہیں تھا تو کس قسم کی صورت حال پیدا ہوئی تھی۔ جناب سپیکر! خاص طور پر میں جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ

ہے کہ اخبارات لکھ رہے ہیں کہ بااثر افراد کی وجہ سے جرائم میں اضافہ ہوا ہے۔ کل کے ''جنگ'' میں اداریہ لکھا گیا ہے کہ اسمبلیوں کے ارکان اور بااثر افراد جرائم کے اضافہ میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ، حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید : جناب والا! میرے ابھی 10 منٹ نہیں ہوئے۔ مجھے بات مکمل کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں عرض کروں گا کہ اگر آپ بات کرنے کی اجازت دیتے ہیں تو میری بات پوری سنی جائے۔ میں 2/3 منٹ اور لوں گا۔

جناب چیئرمین : آپ تقریر کر رہے ہیں۔ میں گھڑی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔

جناب ایس اے حمید : جناب! اس اداریہ میں یہ بات لکھی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم تمام لوگ اسی معاشرے کا حصہ ہیں۔ اسمبلی کے تمام ارکان کو اور بااثر افراد کو اس بات میں ملوث کرنا کسی طور پر بھی جائز نہیں اور میرے نزدیک سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو چیف منسٹر صاحب کی disposal پر رکھا ہے۔ آج امن عامہ کے مسئلے کے لیے پوری ایڈمنسٹریشن اور پولیس چیف منسٹر کی disposal پر ہے۔ اس میں کسی طور پر کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں ہے۔ اس لیے اگر آج کے حالات میں اصلاح کی صورت پیدا ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں اس میں اراکین اسمبلی کا بھی پورا پورا رول ہے۔

جناب چیئرمین : آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ شکریہ۔

جناب ایس اے حمید : شکریہ، جناب والا!

جناب چیئرمین : جناب اختر رسول صاحب! آپ کے پاس بات کرنے کے لیے 5 منٹ ہیں۔

چودھری اختر رسول : جناب والا! 10 منٹ بولنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ یہ میرا استحقاق ہے کہ 10 منٹ مجھے بھی بولنے کی اجازت دی جائے۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ملک کے اس اہم موضوع پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب والا! میں آپ کی توجہ عوام کے اس بھرپور مینڈیٹ کی طرف دلانا چاہتا

ہوں جن کے سلگتے ہوئے مسائل نے مجبور کر دیا ہے کہ قائد اعظمؒ کے سپاہی میاں نواز شریف اور غلام حیدر وائیں کے حوالے حکومت کر دیں اور یہ ان کی بھنور میں پھنسی ہوئی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا دیں۔ وطن عزیز کے چاروں صوبوں کے عوام کی نظریں پنجاب کے اس غیور پٹھان جیسے سپوت میاں نواز شریف پر لگی ہوئی تھیں۔ اس لیے بھرپور اکثریت سے میاں نواز شریف صاحب کو کامیاب کرایا گیا اور جس بھرپور اکثریت سے کامیاب کرایا گیا، اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ جب اس حکومت نے اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں اور اپنے انقلابی منشور پر کام کرنا شروع کیا اور سابقہ حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے اس حکومت کو جو مسائل ورثہ میں ملے، انہیں چیلنج سمجھ کر قبول کیا گیا تو اپنے، بیگانے بلکہ پوری دنیا کی پریس حیرت میں پڑ گئی کہ پاکستان کے وہ مسائل جو کئی حکومتوں سے سال ہا سال سے حل نہ ہو سکے، ان کو نواز شریف کی حکومت کس طرح حل کر پائے گی۔ لیکن جناب والا!۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

نہ صرف پورے ملک میں بلکہ دنیا کی پوری پریس نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ صدیوں سے پڑے ہوئے مسائل دنوں میں حل کرنا کسی معجزے سے کم نہیں۔ ایک طرف پانی کی تقسیم کے مسئلے نے چاروں صوبوں کو انتشار کی آگ میں ڈال رکھا تھا اور دوسری طرف اسلامیان پاکستان کا دیرینہ مسئلہ شریعت مصطفےٰ کا نفاذ تھا اور چشم فلک نے دیکھا کہ پانی کی تقسیم کا معاہدہ بھی حیران کن طریقے سے حل ہو گیا اور شریعت بل کی منظوری بھی ہو گئی۔ بلوچستان کو گیس کی رائیلٹی بھی ملی اور سرحد اب خود ہی کالا باغ ڈیم کے نعرے لگانے لگا۔ وزیر اعظم ہاؤس سے جب خود انحصاری کی بات چلتی ہے تو ساری قوم ان کی ہم قدم بن جاتی ہے اور اس قومی غیرت کے مسئلے پر اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا کشکول توڑ کر سپر پاور کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرتی ہے۔ صنعتی انقلاب کی بات ہوتی ہے تو پورے ملک میں صنعتوں کا جال بچھانے کی تیاریاں شروع کر دی جاتی ہے۔ جناب والا! یہ وہ راستے تھے جن پر چل کر ہم ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں کھڑے ہو سکتے تھے لیکن شاید دشمنان پاکستان کو یہ گوارا نہ تھا۔ وہ اس

حکومت کے خلاف سیاسی، معاشی و اقتصادی شکست کھانے کے بعد اس سوچ میں پڑ گئے کہ اگر نواز شریف کی حکومت ترقی اور کامیابی کی منزلیں طے کرتی رہی تو ان کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ دشمنی ان کی نواز شریف کے ساتھ تھی مگر سازش اس ملک کے مزدور عوام کے خلاف تیار کی گئی۔ ملک میں امن و امان کی صورت حال کو خراب کرنے کا پروگرام بنایا گیا اور جناب سپیکر! تاریخ انسانی میں بربریت کی ایسی مثال نہیں ملتی جسے اسلام پورہ میں خنجر کی نوک سے تحریر کیا گیا ہو۔ جناب والا! کیا قصور تھا، ان شیر خوار بچوں کا جنہیں ماؤں کی گود سے الگ کر کے انھیں ذبح کر دیا گیا؟ کیا قصور تھا، ان باپردہ مظلوم خواتین کا، جن کے سامنے ان کے سہاگ اجاڑ دیے گئے؟ کیا قصور تھا، پاکستان کی معصوم عوام کا، جن کی راتوں کی نیند اور دن کا سکون چھین لیا گیا؟ جناب والا! ابھی وطن عزیز کے در و دیوار پر اسلام پورہ کے واقعہ کے اثرات جاری تھے کہ شیخوپورہ کی فضا کو معصوم انسانوں کے خون سے رنگ دیا گیا اور اس طرح پھر پورے ملک کی فضائیں غمگین ہو گئیں۔ ہوائیں اداس ہو گئیں۔ کہیں پہ ''را'' کے ایجنٹوں سے مل کر بموں کے دھماکے کر کے انسانوں کے پرخچے اڑائے جا رہے ہیں، کہیں پر ''خاد'' کے سازشی ٹولے سے مل کر ٹرینوں کو پٹڑیوں سے اتارا جا رہا ہے۔ صحن چمنستان کا ایک ایک پتا مرجھایا ہوا ہے، پھول کملایا ہوا ہے۔

جناب والا! اس اقتدار کی ہوس میں حیوانوں سے بھی بدتر انسانوں نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں، ان نام نہاد ہمدرد سیاست دانوں سے کہ تمہاری دشمنی تو نواز شریف کے ساتھ تھی، پھر ان سہاگنوں کا کیا قصور، جن کی مانگ سے سندور چھین لیا گیا۔ ان ماؤں کا کیا قصور، جن کے سامنے ان کے لخت جگر کے ٹکڑے کر دیے گئے؟ ان بوڑھے والدین کا کیا قصور، جن کے کمزور کندھوں پر۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! شاید معزز رکن وزارت حاصل کرنے کی ناکام کوشش میں سیاست دانوں پر جو الزام تراشی کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری اختر رسول : جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ان باتوں کا ذکر کر رہا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! یہ ملکی سیاست دانوں کو سانحہ اسلام پورہ اور سانحہ شیخوپورہ میں ملوث کر رہے ہیں۔

چودھری اختر رسول : جناب سپیکر! یہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔ مجھے تقریر کے لیے جو وقت ملا ہے، ان کی باتوں میں ضائع ہونے والا وقت کاٹ لیا جائے۔

جناب چیئرمین : رانا صاحب! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری اختر رسول : جناب سپیکر! ابھی میں نے ان کا نام نہیں لیا۔ ان کو تکلیف ہونے لگی ہے۔ جب ان کا نام لوں گا پھر کیا حال ہوگا؟

جناب چیئرمین : رانا صاحب! میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سنا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان کو تقریر جاری رکھنے دیں۔

چودھری اختر رسول : جناب سپیکر! میں ان بوڑھے والدین کا ذکر کر رہا تھا کہ جن کے جوان بیٹوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کے کندھوں پر جوان بیٹوں کے لاشے ڈال دیے گئے۔ وطن دشمن بے غیرتو! جس کشتی پر سوار ہو، اسی میں چھید کرتے ہو، جس تھالی میں کھاتے ہو، اسی میں پیشاب کرتے ہو، جس شاخ پر بیٹھے ہو اسی کو کاٹ رہے ہو، تمہارے اس ظلم سے تمہاری اس سفاکی سے، تمہاری اس سنگدلی سے تو کربلا کے قاتلوں کو بھی شرم آنے لگی ہے۔

وطن کی محبت کو گولیوں سے کھو رہے ہو
وطن کا چہرہ خون سے دھو رہے ہو
گمان تجھ کو کہ رستہ کٹ رہا ہے
یقین مجھ کو کہ منزل کھو رہے ہو

کیا یہی طریقہ ہے، نواز شریف کو اقتدار سے ہٹانے کا؟ کیا یہی طریقہ ہے، اقتدار حاصل کرنے کا؟ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نواز شریف کو ایک عزم صمیم اور ثابت قدمی سے نوازا ہے اور ان حالات میں خون کی اس لہر کے آگے وہ ڈٹ

کر کھڑے ہو گئے۔ میں یہ کہوں گا کہ ۔

حالات کے قدموں پہ قلندر نہیں گرتا
ٹوٹے بھی جو تارا تو زمین پر نہیں گرتا
گرتے ہیں سمندر میں بڑے شوق سے دریا
لیکن کبھی دریا میں سمندر نہیں گرتا

میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔ میں اسمبلی کے اس عظیم پلیٹ فارم پر ملک کے تمام سیاست دانوں کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ آج نفرت کی سیاست کو چھوڑو۔ آج ملکی سیاست کو چھوڑو۔ آج ذاتیات کی سیاست کو چھوڑو۔ آج اس قومی حکومت کے شوشے کو چھوڑو۔ آج اقتدار کی کھینچا تانی کو چھوڑو۔ آؤ تو ذرا ہم ایک سچے پاکستانی بن جائیں۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ ۔

ہم سیاست سے محبت کا چلن مانگتے ہیں
شب صحرا سے مگر صبح چمن مانگتے ہیں
لمحہ بھر کو تو لبھا جاتے ہیں نعرے لیکن
ہم تو اے اہل وطن! درد وطن مانگتے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین : اجلاس کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی جمعرات 26 ستمبر 1991ء صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

جمعرات' 26- ستمبر 1991ء

(پنج شنبہ 16 ربیع الاول 1412ھ)

صوبائی اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 10 بجے منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری اطہر غفران نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝
وَّجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ۝
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۝
وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ۝ يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝
ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۝
وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝

سورۃ الفجر آیت 21 تا 30

جب زمین کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دی جائے گی۔ اور آپ کے رب کا تخت آ جائے گا ہر گز نہیں اور فرشتے بھی صف بستہ چلے آئیں گے۔ اور اس دن دوزخ لائی جائے گی اس دن انسان سمجھے گا اور اس وقت اس کو سمجھنا کیا فائدہ دے گا۔ کہے گا اے کاش میں اپنی زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجتا۔ پس اس دن اس کا سا عذاب کوئی بھی نہ دے گا اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا ہو گا۔ ارشاد ہو گا اے اطمینان والی روح۔ اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ ○

نوٹس برائے طلبی توجہ التواء میں رکھنے کے لیے قواعد کی معطلی

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہو تو قرآن کا یہ حکم ہے کہ اسے خاموشی کے ساتھ سنا جائے۔ ابھی ابھی ہمارے وزیر قانون و پارلیمانی امور منظور موہل صاحب کے ساتھ گفت و شنید کر رہے تھے جب کہ تلاوت کا ترجمہ پیش کیا جا رہا تھا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آئندہ اس چیز سے احتراز کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات درست ہے۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ آئندہ اس سلسلے میں محتاط رہیں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب ڈپٹی سپیکر: جی.....

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج کال اٹینشن نوٹس ہے اور جمعرات کا دن ہے۔ رولز یہ کہتے ہیں کہ فوری طور پر تلاوت قرآن پاک کے بعد پہلے پندرہ منٹ میں کال اٹینشن نوٹس کا سوال آئے گا اور وزیر اعلیٰ صاحب اس کا جواب دیں گے۔ اب میں نے دیکھا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنی سیٹ پر تشریف فرما نہیں۔ تو انہی رولز میں یہ بھی آپ کو اختیار حاصل ہے کہ آپ اس کو کسی اور وقت پر بھی لے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا پہلے اس کا فیصلہ کیجیے۔ پھر آگے کارروائی شروع کیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لا منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میں نے لیڈر آف دی اپوزیشن سے بھی اس سلسلے میں گزارش کی ہے۔ اگر آپ مہربانی کر کے یہ اجازت فرما دیں کہ پہلے تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار لے لی جائیں۔ چیف منسٹر صاحب ایک میٹنگ میں بہت مصروف تھے۔ ابھی وہ آدھے گھنٹے میں تشریف لانے والے ہیں۔ تو جونہی تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار ختم ہوں گی اس کے فوراً بعد آپ کال اٹینشن نوٹس لیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' آپ سب اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ رولز میں relaxation کر دی جائے؟

معزز ممبران: جی ہاں! relaxation کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔

وزیر قانون: جناب والا! اس سے پہلے کہ آپ ہاؤس کی کارروائی باقاعدگی سے شروع کریں میں جناب والا کے توسل سے معزز اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آخری دن ہے۔ اس لیے اپوزیشن کے ساتھ یہ طے ہوا ہے کہ تحاریک استحقاق اور تحاریک التوائے کار کے فوراً بعد کال اٹینشن نوٹس پر جناب چیف منسٹر صاحب بات کریں گے' اس کے فوراً بعد تقریباً سوا گیارہ یا ساڑھے گیارہ بجے جناب لیڈر آف دی اپوزیشن اپنی تقریر کریں گے اور پھر دو ممبر اپوزیشن کے لاء اینڈ آرڈر پر بولیں باقی ہمارے دوست بولیں گے اور تقریباً ایک یا سوا ایک کے درمیان جناب وزیر اعلیٰ ہاؤس میں لاء اینڈ آرڈر کی بحث کو wind up کریں گے۔ تو اس وجہ سے میری آپ کے توسل سے سارے معزز ارکین کی خدمت میں انتہائی ادب سے گزارش ہے کہ چونکہ آج سب نے لاء اینڈ آرڈر پر بولنا ہے تو ہمیں یہی کوشش کرنی چاہیے کہ انہی موضوعات پر بات ہوتی رہے اور کوئی ایسا سلسلہ نہ شروع ہو جس سے وقت ضائع ہو۔ پھر جو معزز اراکین لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں انہیں وقت نہ مل سکے اور وہ اپنی بات نہ کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات درست ہے۔ میں بھی معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر یا اس قسم کی باتوں پر وقت ضائع نہ کریں تاکہ آج آپ کے زیادہ سے زیادہ ساتھی لاء اینڈ آرڈر کی بحث میں حصہ لے سکیں۔

اب یہ تحریک استحقاق نمبر 8 رانا ثناء اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ pending چلی آ رہی ہے۔ آج بھی پارلیمانی سیکرٹری تشریف نہیں رکھتے تو اس کو pending کر دیں؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی ابھی یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ میاں منظور احمد موہل صاحب نے کہا کہ call attention کا یہ ٹائم تھا لاء منسٹر صاحب نے اس میں وضاحت کی کہ جناب قائد ایوان آدھا گھنٹہ لیٹ آئیں گے اس کے بعد اس کو take up کیا جائے۔ لیکن جناب والا! یہ میرے خیال میں صحیح نہ ہو گا کہ لا منسٹر صاحب کو یا منظور موہل

صاحب کو یہ علم نہ ہو کہ چیف منسٹر صاحب یا قائد ایوان کس وقت ہاؤس میں آنا چاہتے ہیں یا کس وقت آئیں گے۔ تو جونہی یہ بات ختم ہوئی ہے تو اب قائد ایوان تشریف لے آئے ہیں۔ تو میری یہ تجویز ہو گی کہ پروگرام کے مطابق جو ٹائم ہے اب اس کو چلنا چاہیے۔ یہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ ملک صاحب! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ ایک بات طے ہو چکی ہے۔ رولز میں relaxation ہو چکی ہے اور ہاؤس نے اس کی اجازت دے دی ہے۔ اب ایک مسئلہ جو طے ہو چکا ہے اس کو دوبارہ شروع نہیں کرنا چاہیے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ ابھی ابھی ایک منٹ پہلے یا چند سیکنڈ پہلے چیف منسٹر صاحب ہاؤس میں تشریف لائے ہیں.....

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

مسئلہ استحقاق

حزب اختلاف کے ارکان صوبائی اسمبلی کے ترقیاتی منصوبوں کی تجاویز کی واپسی

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 14 - جناب رانا اکرام ربانی صاحب!

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اس ایوان کی تشکیل کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب غلام حیدر وائیں جو کہ قائد ایوان بھی ہیں کے ساتھ حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے اراکین کی ملاقات میں یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ترقیاتی منصوبوں کی تجویزیں ان سے بھی لی جائیں گی۔ چنانچہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے اسسٹنٹ ڈائرکٹر کے دفتر نے مجھ سے بھی 25 لاکھ کی تجویزیں لے لیں۔ یہ تجاویز 3-4-91 کو دی گئیں۔ اس بات کو زور و شور سے مشتہر کیا گیا کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور ہم بھی ترقیاتی مقاصد کے لیے سب کے ساتھ برابر حصہ دار بنائیں گے تاکہ سیاسی انتقام کا لفظ ہماری سیاست سے ختم ہو جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

رواں مالی سال کے بجٹ اجلاس میں پھر وزیر خزانہ نے اعلان کیا کہ ہر صوبائی حلقے کے لیے ایک کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے اور ان ترقیاتی منصوبوں کی نشان دہی بھی سب ممبران کریں گے اور حزب اختلاف کے بارے میں خاص طور پر یہ بات کی گئی کہ وہ بھی اپنے اپنے حلقے کی تجاویز کے مجاز ہوں گے۔ بجٹ پر عام بحث کے آغاز پر پھر قائد ایوان نے روایات سے ہٹ کر policy statement دیتے ہوئے فرمایا کہ اس ایک کروڑ کے علاوہ میں اپنے صوابدیدی فنڈ سے 25 لاکھ روپیہ ہر صوبائی حلقے میں تقسیم کرتا ہوں اور یہ مساوی طور پر حزب اختلاف کو بھی ملے گا۔

2- اگست کو محکمہ مقامی حکومت اور دیہی ترقی کی طرف سے ایک ٹینڈر نوٹس اخبار میں شائع ہوا ہے اس میں باقی معزز اراکین صوبائی اسمبلی ضلع اوکاڑہ کی تجاویز کے ساتھ ساتھ میرے حلقے کے لیے میری طرف سے تجویز کیے گئے منصوبہ جات بھی نمبر شمار 31 سے نمبر شمار 67 تک شامل تھے لیکن صرف دو دن کے بعد یعنی 4 اگست کو مجھے اطلاع ملی کہ یہ ٹینڈر کینسل ہو جائیں گے' کیونکہ اس میں غلطی سے آپ کے تجویز کردہ منصوبہ جات بھی شامل ہو گئے ہیں۔ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے سیکرٹری جی۔ ایم سکندر سے معلوم کیا کہ میرے پاس یہ اطلاع موجود ہے کہ اخباری اشتہار میں دی گئی تاریخ یعنی 10-8-91 کو کسی نہ کسی وجہ سے ٹینڈر وصول نہیں کیے جائیں گے انہوں نے کہا کہ وہ کل اس کی تصدیق یا تردید کریں گے۔ اگلے دن یعنی 5-8-91 کو انہوں نے مجھے بتلایا کہ آپ کی اطلاع درست نہیں ہے بلکہ انہوں نے یاد دلایا کہ چیف منسٹر نے تو ایوان میں اس بات کی یقین دہانی کرائی ہے۔ ہوا وہی جس کی مجھے اطلاع تھی۔ یعنی 10-8-91 کو ٹینڈر وصول نہیں کیے گئے اور نوٹس لگا دیا گیا کہ چونکہ ایس۔ ڈی۔ او صاحب کی طبیعت ناساز ہے اس لیے ٹینڈر وصول نہیں کیے جا رہے اور اب دوبارہ نئے سرے سے ٹینڈر کی تاریخ کا اعلان اخبار میں اشتہار کے ذریعہ کیا جائے گا۔ یہ دلچسپ جواز اپنی جگہ وضاحت طلب ہے کہ ایک اہلکار کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے پورے ضلع کی تعمیر و ترقی کا شیڈول متاثر ہو جائے اور دوبارہ اشتہار دینے پر مزید اخراجات کا بوجھ بھی برداشت کیا جائے اور یہ صرف اس لیے کیا جائے کہ ٹینڈر نوٹس میں غلطی سے قائد حزب اختلاف کے تجویز کردہ منصوبہ جات بھی شامل ہو گئے تھے اور اب دوبارہ نوٹس میں وہ

منصوبہ جات شامل نہیں ہوں گے جو پہلے clerical mistake سے شامل ہو گئے تھے کیونکہ حزب اختلاف کو ترقیاتی کاموں میں شریک کر کے بلدیاتی انتخابات "منصفانہ" اور "غیر جانبدارانہ" کرنے کی حکومتی کوششیں متاثر ہونے کا خطرہ تھا۔

جمہوری نظام میں یہ اسمبلیاں' یہ ادارے' یہ ایوان بڑے محترم اور معزز ہوتے ہیں لیکن وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ قائد ایوان کی طرف سے on the floor of the house اپنے واضح اعلانات اور commitment کے بعد یہ پالیسی اس بات کا ثبوت ہے کہ یا تو اعلان کرتے وقت دانستہ غلط بیانی کی گئی اور صرف پراپیگنڈہ مقصد تھا اور یا بعد میں کسی "مصلحت" کے تحت یا اوپر سے آنے والی کسی ہدایت کے بعد وعدہ سے مکر گئے ہیں۔ دونوں صورتوں میں یہ طرز عمل اس ایوان کو اہمیت نہ دینے' اس اسمبلی کو بوگس قرار دینے اور اس معزز ایوان کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! محترم قائد حزب اختلاف نے اپنی اس تحریک استحقاق میں دو چیزوں کی نشاندہی کی ہے۔ ایک تو یہ ٹینڈر جو کینسل ہوئے ہیں اور دوسرے انہوں نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ آئندہ بھی جب ٹینڈر کال ہوں گے ان میں ان کے منصوبہ جات کو شاید شامل نہیں کیا جائے گا۔ جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں تک ڈویلپمنٹ کا کوئی بھی کام ہے میں strictly technically آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ ہمارا استحقاق نہیں بنتا جو آئین میں دیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کو بنیاد بنا کر ایوان میں تحریک استحقاق نہیں لائی جا سکتی۔

جناب والا! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ تحریک استحقاق مفروضے پر مبنی ہے' کیونکہ ان کو خدشہ ہے کہ آئندہ اگر ٹینڈر آئے تو شاید ان کے ٹینڈر ان میں شامل نہیں ہوں گے۔ تو یہ cause of action تو جناب والا! اس وقت پیدا ہو گی جب ان ٹینڈر کا اعلان کیا جائے اور ان کے منصوبہ جات ان ٹینڈر میں شامل نہ ہوں۔ ابھی تو یہ pre-mature بات ہے اور مفروضے پر مبنی ہے۔ تو جناب والا! ان حقائق کے پیش نظر ٹیکنیکلی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ دوسرے یہ مفروضے پر بھی مبنی ہے؟ تو میں جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ ان حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے اس تحریک استحقاق کو پریس نہ

فرمائیں اور اس قسم کی کوئی cause of action پیدا ہوتی ہے تو اس سلسلے میں بھی ہم آپس میں بات کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ٹیکنیکلی یہ پھر بھی تحریک استحقاق نہیں بنے گی۔ لہٰذا میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ فرمائیں اور آپ کی خدمت میں بھی میری یہ التماس ہو گی کہ چونکہ یہ مفروضے پر مبنی ہے' کیونکہ نہ وہ ٹینڈر آئے ہیں اور نہ ہی کال کیے ہیں اور نہ ہی کینسل ہوئے ہیں تو اس تحریک کو رول آؤٹ کیا جائے۔ شکریہ جناب والا۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر مجھے وزیر قانون کی تقریر جو وہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کے بعد فرماتے ہیں اتنی ازبر یاد ہو گئی ہے کہ اگر وہ comma' فل سٹاپ کی غلطی نہ کریں تو مجھے پتہ ہوتا ہے کہ وہ اس میں فلاں لفظ miss کر گئے ہیں۔ جناب والا! یہ سوال نہیں پیدا ہوتا کہ آئین میں اس چیز کا استحقاق دیا گیا ہے یا نہیں مگر جناب والا! جب ایوان میں ایک چیز کی commitment کی جاتی ہے اور اس معزز ایوان میں اپنے بیان کے ذریعے اس معزز ایوان کے معزز ممبران کا استحقاق بنا دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کی خلاف ورزی کی جائے تو جناب والا! یہ جمہوری روایات کے مطابق ہمارا استحقاق بن جاتی ہیں اور اس کی خلاف ورزی پر جناب سپیکر تحریک استحقاق آنی چاہیے۔ اور ہم ماضی میں بھی یہ پریکٹس کرتے رہے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی کرتے رہے گے۔

جناب سپیکر! دوسرے جناب وزیر قانون نے یہ فرمایا ہے کہ یہ تحریک ایک مفروضے پر مبنی ہے ان کے منصوبے آئندہ ٹینڈروں میں آئیں گے۔ ابھی وہ ٹینڈر نہیں آئے۔ ابھی وہ ہوا نہیں میں جناب والا! اس پر ایک اور تحریک استحقاق بنا کر آپ کی خدمت میں پیش کروں گا کہ محکمہ والوں نے جناب وزیر قانون کو دیدہ دلیری سے غلط بیانی پر مجبور کیا ہے اور انہوں نے وزیر قانون کو بتلایا ہی نہیں کہ اس کے بعد ٹینڈر آئے ہیں اور ان میں وہی منصوبے نظر انداز کیے گئے ہیں جو میں نے دیے تھے۔ جناب والا! اس کے بعد یہ ٹینڈر ہوئے ہیں اور وزیر قانون نے اس ایوان میں غلط بیانی سے کام لیا ہے یا ان سے غلط بیانی کروائی گئی ہے اور ان ٹینڈروں میں وہ چیزیں نہیں ہیں جن کے بارے میں میں نے گزارش کی تھی۔ وہ ٹینڈر منظور ہوئے ہیں اور اس پر ٹھیکے بھی ہو گئے ہیں۔ اور اگر وزیر بلدیات یہاں موجود ہوتے تو ان کے

علم میں یہ بات تھی۔ ان کے کہنے کے مطابق یہ تحریک استحقاق میں نے پہلے دی ہے اس کے منظور ہونے کا جواز بھی بن گیا ہے اور ایک اور تحریک استحقاق کا مواد بھی مل گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پتا نہیں آپ کے ٹینڈر اگلی ٹرم پر آنے والے ہوں۔ کیوں کہ ایسا ہوتا رہتا ہے محکمے والے کچھ لوگوں کے ٹینڈر پہلے شائع کرا دیتے ہیں اور کچھ کے بعد میں آپ کے بھی شاید دوسری ٹرم میں آنے والے ہوں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! ایک بات اگر عام طریقے سے ہو جائے۔ آپ کا تجربہ تو مجھ سے زیادہ ہو گا لیکن تھوڑا اندازہ تو مجھے بھی ہے کہ گورنمنٹ کی ورکنگ کیسے ہوتی ہے؟ ایک ٹینڈر لسٹ آ گئی اس کے بعد احساس ہوا کہ یہ تو غلطی ہو گئی آگے local bodies کے الیکشن آنے والے ہیں۔ یہ تو معاملہ گڑبڑ ہو جائے گا۔ جناب سپیکر! آپ بھی بجائے اس کے کہ appreciate کریں کیونکہ آپ استحقاق کے حقوق کے امین ہیں۔ میں نے جیسے پیشگی اندازہ لگایا تھا ویسے ہی ہوا۔ دوبارہ ٹینڈر آئے اور پوری کی پوری لسٹ دوبارہ دی گئی اور اس میں وہی تجاویز شامل نہیں تھیں جو میں نے پہلے ہی بتا دی تھیں۔ معزز وزیر اعلیٰ جو اس ہاؤس کے قائد ایوان ہیں انہوں نے اس ایوان میں یہ استحقاق دیا تھا کہ تمام ممبران کو یہ حق دیا جائے گا۔ اس کے بعد یہ ہمارا استحقاق بن گیا ہے اب یا تو اسی ایوان کے فلور پر کہہ دیں کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی اور میرا کوئی ایسا مقصد نہیں تھا جو میں نے بات کی ہے.....

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قائد حزب اختلاف نے جو یہ فرمایا ہے دراصل تحریک استحقاق اس وقت بنتی ہے جب آئین کی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہو یا اس معزز ایوان کی کوئی توہین ہوئی ہو یا اس میں کوئی استحقاق مجروح ہوا ہو۔ وزیر اعلیٰ کی دریا دلی ہے کہ انہوں نے روایات کے خلاف جب کہ مرکز سے کوئی ایسی رعایت اپوزیشن کو پچھلی حکومت نے نہیں دی تھی۔ اگر وزیر اعلیٰ نے یہ رعایت دی تو یہ ان کی فراخدلی تھی اور ایک جذبہ تھا کہ ہم سب ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ منصوبے کسی حکومتی پارٹی یا اپوزیشن کے لیے نہیں ہیں.....

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں؟

وزیر امداد باہمی: پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔
جناب ارشاد حسین سیٹھی: میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے۔
جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔
وزیر امداد باہمی: آپ تشریف رکھیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ نے سپیکر کے اختیارات بھی حاصل کر لیے۔
وزیر امداد باہمی: نہیں جناب یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ ہمارے سپیکر ہیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔
وزیر امداد باہمی: کسی ممبر کو کوئی گرانٹ نہیں دی جاتی بلکہ ہر ممبر کے حلقے کے عوام کی بھلائی کے لیے' ترقیاتی کاموں کے لیے' عوام کی بہبود کے لیے گرانٹ دی جاتی ہے.....
جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ اپنی بات کو مختصر کریں۔
وزیر امداد باہمی: کچھ حلقے کے لوگوں کے اگر ٹینڈر ہو گئے ہیں.....
جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں وزیر قانون صاحب بھی یہی بات کہہ چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں شکریہ۔ سیٹھی صاحب آپ فرمائیں۔
جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ نے یہ درست فرمایا کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا مجھے اس بات کا پتا ہے لیکن جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا وزیر قانون صاحب کی گفتگو کے بعد پوائنٹ آف آرڈر کا جواز پیش کر کے اسی بات کو دہرانا اور آپ کے فیصلے کے بعد بھی اس بات پر وزیر موصوف کا اڑے رہنا۔ میں جناب سے وضاحت چاہوں گا کہ کیا یہ رولز کے مطابق درست ہے؟ کیا اس طرح سے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے؟ اور جب تحریک استحقاق کے جواب میں وزیر قانون صاحب بھی جواب دے چکے ہوں اور تحریک استحقاق بھی قائد حزب اختلاف کی ہو۔ لیکن ایک معزز رکن اٹھ کر اس انداز سے وضاحت کرے' میں نہیں سمجھتا کہ ضابطے کے مطابق' قاعدے کے مطابق یہ درست ہے۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میرا پوائنٹ

آف آرڈر اس لیے درست اور جائز ہے کہ میں نے آپ کو یہ کہا ہے کہ اس طرح سے نہیں ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہمارے بزرگ پارلیمنٹیرین ہیں ان کی کچھ باتیں ہمیں مجبوراً" سننا پڑتی ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ قائد حزب اختلاف جب بات کر رہے ہوں اس کا جواب یا تو قائد ایوان دیں یا وزیر قانون صاحب جو بھی ہوں' لیکن اور کوئی معزز رکن اس کا جواب دے سکتا ہے یا نہیں دے سکتا۔ اس پر جناب والا! رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کسی بھی بات کی کوئی بھی معزز رکن وضاحت کر سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! جو نیا بیان قائد حزب اختلاف نے دیا ہے کہ ٹینڈر ہو چکے ہیں پھر تو ان کی یہ تحریک استحقاق ویسے ہی غیر مؤثر ہو گئی ہے' یہ اپنی افادیت ویسے ہی کھو جاتی ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ ٹینڈر ہو گئے ہیں تو یہ ٹینڈر کی کاپی لگا دیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس پر ان کی تحریک استحقاق بنتی ہے۔ تو پھر ان کو نئی تحریک استحقاق لانی چاہیے۔ ورنہ میں نے تو اسی تحریک استحقاق کا جواب دینا تھا جو تحریک استحقاق انہوں نے پیش کی ہے۔ جس بات کا انہوں نے اپنی تحریک استحقاق میں ذکر نہیں کیا اس کا جواب میں کیسے دے سکتا ہوں۔ اس وجہ سے بھی یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر قانون کی یہ خواہش ہے کہ آپ اس ٹینڈر کی کاپی لگا کر نئے سرے سے تحریک استحقاق پیش کریں۔ اور اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اسے نئی پریکٹس میں ڈالنے کی بجائے اسے مؤخر کر دیں اور وزیر قانون مجھے سے تصدیق کر لیں کہ ٹینڈر دوبارہ ہوئے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے ایوان کے فلور پر پوری ذمہ داری سے کہا ہے کہ یہ ٹینڈر نہیں ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس تحریک استحقاق پر فیصلہ مؤخر کرتا ہوں۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور اور قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ آپس میں بیٹھ کر اس معاملے کو طے کر لیں۔

رانا اکرام ربانی: ٹھیک ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 17 ملک اقبال احمد خان لنگڑیال کی طرف سے ہے۔
ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کے پڑھنے سے پہلے ہی مجھے معلوم ہے کہ اس کا کیا حشر ہونا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو پڑھنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کر رہے۔
ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! اس سلسلے میں' میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں ہوتا یہ ہے کہ.....
جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے تو آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھیں اس کے بعد آپ کا مختصر بیان ہو گا۔ جو باتیں آپ نے کرنی ہیں اس میں کر لیں۔
ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میری تحریک استحقاق اس بات سے متعلق ہے کہ یہ جو ضلعی ترقیاتی مشاورتی بورڈ قائم کیے گئے ہیں ان میں میرے مقابلے میں شکست کھانے والے امیدوار کو نامزد کیا گیا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! پہلے آپ اپنی تحریک استحقاق پڑھ تو لیں روزانہ آپ قواعد و ضوابط کا حوالہ دیتے ہیں' لہٰذا اس کے مطابق پہلے آپ اسے پڑھیں اس کے بعد آپ کا مختصر بیان ہو گا پھر جو بات آپ نے کرنی ہے وہ کریں۔

ضلع ساہی وال کے احتسابی بورڈ کے لیے غیر نمائندہ شخص کی نامزدگی

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حال ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب صوبائی حکومت نے ضلعی ترقیاتی' مشاورتی بورڈ قائم کیے ہیں۔ ضلع ساہیوال کے احتسابی بورڈ کے لیے جن افراد کو نامزد کیا گیا ہے ان میں سعید احمد کا نام بھی شامل ہے۔ گزشتہ انتخابات میں سعید احمد آئی۔ جے آئی کے امیدوار کے طور پر حلقہ پی پی 184 ساہیوال میں میرے مقابلہ میں شکست کھا گئے تھے اور عوام نے انہیں مسترد کر دیا تھا۔ اب ان کی احتسابی کمیٹی میں نامزدگی نہ صرف حلقہ پی پی 184 کے

رائے دہندگان کی توہین ہے بلکہ میری نمائندہ حیثیت کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ کسی بھی مشاورتی بورڈ میں ان کی نامزدگی میرے حق نمائندگی میں رکاوٹ ڈالنے کی دانستہ کوشش ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور اس سلسلہ میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن (جناب عادل شریف گل): جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ تین روز پہلے بھی قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی صاحب نے اس قسم کی ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی اور وہ تحریک استحقاق رول آؤٹ کی گئی تھی۔ جناب والا! میں اس ضمن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضلعی مشاورتی بورڈ جو حکومت پنجاب نے تشکیل دیے ہیں' ابھی تک یہ تیاری کے مراحل میں ہیں ابھی اس پر مکمل فیصلہ نہ ہوا ہے۔ چونکہ اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ جب تک کسی چیز کا نوٹیفکیشن نہ ہو اس پر قطعی فیصلہ تسلیم نہیں کیا جانا چاہیے۔ لہٰذا میری یہ استدعا ہے کہ چونکہ اس پر ابھی فیصلہ نہیں ہوا' اس کا نوٹیفکیشن بھی نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ میرے دوست کا وہ حق جو آئین نے انہیں دیا ہے وہ بھی مجروح نہیں ہوا۔ اس لیے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو رول آؤٹ کیا جائے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن کم از کم یہ وعدہ کر لیں کہ ایسے افراد کو شامل نہیں کریں گے میں اس پر زور نہیں دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! اس سٹیج پر یہ وعدہ نہیں کیا جا سکتا۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! معاملہ تو یہیں پہ آنا ہے یہ اتنا ہی کہہ دیں اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ہمارے لیے بڑے محترم ہیں۔ ہم یقیناً" آپ پر پورا اعتماد کرتے ہیں۔ لیکن ہمیں آپ کی چیئر سے ایک شکوہ ضرور ہے کہ جب ہم پوائنٹ آف آرڈر پیش کرتے ہیں تو ہم آپ کے حکم کی تعمیل ایک منٹ میں کرتے ہیں۔ لیکن سرکاری بنچز آپ کے بار بار کہنے کے باوجود اپنی جو بات بھی کرنا چاہیں پانچ

منٹ کی بجائے دس منٹ تک کرتے جاتے ہیں اور آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ یہ تو تھی الگ بات لیکن اس معاملے میں آپ سے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اگر پھر تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے۔ اس وقت قائد ایوان بھی بیٹھے ہیں۔ اگر یہ اتنا کہہ دیں کہ یہ جو شکست خوردہ لوگ ہیں ان کو شامل نہیں کریں گے' وہاں کوئی اور آدمی نامزد کر دیں ہمیں کیا اعتراض ہے' کسی مسلم لیگی رکن کو شامل کر لیں۔ جن کو شامل کیا گیا ہے ان کی انکوئری ہو رہی ہے۔ اور جو ناپسندیدہ لوگ ہیں ان کو شامل کیا جا رہا ہے۔ یہ تو شکست خوردہ لوگ ہیں' اگر پورے پنجاب میں ان کی پارٹی کے دس گیارہ آدمی بد قسمتی سے ہار گئے ہیں' ہمارا مقدر ہی ہے کہ ہم ان کے جھرلو سے نکل گئے ہیں تو ان کو اگر شامل نہ کریں اور اتنا ہی کہہ دیں کہ ان کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ اس میں کون سی قیامت آ جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں ایک بات تو یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اپ نے شکوہ فرمایا ہے کہ اپوزیشن کے پوائنٹ آف آرڈر پہ کوئی توجہ نہیں دی جاتی اور حزب اقتدار کی طرف سے جب کوئی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جاتا ہے تو اس پر توجہ دی جاتی ہے۔ میں آپ کی اس بات کو جائز قرار نہیں دے سکتا اور اس کا واضح ثبوت آپ نے فوری طور پر پیش کیا ہے۔ کیونکہ آپ کی تحریک استحقاق پر یہ ہونا تھا کہ یا تو آپ اس کو واپس لے لیتے یا آپ کہتے میں اس پر زور نہیں دیتا۔ آپ نے اس پر اچھی خاصی تقریر کر دی۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ سپیکر کی طرف سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا۔ جہاں تک آپ کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے وضاحت کر دی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک رولنگ دو تین دن پہلے آ چکی ہے۔ چونکہ اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا۔ اور جس کا نوٹیفکیشن نہ ہو اس کے بارے میں تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ آپ یہ فرمائیں کہ آپ اس کو پریس کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میں نے عرض کیا کہ میں اس کو پریس نہیں کرتا لیکن اگر اتنا کہہ دیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب آپ نے واضح رولنگ دے دی ہے اس کے بعد کیا فاضل رکن تکرار کر سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنا فیصلہ فرمائیں کہ آپ اس کو پریس کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Point of order. sir, one of the Members of the opposition put a thing the time saying that they have not been given enough time. I thing the time and the privileges which have been given by this house to the oppposition are much out of proportion to the privileges and time given to any other opposition or over enjoyed by them. If you count the number of hours which they take and the time which has been given to them you will find that they have enjoyed these facilities much more than their due.

(Interruptions)

I am on a point of order. Please take your seat.

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! وہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ ان کو بات کر لینے دیں۔ میں نے پہلے گزارش کی تھی کہ آج ہمارے پاس وقت محدود ہے۔ اور کافی لوگ لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے والے ہیں۔ ایوان کا وقت ان باتوں میں ضائع نہ کیا جائے۔ خانزادہ صاحب آپ کی بات ہو گئی ہے یہ بات آپ کی درست تھی۔ ہم نے ہمیشہ اپوزیشن والوں کی قدر کی ہے اور آئندہ کے لیے بھی قدر کرتے رہیں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! خانزادہ صاحب' بڑے محترم اور اسمبلی کے پرانے ممبر ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے صورت حال کی misinterpretation کی ہے۔ جناب سپیکر! تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار کے لیے رولز میں پروویژن موجود ہے۔ اس کے لیے

وقت موجود ہے۔ اب اگر تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار صرف اپوزیشن کی طرف سے آئیں تو یہ ہم پر کوئی مہربانی نہیں کی گئی یہ ہمیں رولز کے مطابق حق ہے۔ میں صورت حال کی وضاحت کے لیے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ تحریک استحقاق پیش کرنے سے اور اس وقت میں سے اپنا حصہ لینے سے حزب اقتدار کے اراکین کو نہ روکا گیا ہے اور نہ آئندہ روکا جائے گا۔ خانزادہ صاحب اگر اس میں سے حصہ لینا چاہتے ہیں تو وہ ضرور تحریک استحقاق پیش کریں۔ صورت حال کی اس طرح interpretation کرنے کی ہم اجازت نہیں دیں گے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: When I say this, I am not talking about the adjournment or the privilege motions only....

جناب ڈپٹی سپیکر: خانزادہ صاحب' انگریزی میں بات کرنے سے پہلے سپیکر سے اجازت لیا کرتے ہیں۔

خانزادہ تاج محمد خان: رولز میں یہ نہیں ہے کہ آپ انگریزی میں بات کریں یا اردو میں کریں آپ چاہتے ہیں کہ آپ میری زبان بندی کرائیں تو میں ضرور آپ سے پوچھ لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موبل صاحب! اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں گے کہ ایسی بات رولز میں نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موبل: جناب والا! رولز کے مطابق صرف اردو میں بات کی جا سکتی ہے اگر کسی دوسری زبان میں بات کرنی ہو تو سپیکر سے اجازت لینی پڑتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ انگریزی میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

خانزادہ تاج محمد خان: اگر آپ انگریزی سے الرجک ہیں تو میں اردو میں بات کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کریں۔

خانزادہ تاج محمد خان: میں انگریزی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, leader of the opposition has said that since no adjournment or privilege motions are being allowed by the treasury benches, therefore, they are taking their time.

I am not referring to the adjourment or the privilege motions. If he refers to his budget speech, the leader of opposition will recollect that he took two days while speaking on the budget and mostly on irrelevant subjects. He should appreciate the fact that the consideration given to him by the leader of the house is far is excess to any consideration given to a single individual in this house.

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں گے؟ اب تحاریک التوائے کار کا وقفہ شروع ہوتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 26 جناب غلام سرور خان صاحب کی طرف سے ہے ان کی چھٹی آ چکی ہے۔ اس کے بعد نمبر 27 جناب رانا ثناء اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے۔

پولیس تشدد سے طالب علم کی ہلاکت

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی اشاعت مورخہ یکم جنوری 1991ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ گذشتہ روز ڈیرہ غازی خان میں پولیس نے میٹرک کے 17 سالہ طالب علم سجاد حسین شاہ ہلاک کر دیا جب کہ اس کے ساتھی شہزاد حسین کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس تھانہ سول لائن ہلاک ہونے والے طالب علم سجاد حسین کی لاش اور اس کے زخمی ساتھی شہزاد حسین کو لے کر فرار ہو گئی۔ تفصیلات کے مطابق متوفی سجاد حسین جو گورنمنٹ ہائی سکول شاہ صدر دین میں میٹرک کا طالب علم ہے گذشتہ رات اپنے دوست شہزاد کے ہمراہ فلم دیکھنے ڈیرہ غازی خان آیا اور وہ فلم دیکھنے کے بعد اپنے گھر واپس بستی ہوت جا رہے تھے کہ پل ڈاٹ والی کے قریب پولیس انہیں پکڑ کر تھانہ سول لائن لے آئی جہاں پولیس نے دونوں کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا۔ انہوں نے مقتول سجاد حسین شاہ کو الٹا لٹکا کر اتنا تشدد کیا کہ وہ پینے کے پانی کے

لیے سسکتا رہا لیکن اسے پولیس نے پانی نہیں دیا۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے یہ تحریک التوائے کار پڑھ دی ہے رولز کے مطابق آپ اپنی اس تحریک پر لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے دوران بحث کر سکتے ہیں میں متعلقہ منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کا جواب نہ دیں۔ جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو اس وقت رانا صاحب اس پر بحث کر سکتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر..... آج لاء اینڈ آرڈر کا دن ہے تو اسے پڑھنے کی بھی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ آپ کو تو یہ پہلے ہی kill کر دینی چاہیے تھی۔ اور یہ اناؤنس کر دینا چاہیے تھا کہ چونکہ جو رول 67- E ہے وہ اس پہ applicable ہے اس لیے میرے خیال میں اس کو پڑھنے کی بھی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 28 علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔

کامنہ ۔ بچر نہر میں شگاف پڑنے سے فصلوں کو نقصان اور مکانات کی تباہی

28 علی حسن رضا قاضی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والی ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور کی اشاعت مورخہ یکم جولائی 1991ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ کامنہ کے نواحی گاؤں حلوکی کے قریب کامنہ ۔ بچر نہر میں شگاف سے لاکھوں روپے کی فصلیں تباہ ہو گئیں اور نہر کا پانی حلوکی کے متعدد گھروں میں داخل ہو گیا۔ بتایا گیا ہے کہ گذشتہ رات موضع حلوکی کے لوگ گہری نیند سو رہے تھے کہ اچانک تیز پانی کا ریلا ان کے گھروں میں داخل ہو گیا جس سے مکانوں کو شدید نقصان پہنچا لوگوں نے رات جاگ کر پریشانی کے عالم میں گزاری۔ حلوکی کے گرد و نواح میں لاکھوں روپے مالیت کی فصلیں بھی تباہ ہوئی ہیں اور اب تک علاقہ میں مختلف جگہوں پر چار چار فٹ پانی کھڑا ہے۔ یونین کونسل حلوکی کے چیئرمین نے کہا ہے کہ اس سارے نقصان کی ذمہ داری محکمہ آبپاشی کے عملہ اور

افسران بالا پر عائد ہوتی ہے۔ کیونکہ محکمہ آبپاشی شہر کے کناروں پر مٹی ڈالنے کے لیے لاکھوں روپے کے ٹھیکے دیتا ہے جو افسران کی ملی بھگت سے ہضم کر لیے جاتے ہیں۔

ان کے مطابق گذشتہ کئی برسوں سے کاھنہ ۔ پھر نہر کے کنارے مٹی سے محروم ہیں جس سے کناروں میں جا بجا شگاف پڑ چکے ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب وزیر قانون: جناب والا! یہ تحریک التوائے کار روز نامہ "پاکستان" میں یکم جولائی کو ایک خبر چھپنے کی بنیاد پر دی گئی ہے۔ حقیقی صورت حال یہ ہے کہ آپ اسے فنی اعتبار سے بھی دیکھیں تو یہ مسئلہ recent occurrence کا نہیں ہے۔ یہ واقعہ یکم جولائی کو پیش آیا اور یہ اہمیت عامہ کا بھی نہیں ہے۔ اور ہمارے محکمے کی طرف سے جو حقائق سامنے لائے گئے ہیں ان کے مطابق اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ کسی غلط فہمی کی بنا پر اخبار میں خبر چھپی ہے۔ شگاف واقعی ہوا تھا۔ 4 جولائی کو معزز رکن نے یہ تحریک التوائے کار دی ہے۔ یکم جولائی کو اس شگاف کو پر کر دیا گیا تھا۔ اور اس شگاف کے نتیجے میں جو پانی نکلا تھا وہ ساتھ ہی ایک سیم نالہ تھا اس میں چلا گیا تھا۔ شگاف کے نتیجے میں نہ ہی فصلوں کو کوئی نقصان پہنچا اور نہ ہی پانی کسی گھر میں گیا ہے۔ ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے میں قاضی صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ان کی تسلی ہو جانی چاہیے اور میں توقع کرتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کریں گے۔ شکریہ۔

جناب علی حسن رضا قاضی: معزز وزیر قانون کی اس یقین دھانی پر کہ شگاف وغیرہ پر کر دیے گئے ہیں میں اپنی تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 32' چودھری اصغر علی گجر کی طرف سے ہے۔

جعلی اسناد کے اجراء کی تحقیقات

چودھری اصغر علی گجر: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے

مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 27 جون کے روزنامہ "پاکستان" کے مطابق محکمہ تعلیم سرگودھا میں جعلی سندیں فروخت کرنے کے سکینڈل کا انکشاف ہوا ہے۔ یہ معاملہ صرف سرگودھا ڈویژن تک محدود نہیں ہے بلکہ پورے ملک میں ایسے عناصر موجود ہیں جو برے کردار کے ساتھ اہم مناصب تک پہنچ گئے ہیں اور ان مناصب سے جعلی سندوں کے اجراء کی صورت میں ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں میں ایوان کو متوجہ کرتا ہوں کہ جس ملک میں تعلیمی اور فنی قابلیت کی سندات جعلی فروخت ہونے لگیں۔ وہ ملک اور علاقہ اپنے انحطاط کے آخری مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کو تباہ کرنے کے لیے دشمنوں کو اپنی افواج اور اپنے لشکر بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وہ قوم اپنے گھر کے دشمنوں کے ہاتھوں تباہ ہو جاتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ معزز ایوان پورے ملک میں اور بالخصوص پنجاب میں ایسا کاروبار کرنے والے مختلف گروہوں کی کارروائیوں کے انسداد کے لیے کوئی اقدام تجویز کرے۔ ایسے جرائم میں ملوث عناصر کو عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ اور سندات کے اجراء کے نظام کو مزید محفوظ بنایا جائے۔ سرگودھا کے اس مخصوص واقعہ کی تحقیقات کے لیے کچھ رسمی کارروائی ہوئی ہے وہ ناکافی سے اعلیٰ پیمانے پر اس کی تحقیقات کی جائے معاملہ قومی نقطۂ نظر سے اتنا اہم ہے کہ اسمبلی کی معمول کی کارروائی ملتوی کر کے اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔ سر اس تحریک میں بہت ساری غلطیاں ہیں جو لکھنے میں آئی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کو آئندہ بہتر طریقے سے ٹائپ کیا جائے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! معزز رکن نے جن سندات کی طرف نشاندہی کی ہے ہم نے اس کی پور تحقیق کی تھی اور تحقیق کرنے کے بعد صرف دو رزلٹ کارڈ جعلی اور بوگس پائے گئے تھے۔ جن میں ایک محمد نواز محمود جو کہ پی ٹی سی ٹیچر لگا تھا اور دوسرا ایک اور تھا تو ہم نے فوری طور پر یہ ثابت ہونے پر کہ یہ دونوں رزلٹ کارڈ بوگس ہیں ان دونوں کی تقرریاں منسوخ کر دی تھیں اور ان کے خلاف قانون کے مطابق پرچہ درج کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ میرا اپنا خیال ہے کہ وہ پرچہ درج ہو چکا ہو گا۔ اس کے علاوہ ہم نے باقاعدہ یہ ہدایات جاری کی ہوئی تھیں کہ اگر پی ٹی سی کے رزلٹ کارڈ کی بنیاد پر کوئی تقرری کی جائے۔ تو سب سے پہلے اس رزلٹ کارڈ کی verification کی جائے۔ جہاں تک ان کو یہ خدشہ ہے کہ یہ کوئی گروہ ہمارے تعلیمی نظام کو تباہ کرنے کے لیے کام کر رہا ہے تو اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ

ایسا نہیں ہے کوئی باقاعدہ گروپ نہیں ہے فی الوقت جو واقعات ہوئے ہیں ہم ان کا پورا تدارک کرتے ہیں۔ ہمارے محکمہ تعلیم میں ایک شعبہ ریکارڈ ہے جس کا کام جاری شدہ سرٹیفکیٹس کی تصدیق کرنا اور ان کی verification کرنا ہے۔

میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم یہ سندات بڑی تحقیق کے بعد اور بڑی ذمہ داری کے ساتھ جاری کرتے ہیں۔ جہاں تک جعلی سندات جاری کرنے کا تعلق ہے' جب بھی ہمیں کوئی ایسی اطلاع ملتی ہے تو ہم فوری طور پر اس کا نوٹس لیتے ہیں اور فوری طور پر تدارک کرتے ہیں۔ میری فاضل رکن سے استدعا ہے کہ وہ اپنی اس تحریک کو پریس نہ کریں۔ کیونکہ ہم نے اس کا پورے طور پر نوٹس لیا ہے اور جن لوگوں کو جعلی سندات کی بنیاد پر نوکری ملی تھی ان کی نوکری فوری طور پر کینسل کر دی گئی ہے اور آئندہ کے لیے ہم نے یہ ہدایات جاری کر دی ہیں کہ کسی قسم کی نوکری دینے سے پہلے سندات کی تصدیق کی جائے۔ تو میں فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک کو پریس نہ کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: میں ان کے نوٹس میں لانے کے لیے اپنی تحریک کے آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ گزشتہ تین چار سالہ ریکارڈ عمومی طور پر چیک کروا لیں تو بے شمار کیسز ان کے نوٹس میں آئیں گے۔ اس کے لیے اگر کوئی ٹیم مقرر کر دیں اور پنجاب بھر میں یہ سلسلہ موجود ہے اور بے شمار لوگ جعلی اسناد کے ساتھ سروس میں موجود ہیں۔ تو اگر عمومی طور پر یہ ایسا کر لیں تو بہتر ہو گا۔ میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

وزیر تعلیم: ہم نے اس سے پہلے 1-9-88 سے لے کر 30-6-91 تک کا سارا ریکارڈ پڑتال کر لیا ہے۔ آج سے تین سال بیشتر کا ریکارڈ تو ہم نے پڑتال کر لیا ہے۔ اگر یہ کہتے ہیں تو ہم ایک سال پہلے کا ریکارڈ بھی پڑتال کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ پریس نہیں کی گئی۔ چودھری صاحب' نمبر 33 بھی آپ ہی کی طرف سے ہے۔

کالج کے نام منسوب ادارے کا پی ٹی سی اور سی ٹی کے طلبہ کو اسناد جاری کرنے کا جھانسہ دے کر ہزاروں روپے بٹورنا

چودھری اصغر علی گجر: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے

والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے کچھ عرصہ قبل پی ٹی سی اور سی ٹی کے سرکاری اور پرائیویٹ امتحانات اور کلاسوں پر پابندی لگا دی۔ مگر اس پابندی کے باوجود متعدد پرائیوٹ تعلیمی ادارے بڑی دیدہ دلیری سے پی ٹی سی' سی ٹی وغیرہ کا امتحان دلوانے کا جھانسہ دے کر عوام سے ہزاروں روپے لوٹ رہے ہیں۔ حکومت کے اعلان کے بعد پرائیوٹ تعلیمی اداروں کی اس لوٹ مار کو روکنا اگر حکومت پنجاب کا کام نہیں تو اس کے لیے سندھ کے ڈاکو تو بہرحال نہیں منگوائے جا سکتے۔ لیہ شہر میں عرفان کالج کے نام سے ایک ادارے نے بیسیوں طلبہ و طالبات سے ہزاروں روپے بٹور لیے ہیں اور انہیں پی ٹی سی وغیرہ کی سندیں لا کر دینے کا جھانسہ دیا ہوا ہے۔ اس کالج نے اپنی حسب ضابطہ تشہیر میں کالج کی رجسٹریشن کا حوالہ بھی دے رکھا ہے۔ اس مبینہ فراڈ اور حکومت پنجاب کے فیصلوں کی تضحیک و استہزاد کے خلاف ایوان اسمبلی کی معمول کی کارروائی ملتوی کر کے بحث کرے۔ لہٰذا تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! مجھے ابھی اس تحریک التواء کا جواب موصل نہیں ہوا۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کو آئندہ ورکنگ ڈے تک کے لیے ملتوی کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! وزیر تعلیم صاحب یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اس کا جواب انہیں موصول نہیں ہوا۔ اسے ایک دو دن کے لیے ملتوی کر لیا جائے۔ ٹھیک ہے؟ اس کو پینڈنگ کیا جاتا ہے۔

(تحاریک التوائے کار نمبر 34 تا 39 میاں محمود احمد کی طرف سے تھیں لیکن میاں محمود احمد صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اس لیے dispose of تصور کی گئیں)

تحریک التوائے کار نمبر 40 جناب غلام سرور خان کی طرف سے ہے۔ 41 نمبر بھی جناب غلام سرور خان کی طرف سے ہے۔ 42 نمبر رانا اکرام ربانی اور ملک اقبال احمد خان لنگڑیال کی طرف سے ہے۔

سیالکوٹ کے غیر تربیت یافتہ اساتذہ کو تنخواہوں کی ادائیگی میں رکاوٹ

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے

ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت لاہور اشاعت مورخہ 10 جولائی 1991ء میں یہ اداریہ چھپا ہے کہ سیالکوٹ کے چند اساتذہ نے شکایت کی ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نے انہیں اکتوبر 1990ء میں بطور غیر تربیت یافتہ اساتذہ ایک مڈل سکول میں تعینات کیا تھا لیکن آج تک انہیں تنخواہ نہ ملی اور بلا تنخواہ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں مہنگائی کے اس دور میں جب تنخواہ داروں کا جینا محال ہو رہا ہے تو بلا تنخواہ کام کرنے والوں کا کیا حال ہو گا۔ ان اساتذہ نے سیکرٹری تعلیم کو بھی اس صورت حال سے آگاہ کر دیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ محکمہ تعلیم جلد از جلد ان اساتذہ کے واجبات ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔ جب ان اساتذہ کو تقرری نامہ جاری کر دیے گئے تو اب تنخواہ دینے میں کون سی رکاوٹ حائل ہے۔ عین ممکن ہے کہ ان اساتذہ کا غیر تربیت یافتہ ہونا قابل اعتراض ہو۔ لیکن اس اعتراض کی ذمہ داری تو اس افسر پر ہے جس نے انہیں بطور اساتذہ تعینات کیا تھا۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان اساتذہ کو جلد از جلد ان کے واجبات ادا کیے جائیں اور جن لوگوں نے ان کی تنخواہ روک رکھی ہے ان کی جواب طلبی کی جائے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف نے جس واقعے کی نشان دہی کی ہے اس کی صورت حال یوں ہے کہ فتح گڑھ پرائمری سکول کا درجہ بڑھا کر اسے مڈل سکول کا درجہ دیا گیا۔ ابھی اس کی انتظامی منظوری جاری کی گئی تھی۔ اس کے سٹاف کی تقرری کی باقاعدہ منظور نہیں ملی تھی کہ متعلقہ ڈی ای او نے غیرقانونی طریقے سے چند اساتذہ کی بھرتی کی۔ حالانکہ قانون کے مطابق ایک تو غیرتربیت یافتہ اساتذہ ویسے ہی بھرتی نہ ہو سکتے تھے۔ دوسرے جب تک حکومت کی طرف سے سٹاف کی منظوری نہ مل جائے اساتذہ کرام کی بھرتی بالکل نہیں ہوتی۔ اس بنا پر ہم متعلقہ ڈی ای او کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کر رہے ہیں اور وہ آج کل معطل بھی ہے۔ جس پوسٹ کی منظوری نہ ہوئی ہو اس کے لیے تنخواہ دینے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جو صاحبان لگے تھے انہیں بھی اس بات کا علم تھا کہ ان کی پوسٹ کی

منظوری نہیں ہوئی۔ لیکن انہوں نے ڈی ای او کے ساتھ ساز باز کر لی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اس قصور میں شامل تھے۔ جب انہیں اس بات کا علم تھا کہ ابھی سٹاف کی منظوری نہیں ملی' ڈی ای او پر انحصار کرتے ہوئے انہوں نے وہ تقرریاں کروائی ہیں اس لیے ہم قانون کے مطابق ڈی ای او کے خلاف proceed کر رہے ہیں۔ ان کو معطل بھی کیا ہوا ہے۔ لیکن جہاں تک سٹاف کی تنخواہ کا مسئلہ ہے یہ ایک لمبا procedure ہے۔ جب ہم کوئی سکول اپ گریڈ کرواتے ہیں تو سب سے پہلے سٹاف کی منظوری لیتے ہیں۔ اس کے بعد ہم باقاعدہ تنخواہ کے لیے اسامی کی تخلیق کے لیے محکمہ خزانہ کو فارورڈ کرتے ہیں۔ محکمہ خزانہ جب تک ان پوسٹوں کی منظوری نہیں دیتا ہم انہیں اپنے محکمہ تعلیم کی طرف سے تنخواہ ادا نہیں کر سکتے۔ چونکہ سٹاف کی منظوری ابھی تک محکمہ خزانہ نے نہیں دی' اس وجہ سے ہم سٹاف کو تنخواہ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ تو مجھے امید ہے کہ ان حقائق کی روشنی میں جناب قائد حزب اختلاف اپنی تحریک کو پریس نہیں کریں گے۔

رانا اکرام ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب والا! روزنامہ نوائے وقت کا یہ اداریہ ہے کہ ڈسٹرکٹ آفیسر نے جو بھی آرڈر کیے' جو بھی ایکشنز (actions) کیے وہ on the behalf of the government treat ہوتے ہیں اور پھر مختلف محکمہ جات میں یہ بھی پریکٹس رہی ہے کہ پوسٹ create کر کے اس کے against اسامیاں پر کر دی جاتی ہیں اور فنانس والوں کو لکھ کر بھجوا دیا جاتا ہے اور ان آرڈرز کی جو implementation ہوتی ہے وہ with retrospective effect ہو جاتی ہے۔ جناب سپیکر! جہاں تک وزیر تعلیم نے یہ فرمایا ہے کہ اگر اس نے بغیر محکمے کو اعتماد میں لیے یہ کام کیا ہے یا ان کے خلاف وہ proceed کر رہے ہیں۔ درست ہے' یہ ہونا چاہئے۔ میں appreciate کرتا ہوں۔ لیکن جو لوگ اس نے وہاں پر بطور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کے رکھے تھے اس سلسلے میں میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اس دور کے لحاظ سے جبکہ ویسے ہی انسان کے لیے مشکلات کا سامنا ہے تو یہ کوشش کریں کہ اب ٹیچر تو انہوں نے رکھنے ہی تھے اور وہ رکھ لیے تو یہ اس کو تھوڑا سا consider humanitarian grounds کریں۔ اور ان ٹیچرز کے لیے کوشش کریں کہ انہی کو رکھ لیا جائے۔ تو ان گزارشات کے بعد میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ چونکہ ہمارا یہ قانون ہے کہ ہم جب کسی سکول کو اپ گریڈ کرتے ہیں تو سب سے پہلے اس کی عمارت بناتے ہیں اور عمارت بننے کے بعد ہم پوسٹیں create کرتے ہیں۔ اور اگر کسی سکول کی عمارت بن رہی ہو تو عمارت بننے کے بعد پوسٹیں create ہوں گی اس کے بعد فنانس ڈیپارٹمنٹ اس کی منظوری دے گا۔ تو اس سلسلے میں جہاں تک ان کی یہ suggestions ہیں کہ آئندہ آنے والے وقت میں ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے تو میں حکومت کی پالیسی پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ہم غیرتربیت یافتہ ٹیچر کو بھرتی نہیں کرتے۔ اگر وہ ٹریننگ حاصل کر لیں تو ہم انہیں ترجیح دینے کو تیار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پریس نہیں کرتے؟

رانا اکرام ربانی: جی! میں پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب تحریک کو پریس نہیں کرتے۔ رانا صاحب تحریک التوا نمبر 43 بھی آپ کی طرف سے اور جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔

کرائمز کنٹرول کمیٹی کے قیام سے جانب داری اور سیاسی انتقام کی روش کا آغاز

جناب علی حسن قاضی: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی اشاعت مورخہ 10 جولائی 1991 میں یہ خبر چھپی ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب بھر میں سابق صدر ضیاء الحق کے دور میں بننے والی صلواۃ کمیٹیوں کے ارکان کو محلہ وار کرائم کنٹرول کمیٹیوں کا رکن بنا دیا گیا ہے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق اس سلسلہ میں گورنر پنجاب کی طرف سے باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے۔ حکومت نے ہر ضلع کی انتظامیہ کو ہدایت کی ہے کہ محلہ وار کرائم کنٹرول کمیٹیوں میں زیادہ سے زیادہ غیر سیاسی افراد کو شامل کیا جائے جن کو شامل کیا جائے جن کو مزید ذمہ داریاں بھی سونپی جا سکیں۔

ان اقدامات سے موجودہ حکومت کی ناعاقبت اندیشی کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ تاریخ کا

پہیہ پیچھے کی طرف چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو ناممکن ہے ان اقدامات سے ہر مرحلہ پر جانبداری اور سیاسی انتقام کی روش ظاہر ہوتی ہے۔ موجودہ صوبائی سربراہ جنہوں نے صرف اخبارات میں حضرت قائد اعظمؒ کا نام پڑھا ہے کے اصل کردار کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہر بات میں قائداعظمؒ اور تحریک پاکستان کا نام لینے والے کس طرح ان مقاصد اور ان تعلیمات کے برعکس اقدامات کر رہے ہیں۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ماشاء اللہ بہت سی تحاریک التوائے کار پیش کی گئی ہیں لیکن اس کا جواب ابھی تک مجھے موصول نہیں ہوا لہٰذا اسے next working day تک pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! اس کو پھر pending رکھتے ہیں۔

جناب علی حسن رضا قاضی: ٹھیک ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم کال اٹینشن نوٹس کو لیں گے۔ جی! رانا اکرام ربانی صاحب!

نوٹس برائے طلبی توجہ

اسلام پورہ لاہور میں 16 افراد کے بہیمانہ قتل کے سلسلہ میں پیش رفت اور حکومت کے اقدامات

رانا اکرام ربانی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) اسلام پورہ (لاہور) میں 16 افراد کے بہیمانہ قتل کا کوئی ملزم گرفتار ہوا ہے یا اس سلسلہ میں کوئی پیش رفت ہوئی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو تفتیش اس وقت کس مرحلہ میں ہے اور حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ جناب قائد ایوان!

جناب وزیر اعلیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب والا اسلام پورہ لاہور میں جو واقعہ پیش آیا جو واقعی پنجاب کی تاریخ کا ایک بڑا ہی اندوھناک واقعہ ہے اور اس میں میرے بھائی لیڈر آف دی اپوزیشن نے اس میں سولہ افراد کے قتل کی بات کی ہے۔ اس میں سولہ افراد نہیں بدقسمتی سے تیرہ افراد جاں بحق ہوئے اور بڑے بہیمانہ انداز سے قتل کیے گئے۔ وہ حکومت اس سلسلے میں اس واقعہ کے ملزمان کی گرفتاری کے لیے اپنے تمام ذرائع بروئے کار لائی ہے اور امکانی بات جو تفتیش کے دوران تفتیش افسران اور پولیس نے محسوس کی ہے وہ یہ دکھائی دیتا ہے کہ یا تو یہ دہشت گردی (terrorism) کا واقعہ ہے یا امکانی طور پر یہ ڈکیتی کی واردات ہو سکتی ہے' ذاتی دشمنی کی بات ہو سکتی ہے۔ یا آج کل جو اور تعصبیت کے واقعات ہیں شاید یہ وجہ ہو سکتی ہے۔ میں نے آئی جی پولیس کی سربراہی میں اس کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھ کر اس کے لیے ٹیمیں تشکیل دی تھیں۔ کیونکہ واقعہ فی الحقیقت جیسا کہ محترم قائد حزب اختلاف نے ارشاد فرمایا پنجاب کا یہ بڑا بہیمانہ اور اندوہ ناک واقعہ ہے۔ اس خاندان کے جو افراد خانہ بچے ان کے جو فیملی ممبر حسن اتفاق سے اس گھر میں نہیں تھے۔ وہ بچ گئے۔ ان سے بھی ہم نے یعنی پولیس نے مکمل طور پر رہ نمائی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور انہوں نے اس واقعہ کی تفتیش کے دوران کسی پر اپنے ذاتی شبہ کا اظہار نہیں فرمایا۔ ملزمان نے اس کے بعد ان کی گھر کی جو آہنی سیف ہے اسے بھی توڑنے کی کوشش کی جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن جب پولیس نے تفتیش کی کہ اس آہنی سیف میں کیا کچھ تھا تو معلوم ہوا کہ اس میں کچھ important documents تھے۔ اور ان ڈاکومینٹس کی پوری تفصیلات سربراہ اہل خانہ یعنی گھر کا جو فرد اعلیٰ ہے پولیس کو بتانے سے کچھ گریزاں ہے۔

اس پہلو پر بھی غور کیا گیا کہ اس انتہائی تشدد آمیز واقعہ کے بعد خاندان کے فرد اعلیٰ نے چند روز بعد ہی اپنے کاروبار کا آغاز کر لیا۔ تو یہ بھی ایک ایسا پہلو تھا جس پر توجہ دینے کی ضرورت تھی۔ پھر گھر کے فرد اعلیٰ کے ساتھ وہ مکان جس میں وہ رہ رہے تھے' جس میں یہ واقعہ ہوا اس کا جب جائزہ لیا گیا تو abnormally اس مکان کی تعمیر میں کافی حد تک کچھ محفوظ رکھنے کے تحفظات کیے تھے جو normally عام مکانوں کی تعمیر میں نہیں کیے جاتے۔ یہ

بات ظاہر کرتی ہے کہ آج کی تو نہیں جس وقت مکان کی تعمیر ہوئی تھی اس وقت کا یہ معاملہ ہے۔ اور یہ بات بھی پولیس کو ایک پہلو کی طرف لے جاتی تھی۔ گھر کے جو فرد اعلیٰ ہیں ان سے مزید تحقیقات کے بعد کئی زیب داستان باتیں بھی سامنے آئیں لیکن جب یہ بات ان سے کی گئی تو ان میں سے بیشتر باتیں حقیقت پر مبنی نہ تھیں۔ حکومت نے اس سلسلے میں اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لانے کی نہ صرف کوشش کی ہے بلکہ کوشش کر رہی ہے اور اس سلسلے میں ہم نے وفاقی انٹیلی جنس کی تمام جو ایجنسیاں ہیں' ان کی خدمات بھی حاصل کی ہوئی ہیں کیونکہ بادی النظر میں اس اندوھناک واقعہ کے چند ہی روز بعد پھر ایسا ہی ایک واقعہ شیخوپورہ میں بھی رونما ہوا اور وہاں بھی چھ معصوم جانوں کا ضیاع ہوا اور اس میں بھی کم و بیش ایسے محسوس ہوتا ہے کہ وہاں پر بھی ملزمان نے طریقہ واردات کچھ ایسا ہی اختیار کیا ہے۔ بظاہر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ terrorist اور دہشت گردی کے واقعات کا شاخسانہ ہے لیکن چونکہ ابھی تک پولیس اس بارے میں درست طور پر کوئی سراغ نہیں لگا سکی اس لیے حتمی طور پر کوئی بات کہنا میرے خیال میں نہ صرف قبل از وقت ہو گا بلکہ حقائق انصاف اور سچ تلاش کرنے کے تقاضوں کا بھی شاید ترجمان نہ ہو اور اس وقت تک اس تحقیق میں جو ابتدائی معلومات یا اب تک جو معلومات خدشے یا راستے ہمارے سامنے نکلے ہیں۔ میرے خیال میں جناب سپیکر! آپ اس بات سے اتفاق فرمائیں گے میرے فاضل اراکین اور خاص طور پر لیڈر آف دی اپوزیشن اس کی appreciate فرمائیں کہ اگرچہ ابھی حتمی طور پر وہ بات نہیں ہے اس کی تفصیلات کو تفصیل کے ساتھ پیش کرنا اس investigation کو کس منطقی نتیجے پر پہنچانے کی بجائے شاید وہ اس میں کچھ اور الجھاؤ کا باعث نہ بن جائے۔ اس میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق ہمارا خیال ہے کہ جب تک کہ وہ واضح نہ ہوں اس وقت تک سامنے نہ لائیں اگرچہ بہت زیادہ حتمی تو نہیں ہیں لیکن بہرحال ایسے زاویے سے حقائق نکلیں۔ اب تک جن لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا تھا ان کو پولیس نے تفتیش کے بعد فارغ کر دیا ہے۔ حکومت نے اس واقعہ کی شدت اور سنگینی کو سامنے رکھتے ہوئے عوام سے بھی یہ استدعا کی ہے کہ جو شخص اس سلسلے میں کوئی معلومات حکومت کو فراہم کرے گا اسے 20 لاکھ روپے کا انعام دیا جائے گا تاکہ ایسے گھناؤنے جرائم کرنے والے لوگوں کو نہ صرف سامنے لایا جائے بلکہ

ان کو قرار واقعی سزا بھی دی جا سکے۔ میں اس بات کا اعتراف کروں گا کہ اس وقت تک یہ جو سنگین واقعہ ہوا ہے یہ ابھی اپنی حتمی investigation پر نہیں پہنچا۔ یہ بالکل ایک blind قتل تھا۔ اور جو شیخوپورہ میں ہوا وہ بھی بالکل ایک blind قتل تھا۔ لیکن حکومت اس معاملے میں عوام کی ہر مکتبہ فکر کی اور اپوزیشن کی بھرپور رہ نمائی اور ان کے تعاون کی طلب گار ہے اور ہم چاہیں گے کہ اس سلسلے میں جو بھی ہماری امداد کی جا سکتی ہے اس کے لیے حکومت اور میں خود ذاتی طور پر اپنے ہر اس بھائی کا شکر گزار ہوں گا جو اس واقعہ کے حقائق کو سامنے لانے کے لیے ہماری رہ نمائی کرے گا۔ میں اس پر تقریباً" ہر ہفتے یا دوسرے ہفتے پولیس کے سینیئر احباب سے میٹنگ کرتا ہوں اور ان سے اس کی پیش رفت دریافت کرتا ہوں۔ یہی نہیں بلکہ شیخوپورہ والا مسئلہ بھی اس میں شامل ہے۔ اور اس میں اب تک جو خد و خال ہمارے سامنے آئے ہیں اگرچہ وہ محدود قسم کے ہیں لیکن جو استدعا میں نے کی ہے کہ ان کو تفصیلات میں لانا شاید مفید نہ ہو۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اسلام پورہ کا کیس یا شیخوپورہ کا کیس اور اس میں جن بے گناہ جانوں کو جس بے رحمی کے ساتھ ہلاک کیا گیا ہے اس میں انشاء اللہ حکومت نہ صرف کوئی کوتاہی نہیں کرے گی بلکہ ملزمان کے ساتھ کسی قسم کی رو رعایت کا تصور بھی اپنے ذہن میں نہیں لائے گی لیکن بظاہر یہ خیال دکھائی دیتا ہے کہ یہ terrorist activities اور دہشت گردی کی سرگرمیوں کا کارنامہ ہے اور بدقسمتی سے اس وقت ملک اور اس کے گرد و پیش میں خاص طور پر افغانستان' وادی کشمیر اور مشرقی پنجاب کی جو صورت حال ہے اس سے نمٹنے کے لیے متعلقہ حکومتیں ان کو اس پس منظر میں دیکھنے کی بجائے پاکستان پر بے جا غلط الزام تراشی کرتی رہتی ہیں اور ان کی جو خفیہ ایجنسیاں ہیں وہ پاکستان میں terrorist سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور حال ہی میں ایک انڈین دہشت گرد (terrorist) گوجر خان سے دھماکہ خیز مواد کے ساتھ موقع پر پکڑا گیا اور اس میں بھی عوام ہی نے خاص طور پر خدمات سرانجام دی ہیں ان کی حوصلہ افزائی کے لیے میں نے ان تمام غریب چھابڑی والوں کو اور فروٹ والوں کو جنہوں نے اس انڈین ایجنٹ کو پکڑنے میں خدمات سرانجام ہی نہیں دیں بلکہ انہوں نے اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کا پیچھا کیا اور اس کو پکڑا۔ میں نے ان کو مالی انعامات بھی دیے

ہیں تاکہ اس قسم کے واقعات کی عوام کی طرف سے حوصلہ افزائی ہو۔

جناب سپیکر! میں یہ بات لیڈر آف اپوزیشن اور تمام احباب کی خدمت میں بھی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بلاشبہ امن و امان کا مسئلہ حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن جب تک اس میں عوام اور تمام حلقے شامل نہیں ہوں گے اس وقت تک ہم ان مقاصد کو حاصل نہیں کر سکیں گے جو کہ آپ کے میرے اور ایک عام شہری کے ذہن میں ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سلسلے میں مجھے حزب اختلاف کا اور قائد حزب اختلاف کا تعاون حاصل ہو گا تاکہ ہم ان تمام چوروں کو ننگا کریں اور قانون کے مطابق انہیں قرار واقعی سزا دیں۔ شکریہ۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر.....

جناب ڈپٹی سپیکر: میں جناب قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اس لیے آپ ذرا اختصار سے بیان کیجیے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! مجھے قائد ایوان کی اس بات سے اتفاق ہے کہ تفتیش کے کچھ پہلو اگر اس قسم کے ہیں کہ ان کو پبلک کرنے سے تفتیش شاید اس طور پر جاری نہ رہ سکے جس طور پر ہونی چاہیے لیکن میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعظم پاکستان نے اس سلسلے میں 72 گھنٹے کا نوٹس دیا تھا۔ جب چیف ایگزیکٹو کی طرف سے اس قسم کا نوٹس دے دیا جائے تو اس سے عام طور پر عوام میں یہ تاثر ہوتا ہے کہ شاید پولیس کو کچھ سراغ مل گئے ہیں اور اس عرصے میں یہ مقصد پورا کر لیا جائے گا اور اس کے بعد وفاقی وزیر قانون (امیر حسین شاہ صاحب) کا بھی ایک بیان آیا تھا کہ اس کے سراغ مل گئے ہیں اور سکھر سے یا کہاں سے ان ملزمان کی گرفتاری بہت جلد متوقع ہے۔ کیا ایوان کو بتانے کے ساتھ ساتھ قائد ایوان اس سلسلے میں بھی کچھ فرمائیں گے کہ حکومت کے ذمہ دار افراد کی طرف سے اس قسم کے بیانات سے کوئی رکاوٹ پڑتی ہے یا مدد ملتی ہے۔

جناب وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کی یہ بات درست ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے یہ بات آئی تھی کہ ملزمان کو72 گھنٹے یا اتنے وقت میں گرفتار کیا جائے اور وزیر اعظم صاحب کی طرف سے یہ اعلان بذات خود ان کا اس معاملے کی سنگینی اور اس میں ان کی گہری دلچسپی کا آئینہ دار ہے اور اس معاملے میں ان کی نیت اور خواہش یہ تھی کہ ان کو پکڑا

جائے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ اس وقت کچھ خاکے ہمارے سامنے آئے تھے جن سے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ یہ جو سنگین واقعات ہوئے ہیں ان کے ملزمان سے جو ہمیں سراغ ملا تھا اس میں پکڑے گئے ہیں ہم نے ہی نہیں بلکہ صوبائی اور سنٹرل ایجنسیوں نے اس پہلو کی مکمل طور پر چھان بین کی تھی اور ہم اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ وہ سراغ ہمیں ملا ہے اس کا اس واردات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں لہٰذا جہاں صحیح ملزمان کو پکڑنا اشد ضروری ہے اس کی بجا طور پر حکومت اور پولیس پر ذمہ داری ہے وہاں یہ بھی اتنا ہی ضروری ہے کہ جذبات میں آ کر محض نمبر بنانے کے لیے یا عوام کو مطمئن کرنے کے لیے ہم بے گناہ قسم کے لوگوں کو اس میں ملوث کر کے اپنی کارروائی کو پورا نہ کریں اس لحاظ سے ہمیں وہ ایک سراغ ملا تھا لیکن اس سراغ کی تفتیش کے نتیجے میں ثابت ہوا کہ اس سراغ کا اس واردات سے کوئی تعلق نہ ہے لہٰذا تفتیش کے بعد ان کو اس سے فارغ کیا گیا اور انشاء اللہ ہم اس سلسلے میں کوشش کریں گے کہ یہ جو داغ ہے یہ پنجاب کی انتظامیہ پر ہی نہیں بلکہ ہم پر ہے لہٰذا ہم اسے دور کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سلسلے میں اپوزیشن کی رہ نمائی بھی مجھے حاصل رہے گی۔ شکریہ۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر: کل اٹینشن نوٹس کا اب وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم امن عامہ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ آج امن عامہ پر بحث کا آغاز جناب قائد حزب اختلاف فرمائیں گے میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔

رانا اکرام ربانی: (قائد حزب اختلاف) جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایک ایسے اہم موضوع پر اظہار خیال کے لیے وقت عنایت فرمایا ہے۔ امن عامہ پر بحث کرتے ہوئے کل کچھ اراکین نے اظہار خیال کیا تھا مناسب ہوتا کہ اگر وہ بھی آج یہاں موجود ہوتے۔ سب سے پہلے حزب اقتدار کے میرے ایک دوست نے یہاں تقریر شروع کی وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر میرے بائیں جانب تشریف لائے یہاں پر انہوں نے اپنی تقریر تیار کی اس کے بعد وہ اپنی سیٹ پر گئے لیکن پورا وقت پنجاب اسمبلی میں تقریر فرماتے ہوئے پنجاب میں

امن و امان کے مسئلے پر بحث کرنے کی بجائے اپنا سارا وقت کراچی میں گزار دیا۔ اس کے بعد میرے ایک اور دوست یہاں تشریف لائے انہوں نے بھی بڑی زور دار تقریر کی اور امن و امان کے مسئلے پر تقریر کرتے ہوئے انہوں نے وزیر اعظم اور شریعت بل کو ایک بہت بڑی achievement قرار دیا۔ جناب والا! میرے پاس آج کی "جنگ" اخبار ہے اس میں جماعت اسلامی کے سابق امیر محترم میاں طفیل محمد کا یہ فرمان چھپا ہوا ہے کہ شریعت بل کی منظوری وہ جرم ہے جو رنجیت سنگھ نے بھی نہیں کیا تھا انگریز تو درکنار ہندوؤں کو بھی آج تک مسلمانوں کے ساتھ اس طرح کا مذاق کرنے کی ہمت نہیں ہوئی انہوں نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ اس جرم میں ایوان صدر' پارلیمنٹ ہاؤس اور وزیر اعظم ہاؤس غرق کیوں نہیں ہو گئے ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب کیوں نازل نہیں ہوا۔ جناب سپیکر! یہ ایک ایسی شخصیت کے ریمارکس ہیں جن کا پی۔ ڈی۔ اے سے یا آج کی حزب اختلاف سے کوئی تعلق نہیں۔ جناب سپیکر! میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ جس چیز میں کسی کا نام آئے وہ میں یہاں پر ریفر نہ کروں اور آج بھی میں کوشش کروں گا کہ ان کو ریفر نہ کروں۔

جناب سپیکر! حزب اقتدار کے میرے بھائیوں نے اس ایوان میں کہا ہے کہ امن و امان بالکل ٹھیک ٹھاک ہے اور حزب اختلاف والے خواہ مخواہ اعتراض کرتے رہتے ہیں اور اگر کسی جگہ پر کوئی گڑبڑ ہے بھی تو یہ تخریب کاری ہے اور یہ امن و امان کا مسئلہ حزب اختلاف کی طرف سے جان بوجھ کر پیدا کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! ایک اور خبر ہے' ہرنس پورہ میں تین سگے بھائی قتل ہو گئے جناب والا! یہ کل کا واقعہ ہے اور مقتولوں کے خاندان نے پنجاب اسمبلی کے دو ارکان کو ذمہ دار قرار دے دیا ہے جناب والا! میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن بہتر ہوتا کہ اگر وہ یہاں پر موجود ہوتے مگر میں یہ توقع ضرور کروں گا کہ امن عامہ پر بحث کو سمیٹتے ہوئے ان معززین کے بارے میں وضاحت کی جائے گی جن کے نام ان واقعات میں آئے ہیں گو کہ ان کا تعلق حزب اختلاف سے نہیں ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک امن و امان کی صورت حال کا تعلق ہے معزز وزیر قانون نے اس بات پر بڑا کریڈٹ لینے کی کوشش کی تھی کہ جی انہوں نے بڑی مہربانی فرمائی ہے کہ اس کو انہوں نے سرکاری طور پر ایجنڈے میں رکھا ہے لیکن جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش

کروں گا کہ لاء اینڈ آرڈر کو ایجنڈے پر رکھنے سے آپ کے علم میں یہ بات آئی ہو گی کہ ہماری کم از کم سو تحاریک التوائے کار اس سے متاثر ہوئی ہیں امن و امان کا مسئلہ اگر ایجنڈے پر نہ بھی ہوتا یہ پھر بھی بار بار اس ایوان میں ڈسکس ہوتا تھا۔ اور یہ ہماری ان تحاریک التوائے کار پر ہوتا تھا۔

جناب سپیکر! میرے پاس کچھ حقائق موجود ہیں جو پنجاب حکومت کے مختلف محکموں کی اپنی سروے رپورٹس ہیں جن میں ہر جرم کی increase کی طرف tendency ہے۔ جبکہ ماضی میں بھی اور آج بھی اس حکومت کا اس پارٹی کا اور اسی ذہن کا تسلسل ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا کہ جمہوریت کا نام لینا اور جمہوریت کے موضوع پر تقریریں کرنا بڑا آسان کام ہے اور یہ کام بڑی آسانی سے کیا جا سکتا ہے لیکن جناب سپیکر! جمہوریت ایک ذہن کا نام ہے اور ایک سوچ کا نام ہے اور اس ذہن اور اس سوچ کے تحت کیے جانے والے اقدامات کا نام ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ محض لفاظی کے ذریعے بیانوں کے ذریعے جمہوریت کی بڑی خدمت کی جاتی ہے لیکن اقدامات اس کے بالکل برعکس ہو رہے ہیں ہر وہ چیز جس کے لیے اتنی بلند حوصلگی ہونی چاہئے کہ انسان اپنی ذمہ داریوں کو قبول کرتے ہوئے اعتراف کرے اور appreciate کرے کہ صورت حال کی بہتری کے لیے اپوزیشن کی طرف سے کون سی تجاویز آئی ہیں۔ یہ نارکوٹکس کے بارے میں میرے پاس ایک سرکاری رپورٹ ہے جو 1986ء سے 1991 تک ہے میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

اوپیم کلو گرام میں

1986ء میں 603.41 اور آج 2322.91 کلو گرام تک پہنچ گئی ہے۔

اسی طرح سے ہیروئن سال 1986ء میں 1091 اور آج 2333 کلو گرام تک پہنچ گئی ہے چرس میں ہیروئن کی وجہ سے تھوڑی سے کمی ہوئی ہے۔ اس کا کریڈیٹ بھی اگر حکومت لینا چاہے کہ ہم نے چونکہ ہیروئن میں اضافہ کر دیا ہے اس لیے چرس میں کمی ہو گئی ہے۔ اسی طرح سے liquor in bottles 25 ہزار تھی اور آجکل 47777 تک پہنچ گئی ہے یہ اعداد و شمار پنجاب گورنمنٹ کے اپنے ہیں جو ان کی کیبنٹ میٹنگ میں اور ان کے کمشن میں زیر بحث

آئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی میں ایک اور رپورٹ کا بھی ذکر کروں گا اور اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت بھی چاہوں گا کہ جہاں جہاں مجھے اس رپورٹ کو پڑھنے کی ضرورت ہو پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ جہاں جہاں پر یہ رپورٹ انگریزی زبان میں درج ہے وہاں پر انگریزی زبان کا سہارا لینے کی اجازت دی جائے۔

The Punjab cabinet during its meeting expressed concern on the rising rate of criminal cases in the Province.

مجھے خوشی ہوتی اگر وہ صاحب یہاں پر موجود ہوتے جنہوں نے کل اپنی اس کابینہ کے برعکس یہاں پر یہ فرمایا تھا کہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال بالکل درست ہے۔

جناب سپیکر! امن عامہ ایک ایسا مسئلہ ہے جن کو خود قانون کا احترام ہو' جو خود قانونی ضابطے پورے کرتے ہوئے ایوان اقتدار تک پہنچے ہوں ان کو تو اس کا احساس ہو گا۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ بظاہر جو صورت حال ہے اس کے مطابق پنجاب جو امن و امان کے لحاظ سے کبھی امن کا گہوارہ ہوتا تھا اور ہم اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتے تھے۔ لیکن اب تو قتل و غارت' ڈکیتی اغوا اور درندگی کے واقعات روز مرہ کا معمول بن گئے ہیں۔ جناب سپیکر! میں ان واقعات کو بھی دھرانا چاہوں گا جو ہم نے یہاں پر تحریک التوائے کار میں پیش کیے تھے اور اس بارے میں آپ نے بھی اور معزز وزیر قانون نے بھی فرمایا تھا کہ چونکہ امن عامہ پر عام بحث ہو گی تو اس میں یہ ساری باتیں آپ دھرا سکتے ہیں اور انہوں نے یہ وعدہ بھی فرمایا تھا کہ اختتامی تقریر کرتے ہوئے ان سارے واقعات کے حوالے سے بھی کچھ نہ کچھ کہا جائے گا۔ جناب والا! 16 جولائی کو اخبارات میں یہ بات آئی کہ صوبائی دارالحکومت میں گلبرگ کے مین بلیو وارڈ پر مسلح ڈاکوؤں نے فائرنگ کی اور حبیب بنک کی کیش وین سے صرف آدھے منٹ میں 21 لاکھ روپے لوٹ لیے گئے۔ جناب سپیکر! یہ کسی ایسی جگہ کی واردات نہیں ہے جہاں پر ٹریفک نہ ہو' جہاں پر لوگ نہ ہوں بلکہ ایک بڑی سڑک کے اوپر وین لوٹی جاتی ہے اور اس کے بعد بھی یہ کہا جاتا ہے کہ امن و امان کی صورت حال اتنی خراب نہیں ہے۔ جناب سپیکر! ایک تو مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کتنی صورت حال خراب ہو گی کہ یہ کہیں گے کہ واقعی امن عامہ کی صورت حال خراب ہے؟ لبرٹی مارکیٹ کا ایک دکاندار رکشہ پر ملبوسات کے

دو بنڈل لے کر جا رہا تھا اسے راستے میں روک کر اسے پریشان کیا گیا۔ میں جلدی جلدی مختصر حوالے ضرور دینا چاہوں گا۔ یہ بھی ایک مہم چلائی گئی تھی کہ جن کے پاس بغیر لائسنس کے ریوالور ہیں یا کوئی اور اسلحہ ہے اس کو جمع کروا دیں اس کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ تھانہ ٹیکسلا کے ایک اے۔ ایس۔ آئی نے ایسے ہی ایک شخص کی چھتر پریڈ بھی کی اور ناجائز اسلحہ ایکٹ کے تحت اس کا چالان بھی کر دیا گیا۔ روزنامہ "جنگ" 12 جولائی ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں کئی بے گناہ افراد جو پولیس کارروائی کا شکار ہو کر جیل پہنچ گئے اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں۔ گلبرگ تھرڈ میں مشینری کے درآمد کنندہ گھر ڈاکہ۔ ڈاکو 63 ہزار روپے نقد لے گئے۔ مخدوم آباد گرین ٹاؤن میں ڈکیتی کی واردات تین نامعلوم مسلح افراد میاں بیوی کو مارنے کے بعد پچاس ہزار روپیہ لے کر غائب ہو گئے۔ ملتان روڈ پر اقبال ٹاؤن میں میجر خضر کے اہل خانہ کو جان سے مار دینے کی دھمکی؟ گوجرانوالہ کے بارونق علاقہ پیپلز کالونی کی سپر مارکیٹ میں گوجرانوالہ کے معروف تاجر ملک محمد منشاء کو جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر ساٹھ ہزار روپیہ چھین لیا۔ اس کے علاوہ پھر ہماری ایک تحریک التوائے کار اسلام پورہ کے حوالے سے تھی۔ شیخوپورہ کے حوالے سے بھی ایک تحریک التوائے کار تھی۔ یہ ایک آئی۔ جے۔ آئی کے رکن اسمبلی ہیں اس معزز ایوان کے بھی رکن ہیں جن کا نام حافظ سلمان بٹ صاحب ہے۔ انہوں نے بھی ایک اخباری بیان میں کہا ہے کہ انتظامیہ کو لاقانونیت اور بد امنی سے نہ روکا گیا تو ملک کی سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی۔ یعنی انتظامیہ کو لاقانونیت اور بدامنی سے روکا جائے؟ لالہ موسیٰ کے قریب سات افراد کو قتل کر دیا گیا۔ یہ لوگ انسداد دہشت گردی کی عدالت میں گواہی کی خاطر بذریعہ بس جانے والے تھے۔ جناب والا! یہ سارے واقعات جن کا میں نے حوالہ دیا ہے یہ اس ترمیم کے پاس ہونے کے بعد ہوئے ہیں جس کے بارے میں کل بھی یہاں پر یہ فرمایا گیا کہ یہ ایک حکومت کا بڑا کارنامہ ہے امن و امان کی صورت حال کو خراب ہونے سے روکنے کے لیے یہ ترمیم کی گئی ہے۔ پھر اس کے علاوہ رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ایک تحریک التوائے کار تھی جس میں جون کا ایک واقعہ ہے جس کی حقیقت کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا اے۔ ایس۔ آئی اور اس کے جو ساتھی تھے وہ ابھی تک مفرور ہیں۔ اب پتا نہیں انہیں "را" کے کھاتے میں ڈالا جائے گا یا "خلا" کے کھاتے میں ڈالا جائے

جناب سپیکر! میں نے یہ جلدی جلدی میں تھوڑے سے واقعات دہرانے کی کوشش کی ہے جن کے حوالے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ پنجاب کی انتظامیہ اپنے فرائض احسن طریقے سے ادا نہیں کر رہی اور پنجاب کا عام شہری غیر مطمئن ہے۔ ایک واقعہ جس کو میں یہاں پر دہرانا چاہوں گا 12 جولائی 1991ء ماڈل ٹاؤن میں وزیر اعظم نواز شریف کی ذاتی رہائش گاہ کے نزدیک دن دیہاڑے ڈاکوؤں نے نیشنل بنک آف پاکستان کے زونل آفس کے سیکورٹی گارڈ کو اندھا دھند فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا۔ کرائمز کنٹرول کمیٹی کے چیئرمین بھی اتفاق سے اتفاق کے مالک اور وزیر اعظم پاکستان کے بھائی میاں شہباز شریف بھی وہیں رہائش پذیر ہیں اور یہ محاورہ غالباً" ایسے ہی حالات کے لیے کہا گیا ہے کہ چراغ تلے اندھیرا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ ایک اور اخبار کی خبر ہے کہ شاہدرہ موڑ پر بس میں بم دھماکہ کی اطلاع دینے پر وہاں پر موجود ٹریفک سارجنٹ اپنی موٹر سائیکل چھوڑ کر بھاگ گیا؟ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ 1985ء سے سفارش پر' رشوت کے ذریعے لوگ ان ملازمتوں تک پہنچے ہیں اور ان کے نزدیک مقصد صرف اور صرف پیسہ بنانا ہوتا ہے۔ سفارشی بھرتی اور عوامی خدمت کے جذبے کے احساس سے محروم یہ لوگ عوام کی خدمت نہیں کر سکتے۔ پھر گوجرانوالہ میں آئی جے آئی کے ایک بڑے لیڈر نے گوجرانوالہ میں ڈکیتیوں کی مسلسل بڑھتی ہوئی وارداتوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امن و امان کی صورت حال کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ گھروں میں' باہر غرض یہ کہ کسی جگہ بھی کوئی شخص محفوظ نہیں ہے۔ اور قانون صرف پر امن اور شریف شہریوں کے لیے رہ گیا ہے۔ یہ آئی جے آئی گوجرانوالہ کے ایک لیڈر کی پریس کانفرنس تھی۔ شیخوپورہ شرق پور روڈ پر مراد کلاں کے قریب واپڈا کے زیر تعمیر گرڈ سٹیشن پر کام کرنے والے 200 مزدوروں سے چھ مسلح ڈاکوؤں نے اسلحہ دکھا کر ایک لاکھ روپیہ لوٹ لیا۔ یہ واردات پانچ گھنٹے جاری رہی۔ محنت کشوں کے ٹھیکیدار نے بتایا کہ ڈاکو پولیس کی گاڑی میں سوار ہو کر آئے تھے۔ جائے واردات سے گولیوں کے چھ خول بھی برآمد ہوئے۔ اس میں سے ایک گولی پولیس رائفل کی ہے جس پر 709 نمبر لکھا ہوا ہے۔ جب اخباری نمائندے وہاں پر گئے تو وہاں پر موجود ایک اے ایس آئی نے کہا کہ خبر نہ

لگانا ڈکیتی نہیں ہوئی۔ اگر خبر لگانی بھی ہے تو لکھ دینا مزدوروں کی آپس میں لڑائی ہوئی تھی۔ یہ ایک روزنامہ "Nation" لاہور کی خبر ہے کہ آئی جے آئی سے تعلق رکھنے والے ایک معزز رکن وزیر علی بھٹی صاحب نے پریس کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پولیس کا موجودہ نظام اور یہ محکمہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں بری طرح ناکام ہو رہا ہے بلکہ پولیس سنگین جرائم میں خود بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث ہے۔

جناب سپیکر! علی بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں ایک قبرستان ہے۔ اس خبر کے مطابق ٹرالیوں' کاروں اور پجارو کاڑیوں پر سوار افراد نے قبرستان کی زمین پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں ہماری قابل احترام عدلیہ کے ریمارکس ہیں وہ میں یہاں پہ پڑھنا چاہوں گا۔ میں یہ ساری exercise اس لیے کر رہا ہوں کہ کل کی تقریروں میں بھی یہ بات کہی گئی کہ پنجاب میں سب اچھا ہے اور اگر کسی جگہ یہ خرابی ہے تو اس لیے ہے کہ حزب اختلاف کے لوگ اس حکومت کو ناکام کرنے کے لیے دہشت گردی کی کارروائیاں کر رہے ہیں۔ جناب والا! جن معزز شخصیات کا میں نے حوالہ دیا ہے' ان میں آئی جے آئی کے' مسلم لیگ کے' جماعت اسلامی کے اور آئی جے آئی کی اپنی component parties کے لوگوں کے یہ ریمارکس ہیں۔ جنہوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ پنجاب میں کسی شخص کی جان مال اور عزت محفوظ نہیں ہے۔ ٹرینوں پہ ڈاکے' سڑک پر راہ چلتے لوگ' کسی جگہ پر بھی کوئی شخص محفوظ نہیں ہے۔ اور یہاں ایوان کے اندر بھی اور باہر بھی قائد اعظمؒ کے خودساختہ ارشادات سنوا دیے جاتے ہیں۔ انہوں نے بہت کچھ کہا ہے۔ جمہوریت کے لیے' جمہوری نظام کے لیے' حزب اختلاف کے لیے لوگوں کو ساتھ ملا کر چلنے کے لیے' اپنی ذمہ داریوں کے حلیے اور اپنی ذمہ داریوں پر پورا نہ اتر سکیں تو اس کے لیے بھی انہوں نے اقدامات بتائے ہیں۔ بجٹ کے موقع پر بھی بجٹ کے بعد بھی' لاء اینڈ آرڈر کے موقع پر بھی' جناب والا! یہ سارے ارشادات پتا نہیں کہاں پر ڈال دیے گئے ہیں۔ لاہور ہائیکورٹ میں مسٹر جسٹس خواجہ خالد پال' مسٹر جسٹس عبدالمجید ٹوانہ صاحب' نے میانوالی کے کسی حوالے سے کہا ہے کہ عدلیہ میں بھی ذمہ داری پوری نہیں کی گئی۔ ایس پی میانوالی نے بھی سول عدالت کو اس بات کا جواب نہیں دیا۔ ڈی ایس پی نے عدالت کا مقدمہ خارج کر

کے الٹا عدالت کے کلرک کے خلاف کارروائی کی سفارش کی۔ لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس میاں محبوب احمد کے ریمارکس ہیں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ' ایس پی اور ڈی ایس پی میانوالی اور میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش کی تھی کہ انتظامیہ کی اور پنجاب حکومت کی غیر ذمہ داری کی اور نااہلیت کی اس سے بڑی اور کیا مثال دی جا سکتی ہے اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ بے شمار واقعات پر معزز عدالت عالیہ کو suo moto ایکشن لینا پڑا ہے۔ اور اس کے باوجود جو امن و امان کی صورت حال ہے وہ وہیں پر ہے اس طرح کل کی اخبار میں' جناب سپیکر! میں نے اس لیے یہ پریس کٹنگ رکھی تھیں اور جسٹس ایس ایم زبیر کی طرف سے کل ہی یہ ریمارکس آئے ہیں کہ لوگ پولیس سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ بدعنوان پولیس اہلکاروں کے خلاف کارروائی سے بھی گریز کرتے ہیں۔ اور بعض لوگوں کا یہ طرز عمل پورے محکمہ کی بدنامی کا سبب ہے۔ جناب سپیکر! ایک دو تحاریک استحقاق پر بھی یہاں پر فرمایا گیا تھا کہ درخواست دھندہ نے درخواست ہی واپس لے لی ہے۔ جناب والا! جس وقت تشدد ہو تو لوگوں کو تو اپنی ولدیت بھول جاتی ہے۔ اس کو اتنا ہوش کہاں رہے گا کہ وہ اپنی درخواست کی پیروی کرے۔

جناب والا! صورت حال کے بارے میں خبروں کے علاوہ اخبارات کے اداریے ہیں۔ جناب والا! جیسے کہ آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ جس وقت کوئی واقعہ یا واقعات کی ایک رو عوام میں بے چینی کا باعث بنتی ہے تو اس وقت اخباروں میں اس بارے میں اداریے لکھے جاتے ہیں۔ یہاں جس دن سیشن شروع ہوا ہم نے اپنے دو ساتھیوں کے لیے دعائے مغفرت کی - اور اس کے ساتھ نوائے وقت کے ایک دینی کالم نگار میاں عبدالرشید کے بارے میں بھی ہم نے دعائے مغفرت کی۔ میں نے اس وقت بھی بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ آج چونکہ موقع نہیں ہے لیکن میں اس سلسلہ میں ضرور بات کروں گا۔ ہمارے معزز ایوان کے ایک ساتھی قتل کر دیے گئے' میاں عبدالرشید صاحب قتل کر دیے گئے اور میاں صاحب کے قتل کے بعد دن گزرتے رہے اور اخبارات میں اداریے آنے شروع ہو گئے کہ وزیر اعظم' گورنر' وزیر اعلیٰ اور آئی جی کی ہدایات کے باوجود قاتل گرفتار نہیں ہو سکے۔ دن دھاڑے انہیں فرار ہوتے ہوئے بہت سے لوگوں نے دیکھا لیکن کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ یہ پولیس کی نااہلی ہے یا کوئی اور

وجہ لیکن اس سے عام شہریوں کے خوف و ہراس میں اضافہ ہوا ہے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اس صوبے میں کوئی شخص نہ اپنے گھر میں' نہ اپنی سڑک پر محفوظ ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا فرض ہے کہ ان واقعات کو ٹیسٹ کیس بنا کر کارروائی کریں۔ جناب والا! یہ اداریہ 22 ستمبر 1991ء کو لکھا گیا ہے۔ اس میں بھی تین چار دن گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک وزیر اعلیٰ صاحب یقیناً" اس پوزیشن میں نہیں ہوں گے کہ وہ اس بارے میں کوئی پیش رفت بتا سکیں۔ یہ اخبار "Nation" کا ایک اداریہ ہے' چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ میاں محبوب احمد صاحب نے بھی واقعہ کا suo moto نوٹس لیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ:

It is painful to see that instead of taking cognizance of such incidents the police, actually or tactfully supports the criminals.

شاید painful اس انتظامیہ' اس حکومت یا معزز قائد ایوان کے لیے ہو لیکن چیف جسٹس ہائی کورٹ' اس صوبے کے عوام' پریس میں ان سب کے لیے یہ واقعہ painful ہے۔ ہمارے ایجوکیشن سسٹم کے اندر جو lawlessness پائی جاتی ہے اس بارے میں اس ہاؤس میں تحریک التوائے کار کے ذریعے بات ہوئی لیکن حالیہ جو امتحانات ہوئے ہیں اس میں پھر وہ سارے ہی پراسیس کو دہرایا گیا' اس کی وجہ یہ ہے کہ 1985ء سے محکمہ نے بلکہ سارے محکموں نے رولز میں ترمیم کر کے ایسے لوگوں کو جن کے خلاف criminal cases تھے بھرتی کیا اور جب وہ لوگ ان محکموں میں خصوصاً" آپ کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں تو پھر آپ کے ایجوکیشن سسٹم میں بنیادی خرابیاں تو پیدا ہوں گی۔ آج بھی گجر صاحب نے بات کی کہ جس وقت ایجوکیشن سسٹم میں اس قسم کی برائیاں پیدا ہونی شروع ہو جائیں تو پھر اس کا نتیجہ ایسا ہی ہو گا۔ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ میں جو واقعات بتائے گئے ہیں کہ گذشتہ سالوں سے اس کا بڑے زور و شور سے اہتمام کیا جاتا ہے کہ جی ہم نے قبلہ درست کر لیا ہے' اسلام آ گیا ہے' پتا نہیں اور کیا کچھ آ گیا ہے۔ بچوں کو کچھ پتا ہی نہیں اسلام کی بنیادی تعلیمات کیا ہیں؟ اب یہ نوائے وقت کا اداریہ ہے کہ کہیں کوئی کسی محکمہ میں کرپشن کا یا' ڈکیتی کا کسی اور reality کا واقعہ ہوتا ہے تو عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ انتظامیہ سوائے ہکا بکا رہ جانے کے اور کچھ نہیں کر

سکتی۔ کیوں نہ اس ساری پنجاب حکومت کا نام ہی "ہکا بکا" حکومت رکھ دینا چاہیے۔ ہکا بکا انتظامیہ' ہکا بکا پولیس' کیونکہ یہ کرتے ہی کچھ نہیں۔ بعض اوقات ہمارے اس ایوان میں بھی ایسے واقعات ہو جاتے ہیں اور ہمارے بعض اراکین اس پر ہکا بکا ہو جاتے ہیں۔ میں نے ایک بات اور عرض کرنا چاہی تھی کہ کافی دنوں سے اخبارات میں یہ آ رہا ہے کہ پنجاب میں امن و امان کی ذمہ داری وزیر اعلیٰ صاحب سے واپس لے کر گورنر صاحب کے سپرد کر دی گئی۔ تو ہونا یہ چاہیے تھا کہ آج امن و امان کی صورت حال پر بحث کے دوران جناب گورنر یہاں موجود ہوتے تاکہ وہ بھی اس ساری کارروائی کو سنتے' لیکن میں وزیر قانون کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ کارروائی کی ایک کاپی گورنر صاحب کی خدمت میں ضرور بھجوائیں۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر..... حزب اختلاف کے لیڈر کو جناب گورنر کے بارے میں یہاں بات نہیں کرنی چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ گورنر کے نام کو یا ان کے conduct کو یہاں اسمبلی میں زیر بحث نہیں لانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی نشان دہی درست ہے۔

رانا اکرام ربانی: یہ جہاں پر گئے ہیں وہاں پر اپنی جگہ بنانے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ جناب والا! میاں صاحب گورنر پنجاب نے خود کہا ہے کہ لاہور میں ڈکیتیاں بڑی ہوئی ہیں اور پنجاب کی صورت حال تسلی بخش نہیں ہے۔ اس کے بعد آئی۔ جی نے اپنی ایک پریس بریفنگ میں کہا ہے کہ تھانوں میں قلم کے کمالات دکھا کر جرائم کو کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ رپورٹوں کا اندراج نہیں کیا جاتا۔ اب اس ساری صورت حال کے بعد جناب والا! معزز وزیر اعلیٰ اور قائد ایوان یہاں پر بات کریں تو کم از کم صحیح صورت حال کا اعتراف ضرور کریں کہ ہاں پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی یہ صورت حال ہے۔ جناب والا! یہ سارے جو واقعات ہیں ان کی ظاہر ہے کوئی نہ کوئی وجوہات بھی ہوں گی' کچھ وجوہات یہ ہیں کہا جاتا ہے کہ "را" کے ایجنٹ آئے اور انہوں نے امن و امان کا مسئلہ پیش کر دیا۔ اب "را" اور "خاد" کے ایجنٹوں کو یہاں آنے سے روکنا' انہیں تخریب کاری سے باز رکھنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے یہ بھی انتظامیہ کی ذمہ داری ہے۔ اگر اس بات کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی وہ اپنی ذمہ داریاں اس ضمن میں پوری کرنے سے قاصر ہیں۔

جناب والا! روزنامہ "مسلم" میں یہ خبر آئی تھی کہ Pindi Police shifited to Murree آئی جے آئی پنجاب کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس کے موقع پر جو کہ مری میں ہونا تھا اور اتفاق سے صدر مملکت بھی اس دن مری میں تھے۔ راولپنڈی کے بیشتر پولیس کے دفاتر اور تھانے بند رکھے گئے۔ کیونکہ تقریباً" سارا عملہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے مطابق مری میں تعینات کیا گیا تھا۔ گورنمنٹ کو ورکنگ کلاس سے توقعات تھیں جس کے لیے مری میں میٹنگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور فخر امام صاحب نے تبصرہ کر دیا کہ پنجاب میں یہ ہو رہا ہے' پنجاب میں وہ ہو رہا ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Point of order.

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Taj Muhammad Khanzada is on a point of order.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I know, it is not proper to interrupt the Leader of Opposition, while he is speaking, but when he makes a wrong statement I feel obliged to correct him. I never put up any Darkhast to anybody or asked for any favours from any person. In fact, it is he who has been putting up applications and seeking favours from various persons. He should apologise for this misstatements.

جناب ڈپٹی سپیکر: خانزادہ صاحب درست فرما رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی کوئی درخواست وغیرہ سی ایم صاحب سے recommend نہیں کروائی۔ یہ بات درست ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! خانزادہ صاحب نے ایوان میں ایک جھوٹا الزام لگایا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں ایک ایسا لفظ استعمال کر رہا ہوں جو میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں کیا۔ کہ میں درخواستیں کراتا ہوں۔ میں favours لیتا ہوں۔ مجھے اس انداز پر سخت احتجاج ہے۔ اور ایوان کی کارروائی میں میں نے کبھی یہ کوشش نہیں کی کہ میں کسی رکن کے بارے میں کوئی ایسے ریمارکس دوں جس سے ان کی شخصیت کے بارے میں کوئی غلط تاثر ابھرے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میں بات کر رہا ہوں' بلکہ کوئی بھی معزز رکن لاء اینڈ آرڈر پر یا کسی بھی

اہم مسئلے پر بات کر رہا ہو خصوصاً" قائد ایوان کو ڈسٹرب نہ کیا جائے تاکہ وہ نوٹس لے سکیں کیونکہ انہوں نے اس ہاؤس میں جواب دینا ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ: میں نے ان سے بات نہیں کی.....

جناب ڈپٹی سپیکر: خانزادہ صاحب! آپ تشریف رکھیں رانا صاحب! آپ مہربانی سے بات جاری رکھیے۔ میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ معزز قائد حزب اختلاف کی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں بات کر رہا تھا کہ یہ ایک خبر چھپی تھی کہ مری میں کچھ اہم مصروفیات کی وجہ سے پولیس شفٹ کر دی گئی۔ اور اسی حوالے سے میں بات کر رہا تھا کہ موجودہ قائد ایوان کے وزیر اعلیٰ بننے کے بعد یہ تاثر تھا کہ ماضی کے جو چیف ایگزیکٹیو تھے' انہوں نے جو شاہانہ انداز اختیار کیا ہوا تھا' کسی شہر میں اگر ان کا tour ہے تو پوری انتظامیہ ایک دن پہلے' اس دن اور ان کے آنے کے بعد مصروف رہتی تھی۔ عوام کے لیے بے چینی ہو جاتی تھی۔ سڑکیں بند' لمبا چوڑا cavalcade اور سکواڈ گاڑیاں جا رہی ہیں۔ شائد اس میں کوئی تبدیلی آ جائے لیکن جناب سپیکر! اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس کی طرف یہ اشارہ ہے کہ جب ہم پولیس کو اس کے بنیادی فرائض سے ہٹا کے دوسری طرف لگائیں گے تو اس سے اگر مکمل نہیں تو کچھ نہ کچھ سماج دشمن عناصر کو ضرور موقع ملے گا کہ اپنی سرگرمیوں کو دیدہ دلیری سے جاری رکھ سکیں۔ ایسے حالات میں جبکہ لاقانونیت اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اس قسم کی ہدایات اور اقدامات جرائم کے فروغ کے لیے کیے جا سکتے ہیں لیکن روک تھام کے لیے نہیں۔ ٹریفک پولیس بھی کہیں نظر نہیں آئی۔ اور اس کے ساتھ ایک تصویر بھی تھی کہ جو بچے کچے ملازمین ڈیوٹی پر تھے وہ بھی سوئے ہوئے تھے۔ حکومتوں کی ذمہ داری عوام کے لیے جان و مال کا تحفظ فراہم کرنا ہوتی ہے نہ کہ اپنی شان و شوکت کے لیے ریاستی اداروں کا استعمال۔

جناب سپیکر! میں جس وقت اس فلور پر کھڑا ہو کر حکومت کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلانا چاہتا ہوں' حکومت کی طرف سے جہاں جہاں پر اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کی جا رہیں ان کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں' میں وہاں ان وجوہات کی نشان دہی کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ

جس کے نتیجے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال اتنی خراب ہوئی ہے۔ بیشتر یہ کہا جاتا ہے کہ ہمیں مسائل ورثے میں ملے ہیں۔ جناب سپیکر! کسی کا ورثہ ہے وہ؟ کسی کے ورثے سے ٹرانسفر ہوئے ہیں؟ کسی سے inherit کیے ہیں؟ 1977ء میں اس ملک میں انقلاب۔ سنہرا انقلاب' اس ملک میں اسلامی انقلاب آیا۔ اگر 1977ء سے لے کر آج تک جناب سپیکر! یہ کس چیز کا اعتراف ہے؟ میں نے ایوان میں بلند ہونے والی آواز سنی۔ جناب سپیکر! آپ نے بھی سنی۔ اس سے زیادہ نا اہلی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جو مسائل 1977ء میں انہوں نے inherit کیے اس پر آج تک یہ قابو نہیں پا سکے۔ جو بچے چار سال کی عمر میں انہوں نے اپنی شفقت میں لیے بارہ سال کی عمر تک انہیں کوئی امن' کوئی تمیز' کوئی سلیقہ' کوئی اسلام کچھ نہیں سکھا سکے۔ بعض اراکین تو خود ابھی عمر کے اس حصے میں ہیں۔ اس کا مطلب ہے وہ بھی اس حکومت کے لیے اس ڈرامے کے لیے مسئلے کے طور پر inherit کیے گئے۔ ہیں! جناب سپیکر! جب تک مسائل کو ان کے اصل روپ میں نہ لیا جائے۔ جب تک مسائل کو ان کے اصل حوالے سے نہ دیکھا جائے اس وقت تک معاملات درست نہیں ہو سکتے' اس کے بعد اسی سے ملتی جلتی ایک اور خبر کہ اسلام پورہ کے واقعہ کے کافی دنوں بعد یہ خبر آئی ہے کہ پولیس ابھی تک حقیقی معنوں میں تفتیش کا آغاز نہیں کر سکی۔ اور اس کی وجہ؟ وقوعے کے روز جنازے کے معاملات سنبھالنے' وی آئی پی حضرات کے وہاں تعزیت کے لیے آنے جانے اور لاہور میں قیام کے دوران حفاظتی بندوبست میں یہ وقت گزر رہا ہے' اتنا بڑا واقعہ ہوا اور کافی دنوں کے بعد یہ خبر آئی کہ وزیراعظم صاحب' وزیر اعلیٰ صاحب اور وزراء وہاں تعزیت کے لیے جا رہے ہیں' ان کی سیکورٹی کی ڈیوٹی ہے اور کسی کا نام لیے بغیر یہ کہا گیا کہ ابھی تک تفتیش کا آغاز ہی نہیں ہو سکا اور وہاں پہ نوٹس 72 گھنٹے کا جاری کر دیا گیا پھر یہ ایک اداریہ ہے: امن و امان تباہ کرنے کا ذمہ دار کون ہے؟ اسی میں ایک حقیقت دی گئی ہے۔ آخر کرائم پر قابو کیوں نہیں پایا جا رہا؟ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ اس وقت پولیس سربراہ بے اختیار ہیں۔ چاروں صوبوں میں جو طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے یا جس انداز سے صوبائی اور وفاقی حکومتیں ان سے کام لے رہی ہیں وہ طریقہ کار اپنی جگہ پر درست نہیں ہے اس وقت انسپکٹر جنرل پولیس کا عہدہ جو ہزاروں پولیس ملازمین کو کنٹرول کرتا ہے اس کی پوزیشن نہ ہونے کے برابر ہے۔ قواعد

کے مطابق ڈی ایس پی کے عہدے تک کے افسر کو تبدیل کرنے اور سزا دینے کے اختیارات ہوتے ہیں لیکن کیا آج کے دور میں وہ اختیارات استعمال ہو رہے ہیں؟ پنجاب میں پولیس ملازمین کی تقرریوں کے سلسلے میں عوامی نمائندے اپنے اپنے حلقوں میں اپنی مرضی کے پولیس افسر تعینات کرانے کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور صوبائی وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ایک سیل صرف یہی کام کر رہا ہے جب یہ طے ہو جاتا ہے کہ کس افسر کو کہاں تعینات کیا جانا ہے اس بارے میں آئی جی پولیس کو آگاہ کر دیا جاتا ہے جس کی وہ تعمیل کرتا ہے۔ بعض اوقات کسی ڈی ایس پی یا انسپکٹر کا پروانہ دفتر میں ٹائپ ہو رہا ہوتا ہے تو اوپر سے یہ حکم آ جاتا ہے کہ اسے منسوخ کیا جائے اور اس کے بجائے نئے احکامات جاری کیے جائیں۔ پنجاب میں یہ تاثر پولیس ملازمین میں عام ہے کہ تقرری حاصل کرنے کے لیے کسی قومی یا صوبائی اسمبلی کے رکن کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ لہٰذا قانون نافذ کرنے والے یہ ارکان کس کے ماتحت ہوں گے؟ جب ملازمین کو محاسبے کا ڈر نہیں رہے گا تو وہ خوف خدا بھول جائیں گے جس کے باعث یہ امن و امان کی صورت حال پیدا وہ جائے گی۔ پولیس کا عملہ زیادہ تر سفارشی پشت پناہی کا شکار ہے۔ جب یہ صورت حال پیدا ہو جائے تو پھر ملزموں میں خوف نہیں رہتا۔ کچھ عرصہ پہلے بہاول پور ڈویژن میں ایک اعلیٰ افسر نے ایک انسپکٹر کے خلاف جناب سپیکر! میں یہ پھر دہرانا چاہوں گا ارباب اختیار کے نوٹس کے لیے' بہاول پور ڈویژن میں ایک اعلیٰ افسر نے ایک انسپکٹر کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کی کوشش کی تو انسپکٹر نے منہ پر جواب دے دیا کہ سر' جس نے آپ کو لگوایا ہے وہی میرا سفارشی ہے۔ چکوال کے ایک انسپکٹر نے ایک ہیڈ کنسٹیبل کی گستاخی پر اسے معطل کر دیا لیکن اسے پھر بحال کر دیا گیا۔ اسی طرح راولپنڈی میں لوگوں کو معلوم ہے کہ تعیناتی کے لیے کس کی خوشنودی کی ضرورت ہے۔ صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ پولیس اور دوسرے ملازمین کو جن عوامی نمائندوں یا وزراء نے تعینات کرایا ہوتا ہے ان کی پوزیشن دیکھنے والی ہوتی ہے اور جب وہ شہر میں آتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان افسروں کا ان داتا آ گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ وہ آرٹیکل ہیں جو پنجاب میں امن و امان کی صورت حال خراب ہونے کی وجوہات پر لکھے گئے۔

ہم اکثر یہ اخبار میں پڑھتے ہیں۔ پہلے دن جو خبریں کسی کرپشن کی' کسی چوری کی' ڈکیتی کی

آتی ہیں تو اگلے دن وزیر اعلیٰ صاحب کے ترجمان کا بیان ہوتا ہے ان سب کا حوالہ دیکر چیف منسٹر صاحب نے ان سب کا بڑی سختی سے نوٹس لیا ہے اور انہوں نے اس پر رپورٹ طلب کر لی ہے۔ یہ اخباروں میں کارٹون بنائے گئے کہ ایک گاڑی کھڑی ہے اس کے اوپر لکھا ہوا ہے "ردی فروش" اس میں فائلوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ پس منظر میں ایک بلڈنگ ہے جس کے اوپر لکھا ہوا ہے "سی ایم ہاؤس" اور تین چار حضرات ان فائلوں کو اس کے اوپر تہ در تہ رکھ رہے ہیں اور کچھ لوگ فائلوں کو اندر سے لے کر آ رہے ہیں اور نیچے caption لگایا ہوا ہے۔ یہ وہ بیانات ہیں جو وزیر اعلیٰ مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے جاری کر چکے ہیں۔ جناب والا! اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے لیے جو طریقہ اپنایا گیا وہ اس طرح کہ کرائمز کنٹرول کمیٹیاں بنائی گئیں۔ پھر یہ انگریزی اخبارات میں بھی۔ اردو کے اخبارات میں بھی عوامی تاثرات کے پریشر کے تحت یہ اداریے آئے کہ پبلک.....

Public dis-satisfied with Crimes Control Commitee's nominations

اس میں روزنامہ "مسلم" کی 21 جولائی کی اشاعت میں یہ خبر آئی ہے۔ کہ پنجاب میں کرائمز کنٹرول کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ مسلم لیگ جو کہ حکومتی پارٹی ہے۔ کہ سرگودھا کے عہدیداروں نے ان کمیٹیوں کی تشکیل پر احتجاج کرتے ہوئے شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ اگر حکومت سے متعلقہ ذمے دار عہدیداران کے یہ خدشات ہیں تو عام شہری کس حد تک متاثر ہوئے ہوں گے۔ اور حزب اختلاف کے یہ خدشات درست ہیں کہ انسداد جرائم کے نام پر جو کارروائیاں کی جا رہی ہیں اور جو قوانین بنائے جا رہے ہیں وہ صرف اور صرف سیاسی مخالفوں کے خلاف استعمال کیے جائیں گے۔ اس طرح جناب والا! جب اسلام پورہ اور شیخوپورہ کا واقعہ ہوا تو یہ کہا گیا کہ فوراً ہتھیار جمع کرا دیے جائیں کیونکہ اس سے کرائمز پر کنٹرول کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔ اس سے ایک بڑی دلچسپ بات سامنے آتی ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت کے سوچنے کا جو انداز ہے عوام کے نزدیک اسے کس طرح لیا جاتا ہے.....

How the people take it. قتل روکنے کے لیے خواتین و حضرات کو مشورہ۔ اسلام پورہ' شیخوپورہ میں چھریوں سے قتل ہونے کے بعد معزز حاکموں نے حکم دیا ہے کہ کلاشنکوف' بندوق' پستول اور چاقو چھریاں پولیس کے پاس جمع کرا دیں۔ اس سلسلے میں اخبار کی طرف سے

قارئین کو یہ مشورہ دیا گیا ہے کہ گھر کی نوکرانی پراندے سے گلا گھونٹ کر قتل کی گئی اس لیے تمام خواتین اپنے پراندے تھانوں میں جمع کرا دیں۔ قتل یا خودکشی دوپٹے سے بھی ہو سکتی ہے لہٰذا دوپٹے بھی تھانوں میں جمع کرا دیے جائیں۔ حجام کے استروں سے قتل ہو سکتے ہیں' لہٰذا استرے بھی تھانوں میں جمع کرا دیے جائیں۔ ہاتھوں سے گلا دبایا جا سکتا ہے لہٰذا تمام تر لوگ اپنے اپنے ہاتھ بھی تھانوں میں جمع کرا دیں۔ بوتلوں کو توڑ کر قتل کیا جا سکتا ہے۔ تمام بوتلیں جمع کرا دی جائیں۔ آزار بند سے گلا دبایا جا سکتا ہے لہٰذا آزار بند جمع کرا دیے جائیں۔ اینٹوں سے سر پھوڑا جا سکتا ہے.....

جناب واجد علی خان: جناب والا! قائد حزب اختلاف لاء اینڈ آرڈر پر تقریر کرنے کی بجائے کوئی فکاہی کالم پڑھ رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔ یہ فکاہی کالم پڑھنے کا وقت نہیں ہے۔ آپ بات کریں۔ اور باتیں بھی آپ پرانی دہرا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان کو اجازت دی تھی کہ اگر کسی ایسی بات کے پڑھنے کی ضرورت وہ سمجھتے ہیں تو وہ اسے پڑھ سکتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر مسائل کو حل کرنے کے لیے انتظامیہ کی جو approach ہے اور اس پر عوام کا جو ردعمل ہے میں اس کے حوالے سے بیان کر رہا ہوں تو میں عرض کر رہا تھا کہ اگر گاڑیوں کے نیچے دیا جا سکتا ہے تو گاڑیاں جمع کرا دی جائیں۔ چھتوں سے گرایا جا سکتا ہے۔ چھتیں گرا دی جائیں آگ سے جلایا جا سکتا ہے۔ آگ پر پابندی لگا دی جائے۔ پانی میں ڈبو کر ہلاک کیا جا سکتا ہے' پانی کے استعمال پر بھی پابندی لگا دی جائے۔ جناب سپیکر! اب اس کے بعد پھر ہماری رہ نمائی کے لیے بعض criminologist نے اور بعض لوگوں نے What is the real issue کے نام سے بھی مضمون لکھے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! مجھے یہ فخر ہے کہ مجھے اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے جس قسم کے مواد کے مطالعہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے میں کوشش کرتا ہوں کہ ان سے مدد لوں۔ جناب سپیکر! جو یہاں پر صورت حال ہے مجھے افسوس یا اس disturbance پر اعتراض اس لیے نہیں ہوتا کہ انہوں نے کبھی پڑھنے لکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ دوبارہ الیکشن ہو گا تو جس طرح 1990ء میں اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ فضل کر دے گا۔ ان کو کتابیں پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان کو

قواعد و ضوابط دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ جناب والا! اس میں بڑے مختلف حوالوں سے

"For months the IJI Government has been trying to fog off public anger by making declarations that the law and order situation has improved. "It further says "The root of law and order problem lies elsewhere."

یہ جو ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا اور اس کو ذمے دار ٹھہرانا۔ اپنی اپنی ذمہ داری محسوس کرنے کی طرف انہوں نے توجہ دلائی ہے۔ اور دوستوں نے بھی بات کرنی ہو گی تو میں یہ چاہوں گا کہ میرے پاس جتنے documents ہیں یہ میں مشورے کے طور پر محترم وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں پیش کروں گا کہ وہ اس پر ضرور توجہ دیں اور اس کے حوالے سے جو انہیں رہ نمائی ملے اس کا اعتراف بھی وہ کسی نہ کسی وقت ضرور کر دیں ایک مضمون میں یہ تجویز دی گئی ہے کہ ہمارا جو پولیس ایکٹ ہے اس میں پروموشن کا اور دوسرا طریقہ جو ہے وہ بڑا پرانا ہے اور خصوصاً" اس میں انہوں نے یہ زور دیا ہے کہ جو interference ہے جس کا میں نے تین چار بار آپ کے حوالے سے ذکر کیا ہے جب تک وہ ختم نہیں ہوتی ملک میں اور صوبے میں خاص طور پر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ جناب والا! آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ آج کے اس دور میں بھی صرف سالانہ مبلغ 16 روپے سٹیشنری کی مد میں دیئے جاتے ہیں۔ محکمہ پولیس کی تنخواہوں' الاؤنسز اور دیگر سہولتوں پر مناسب توجہ بھی یقیناً" ایسے اثرات مرتب کرے گی تاکہ ہم ایک تعلیم یافتہ پولیس فورس کی کارکردگی پر فخر کر سکیں۔ کیونکہ موجودہ ہیئت ترکیبی کسی طرح بھی ایک آزاد ملک کے شایان شان نہیں ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ کسی بھی متعلقہ شخص کا پہلا واسطہ ماتحت ملازمین سے ہی پڑتا ہے۔ اور یہیں سے تلخ تجربات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ فوری طور پر پولیس کمشن کی سفارشات لی جائیں اور غلامی کے دور کی ان تمام نشانیوں : مٹا دیا جائے اور خالصتاً" قومی بنیادوں پر اپنی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے محکمہ پولیس کا ڈھانچہ ترتیب دیا جائے۔ پڑھے لکھے بااخلاق اور جرأت مند افراد پر مشتمل ایک ایسی فورس ترتیب دی جائے جو انسانی اقدار کی سربلندی کے لیے رواں دواں رہے اور یہ محکمہ بھی ہمارے

معاشرے کا باوقار حصہ بن سکے۔

جناب سپیکر! اس طرح ایک اور بڑی لمبی چوڑی سٹڈی رپورٹ ہے جس کے میں کچھ حصے جلدی جلدی پڑھوں گا۔ جس سے اس معاملے کو بہتر بنانے کی طرف پیش رفت میں یقیناً" مدد ملے گی۔

"The Constitution normally says that the Government is for peoples sake and not vice versa, that is, it is not to rule but to serve."

جب تک حکومت کا یا محکمے کا یہ motto نہیں ہو گا اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ صورت حال میں بہتری کی توقع بھی فضول ہے۔

"The Government shall have to prevent the practice of torture, imprisonment of detenues and punish persons for guilty of such practices. There is need to eliminate conditions of life which detract from human dignity and lead to crime including un-employment, poverty, illiteracy and discrimination.

جناب سپیکر! یہ وہ چیزیں ہیں جن کا میں نے اپنی بات میں حوالہ دیا تھا کہ ماضی میں یہ پریکٹس رہی ہے کہ صرف منظور نظر لوگوں کو نوازنے کے لیے رولز کو relax کر کے ایسے لوگوں کو بھرتی کیا گیا ہے جو deserve نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے آنے سے معاملہ بجائے سدھرنے کے مزید بگڑتا گیا۔

"The success of the fight against crime depends on progress in improving social conditions, crime prevention and criminal justice, should be considered in the context of economic development, political system and social or cultural values."

جناب سپیکر! پولیٹیکل سسٹم تو ہمارا یہ ہے کہ بیانات سے ہم جو جمہوریت کا تصور دینے والے لوگ تھے ان کو بھی پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ بیانات کی حد تک ہم پوری دنیا کو یہ بتا کر آئے ہیں کہ ہم جمہوریت پر یقین کرتے ہیں لیکن پریکٹس میں جب تک یہ ساری چیزیں

جن کو میں نے اس سٹڈی رپورٹ میں پڑھا ہے اور حوالہ دیا ہے نہیں کریں گے اس وقت تک ان کے معاملات ٹھیک نہیں ہو سکتے۔

The continuing problem of youth and un-employment in contributing to the increase in crime.

اور اس سٹڈی میں بھی بار بار ہر جگہ پر یہی حوالہ دیا گیا ہے کہ جب تک ریاستی اداروں کو اپنے ذاتی اقتدار کے تحفظ اور اسے بڑھانے کے لیے استعمال کیا جاتا رہے گا اس وقت تک یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ پھر اس سٹڈی میں جو آنے والے وقت میں ہماری ضروریات ہوں گی ان کے بارے میں بھی کہا گیا ہے اور خاص طور پر یہ چیز جس پر بار بار ترقی یافتہ ملکوں میں بھی زور دیا جاتا ہے اور ہمارے ہاں بھی یہ ہونا چاہیے کہ جب تک economic, Political and Social Conditions ٹھیک نہیں کی جاتیں۔

We must apply a small approach to it. First of all we need to do everything possible to contain crime through strong law enforcement. That means larger, better trained and better paid police officers with more emphasis on police inteligence activity as well funded with trained staff to combat organised crime and construction of adequate number of prisons.

یہاں پھر یہ جس کے حوالے سے وہ میں نے کہا کہ چاقو پر پابندی' نالے پر پابندی اور پراندے پر پابندی.....

Albama State- Orlande: Rapes sky-rocketted to 12.8 percent per hundred thousand citizens in 1965.

اور اس کے بعد جب انہوں نے یہ وپین لائسنس فری کر دیا اور لوگوں کو اس نظام سے combat کرنے کے لیے ٹرینڈ کیا تو اس کے بعد

In one year, Orlande crime rate came back to 4.1% per hundred thousand.

باقی ریاستوں کے مقابلے میں یہ تھا۔

جناب سپیکر! یہ واقعات' آنریبل ہائی کورٹ کے ریمارکس' اخبارات اور پریس سے تعلق رکھنے والے معزز صحافیوں اور رائٹرز کے ذریعے گورنمنٹ کے اپنے ذمہ دار لوگوں کے ریمارکس کے بعد لاء اینڈ آرڈر کی جو صورت حال ہے وہ بالکل ہمارے سامنے آئی اس کے بعد پھر اس کی وجوہات پر میں نے روشنی ڈالی اور اپنی استطاعت کے مطابق اس کو درست کرنے کے لیے تجاویز دیں لیکن جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں معزز قائد ایوان سے یہ لفظ " مطالبہ" زیادہ مناسب ہو گا کہ اسے ایک مسلسل روایت نہ بنا لیا جائے کہ ہر سیشن پر ہر دو تین مہینے کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث رکھی جائے۔ یہاں پر یہ یقین دھانی کرائی جائے کہ ایسے اقدامات کیے جائیں گے جس سے پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال بہتر ہو گی اور اگر نہیں ہو گی تو اس کے لیے وہ خود اپنے آپ کو ذمہ دار ٹھہرائیں گے' کسی اور پر ذمہ داری ڈالیں گے اور اس کے ساتھ اس ایوان میں یہ یقین دہانی کرانی ہو گی' کرانی چاہیے۔ جناب والا! میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس پر کچھ actions جو ہیں وہ خود اپنے آپ یہاں پر suggest کریں کہ اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال میں کوئی improvement نہ ہوئی تو پھر یہ کس لیے حکومتی کرسیوں پر بیٹھے رہنے کا ان کا استحقاق بنتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔

جناب سپیکر: جناب سردار حسن اختر مؤکل۔

سردار حسن اختر مؤکل: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کا آغاز اپنے قابل احترام محترم دوست لیڈر آف دی اپوزیشن کی نذر ایک شعر کرتے ہوئے کروں گا۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

جناب والا! میرے محترم دوست کا ایک پریولیج ہے ان کے پاس وقت ہے انہوں نے اتنی باتیں کیں شاید میں اپنے وقت کی کمی کی وجہ سے ان کی تمام باتوں کا جواب نہ دے سکوں لیکن میں ان سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آج امن عامہ جو ان کو خطرے میں نظر آتا ہے' جو باتیں انہوں نے آج کیں کیا ان کے دور میں یہ باتیں اس سے زیادہ تھیں یا کم

تھیں۔ ان کو آج ایک آدھ آدمی اغوا ہوتا نظر آ جاتا ہے۔ ان کو جہازوں کے جہاز اغوا ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے تھے؟

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ان کو آج ایک آدھ ڈکیتیاں نظر آ جاتی ہیں۔ ان کو وہ دور بھول گئے کہ جب اپنی ہی پارٹی کے ایم پی ایز ان کو ان کی صاف گوئی پر ان کے گھر لٹا دیئے جاتے تھے۔ ان کو وہ دور بھول گئے کہ جب اپنی ہی پارٹی کے وزراء کو ولائی کیمپوں میں لے جایا جاتا تھا۔ جناب والا! آج جب کسی مجرم کو پکڑا جاتا ہے' جب حکومت امن عامہ کو برقرار رکھنے کے لیے کسی قاتل کو یا کسی ڈاکو کو پکڑتی ہے تو پتا چلتا ہے کہ وہ ان کے جیالے ہیں۔ وہ ان کی پارٹی کے بہت بڑے کارکن ہیں۔ جناب والا! یہ آج ان کو امن عامہ اس لیے خراب نظر آتا ہے کہ ان کی پارٹی کے وہ لوگ جو الذوالفقار کے سربراہ ہیں ان کے لیے نعرے لگائے جاتے ہیں کہ یہ ہمارا لیڈر ہے' یہ ہمارے محبوب لیڈر ہے اور وہ باہر بیٹھ کر یہ فرما رہے ہیں کہ "را" کے ایجنٹس کو روکنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ "را" کے ایجنٹس بارڈر کراس کر کے آتے ہیں یا "را" کے ایجنٹس ملک کے اندر سے فراہم کر دیے جاتے ہیں۔ جناب والا! جب حکومت انُ واقعات کو روکنے کے لیے سختی کرتی ہے جیسا کہ آج کے دور میں چل رہا ہے۔ تو اس کی مخالفت کون کرتا ہے یہ فرما رہے ہیں کہ منشیات کے کیسز اتنے فیصد بڑھ گئے کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ان کے دور میں کیسز ہی رجسٹر نہیں ہوتے تھے کیا ایسا تو نہیں ہے کہ یہ کاروبار وہ اہل اقتدار کرتے تھے جن کے بارے میں تھانوں میں یا اخباروں میں یہ باتیں نہیں آ سکتی تھیں آج اگر حکومت سختی سے ان باتوں سے نمٹ رہی ہے تو یہ باتیں اخبارات میں بھی آ رہی ہیں اور یہ ان کی بھی زیب داستان بنی ہوئی ہیں لیکن جناب والا! یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ اعداد و شمار کہاں سے آئے یہ اعداد و شمار اسی صورت میں آئے کہ ملزمان کو پکڑا گیا اور ان کے خلاف کارروائی کی گئی اور یہ باتیں سامنے آ گئیں جناب والا! یہ حکومت کے کریڈٹ میں جاتا ہے یہ امن و امان کو برقرار رکھنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ جناب والا میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اس ایوان میں جب یہ حکومت پر تنقید کرتے ہیں کہ امن و امان کو تباہ کیا جا رہا ہے میں ان سے یہ سوال کروں گا کہ جب امن و امان کو بحال رکھنے کے

لیے ان غنڈوں اور بدمعاشوں کو سزا دینے کے لیے speedy trial کے کورٹس بنائے گئے تو انہوں نے اس کی مخالفت کس بنیاد پر کی۔ میرے محترم دوست نے بڑی خوبصورت باتیں کیں کہ یہاں ہاتھ بھی کاٹ دینے چاہیں وہ بھی جمع کروا دینے چاہیں۔ یہاں تو چاقو بھی جمع کروا دینے چاہیں پراندے بھی جمع کروا دینے چاہیں جناب والا! شاید شرم و حیا کی بات ہوتی تو یہ یہ بھی فرما دیتے کہ زبانیں بھی جمع کروا دینی چاہیں۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ جب کسی بات کا حکومت سختی سے نوٹس لیتی ہے تو ان کی طرف سے شور و غوغا اور واویلا ہوتا ہے کہ جناب حکومت زیادتی کر رہی ہے جناب والا! میرے اپنے ہی حلقے میں جب بھی کوئی ڈاکو پکڑا گیا تو پتا چلا کہ جناب یہ پیپلز پارٹی کے ایم۔ این اے کا بھتیجا ہے جب بھی وہاں پر کوئی بدمعاش پکڑا گیا تو پتا چلا کہ یہ پیپلز پارٹی کے فلاں رکن کا کچھ لگتا ہے اور جناب والا! یہ جنوری کا واقعہ ہے کہ میرے ہی حلقے کی انتظامیہ جب اس بات کے لیے گئی تو وہاں پر سرکاری ملازمین پر پیپلز پارٹی کے لوگوں نے اپنی بندوقیں نکال لیں اور امن و امان کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو جناب والا! امن و امان کو کون تباہ کر رہا ہے اور جب اس پر سختی سے نوٹس لیا جاتا ہے تو اس وقت یہ باتیں آ جاتی ہیں کہ حکومت ہمیں سیاسی طور پر snap کرتی ہے۔ جناب والا! میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ انہوں نے جو اس ایوان میں یہ بات کی کہ نااہل لوگوں کو قوانین میں نرمی کر کے بھرتی کیا جاتا ہے جناب والا! ان کے دور میں تو قوانین کو relax کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی تھی کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ پاک پتن کے زنا کرنے والے اور کوڑے لگنے والے شخص کو ایڈوائزر کس بنیاد پر منتخب کر لیا گیا تھا ان کو یاد ہو گا کہ 70 کے بعد ان کے ایک محبوب لیڈر نے جب کھلی کچہری لگائی تو اس وقت ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ سائیں میرا بیٹا تو پڑھا لکھا ہے مگر اسے نوکری نہیں مل رہی تو اس لیڈر نے پوچھا کہ کیا نوکری چاہتے ہو اس نے کہا کہ ایس پی لگا دو تو انہوں نے وہاں پر فرمایا کہ وقار اس آدمی کو اے۔ سی لگا دو اور اسے ایس پی لگا دو تو جناب والا! وہاں تو رولز بھی relax نہیں ہوتے تھے۔

جناب والا یہ بات امن عامہ کی ہے ہمیں اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے کہ جس دور سے ہم گزر رہے ہیں یہ تمام تیسری دنیا کا مسئلہ ہے ہمیں یہ موازنہ کرنا پڑے گا کہ وہ ممالک جن میں

پولیس کے پاس زیادہ سے زیادہ وسائل موجود ہیں وہاں کا crime rate کیا ہے میں اپنے محترم دوست سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ international crime rate کو دیکھیں ہمارے ملک میں ان کے مقابلے میں crime rate بہت کم ہے' ایک طرف جب یہ بات آتی ہے کہ پولیس کام نہیں کرتی' انتظامیہ کام نہیں کرتی تو جناب والا! میں ان سے پوچھتا ہوں کہ جب بجٹ میں پولیس کو جدید سہولتیں فراہم کرنے کے لیے پیسہ رکھا جاتا ہے تو ان کے بنچوں سے یہ صدائے احتجاج کیوں بلند ہوتی ہے کہ پولیس کو جدید سہولتیں فراہم نہ کی جائیں ان بنچوں سے یہ کٹ موشنز کیوں آتی ہیں کہ پولیس اور انتظامیہ کے وسائل کو کٹ کر دیا جائے۔ جناب والا! بات صرف ایک ہے کہ اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا' دوسرے کی آنکھ کا تنکا بڑی جلدی نظر آ جاتا ہے جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ چیز روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس دن سے حکومت نے امن عامہ کی طرف سختی سے توجہ دی ہے اور اس سے نمٹنے کے لیے کوششیں کی ہیں یہ crime rate بہت کم ہو گیا ہے اس کا گراف بہت سا نیچے گر گیا ہے لیکن میں اپنے دوست سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر کوئی اچھائی کی بات ہو تو ان کو اس کے لیے شاباش بھی دینی چاہیے۔ یہ تنقید برائے تنقید' یہ مخالفت برائے مخالفت نہیں ہونی چاہیے۔ یہ تو بات کہی جا سکتی ہے کہ ہم نے اسمبلی کے floor پر کھڑے ہو کر یہ باتیں کیں لیکن ان کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر معاشرے کو امن و امان فراہم کرنا ہے تو ان دوستوں کو اچھے شہری کی طرح' پنجاب کے شہری کی طرح اور پاکستان کے اچھے شہری کی طرح انتظامیہ کے ساتھ اور شریف شہریوں کے ساتھ تعاون کرنا ہو گا۔

سردار حسن اختر موکل: جناب والا! میں آپ کی اس گھنٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ اپنی بات کو ختم کرتا ہوں اور میں یہ آپ کی وساطت سے جناب قائد حزب اختلاف اور اپنے ان بھائیوں کے پچھلے دور کو سامنے رکھتے ہوئے نظر کرتا ہوں کہ۔

ادائے پیروی ابن مریم اور تو
دیکھ ٹپکتا ہے تیری کہنیوں سے لہو
ظالموں کے واسطے زیبا نہیں یہ شور و سین
کل یزید و شمر تھے آج بنتے ہیں حسین

(نعرہ ہائے تحسین)

SARDAR AMJAD HAMEED KHAN DASTI: Sir before you call another speaker, I have a point to explain on personal explanation I intend to put a few words before your honour and this House.

کل میں نے اس ضمن میں گزارش کی تھی کہ ہمارے شہر میں ایک خوبصورت شخصیت آج موجود ہے تو جناب والا! میں نے صرف اتنا گناہ کیا۔ فوزیہ بہرام صاحبہ نے میری غیرحاضری میں یہ کہا کہ یہ گناہ ہے یعنی۔ کسی کو "خوبصورت" کہنا گناہ ہے۔ جناب والا! اگر یہ گناہ ہے تو لیڈی ڈیانا سے بھی گناہ سرزد ہوا ہے انہوں نے میرے خیال میں وزیر اعلیٰ کی موجودگی میں شاہی قلعہ میں کہا تھا کہ مجھے یہاں کے لوگ خوبصورت لگتے ہیں اگر جناب والا! یہ گناہ ہے تو محترمہ فوزیہ بہرام کو ان کے خلاف بھی بولنا چاہیے۔ اور جناب سپیکر! اگر یہ گناہ ہے تو انہیں "جنگ" کے خلاف بھی بولنا چاہیے کیونکہ "جنگ" نے اپنی سرخی میں پہلے صفحے پر یہ لکھا ہے کہ "خوبصورت مہمان کا خوبصورت استقبال"۔ اگر میرا گناہ ہے تو یہ لیڈی ڈیانا کا بھی قصور ہے اور "جنگ" کا بھی قصور ہے اور اگر نہیں ہے تو میں یہ گزارش کروں گا اور اگر وہ یہاں ہوتی تو میں ان سے گزارش کرتا★ ★ ★ ★ ★ ★ ★ ★خوبصورت کہنا تو جرم نہیں ہے۔ (قہقہہ)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! یہ زیادہ بہتر ہوتا اگر آپ ان کی موجودگی میں یہ وضاحت کرتے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! میں نے خواتین کا ہمیشہ بڑا احترام کیا ہے آپ کو یاد ہو گا اور اس وقت چیف منسٹر بھی موجود تھے میں نے ان کی موجودگی میں بھی گزارش کی تھی میں نے "تھیچر کا حوالہ دیا تھا کہ ان کا مقولہ ہے

If you want a speech, ask a man;

If you want an action, ask a woman

میں نے ان کی تعریف کی ہے مگر انہوں نے میری غیر حاضری میں میری مذمت کی ہے تو میں

★ ★ ★(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

جناب والا اسے گزارش کروں گا کہ جب وہ تشریف لائیں تو میری طرف سے یہ ایوان ان سے گزارش کرے کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا اب اس پر مزید بحث کی ضرورت ہے؟

چودھری غلام حسین: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے نکتہ وضاحت پر بات کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ بات یہ نہیں تھی کہ جو محترمہ فوزیہ بہرام نے کہی انہوں نے ایک جملے پر اعتراض کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ جب ہمارے واجب الاحترام' پرانے پارلیمنٹیرین اور بڑی سنجیدہ شخصیت نے یہ الفاظ کہے۔ جناب والا! پہلے تو انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ افسوس ہمیں یہ ہے کہ نہ ہمیں یعنی اس ایوان کے فاضل ممبران کو وزیر اعلیٰ نے مدعو کیا اور نہ جناب گورنر نے ہمیں مدعو کیا ہم ملت والوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے ہمیں وہاں مدعو کر لیا اور اس ایوان کے فاضل ممبران کو وہاں بلا کر ہماری عزت افزائی کی۔ جناب والا! یہ معاملہ یہاں سے شروع ہوا۔ جناب امجد حمید خان دستی نے اس پر فرمایا کہ اگر ہمارے محترم رانا پھول محمد خان ان کے ساتھ ہاتھ ملا لیتے تو ★ ★ ★ ★ ★ تو جناب والا! بات یہ تھی اس پر واقعی ہمارے ایک معزز مہمان کی.....

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب یہ باتیں اسمبلی کی کارروائی سے حذف ہو چکی ہیں اب ان کو دوبارہ ڈسکس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب ہمارے بزرگ ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک امان اللہ: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر وہ میرے ساتھ ہاتھ ملا لیتیں تو میرے ہاتھ اور چہرے کی جھریاں کم ہو جاتیں یا ہٹ جاتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب' آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز جی' رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ۔ جناب! اپنی بات شروع کرنے سے پہلے یہ گزارش کروں گا کہ میں نے اپنی بات کو اپنے پوائنٹ کو اس طرح سے sum up کیا ہے کہ اگر میری تقریر میں مداخلت نہ کی گئی تو میں وقت پر اپنی بات مکمل کر لوں گا۔ اگر میری تقریر میں مداخلت کی گئی تو وقت کی قید مجھ پر لاگو نہیں ہو گی۔

★ ★ ★(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اپنی تقریر میں اس قسم کی باتیں نہ کریں جس سے کسی کو اس بات کی ضرورت محسوس ہو کہ وہ آپ کی تقریر میں مداخلت کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری تقریر میں کبھی بھی کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جس کی وجہ سے میری تقریر میں مداخلت کی جائے۔ اگر میری تقریر میں مداخلت ہوئی تو پھر وقت کی قید نہیں ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ جو وقت ہم نے مقرر حضرات کے لیے مختص کیا ہے اس سے ہم آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ کافی لوگ ہیں جو امن عامہ پر بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اس لیے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ اپنی تقریر to the point کریں اور اس میں کوئی ایسی بات نہ کہیں جس سے آپ کے کسی ساتھی کی دل آزاری ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے تو پہلے ہی گزارش کی ہے کہ اگر میری تقریر میں مداخلت نہ ہوئی تو میں وقت پر ہی اپنی تقریر ختم کر لوں گا۔

جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ.....

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری غلام حسین صاحب نے فوزیہ بہرام کی طرف سے جو وضاحت فرمائی ہے۔ اس میں بھی انہوں نے وہی الفاظ دہرائے ہیں جن کو کل بھی کارروائی سے بحکم سپیکر حذف کیا گیا تھا۔ میں ان الفاظ کو بھی کارروائی سے حذف کرنے کا حکم دیتا ہوں۔

رانا صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر امداد باہمی: جناب چودھری غلام حسین فوزیہ بہرام صاحبہ کے مختار عام ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ اپنی تقریر کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر مجھ سے پہلے میرے ایک معزز بھائی سردار حسن اختر موکل صاحب نے اپنی تقریر میں بہت سے سوالات دیئے ہیں ان کے سوالات کے جواب میں میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ ہم سب ان کے حق میں رب کریم سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غلط بیانی اور خوشامد کی بیماری سے شفاء دے۔

جناب سپیکر! امن و امان کی صورت حال سب کے سامنے ہے۔ سب یہاں پر آئے دن ڈاکے پڑتے ہیں اور ملزم پکڑے نہیں جاتے۔ بے گناہ شہریوں کو ذبح کیا جاتا ہے اور مہینوں گزر جانے کے بعد ملزم پکڑے نہیں جاتے۔ اور تفتیش کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچتی۔ جج صاحبان فیصلے کرنے میں آزاد نہیں ہیں کیونکہ انہیں اپنی جان کا تحفظ حاصل نہیں ہے۔
پولیس اپنے فرائض کی ادائیگی میں رکاوٹیں محسوس کرتی ہے کیونکہ انہیں اپنے فرائض کو آزادانہ فضا میں ادا کرنے کے مواقع حاصل نہیں ہیں۔ کاروباری طبقہ پریشان ہے کہ انہیں مالیاتی اداروں کی ساکھ پر اعتبار نہیں ہے۔ مزدور بھی پریشان ہے کہ اسے قومی یونٹوں کی جو بندر بانٹ ہے' عرف پرائیویٹائزیشن اس کی وجہ سے اپنے مستقبل کا اسے تحفظ حاصل نہیں تعلیم یافتہ نوجوان اپنی جگہ پریشان ہے کیونکہ اسے ban کے اٹھ جانے کا قطعاً" کوئی اندازہ نہیں جناب سپیکر! نمائندے اپنا حق نمائندگی ادا کرنے سے گھبراتے ہیں کیوں کہ انہیں دوبارہ مری کے اجلاس میں جانا گوارا نہیں۔ صحافی حقائق پر مبنی خبریں دینے سے خوفزدہ ہیں' کیونکہ ان میں تشدد برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں۔ شہری اپنے گھروں میں محفوظ نہیں ہیں' اور جناب سپیکر! اب تو صورت حال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ قبرستانوں میں اب مردے بھی محفوظ نہیں۔ کیونکہ قبضہ گروپ تمام سرکاری اراضی پر اپنا ہاتھ صاف کر کے اب قبرستانوں کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا رہا ہے۔

جناب سپیکر! امن و امان کی یہ جو صورت حال ہے اس میں میرا مؤقف یہ ہے کہ اس امن و امان کی صورت حال کو اس وقت تک درست نہیں کیا جا سکتا جب تک وہ لوگ جو اس امن و امان کی صورت حال کو صحیح کرنے کے ذمہ دار ہیں ان کی صورت حال کو نہ دیکھا جائے۔ جناب سپیکر! امن و امان کی صوت حال کو بہتر کرنے کے جو ذمہ دار ہیں' ان کی صورت حال اس سے بھی زیادہ خراب ہے اور اس ساری صورت حال میں مجھے تو یہ نظر آتا ہے کہ ہوس زر میں مبتلا' اقربا پروری کا شکار' نااہل لوگوں کا جتھہ اس ملک کے اقتدار اعلیٰ پر ناجائز قابض ہے' اور لمحہ فکریہ بھی ہے' بلکہ یہ اس قوم کی بدقسمتی ہے' کہ یہ جتھہ جو اپنے اقتدار اعلیٰ پر مجرمانہ اور ناجائز قبضے کو ہر قیمت پر قائم رکھنے پر تلا ہوا ہے اور اس ملک میں ایسے ایسے انداز اختیار کیے جا رہے ہیں؟ جناب سپیکر! یہ کسے نہیں معلوم کہ اس ملک کے

ایک حصے میں ایک دہشت گرد تنظیم وہاں پر کس طرح سے شہریوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑ رہی ہے۔ وہاں پر ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں کہ لوگوں کو صرف اس گناہ پر کہ کسی نے ان کے خلاف بات کی' انہیں پکڑ کر خوراک کی جو نالی ہسپتالوں میں لگائی جاتی ہے اس کے ذریعے ان کے معدے میں پہلے پٹرول ڈالا گیا اور اس کے بعد اس نالی کو آگ لگا دی گئی وہ لوگ جو تھے ان کے پیٹ پھٹ گئے اور وہ لوگ اسی طرح موت سے دو چار ہوئے۔ وہاں پر باقاعدہ ڈرل مشینوں کے ساتھ لوگوں کے ٹخنوں میں اور ہڈیوں میں سوراخ کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنی فورس بنائی ہوئی ہے' اپنی عدالتیں بنائی ہوئی ہیں لیکن اس ملک کا چیف ایگزیکٹیو صرف اس بات پر کہ اس اقتدار اعلیٰ پر قبضے کی راہ میں وہ لوگ اس کے مدد گار ہیں.....

جناب واجد علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے گزارش ہے کہ امن و امان کی بات پنجاب میں ہو رہی ہے یا بات چیف ایگزیکٹیو آف پاکستان کی کر رہے ہیں۔ یہ بات کو کہیں سے کہیں لے کر جا رہے ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ میری تقریر میں یہ مداخلت کرتے ہیں۔ جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ وہ اپنے موضوع پر بات کریں۔ اپنے موضوع سے ادھر ادھر نہ بھٹکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ انہیں اپنی بات مکمل کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس ملک کا چیف ایگزیکٹیو صرف اس دہشت گرد تنظیم کو اس لیے خوش رکھنا چاہتا ہے کہ وہ اس کے اقتدار میں اس کی مددگار ہے۔ وہ اس دہشت گرد تنظیم کے سربراہ کو اپنا بھائی کہتا ہے۔ اس دہشت گرد تنظیم کے سربراہ کو ٹی وی پر قومی لیڈر بنا کر دکھایا جاتا ہے۔ پھر جناب سپیکر اس صوبے کے چیف ایگزیکٹیو کی بات بھی کر لیں۔

صوبے کا چیف ایگزیکٹیو بھی انہیں تین کروڑ روپے کا چیک اس دہشت گرد تنظیم کو پیش کرتا ہے' مزید تین کروڑ روپے دینے کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ جبکہ صوبے کی حالت یہ ہے کہ غریبوں کو پینے کا پانی مہیا کرنے کے لیے کہتے ہیں ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ کسی کا راستہ پکا کرنے کے لیے ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے۔ ہم بڑے مشکل دور سے گزر رہے ہیں لیکن

دہشت گردوں کو پیسے دینے کے لیے ان کے پاس کروڑوں روپے ہیں۔ اسی طرح سے جناب سپیکر! ان کا انداز حکومت بھی دیکھیں کہا یہ جاتا ہے کہ اس صوبے کا چیف ایگزیکٹو ایک درویش آدمی ہے لیکن اس درویش کو بھی کنٹرول کرنے کے لیے آپ دیکھیں کیا کیا طریقے اختیار کیے جا رہے ہیں۔ کرائم کنٹرول کمیٹی' عرف قبضہ گروپ جو کہ دراصل وائیں کنٹرول کمیٹی ہے' وہ بنائی گئی ہے کہ یہ کوئی کام کرنا چاہیں' تو کر نہ سکیں۔ پھر اس کے بعد آپ اختیارات کا مسئلہ بھی دیکھ لیں وہ ایک complaint cell بنا دیا گیا ہے۔ پھر ان دونوں سے بھی درویش صاحب قابو نہیں آئے' تو اب انہوں نے گورنر کو اختیارات تفویض کر دیے ہیں۔ یہ صورت حال ہے یہ ان کا انداز حکومت ہے کسی کو پتا بھی نہیں ہے کہ کس کی کیا ذمہ داری ہے۔ کس نے کیا کرنا ہے؟ کون چیف ایگزیکٹو اور ہیڈ ہے۔ فیصلے کابینہ میں ہونے ہیں یا کرائم کنٹرول کمیٹی میں ہونے ہیں۔ آفیسرز کی ترقیوں کا فیصلہ چیف ایگزیکٹو نے کرنا ہے یا کنٹرول کمیٹی کے ممبران نے کرنا ہے؟ اور اسی طریقے سے جناب سپیکر! وزارتوں کا جمعہ بازار لگا دیا گیا ہے۔ وزارتوں کی لوٹ سیل لگی ہوئی ہے۔ شاید ہمیں اس پر بھی اعتراض نہ ہوتا کہ وزارتیں انہوں نے بہت زیادہ دے دی ہیں لیکن اس پر تو اعتراض ہے کہ صدیق کانجو صاحب کو انہوں نے وزیر خارجہ بنا دیا ہے اور پھر یہ ملک کے ساتھ تو زیادتی ہے ہی لیکن آپ اقوام متحدہ کے ساتھ بھی زیادتی دیکھیں اقوام عالم کے ساتھ زیادتی دیکھیں.....

جناب والا! ملک کے ساتھ تو زیادتی ایک طرف اقوام عالم میں ان کو خطاب کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اب وہ کیا وہاں پر جا کر ملک کی خارجہ پالیسی بیان کریں گے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر' صدیق کانجو صاحب کا ہماری پنجاب اسمبلی کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ غیر متعلقہ باتیں کر رہے ہیں۔ انہیں کہا جائے کہ وہ اپنا نقطۂ نظر بیان کریں' اگر ان کے پاس ٹھوس شواہد ہیں۔ محض حزب اختلاف والا رویہ نہ اپنائیں۔ کوئی مضبوط اور اچھے دلائل دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں' شکریہ۔

جناب عرفان احمد خان ڈاھا: جناب والا! انہوں نے صدیق کانجو صاحب پر اعتراض کیا ہے انہیں ان کی کس چیز پر اعتراض ہے۔ ان کی قابلیت پر یا یہ کہ وہ ایک کاشتکار ہیں کس چیز پر

وہ اعتراض بتائیں۔ کسی چیز کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں تو اس کو میدان میں لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ان کا اپنا نقطۂ نظر ہے۔ ان کو اپنی بات کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس ملک کے ساتھ زیادتی تو ایک طرف انہیں اقوام متحدہ میں اقوام عالم سے خطاب کے لیے بھیجا گیا ہے۔ وہ کیا وہاں پر جا کر ملک کی خارجہ پالیسی بیان کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ امن عامہ پر بحث کر رہے ہیں یا خارجہ پالیسی پر۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال کو اس تناظر میں دیکھتا ہوں جو کہ اس ملک کے عوام نے ان گنت قربانیوں سے حاصل کیا۔ اور ووٹ کے ساتھ فیصلہ دے کر قربانیاں دے کر یہ ملک حاصل کیا۔ جب تک عوام کو ان کے صحیح نمائندوں کے ذریعے حکمرانی کا حق نہیں دیا جائے گا اس وقت تک اس ملک کا کوئی بھی مسئلہ بشمول امن عامہ کے حل نہیں ہو سکتا۔ جناب سپیکر! بدقسمتی یہ ہے کہ اس ملک میں زیادہ تر مارشل لاء رہا۔ اور جب لوگ مارشل لاء کے خلاف آواز اٹھانے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں اور جب لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ مارشل لاء کی وجہ سے ملک خسارے کی طرف جا رہا ہے تو پھر لوگ اس کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں تو پھر اسی مارشل لاء کی بی ٹیم' ★ ★ ★ ★ وہی لوگ جن کی صبح شام ان جرنیلوں کے دروں پر سجدہ کرنے میں گزرتی ہیں جو سیاست کا سبق ان ڈکٹیٹروں سے حاصل کرتے ہیں' وہ آئین کے تحفظ کا سبق آئین توڑنے والوں سے حاصل کرتے ہیں۔ جو لوگ ان جرنیلوں کے سامنے پامال ہونے میں شرم نہیں بلکہ فخر محسوس کرتے ہیں' وہی بی ٹیم' اے ٹیم بن' کر برسراقتدار آ جاتی ہے۔ اور عوام کے حق نمائندہ کی قائم کرنے میں رکاوٹیں بن جاتی ہے۔ یہ حواس باختہ' بد دیانت' نااہل اور فہم و فراست سے فارغ البال لوگ اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں جس قسم کی ہو رہی ہیں۔ جس سے پھر اس اے ٹیم کے آنے کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا سرکل ہے جس میں اس قوم کو اس ملک کو fit کر دیا گیا ہے۔ اور کوئی راستہ اس ملک اور قوم کی بہتری کی طرف نہیں نکلتا۔ اس لیے میں اپنے خیالات کو مختصر کرتے ہوئے اس جتھے سے یہی گزارش کروں گا کہ یہ استعفیٰ دے دیں اور ملک کا اقتدار جو اس کے صحیح حقدار ہیں ان کے سپرد کرے۔ شکریہ۔

★ ★ ★(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سکندر حیات ملھی صاحب۔

سردار محمد عارف نکئی: جناب والا! میں نے متعدد بار لکھ کر بھیجا ہے کہ مجھے بھی بولنے کا موقع دیا جائے۔ مجھے افسوس ہے کہ نہ ہی پہلے وٹو صاحب نے مجھے وقت دیا اور نہ آپ دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملھی صاحب! اگر اجازت دیں تو سردار صاحب کو پہلے بولنے کا موقع دیا جائے۔ بٹ صاحب! آپ بھی مہربانی فرما دیں۔ میرا خیال ہے سردار صاحب کی بات پہلے سنی جائے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر! میں نے دربار سلام کرنے جانا ہے مجھے جلدی ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب کے بعد آپ کی باری ہو گی۔ سردار محمد عارف صاحب

سردار محمد عارف نکئی: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ایک سال کے عرصہ میں پہلی دفعہ مجھے بولنے کی اجازت دی۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک میں آبادی میں اضافہ کی وجہ سے' بے روزگاری کی وجہ سے اور خاص طور پر ٹی وی پر جرائم سے بھرپور انگریزی فلمیں دکھائی جا رہی ہیں' ان کی وجہ سے جرائم کی روک تھام میں اضافہ ہوا ہے جو بھرپور کردار ادا کرنا تھا وہ نہیں کیا اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ جو اس وقت پولیس کے سربراہ تھے ان کو پولیس پر اعتماد نہیں تھا اور پولیس کو ان پر اعتماد نہیں تھا۔ اب جبکہ موجودہ سربراہ تشریف لائے ہیں انہوں نے پولیس پر اعتماد کیا ہے اور پولیس نے ان پر اعتماد کیا ہے۔ جس کی وجہ سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ کافی حد تک وارداتوں میں کمی واقع ہو چکی ہے اور بہت سے ایسے ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں جنہوں نے ڈکیتی رہزنی اور قتل وغیرہ میں حصہ لیا تھا۔ خاص طور پر میں دو تین عوامل کی طرف ایوان کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ جب موجودہ حکومت نے ناجائز اسلحہ جمع کرانے کی تاریخ مقرر کی اس وقت تک لوگوں نے اپنے طور پر تقریباً" 5 ہزار کے قریب اسلحہ جمع کروایا۔ اس کے بعد پولیس نے جو کارروائی کی اس میں تقریباً" 26 ہزار کے قریب اسلحہ انہوں نے برآمد کیا ہے۔ ملک میں اس سے پہلے 3636 اشتہاری ملزمان تھے۔ جن میں سب گرفتار ہو چکے ہیں اور باقی صرف 16 سو کے قریب ہیں۔

اور مجھے امید ہے کہ پولیس ان کو جلد گرفتار کرے گی۔ جناب والا! جہاں تک قائد حزب اختلاف اور دوسرے ممبران کا تعلق ہے انہوں نے نکتہ چینی تو کی ہے لیکن ان کو اس چیز کا بھی اعتراف کرنا چاہیے تھا کہ جو پولیس نے ڈکیتیوں کے ملزمان گرفتار کیے ہیں اور ان سے مال برآمد کیا ہے' اس کا تذکرہ بھی ضرورت کرتے۔ لیکن وہ بھول گئے کہ یہ چیز بھی ایوان میں بتائی جاتی۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سہیل ضیاء بٹ صاحب! ملکی صاحب کو آپ نے راضی کر لیا ہے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: وہ پہلے ہی راضی ہو چکے ہیں۔ آج اس معزز ایوان میں صوبائی اسمبلی کے ممبران کی توجہ کچھ سنجیدہ باتوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور مجھے یہ پتا ہے کہ اس ہاؤس میں جو حزب اختلاف کے ممبران نے باتیں کی ہیں ان میں نہ کوئی صداقت تھی' اور نہ ہی انہوں نے ہمیں کوئی ایسی رہ نمائی دی کہ جس سے ہم جرائم پر کنٹرول حاصل کرنے میں انتظامیہ کی کوئی رہ نمائی کرتے۔ صرف اخباری خبروں کو پڑھ کر ایوان کا وقت ضائع کیا گیا۔ دراصل جرم ہر دور میں ہوا ہے۔ اور اس کی نوعیت مختلف ہوتی ہے لیکن کچھ ایسے بھی جرم ہوئے' ایسے بھی دور آئے کہ جس میں میرے خیال میں وہ قابل شرم لمحات بھی آئے کہ اسمبلی کے ممبران کو بھی دلائی کیمپ میں رکھا گیا۔ لوگ آج بھی اس نقہ فورس کو نہیں بھولے۔ اور لوگ آج تک اس فورس کو بھی نہیں بھولے' حکومتی۔ سطح پر ایف ایس ایف جیسی فورسز جو کہ ملک کے انتظام و انصرام اور انتظامیہ کی مدد کے لیے ہوتی ہے' جرائم کو روکنے کے لیے ہوتی ہے ان کے ذریعے لوگوں کو قتل کروایا گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبران کو بھی زبردستی قتل کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تازہ اور زندہ مثالیں موجود ہیں۔ حزب اختلاف کے ملک قاسم صاحب زندہ ہیں' ان کے ساتھ شرم ناک واقعہ ہوا' مولانا طفیل محمد کے ساتھ شرمناک واقعہ ہوا' مولوی شیر محمد کے ساتھ شرمناک واقعہ ہوا اور مرزا طاہر بیگ سے زبردستی استعفے لیا گیا۔ اور جب دوبارہ ان کو حکومت ملی تو اس دور میں بھی آپ نے دیکھا کہ حکومت کے اشارے پر لوگوں کی ٹانگوں کے ساتھ بم باندھ کر ان سے زیادتیاں کی گئیں۔ سیاسی طور پر ذاتی رقابتوں کی بناء پر سمندر میں 4 ماہ تک کھڑا رہنے والا جہاز' اور ساری دنیا کا فورم بھی یہ بات بخوبی سمجھتا رہا۔ یہ سب چیزیں ایسی ہیں جسے

حکومت خود کرواتی رہی' لیکن میں یہ برملا کہوں گا کہ آج کے وزیر اعلیٰ آج کے وزیر اعظم اور ہماری انتظامیہ چاک و چوبند ہے۔ سانحہ اسلام پورہ ہوا' شیخوپورہ میں جو سانحہ ہوا ہے یا جہاں پر بھی ہوا ہے وہ حکومتی سطح پر نہیں ہوا بلکہ بیرونی ملک کی وجہ سے ہوا۔ اور انہوں نے اس ملک میں بدنظمی پھیلانے کی کوشش کی میں یہ بھی برملا کہوں گا کہ وہ دہشت گرد کسی ہیلی کاپٹر پر نہیں آتے' جو اپنی واردات کرنے کے بعد چلے جاتے ہیں۔ یہاں پر کچھ لوگ ایسے ہیں' ایسے بے غیرت ہیں' پاکستان میں بسنے والے ذلیل کمینے ایسے ہیں کہ جنہوں نے ان دہشت گردوں کو جگہ فراہم کی ہوتی ہے' اس کا بھی کوئی مقصد ہوتا ہے' اس کے پیچھے بھی کوئی کہانی ہوتی ہے۔ ان کا مقصد کچھ اور ہوتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں لاقانونیت ہو اور کوئی status نہ ہو۔ جس کا یہ بار بار مطالبہ کرتے ہیں کہ اس حکومت کو مستعفی ہو جانا چاہیے' یہ اس کی ایک کڑی ہے۔ میں سمجھتا ہوں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اس پر نظر ثانی کی جائے اور اس کو دیکھا جائے کہ کیا یہی لوگ سڑکوں پر ہر معاملے میں جلوس اور جلسے نکال کر اس حکومت کے خلاف اور کبھی فوج کے خلاف بیانات دیتے ہیں۔ ان کے عزائم کیا ہیں ان کے مقاصد کیا ہیں؟ اور میں ایوان کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اس ملک میں خاص طور پر ہمارے صوبے پنجاب میں جو امن و امان کی صورت حال ہے وہ پہلے سے بہت بہتر ہوئی ہے اور حکومت کی اسلحہ مہم کے تحت ناجائز اسلحہ جمع کر کے عوام کو غیرقانونی کلاشنکوفوں سے نجات دلائی گئی۔ یہ بھی اس دور کا ایک کارنامہ ہے جبکہ اس سلسلے میں ایک بات میں خاص طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے صوبے میں operation clean up کی مثالیں ہیں جو گوجرانوالہ ڈویژن اور شیخوپورہ میں کیے گئے۔ آپ نے دیکھا کیسی مستعدی اور خوبصورتی سے اور بلا کسی شکایت کے پولیس نے وہ آپریشن انجام دیے اور ا ، طرف پنجاب میں یہ مہم چل رہی ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ یہاں پر وہ وقت آگیا ہے کہ انتظامیہ کا جو بہترین عمل ہے اس کا جو کردار ہے اور وہ جو اس حکومت کے ساتھ اس کا تعاون ہے اگر وہ اس طرح جاری رہا تو چوروں کے پیچھے رسہ گیر نہیں رہیں گے اور میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ چوروں' ڈاکوؤں رسہ گیروں کی اس طرح سرکوبی کی گئی تو معاشرے میں وہ ختم ہو جائیں گے۔ اور میں یہ برملا کہتا ہوں کہ ہماری حکومت اور ہماری جو فورسز ہیں یہ لاء اینڈ آرڈر پر جو کمیٹیاں بنی ہیں ان کا

اتنا اچھا اثر نکلا ہے کہ اس طرح کے جرائم پر قابو پا لیا گیا ہے اور جرائم کا خاتمہ ہوا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب.....

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری: جناب والا! امن عامہ ہو' صحت عامہ ہو' تعلیم عامہ ہو' یہ جتنے بھی ہمارے امور ہیں یہ تمام خرابی کا شکار ہو چکے ہیں۔ کہ اس کے اندر تنقید' تحریک' دعا' ہم یہ تمام باتیں گزار چکے ہیں لیکن اب عمل کرنے کا وقت ہے ہمیں اس وقت اپنی اصلاح کرنی ہو گی' اپنا محاسبہ کرنا ہو گا اور اپنے سابقہ افعال کا تجزیہ کرنا ہو گا کہ خرابی کہاں پر ہے امن عامہ کو خراب کرنے والوں میں ہر سیاسی پارٹی شامل ہے جس میں سرفہرست مسلم لیگ' پیپلز پارٹی ار دیگر جو پارٹیاں ہیں انہوں نے یہ رول ادا کیا ہے اور باقی فرقے بھی ادا کرنے میں خواہ علماء ہوں' وکلاء ہوں' صحافی ہوں' سیاستدان ہوں' یا طلباء ہوں ہم سب نے اپنا اپنا رول ادا کیا ہے۔ اور صرف تحقیق کے ذریعے سے ہم اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دیتے ہیں۔ اب تو کچھ کرنے کا وقت ہے' جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہمیں ہر سطح سے آغاز کرنا ہو گا۔ ہمیں اپنی سوسائٹی میں اپنے ووٹرز کو اپنے سپورٹرز کو بتانا ہو گا کہ جب وہ کوئی پرچہ درج کروانے جاتے ہیں تو خدا کے لیے صحیح پرچہ درج کروائیں۔ اگر ایک شخص نے قتل کیا ہے یا 2 مجرموں نے قتل کیا ہے تو آٹھ یا دس افراد کا نام نہیں آنا چاہیے۔ اس طرح سے ہمیں آگے چل کر پولیس والوں سے یہ گزارش کرنی ہو گی کہ ان کے وسائل اور مسائل جو بوجھ ہے وہ اپنی جگہ حقیقت ہے۔ لیکن جب وہ کچھ کرتے ہیں یا کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ میں یہ بات ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ پولیس کی خرابیاں اپنی جگہ لیکن ہماری عدلیہ بھی خرابیوں سے پاک نہیں کیوں کہ جب "ٹک مکا" پولیس والوں کے ساتھ نہیں ہوتا تو ہماری عدالتوں کے اندر بڑی آن کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی عدالتوں کا بھی احتساب کرنا ہو گا۔ توہین عدالت کی آڑ میں جو انہیں تحفظ دیا گیا ہے اس کا ہمیں از سر نو جائزہ لینا ہو گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں حکومت کی طرف بھی توجہ دینی ہو گی اور حکومتی اداروں کو خاص طور پر چیف ایگزیکٹو کو کہ وہ اپنی درویشی کے اندر بھی مست نہ رہیں انہیں بھی اس ضمن میں کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا۔ اور آج اس کے لیے میں چند ایک تجاویز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں سرفہرست

جرائم کو ختم کرنے کے لیے پولیس کی اصلاح کی طرف توجہ دینا ہو گی۔ اور تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی' ہمیں پولیس والوں سے ضرور توقع کرنی چاہیے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 24 گھنٹے کی ڈیوٹی کی بجائے ان سے 12 گھنٹے زیادہ سے زیادہ ڈیوٹی لینی چاہیے اور اس کے لیے ہمیں اپنی نفری بڑھانا ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں تھانے کے ماحول کو ٹھیک کرنے کے لیے اور اس کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے بنیادی طور پر ایک سپاہی کو سونے کی جگہ ضرور دینی ہو گی۔ تھانے کے ساتھ بیرکیں ہوں اور وہاں پر انہیں ایک چارپائی ڈالنے کی جگہ ضرور دی جائے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اے ایس آئی اور جو آفیسرز ہیں انہیں کم از کم ایسی جگہ ضرور دینی چاہیے جہاں پر وہ آرام کر سکیں' اس کے ساتھ ساتھ ہمارے تھانے میں ایک گاڑی ہے جو اکثر خراب رہتی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ انہیں دو یا تین گاڑیاں دینی چاہییں تاکہ اگر کوئی misuse بھی ہو تو اس کے باوجود کوئی نہ کوئی گاڑی تو ہو جو عوام کی خدمت کی اہل ہو۔ اور سب سے بڑی بات جو کرنی ہو گی وہ پولیس کی بھرتی کے نظام کو بہتر کرنا ہو گا۔ اس وقت تک جو بھرتی ہوئی ہے' وہ صحیح معنوں میں بھرتی نہیں ہے۔ ہاں بھرتی جیسا کہ مکانوں کی تعمیر کے اندر بھرتی روڑے اور خراب اینٹوں کے ٹکڑے ڈالتے ہیں اس طرح سے کی۔ خواہ ہم پی ٹی سی ٹیچر ہیں' خواہ پولیس کے ملازم ہیں کسی تھانے میں عوام کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ چیز کسی سے چھپی ہوئی نہیں اے ایس آئی صاحبان سفارش سے یا دو لاکھ رشوت دے کر بنتے ہیں اور ہم ان سے توقع کریں کہ وہ ہمیں انصاف دیں گے یہ ناممکن ہو گا۔ قانون کنٹرول ہوتا ہے قانون کی لاتیں بھی ہیں' قانون کے کان بھی ہیں اور ہمارا قانون زبان بھی رکھتا ہے' اس سلسلے میں حکومت کو کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہو گا۔ آخر میں میں یہ کہوں گا کہ اس وقت ہمارے جتنے بھی طبقے ہیں ان کو مل جل کر قوم کی خدمت کرنی ہو گی اور اس کے اندر تنقید کی بجائے' ایک دوسرے کی تعریف کی جائے' اپنی اپنی اصلاح کرنی ہو گی' اپنے رویے میں تبدیلی لانا ہو گی اور اس کے آغاز کے لیے تجویز میں یہ دوں گا کہ آغاز عوامی نمائندوں کو کرنا ہو گا۔ میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ تمام تھانوں کے اندر بلکہ تمام دفاتر کے اندر سفارش بک پرنٹ کر کے رکھی جائیں۔ اور اس سفارش بک کے چار پرت ہوں جب کوئی ایم پی اے' ایم این اے سفارش کرنے کے لیے جائے تو اس میں تحریری طور پر لکھے کہ کیا

735713

سفارش کر رہا ہے۔ وہ زبانی طور پر نہ ہو بلکہ اس میں حقائق لکھے ہوں' وہاں کوئی شکایت لکھی ہو' تو افسر مجاز اس کو پڑھے گا۔ ایک پرت چیف منسٹر کو جائے' دوسرا سیکرٹری کو جائے اور ایک پرت ہمارے پاس رہ جائے۔ اور پھر ان افسران کو کام نہ کرتے ہوئے شرم آئے گی۔ جب تک ہم یہ محاسبہ نہیں کریں گے اس وقت تک بات نہیں بنے گی۔

ہمیں لکھتے ہوئے شرم آئے گی اور ان افسران کو کام نہ کرتے ہوئے شرم آئے گی۔ کیونکہ جب تک ہم دو طرفہ محاسبہ نہیں کریں گے یک طرفہ محاسبے سے بات نہیں بنے گی۔ اور اس کا آغاز ہمیں اپنے آپ سے کرنا ہو گا۔

اس کے ساتھ ساتھ ججوں کی تقرری کے وقت سفارش کو درمیان میں نہ لایا جائے۔ میری گناہ گار آنکھوں نے قومی اسمبلی کے coridors ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کو سفارش کا سہارا ڈھونڈتے ہوئے وزرائے قانون کی خدمت میں حاضری دیتے ہوئے دیکھا۔ اس کے بعد ہمارے وزرائے قانون جو کچھ کہتے رہے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ وزارتوں کی تقرری میں ہمارے وائیں صاحب نے جو میرٹ پیش کیا ہے وہ سب نے دیکھا ہے۔ لیکن خدا کے لیے ججوں کی تقرری کرتے وقت سفارش کرتے ہوئے ہمیں ضرورت سے زیادہ احتیاط کرنی ہو گی۔ یہ میرٹ صرف پی ٹی سی اور کلرکوں تک محدود نہیں رکھنا ہو گا بلکہ اس میرٹ کو ہمیں بہت آگے تک لے جانا ہو گا۔ کیونکہ ایک آدمی کے بدلنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ چودھری منظور چلے گئے چودھری سردار آ گئے۔ ایک آدمی کچھ نہیں کر سکتا۔

بدلنا ہے تو رندوں کو کہیں اپنا چلن بدلیں
فقط ساقی بدلنے سے مے خانہ نہ بدلے گا

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ اپنے رویوں کا احتساب کرتے ہوئے اس مسئلے کو ہم حل کر سکتے ہیں۔ ورنہ اگر ہم خواتین کی طرح ایک دوسرے پر طعن و تشنیع کریں گے' پیپلز پارٹی کو مورد الزام ٹھہرائیں گے تو مسلم لیگ کا دامن بھی کوئی اتنا شفاف نہیں ہے کہ جس پر کوئی دھبہ نہ ہو۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ دفاع کے بعد ہمیں امن عامہ پر توجہ دینی چاہیے اور اس کے لیے ہمیں بجٹ رکھنا ہو گا۔ میں نے پارلیمانی پارٹی میٹنگ میں بھی کہا تھا' اگر فنڈ ہیں' تو ہمیں نفری کو دگنا کرنا ہے اور اس طرح اور وسائل کو

generate کرنا ہے۔ اگر ہم سارا ڈویلپمنٹ فنڈ امن عامہ پر خرچ کر دیں تو میرے خیال میں کوئی مضائقہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "اے خدا مجھے اس علم سے بچا جس کا نہ مجھے فائدہ ہے نہ کسی اور کو"۔ اسی طرح پنجابی کی مثل ہے: لعنت اس سونے پر جو کانوں کو کھائے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس سڑک کا کیا فائدہ جس پر ہم محفوظ نہ ہوں۔ اس بلب کی روشنی کا کیا فائدہ جس کی روشنی سے ہم بہرہ ور نہ ہوں۔ اس پارک کا کیا فائدہ جس میں ہم اپنے بچوں یا دوستوں کے ساتھ سیر کرنے نہ جا سکیں۔ امن عامہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ہنگامی بنیادوں پر اس کے لیے کوئی ٹیکس لگنا پڑے' ڈویلپمنٹ کو کٹ لگانی پڑے اور جو کچھ بھی کرنا پڑے کرنا ہو گا' جب تک ہم یہ اقدامات نہیں کریں گے ہم کسی نتیجے تک نہیں پہنچیں گے اور بحث برائے بحث کا شکار رہیں گے اور بحث سے مسئلے حل نہیں ہوں گے' بلکہ عمل کرنے سے ہوں گے۔ کیونکہ عمل سے ہی زندگی بنتی ہے خواہ وہ جنت ہو' خواہ جہنم۔ اس دنیا کا اور آخرت کا' دونوں کا معیار عمل سے ہے۔ اور عمل کا ہم نے بہانہ ڈھونڈا ہوا ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ عمل نتیجوں سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ نیت اور نتیجہ دونوں ٹھیک ہوں گے تو ہم کہیں گے کہ وہ عمل صالح ہے' ورنہ وہ عمل' عمل نہیں کہلا سکتا۔ مہربانی شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اب وزرائے کرام کی خدمت میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ فرانس کی سینٹ کا ایک وفد ہمارے ہاں جمعہ کے روز آ رہا ہے۔ جمعہ کے دن 12 بج کر 20 منٹ پر انہیں ائیر پورٹ پر خوش آمدید کہنا ہو گا۔ اگر آپ میں سے کوئی صاحب رضا کارانہ بنیادوں پر یہ خدمت سرانجام دے تو ہم پر بھی احسان ہو گا اور ہماری یہ قومی ذمہ داری بھی ہے۔ رات کو ہم نے کھانا بھی دیا ہوا ہے اور آپ حضرات کو مدعو بھی کیا ہوا ہے۔ ملک سلیم اقبال صاحب استقبال کریں گے؟ ٹھیک ہے۔ لاہور شہر کے ایم پی اے صاحبان سے بھی درخواست ہے۔ راجہ صاحب بھی تشریف لے جا رہے ہیں؟ راجہ صاحب! آپ کی بڑی شفقت ہے۔ لاہور کے ایم پی اے صاحبان بھی براہ کرم 12 بج کر 20 منٹ پر لاہور ائیر پورٹ پر تشریف لے جائیں تاکہ ہمارے جو معزز مہمان آ رہے ہیں ان کا استقبال کیا جا سکے۔ شکریہ۔

اب میں امن عامہ پر بحث کے لیے جناب قائد ایوان سے درخواست کروں گا کہ وہ خطاب

فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ(جناب غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ پنجاب اسمبلی میں دو روزہ بحث کے معاملے میں آج مجھے بھی کچھ گزارشات کرنے کا آپ نے موقع عنایت فرمایا۔ اور آج میں نے قائد حزب اختلاف' اپنے محترم بھائی اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کے اس سلسلے میں احساسات کو بھی بڑی سنجیدگی سے سنا ہے۔ اگرچہ اس میں ایک دوست نے یہ فرمایا کہ وقفے وقفے کے بعد ان موضوعات پر محض بحث ان کے خیال میں اتنی مفید نہیں ہوتی لیکن میرا خیال ہے کہ ایسے موضوعات واقعی اہم مسائل ہیں۔ ان کو پنجاب کے منتخب نمائندگان کے سب سے بڑے ادارے میں لانا اور اس میں ان کے خیالات کے مطابق اس پر کھل کر بات کرنا نقصان کی بجائے فائدے ہی کا باعث بنتا ہے۔ میں اور میری حکومت اچھی تجاویز اور رہ نمائی کی ہمیشہ طلب گار ہے۔ اس سلسلے میں میرا یہ خیال ہے کہ ہمیں ایسے موضوعات پر اس سلسلے کو جاری ہی رکھنا ہو گا اور خاص طور پر جہاں تک کہ ایسے موضوعات پر حزب اختلاف کے معزز اراکین کی آراء کا تعلق ہے' میں تو ان کی سنجیدہ باتوں کو پوری سنجیدگی کے ساتھ نہ صرف سننے کی کوشش کرتا ہوں بلکہ یہ بھی کوشش کرتا ہوں کہ ان میں جو قابل عمل مثبت تجاویز ہوں ان کا سنجیدگی سے نوٹس لوں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی بھی کوشش کی جائے۔ جناب سپیکر! جب ان اہم موضوعات پر باتیں ہوتی ہیں' بحث و تمحیص ہوتی ہے اور اس میں حزب اختلاف کا بھرپور حصہ لینا میرے لیے اس لیے بھی خوشی کا باعث ہوتا ہے کہ میں ان کی ان آراء کے بارے میں صرف ایک ہی رائے رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ:

فقط اس شوق میں پوچھی ہیں ہزاروں باتیں
میں تیرا حسن تیرے حسن بیاں تک دیکھوں

(نعرہ ہائے تحسین)

اس لحاظ سے میرے خیال میں ایسے اہم موضوعات کا سلسلہ جاری ہی رہنا چاہیے۔ میں آج لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں جو گزارشات کروں گا' اس سے پہلے میرے بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے ایک بات کی جس کا حاجی عرفان احمد ڈاھا صاحب نے بھی ذکر کیا اگرچہ وہ موضوع

سے ہٹ کر بات تھی کہ وفاقی سطح پر جو وزیر مملکت برائے امور خارجہ صدیق خان کانجو کی تقرری کے بارے میں میرے بھائی نے جو بات کی ہے وہ ان کی اپنی رائے ہے۔ لیکن میں اس پر کوئی رائے بڑھائے بغیر صرف اتنی بات عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ آئی جے آئی اور مسلم لیگ کی حکومت کو تو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخش دیا ہے کہ اس نے اپنے خارجہ امور میں منسٹر آف سٹیٹ کی تقرری کی ہے اور ہمارے خیال کے مطابق وہ ذہین بھی ہیں' صاحب بصیرت بھی ہیں اور سیاسی امور پر ان کی گہری نظر بھی ہے۔ مگر ایک بات پھر ریکارڈ میں لائے بغیر نہیں رہ سکتا اور حزب اختلاف کے بھائی کو احتراماً" عرض کروں گا کہ بھئی! ہم نے تو ہم میں سے جو ہمارا بہترین ساتھی تھا' اس کو اس ذمہ داری پر لگا دیا لیکن جب آپ کا دور آیا تھا اس وقت آپ نے ہم سے ہمارے بھائی کو قرض کے طور پر حاصل کیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں سب حضرات کا میں مشکور ہوں۔ انہوں نے اپنے اپنے انداز میں خوب باتیں کی ہیں۔ میں اس سلسلے میں اس بات کر برملا اعتراف کروں گا کہ لاء اینڈ آرڈر کو بہتر سے بہتر بنانا اور اس کو عوام کے تقاضوں اور امنگوں کے مطابق بنانا اور بہتر صورت میں اس پر عمل پیرا ہونا ہر حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اور میں نے پہلے بھی کہا ہے اور آج میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ میں اس ذمہ داری کو من و عن قبول کرتا ہوں اگر مختصراً" یہ کہا جائے کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال میری نظر میں کیا ہے تو میں اسے یہ لکھوں گا کہ اس میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور میں اس کی مزید اصلاح کے لیے اور خوب سے خوب تر کی تلاش میں نہ صرف حزب اقتدار کے اپنے رفقاء کا بلکہ حزب اختلاف کے اپنے کرم فرماؤں کا بھی بھرپور تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا کیونکہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ فی الحقیقت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے متعلق اگر صرف حکومت یہ سمجھے یا صرف پولیس یا انتظامیہ یہ سمجھے کہ اس کے حقیقی مقاصد یہ اکیلے حاصل کر سکتے ہیں تو شاید یہ حقیقت بیانی نہیں ہو گی اس میں جب تک حزب اقتدار اور حزب اختلاف شامل نہ ہوں اور اس میں جب تک عوام میں خود شامل ہو کر اس احساس کو آگے نہ بڑھائیں کہ ہم نے امن و امان کی صورت حال کو خوب سے خوب تر کرنا ہے اس وقت تک شاید یہ مسئلہ عوام کی ان

امنگوں تک نہ پہنچ سکے جس کی ہم سب توقع کرتے ہیں، جس کے لیے ہم دعا گو بھی ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ اقرار کرتے ہوئے کہ اس میں مزید اصلاح کی ضرورت ہے اب ان باتوں کی طرف آؤں گا کہ گذشتہ دور میں جو ہمارا ہی دور چند ماہ کا رہا ہے اس میں ہم نے ان مشکل حالات میں کیا اقدامات کیے ہیں اور اس کے نتائج کیا ہیں اور یہ بات میں پھر اس ایوان پر، حزب اختلاف کے اپنے بھائیوں پر اور پنجاب کے چھ کروڑ عوام پر چھوڑوں گا کہ وہ یہ دیکھیں کہ کیا ہم اصلاح کی طرف چلے بھی ہیں یا نہیں؟ کیا ہم اس معاملہ میں درست سمت پر روانہ بھی ہوئے ہیں یا نہیں؟ اور میرے خیال میں اگر اس بات کا تعین ہو جائے کہ ہاں واقعی موجودہ حکومت درست سمت پر چلی ہے تو پھر اس میں اصلاح کے، بہتری کے اور خوبی کے امکانات بھی یقینی طور پر برآمد ہوں گے۔ ناجائز اسلحہ کے بارے میں ایک آرڈیننس جولائی میں نافذ کیا گیا اور میرے خیال میں ہمارا رکن اسمبلی یہ احساس رکھتا تھا کہ اب پنجاب میں نہیں بلکہ پورے ملک میں ناجائز اسلحہ کی بوچھاڑ ہو چکی ہے اور اس کی بہت سی وجوہات ہیں جس کا ہم سب کو علم ہے۔ لیکن جولائی میں اس کے لیے ایک آرڈیننس جاری کیا گیا کہ رضاکارانہ طور پر شہری جن کے پاس ناجائز کسی قسم کا اسلحہ ہے وہ جمع کروائیں اور حکومت نے اس معاملے میں یہ اعلان بھی کیا تھا کہ رضاکارانہ طور پر ناجائز اسلحہ جمع کرانے والے بھائیوں کو حکومت non-prohibited کے اسلحے کا لائسنس جاری کرے گی بشرطیکہ وہ شخص پہلے کسی criminal cases میں ملوث نہ رہا ہو۔ حکومت پنجاب اس بات پر قائم ہے۔ جن دوستوں نے رضاکارانہ طور پر اسلحہ جمع کرایا ہے ان کو ان کی درخواست پر پولیس کو verification کے بعد اسلحہ جاری کیا جائے گا۔ اور ہم اس پالیسی پر عمل پیرا رہیں گے اور اس معاملے میں اس بات کا کوئی فرق نہیں کیا جائے گا کہ درخواست دہندہ کا تعلق کس جماعت سے ہے۔ اگر وہ شریف شہری ہے اور اس کا تعلق چاہے حزب اقتدار سے ہے یا حزب اختلاف سے تو میرے خیال میں یہ حق پنجاب کے ہر شہری کو حاصل ہے کہ وہ اپنے تحفظ کے لیے اگر وہ اسلحہ لائسنس کے تحت لینا چاہتا ہے تو اس کی اس درخواست پر مثبت انداز سے غور کیا جائے گا۔ جب یہ تحریک شروع کی گئی کہ رضاکارانہ طور پر اسلحہ واپس کیا جائے تو جناب سپیکر! 20 اگست تک پنجاب کے 5618 ہتھیار شہری اور دیہاتی بھائیوں نے surrender کیے جو کہ ان کے پاس

ناجائز طور پر تھا اس کے بعد جب تاریخ گزر گئی تو ہم نے پولیس کو ہدایات جاری کیں کہ وہ اب ناجائز اسلحہ کے لیے اپنی سرگرمیوں کو شروع کریں تو 21 اگست سے لے کر آج تک پنجاب میں 3181 ناجائز اسلحہ پولیس نے برآمد کیا ہے۔ اس طرح سے اب تک ٹوٹل 8799 ہتھیار پنجاب پولیس نے برآمد کیے۔ یا رضاکارانہ طور پر ان کو ملے۔ مجھے اس سلسلے میں اراکین اسمبلی کی طرف سے شکایت ملی ہے کہ اب پولیس اسلحہ کی برآمدگی کے سلسلے میں جو اپنی سرگرمیاں جاری کیے ہوئے ہے اس میں بعض اوقات شرفاء کو بھی بے جا پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں اس پہلو کو سنجیدگی کے ساتھ لوں گا۔ اور انشاء اللہ یہ میری ذمہ داری ہو گی کہ میں یہ دیکھوں کہ ناجائز اسلحہ برآمد کرنے کے منظر اور پس منظر میں شریف شہریوں کو بلا وجہ نہ تو ملوث کیا جائے اور نہ ہی ان کو پریشان کیا جائے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی adding کی جائے۔ انشاء اللہ میں سنجیدگی کے ساتھ اس پہلو پر نظر رکھوں گا اور میں تمام اراکین اسمبلی سے استدعا کروں گا کہ جن کا تعلق خواہ حکومتی بنچز سے ہے یا اپوزیشن سے ہے اور خاص طور پر لیڈر آف دی اپوزیشن سے استدعا کروں گا کہ اگر ان کے نوٹس میں ایسی کوئی باتیں آئیں تو وہ مہربانی کر کے مجھے اس سے آگاہ فرمانے کی زحمت فرمائیں تو میں اس کے لیے ان کا شکرگزار ہوں گا۔ اس کے علاوہ پولیس normally بھی اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھتی ہے اور پولیس نے ناجائز اسلحہ کی برآمدگی کے سلسلہ میں یکم جنوری سے 15 ستمبر تک یعنی اس کیلنڈر سال کے دوران قریباً" 26,651 مقدمات درج کیے اور ان ناجائز اسلحہ کے مالکان کے خلاف پرچے درج کرنے کے بعد 26665 ملزمان کو گرفتار کیا۔ اور اس لحاظ سے یکم جنوری سے آج تک کل ناجائز اسلحہ جو پنجاب پولیس نے برآمد کیا اس کی تعداد 25971 بنتی ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے امن و امان کے سلسلہ کا ایک اور پہلو جس پر ہر طرف سے ایوان میں بڑی سنجیدگی اور بڑی تشویش کا اظہار کیا گیا ہے وہ ان اشتہاری ملزمان کا ان علاقوں میں دن دیہاڑے دندناتے پھرنا ہے جس کے متعلق یہ کہا جا رہا تھا کہ پولیس بوجوہ ان پر پوری سنجیدگی سے ہاتھ نہیں ڈالتی۔ کچھ باتیں ہوں گی۔ کچھ باتیں بنائی جا رہی تھیں۔ لیکن بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے معاشرے میں اشتہاری ملزمان کو گرفتار نہ کرنا اور ان کو دندناتے پھرتے ہوئے رہنے کا ماحول فراہم کرنے کا مقصد مزید جرائم کی حوصلہ افزائی یا مزید جرائم کو پھر مزید

636179

ایسے حادثات کا سامنا کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں جنوری سے آج تک کل پنجاب میں اشتہاری ملزمان کی تعداد 3899 تھی اور ان نو ماہ کے دوران پنجاب پولیس نے 3638 اشتہاری ملزمان کو گرفتار کیا اور جو اشتہاری ملزمان قرار دیے گئے تھے ان میں سے 124 اشتہاری ملزمان کو بے گناہ قرار دیتے ہوئے ان کو ان اشتہاری ملزمان کی فہرست سے خارج کیا۔ اور اس وقت صوبے میں 3899 یعنی ان اشتہاری ملزمان میں سے 1497 ملزمان آج بھی باقی ہیں جن کی گرفتاری کے لیے پولیس کو نہ صرف سخت ہدایات دی گئی ہیں بلکہ ان سے ہر ماہ اس کی باز پرس بھی کی جاتی ہے۔ اور اگر اس کی اوسط نکالی جائے تو یہ اب گھٹ کر ہر ضلع میں تقریباً 45 کے قریب اشتہاری ملزم اب بھی باقی ہیں۔ اگرچہ ان کی تعداد کم ہوئی ہے لیکن میرے خیال کے مطابق ایک بھی اشتہاری ملزم ہماری سوسائٹی میں کھلا نہیں رہنا چاہیے بلکہ میری رائے کے مطابق اشتہاری ملزم کو اشتہاری یا مفرور قرار دینے سے پہلے پولیس کو انہیں گرفتار کرنا چاہیے اور یہ ایک ایسا اصلاحی اور ذمہ داریوں کو پورا کرنے کا پروگرام ہے جس کے لیے انشاء اللہ میری اور میری حکومت کی تمام کوششیں اس کے لیے صرف ہوں گی اور اس سلسلے میں' میں پھر تمام اراکین اسمبلی کا اور خاص طور پر اپوزیشن کے اراکین کے تعاون کا طلب گار رہوں گا کہ اگر ان کے پاس کوئی معلومات یا کوئی تجاویز ہوں تو ان کو خوش آمدید کہا جائے گا تاکہ ہم اپنے معاشرے کو ان اشتہاری اور مفرور ملزموں کے ناسور سے جلد از جلد پاک کر کے اس بات کا عملی ثبوت فراہم کریں کہ ہم واقعی in letter and spirit امن و امان کی صورت حال کی بہتری کے لیے عملی اقدامات کر رہے ہیں اور اس سے ہمارے معاشرے کا ہر طبقہ اتنا ہی سنجیدہ ہے جتنا کہ پولیس یا حکومت یا کوئی اور ہے۔

جناب سپیکر! جرائم کے خاتمے کے لیے جو compaign ہم نے چلائی ان تجاویز اور اس ماحول کی روشنی میں جو پنجاب کے عوام کو لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں پریشانی کا موجب بن رہا تھا جو اس ہاؤس میں بھی زیر بحث آتا رہا اور خاص طور پر اسلام پورہ اور شیخوپورہ کے دو سنگین واقعات کے نتیجے میں واقعی اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ پنجاب کے عوام کے ذہنوں میں بھی بڑے تشویش کے اثرات مرتب ہوئے اور یہ کسی ایک کے ذہن میں نہیں بلکہ ہر شہری کے ذہن میں آئے کیونکہ اگر کسی نے جرم کرنا ہے' اگر کسی نے دہشت گردی کرنی ہے

یا کسی نے terrorist activity کرنی ہے تو آیئے ہم اس بات کو پہلے تسلیم کریں کہ وہ یہ بات نہیں دیکھتا کہ یہ پاکستان کا شہری دیہات کا رہنے والا ہے یا شہر کا یہ چھوٹا ہے یا بڑا اور اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے یا مسلم لیگ سے یا جماعت اسلامی یا آئی جے آئی سے ہے۔ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ اگر اس کا نام غلام رسول ہے تو پھر وہ اس کو گولی کا نشانہ بنانا چاہتا ہے تو اس لحاظ سے میرے خیال کے مطابق ان جرائم کو ختم کرنے کے لیے ہمیں ایک مہم ایک تحریک چلانی ہو گی' اور ہمیں تمام کو ایک جذبے کے ساتھ مل جل کر آگے چلنا ہو گا اور جرائم کے خاتمے کے لیے اب تک ان آٹھ نو ماہ میں بلکہ ان گذشتہ تین چار ماہ میں جس میں زیادہ سرگرمیاں جو ہیں ان کو top priority پر بڑھایا گیا تو اس کے جو نتائج نکلے ہیں وہ یوں ہیں کہ جنوری سے لے کر ستمبر تک سنگین جرائم جو ہیں جن میں ڈکیتی' رہزنی' کاروں اور موٹر سائیکلوں کا سرقہ' اس کے 145 منظم ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کے گروہوں کو un earth کیا گیا اور 145 گروہوں کے خلاف پولیس نے کارروائی کی۔ ان سنگین ملزمان کے گروہوں کے 605 افراد کو گرفتار کیا گیا اور ان سے 4 کروڑ 75 لاکھ روپے کا مسروقہ سامان برآمد کیا گیا۔ میں اس کو آئیڈیل نہیں کہتا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ بہرحال میری یہ بات کہ ہم نے ایک مثبت سمت کی طرف آغاز کیا ہے اور اس کی نشان دہی کرتے ہوئے یہ ضرور کہوں گا کہ اس سلسلے میں اب ہماری پیش رفت اور ہماری سمت جو ہے وہ واضح ہے اس میں کوئی ابہام اور کوئی ریزرویشن نہیں ہے۔

اغواء برائے تاوان کی وارداتوں کی یہ لعنت پہلے ہمارے کسی دوسرے صوبے میں بھی تھی اور پنجاب میں بھی اس سال کچھ واقعات رونما ہوئے جن سے ہر شہری کی تشویش یقینی طور پر بڑھی کہ اب پنجاب میں بھی اغواء اور تاوان کی صورت حال کا آغاز ہوا ہے جس کو حکومت نے بڑی سنجیدگی سے لیا اور اس کی صورت حال یہ ہے کہ جنوری سے ستمبر تک پنجاب میں اغواء یا اغواء برائے تاوان کی کل اکیس وارداتیں ہوئیں ان میں سے جو کیس سامنے آئے وہ چودہ ہیں۔ اکیس میں سے چودہ اور اغواء کے جو پرچے دیے گئے' ان میں سے تین کیس تفتیش کے بعد جھوٹے نکلے کہ وہ غلط تھے اور صرف اغواء کے چار کیس ان ٹوٹل اکیس میں سے ایسے ہیں جو اس وقت پنجاب میں زیر تفتیش ہیں اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ پنجاب

جیسا چھ کروڑ کی آبادی کا صوبہ جس کے گرد و پیش کے حالات آپ کے سامنے ہیں ان میں اگر اس صورت حال کو دیکھا جائے تو کاش! میں آپ کی خدمت میں یہ بات کہتا کہ ان میں سے ایک بھی اغواء کا کیس اب باقی نہیں ہے لیکن اکیس میں سے چار کیس اس وقت زیر تفتیش ہیں اور یہ بات بھی حکومت کی سوچ اور فکر کی نشان دہی کرتی ہے کہ اس معاملے میں بھی ہم نے بڑے سے بڑے طاقتور شخص کے خلاف کسی reservation کے بغیر بڑی سنجیدگی کے ساتھ کارروائی کی ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی اس سے بہتر صورت میں ہم اس کارروائی کو جاری رکھیں گے اور اس سلسلے میں بھی میری آپ تمام احباب، منتخب نمائندگان اسمبلی سے یہ گزارش ہے کہ آپ اس سلسلے میں ہماری بھرپور رہ نمائی فرما سکتے ہیں اور کسی جگہ پر اگر آپ سمجھیں کہ کوئی بات غلط ہو رہی ہے یا تجاوز ہو رہا ہے تو اس پر بھی آپ کی رہ نمائی میرے لیے بے حد مددگار ذریعہ بنے گی۔

جناب سپیکر! یہ بات زیر بحث آتی رہی ہے کہ یہاں پاکستان میں یا پنجاب میں انصاف نہیں ملتا یا بڑی تاخیر سے ملتا ہے یا سستا نہیں ملتا اور میرے خیال میں ان باتوں میں کم و بیش اپنے اپنے منظر اور پس منظر میں ایک وزن دکھائی دیتا رہا ہے اور اس سلسلہ میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے تمام بھائیوں نے کھل کر ماضی میں اظہار خیال کیا ہے۔ جس کے نتیجے میں بڑے غور و فکر کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ جب تک ہم آئین میں ترمیم کر کے خصوصی عدالتوں کے قیام کا اہتمام کر کے ایسے سنگین جرائم میں مبتلا ملزمان کے کیسوں کے فیصلوں کے لیے عدالتوں کو time limit میں محدود نہ کریں اس وقت تک یہ جرائم پیشہ لوگ جن کے بازو بھی لمبے ہوتے ہیں اور جن کے ہاتھ بھی تگڑے ہوئے ہیں یہ کسی نہ کسی صورت میں کسی نہ کسی طریقہ سے اپنی فلاح کا راستہ نکال لیتے ہیں تو یہ پکڑے ہی نہیں جاتے اور اگر پکڑے جائیں تو بالائی طبقے کی نذر ہو جاتے ہیں۔ مجھ سے بچ جائیں تو پولیس اور انتظامیہ کی نذر ہو جاتے ہیں اور اگر ان سے بھی بچ جائیں تو کسی اور جگہ پر بھی یہ کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے ہیں۔ تو یہ بات ماضی میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ ہوتی رہی ہے جس کے نتیجے میں حکومت کو یہ رائے ملی کہ اگر آپ خصوصی عدالتوں کا speedy trial courts قیام عمل میں لانا چاہتے ہیں تو اس کے لیے آپ کو آئین میں ترمیم کرنا ہو گی۔ حال ہی میں

بارھویں آئینی ترمیم آپ کی پارلیمنٹ نے منظور کی اور اس کے ذریعے اب ان سنگین اور سنسنی خیز جرائم کے ملزمان کو جلد از جلد کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے اور مظلوم عوام کو سستا اور جلد انصاف فراہم کرنے کے لیے ان خصوصی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور میں یہ بات خاص طور پر اپوزیشن کے بھائیوں تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ ان خصوصی عدالتوں کے قیام کے سلسلے میں جتنے بھی جج صاحبان کا تقرر ہوا ہے وہ بات حکومت کی اس نیت کی ترجمان ہے کہ ہم ان خصوصی عدالتوں کو کسی سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنا نہیں چاہتے اور وہ تمام جج صاحبان یا تو ہائی کورٹ کے شہرت یافتہ جج ہیں یا پھر سپریم کورٹ کے شہرت یافتہ جج ہیں اور ان میں ابھی نہ ہی باہر سے کسی جج یا اس سے پہلے terrorist کورٹ کے آپ کے جج صاحبان ہیں ان کی تقرری ابھی تک عمل میں نہیں آئی۔ یہ بات حکومت کی اس نیت کی ترجمان ہے کہ حکومت victimization کے اس منظر یا پس منظر کے تحت ان عدالتوں کا قیام عمل میں نہیں لائی بلکہ اس کا صرف اور صرف مقصد یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں سنگین جرائم کرنے والے جو بھی مجرمان ہیں ان کا تعلق خواہ کسی بھی طبقے سے ہے ان کو بغیر کسی رو رعایت کے کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے ہم انصاف کے تقاضوں کو اتنی تیزی کے ساتھ عمل میں لائیں جس سے مظلوم محسوس کرے کہ ظالم کو حکومت نے بروقت سزا دے کر اس کی تلافی کی کوشش کی ہے لہٰذا آپ سمجھتے ہیں کہ ان speedy strial courts نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور ریڈیو اور ٹی۔ وی کے ذریعے آپ سن رہے ہیں کہ ایک ہفتے کے اندر اندر ان کے فیصلے بھی ہو رہے ہیں اور ان کو اپیل کی جو رعایت دی گئی ہے اس سے بھی یہ استفادہ حاصل کر رہے ہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ اخلاق باختہ معاشرہ جس نے یقینی طور پر ہمارے معاشرے کی ان قدروں کو للکارا ہے جب تک ان سنگین جرائم میں مبتلا لوگوں کو کم از کم وقت میں کیفر کردار تک نہیں پہنچائیں گے اس وقت تک یہ سارے مسائل حل ہونے کی بجائے الجھے رہیں گے لہٰذا میرے خیال میں ان عدالتوں کے قیام سے ملزمان کو انصاف اور قانون کے مطابق کیفر کردار تک پہنچانے کا جو اہتمام ہوا اس میں عدالتوں نے اپنے کام کا آغاز کیا ہے۔ اور جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں ایک بار پھر آپ کی وساطت سے بغیر کسی reservation کے یہ یقین دہانی کروانا چاہتا ہوں اور میں کم از کم پنجاب کی بات پورے

وثوق کے ساتھ کروں گا۔ جس کا میں ذمہ دار ہوں کہ ان speedy trial courts کو کسی حالت میں بھی victimization کا ذریعہ نہیں بننے دوں گا۔

جناب سپیکر! اس ایوان میں پولیس کی کارکردگی کے بارے میں بھی بہت سی باتیں ہوتی رہتی ہیں۔ جناب والا! پولیس ہماری سوسائٹی اور ہمارے معاشرے کا ایک حصہ ہے اس میں کمزوریاں کب سے تھیں ان میں کمزوریاں کب زیادہ شروع ہوئیں یہ میرے خیال میں ہماری تاریخ کا ایک حصہ ہے اور ہمارا ہر بھائی خواہ وہ حزب اختلاف میں بیٹھا ہے یا حزب اقتدار میں بیٹھا ہے وہ اس سے بخوبی واقف ہے لہٰذا میں اس کی تفصیل میں گئے بغیر یہ عرض کروں گا کہ ہم نے پولیس کو پہلے طرز عمل سے نکال کر آج کے حالات کے مطابق اپنی ذمہ داریاں پورا کرنے کا احساس دلایا ہے اور انشاء اللہ اس سلسلے میں ہماری یہ انتہائی کوشش ہو گی کہ ہم وہ مقاصد حاصل کریں جن مقاصد کے لیے پولیس کو امن و امان کا محافظ کہا جاتا ہے اور پولیس یا حکومت کا کوئی بھی شعبہ اگر امن و امان کی صورت میں اپنے محافظے کی اس ذمہ داری کو پورا نہیں کرتا تو انشاء اللہ نہ صرف قانون حرکت میں آئے گا بلکہ میری اور میری حکومت کی انتظامیہ بھی ضرور حرکت میں آئے گی اور اس سلسلے میں میں مشکلات کے انبار کے باوجود اپنی سکت کی حد تک کوئی رو رعایت نہیں کروں گا اور میں اس سے سمجھوتہ بھی نہیں کروں گا۔ میں یہ بات بڑی عجز و انکساری کے ساتھ اس ایوان تک پہنچا رہا ہوں کہ ان جرائم میں مبتلا ملزمان کے پاس کلاشنکوف بھی ہے ان کے ہاتھ میں دھماکہ خیز مواد بھی ہے' یہ ٹرینڈ بھی ہیں اور ان کے پاس ہماری پولیس کی ٹرانسپورٹ سے بہتر ٹرانسپورٹ ہے ان کے ہماری پولیس سے مقابلے بھی ہوئے ہیں اور ان نو ماہ میں ان سنگین جرائم میں مبتلا ڈاکوؤں' چوروں اور راہزنوں کے ساتھ 156 پولیس مقابلے ہوئے ہیں۔ ان مقابلوں میں پولیس کے گیارہ افسر اور نوجوان شہید ہوئے ہیں' 44 پولیس کے افسر اور نوجوان شدید زخمی ہوئے ہیں اور 71 اشتہاری ملزم اور سنگین جرائم میں مبتلا ملزم پولیس مقابلوں میں مارے گئے ان مقابلوں میں زخمی ہونے والے ملزمان کی تعداد 43 ہے اور ان مقابلوں میں 228 ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے اور ہمارے ان قریب کے مہینوں میں پولیس کی کارکردگی پہلے مہینوں سے نسبتاً زیادہ ہے اور بہتر بھی ہے' میں وقت کی کمی کے باعث اس کی تفصیل میں نہیں جا رہا۔ لیکن آپ سب کو ایک بات تسلیم

کرنی پڑے گی کہ اس اخلاق باختہ معاشرہ کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں میں نہیں جانا چاہتا۔

جناب سپیکر! آج کے لاء اینڈ آرڈر کے خراب ہونے کی وجوہات بے شمار ہیں ان میں ہمارے ملک کے گرد و پیش کا ماحول ہے' اس میں افغانستان issue' اس میں وادی کشمیر میں بھارت کی بربریت اور اس کی پاکستان پر غلط قسم کی الزام تراشی اور مشرقی پنجاب کے مسائل جن کا بھارت پاکستان کو الزام تراشی کا غلط نشانہ بناتا رہا ہے' شامل ہے۔ اور یہ پاکستان کے گرد و پیش کے حالات ہیں جنہوں نے پاکستان کے اندرونی حالات پر منفی اور غلط قسم کے اثرات مرتب کیے ہیں اور ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا ہو گا کہ ہمارے نارمل لاء اینڈ آرڈر مسئلے کے ساتھ اپنے ملک میں دہشت گردی اور terrorism کی زد میں بھی ہیں اور وہ بیرون ملک بھی ہمارے دشمن ہیں اور اندرون ملک میں بھی ان کے ایجنٹ موجود ہیں۔ امن و امان کی صورت حال کی اصلاح کے لیے ہمیں بعض حقائق کو بھی تسلیم کرنا ہو گا کہ اگر آج کا terrorist یا آج کا مجرم اور ملزم بہتر طور پر ٹرینڈ ہے اور اس کے ہاتھ میں کلاشنکوف ہے اس کے پاس پجارو گاڑی ہے بلکہ وہ تو walkie talkie بھی لیے پھرتا ہے ان حالات میں آپ کی پولیس کے پاس چلانے والی نہیں بلکہ دکھانے والی بندوق ہو اور اس پولیس کے پاس اول تو گاڑی ہے نہیں اور اگر ہو تو وہ بھی چھکڑا گاڑی ہو اور پھر وہ اس سوسائٹی کا فرد بھی ہو جس سوسائٹی میں کمزوریاں بھی موجود ہیں اور جیسا کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے ارشاد فرمایا ہے کہ ماضی میں کس کس دور میں اس پہلو میں merit کی بجائے out of merit بھرتیاں نہیں ہوئیں اور اس سے کون سا دور بچا ہوا ہے اور کون سا دور اس سے نہیں بچا ہوا میں اس کی تفصیل میں گئے بغیر عرض کروں گا کہ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ امن و امان کی صورت حال کی اصلاح کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک تو ہمیں اپنی پولیس کی ذہنی تربیت کے لیے بہترین ٹریننگ کے اقدامات کرنے ہوں گے اور اس میں ان کو equipment کے طور پر' ان کو ٹرانسپورٹ کی سہولت کے طور پر' ان کو وائرلیس سسٹم سے مربوط کرنے کے لیے اور ان کو حتیٰ کہ computer system سے مربوط کرنے کے لیے ہمیں ان تمام ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہو گا۔ اس سلسلے میں حال ہی میں وفاقی حکومت کے ساتھ پولیس ریفارمز کے تحت ہماری ان سے طویل ملاقاتیں اور میٹنگیں ہوئی ہیں۔ ہم نے ان سے یہ گزارش کی ہے کہ اگر

پولیس کی نفری کو بڑھانا ہے' ان کی ٹریننگ کرنی ہے' اچھے آفیسر بنانے ہیں اگر ان کو equipt کرنا ہے انہیں ساز و سامان سے لیس کرنا ہے' اس کے لیے پھر فنڈز کی ضرورت ہے اور اتنے فنڈز کی ضرورت ہے کہ صوبائی حکومت شاید اپنے ذرائع سے پورا نہ کر سکے۔ اس سلسلے میں وزیر اعظم پاکستان نے حکومت پنجاب کو پولیس کی اس modernization کے لیے 50 کروڑ روپے کی خصوصی گرانٹ کا اعلان فرمایا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور اس میں matching share حکومت پنجاب کو فراہم کرنا ہو گا۔ ہم انشاء اللہ اس سلسلے میں' اگرچہ ہمارا بجٹ خاصا tight ہے اور اس پر یہ ایک بوجھ ہے لیکن چونکہ امن و امان کا مسئلہ یقینی طور پر آج ہماری پہلی ترجیح ہے اس لیے وفاقی حکومت سے اس سلسلے میں جتنی بھی ہمیں گرانٹ ملی ہم matching grant کے لیے خواہ ہمیں re-appropriate کرنا پڑے اور خواہ ہمیں آپ سے میری مراد حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں سے ہمیں گزارش کرنی پڑے۔ اس پر غور کر کے کچھ زیادہ سنجیدگی سے توجہ دینی ہو گی اور اس کے لیے کچھ فنڈز نکالنا ہوں گے۔

اسلام پورہ اور شیخوپورہ کے سنگین واقعات کے بعد جس نے یقینی طور پر ہمارے ذہنوں کو للکارا اس کے بعد گاؤں اور محلے کی سطح پر رضاکار کمیٹیاں فوری طور پر بنانے کا فیصلہ کیا گیا اور پنجاب میں گاؤں اور محلے کی سطح پر جن نوجوانوں کو اس کام کے لیے لگایا گیا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس نے حوصلہ افزا نتائج برآمد کیے ہیں اور میں نے خود بھی دیکھا ہے' راتوں کو مختلف جگہوں پر جا کر دیکھا ہے کہ وہاں پر ہمارے نوجوان اپنے اپنے محلے اور اپنے گاؤں کی رکھوالی کے لیے نکلے ہوئے ہیں۔ اگرچہ ان کی آرگنائزیشن کی نامزدگی میں جلدی میں شاید ہم سے کچھ کوتاہیاں ہوئی ہوں لیکن ہم اس کی اصلاح کے لیے تیار ہیں اور اگر ان رضا کاروں اور نوجوانوں میں کہیں کوئی ایسے لوگ شامل ہو گئے ہیں جو ہمارے معاشرے کے صاف ستھرے نوجوان نہیں ہیں' تو ہم ان کو replace کرنے میں انا کا مسئلہ نہیں بنائیں گے۔ بلکہ انشاء اللہ میری یہ سوچ ہے' کہ ان رضا کاروں کو جو دیہاتوں میں رضاکارانہ طور پر کام کے لیے آگے بڑھے ہیں اور ان رضاکاروں کو جو شہروں میں رضاکارانہ طور پر یہ خدمات دینے کے لیے آگے بڑھے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کے لیے کچھ اقدامات کیے جائیں۔ کم از کم ان کو لائسنس دے

دیا جائے اگر وہ اسلحہ خریدنا چاہیں تو ان کو فراہم کیا جائے۔ اس سلسلے میں ہم مزید بھی کوئی سوچ و فکر کریں گے۔ کیونکہ یہ ایک community کے لیے پالیسی ہے اس میں ہم اپنے نوجوان کی اصلاح کے لیے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیا کیا کچھ کر سکتے ہیں؟ اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہمیں ان کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا۔ انشاء اللہ ہم ان کی حوصلہ افزائی کریں گے' تاکہ ہمارا امن عامہ کے حصول میں کامیابی کا جو مقصد ہے' اس کو ہم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! بڑی شاہراہوں پر ڈکیتیاں بھی ایک سنگین مسئلہ بنا ہوا ہے اور وہاں سے کاروں کا سرقہ' یہ آج کل ایک شغل بن گیا ہے اور اس میں بدقسمتی سے جو اعداد و شمار ہمارے سامنے آئے ہیں اس میں ہمارے بعض نوجوان طلباء بھی اس ذوق میں شامل ہو چکے ہیں۔ اس کا بھی سنجیدگی سے نوٹس لینا ہو گا۔ شہروں اور شاہرات پر ان ڈکیتیوں کی وارداتوں کی رکاوٹ کے لیے اور اس کی بیخ کنی کے لیے ہمارا منصوبہ یہ ہے کہ ہم ان بڑی شاہراہوں پر ٹریفک پولیس کی نگرانی کے لیے موبائل ٹیم بنانے کا ایک پروگرام ہم نے ترتیب دیا ہے اور شاہرات پر ان ڈکیتیوں کی وارداتوں کی رکاوٹ کے لیے اور اس کی بیخ کنی کے لیے ہمارا منصوبہ یہ ہے کہ ہم ان بڑی شاہراؤں پر ہر دس میل پر ایک چیکنگ پولیس پوسٹ قائم کریں اور ان کو اس ساز و سامان سے بھی لیس کریں۔ جس کے ذریعہ سے بڑی شاہراہوں پر ڈکیتیوں کی وارداتوں پر کنٹرول حاصل کیا جا سکے۔ پھر علاقہ بندی اور گاڑیوں کی چیکنگ اور اس سلسلے میں بنکوں کی رقوم ایک جگہ سے دوسری جگہ پر رقم لے جانے کے بھی جو واقعات خاص طور پر لاہور میں دو تین واقعات ہوئے ہیں اور باقی جگہوں پر بھی ہوتے رہتے ہیں اس پر بھی ہم سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں قائد ایوان سے درخواست کروں گا کہ آپ مزید کتنا وقت لینا چاہیں گے؟

وزیر اعلیٰ پنجاب: میرے خیال میں زیادہ سے زیادہ دس منٹ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دس منٹ کے لیے وقت بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب: آپ میرے خیال میں پندرہ منٹ کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کریں اگر ضرورت پڑی تو مزید پانچ منٹ کے لیے وقت بڑھا

دیں گے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب: شکریہ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ بڑی شاہرات پر بھی ہمارا ایک short term اور long term پروگرام ہے تاکہ ہم گاڑیوں کی چیکنگ اور بنکوں کی نقدی جو وین لے جاتی ہیں ان کے لیے بھی مناسب اقدامات کریں اور اس سلسلے میں ہم نے بنکوں سے بھی ایک پلان بنایا ہے اور ناکہ بندی اور گاڑیوں کی چیکنگ کے دوران عوام کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ بھی ہمارے نوٹس میں ہے اس سلسلے میں بھی ہماری نیت یہی ہو گی کہ اگر پولیس والے اس سلسلے کو عوام کی مردم آزادی یا ان سے پیسے بٹورنے کا ذریعہ بنائیں تو اس کا ہم سختی سے سدباب کریں گے۔ ہم ٹیلی ویژن کیمروں کی تنصیبات کا پروگرام بھی بنا رہے ہیں تاکہ جرائم کی زیادہ سے زیادہ چیکنگ کا ماحول پیدا ہو سکے اور اس سلسلے میں ہم انشاء اللہ جلد کوئی بہتر پیش رفت کریں گے۔ پولیس اصلاحات کے متعلق میں نے آپ سے گزارش کی ہے۔ حزب اختلاف کی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہمارے بھائیوں نے ہر بات میں یہی خیال کیا ہے کہ شاید.....

حافظ سلیمان بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! اجلاس کی کارروائی کے دوران غیر متعلقہ افراد کو اسمبلی کے ایوان میں آنے کے لیے کوئی اجازت دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سے غیر متعلقہ افراد کی آپ بات کر رہے ہیں؟

حافظ سلمان بٹ: جناب میں فوٹو گرافر کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! اس کو میں نے اجازت دی ہوئی ہے۔

حافظ سلمان بٹ: جی! بہت اچھا!

وزیر اعلیٰ پنجاب: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ امن عامہ کی بحث کے دوران بھی اور عام طور پر ہمارے حزب اختلاف کے بھائیوں کی طرف سے حکومتی بنچوں پر تنقید کی جاتی ہے جو کہ ان کا حق ہے میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن ایک بات میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں بھی اب ہمیں realistic approach کے تحت اپنے انداز کو اس کے مطابق لانا ہو گا۔ میں یہ بات نہایت عجز و انکساری مگر پوری ذمہ داری کے ساتھ عرض کر رہا

ہوں کہ غالباً" پاکستان کی جمہوری تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے' ماضی میں تو ہمیشہ برسراقتدار جماعت کی لیڈر شپ اور اس کا اقتدار اپوزیشن کے لیڈروں ہی اور ان کے کارکنوں ہی کو تنقید کا نشانہ بناتا رہا ہے۔ اور ہمیشہ حزب اقتدار کے اراکین قانون سے مبرا سمجھے جاتے رہے ہیں۔ میں یہ گارنٹی نہیں کر رہا اور اس بات کا دعویٰ بھی نہیں کر رہا کہ میں نے ان تمام معاملات کو حل کرلیا ہے۔ لیکن عرض یہ کرتا ہوں کہ یہ ایک unprecedented بات اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت میں ہوئی ہے کہ پنجاب میں جب ہم نے اپنے معزز اراکین اسمبلی میں سے کسی رکن کو یہ دیکھا کہ انہوں نے لاء اینڈ آرڈر کے ساتھ انصاف نہیں کیا جس کی ذمہ داری کے تقاضے ان پر عائد ہوتے تھے' تو نہ صرف یہ کہ قانون ان کے خلاف حرکت میں آیا بلکہ وہ گرفتار ہوئے اور آج بھی اس سلسلے میں جس بات کا آپ ذکر کر رہے تھے۔ میرے ہی احکامات کے ذریعے میری ہی جماعت کا اور آئی جے آئی کا اور مسلم لیگ کا ایک رکن اسمبلی جیل میں ہے۔ اور اس سے پہلے ایک اور رکن صوبائی اسمبلی گرفتار ہوئے ہیں۔ مجھے افسوس ہے اور میں یہ بات کوئی خوشی سے نہیں کہہ رہا ہوں اور نہ ہی اس پر کوئی فخر کر رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ قائد ایوان ہونے کی حیثیت سے مجھے اپنے معزز اراکین اسمبلی کا کتنا احترام ہے اور میں کس حد تک ان کا تحفظ کر سکا ہوں۔ لیکن گزارش یہ ہے کہ اگر امن عامہ کے مسئلے پر ہم نے مقاصد حاصل کرنے ہیں تو پھر میرے خیال میں جب تک میں خود اپنے آپ کا محاسبہ نہیں کروں گا شاید اس وقت تک مجھے دوسروں کے محاسبہ کرنے کا اتنا حق نہیں پہنچتا جتنا کہ میں کرنا چاہتا ہوں۔ اور دوسروں کا محاسبہ کرنا پڑا تو یہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں اس سلسلے میں کوئی ہچکچاہٹ یا گریز نہیں کروں گا۔

لیکن یہ بات بھی unprecedented ہے کہ اس وقت ہم نے نہ صرف ایسے امور میں جس میں ہم نے یہ محسوس کیا ہے کہ ہمارے بعض نہایت فاضل اور معزز اراکین نے پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کی ہے یا لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو پیدا کیا ہے یا عوام کے پیسے کے امین ہونے میں انہوں نے کچھ کوتاہی کی ہے۔ ہم نے جو آغاز کیا ہے اگرچہ وہ میرے لیے بڑا تلخ ہے' لیکن میں نے اس سے گریز نہیں کیا۔ اور یہ بات میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ آغاز ہماری نیتوں کی ترجمانی کرتا ہے کہ ہم اصلاح کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ ماضی کی غلطیوں

سے سبق حاصل کریں۔ میں اپنے اپوزیشن کے بھائیوں سے نہایت عزت و احترام سے گزارش کروں گا کہ جس بات کی وہ مجھ سے توقع کرتے ہیں یہ ان کا حق ہے۔ وہ ضرور کریں۔ میں انشاء اللہ ان کی باتوں کو سنجیدگی سے لوں گا اور ممکن حد تک کوشش بھی کروں گا لیکن میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ان بھائیوں کو جب قدرت نے اقتدار کا موقع فراہم کیا تھا اور وہ بھی ایک بار نہیں دو بار۔ کاش! اس وقت بھی انہوں نے صحت مند روایات قائم کی ہوتیں۔ تاکہ میں ان روایات کو سامنے رکھ کر ان سے آگے چلتا۔ مجھے تو الف ب سے چلنا پڑ رہا ہے۔ اس لیے میں خیال کرتا ہوں کہ اتنا realistic مجھے اپوزیشن کو دینا ہو گا۔ ورنہ میں اس سے بہت آگے جاتا۔ اب تک میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اپوزیشن کے گلے شکوے میری سرآنکھوں پر لیکن یہ بات میں بڑی انکساری کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ کمزوریاں سب میں ہوتی ہیں۔ ہم بھی سوسائٹی کا حصہ ہیں۔ لیکن میرے خیال میں 10·9 ماہ کے دور اقتدار میں پنجاب میں شاید ایک کیس بطور الزام اپوزیشن کی طرف سے بھی نہیں آیا کہ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ ان کے کسی رکن اسمبلی کے ساتھ یا کسی ممبر کے ساتھ یا کسی کارکن کے ساتھ political victimization کی گئی ہو۔ اور اگر ایسی کوئی بات ہو تو میں انشاء اللہ سنجیدگی سے نوٹس لوں گا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم جمہوری عمل پر چلنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے کردار کو اس کی پوری روح کے ساتھ قبول کر کے آگے چلنا ہو گا۔ اور اس بات نے ہمیں ماضی میں نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس سے ہمیں اپنے قومی مقاصد کو مزید نقصان پہنچانے کی ذمہ داری کو قبول کرنا ہو گا۔

میں اس سلسلہ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ میں نے بڑی سوچ و فکر کے بعد ضلعی مشاورتی بورڈوں کی تشکیل کا فیصلہ کیا۔ جس میں اضلاعی مشاورتی بورڈ بھی شامل ہے۔ میں اس بات کا اقرار کر رہا ہوں کہ اس پر عمل درآمد کرنے میں کچھ کوتاہی ہوئی ہے۔ اس تاخیر کی بہت سی وجوہات ہیں لیکن انشاء اللہ اس اسمبلی کے اجلاس کے دوران ہی اس میں جہاں کہیں حتمی رد و بدل کرنا ہے وہ کر دوں گا۔ جب میں نے اخبارات میں ان مشاورتی بورڈوں کے نام دیے ہیں تو مجھے مختلف اطراف سے شکایات اور تجاویز موصول ہوئیں۔ اس وجہ سے اس میں تاخیر ہوئی۔ اب میں اس کام پر لگا ہوا ہوں اور میری کوشش ہو گی کہ انشاء اللہ اس اجلاس

کے دوران ہی ان کو فائنل کر کے اور ان کی نوٹیفکیشن کر کے ان مشاورتی بورڈوں کو شروع کروں۔ جس میں ضلعی احتسابی مشاورتی بورڈ بڑا ہی اہم کردار ادا کرے گا۔ اور اس سے غریب عوام کو اپنے گھر کے نزدیک اپنے مسائل کو حل کرنے اور انصاف حاصل کرنے کے زیادہ مواقع ملیں گے۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ امن و امان کا مسئلہ ہو یا کوآپریٹو کا' یہ آسان مسائل' نہیں ہیں بلکہ مشکل ہیں۔ ان کو ہم مل جل کر حل کریں گے اور سب مل جل کر کریں گے۔ اس کو کوئی اکیلا آدمی حل نہیں کر سکتا۔ مگر میں ان مشکل مسائل کو جو آج سوسائٹی کا نتیجہ ہیں اور جن میں ہمارا ماضی بھی شامل ہے' اس کی بھی وجوہات ہیں۔ میں ایک بات عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ایک بات کو ہم حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے اور حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے بھائی اس بات کا اقرار کریں کہ

سکھ سڑک پر پڑا ہوا نہیں ملتا
کو بکو جاؤ در بدر جاؤ

اس کے لیے ہمیں جہاں بھی اصلاح کے لیے کچھ کرنا ہو گا وہ کرنا ہو گا اور کسی ایک فریق کو نہیں سب کو مل کر کرنا ہو گا۔ لہٰذا میں اس ایوان کے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے بھائیوں کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کے عوام کو بہتر امن و امان کی فضا مہیا کرنا ہماری ذمہ داری ہے اس سلسلہ میں ہماری مقامی سطح کی مشکلات کو دور کرنا ہو گا۔ اور میں گزارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں میرے وزراء صاحبان' حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے صاحبان' حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے صاحبان اور عام شہری میری امداد کریں۔ میں ان سے امداد کے لیے اپیل کی استدعا کر رہا ہوں۔ کیونکہ جب تک یہ کام نہیں ہو گا اس وقت تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم اس سلسلہ میں آگے بڑھیں گے تلخیوں کو بجائے موضوع بنانے کے ان کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم اصلاح کریں گے اگر کوئی سو باتیں میرے خلاف کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نوے باتیں غلط ہیں۔ میں ان کا نوٹس نہیں لوں گا۔ جو دس درست ہیں ان کا نوٹس لوں گا اور اس کو لے کر آگے بڑھوں گا۔ انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ یہ ایوان میری رہ نمائی کرتا رہے گا۔ اور اس میں حزب اقتدار کے بھائی اور حزب اختلاف کے معزز اراکین اپنا تعمیری اور مثبت عملی کردار ادا کرتے رہیں گے تاکہ میں

صرف یہی خیال نہ کروں کہ جس وقت ہم یہاں بیٹھتے ہیں.....

جناب ڈپٹی سپیکر: وقت پانچ منٹ کے لیے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب: تو اس طرف سے صرف اچھی اچھی باتیں آتی ہیں اور حزب اختلاف کی طرف سے صرف تیر ہی تیر آتے ہیں۔ میرے خیال میں realistic approach کے ساتھ ہم بڑھیں گے تو پھر مسئلہ اور آگے بڑھے گا اور عوام کو سکھ ملے گا۔ اس سلسلہ میں حزب اختلاف کے بھائیوں کے مثبت تحریری کردار کی سوچوں کا اعتراف کرتے ہوئے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے یہی کہوں گا کہ ہمارے متعلق یہی خیال نہ رکھا کیجئے

تجھے لے دے کے ساری داستاں میں یاد ہے اتنا
عالم گیر ہندو کش تھا' ظالم تھا' ستمگر تھا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس اتوار' 29 ستمبر 4 بجے شام تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

اتوار' 29 ستمبر 1991ء

(یک شنبہ 19 ربیع الاوّل 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 4 بج کر 39 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری اطہر غفران نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ
كَافِرٍ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۠ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَلَا تَلْبِسُوا
الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ
تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاسْتَعِيْنُوْا
بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾ الَّذِيْنَ
يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾ سورۃ البقرہ آیت 41 تا 46

اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے نازل کی۔ تصدیق کرتی ہے اس کی جو تمہارے پاس ہے اور تم ہی سب سے پہلے اس کے منکر نہ ہو۔ اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت پر نہ بیچو اور مجھ ہی سے ڈرو اور سچ میں جھوٹ نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ○ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو ○ کیا لوگوں کو تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو پھر کیوں نہیں سمجھتے ○ اور صبر کرنے اور نماز پڑھنے سے مدد لیا کرو۔ اور بیشک نماز مشکل ہے مگر ان پر جو عاجزی کرنے والے ہیں ○ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ضرور اپنے رب سے ملنا ہے اور ہمیں اس کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

وما علینا الاالبلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے سوالات ہیں۔

واسا میں ملازمین کی تفصیل

* 69- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ---

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں واسا کا شعبہ کس قانون کے تحت کب عمل میں لایا گیا ہے اور اس کے قیام سے لے کر اب تک کن افراد کو کس حیثیت میں بھرتی کیا گیا۔ اس وقت کتنے ملازمین / افسران ادارہ ہذا میں کام کر رہے ہیں۔ تمام ملازمین / افسران کے نام و پتے' عمریں' قابلیت بمعہ عہدے اور جس مجاز اتھارٹی نے ان کی تقرری کی۔ مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کریں۔

(ب) متذکرہ ادارہ میں کن ملازمین / افسران کو اس کے قیام سے لے کر اب تک کن کن دیگر محکموں سے ڈیپوٹیشن پر ملازم رکھا گیا ہے۔ ایسے افسران و ملازمین کے نام کیا ہیں۔ اور جن محکموں سے انہیں ڈیپوٹیشن پر لیا گیا وہ اپنے اصل محکموں میں کس حیثیت اور کس گریڈ میں ملازم تھے۔ اور ادارہ ہذا میں انہیں کس کس گریڈ اور حیثیت میں ملازم کیا گیا۔ مزید برآں ان میں سے کتنے ملازمین /افسران کے نام بمعہ پتے اور عہدوں کی مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کریں؟

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا شعبہ واسا (ایل-ڈی-اے) اتھارٹی ایکٹ مجریہ 1975ء کی دفعہ (2) 10 کے تحت 1976ء میں معرض وجود میں آیا۔ اس ادارہ میں اب تک جو افراد بھرتی کیے گئے۔ ان کی کل تعداد 3340 ہے۔ ان کے مکمل کوائف اور پتے تتمہ "الف" لف ہیں۔

(ب) جن ملازمین کو واسا میں اب تک ڈیپوٹیشن پر رکھا گیا ہے۔ ان کی تعداد 56

ہے ان کے مکمل کوائف اور پتے تتمہ "ب" پر لف ہیں۔

ہارٹیکلچر ڈائریکٹوریٹ میں تعینات افسران کی تفصیل

* 206- میاں محمود احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) ہارٹیکلچر ڈائریکٹوریٹ ترقیاتی ادارہ لاہور کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

(ب) متذکرہ ادارے میں افسران اور عملہ کی مستقل اور عارضی علیحدہ علیحدہ اسامیاں کیا ہیں۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کا نام اور اس کے تحت کتنا علاقہ کون کون سے پارک اور آبادیاں ہیں۔ اسی طرح اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے تحت کون سے پارک علاقے آبادیاں اور مستقل اور عارضی عملہ کتنا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے ہارٹیکلچر کے پاس کوئی نرسری بھی ہے اگر ایسا ہے تو اس کے لیے کتنے فنڈز رکھے گئے ہیں بجٹ کتنا ہے کتنے افسران اور ملازم تعینات ہیں اور ان کی ذمہ داری کیا کیا ہے۔ نرسری میں کون کون سی اقسام کے پودے ہیں اور وہ پودے کتنی مالیت کے ہیں۔ سال 1990ء میں اس نرسری سے کس کس مقام پر پودے لگائے گئے ہیں اور بازار سے خرید کر کہاں کہاں اور کتنے پودے لگائے گئے ان کی مالیت کیا ہے۔

(د) کیا تمام پودے اپنی نرسری میں تیار کیے جاتے ہیں یا بازار سے بھی خرید کیے جاتے ہیں۔

(ہ) محکمہ ہارٹیکلچر نے پچھلے سال کون کون سے پارک ڈویلپ کیے اور ان پر کتنی کتنی لاگت آئی۔ ان پارکوں میں کیا کیا سامان مہیا کیا گیا اور آئندہ سال کون سے پارک اور علاقے ڈویلپ کرنے کا منصوبہ ہے۔ نیز عارضی مستقل ملی کتنے ہیں وہ کہاں کہاں تعینات ہیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں۔ کیا حکومت عارضی اسامیوں کو مستقل کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) شعبہ باغات کے ذمہ مختص شدہ جگہوں پر ڈیزائن کے مطابق پارکوں کی تعمیر اور دیکھ بھال کا کام ہے۔

(ب) شعبہ باغات میں اسامیاں مستقل مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد
-1	ڈائریکٹر	1
-2	لینڈ سکیپ آرکیٹیکٹ	1
-3	ڈپٹی ڈائریکٹر	3
-4	اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہارٹیکلچر	9
-5	سٹینو گرافر	1
6	ڈرافٹ مین	1
-7	اکاؤنٹ کلرک	1
-8	اسسٹنٹ	1
-9	سینئر کلرک	2
-10	فیلڈ سپروائزر	8
-11	سٹور کیپر	--
-12	لفٹ پمپ مکینک	1
-13	فٹرز	2
-14	بڈرز	8
-15	ڈرائیورز	8
-16	ٹریکٹر ڈرائیورز	8
-17	ہیڈ مالی	18
-18	واٹرمین	14
-19	سپرے مین	12

-20	چپڑاسی	5
-21	مالی	225
22	چوکیدار	14
23	سینٹری ورکر	12

-24	ڈپٹی ڈائریکٹرز کے نام	پارکوں کے نام
رفاقت علی		جوہر ٹاؤن فیزون گلبرگ سکیم
ڈپٹی ڈائریکٹر I		گارڈن ٹاؤن' مسلم ٹاؤن سکیم
		وحدت روڈ' علامہ اقبال ٹاؤن
		گلشن اقبال وغیرہ
محمد جمیل خان ڈپٹی ڈائریکٹرII		سبزہ زار۔ شاہرہ قائداعظم لاہور برانچ کنال
		مال روڈ تا بی آر بی' اسمبلی ہال' سمن آباد
		آوا پہاڑی' گلشن راوی' شادمان جیل روڈ
		ریس کورس پارک' شمالی لاہور،
		ریس کورس روڈ وغیرہ' فیروز پور روڈ
		فیصل ٹاؤن۔
رشید احمد صدیقی		کامران بارہ دری' داتا نگر اوور ہیڈ برج
ڈپٹی ڈائریکٹر III		مینار پاکستان' سرکلر گارڈن' شالیمار باغ کا
		ارد گرد ایریا۔ لاہور برانچ کنال مال روڈ تا نیاز بیگ
		آزادی چوک' علی پورہ' موہلن وال' جوہر ٹاؤن
		فیز II لینیر پارک' ماڈل ٹاؤن EXT ابن سینا
		پارک' ICI فیکٹری وغیرہ
1- محمد اصغر		نرسری' جوہر ٹاؤن فیز I مسلم ٹاؤن وحدت روڈ
اسسٹنٹ ڈائریکٹر		مستقل مالی۔ 23- عارضی مالی 170
2- محمد افضل		گلبرگ سکیم' نیو گارڈن ٹاؤن' جیل روڈ نشتر کالونی

اسسٹنٹ ڈائریکٹر	مستقل مالی 24- عارضی 252
3- علی نواز شاہ	علامہ اقبال ٹاؤن سکیم
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	مستقل مالی 44- عارضی مالی 260
4- طاہر اعجاز	سرکلر گارڈن' مینار پاکستان۔ داتا نگر پل
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	کامران بارہ دری' آزادی چوک' بادشاہی مسجد و قلعہ
	مستقل مالی 16- عارضی مالی 198
5- ذکا اللہ وڑائچ	نہر مالی روڈ تا نیاز بیگ' موحلن وال سکیم
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	جوہر ٹاؤن فیز II
	مستقل مالی۔ 40 عارضی۔ 290
6- محمد فاروق خان	لینسر پارک ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	مستقل مالی - 11- عارضی 251
7- محمد سعید احمد	گلشن راوی' شادمان سکیم' ریس کورس پارک
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	جیل روڈ۔ شریف پارک
	سمن آباد' سبزہ زار سکیم۔ آوا پہاڑی
	مستقل مالی - 23 عارضی مالی 270
8- اختر محمود	نہر مالی روڈ تا جلو پارک' شاہراہ قائداعظم
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	لاہور کے شمالی علاقہ جات
	مستقل مالی۔ 25 عارضی مالی۔ 390
9- اطہر علی سلہریا	فیروز پور روڈ۔ فیصل ٹاؤن
اسسٹنٹ ڈائریکٹر	مستقل مالی۔ 19- عارضی مالی۔ 234

(ج) درست ہے

فنڈ:۔ =/9,50,000 مختص کیے گئے ہیں تفصیل افسران اور ملازمین حسب ذیل ہے۔

1- اسسٹنٹ ڈائریکٹر	1
ہیڈ مالی	3

مستقل مالی 6

عارضی مالی 45

ذمہ داری۔ پودوں کی افزائش و دیکھ بھال مناسب اوقات میں بیج جمع کرنا اور اس کو محفوظ کرنا و دیگر تمام نگہداشت شامل ہے۔

اقسام - دیسی آم' املتاس' بیکورنڈا' گولڈ مہر' نیم' سکھ چین' ارجن' کچنار' انار' آلوچہ' آڑو' یوٹاجن' جامن' بانس' گلے' الٹونیا' بیر' گنٹونیا' سکو' گاب' مولسری' گل نشتر' بوتل برش' تن' لجسٹومیا ڈبل و سنگل' دلو' پاپلو' کل مروا' چاندنی' حمیلہ اور چنبیلی کی مختلف اقسام' بیلا' موتیا' گلاب' لال جھاڑی و دیگر خوش نما بیلیں' جھاڑیاں اور پھولدار پودے و موسمی پنیریاں کی متعدد اقسام نرسری میں افزائش کی جاتی ہیں اور ان کی تقریباً مالیت /10 لاکھ ہے۔

اور 1990ء میں اوپر دیے ہوئے اسسٹنٹ ڈائریکٹران کے علاقہ جات میں اس نرسری سے پودے لگائے گئے بازار سے خرید کر فری میسن ہال میں 14 نایاب قسم کے پودے مالیتی 5200 روپیہ کامران بارہ دری میں تقریباً" 250 پودہ جات مالیتی 12,000 روپیہ اور داتا نگر اوور ہیڈ برج پر 7,680 روپے مالیت کے لوگن بلید' مورپنکھ' موتیا اور پنیریاں لگائی گئی۔ جوہر ٹاؤن میں 680 عدد تقریباً" مختلف قسم کے پودہ جات مالیتی 8790 روپیہ کے لگائے گئے۔

(د) جزہائے ج میں اس کا جواب مفصل طور پر دے دیا گیا ہے بہت حد تک پودہ جات محکمانہ نرسری سے ہی پارکوں میں لگائے جاتے ہیں۔ مگر جو اقسام فوری طور پر تیار نہ ہوں ان کو بازار سے خرید کر لیا جاتا ہے۔

(ہ) پچھلے سال محکمہ ہذا نے وحدت روڈ' آوا پہاڑی موہلن وال' داتا نگر اوور ہیڈ برج پیکو روڈ' جوہر ٹاؤن کا بقایا رقبہ اور سبزہ زار سکیم کا کچھ حصہ پٹیالہ گراؤنڈ کو بارہ لاکھ روپے کی لاگت سے ڈویلپ کیا گیا اور ان میں آر۔سی سی سیٹس' بچوں کے لیے سلائیڈ جھولے گھاس کاٹنے کی مشینیں۔ پلاسٹک پائپ' ڈونکی پمپ اور درختوں کے لیے حفاظتی جنگلے وغیرہ مہیا کیے گئے۔ آئندہ سال علی پورہ کچی آبادی پارک جہانگیر مقبرہ کے اردگرد کا علاقہ اور جوہر ٹاؤن فیز II سبزہ زار' گجر پورہ' دیگر لیبر کالونیز' والٹن میموریل پارک Amusement پارک' جوہر ٹاؤن فیز II ڈویلپ کرنے کا منصوبہ ہے۔

عارضی مالی 2315 اور مستقل مالی 225 ہیں۔ مالیوں کو مستقل کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔

ہارٹیکلچر ایل ڈی اے کے تحت پارکوں پر خرچہ کی تفصیل

* 208- میاں محمود احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہارٹیکلچر ایل ڈے اے نے جن پارکوں اور علاقوں کا کنٹرول سنبھالا ہوا ہے۔ ان علاقوں اور پارکوں کو بہتر بنانے کے لیے سامان بھی مہیا کیا ہوا ہے۔ ہر ایک پارک اور علاقے میں سامان کی تفصیل کیا کیا ہے اور اس کی کتنی مالیت ہے کب خرید کیا گیا۔ ہرپارک کی الگ الگ تفصیل بتائی جائے۔ نیز سال 1990ء میں کیا کیا سامان کون کون سے پارکوں کے لیے خریدا گیا اس کی الگ الگ مالیت کیا تھی؟ کیا آئندہ سال بھی ہارٹیکلچر ایل ڈی اے کوئی سامان خریدنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر ہاں تو کیا کیا اور سامان خرید کرنے کا طریقہ کار کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جن علاقوں میں پارکوں پر ہزاروں روپے خرچ کیے گئے اور ان کی مناسب دیکھ بھال نہیں کی گئی اور وہ ویران ہو گئے ان کی تفصیل کیا ہے اور اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری نذیر احمد):

(الف) ایل ڈی اے نے جن علاقوں کا چارج سنبھالا ہوا ہے۔ یہ درست ہے کہ اس میں سامان بھی مہیا کیا گیا ہے۔ مختلف پارکوں میں سامان کی تفصیل ' مالیت اور سال خرید کی تفصیل فہرست میں مندرج ہے اور 1990 میں جو سامان خرید کیا گیا اس کی مالیت اور تفصیل بھی فہرست میں مندرج ہے۔ اگر کوئی سامان آئندہ سال خرید کیا جائے گا تو وہ باقاعدہ ٹنڈر جو کہ اخبار میں دیا جائے گا کے ذریعے سے خرید ہو گا اور یہی طریقہ کار گزشتہ سالوں میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔

(ب) جو علاقے ایل ڈی اے کے زیرنگرانی ہیں ان کی ہر وقت مناسب دیکھ بھال کی جاتی ہے اگر کسی وجہ سے کوئی دیکھ بھال میں فرق آئے تو فوراً" اس پر خصوصی توجہ دیکر درست کروا دی جاتی ہے کسی ویران پارک کے بارے میں ہمیں کوئی اطلاع ہوتی ہے تو کارروائی کی جاتی ہے۔

اسمبلی سوال نمبر 208

فہرست سامان شعبہ باغات ایل ڈی اے لاہور

نمبر شمار	نام سکیم	تفصیل سامان	تعداد	مالیت	جس سال خرید کیا گیا
(1)	لاہور برانچ کینال شاہراہ قائداعظم تا نیازبیگ	(1) گھاس کاٹنے والی مشین "24 سائز	8 عدد	32,000 00	1980
		(2) گھاس کاٹنے والی مشین "18 سائز	4 عدد	4,000 00	1980
		(3) گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	168 عدد	1,68 000 00	1982
		(4) لفٹ پمپ پکو	10 عدد	2,20,000.00	1986
		(5) لفٹ پمپ 6.5hp	3 عدد	1,95,000.00	1976
		(6) کسی	45 عدد	1,125.00	1982
		(7) بالٹیاں	188 عدد	5,640 00	1982
		(8) فوارہ	11 عدد	550.00	1982
		(9) چوبارنبہ	32 عدد	1,600.00	1983
		(10) تلواریں	66 عدد	3,300 00	1983
		(11) قینچی بڑی	11 عدد	1,100.00	1982
		(12) رنبہ	25 عدد	500.00	1983
		(13) درانتی	17 عدد	306.00	1983
		(14) کلہاڑا	13 عدد	455.00	1986
		(15) ربڑ پائپ	410 فٹ	6,150 00	1985
		(16) کینوس پائپ	135 فٹ	3,375.00	1982

	(17)ٹریکٹر مشین گھاس کاٹنے والی	6عدد	72,000 00	1980
	(18) پلاسٹک پائپ 3\4انچ	50فٹ	125 00	1982
	(19)پلاسٹک پائپ 1انچ	1265فٹ	5,060 00	1985
	(20)آہنی جنگلہ ٹی آرگارڈ	500عدد	75,000 00	1986
	(21)سیمنٹ کے بینچ	291عدد	1,74,600'00	1984
	(22)لکڑی کے بینچ	7عدد	2,800.00	1987
	(23)سیمنٹ کی کرسیاں	39عدد	7,800 00	1985
	(24)سیمنٹ کے میز	1عدد	175 00	1985
	(25)لوہے کی چھتریاں	12عدد	14,400.00	1983
(2) سمن آباد۔ چوبرجی پارک	(1)گھاس کاٹنے والی مشین "16سائز	8عدد	8,000 00	1984
	(2)بالٹیاں	3عدد	90 00	1986
	(3)پلاسٹک پائپ"3\4	1880rft	4,700 00	1983
	(4)پلاسٹک پائپ"2انچ	400rft	2,800 00	1987
	(5)پلاسٹک پائپ"1انچ	2150rft	10,750 00	1988
(3) نشتر پارک	(1)گھاس کاٹنے والی مشین"16سائز	26عدد	26,000 00	1987
	(2)گھاس کاٹنے والی مشین "24سائز	10عدد	35,000 00	1987
	(3)پلاسٹک پائپ"1سائز	1676rft	8,380 00	1990
	(4)بالٹیاں	2عدد	180 00	1987
	(5)جالی	2عدد	200 00	1987
	(6)انجن HP9	2عدد	60,000 00	1987
	(7)ڈونگی پمپ	20عدد	1,00,000.00	1986
	(8)پٹرول انجن	4عدد	1,600.00	1987
	(9)انجن 3HP	6عدد	22,500 00	1987

(4) ماڈل ٹاؤن	(1)گھاس کاٹنے والی مشین	10عدد	40,000.00	1986
ایکسٹینشن	"24سائز			
	(2)پلاسٹک پائپ"1سائز	1676rft	8,380.00	1987
	(3)ریڑھی	1عدد	600.00	1984
	(4)آہنی جنگلہ (ٹی آر گارڈ)	405	60,750.00	1987
	(5)گھاس کاٹنے والی مشین	35عدد	35,000.00	1984
	"16سائز			
	(6)رولر	1عدد	5,000.00	1986
(5) کامران بارہ دری	(1)گھاس کاٹنے والی مشین	6عدد	6,000.00	1989
	"16سائز			
	(2)پلاسٹک پائپ"1سائز	900rft	4,500.00	1989
	(3)کینوس پائپ	300rft	9,000.00	1989
	(4)لفٹ پمپ ڈیزل	1عدد	30,000.00	1989
	(5)ڈونگی پمپ	1عدد	8,000.00	1989
	(6)ڈیلوری پائپ	20فٹ	600.00	1989
	(7) قینچی	1 عدد	70.00	1989
	(8)آہنی جنگلہ (ٹی آر گارڈ)	29عدد	5,800.56	1989
(6) سرکلر گارڈن	(1)ڈیزل پمپ لفٹ	4عدد	80,000.00	1976
	(2)پٹرول پمپ	3عدد	24,000.00	1976
	(3)گھاس کاٹنے والی مشین	2عدد	8,000.00	1985
	"24سائز			
	(4) //"16سائز	13عدد	13,000.00	1985
	(5)فوارہ	4عدد	120.00	1976
	(6)بالٹیاں	1عدد	25.00	1976
	(7)کلہاڑا	1عدد	30.00	1976
	(8)بڑا آرا	1عدد	400.00	1976
	(9)تلوار	5عدد	100.00	1976
	(10)کسی	31عدد	775.00	1976
	(11)گینتی	10عدد	400.00	1976

	(12)چوبا زبہ	5عدد	75.00	1976
	(13) قینچی	1عدد	70.00	1976
	(14)ڈیلوری پائپ	80فٹ	5400.00	1990
	(15)آرا مجلی والا	1عدد	8,000.00	1982
بادشاہی مسجد	(1)گھاس کاٹنے والی مشین 24" سائز	1عدد	2,500.00	1985
	(2)پیچ سینٹ	15عدد	750.00	1985
علی پارک	(1)پلاسٹ پائپ	100فٹ	500.00	1986
	(2)گھاس کاٹنے والی مشین 16" سائز	2عدد	2,000.00	1986
شیر شاہ ولی	(1)گھاس کاٹنے والی مشین 24" سائز	2عدد	5,000.00	1986
	(2)گھاس کاٹنے والی مشین 16" سائز	1عدد	1,000.00	1986
شیرانوالہ گیٹ	(1)گھاس کاٹنے والی مشین 24" سائز	1عدد	2,500.00	1986
	(2)پلاسٹک پائپ	100فٹ	500.00	1986
	(3)پیچ سینٹ	149عدد	74,500.00	1986
	(4)گھاس کاٹنے والی مشین 24" سائز	1عدد	1,000.00	1986
یکی گیٹ	(1) پلاسٹک پائپ	280فٹ	1,400.00	1986
	(2)پیچ سینٹ	32عدد	16,000.00	1986
اکبری گیٹ	(1)گھاس کاٹنے والی مشین 24" سائز	1عدد	2,500.00	1986
	(2)گھاس کاٹنے والی مشین 16" سائز	3عدد	3,000.00	1986

	(3)پنچ سیمنٹ	7عدد	3,500.00	1986
موچی گیٹ	(1)گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	1عدد	1,000.00	1986
(7) داتا نگر اوور ہیڈ برج	(1)ڈوبکی پمپ	3عدد	24000.00	1989
	(2)آہنی جنگلہ (ٹی آر گارڈ)	172عدد	34744.00	1989
	(3)گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	1عدد	1,000.00	1989
	(4)پلاسٹک پائپ	400فٹ	2,000 00	1989
(8) آزادی چوک	(1)پلاسٹک پائپ	1000فٹ	5000 00	1985
	(2)آہنی جنگلہ (ٹی آر گارڈ)	375عدد	75,000 00	1985
(9) ریلوے اسٹیشن	(1)گھاس کاٹنے والی مشین	1عدد	1000.00	1990
(10) مینار پاکستان	(1)کسی	25عدد	500.00	1982-83
	(2)آری	2عدد	50.00	1982-83
	(3)کلہاڑا	2عدد	60.00	1982-83
	(4)بالٹیاں	10عدد	250.00	1982-83
	(5)تلواریں	17عدد	340.00	1982-83
	(6)گینتی	5عدد	200.00	1982-83
	(7)چوہا دنبہ	10عدد	200.00	1982-83
	(8)ریڑھی	5عدد	2000.00	1982-83
	(9)گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	40عدد	40000.00	1982-83
	(10)گھاس کاٹنے والی مشین "42 سائز	1عدد	5000.00	1982-83
	(11)رولر	1عدد	8000.00	1982-83
	(12)پلاسٹک پائپ	5000فٹ	25000.00	1982-83

(11) فیروزپور روڈ	(1) گھاس کاٹنے والی مشین 16" سائز	23عدد	23000.00		1986-87
	(2) گھاس کاٹنے والی مشین 24" سائز	4عدد	16000.00		1986-87
	(3) پلاسٹک پائپ	2813فٹ	14065.00		1986-87
	(4) پنپ	7عدد	4,2000.00		1986-87
(12) فیصل ٹاؤن	(1) گھاس کاٹنے والی مشین 16' سائز	3عدد	3000.00		1985-86
	(2) پلاسٹک پائپ	570فٹ	2850.00		1985-86
	(3) پنپ	33عدد	19800.00		1985-86
کوارٹر	(1) گھاس کاٹنے والی مشین 24" سائز	1عدد	4000.00		1982-83
	(2) گھاس کاٹنے والی مشین 20" سائز	1عدد	2500 00		1982-83
(14) ریس کورس پارک	(1) پلاسٹک پائپ	8110فٹ	40550 00		1987-88
	(2) گھاس کاٹنے والی مشین 16" سائز	57عدد	57000 00		1987-88
	(3) گھاس کاٹنے والی مشین 24" سائز	3عدد	12,000.00		1985-86
	(4) \\ \\ \\ \\ \\ "42 سائز	4عدد	48,000.00		1985-86
	(5) \\ \\ \\ \\ \\ "36 سائز	1عدد	12,000.00		1985-96
(15) شادمان اور جیل روڈ	(1) \\ \\ \\ \\ \\ "16 \\ سائز	12عدد	12,000.00		1982
	(2) پلاسٹک پائپ	5572فٹ	27,860 00		1984

(16)	ریس کورس روڈ اور پہاڑی	(1) گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	4عدد	4,000.00	1984
		(2)\\ \\ \\ \\ \\ "24 سائز	1عدد	4.000.00	1984
(17)	گلشن ریلوی	(1) پلاسٹک پائپ	1437فٹ	7,185.00	1985
		(2) گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	7عدد	7,000.00	1985
		(3) \\ \\ \\ \\ "24 سائز	2عدد	8,000.00	\\
(18)	سبزہ زار سکیم	(1) پلاسٹک پائپ	200فٹ	1,000.00	1990
		(2) گھاس کاٹنے والی مشین 16 سائز	4عدد	4,000.00	\\
		(3) \\ \\ \\ \\ "24 سائز	2عدد	8,000.00	\\
(19)	علامہ اقبال ٹاؤن	(1) \\ \\ \\ \\ \\ "42 سائز	1عدد	12,000.00	1980
		(2) \\ \\ \\ \\ \\ "24 سائز	2عدد	8,000.00	\\
		(3) \\ \\ \\ \\ \\ 20/18 سائز	6عدد	15,000.00	\\
		(4) \\ \\ \\ \\ \\ "16 سائز	10عدد	10,000.00	\\
		(5) پلاسٹک پائپ	1325فٹ	6,625,00	1984
(20)	گلشن اقبال	(1) گھاس کاٹنے والی مشین "24 سائز	6عدد	24,000.00	1982
		(2)\\ \\ \\ \\ \\ "16 سائز	50عدد	50,000.00	\\
		(3) بالٹیاں	46عدد	1,840.00	1982
		(4) واٹر لفٹ پمپ	1عدد	22,000.00	\\
		5) پلاسٹک پائپ	3350فٹ	16,750.00	1987
		6۔ کسی	10عدد	400.00	1987

		7۔ کینوس پائپ	300فٹ	7,500.00	\\
		8۔ ریڑھی	7عدد	4,200.00	\\
(21)	ایم اے جوہر ٹاؤن فیز I	1۔ گھاس کاٹنے والی مشین "24سائز	2عدد	8,000.00	1988
		2۔ \\ \\ \\ \\ "16سائز	24عدد	24,000.00	\\
		3۔ بالٹیاں	29عدد	1,150.00	\\
		4۔ ریڑھی	2عدد	1,200.00	\\
		5۔ واٹر لفٹ پمپ	1عدد	22,000.00	\\
		6۔ پلاسٹک پائپ	6000فٹ	36,000.00	\\
(22)	نیو مسلم ٹاؤن	1۔ گھاس کاٹنے والی مشین "24سائز	2عدد	8,000.00	1978-79
		2۔ گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	13عدد	13,000.00	\\
		3۔ بالٹیاں	8عدد	320.00	\\
		4۔ فوارہ	1عدد	40.00	\\
		5۔ پلاسٹک پائپ	500فٹ	2,500.00	\\
		6۔ قینچی	2عدد	140.00	\\
(23)	پکیو روڈ	1۔ گھاس کاٹنے والی مشین "16سائز	2عدد	2,000.00	1990
		2۔ بالٹیاں	20عدد	800.00	\\
		3۔ پلاسٹک پائپ	2000فٹ	10,000.00	\\
(24)	انڈسٹریل ایریا پارک	1۔ گھاس کاٹنے والی مشین "16سائز	3عدد	3,000.00	1989
		2۔ پلاسٹک پائپ	600فٹ	3,000.00	\\
(25)	نواز شریف کالونی	1۔ گھاس کاٹنے والی مشین "16سائز	1عدد	1,000.00	\\

	2-پلاسٹک پائپ	300فٹ	1,500.00	\\
(26) نشتر کالونی	1۔ گھاس کاٹنے والی مشین"24سائز	1عدد	4000.00	\\
	(2)گھاس کاٹنے والی مشین "16سائز	4عدد	4,000.00	1989
	(3) پلاسٹک پائپ	800فٹ	4,000.00	\\
(27) گلبرگ سکیم	(1) گھاس کاٹنے والی مشین "24سائز	8عدد	32,000.00	1979
	(2) \\ \\ \\ \\ "16 سائز	56عدد	56,000.00	\\
	(3) بالٹیاں	32عدد	1,280.00	\\
	(4)فوارے	16عدد	640.00	\\
	(5) چوہا دہہ	11عدد	605.00	\\
	(6) پلاسٹک پائپ	9100فٹ	45,500.00	\\
	(7) قینچی	6عدد	420.00	\\
	(8) سولواسپرے مشین	1عدد	6,000.00	1985
(28) نیو گارڈن ٹاؤن	(1)گھاس کاٹنے والی مشین24سائز	4عدد	16,000.00	1978,79
	(2) \\ "18\20سائز	1عدد	2,500.00	\\
	(3) \\ "16سائز	6عدد	6,000.00	\\
	(4)پلاسٹک پائپ	1750فٹ	8,750.00	\\
(29) ایل۔پی۔سی	(1)گھاس کاٹنے والی مشین (ایس کیواے تاجلی)"16سائز	85عدد	85,000.00	1985-86
	(2) \\ "24سائز	7عدد	28,000.00	\\
	(3) \\ "30سائز	1عدد	8,000.00	\\
	(4) لفٹ پمپ (پکو)	10عدد	2,20,000.00	\\
	(5) ریڑھی	4عدد	2,400.00	\\

	(6) بالٹیاں	111عدد	440.00	\\
	(7) کینوس پائپ	1200فٹ	30,000.00	\\
(30) میاں میر پارک	(1) گھاس کاٹنے والی مشین 16 سائز	4عدد	4,000.00	1990
	گھاس کاٹنے والی مشین "24 سائز	2عدد	8,000.00	\\
(31) گیٹ وے ہاؤس	(1) گھاس کاٹنے والی مشین	3 عدد	3,000.00	1986
اور چیف	"16 سائز			
منسٹر ہاؤس	(2) \\ \\ \\ \\ \\ "16 سائز	1 عدد	1,000.00	1987
(32) بارہ دری پارک	(1) \\ \\ \\ \\ "16 سائز	1 عدد	1,000.00	\\
	(2) پلاسٹک پائپ	150 فٹ	750.00	\\
(33) اسمبلی ہال	(1) گھاس کاٹنے والی مشین	4 عدد	4,000.00	1984
	"16 سائز			
	(2) \\ \\ \\ \\ "24 سائز	3 عدد	12,000.00	1984
	(3) کینوس پائپ	400 فٹ	12,000.00	1984
(34) سنت نگر سکول	(1) گھاس کاٹنے والی مشین	1 عدد	1,000.00	1989
	"16 سائز			
(35) سٹی روڈ	(1) \\ \\ \\ \\ "16 سائز	1 عدد	1,000.00	1984
(36) اپرمال سکیم	(1) \\ \\ \\ \\ "16 سائز	1عدد	1,000.00	1989
	(2) پلاسٹک پائپ	100فٹ	500.00	1989
(37) شاہراہ قائداعظم	(1) گھاس کاٹنے والی مشین	20 عدد	20,000 00	1984-85
	"16 سائز			
	(2) ڈیزل پمپ	2 عدد	44,000.00	\\
	(3) پلاسٹک پائپ	1200 فٹ	6,000.00	1988

(38)	تاج پورہ سکیم	(1) گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	1 عدد	1,000.00	1987
		(2) پلاسٹک پائپ	265 فٹ	1,325.00	1987
(39)	نیو کرول پارک	(1) گھاس کاٹنے والی مشین 16 سائز	1 عدد	1,000.00	1985
(40)	ثریا جبیں پارک	(1) \\ \\ \\ \\ "16 سائز	1 عدد	1,000.00	1990

فہرست سامان شعبہ باغات ایل ڈی اے دوران سال 1990

نمبر شمار	نام سکیم	تفصیل سامان	تعداد	مالیت	جس سال خرید کیا گیا
1	لینر پارک	پلاسٹک پائپ 1" سائز	1676 فٹ	8350\-	1990
2	سرکلر گارڈن	ڈیلوری پائپ	80 فٹ	1400\-	1990
3	ریلوے سٹیشن	1۔لان موور (گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	1 عدد	1000\-	1990
		2۔پلاسٹک پائپ	250 فٹ	1250\-	1990
4	سبزہ زار سکیم	1۔پلاسٹک پائپ	200 فٹ	1000\-	1990
		2۔گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	4 عدد	4000\-	1990
		3۔گھاس کاٹنے والی مشین "24 سائز	2 عدد	8000\-	1990
5	پیکو روڈ	1۔گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	2 عدد	2000\-	1990
		2۔بالٹیاں	20 عدد	800\-	1990
		3۔پلاسٹک پائپ	2000 فٹ	10,000\-	1990
6	میاں میر پارک	1۔گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	4 عدد	4000\-	1990
		2۔گھاس کاٹنے والی مشین "24 سائز	2 عدد	8000\-	1990
7	ثریا جبیں پارک	گھاس کاٹنے والی مشین "16 سائز	1 عدد	1000\-	1990

ہاؤسنگ سکیموں اور ان پر اخراجات کی تفصیل

* 362- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) صوبہ بھر میں ترقیاتی اداروں اور محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے 1977 سے لے کر تاحال کون کون سی ہاؤسنگ سکیمیں تیار کیں ان سکیموں پر آنے والے اخراجات پلاٹوں کی تعداد اور رقبہ کی تفصیلات سال وار کیا ہیں۔

(ب) متذکرہ سکیموں میں کتنی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ کتنی پر کام جاری ہے اور ان کی تکمیل کب تک ہو گی۔

(ج) نئی سکیموں کی تفصیلات کیا ہیں۔ اور ان پر ہونے والے اخراجات کا تخمینہ کیا ہے اور ان سکیموں میں پلاٹوں کی تعداد کیا ہے۔

(د) تکمیل شدہ سکیموں میں سے کتنی سکیموں کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا کام مکمل ہو چکا ہے اگر نہیں تو کتنے پلاٹ خالی ہیں۔ مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں۔

(ہ) تکمیل شدہ سکیموں میں سے کتنے پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کیے گئے کتنے پلاٹ وزیراعلیٰ و دیگر مجاز اتھارٹی کی سفارش پر الاٹ کیے گئے ایسے افراد کے نام پتے اور تفصیلات کیا ہیں۔ اور کن وجوہات کی بناء پر بغیر قرعہ اندازی پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی گئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):
محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام اداروں سے مطلوبہ معلومات تیزی سے اکٹھی کی جا رہی ہیں جونہی مکمل تفصیلات مہیا ہوں گی فوراً معزز ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام اداروں سے مطلوبہ معلومات تیزی سے اکٹھی کی جا رہی ہیں۔جونہی مکمل تفصیلات مہیا ہوں گی فوراً معزز ایوان میں پیش کر دی

جائیں گی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کب تک پیش کر دی جائیں گی؟

جناب وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! اس سوال کی طوالت کے پیش نظر یہ جواب دیا گیا ہے۔ ہمارے محکمہ میں مختلف اتھارٹیز کو ہر ضلع تک جانا پڑتا ہے اس لیے ہم نے یہ جواب دیا ہے۔ تاہم یہ معلومات ہمارے پاس اکٹھی نہیں ہوئیں۔ جونہی ہمارے پاس یہ اکٹھی ہوں گی۔ ہم ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔ میں فاضل رکن کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ یہ آئندہ اجلاس تک ہاؤس میں فراہم کر دی جائیں گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! کیا یہ سمجھا جائے گا کہ اس سوال کو pending کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: ان کا خیال ہے کہ اس کو بیشک pending کر دیا جائے آئندہ سیشن میں اسے ہاؤس میں پیش کر دیں گے۔ آپ مطمئن ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر: اگلے سیشن تک سوال نمبر 362 کا مکمل اور جامع جواب اس ایوان میں پیش ہونا چاہیے۔

کرایہ کی ادائیگی

* 478- چودھری محمد حنیف: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــــــــ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ انٹک ڈویژن نے جنوری 1977ء سے فروری 1985ء کے دوران دفتری استعمال کے لیے فرنیچر کرائے پر حاصل کیا تھا اگر ایسا ہے تو اس کی مکمل تفصیلات سالانہ کرایہ اور کرایہ پر حاصل کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ جن فرموں سے حاصل کیا تھا ان کے نام کیا ہیں۔

(ب) کیا متعلقہ فرموں کو کرایہ کی کل ادائیگی کر دی گئی ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات معہ ان فرموں کے نام اور رقم کی تفصیل کیا ہے جن کا کرایہ

حصولی طلب ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ ڈویژن واہ کا موجودہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ اٹک ستمبر 1973ء میں واہ کینٹ میں نیا دفتر بنا تھا جس کے پاس اس وقت دفتری استعمال کے لیے فرنیچر نایاب تھا۔ فرنیچر میسرز اکبر اینڈ سنز راولپنڈی سے کرایہ پر لیا گیا تھا جس کی تفصیل درج ذیل ہے اور جس کا کرایہ ستمبر 1973 سے دسمبر 1976ء تک ادا کر دیا گیا ہے۔

اشیاء فرنیچر	تعداد	ماہانہ کرایہ فی عدد	سالانہ کرایہ
1- آفیسر میز	ایک عدد	/35 روپے	420 روپے
2- دفتری میز	ایک عدد	/8 روپے	96 روپے
3- دفتری میز	5 عدد	/6 روپے	360 روپے
4- الماری شلف	3 عدد	/8 روپے	288 روپے
5- آفیسر کرسی	ایک عدد	/6 روپے	72 روپے
6- دفتری کرسی	3 عدد	/2 روپے	312 روپے
7- دفتری کرسی بازو والی	6 عدد	/4روپے	288 روپے
8- سائڈ ریک	4 عدد	/3 روپے	144 روپے
9- ترپائی	ایک عدد	/2 روپے	24 روپے

(ب) فرنیچر ماسوائے ایک غیر آفیسر کرسی، آفیسر میز اور ایک عدد دفتری کرسی کو اپریل 1977ء میں فرم کو واپس کر دیا گیا۔ لیکن جنوری 1977ء سے اپریل 1977ء کا کرایہ ادا نہ کیا گیا تھا۔ اب فرم کا تمام بقایا جات مبلغ =/4860 روپے بذریعہ چیک نمبر c-3215 ، c-321423 مورخہ 30-4-1991 فرم کو ادا کر دیے گئے ہیں۔

*522-ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ---

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے مصطفیٰ آباد لاہور میں واقع گلشن کالونی کی گلی نمبر3 میں تیس سال قبل ایک چھوٹے سائز کا سیوریج بچھایا تھا جو خراب اور ناکافی ہو چکا ہے اور بار بار صفائی کے باوجود ٹھیک طریقے سے کام نہیں کر رہا اور گندا پانی گلی سے باہر اچھل کر تعفن اور گندگی پھیلا رہا ہے اور مکینوں کے لیے متعدد بیماریوں کا باعث بن رہا ہے۔

(ب) اگر جزو(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ گلی میں بڑے سائز کا نیا سیوریج پائپ بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت نے تیس سال قبل مصطفےٰ آباد گلستان کالونی کی گلی نمبر3 میں چھ انچ قطر کا سیور لگایا تھا۔ یقینی طور پر آبادی میں اضافہ سے اس سیور پر پانی کا دباؤ بڑھ گیا ہے اور تکالیف کو دور کرنے کے لیے ایک عدد ڈسپوز اسٹیشن مصطفیٰ آباد میں بنایا گیا ہے۔ اس عمل سے پانی پمپ کرنے کی استطاعت بڑھ جائے گی۔ جس سے اس گلی میں اوورفلو کی شکائت دور ہو جائے گی۔

(ب) اگر نئے پمپ سٹیشن سے اس علاقہ کا مسئلہ حل نہ ہوا تو سیور کو نو انچ قطر میں تبدیل کرنے کے لیے تخمینہ لگایا جائے گا اور اس تخمینہ کی منظوری ملتے ہی سیور کو تبدیل کر دیا جائے گا۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! یہاں میں اضافہ کرنا چاہوں گا کہ جب اس سوال کا جواب آیا ہے اس کے بعد حلقے کے ایم این اے جناب میاں عمر حیات صاحب نے ترقیاتی فنڈز میں سے فنڈ دیے اور یہاں سے سیور تبدیل ہو چکا ہے۔ اب اس حلقے کا مسئلہ حل ہو چکا ہے۔

پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

* 525-خان غلام سرور خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ—

(الف) سال 1985ء سے 28 فروری 1991ء تک صوبہ میں کس کس ایم پی اے' ایم این اے اور سینیٹرز صاحبان کو پلاٹ (رہائشی۔ کمرشل) الاٹ کیے گئے اور ہر پلاٹ کی قیمت کتنی وصول کی گئی۔

(ب) سال 1985ء سے 28 فروری 1991ء تک کتنے ایم پی اے۔ ایم این اے اور سینیٹرز صاحبان کی سفارش پر ان کے رشتہ داروں کو مختلف مقامات پر رہائشی اور کمرشل پلاٹ الاٹ کیے گئے مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):
محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ کے ذیلی اداروں سے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بارے میں مطلوبہ کوائف اکٹھے کیے جا رہے ہیں۔ مکمل تفصیلات موصول ہونے پر معزز ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: اس میں بھی وہی معاملہ ہے یہی جواب دیا گیا ہے کہ مکمل تفصیلات موصول ہونے پر معزز ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔ جناب سپیکر! میں اس مرحلے پر پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میرا اندازہ ہے کہ یہ سوالات کم از کم تین چار ماہ پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہوئے ہوں گے۔ تو وہ کون سی مجبوریاں ہیں کہ اتنے لمبے عرصے میں بھی محکمہ ان سوالوں کے جواب دینے سے قاصر ہے؟ اور کیا یہ پریکٹس درست ہے کہ اس طرح سوالات اتنے طویل عرصے چار چار چھ چھ ماہ کے لیے pending پڑے رہیں اور اس کے بعد جب ان کی باری آئے تو پھر یہ دو تین سطریں لکھ دی جائیں کہ ان کا جواب تیار کیا جا رہا ہے' تفصیلات موصول ہونے پر معزز ایوان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: چودھری نذیر احمد صاحب محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے جن سوالات نمبران 1068'970'525'362 اور 1070 کے جوابات اسمبلی سیکرٹریٹ کو نہ موصول ہوئے ہیں اور نہ

ایوان میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اس ضمن میں رانا صاحب کی شکایت بجا ہے کہ کئی مہینوں سے یہ سوالات کیے گئے ہیں جن کے جواب حاصل کرنے کے لیے متعلقہ محکمے کو اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے نوٹس دیے گئے ہیں لیکن تاحال محکمے کی طرف سے ان سوالات کے جوابات نہیں دیے گئے۔ یہ بڑی concern کی بات ہے اور محکمے کی طرف سے سوالات کے جواب نہ آنے کی وجوہات میں آپ سے معلوم کرنا چاہوں گا۔ کیا وجہ ہے کہ کئی کئی مہینے تک محکمے کی طرف سے اسمبلی سیکرٹریٹ کو جواب موصول نہ ہوں اس طرح کیسے کام چلے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! اس سلسلے میں عرض ہے کہ میرے محکمے کی طرف سے پانچ سوالات کے جوابات نہیں دیے گئے تھے جن کی محکمے کو تفصیلات مہیا نہ ہو سکی تھیں ان کے لیے ہم نے یہ لکھا تھا۔ لیکن دو دن پہلے ان پانچ میں سے تین سوالات کے جوابات ہمیں مل چکے ہیں اور وہ ہم نے اسمبلی سیکرٹریٹ میں پیش کر دیے ہیں۔ میں اپنے ساتھ فائل لے کر آیا ہوں اور ان کا جواب میں پڑھ سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: لیکن سوالات کے جوابات اسمبلی سیکرٹریٹ میں آنے چاہییں تاکہ وہ ساتھ چھپ جائیں اور معزز اراکین ان کو پڑھ کے آئیں اور ان پر ضمنی سوالات کر سکیں۔ اگر آپ ان کو اس وقت پڑھیں گے تو اس پر ضمنی سوالات تو نہیں ہو سکتے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! یہ بات تو ٹھیک ہے کہ ان سوالات کے جوابات لیٹ ہوں گئے لیکن ہم نے کل ہی یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو فیڈ کیے ہیں اور ان میں کافی کاپیاں مہیا کی ہیں تاکہ اسمبلی کی ٹیبل پر بھی رکھ دیے جائیں اور میں اس پوزیشن میں ہوں کہ اس سوال کا اور آنے والے ایک دو سوالوں کا جواب پڑھ سکوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ان سوالوں کے جواب محکمے کی طرف سے مؤخر کیے گئے ہیں اس کا آپ سختی سے نوٹس لیں اور اگلے سیشن تک ان سب سوالات کے جواب موصول ہونے چاہییں۔ کیا آپ چاہیں گے کہ اس سیشن میں ان پر بات کی جائے یا ان کو اگلے سیشن تک چھوڑ دیا جائے؟--- ٹھیک ہے رانا صاحب کہ اگلے سیشن تک ان سب سوالات کے مکمل جوابات آ جائیں یہ چھپ جائیں اور ان پر ضمنی سوالات ہوں--- تو ٹھیک ہے چودھری

صاحب! اگلے سیشن تک یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو موصول ہو جائیں اور ہر لحاظ سے مکمل ہوں تاکہ ان کو چھپایا جائے اور اگلے اجلاس میں ان کو لیا جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: میں درخواست کروں گا کہ جو سوال ہماری طرف سے تیار ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ہم وہ پڑھ سکتے ہیں.....

جناب سپیکر: اس وقت کوئی فائدہ نہیں ہے آپ پڑھ تو سکتے ہیں۔لیکن ضمنی سوالات نہیں ہو سکتے۔

میاں محمود الرشید: ضمنی سوال کے ضمن میں ایک انتہائی اہم معاملہ آتا ہے کہ وزیر ہاؤسنگ یہ بیان فرمانا پسند کریں گے پلاٹ الاٹ ہوتے تو ہر دور میں سنا تھا کہ فلاں حکومت میں بھی ہوئے اور فلاں میں بھی ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ کیا کسی وزیراعلیٰ' کسی گورنر یا کسی مجاز اتھارٹی کو یہ اختیار بھی ہے کہ وہ کسی فرد یا ادارے کو سڑک بھی الاٹ کر دے؟ جناب سپیکر! میرے ہاں علامہ اقبال ٹاؤن میں بلیوارڈ 120 فٹ کی سڑک ہے یہ دونوں طرف ساٹھ ساٹھ فٹ چوڑی ہے اور اس کے درمیان گرین بیلٹ ہے۔ اس پر ایک پٹی در شہسوار نامی ایک خاتون کو الاٹ کر دی گئی ہے اور پرسوں رات سے وہاں پر دھڑا دھڑ ایک پٹرول پمپ بن رہا ہے۔میں اس بارے میں وزیر موصوف سے معلوم کرنا چاہوں گا کہ آیا وزیراعلیٰ کو اختیار ہے کہ وہ ایک باضابطہ بڑی سڑک ہے اور اس سڑک کا ساٹھ فٹ لمبا اور چالیس فٹ چوڑا ٹکڑا' بیس فٹ کا گولا ہے' یہ ٹکڑا ایک پٹرول پمپ کے لیے الاٹ کر دیا گیا ہے۔ وہ بڑی سڑک ہے' شاہراہ ہے اور صرف بیس فٹ اس کا گولا میٹلڈ بقایا رہ گیا ہے۔ میں اس بارے میں وضاحت طلب کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کس سوال کا ضمنی سوال ہے؟

میاں محمود الرشید: یہ سوال نمبر 525 ہے جس میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ اور گورنر بھی الاٹمنٹ کر سکتے ہیں۔ کیا کسی کو سڑک بھی الاٹ کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ سوال تو pending ہو گیا اور جو سوال pending ہو جائے اس پر ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔

میاں محمود الرشید: میں پھر ان کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس ایوان یا منسٹر متعلقہ کی توجہ کسی اور ضابطہ کے تحت مبذول کروایئے۔ یہ سوال پینڈنگ ہو گیا ہے۔

گلیوں اور نالیوں کو پختہ کرنے کے لیے اقدام

* 556- چودھری محمد حنیف: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرام بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ڈیرہ رحمت اور ٹھٹھہ میانہ ضلع شیخوپورہ کی گلیوں اور نالیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے جس کی وجہ سے مکینوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جزو(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈیرہ رحمت اور میانہ ٹھٹھہ ضلع شیخوپورہ میں گلیوں اور نالیوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس مد میں حکومت کے پاس جو وسائل موجود ہیں اس سے جاری منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے رقوم فراہم کی جا رہی ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے اگر حکومت کے وسائل نے اس مد میں مزید نئے منصوبہ جات شروع کرنے کی اجازت دی تو ڈیرہ رحمت اور میانہ ٹھٹھہ ضلع شیخوپورہ میں گلیوں اور نالیوں کو پختہ کرنے کے منصوبے کو شامل کرنے پر غور کیا جائے گا۔

ڈرینج سکیم کی تکمیل

* 579- چودھری محمد اسلم کائرہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں 21 اکتوبر 1990ء کو وزیراعلیٰ

نے ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ لالہ موسیٰ میں ڈرینج سکیم منظور کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنے حکم نمبر پی اے۔ ایس سی ایم۔ 5377- 90 مورخہ 22 اکتوبر 1990ء کے ذریعہ جبرئین منصوبہ بندی و ترقیات کو اس سکیم کی منظوری کا لکھا تھا۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات ہے تو تاحال اس حکم پر عملدرآمد نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت کب تک اس سکیم پر کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) سکیم کا سروے اور ڈیزائن کا کام زیر تکمیل ہے۔ جونہی متعلقہ ٹاؤن کمیٹی اپنا مطلوبہ تخمینہ کا حصہ جمع کروا دے گی۔ دوسری ضروری قانونی اور مالی شرائط پوری کرنے کے بعد سکیم پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

سڑکوں اور گلیوں کی مرمت کے لیے اقدام

* 614- رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ---

الف) کیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن لاہور کے بلاک نمبر 2 سیکٹر نمبر ڈی-II میں سڑکیں اکھاڑ کر سیوریج پائپ بچھائے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ چھ ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک متذکرہ بالا بلاک کی سڑکوں اور گلیوں کی مرمت نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سڑکوں اور گلیوں کی مرمت کب تک کر دی جائے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے

(ج) متذکرہ سیور لائن سیکٹر D-II کے منظور شدہ تخمینہ کے مطابق ڈالی گئی تھیں ان کا مقصد اہالیان علاقہ کو بہتر سہولتیں مہیا کرنا تھا سیور لائن بچھانے کے نتیجہ میں سڑکوں کی توڑ پھوڑ لازمی امر تھا۔ سڑکوں کی بحالی کا کام سڑکوں کی مد میں بنائے گئے فیز II کے تخمینہ کے تحت ہو گا۔ جس کا Pc-I پی اینڈ ڈی کو بھیجا جا چکا ہے اور جس کی منظوری مستقبل قریب میں ہو جانے کی امید ہے۔

یہ کام مرکزی حکومت کے فنانس کردہ سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت کر دیا جائے گا اگر سڑکوں کی بحالی کا تخمینہ بھی سیور کی تکمیل کے تخمینہ کے ساتھ (فیزI کے) منسلک کر دیا جاتا تو سیور کی تعمیر کے دوران وقفہ میں سڑکوں کے کام کے ریٹوں میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا اور اس طرح ان کی بحالی کا تخمینہ قابل عمل نہ رہتا۔

تاہم اب فیز II کی منظوری کے بعد ہنگامی بنیادوں پر کام شروع کر دیا جائے گا اور اہالیان علاقہ کی تکلیف رفع ہو جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جواب کے جز (ج) میں یہ فرمایا ہے کہ سڑکوں کی توڑپوڑ ان سہولیات کو مہیا کرنے کے لیے لازمی امر تھا تو کیا یہ سہولیات کے لیے جو انہوں نے پائپ لائن وغیرہ یا جو بھی سڑکوں کو توڑ پوڑ کر بچھایا ہے' آیا وہ سڑکوں کے بننے سے پہلے ممکن نہیں تھا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! یہ سڑکوں کا سوال میں اچھی طرح نہیں سمجھ سکا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اسے دھرا دیجئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو دونوں جزو ہیں الف اور ب' ان میں یہی پوچھا گیا تھا کہ گرین ٹاؤن لاہور کے بلاک 2 سیکٹر ڈی کی سڑکوں کو سیوریج پائپ لائن اور دوسری پائپ لائن بچھانے کے لیے توڑپھوڑ دیا گیا ہے تو ہمارے ملک میں یہ جو ایک عام رجحان

بنا ہوا کہ پہلے سڑک بنا دی جاتی ہے اور اس کے ایک مہینے بعد پھر پائپ لائن بچھانے کے لیے اسے توڑ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر اس کا دوبارہ تخمینہ بنا کر اسے بنایا جاتا ہے اس سے ایک طرف تو لوگ پریشانی کا شکار ہوتے ہیں اور دوسری طرف جو سرکاری پیسہ ہے اور قومی وسائل ہیں ان کا ضیاع ہوتا ہے۔ تو یہ جو کالونی ہے یہ اس محکمے نے بنائی ہے جس کے وزیر موصوف انچارج ہیں تو کیا یہ طریقہ کار وہاں پر ممکن نہیں تھا کہ پہلے پائپ لائن بچھائی جاتی اور اس کے بعد سڑکیں بنائی جاتیں اور یہ جو نقصان اور وہاں کے لوگ جن تکالیف کا شکار ہیں وہ ان تکالیف کا شکار نہ ہوتے اور قومی وسائل کا بھی ضیاع نہ ہوتا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! یہ سیوریج کی بحالی کا کام ہے۔ سیوریج پہلے بچھائے گئے تھے لیکن اب ان کی اپ گریڈیشن کی ضرورت تھی۔ انہیں مزید بہتر بنانے کی ضرورت تھی اس لیے یہ سیوریج کی بحالی کا کام شروع کیا گیا ہے تو لامحالہ سڑک توڑ کر بنانی پڑتی تھی اب سیوریج مکمل ہو گیا ہے تو انشاء اللہ اگلے فیز میں یہ ہماری سڑکیں بھی مکمل ہو جائیں گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو بحالی کا کام ہے تو پہلے جب originally وہ پائپ لائن بچھائی کی گئی تو اس کے کتنی دیر بعد اس کی بحالی کی ضرورت دوبارہ محسوس ہوئی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! 1970ء میں قرعہ اندازی کے تحت اس سکیم کی الاٹمنٹس ہوئیں۔ تو یقیناً" اسے اس سے بھی کوئی دو چار سال پہلے یہ کام شروع ہو چکا ہو گا اور یہ اتنی بڑی سکیم ہے کہ ایک آدمی سال میں یا چھ ماہ میں یہ مکمل ہونے والی نہیں تھی۔ اب بیس سال کے بعد اس کی بحالی کا کام یا اس کی augmentation کا کام ہو رہا ہے تو اس میں کچھ مضائقہ والی بات نہیں تھی۔ حالات ایسے تھے کہ لوگ ادھر جانا ہی پسند نہیں کرتے تھے۔ اب جب سکیم پرکشش ہو رہی ہے تو لوگوں نے ادھر گھر بنانے شروع کر دیے ہیں۔ آبادی کا دباؤ بڑھ رہا ہے اور سیور لائنوں پر پانی کا بوجھ بھی بڑھ رہا ہے۔ اس لیے آپ augmentation کہہ لیں۔ یہ کوئی نیا کام نہیں ہے۔ یہ پہلے ہو چکا تھا اب اس کی بحالی ہے یا augmentation کہہ لیں۔ یا اسے upgradation کہہ لیں تو اس وقت یہ کام ہو رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرا آخری سوال یہ ہو گا کہ جس صورت حال سے اس علاقہ یا اس آبادی کے لوگ دوچار ہیں وہ تو وزیر موصوف کے علم میں بھی ہے۔ جواب میں بھی یہ درج ہے لیکن انہوں نے جواب میں جو فرمایا ہے کہ جس کی منظوری مستقبل قریب میں ہو جانے کی امید ہے۔ یعنی یہ جو وہاں پر سارا کام سڑکوں وغیرہ کا ہے تو انہوں نے کہا ہے پی سی 1 کی منظوری مستقبل قریب میں ہو جانے کی امید ہے۔ اور آخر میں یہ فرمایا ہے کہ منظوری کے بعد ہنگامی بنیادوں پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ جبکہ جناب سپیکر! اس سوال کو put کیے بھی تقریباً" چار مہینے کا عرصہ گزر چکا ہے۔ تو وزیر موصوف سے ان الفاظ کی لاج رکھتے ہوئے پوچھنا چاہوں گا وہ یہ فرما دیں کہ یہ مستقبل قریب کب آئے گا اور ہنگامی بنیادوں سے ان کی کیا مراد ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! آپ کی وساطت سے فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں کہ جب بھی حکومت کا کوئی محکمہ کوئی سکیم بناتا ہے تو اس کی منظوری کے لیے اس کے estimates پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو بھیجنا ہوتے ہیں۔ تو ہمارے محکمے کی طرف سے یہ estimates پی اینڈ ڈی کو پہنچ چکے ہیں۔ پی اینڈ ڈی اس پر ضروری کارروائی کرنے کے بعد انہیں منظور کرے گی اور پھر ہم ہنگامی بنیادوں پر اس کا کام شروع کریں گے۔ جیسے رانا صاحب نے فرمایا ہے ہنگامی بنیادوں سے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے خود بھی وہاں دورہ کیا ہے لوگوں کو واقعی تکلیف ہے تو جونہی ہمیں پیسہ ملے گا ہم باقی کام چھوڑ کر کوشش کریں گے کہ اس مسئلے کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ وزیر موصوف سے پوچھنے کا میرا مقصد یہ تھا کہ ایک مسئلے کی نشاندہی کی گئی تاکہ وہاں پر جو لوگ ان مسائل سے دوچار ہوں ان کو کم از کم پتا چل جائے گا کہ یہ ہنگامی بنیاد اور یہ مستقبل قریب میں تین ماہ اور لگ سکتے ہیں' چھ ماہ' سال لگ سکتا ہے۔ تو وہ تھوڑی سی پوزیٹو مدت بتا دیں۔ آخر وہ اس محکمے کے انچارج ہیں ان کی زیر نگرانی ہی میں سارا کام ہو رہا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے اور فاضل ممبر کے علم میں بھی ہے کہ ہماری فنانشل پوزیشن کیا ہے۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ

proirity fix کرتا ہے۔ محکمے کا کام یہ ہے کہ وہ estimate تیار کے اور پی اینڈ ڈی کو بھیجے اور پی اینڈ ڈی جونہی ہمیں فنڈز دیتی ہے اور مجھے امید ہے کہ یہ بہت جلد ہمیں اس کا پیسہ مل جائے گا۔ جناب والا! پہلے یہ سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت ملتا تھا اور اب نیشنل فنانس کمشن کے ایوارڈ کے بعد یہ پیسہ صوبائی حکومت کو دینا ہے ہم نے estimates بھیجے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ بہت جلد اس کی منظوری ہو جائے گی اور رانا صاحب کو دن یا مہینے چاہییں تو میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ بتا سکوں کہ اتنے دن لگیں گے یا اتنے مہینے لگیں گے۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ یہ پیسہ بہت جلد release ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال۔ رانا ثناء اللہ خان۔

سکول کے لیے اراضی میں تاخیر کی وجوہات

* 635- رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ—

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے گورنمنٹ دکن گرلز ہائی سکول سمن آباد نثار کالونی کے لیے جو کہ کرایہ کے ایک مکان میں چلایا جا رہا ہے کے لیے ایک قطعہ اراضی پیمائش 179x840 برقبہ 8 کنال اکتوبر 1989ء کو دینے کا وعدہ کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم کے ارباب اختیار نے آپ کے محکمہ کو اب تک بذریعہ چٹھی نمبر 3923 جی وائی مورخہ 90-1-27 (2) 6390 جی وی مورخہ 90-2-14 (3) 11399 جی وائی مورخہ 90-3-5 (4) 16111- جی وی مورخہ 90-3-22 (5) 29189- جی وائی مورخہ 90-4-14 (6) 2158 جی وائی مورخہ 90-5-2 اور 25844- جی وائی مورخہ 90-7-28 یہ گزارش کی کہ حکومت کے حکم کے مطابق مختص کردہ قطعہ زمین محکمہ تعلیم کو ٹرانسفر کر دی جائے۔ تاکہ سکول کی عمارت کی تعمیر شروع ہو سکے لیکن آپ کے محکمہ کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی تحرک نہیں کیا گیا۔ بلکہ متذکرہ بالا چٹھی ہائے کا جواب تک نہیں دیا گیا۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ بیان کیا جائے کہ اس مجرمانہ غفلت

کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے ذمہ دار افراد کے خلاف حکومت کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور جواب نفی میں ہے تو متذکرہ چٹھیوں کے جوابات اور اس سلسلہ میں اب تک کی جانے والی کارروائی کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) یہ درست نہ ہے

(ب) یہ درست ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر ایچ اینڈ پی پی ڈویژن فیصل آباد کو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر فیصل آباد کی طرف سے گورنمنٹ دکن گرلز ہائی سکول سمن آباد کے لیے مذکورہ اراضی برائے الاٹمنٹ منتقلی کے لیے چٹھیاں موصول ہوتی رہی ہیں۔ لیکن اصل صورت حال یہ ہے کہ مطلوبہ قطعہ اراضی 11 کنال 18 مرلہ پر مشتمل ہے اور گورنمنٹ کے منظور شدہ نقشہ کے مطابق مارکیٹ کے لیے مختص تھا جس میں سے 4 کنال 2 مرلہ 52 مربع فٹ رقبہ گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق 1983ء میں محکمہ ٹیلی فون کو منتقل کر دیا گیا۔ بقایا رقبہ مارکیٹ کے لیے ہے جس کو مروجہ پالیسی کے مطابق نیلام عام کے ذریعہ فروخت کیا جاتا ہے لہٰذا اس کی محکمہ تعلیم کو الاٹمنٹ / منتقلی ممکن نہ ہے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر فیصل آباد کو بھی اس صورت حال سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔

(ج) جزو (ب) میں دیے گئے جواب کی روشنی میں محکمہ کی طرف سے کوئی تغافل نہ ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جواب بالکل غلط ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو اسے pedning کروا لیں اور اس کی اپنے طور پر کوئی انکوائری کرا کر جواب دیں کیونکہ جس اراضی کا میں نے ذکر کیا ہے وہاں پر سکول بنا ہوا ہے۔ اس کے چار کمرے اور چار دیواری اس وقت بنی ہوئی ہے اور اس وقت جو موجودہ صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ ان کمروں پر چھت ڈالی جا رہی ہے تو وزیر موصوف نے کہا ہے کہ یہ جگہ منتقل ہی نہیں کی جا سکتی اور انہوں نے کہا ہے کہ وہاں پر سکول کا کوئی وجود ہے ہی نہیں۔

میرا خیال ہے کہ ان کے محکمہ نے انہیں یہ ساری اطلاعات غلط دی ہیں۔ اگر وہ insist کرتے ہیں تو پھر میں ضمنی سوال کرتا ہوں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یہ قطعہ کبھی بھی سکول کے نام الاٹ نہیں ہوا۔ میری اطلاع کے مطابق سکول والوں نے وہاں ناجائز قبضہ کر کے چار دیواری بنا رکھی ہے۔ جیسے رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ کمرے بھی بنا رکھے ہوں گے جن کی مجھے اطلاع نہیں ہے۔ لیکن جو میں نے جواب میں عرض کیا ہے وہ یہ ہے کہ سکول کو ہم طریقہ کار کے مطابق نہیں دے سکتے اور نہ ہی یہ جگہ سکول کے لیے رکھی گئی تھی۔ یہ جگہ نیلام عام میں نیلام ہوئی ہے۔ اس وقت یہ چاہیں تو بے شک سکول کے لیے رکھ لیں۔ لیکن اس وقت نہ ہی محکمہ کی طرف سے اور نہ ہی میں اپنی طرف سے کوئی commitment دے سکتا ہوں اور نہ ہی یہ جواب دے سکتا ہوں کہ یہ ہم سکول کو دے دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے کہ 1983ء میں محکمہ ٹیلی فون کو اس اراضی میں سے 4 کنال 2 مرلہ اور 52 مربع فٹ رقبہ جو منتقل کیا گیا تھا آیا وہ نیلام عام کے ذریعہ کیا گیا تھا یا اس کے متعلق کیا پالیسی تھی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! یہ گورنمنٹ آف پاکستان کی طرف سے آرڈر تھے۔ پنجاب گورنمنٹ نے یہ رقبہ ٹیلی فون ایکسچینج کو دے دیا۔ میں یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ نیلام عام کے ذریعہ دیا گیا ہے بلکہ نیلام عام کیا' گورنمنٹ کے آرڈر تھے اور گورنمنٹ کے ایک محکمہ کو گیا ہے اور اگر اب بھی رانا صاحب کسی طریقے سے یہ انتظام کر لیں کہ چیف منسٹر صاحب آرڈر کر دیں یا پرائم منسٹر صاحب کر دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن محکمہ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اپنے طور پر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو یہ رقبہ منتقل کر دے اور reserve price ان سے لے لے ہم تو اس پوزیشن میں ہیں کہ ہم اسے نیلام کریں گے اور نیلامی میں جو بھی اسے لے جائے گا وہ اس کا مالک ہو گا۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ جناب سپیکر اجلاس کو شروع ہوئے تقریباً" نصف گھنٹہ ہو چکا ہے لیکن ابھی تک پریس گیلری خالی پڑی ہے.....

آوازیں: آج ہڑتال ہے۔

راجہ جاوید اخلاص: اچھا اچھا.....

جناب سپیکر: راجہ صاحب اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لے چکے ہیں۔

(قہقہے)

اگلا سوال جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب۔

لاہور شہر کی تعمیر و مرمت پر خرچ کی تفصیل

* 697-جناب ارشاد حسین سیٹھی: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور نے 1985ء تا دسمبر 1990ء شہر لاہور میں تعمیر و مرمت پر کتنی رقم خرچ کی ہے۔ خصوصاً سڑکات و باغات کی مد میں پی پی 117 میں خرچ کی جانے والی رقم کی الگ تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) کیا سڑکات کی تعمیر و مرمت کا کوئی منصوبہ شمالی لاہور پی پی 117 کے لیے محکمہ کے آئندہ کسی پروگرام میں شامل ہے۔ اگر ہے تو کیا اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور نے 1985ء میں 1990ء دسمبر تک لاہور شہر کی تعمیر و ترقی پر جو رقم خرچ کی ہے وہ 14,3540,59 لاکھ ہے۔ اس کے علاوہ ٹریفک انجنیئرنگ اینڈ ٹرانسپورٹ پلاننگ ایجنسی (ٹیپا) ایل ڈی اے نے پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پروجیکٹ کے تحت لاہور میں چند بڑی سڑکوں کی تعمیر نو پر 598 لاکھ روپے خرچ کیے ہیں پی پی 117 میں خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل تتمہ "الف" پر لف ہے۔ تاہم ٹیپا نے اس مد میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

(ب) شمالی لاہور پی پی 117 کے لیے نئے منصوبہ جات کی تفصیل تتمہ (ب) پر لف ہے۔

LIST OF WORKS EXECUTED IN NORTHERN LAHORE (PP-117) FROM 1985 TO 1990.

Anaxture "a"

S.No.	Name of work.	Fiqures in lac Expenditure.
1.	Repair / Construction of Roads and Streets in Wassan Pura Scheme No.2.	Rs 6.01
2.	Repair / Construction of Roads and Streets in Makhan Pura Lahore	Rs 4.98
3.	Repair / Construction of Roads and Streets in Fazal Pura Kot Khawja Saeed Lahore.	Rs 6.80
4.	Repair / Construction of Roads and Streets in Jehangir Park, New shad Bagh Lahore	Rs.4.63
5.	Repair / Construction of Roads and Streets in Hamad Colony, Kashmir Road Gali Lahore.	Rs. 1.09
6.	Repair / Construction of Roads and Streets in Wassan Pura scheme No.2 Part-I	Rs. 7.09
7.	Repair / Construction of Roads and Streets in Hamad Colony Umar street.	Rs. 0.34
8.	Repair / Construction of Roads and Streets in Hamad Colony Hussain street.	Rs. 0.60
9.	Carpetting of Chah Miran Road. Hamad Colony.	Rs. 1.60
10.	Construction / Repair of Roads and Streets in Hamad Colony Yasrab Colony Lahore.	Rs. 0.40
11	Construction / Repair of Roads and Streets in Hamad Colony Amin Street.	Rs. 0.55
12.	Construction / Repair of Roads/ in Hamad Colony.	Rs. 0.46
13.	Construction / Repair of Roads in Hamad Colony (Carpetting of Khair-un-Nisa Girls High School Kachupura. Lahore.	Rs. 1.61
14.	Renovation of Street Light of Misri Shah Area Lhr.	Rs. 4.90

15.	Filling of Pond in Siraj Din Park and soling of Streets around Kashmir Roads in Misri Shah Lhr.	Rs. 8.47
16.	Construction / Repair of Roads & Streets in Misri Shah area. Ayub Roads & Approach Road to Ayub Road.	Rs. 6.08
17.	Construction / Repair of Roads & Streets in Misri Shah area. (Zam Zam street. Allama Hari R Street & Ahata Malik Muhammad Din.	Rs. 5.02
18.	Construction / Repair of Roads & Streets in Misri Shah area.(Street No.90 Ghazi Park).	Rs. 2.80
19.	Construction / Repair of Roads & Streets in Maqui Shahi Area (Bridge at Pir Ronqi).	Rs. 0.54
20.	Construction of opprochtes to Baghat Pura Bridge.	Rs. 8.00
21	Construction / Repair of Roads / Streets (Bridge at Baghat Pura) Lahore.	Rs. 3.55
22.	Construction of approached to Bridge at Pir Ronqi.	Rs. 0.62
23.	Construction / Repair of Roads & Streets in Misri Shah area.(Bridge at Baghat pura) Lahore.	Rs. 0.14
24.	Construction of street No. 21.22 Chah Miran.	Rs. 2.44
25.	Construction of Firdus Dispansary Shad Bagh.	Rs. 5.52
26.	Construction of Fountain and shelter in Tajpura Park.	Rs. 2.25
27.	Carpetting of Sher Shah Road Lahore.	Rs. 3.58
28.	Extension of Sher Shah Road shad Bagh.	Rs. 8.75
	Total	Rs. 93.97

تتمہ "ب"

نئے منصوبہ جات شمالی لاہور پی پی 117

نمبر شمار	نام سکیم	تخمینہ (لاکھ)
-1	ممتاز روڈ وسن پورہ سڑک کی تعمیر کشادگی	4,38
-2	گلی نمبر c-25 c 48- a 49 میں ری سولنگ و تعمیر	1,20
-3	گلی نمبر 48 اے محبوب پارک کی تعمیر و کشادگی	1,00
-4	پرانی مسجد روڈ وسن پورہ کی تعمیر و کشادگی	4,97
-5	مین گلی پیراں والی نیو پارک کی تعمیر و کشادگی	2,65

جناب سپیکر: سوال نمبر 697 کا جواب لمبا ہے اس لیے یہ پڑھا گیا تصور ہو گا۔ ضمنی سوال جناب ارشاد حسین سیٹھی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جزو (الف) کے تتمہ میں پوری تفصیل بتا دی کہ ....

"598 لاکھ روپے 85ء تا 90ء ایل ڈی اے پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پروجیکٹ کے تحت لاہور کی چند بڑی سڑکوں پر خرچ کیے گئے ہیں"

میں نے یہ پوچھا تھا کہ ....

"پی پی 117 میں خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل"

تو یہ ساتھ ہی تتمہ (الف) پر مکمل تفصیل دے دی گئی ہے اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ...

"تاہم ٹیپا نے اس مد میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔"

جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 85ء تا 90ء 598 لاکھ سڑکوں کی تعمیر پر خرچ کیا گیا ہے۔ تو اتنی رقم رکھنے کے باوجود محکمہ ٹیپا نے پی پی 117 میں کیوں خرچ نہیں کی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ پلیز.....

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں تھوڑا سا اس سوال کا جواب پڑھ کر ہی انہیں جواب دینا چاہوں گا کہ اس کے بعد ان کی تفصیل میں بتا دوں گا۔ جیسے سوال کے جواب جزو (الف) میں ہے کہ۔ ترقیاتی ادارہ لاہور نے 1985ء تا 1990ء دسمبر تک لاہور شہر کی تعمیر و ترقی پر جو رقم خرچ کی ہے وہ 1435059 روپے ہے۔ اس کے علاوہ ٹریفک انجینئرنگ اینڈ ٹرانسپورٹ پلاننگ (ٹیپا) ایل ڈی اے نے پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پروجیکٹ کے تحت لاہور میں چند بڑی سڑکوں کی تعمیر نو پر 598 لاکھ روپے خرچ کیے ہیں۔ پی پی 117 میں خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل تتمہ (الف) پر لف ہے۔ تاہم ٹیپا نے اس مد میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

(ب) شمالی لاہور پی پی 117 کے لیے نئے منصوبہ جات کی تفصیل لف ہے۔

جناب والا! فاضل ممبر نے لاہور کے لیے اور خاص طور پر اپنے حلقہ کے لیے پوچھا تھا۔ اس میں جو چند بڑی سڑکیں آتی ہیں یہ میں اس وقت تو نہیں بتا سکتا کہ ان کے حلقے میں سے کوئی گزرتی ہے یا نہیں گزرتی۔ ان کے لیے 598 لاکھ روپے اور اوپر 14 لاکھ روپے کی جو رقم بتائی گئی ہے۔ یہ لاہور کی خوبصورتی اور تعمیر و ترقی کے لیے خرچ کی گئی تھی۔

فاضل ممبر کے حلقے میں خاص طور پر جو خرچ ہوا ہے وہ تتمہ (الف) میں بتایا گیا ہے جو کہ ہم نے ایوان کی میز پر رکھا ہے اور تتمہ (ب) میں ہم نے بتایا ہے کہ خاص طور پر ان کے حلقہ میں ممتاز روڈ' وسن پورہ روڈ' وسن پورہ سڑک کی تعمیر و کشادگی پر 4 لاکھ 38 ہزار روپے گلی نمبر 25 سی اور 48 سی اور 49 اے میں ری سولنگ و تعمیر پر ایک لاکھ 20 ہزار روپے' گلی نمبر 48 (اے) محبوب پارک کی تعمیر و کشادگی کے لیے 2 لاکھ روپے پرانی مسجد روڈ' وسن پورہ کی تعمیر و کشادگی کے لیے 4 لاکھ 97 ہزار روپے' مین گلی پیراں والی نیو پارک کی تعمیر و کشادگی کے لیے 2 لاکھ 65 ہزار روپے اور اس کے علاوہ شمالی لاہور میں مین روڈ وسن پورہ کی سکیم نمبر 2 جس کا تخمینہ 6 لاکھ 90 ہزار روپے ہے اور بہادر شاہ روڈ نزد چوڑا پل برکی روڈ مکمل کی جا چکی ہے۔ اس کے علاوہ مین برکی روڈ نزد رینجرز ہیڈ کوارٹر پر کارپیٹنگ کا کام ہونے کے قریب ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی' ضمنی سوال۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب!

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح محترم وزیر صاحب نے فرمایا ہے۔ میں نے یہ بتایا ہے کہ یہ تتمہ (الف) پر درج تفصیل موجود ہے اور جزو (الف) کے جواب میں خود اعتراف کیا گیا ہے کہ "پی پی 117 میں خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل تتمہ (الف) پر لف ہے تاہم ٹیپا نے اس مد میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔"

جناب سپیکر! اب اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس میں بعض سڑکات کا نام لوں کہ یہ فرماتے ہیں کہ رقم استعمال کی جا چکی ہے یا خرچ کی جا چکی ہے تو بعض سڑکیں ایسی ہیں جو سرے سے تعمیر ہی نہیں ہوئیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ رقم خرچ نہیں کی گئی اور جناب سپیکر جزو (ب) کی وضاحت تو ابھی میں نے پوچھی ہی نہیں کہ جزو (ب) میں جو انہوں نے بتایا ہے کہ یہ رقم خرچ کی جائے گی تو اس کا تو میں نے سوال ابھی کیا نہیں۔ میں تو صرف اپنے اس جزو (الف) کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ پی پی 117 میں جو انہوں نے تتمہ (الف) میں تفصیل دی ہے کہ اس میں ٹیپا نے یہ رقم خرچ نہیں کی ہے تو نہ خرچ کرنے کی وجہ میں نے ان سے پوچھی ہے کہ 85ء تا 90ء کیوں نہیں یہ خرچ کی گئی۔ پروگرام میں جب کہ تفصیل موجود ہے اور آپ نے خود بھی تفصیل دے کر اعتراف کیا ہے کہ پی پی 117 میں اتنی رقم ان منصوبہ جات کے لیے رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر: تو اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ " پی پی 117 میں خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل تتمہ (الف) پر لف ہے۔"

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی' آگے ذرا دیکھیں جناب سپیکر!

جناب سپیکر: "تاہم ٹیپا نے اس مد میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔"

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی...

جناب سپیکر: "شہالی لاہور پی پی 117 کے لیے نئے منصوبہ جات کی تفصیل تتمہ (ب) پر لف ہے۔"

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی ہاں۔ یہ جزو (ب) میں ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں...

جناب ارشادہ حسین سیٹھی: تو میں جزو (الف) کے بارے میں ابھی پوچھ رہا تھا۔

جناب سپیکر: تو اس میں آپ اور کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وزیر موصوف یہ بتائیں کہ یہ رقم پی پی 117 کے لیے 85ء تا 90ء پروگرام میں رکھی گئی تھی یہ رقم ان منصوبہ جات پر کیوں نہیں خرچ کی گئی؟

جناب سپیکر: یہ تو انہوں نے لکھا ہے کہ 598 لاکھ روپے خرچ کیے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی ہاں' 598 لاکھ روپے کا انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ یہ رقم بڑی سڑکوں پر خرچ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: لاہور کی بڑی سڑکوں پر خرچ کی گئی ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی ہاں' لاہور کی بڑی سڑکوں پر خرچ کی گئی ہے جب کہ اس کے ساتھ میں نے سوال میں بھی کہا کہ خصوصاً" سڑکات اور باغات کی مد میں پی پی 117 میں خرچ کی جانے والی رقم کی الگ تفصیل مہیا کی جائے۔ محکمے نے الگ تفصیل مہیا کی ہے جو تتمہ (الف) پر درج ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ جواب کے اعتراف میں کہ "تاہم ٹیپا نے اس مد میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔" نہ خرچ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ جب کہ یہ اعتراف موجود ہے کہ یہ رقم جو ہے یہ ان منصوبہ جات کے لیے رکھی گئی ہے۔"

جناب سپیکر: نہیں' یہ دو باتیں اس میں آ جاتی ہیں۔ ایک جواب میں آ جاتی ہیں کہ بڑی سڑکوں کی تعمیر پر 598 لاکھ روپے خرچ کیے گئے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی ہاں' بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ پی پی 117 میں خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل کیا ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی ہاں' وہ بتا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ہاں' وہ الگ انہوں نے تتمہ (الف) پر دی ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی۔

جناب سپیکر: تو اب آپ چاہتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ اس پر پی پی 117 کے لیے رقم خرچ نہیں ہوئی ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی ہاں۔

جناب سپیکر: تو آپ یہ کہتے ہیں کہ 598 لاکھ روپے جو مخصوص کیے گئے تھے وہ خرچ ہو چکے ہیں تو پی پی 117 کے لیے کہتے ہیں کہ خرچ نہ کیے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی ہاں۔ پی پی 117 میں میں نے ٹوٹل کیا ہے کہ 93 لاکھ 97 ہزار انہوں نے بتایا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ تفصیل کی یہ رقم کیوں نہیں خرچ کی گئی۔ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ "تاہم ٹیپا نے اس پر کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔"

جناب سپیکر: جی' چودھری صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میرے خیال میں تو یہ میرا جواب واضح ہے کہ 598 لاکھ روپے شہر کی بڑی بڑی سڑکوں کی تعمیر اور خوبصورتی کے لیے خرچ کیے گئے ہیں اور یہ جو پی پی 117 کا جواب تتمہ (الف) پر لف ہے تاہم ٹیپا نے اس سلسلے میں کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔ جناب والا! یہ کام جو ہے یہ progress میں ہے اور کہیں estimates بن رہے ہیں' کہیں کام جاری ہے' کسی سڑک پر کام جاری ہونے والا ہے' کسی پر جاری ہو گیا ہے۔ تو اس سلسلے میں میرا خیال ہے کہ کوئی الجھن تو نہیں ہے۔ فاضل ممبر اگر کوئی مزید تفصیلات چاہتے ہیں تو یہ بے شک نیا سوال دے لیں یا کوئی مزید clear کریں میں تو اس سلسلے میں clear نہیں ہوا کہ یہ کیا چاہتے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف نے یہ اعتراف کر لیا ہے کہ بعض منصوبے جاری ہیں اور بعض منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔ تو جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ 85ء سے 90ء تک کے سوال کے منصوبے مکمل ہو رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر 85ء تا 90ء کے منصوبے آپ دیکھیں ان کے بارے میں انہوں نے فرمایا ہے کہ کچھ پر کام جاری ہے اور کچھ منصوبے مکمل ہو چکے ہیں تو جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس سوال میں اچھا خاصا ابہام ہے اس سوال کو ملتوی فرما لیں اس کے بعد وزیر موصوف اس کا صحیح جواب پیش کریں۔ جناب والا! میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ان کے پاس جو اس کی تفصیلات ہیں اگر یہ ان کو درست فرما لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ صحیح معاملہ ان کے علم میں لے آئے گا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ فاضل ممبر جو پی پی 117 کے بارے میں پوچھ رہے ہیں ٹیپا ایجنسی جو لاہور میں بڑی بڑی سڑکوں پر کام کر رہی ہے۔ ابھی تو بڑی بڑی سڑکوں کا کام ختم نہیں ہوا جہاں چھوٹی چھوٹی سڑکیں ان کے پلاننگ میں ہیں انہوں نے وہاں بھی جانا ہے جناب والا! ابھی تو بڑی سڑکیں ختم نہیں ہوئیں تو میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ جو سڑکیں ان کے پروگرام میں ہیں اور جن پر ابھی تک کام شروع نہیں ہو سکا اور پی۔ پی 117 میں ان کے حلقے میں واقعی ٹیپا کی طرف سے ابھی تک کوئی پیسہ خرچ نہیں کیا گیا وہ سڑکیں آئندہ ہماری پلاننگ میں ہیں یہ پیسہ انشاء اللہ ادھر خرچ ہو گا اور اگر فاضل ممبر اس بارے میں مزید تسلی کرنا چاہتے ہیں تو بے شک میرے ساتھ میرے چیمبر میں بیٹھ جائیں میں ایل۔ ڈی اے والوں کو وہاں بلا کر ان کی تسلی کر دوں گا یہ ہماری پلاننگ میں شامل ہے کہ ان کے حلقہ نیابت میں بھی پیسہ خرچ ہونا ہے۔

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب! اب تو clear commitment ہو گئی ہے پی۔پی 117 میں یہ پیسہ خرچ ہونا ہے۔ اس کی اگر آپ مزید وضاحت چاہتے ہیں تو آپ وزیر ہاؤسنگ سے مل کر اس کی وضاحت کر لیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: بہتر جناب۔

پلاٹوں کی تفصیل

* 726- ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کے زیر انتظام و انصرام جوہر ٹاؤن لاہور اور سبزہ زار لاہور میں کتنے فیز مقرر کیے گئے تھے اور ہر فیز میں کل کتنے پلاٹ تھے۔ ہر سکیم میں مجموعی پلاٹوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے۔

(ب) متذکرہ سکیموں میں ازروئے قانون گورنر یا وزیراعلیٰ کا کتنا کوٹہ مقرر تھا اور بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہونے مقصود تھے۔

(ج) متذکرہ سکیموں میں بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے گورنر یا وزیراعلےٰ کے صوابدیدی کوٹہ سے الاٹ کیے گئے مکمل تفصیلات علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکیموں میں گورنر یا وزیراعلیٰ نے زیادہ تر پلاٹ اپنی صوابدید کے تحت الاٹ کیے ہیں۔

(ہ) ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد کیا ہے۔ کتنے الاٹ کیے گئے ہیں۔ ہر پلاٹ کا نمبر رقبہ نام و پتا الاٹی الاٹ کنندہ کا نام و عہدہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت کتنے پلاٹ خالی ہیں۔ خالی پلاٹوں کے نمبر رقبہ وغیرہ کیا ہے۔ نیز کن کن سرکاری محکموں، صحافیوں، وکلاء یا دیگر کن کن سرکاری نیم سرکاری و پرائیویٹ تنظیموں کو ایک سے زائد پلاٹ گروپ کی صورت میں الاٹ کیے گئے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کی جوہرٹاؤن اور سبزہ زار سکیموں میں دو دو فیز ہیں۔ ہر فیز میں پلاٹوں کی مجموعی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

ایم اے جوہر ٹاؤن I	12067	سبزہ زار فیز I	5445
ایم اے جوہر ٹاؤن II	12921	سبزہ زار فیزII	3956

(ب) متذکرہ سکیموں میں گورنر کا کوٹہ پانچ فیصد اور وزیراعلیٰ کا دس فیصد مختص تھا۔ جوہر ٹاؤن سکیم میں 1262 اور سبزہ زار سکیم 775 پلاٹس بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ ہونے مقصود تھے۔

(ج) (i) جوہر ٹاؤن سکیم میں بذریعہ قرعہ اندازی 1262 پلاٹ الاٹ کیے گئے جبکہ سبزہ زار سکیم کی تاحال قرعہ اندازی نہ ہوئی ہے۔

(ii) جوہر ٹاؤن سکیم میں گورنر کے کوٹے سے 115 پلاٹ الاٹ کیے گئے جبکہ وزیراعلیٰ کوٹے سے 1066 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔

(iii) سبزہ زار سکیم میں وزیراعلیٰ کے کوٹے سے 340 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں مکمل تفصیل تتمہ الف پر لف ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں جن کی تفصیل تتمہ "ب" پر لف ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے بقیہ الاٹ شدہ پلاٹوں کی مکمل تفصیل تتمہ "الف" پر لف ہے۔ مزید برآں سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں 500 پلاٹ کی اراضی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو معاہدے کے تحت الاٹ کی گئی۔ پلاٹوں کی انفرادی تقسیم ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اپنے طے کردہ اہلیت کے معیار کے مطابق کرے گی۔ اس لیے نام الاٹیاں اور دیگر کوائف کی تفصیلات ایل ڈی اے کے ریکارڈ میں نہ ہیں۔ خالی پلاٹوں کی تفصیل تتمہ (د) پر لف ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! اس میں کچھ غلط جواب دیا گیا ہے۔ جزو (ب) میں انہوں نے کہا ہے کہ سبزہ زار سکیم کے تحت 775 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ ہوئے ہیں۔ لیکن آگے چل کر جزو (ج) میں یہ کہتے ہیں کہ سبزہ زار سکیم تاحال قرعہ اندازی نہ ہوئی ہے جبکہ اوپر جزو (ب) میں انہوں نے کہا کہ 775 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کیے گئے اور جزو (ج) کے (i) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ سبزہ زار سکیم کی تاحال قرعہ اندازی نہ ہوئی ہے تو جناب والا! ان دونوں میں سے کونسا جواب درست ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس میں جزو (ب) جو لکھا ہے وہ یہ ہے کہ سبزہ زار سکیم میں 775 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازای الاٹ ہونے مقصود تھے۔ اور جزو (ج) میں انہوں نے لکھا ہے کہ سبزہ زار سکیم کی تاحال قرعہ اندازی نہ ہوئی ہے۔ یعنی یہ ہونی چاہیے تھی اس میں provided تھی لیکن اس کی قرعہ اندازی ابھی نہیں ہوئی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! جوہر ٹاؤن میں انہوں نے 24,900 کے قریب پلاٹ الاٹ کیے۔ اس کے نیچے جزو (ج) (ii) میں انہوں نے کہا ہے کہ گورنر کے کوٹہ میں 115 پلاٹ اور وزیراعلیٰ صاحب کے کوٹے سے 1066 پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ جبکہ گورنر صاحب کا 5 فیصد اور 10 فیصد وزیراعلیٰ صاحب کا کوٹہ تھا۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل وزیر سے

یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا گورنر صاحب کے کوٹے میں انہوں نے پلاٹ الاٹ نہیں کیے یا ان کے کوٹے کے پلاٹ کہیں اور چلے گئے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! فاضل ممبر نے گورنر صاحب اور وزیراعلیٰ صاحب کے کوٹے کا ذکر کیا ہے۔ جناب والا یہ گورنر صاحب کی discretion ہے۔ چاہے وہ اپنے پورے پلاٹ الاٹ کریں یا نہ کریں۔ ہم تو انہیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔جتنے وہ محکمے کو آرڈر بھیجتے جائیں گے محکمہ ان پر عمل کرتا جائے گا۔ میرے خیال میں ان کی discretion میں ہماری کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں نے جزو (ہ) میں پوچھا ہے کہ ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد کیا ہے کتنے الاٹ کیے گئے ہیں اور کتنے بقایا ہیں تو اس سلسلے میں میں نے ان کا جو تتمہ دیکھا ہے اس میں تفصیل نہیں آئی کہ آیا وہ بقایا ہیں یا نہیں۔ اس بارے میں انہوں نے جناب والا! پتا اور نام سپلائی کیے ہیں لیکن میں نے تو تعداد پوچھی تھی اور مجھے تو کوئی معلوم نہیں ہوا کہ کتنی تعداد بقایا ہے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب جو تفصیل میرے پاس ہے کیا یہ آپ کو مل چکی ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: اس میں جناب والا! وہ ٹوٹل نہیں دیا ہوا۔ اس میں صرف نمبر لکھے ہوئے ہیں جو انہوں نے الاٹ کیے ہیں میں نے تو ان سے پوچھا تھا کہ ٹوٹل کتنے الاٹ ہوئے ہیں۔ میں نے نمبر پوچھا تھا۔ اس میں صرف نام وغیرہ ہیں اس میں calculate کرنا تو جناب والا! محکمے کا کام تھا کہ ٹوٹل کتنے پلاٹ تھے۔کتنے الاٹ ہوئے ہیں اور کتنے ابھی بقایا ہیں؟

جناب سپیکر: ہاں' چودھری صاحب! اس کا ٹوٹل کیا ہے؟ ٹوٹل تو اس میں آنا چاہیے تھے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! فاضل ممبر نے جزو (ب) میں پوچھا ہے کہ متذکرہ سکیموں میں ازروئے قانون گورنر یا وزیر اعلیٰ کا کتنا کوٹہ مقرر تھا اور بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہونے مقصود تھے۔ انہوں نے تو یہ پوچھا ہے نمبر تو کسی جگہ نہیں پوچھا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! جزو (ہ) میں اس کی تفصیل پوچھی ہے چونکہ وزیرصاحب نے پورا جواب پڑھا نہیں ہے ورنہ جزو (ہ) میں تو پوری تفصیل ہے۔

جناب سپیکر: متذکرہ سکیموں میں بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے گورنر یا

وزیراعلیٰ کے صوابدیدی کوٹہ سے الاٹ کیے گئے مکمل تفصیلات علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائیں۔ ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد کیا ہے کتنے الاٹ کیے گئے یہ سوال واضح ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! کیا آپ جزو (د) پڑھ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ جزو (ج)، (د) اور (ہ) ہیں۔ سوال جامع ہے اور اس میں پلاٹوں کی تعداد بھی آنی چاہیے تھی کہ کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے اس کو ایک دفعہ پڑھ کر اس کا جواب دیتا ہوں۔ "ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد کیا ہے۔ کتنے الاٹ کیے گئے ہیں۔ ہر پلاٹ کا نمبر رقبہ نام و پتا الاٹی، الاٹ کنندہ کا نام و عہدہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت کتنے پلاٹ خالی ہیں۔ خالی پلاٹوں کا نمبر اور رقبہ وغیرہ کیا ہے۔ نیز کن کن سرکاری محکموں، صحافیوں، وکلاء یا دیگر کن کن سرکاری نیم سرکاری و پرائیویٹ تنظیموں کو ایک سے زائد پلاٹ گروپ کی صورت میں الاٹ کیے گئے۔"

جناب والا! مندرجہ بالا کا جواب ہماری طرف سے یہ ہے کہ سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 پلاٹ الاٹ کیے گئے جن کی تفصیل تتمہ "ب" پر لف ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ بقیہ الاٹ شدہ پلاٹوں کی مکمل تفصیل "تتمہ" (الف) پر لف ہے۔ مزید برآں سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں 500 پلاٹ کی اراضی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو معاہدے کے تحت الاٹ کی گئی پلاٹوں کی انفرادی تقسیم ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اپنے طے کردہ اہلیت کے معیار کے مطابق کرے گی اس لیے نام الاٹیاں اور دیگر کوائف کی تفصیلات ایل ڈی اے کے ریکارڈ میں نہ ہے۔ خالی پلاٹوں کی تفصیل تتمہ (د) پر لف ہے۔

اب جناب والا! میں فاضل ممبر سے پوچھوں گا کہ اس میں کیا ابہام ہے کہ جس کا جواب نہیں آیا؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے جزو (د) میں جو پہلے سوال کیا ہے کہ کل کتنے پلاٹ ہیں اور کتنے الاٹ ہوئے ہیں۔ باقی رقبہ کی تفصیل سے تو میں مطمئن ہوں۔ لیکن مجھے تعداد بتائیں کہ کتنے بقایا ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس میں تعداد کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! تعداد کے بارے میں تو میں نے واقعی calculation نہیں کی۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اس سیشن میں یہ ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس سوال کو ملتوی فرما دیا جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: نہیں جناب والا! ملتوی کیے جانے کی تو میں مخالفت کروں گا۔ اگر فاضل ممبر پسند فرمائیں گے تو میں ٹوٹل calculation کا ایوان میں کھڑے ہو کر جواب دے دوں گا یا پھر ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب ظاہر ہے کہ اس میں سارے سوال کو ملتوی کرنا پڑے گا اگر آپ نے ٹوٹل پلاٹوں کی تفصیل فراہم کرنی ہے کہ کتنے پلاٹوں کی الاٹمنٹ ہوئی تو اس پر ضمنی سوال بھی ہو سکتا ہے۔ اس سوال کے محرک یہ چاہتے ہیں کہ پلاٹوں کی تعداد ایوان میں پیش ہو تاکہ اس پر ضمنی سوالات کیے جا سکیں تو اس لیے اس سوال کو ملتوی کرنا پڑے گا تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کتنے پلاٹ الاٹ کیے گئے اور جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے یہ اس میں نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو ہم ملتوی کر لیتے ہیں۔ اور آپ کب تک اس کی تفصیل ایوان میں پیش کر سکیں گے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! اگر آپ اسی اجلاس میں چاہیں گے تو 7 تاریخ تک اجلاس ہے میں 6 تاریخ تک جواب دے دوں گا۔ جس دن آپ فرمائیں میں جواب دوں گا۔

جناب سپیکر: اکتوبر کے پہلے ہفتے میں کوئی دن مقرر کر لیتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: ملک محمد ذاکر صاحب۔

پلاٹوں کی تفصیل

* 727-ملک محمد ذاکر: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کے زیرا انتظام و انصرام جوہر ٹاؤن لاہور اور سبزہ زار لاہور میں کتنے فیز مقرر کیے گئے تھے اور ہر فیز میں کل کتنے پلاٹ تھے۔ ہر سکیم میں مجموعی پلاٹوں کی تعداد علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔

(ب) متذکرہ سکیموں میں ازروئے قانون گورنر یا وزیراعلیٰ کا کتنا کوٹہ مقرر تھا اور بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہونے مقصود تھے۔

(ج) متذکرہ سکیموں میں بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے گورنر یا وزیراعلیٰ کے صوابدیدی کوٹہ سے الاٹ کیے گئے مکمل تفصیلات علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکیموں میں گورنر یا وزیراعلیٰ نے زیادہ تر پلاٹ اپنی صوابدید کے تحت الاٹ کیے ہیں۔

(ہ) ہر دو سکیموں پر مکمل پلاٹوں کی تعداد کیا ہے۔ کتنے الاٹ کیے گئے ہیں ہر پلاٹ کا نمبر رقبہ نام و پتا الاٹی الاٹ کنندہ کا نام و عہدہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت کتنے پلاٹ خالی ہیں۔ خالی پلاٹوں کے نمبر رقبہ وغیرہ کیا ہے۔ نیز کن کن سرکاری محکموں' صحافیوں' وکلا و دیگر کن کن سرکاری نیم سرکاری و پرائیویٹ تنظیموں کو ایک سے زائد پلاٹ گروپ کی صورت میں الاٹ کیے گئے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کی جوہر ٹاؤن اور سبزہ زار سکیموں میں دو دو فیز ہیں اور ہر فیز میں پلاٹوں کی مجموعی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

ایم اے جوہر ٹاؤن I 12067 سبزہ زار فیز I 5445

ایم اے جوہر ٹاؤن II 12921 سبزہ زار فیز II 3956

(ب) متذکرہ سکیموں میں گورنر کا کوٹہ پانچ فیصد اور وزیراعلیٰ کا دس فیصد کوٹہ مختص

تھا جوہر ٹاؤن سکیم میں 1262 اور سبزہ زار سکیم میں 775 پلاٹس بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ ہونے مقصود تھے۔

(ج) i- جوہر ٹاؤن سکیم میں بذریعہ قرعہ اندازی 1262 پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ جبکہ سبزہ زار سکیم کی تاحال قرعہ اندازی نہ ہوئی ہے۔

ii- جوہر ٹاؤن سکیم میں گورنر کوٹے سے 115 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ جبکہ وزیراعلیٰ کوٹے سے 1066 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔

iii- سبزہ زار سکیم میں وزیراعلیٰ کوٹے سے 340 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں مکمل تفصیل تتمہ (الف) پر لف ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل تتمہ (ب) پر لف ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے بقیہ الاٹ شدہ پلاٹوں کی مکمل تفصیل تتمہ (الف) پر لف ہے۔ مزید برآں سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں 500 پلاٹوں کی اراضی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو معاہدے کے تحت الاٹ کی گئی پلاٹوں کی انفرادی تقسیم ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اپنے طے کردہ اہلیت کے معیار کے مطابق کرے گی اس لیے نام الاٹیاں اور دیگر کوائف کی تفصیلات ایل ڈی اے کے ریکارڈ میں نہ ہیں خالی پلاٹوں کی تفصیل تتمہ (د) پر لف ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب آپ کا سوال بھی اسی قسم کا ہے اس کو بھی اس کے ساتھ ہی مؤخر کر دیتے ہیں۔ چودھری نوازش علی چیمہ صاحب کا سوال نمبر 728 بھی اسی قسم کا ہے۔ ان تینوں سوالوں کو مؤخر کر دیتے ہیں اور اکتوبر کے پہلے ہفتے میں انہیں اکٹھا لے لیں گے۔

پلاٹوں کی تفصیل

* 728-چودھری نوازش علی چیمہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کے زیرانتظام و انصرام کے جوہر ٹاؤن لاہور اور سبزہ زار لاہور میں کتنے فیز مقرر کیے گئے تھے اور ہر فیز میں کل کتنے پلاٹ تھے اور ہر سکیم میں مجموعی پلاٹوں کی تعداد علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔

(ب) متذکرہ سکیموں میں ازروئے قانون گورنر یا وزیراعلیٰ کا کتنا کوٹہ مقرر تھا اور بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہونے مقصود تھے۔

(ج) متذکرہ سکیموں میں بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے گورنر یا وزیراعلیٰ کے صوابدیدی کوٹہ سے الاٹ کیے گئے مکمل تفصیلات علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکیموں میں گورنر یا وزیراعلیٰ نے زیادہ تر پلاٹ اپنی صوابدید کے تحت الاٹ کیے ہیں۔

(ہ) ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد کیا ہے۔ کتنے الاٹ کیے گئے ہیں ہر پلاٹ کا نمبر رقبہ نام و پتا الاٹی' الاٹ کنندہ کا نام و عہدہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس وقت کتنے پلاٹ خالی ہیں۔ خالی پلاٹوں کے نمبر رقبہ وغیرہ کیا ہے نیز کن کن سرکاری محکموں' صحافیوں وکلاء یا دیگر کن کن سرکاری نیم سرکاری و پرائیویٹ تنظیموں کو ایک سے زائدہ پلاٹ گروپ کی صورت میں الاٹ کیے گئے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(چودھری نذیر احمد):

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کی جوہر ٹاؤن اور سبزہ زار سکیموں میں دو دو فیز ہیں۔ ہر فیز میں پلاٹوں کی مجموعی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

ایم اے جوہر ٹاؤن I 12067 سبزہ زار فیز I 5445

ایم اے جوہر ٹاؤنII 12921 سبزہ زار فیزII 3956

(ب) متذکرہ سکیموں میں گورنر کا کوٹہ پانچ فی صد اور وزیراعلیٰ کا دس فیصد کوٹہ مختص تھا۔ جوہر ٹاؤن سکیم میں 1262 اور سبزہ زار سکیم میں 775 پلاٹس بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ ہونے مقصود تھے۔

(ج) (i) جوہر ٹاؤن سکیم میں بذریعہ قرعہ اندازی 1262 پلاٹ الاٹ کیے گئے جبکہ سبزہ زار سکیم کی تاحال قرعہ اندازی نہ ہوئی ہے۔

(ii) جوہر ٹاؤن سکیم میں گورنر کوٹے سے 115 پلاٹ الاٹ کیے گئے جبکہ وزیراعلیٰ کوٹے سے 1066 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔

(iii) سبزہ زار سکیم میں وزیراعلیٰ کوٹے سے 340 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں مکمل تفصیل (تتمہ) الف پر لف ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ب) پر لف ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ بقیہ الاٹ شدہ پلاٹوں کی مکمل تفصیل تتمہ الف پرلف ہے مزید برآں سبزہ زار ہاؤسنگ سکیم میں 500 پلاٹ کی اراضی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو معاہدے کے تحت الاٹ کی گئی پلاٹوں کی انفرادی تقسیم ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن اپنے طے کردہ اہلیت کے معیار کے مطابق کرے گی اس لیے نام الاٹیاں اور دیگر کوائف کی تفصیلات ایل ڈی اے کے ریکارڈ میں نہ ہیں۔ خالی پلاٹوں کی تفصیل تتمہ (د) پر لف ہے۔

جناب سپیکر: ان تینوں سوالوں کو مؤخر کیا جاتا ہے۔ اگلے مہینے کے پہلے ہفتے میں ان کے مکمل جوابات وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ دیں گے۔ ملک احمد علی اولکھ صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: ملک احمد علی اولکھ صاحب کی طرف سے سوال نمبر816-

ترقیاتی کاموں میں تاخیر کی وجوہ

* 816- ملک احمد علی اولکھ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ--

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ مصطفیٰ ٹاؤن۔وحدت روڈ لاہور ترقیاتی ادارہ کی منظور شدہ سکیم ہے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ مصطفیٰ ٹاؤن کے مالکان سے 9/8 سال قبل ترقیاتی واجبات وصول کر لیے گئے ہیں جبکہ ترقیاتی کام ابھی تک نامکمل ہے۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ مصطفیٰ ٹاؤن میں ترقیاتی کام مثلاً" بجلی سوئی گیس وغیرہ آج تک مہیا نہیں کی گئی جس کی وجہ سے تعمیرات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری ترقیاتی کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں نیز کیا حکومت تاخیر کے ذمہ دار افسران سے جواب طلبی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) مصطفیٰ ٹاؤن کے مختلف علاقوں کے بارے میں عدالتوں سے حکم امتناعی کی وجہ سے ترقیاتی کام نہ کیے جا سکے۔ اب صرف 89 کنال 12 مرلے کے بارے میں حکم امتناعی لاہور ہائیکورٹ باقی رہ گیا ہے آئندہ تاریخ مقدمہ مقرر نہیں کی گئی۔ تاہم جن علاقوں کے بارے میں حکم امتناعی ختم ہو گیا ہے ان کے ترقیاتی کام شروع کرنے کے لیے تیزی سے کارروائی جاری ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ جلد از جلد یہ کام شروع ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی ضمنی سوال؟ سوالات ممبرز کا استحقاق ہے اور اس سلسلے میں حکومت ممبرز کے سامنے سوالات کے سلسلے میں براہ راست جواب دہ ہے اور یہ آپ کا بہت بڑا حق ہے۔لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی آپ کا حق ہے کہ ممبرز کی تیاری اس کے لیے پوری ہونی چاہیے اور ممبران سوالات کو پڑھ کر آئیں ان کے جوابات کو بھی پڑھ کر آئیں۔ ضمنی سوالات کے لیے تیاری کر کے آئیں اور یہاں وقفہ سوالات ہر لحاظ سے مفید ہونا چاہیے۔ اسمبلی کے لیے بھی مفید ہونا چاہیے پنجاب کے عوام کے لیے بھی مفید ہونا چاہیے یہ صرف وزراء کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ سوالات کے

جوابات کی تیاری کر کے آئیں۔ میں اپنے معزز اراکین اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ سوالات اور جوابات کی تیاری کر کے ہاؤس میں آئیں اور یہاں یہ بھی ہو رہا ہے کہ سوالات کرنے والے محرک موجود نہیں ہیں اور ان کی طرف سے بھی اٹھ کر کھڑے ہو کر کہنے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے کہ ان کے behalf پر میں یہ سوال کرتا ہوں۔ آج کے وقفۂ سوالات کے متعلق میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ معزز اراکین اسمبلی کی تیاری اس سلسلے میں نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمیں یہاں پر سوالات بروقت تقسیم نہیں کیے جاتے اور آپ یہ انتظامات کروائیں کہ ہمیں یہ سوالات کم از کم ایک دن پہلے موصول ہو جائیں تاکہ ہمیں یہ پتا چل سکے کہ کن کن کے سوالات ہیں اور کون سے سوالات شامل کیے جا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ تو کافی دنوں کے آپ کو تقسیم کیے جا چکے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جی نہیں! یہ تو ہمیں آج ملے ہیں۔

جناب سپیکر: سیکرٹری صاحب! کیا پوزیشن ہے؟

اس مسئلے پر اگر آپ کی کوئی جائز دشواری ہے تو میں اسے دور کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اگر اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے کوئی دشواری ہے یا آپ کو سوالات و جوابات بروقت تقسیم نہیں ہوتے وہ دشواری میں دور کرنے کے لیے تیار ہوں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب ایک دن پہلے اگر سوالات تقسیم ہو جائیں تو تمام ممبران تیار کر کے آ سکتے ہیں۔ انہیں یہ بھی پتا ہونا چاہیے کہ کون سے سوالات شامل کیے جا رہے ہیں.....

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک دن پہلے سوالات تقسیم نہ ہوں۔ جو کل کا وقفۂ سوالات ہے اس کے جوابات آپ کو آج تقسیم کر دیے گئے ہیں۔ آپ کو پہنچ چکے ہیں۔

آوازیں: پہنچ گئے ہیں لیکن جو حضرات تشریف نہیں رکھتے ان کو نہیں ملے۔

جناب سپیکر: بس یہ بات ٹھیک ہے کہ جو صاحبان آج تشریف نہیں لائے ان کو نہیں ملیں

گے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! اگر یہ سوالات و جوابات دو روز پہلے دے دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ ان کے اندر کئی ایک چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو ہم براہ راست اپنے دوستوں سے بات کر کے اس ایوان کے اندر غیر ضروری سوالوں سے بچ سکتے ہیں اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ کم از کم دو روز پہلے مہیا کر دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر: ہم یہ کوشش کریں گے کہ آپ کو دو روز پہلے سوالات اور ان کے جوابات تقسیم کر دیں۔ سیکرٹری اسمبلی سے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ سوالات و جوابات ایوان میں دو روز پہلے تقسیم ہونے چاہییں اور سب معزز ممبران کو ملنے چاہییں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: میرا ایک ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: کون سے سوال کے متعلق ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: سوال نمبر816 پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر816 ملک احمد علی اولکھ صاحب کا سوال ہے اس پر ڈاکٹر خاور علی شاہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا جزو (د) میں کہا گیا ہے کہ مصطفیٰ آباد کے مختلف علاقوں میں عدالتوں کے حکم امتناعی کی وجہ سے ترقیاتی کام شروع نہ کیے جا سکے۔ امید ہے جلد ہی کام شروع ہو جائے گا۔" میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں کوئی مہینہ تاریخ یا سال بتا سکتے ہیں کہ کام کب تک شروع ہو سکے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! اس سلسلہ میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی خدمت میں عرض ہے کہ حکم امتناعی پر تو نہ ہمارے محکمے کا اختیار ہے نہ ہی کوئی ایل۔ڈی۔اے کا اختیار ہے اور نہ ہی کوئی میرا اختیار ہے۔ یہاں ایک چھوٹی سی سکیم بنائی جا رہی تھی وہاں پر بے شمار لوگوں نے ہائی کورٹ اور سول کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کیے ہوئے ہیں۔ ایل۔ڈی۔اے نے ان کا پیچھا کیا اور اب صرف 89 کنال اور 12 مرلہ پر ایک حکم امتناعی موجود ہے۔ باقی زمین حکم امتناعی سے فارغ ہو چکی ہے اور محکمہ والے بڑی تیزی سے اس پر کارروائی کر رہے ہیں اور اس پر بھی execution شروع ہو جائے۔ جیسے ہی حکم امتناعی

خارج ہو جائے گا ہم بہت جلد اس پر کام شروع کر دیں گے۔ لیکن اس کے لیے کوئی حتمی تاریخ یا مہینہ تو نہیں بتایا جا سکتا کیونکہ ہمیں معلوم نہیں کب تک حکم امتناعی خارج ہو گا اور پھر کام شروع ہو گا۔

جناب سپیکر: یہ بات درست ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! جہاں پر حکم امتناعی ایل۔ ڈی۔اے کی مہربانی سے ختم ہو چکا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر کام شروع کیا جائے گا اور ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کام شروع ہو گیا ہے اور جواب میں لکھا ہے کہ کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ جن سکیموں پر حکم امتناعی ختم ہو چکا ہے ان پر کام کب شروع ہو جائے گا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! یہ مختلف سکیمیں نہیں ہیں بلکہ مصطفیٰ آباد کی ایک سکیم ہے۔ یہ تقریباً" آج سے نو دس سال پہلے شروع کی گئی تھی اور پھر یہ حکم امتناعی کی وجہ سے اتنی لیٹ ہوتی گئی اور اب ہمیں بہت زیادہ پی۔ سی۔ ون اور تخمینے تبدیل کرنا پڑے اور اب ہم نے پھر پی سی ون پی اینڈ ڈی کو 6 کروڑ روپے کا بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے امید ہے کہ وہ پیسے ہمیں بہت جلد مل جائیں گے۔ ابھی میرے پاس اس کے لیے اطلاع تو نہیں ہے اگر ڈاکٹر صاحب چاہیں گے تو میں انہیں یہ بھی بتا دوں گا کہ کب تک کام شروع ہو جائے گا۔ لیکن اس وقت فوری طور پر میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ میں صحیح تاریخ بتا سکوں لیکن معزز رکن یقین کریں کہ اس پر بہت جلد کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال راجہ خلیق اللہ خان!

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! سوال کے جزو (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مصطفیٰ ٹاؤن میں ترقیاتی کام مثلاً" بجلی، سوئی گیس وغیرہ آج تک مہیا نہیں کی گئی جس کی وجہ سے تعمیرات نہ ہونے کے برابر ہیں اس کا جواب جزو (ج) میں یہ دیا گیا ہے کہ جی ہاں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بجلی اور سوئی گیس کے لیے بھی کوئی حکم امتناعی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جہاں پر حکم امتناعی موجود تھے وہ ہر معاملے کے

بارے میں تھے ہم نہ بجلی لگا سکتے ہیں اور نہ ہی سوئی گیس لگا سکتے ہیں۔ جو حکم امتناعی ختم ہو چکے ہیں وہاں پر تو ہم کام کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ جو باقی ہے وہاں پر بھی جب حکم امتناعی ختم ہو گا تو کام شروع ہو جائے گا۔ ہمارے محکمے نے پی۔اینڈ۔ڈی کو 6 کروڑ روپے کے تازہ تخمینے بنا کر بھیجے ہیں اور انہیں بہت جلد یہ پیسہ مل جائے گا اور انشاء اللہ یہ کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میرے سوال کا جواب صحیح طرح سے نہیں آیا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ ملک محمد دین صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

رہائشی سکیم ختم کرنے کی وجوہات

* 925- **ڈاکٹر محمد افضل اعزاز:** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی جیل کو رہائشی سکیم بنانے کے فیصلہ کے بعد اس مقصد کے لیے تقریباً" چالیس پلاٹ نیلام بھی ہوئے ہیں۔ جن سے حکومت کو چھ کروڑ روپے کی آمدن ہوئی بعد میں یہ سکیم ختم کر دی گئی۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا ان تمام افراد جنہوں نے یہ پلاٹ خریدے تھے ان کی رقم واپس کر دی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکیم کو سیاسی وجوہات کی بناء پر ختم کیا جا رہا ہے اور اس سے گورنمنٹ کو تقریباً" ساٹھ کروڑ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) پہلی نیلامی میں چالیس پلاٹ نیلام کیے تھے جن کی قیمت 5 کروڑ 96 لاکھ روپے بنتی تھی کیونکہ ان پلاٹوں کی نیلامی کم قیمت میں ہوئی تھی اس لیے ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی نے اس نیلامی کو منسوخ کر دیا تھا۔ اور لوگوں کو زرضمانت واپس کر دی ہے۔ اب دوبارہ مورخہ 91-9-7 کو 25 پلاٹوں کی نیلامی کی گئی ہے جو کہ تقریباً 5 کروڑ روپے مالیت میں ہوئی ہے۔ موقع پر سکیم میں ترقیاتی کام جاری ہیں۔

(ب) ایسا نہ ہے۔

ایل ڈی اے کی رہائشی سکیموں کی تفصیل

* 945- جناب عامر حیات خان روکڑی: کیا وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) لاہور کارپوریشن کی حدود میں ایل ڈی اے کی کتنی رہائشی سکیمیں ہیں کتنی مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی زیر تکمیل ہیں تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ بعض سکیموں میں سفارشی لوگوں کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو جوہر ٹاؤن سکیم میں کتنے لوگوں کو کن کن کی سفارش پر پلاٹ الاٹ کیے گئے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ ایل ڈی اے سکیموں میں سفارشی لوگوں کو پلاٹ نہ الاٹ کرنے پر غور کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں نیز تمام سکیمیں جو مئی 1991ء تک مکمل نہیں ہو سکیں ان میں جن لوگوں کو پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں ان کے نام مکمل پتا جات اور عہدہ جات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) لاہور کارپوریشن کی حدود میں ایل ڈی اے کی رہائشی (مکمل اور نا مکمل) سکیموں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جوہر ٹاؤن سکیم میں کسی کی سفارش پر پلاٹ الاٹ نہ کیے گئے ہیں۔ بلکہ جناب

وزیراعلیٰ پنجاب کے حکم سے جوہر ٹاؤن سکیم میں پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔

(ج) ایل ڈی اے کی رہائشی سکیموں میں سفارشی لوگوں کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بارے میں کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ مئی 1991ءتک مولانا محمد علی جوہر ٹاؤن فیز II سبزہ زار ہاؤسنگ اور گجرپورہ سکیموں میں ترقیاتی کام مکمل نہیں ہو سکے۔ ان سکیموں میں جن لوگوں کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ ان کی فہرست تتمہ ب۔ج۔د پر ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں ان فہرستوں میں الاٹیان کے عہدہ جات کا ذکر نہیں کیا گیا چونکہ وزیراعلیٰ کے حکم ناموں میں الاٹیوں کے عہدہ جات کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہوتا۔

عارضی اور مستقل ملازمین کی تفصیل

* 970- خان غلام سرور خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----

(الف) اس وقت محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے کتنے ملازمین کتنے عرصہ میں سے ورک چارج پر ہیں اور کس کس عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) 1985ء سے 1991ء تک کتنے ملازمین کو کس کس کیڈر میں ریگولر کیا گیا جو ملازمین ریگولر نہ ہو سکے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف، ب) محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ کے ذیلی اداروں سے ورک چارج ملازمین کے بابت معزز رکن اسمبلی کی جانب سے مانگے گئے کوائف اکٹھے کیے جا رہے ہیں۔ مکمل تفصیلات موصول ہونے پر معزز ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

وزیراعلیٰ کے احکامات پر عملدرآمد

* 1046- چودھری محمد اسلم کائرہ: کیا وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چودھری افتخار احمد خان چیئرمین یونین کونسل برنالی کی درخواست پر وزیراعلیٰ نے اپنے مراسلہ نمبر ایس او پی / سی ایم ایس / 437-91-26-1 مورخہ 8 جون 1991ء کے ذریعہ محکمہ کو ضروری کارروائی کرنے کا حکم دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک اس مراسلہ پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اس سکیم پر عمل درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے چودھری افتخار احمد خان چیئرمین یونین کونسل برنالی کی درخواست پر یہ احکامات صادر فرمائے تھے کہ اس پر حکومتی پالیسی اور میرٹ کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حکومت پنجاب نے توسیع منصوبہ آب رسانی برنالی کے لیے گاؤں کا سروے کرنے کے بعد تخمینہ تیار کیا ہے جس کی لاگت 3.32 لاکھ ہے جو کہ متعلقہ اتھارٹی کو انتظامی منظوری کے لیے ارسال کیا جائے گا۔

(ج) اس وقت حکومت کے پاس اس مد میں جو رقوم موجود ہیں ان سے جاری منصوبہ جات کو رقوم فراہم کی گئی ہیں۔ جن کی تعداد بہت زیادہ ہے اگر حکومت کے وسائل نے اجازت دی اور اس مد میں مزید رقوم فراہم کی گئیں تو توسیع منصوبہ آب رسانی برنالی کو رقوم فراہم کرنے پر غور کیا جائے گا۔

ONE PAGE ESTIMATE OF RURAL WATER SUPPLY SCHEME BERNALI

Reference:- Chief Minister Secretariat Lahore No. SO (P) CMS -1-26/91/437 Dated. 8.6.1991.

Name of Scheme. Extension of Rural Water Supply Scheme.

Bernali Tehsil Kharian District Gujrat.

Location. The Village is located at a distance of 14 kilometer on metalld road talamusa to noonanwali village.

Population. Present population = 5460 persons.

Add @3% upto 2001 = 1638 persons.

Total population = 7098 persons.

Reasons.

The scheme was completed during 1984 with full scope of estimate, because the people have constructed new houses so the pupulation has been extended and more lines have been constructed so the distrucution line 3"i /d PVC have been provided in the estimate. The rising main was laid in private land and a pucca mattled road have been consructed by the Highway Deptt: and the pipe line has totally been damaged and destroyed. In this estimate a new line has been proposed which will fulfil the requirement of water for public.

SUB HEAD NO .1 (RISING MAIN).

1. Providing, laying, jointing, testing M.S. pipe 6"i/d with butimen coating and poly-thin wrapping to a minimum wall thickness of 4.5 m.m to with stand blind"b" class boring pressure for water supply including coast of M.S. flanged 3/4" thick i/c nuts bolts, rubber insursion sheet and cost of excavation refilling the same after laying complete in all respect. The rates also includes the coast of C.I. Specials such as C.I. bends, tail piece, C.I.Tee and making connection with tubewell

and delivery and rising main of O.H.R.

600 Rft @Rs.215 /- P.Rft. Rs. 1,29,000/-

Total:- Rs.1,29,000/-

SUB HEAD NO. 2 (DISTRIBUTION SYSTEM).

1. Dismentalling of flagged flooring without concrete foundation.

3500x2.25 = 7825 sft @Rs.1280 % Sft. Rs. 1,008/-

2. Excavation for water supply pipe line as

Specified complete.

6000x2x3 = 36000 cft @Rs. 114/95 % 0 Cft. Rs. 4,138/20

3. Providing, laying, cutting, jointing, testing PVC

pipe line B.S.S. class B boring pressure 3"1/d PVC

"B" Class.

6000 @Rft.Rs. 14/80 P.Rft Rs.88,800

4. Providing and fixing P.V.C Specials such as Tee,

bends, tapper core 5% of total cost of Rs. 88,800/ Rs. 4,440/-

5. Providing, fixing C.I. sluice value 3"i/d

8 Nos @Rs. 349/80 Each . Rs.2,798/40

6. Rehandling of earth work 36000 Cft @Rs. 37/80 % Cft .Rs. 1,360/80

7. Compaction of earth work 36000 Cft @Rs 20/40 Cft. Rs. 752/40

8. Restoration of dismentalled flooring, after laying

the pipeline to its original condition. 7875 Sft @Rs. 113/65 % Sft.

Rs. 8,949/93

Total: Rs. 1,12,247/73

Add: 70% premium on water supply item on Rs. 97399/20
Add: 153% premium on civil items on Rs. 14,848/53

Rs. 22,718/25

Total: Rs. 2,03,145/ 42

Say. Rs. 2,03,145/-

Total Coast = 2,03,145/-

= 1,29,000/-

Total:- 3,32,145/-

نورشاہ کے بقیہ حصوں میں سیوریج بچھانا

* 1048 جناب پیر احمد شاہ کھگہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصبہ نورشاہ تحصیل ضلع ساہیوال میں سیوریج بچھایا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ قصبہ کے کتنے حصہ میں ابھی تک سیوریج پائپ لائن نہیں بچھائی گئی۔

(ب) کیا حکومت قصبہ کے بقیہ حصے میں بھی سیوریج پائپ لائن بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک کیونکہ سیوریج نہ ہونے سے گندے پانی نے لوگوں کی زندگی اجیرن بنا رکھی ہے؟

وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) یہ درست ہے کہ قصبہ نور شاہ تحصیل و ضلع ساہیوال میں سیوریج بچھایا گیا ہے اور تقریباً 1/4 حصہ میں سیوریج پائپ لائن نہیں بچھائی گئی۔

(ب) بقیہ 1/4 حصہ آبادی میں سیوریج بچھانے کا تخمینہ تقریباً سولہ لاکھ روپے بنتا ہے جس کے لیے جناب چیف منسٹر کی منظوری درکار ہے تاکہ سالانہ ترقیاتی منصوبہ جات 91/92 میں شامل کیا جا سکے۔

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں افسران کی ترقیاں

* 1068- ملک محمد دین: کیا وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ---

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے کچھ افسران کے خلاف محکمہ رشوت ستانی نے مقدمات درج کر رکھے ہیں اگر ایسا ہے تو ان افراد کے

نام، عہدہ مکمل پتا کیا ہیں مکمل تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ رشوت ستانی میں ایف آئی آر درج ہونے کے بعد کچھ افسران کی ترقیاں بھی ہوئی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ایسے افراد کے نام، عہدہ کیا ہے۔ فہرست ضلع وار فراہم کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف، ب) محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ کے ذیلی اداروں سے ملازمین کے بارے میں جن کے خلاف محکمہ رشوت ستانی نے مقدمات درج کر رکھے ہیں مطلوبہ کوائف اکٹھے کیے جا رہے ہیں۔ مکمل تفصیلات موصول ہونے پر معزز ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

پنجاب کے ترقیاتی اداروں میں تقرریاں

* 1070- ملک محمد دین: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــــ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے ترقیاتی اداروں میں تقرریوں پر پابندیوں کے باوجود تقرریاں ہوئی ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے افراد کی تقرریاں ہوئیں۔ ان کے عہدے، پتا جات مستقل یا ایڈہاک، نام ترقیاتی ادارے کا نام علیحدہ علیحدہ مکمل تفصیلات ادارہ وار فراہم کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف،ب) محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ حکومت پنجاب کے ذیلی اداروں سے تقرریوں کے بارے میں مطلوبہ کوائف اکٹھے کیے جا رہے ہیں۔ مکمل تفصیلات موصول ہونے پر معزز ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

ایل ڈی اے کے قانونگوؤں کی جبری ریٹائرمنٹ

* 1116- ملک احمد علی اولکھ: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ــــ

آیا یہ امر واقع ہے کہ گزشتہ تین برس کے دوران ایل ڈی اے کے چند قانونگوؤں کو جبری

ریٹائر کر دیا گیا تھا اگر ایسا ہے تو ان کے نام مع ولدیت و عرصہ ملازمت کیا ہے اور انہیں کس جرم میں ریٹائر کیا گیا تھا۔ تفصیلاً" بتایا جائے نیز ان میں سے ہر ایک کو کتنی گریجوئٹی اور ماہانہ پنشن ملی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

گزشتہ تین برسوں میں ترقیاتی ادارہ لاہور میں دو قانونگوؤں کو جبری طور پر ریٹائر کیا گیا۔

نام معہ ولدیت	الزامات
1- عنایت اللہ ملھی ولد محمد حسین	ساز باز کر کے پلاٹ نمبران 114,115,116,117 122,123 بلاک A/2 گلبرک سکیم نمبر 3 جعلی استثنیٰ کروانا
2- غلام محمد ولد کریم بخش	غلط رپورٹ / دھوکہ بابت مٹی ڈلوائی بر پلاٹ نمبر A-1 کالج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن سکیم

غلام محمد ولد کریم بخش کو ماہانہ پنشن 584 روپے ادا کی جا رہی ہے اور گریجوئٹی مبلغ 98127/30 روپے ادا کی گئی۔

عنائت اللہ ملھی ولد محمد حسین قانونگو نے کاغذات پنشن تاحال دفتر ہذا کو مہیا نہیں کیے۔ جو کہ ایک قانونی ضرورت ہے۔

پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ سرکل ساہیوال میں ہیڈ ڈرافٹسمین کی تعیناتی

* 1135- ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ سرکل ساہیوال میں مسٹر اللہ دتہ ہیڈ ڈرافٹسمین کتنے عرصے سے تعینات ہے۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ کوئی بھی افسر ایک مقام پر تین سال سے زائد عرصہ تک نہیں رہ سکتا۔

(ج) اگر ج(ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت متذکرہ افسر کو ساہیوال

سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) مورخہ 14-7-87 سے تعینات ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ہیڈ ڈرافٹسمین کی اسامی بان گزیٹڈ ہے لہٰذا ٹرانسفر کے زمرے میں نہیں آتی۔ سرکل ہیڈ ڈرافٹسمین کی پوسٹ بی ایس 13 سے بی ایس 14 میں 1-4-89 سے کر دی گئی ہے۔

موضع فتح پور میں واٹر سپلائی کی تکمیل

* 1146 حاجی سردار خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ——

(الف) کیا یہ صحیح ہے کہ موضع فتح پور میں واٹر سپلائی کے لیے ٹینکی کی تعمیر شروع ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ٹینکی کی تعمیر ابھی نامکمل ہے اور اب تعمیر کا کام بند ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور ٹینکی کی تعمیر کب تک مکمل کر دی جائے گی۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) ٹینکی کا کام جو کہ مارچ 1990ء کو شروع ہوا تھا وقتی طور پر بند ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹینکی کا کام نامکمل ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت اس مد میں رقوم کی قلت کی وجہ سے اس سکیم کے لیے پوری رقم مختص نہ کر سکی۔ موجودہ مالی سال میں سکیم کو مکمل کرنے کے لیے ضروری رقم فراہم کرنے کا مسئلہ حکومت کے پاس زیر غور ہے رقوم کی فراہمی پر سکیم کو مکمل کرنے کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیراعلیٰ ہاؤس کے ملازمین کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ

* 1162- حاجی سکندر حیات بوسن: کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----

یکم اگست 1990ء سے لے کر آج تک وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیراعلیٰ ہاؤس کے کتنے ملازمین کو صوبہ پنجاب کی کن کن رہائشی سکیموں میں پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ پلاٹ حاصل کرنے والوں کے نام اور عہدے کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

یہ سوال وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیراعلیٰ ہاؤس کو ضروری معلومات حاصل کرنے کے لیے بھجوا دیا ہے۔ جونہی ضروری معلومات / تفصیلات موصول ہوں گی۔ فوراً معزز ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

غیر نشان زد سوالات اور ان کے جوابات

نامکمل منصوبے کو مکمل کرنا

38- میاں محمود احمد: کیا وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ---

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے نٹڈ پھاٹک سے علی پورہ بادامی باغ کی طرف جاتے ہوئے سڑک کے ساتھ ساتھ ایک جنگلہ لگایا ہے اگر ایسا ہے تو اس منصوبہ کی منظوری کتنی تھی۔اس میں کیا کیا کام ہونے تھے۔ منصوبہ کی ٹی ایس کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) متذکرہ منصوبہ پر کتنا کام ہوا ہے۔ ادائیگی کتنی ہوئی بقایا کام کتنا رہتا ہے کب شروع ہوا کب مکمل ہو گا۔ نامکمل رہنے کی وجہ کیا ہے اور تاخیر سے متعلق لوگوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) درست ہے۔ منصوبے کی منظوری اور اس میں ہونے والے کاموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- ہارٹی کلچر:۔ =/2,24,000 روپے

2- سول ورک:۔ =/257740 روپے

ٹوٹل : =/481,4740.00 روپے

تفصیل برائے ہارٹی کلچر

نمبر شمار	کام کی تفصیل	تعداد	رقم
1-	اچھی مٹی کی سپلائی	1,80,752 مکعب فٹ	/144,60 روپے
2-	بھل (کینال سلٹ) کی سپلائی	3,765"ایضاً"	/3615 روپے
3-	گوبر ڈالنا	1,883 " ایضاً"	/2,071 روپے
4-	پانی کے کنکشن	4 عدد	15800 روپے
5-	پلاسٹک پائپ کی سپلائی	350 فٹ	/2100 روپے
6-	گھاس کاٹنے کی مشین	2 عدد	/2000 روپے
7-	توت کی ٹوکریاں	20 عدد	/300 روپے
8-	گھاس لگانا	5 بوری	/250 روپے
9-	پودے لگانا	ایل ڈی نرسری سے	/2500 روپے
10-	کیڑے مار دوائی کی خریداری		/1300 روپے
	متفرق اخراجات 3 فیصد		/5,236 روپے
	محکمانہ اخراجات 10 فیصد		=/179773 روپے
			/197750 روپے
	لیبر چارجز		/26505 〃 〃
			2,24255/=

نوٹ:۔ ٹیکنیکل سیکشن (ٹی۔ایس) سول اسٹیمیٹ اور تخمینہ برائے ہارٹی کلچر کی نقول لف ہیں۔

(ب) اس منصوبہ پر 1250 مربع فٹ سٹیل جنگلہ لگایا گیا ہے جس پر 83014 روپے

خرچ آئے ہیں۔ اس میں دیوار کا خرچہ بھی شامل ہے۔ یہ کام 23-10-90 کو شروع کیا گیا تھا اور 1868.75 مربع فٹ جنگلہ بمعہ دیوار لگانا اور ہارٹی کلچر کا تمام کام ہونا ابھی باقی ہے۔ نامکمل رہنے کی وجہ یہ ہے کہ موقع پر سیوریج لائن بچھائی جا رہی تھی اور تمام محلے کا پانی مذکورہ پارک میں جوہڑ کی شکل میں کھڑا ہے۔ دوسری وجہ ناجائز تجاوزات ہے۔ جونہی ناجائز تجاوزات ختم ہو گیں۔ بقیہ کام فوراً مکمل کر دیا جائے گا۔

ٹیکنیکل سینکشن (ٹی ایس) کی کاپی

DETAILED ESTIMATE FOR P/F ORNAMENTAL STEEL JUNGLA PARK AT ALI PURA KATCHI ABADI, BADAMI BAGH, LAHORE AROUND THE

1. E/ work excavation in foundation.

   1265x2.5x1.0 = 3162.50 Cft.

   @RS. 163/35% OCft = Rs.516/59

2. Cement concrete 1"6"12 using brick ballast 1-1/2" to 2" gague. in foundation.

   1265x2.5x0.5 = 1581 Cft

   @Rs. 585/05% Cft =Rs.9251/10

3. Pacca brick work in 1:4 cement sand mortor.

   1265x1.13x2.5= 3573.63 cft

   @Rs. 775 /60% Cft = Rs. 27717/ 07

4. Pacca brick work in 1:3 cement sand mortor

   2(1247.5x0.38x0.75 = 711.08Cft

   @Rs. 827/45% Cft = Rs.5883.83

5. P/F steel jungla as per design

1247,5x2,5= 3118.75 sft

@Rs. 42/-P.Sft = Rs. 130987/50

6. P/F ornamental steel gate.

2x8.75x3.25= 56.87 Sft

@Rs. 57/ - P.Sft = Rs. 3241/59

7. Cement concrete 1:2:4 i/c placing, compacting, finishing and curring etc.

1247.5x0.38x0.75 = 355.44 Cft

@Rs. 1306/20% Cft = Rs. 4642/76

8. Cement plaster 1:3 1/2" thick on jungla.

1265x1.13= 1429.45Sft

@Rs. 89/30% Sft = Rs. 1276/50

9. Cement pointing struck joint on wall 1:2.

2 (1247x2.75= 6858.50Sft

@Rs. 90/65 % Sft. = Rs.6217/-

10. Preparing surface and painting to steel jungla and rate (3 coast on new surface).

Jungla= 1257.5 (2.5+2.5) 0.6 = 3742.50

Gates. 2x8,75 (3.25x3.25) 0.6 = 68.25

Total = 3810.75Sft

@Rs. 72 /30% Sft = Rs. 2755/17

Total = Rs. 1,92,289/39

Add 112% premium on CSR, items 1979 i.e on Rs, 58260/25 = Rs,62,256/47

Total = Rs. 2,57,740/82

B/F Total = Rs.2,57,740/82

Add 3% contigencies.

= Rs. 7,732/22

Total = Rs. 2,65,473/04

Add 10% departmental charges. = Rs.26,547/30

Total = Rs. 2,92,020/34

سول اسٹیمیٹ

ROUGH COST ESTIMATE FOR P/F ORNAMENTAL STEEL JUNGLA AROUND THE PARK AT ALI PURA KATCHI ABADI BADAMI BAGH LARHOER

1. E/ work excavation in foundation.

1265x2.5x1.0 = 3162.50 Cft.

@RS. 163/35% OCft = Rs.516/60

2. Cement concrete 1"6"12 using brick ballast 1-1/2 to 2" gauge.

1865x2.5x0.5 = 1581.25 Cft

@Rs. 585/05% Cft =Rs.9251/10

3. Pucca brick work in 1:4 cement sand mortor.

1265x1.13x2.5= 3573.63 cft

@Rs. 775 /60% Cft = Rs. 27717/ 07

4. Pucca brick work in 1:3 cement sand mortor./

2(1247.5x0.38x0.75) = 711.08Cft

@Rs. 827/45% Cft = Rs.5883.83

5. P/F steel ornamental Jungla

1247.5x2.5= 3118.75 sft

@Rs. 37/-P.Sft Rs. 115393/75

6. P/F ornamental steel gate.

2x8.75x3.25= 56.87 Sft

@Rs. 73/ - P.Sft = Rs. 4152/-

7. Cement concrete 1:2:4 plain i/c placing, compacting, curring and finishing

1247.5x0.38x0.75 = 355.44 Cft

@Rs. 1306/20% Cft = Rs. 4644/06

8. Cement plaster 1:3 1/2" thick on jungla wall.

1265x1.13= 1429.45Sft

@Rs. 89/30% Sft = Rs. 1276/50

9. Cement pointing struck joint on wall 1:2.

2 (1247x2.75) = 6858.5Sft

@Rs. 90/65 % Sft. = Rs.6217/23

10. Preparing surface and painting to steel jungla and gate

Jungla= 1257.5 (2.5+2.5) x 0.6 = 3742.50Sft.

Gates. 2x8,75 (3.25x3.25) x.6 = 68.25

Total = 3810.75Sft

@Rs. 72 /30% Sft = Rs. 2755/17

	Total	= Rs. 177810/=
Add 85% premium on SR, items 1979		Rs. 49524/40
	Total	Rs.227334/40
Add 3% contigencies.		Rs. 6820/04
	Total	234154/44
Add 10% departmental charges.		= Rs.23,415/44
	Total	= Rs. 2,57,569/88
	Say	Rs. 2,57,970/-
		Rs. 68,179/44

گلی کی حدود کا تعین کرنا

53- میاں محمود احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ____

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمد خالد مکان نمبر 34 اے 3 مین سٹریٹ سعید پارک شاہدرہ نے اسسٹنٹ ٹاؤن پلانر زون نمبر 1 کو شکایت کی کہ مین سٹریٹ اور جناح سٹریٹ کے درمیان چودھری یاسین نامی گلی میں سے 10x 20 حصہ ایک شخص محمد حفیظ نے اپنے مکان میں شامل کر لیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ اسسٹنٹ ٹاؤن پلانر کی طرف سے جواب ملا کہ سعید پارک شاہدرہ میٹروپولیٹن کارپوریشن کی حدود سے باہر ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے تحریری طور پر ڈی کے اے/ایل ڈی اے 2972 مورخہ 11 فروری 1991ء کو لکھ دیا کہ یہ علاقہ حدود ایل ڈی اے سے باہر ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ گلی کی حدود کا تعین کرنے اور متذکرہ جگہ خالی کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) میٹرو پولیٹن کارپوریشن لاہور کے متعلقہ ہے۔

(ب) ایضاً"

(ج) متذکرہ خط میں کچی آبادی ڈائریکٹوریٹ نے صرف یہ تجویز کیا تھا کہ یہ کچی آبادی سے باہر ہے۔

(د) ایل ڈی اے کے شعبہ ٹاؤن پلاننگ نے شکایت کنندہ کی درخواست پر کارروائی کرتے ہوئے متذکرہ اشخاص (دیوار تعمیر کنندگان) کو نوٹس بمطابق دفعہ 40 دی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ مجریہ 1975ء جاری کر دیے ہیں۔ اس سلسلے میں تعمیر کنندگان نے شعبہ ٹاؤن پلاننگ میں عذرداری پیش کی ہے کہ شکایت کنندہ کو بمطابق رجسٹری ایک ہی راستہ لگتا ہے اور وہ اس کا استفادہ حاصل کر رہا ہے۔ جس راستہ کے بارہ میں اس نے شکایت کی ہے۔ وہ جگہ پرائیویٹ ملکیت ہے۔ جس کا استفادہ دیوار تعمیر کنندہ ہی حاصل کرنے کا مجاز ہے۔

متذکرہ بالا واقعات کی روشنی میں شکایت کنندہ اور تجاوز کنندہ سے ملکیت کے کاغذات بمعہ منظور شدہ نقشہ جات طلب کر لیے گئے ہیں۔ ان کاغذات کی تفصیلی چھان بین کے بعد متذکرہ تجاوزات ہٹانے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

71 جناب ڈاکٹر ممتاز علی چودھری: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں کہ ـــــ

(الف) رینالہ خورد لوانکم ہاؤسنگ سکیم میں کتنے پلاٹوں کی قرعہ اندازی ہوئی۔

(ب) کتنے پلاٹس وزیراعلیٰ صاحب کے کوٹہ سے ارکان اسمبلی نے الاٹ کروائے۔ جن افراد کو پلاٹس الاٹ کیے گئے ان کے ناموں کی مکمل تفصیل اور سفارش کنندہ کے ناموں سے بھی مطلع فرمائیں؟

وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) لوانکم ہاؤسنگ سکیم رینالہ خورد میں 276 پلاٹوں کی قرعہ اندازی ہوئی۔

(ب) وزیراعلیٰ کے کوٹہ سے جن افراد کو پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں۔ ان کے ناموں کی مکمل تفصیل منسلکہ لسٹ سے ملاحظہ فرمائیں۔

سیکرٹریٹ کے دفتر سے ہمیں الاٹمنٹ آرڈرز موصول ہوتے ہیں۔ جس میں سے سفارش کنندہ کے نام کا پتا نہ چلتا ہے۔

لسٹ وزیراعلیٰ کوٹہ پلاٹس لوانکم ہاؤسنگ سکیم رینالہ خورد (اوکاڑہ)

نمبر شمار	نام الاٹی معہ ولدیت	رقبہ پلاٹ	پلاٹ نمبر	سفارش کنندہ
				حکومت کو معلوم ہے
1-	چودھری عبدالحق ولد چودھری بشیر احمد علوی چک نمبر 7/108 تحصیل و ضلع اوکاڑہ	1 کنال	1/c	---
2-	مسماۃ جمیلہ بیگم زوجہ محمد توحید چک نمبر 1/ho-Ra ضلع اوکاڑہ	10 مرلہ	7/C	---
3-	منیر احمد ولد نذیر احمد سبزی منڈی روڈ u.b.i اوکاڑہ	1 کنال	30/B	---
4-	ندیم مجید ولد عبدالحمید محلہ غریب آباد رینالہ خورد	1 کنال	32/B	---

-5	نصرت جبیں زوجہ محمد رشید چک نمبر4/i-R-A اوکاڑہ	1کنال	32/B	•	---
-6	محمد انور مٹ ولد حاجی محمد صدیق رینالہ خورد	1کنال	33/B	•	---
-7	اصغر علی ولد محمد نواز چک نمبر5/i-L اوکاڑہ	1کنال	34/B	•	---
-8	محمد اشرف ولد علی اکبر چک نمبر96/12.2 تحصیل چیچہ وطنی	1کنال	37/B	•	---
-9	طارق عزیز ولد محمد اشرف چک نمبر96/12.2 تحصیل چیچہ وطنی	1کنال	39/B	•	---
-10	محمد مقصود ولد محمد اکبر فیصل سٹور اسلام پورہ شاہدرہ لاہور	7مرلہ	19/A		---
-11	وزیر بیگم زوجہ ملک احمد ایاز ڈھکو چک نمبر112/9.L ضلع ساہیوال	7مرلہ	20/A		---
-12	محمد جاوید ولد نواب دین چک نمبر96/L تحصیل چیچہ وطنی	7مرلہ	46/B	•	---
-13	راجہ محمد ریاست ولد مرزا خان سکنہ چک نمبر19/1L اوکاڑہ	7مرلہ	47/B	•	---
-14	جمال الدین درویش ولد میاں عید محمد سکنہ کوٹ فتح جمال اوکاڑہ	7مرلہ	48/B	•	---
-15	عبداللہ جان ولد محمد انعام اللہ خان قوم پٹھان عصمت سٹریٹ رینالہ خورد	7مرلہ	49/B	•	---
-16	محمد اسحاق ولد محمد ابراہیم سی بلاک انوار شہید کالونی رینالہ خورد	7مرلہ	50/B	•	---
-17	نسیم اختر زوجہ محمد جمیل مچلز فروٹ فارم رینالہ خورد	7مرلہ	52/C	•	---
-18	چودھری محمد ولد کرم الٰہی چک نمبر45/12.L چیچہ وطنی	7مرلہ	55/C		---
-19	محمد اشرف نعیم ولد چودھری نذیر محمد چک نمبر 45/12.L چیچہ وطنی	7مرلہ	56/C		---
20	محمد اسلم ولد محمد یوسف اسسٹنٹ محکمہ PHE 2۔لیک روڈ لاہور	7مرلہ	59-C		---
21	تنویر احمد ولد مقصود احمد معرفت احمد نواز ایکس ایڈوائزر چیچہ وطنی	7مرلہ	50-C		---
-22	سکینہ بی بی بیوہ احمد علی چک نمبر13/L تحصیل و ضلع اوکاڑہ	7مرلہ	51C	•	---
-23	سید ارشاد حسین ولد سید محمد اقبال شاہ رینالہ خورد	7مرلہ	54/C	•	---
-24	عبدالحکیم ولد محمد حسین معرفت اسسٹنٹ چودھری محمد علی غلہ منڈی رینالہ خورد	7مرلہ	57/C	•	---

-25	قلب عباس ولد فیروز دین میاں قائم دین سٹریٹ رینالہ خورد	7مرلہ	53/C	'	---
-26	مشتاق احمد ولد خوشی محمد بستی پٹرول پمپ نزد اڈا لاریاں رینالہ خورد	5مرلہ	70/C	'	---
-27	سخی محمد شاہد ولد عبداللہ بستی راؤصاحب رینالہ خورد	5مرلہ	69/C	'	---
-28	خجہ بی بی زوجہ مہندا نزد چونگی نمبر5 بستی راؤصاحب رینالہ خورد	5مرلہ	62/C	'	---
-29	محمد علی ولد عبدالرحیم چک نمبر20/28L تحصیل وضلع رینالہ خورد	5مرلہ	61/C	'	---
-30	اشفاق احمد ولد مقصود احمد کر توشریف ڈاک خانہ خاص ضلع شیخوپورہ	5مرلہ	63/C	'	---
-31	سید نثار علی شاہ ولد سید سبحان شاہ مجلہ فروٹ فارم رینالہ خورد	5مرلہ	64/C	'	---
-32	عبدالرزاق ولد سلطان احمد 10-k وحدت کالونی لاہور	5مرلہ	65/C	'	---
-33	آمنہ بیوہ دوست محمد معرفت M.P.A حلقہ نمبر156 رینالہ خورد	5مرلہ	66/C	'	---
-34	محمد اسلم ساجد ولد باغ علی محلہ بھیلہ گلاب سنگھ تحصیل دیپال پور	5مرلہ	67/C	'	---
-35	حکیم میاں بشیر احمد ولد محمد اسماعیل مکان نمبر3 خضر ٹاؤن رینالہ خورد	5مرلہ	68/C	'	---
-36	محمد ایوب ولد حاجی محمد ابراہیم معرفت حافظ بشیر احمد ڈپٹی کمشنر آفس اوکاڑہ	5مرلہ	58/C	'	---
-37	نسیم اختر زوجہ محمد اسلم چک نمبر2-10a رینالہ خورد	5مرلہ	59/c	'	---
-38	شفاقت حسین ولد محمد حسین مکان نمبر22 فاروق سٹریٹ شمس آباد لاہور	5مرلہ	60/C		---
-39	محمد عباس ولد خان محمد چک نمبر10/i-R رینالہ خورد	5مرلہ	88/A		---
-40	محمد انور بودلہ ولد شاہ محمد چک نمبر4.iR2 اوکاڑہ	5مرلہ	89./A		
-41	آصف علی ولد محمد شفیق شیر گڑھ رینالہ خورد	5مرلہ	90/A		---
-42	جمال نسیم ولد محمد نسیم الحسن 31-A فتح شیر کالونی ساہیوال	5مرلہ	91/A		---
-43	ممتاز حسین ولد اللہ دتہ بھٹی موضع بازیدہ ڈاکخانہ چک اوکاڑہ	5مرلہ	92/A		---
-44	مسماۃ سلیم اختر بیوہ چودھری مظہر حسین چک نمبر96/12-L چیچہ وطنی	5مرلہ	93/A		---
-45	علی بہادر خان ولد بہادر خان عظیم آباد بوریوالہ ضلع وہاڑی	5مرلہ	94/A		---

ڈیپوٹیشن پر تین سال سے زائد عرصہ تعیناتی کی وجوہات

81-ملک محمد دین: کیا وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب کے ترقیاتی اداروں میں تعینات ایسے ملازمین جو متذکرہ اداروں میں ڈیپوٹیشن پر تعینات ہیں ایسے ملازمین کے نام ادارہ محکمہ اور عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈیپوٹیشن کا عرصہ تعیناتی 3 سال ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتنے آفیسر ملازمین ہیں جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے۔ ہر ایسے آفیسر ملازمین کا نام اور عرصہ تعینات علیحدہ علیحدہ بمعہ وجوہات کیا ہے۔

(ج) ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ایسے آفیسر یا ملازمین جن پر محکمہ انسداد رشوت ستانی کے تحت پرچہ درج ہوا اور آج تک کیا کارروائی ہوئی بمعہ نام و عہدہ ادارہ کا نام کیا ہے؟

وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انوائرنمنٹل پلاننگ کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام اداروں سے مطلوبہ معلومات تیزی سے اکٹھی کی جا رہی ہیں جونہی مکمل تفصیلات مہیا ہوں گی فوراً معزز ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

سالانہ ترقیاتی فنڈ کی تفصیل

83- رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیرہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ---

(الف) سال 91-1990 میں ٹاؤن شپ extension (گرین ٹاؤن) کے لیے سالانہ ترقیاتی فنڈز میں کتنی رقم مختص کی گئی۔

(ب) رواں مالی سال کے دوران متذکرہ علاقہ میں مختص شدہ فنڈز سے کتنی نئی سڑکیں بنائی گئیں اور کتنی سڑکوں اور گلیوں کی مرمت کی گئی۔

(ج) متذکرہ علاقہ میں کتنے گرین بیلٹ تیار کیے گئے اور ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی

ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد):

(الف) مالی سال 91-1990ء میں ٹاؤن شپ extension (گرین ٹاؤن) کے لیے اے ڈی پی میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی تھی۔ البتہ سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام (ایس-ڈی-پی) میں 25 لاکھ روپے کی رقم سڑکوں گلیوں کی ریٹوویشن کے لیے مختص کی گئی تھی۔

(ب) رواں مالی سال کے دوران کوئی نئی سڑک تعمیر نہیں کی گئی جبکہ مختص شدہ سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام (ایس-ڈی-پی) فنڈز سے سترہ سڑکوں' گلیوں کی ریٹوویشن کی گئی۔

(ج) مالی سال کے دوران دو پارکوں کے گرد چار دیواری لوہے کے جنگلے لگائے گئے۔ اور ان دو پارکوں کو ڈویلپ کیا گیا جس پر 8 لاکھ 17 ہزار روپے خرچ ہوئے ان کاموں کے اخراجات سکیم کے محصولات سے حاصل شدہ آمدن میں سے کیے گئے۔

ملک محمد دین: جناب والا! میرے دونوں سوالوں کے جوابات نہیں دیے گئے یہ سوالات نمبر 1068 اور 1070 ہیں۔

جناب سپیکر: ملک محمد دین صاحب! آپ کے آنے سے پیشتر میں نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ان کو اگلے ہفتے ٹیک اپ کریں گے۔ یہ میں نے مؤخر کر دیے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سکندر حیات ملھی کرسئ صدرات پر متمکن ہوئے)

مسئلہ استحقاق

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 8 رانا ثناء اللہ صاحب کی طرف سے ہے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ تحریک استحقاق نمبر 8 پیش ہو گئی تھی اور اس کو مؤخر کر دیا گیا تھا۔ حکومت نے اس کا جواب دینا ہے۔ اس کو ابھی چھوڑ دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ اس کے متعلق یہ بات ہوئی تھی اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ متعلقہ پولیس افسران کو وہ بلا رہے ہیں

اور اس معاملے کو ہم مزید انکوائری کروا لیں گے۔ اور انہوں نے ہفتے کا دن مقرر کیا تھا۔ میری اطلاع کے مطابق ان پولیس افسران نے ہفتے والے دن یہاں پر آنا بھی گوارا نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: میں اس کا پتا کر لیتا ہوں اس کو پھر take up کر لیں گے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر13 ہے جو جناب غلام سرور خان صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: وہ آج آئے نہیں اسے مؤخر کر دیں۔

جناب چیئرمین: انہوں نے لکھ کر دیا ہوا ہے۔ اسے مجھ سے پہلے سپیکر صاحب نے مؤخر کیا ہوا ہے تو اس کو ابھی مؤخر کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 14 رانا جناب اکرام ربانی صاحب کی طرف سے ہے۔ اسے جناب وزیر قانون نے فیصلہ کے لیے کل مؤخر کروائی تھی۔ میرے خیال میں اس کو بھی چھوڑتے ہیں۔ رانا صاحب نے لکھ کر بھی دیا ہوا ہے کہ اسے ابھی مؤخر ہی رہنے دیا جائے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر19 ہے۔ اس کے بارے میں میرے پاس کچھ نہیں آیا وہ تشریف بھی نہیں رکھتے۔ یہ بھی مؤخر کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 20 بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی طرف سے ہے یہ بھی مؤخر کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 21 بھی انہی کی ہے۔ یہ بھی مؤخر کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق راجہ محمد بشارت کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس کو بھی مؤخر کر دیں۔

راجہ محمد بشارت: جناب والا! تحاریک استحقاق نمبر22 اور 28 دونوں کو اکٹھا رکھا جائے اور ان کی تاریخ مجھے دے دی جائے جب تک کے لیے یہ مؤخر کی جا رہی ہیں کیونکہ یہ دونوں ایک ہی معاملہ سے متعلقہ ہیں۔

جناب چیئرمین: دونوں کو مؤخر رکھا جاتا ہے۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میری تحریک استحقاق نمبر18 تھی اس کو کیوں نہیں شامل کیا گیا۔ جبکہ اس سے آگے کے نمبر چل رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں وہ تحریکیں لے رہا ہوں جو کہ پہلے dispose of تصور کی جا چکی ہیں۔ اس لیے میں نے وہ نہیں پڑھیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! مجھے بتایا جانا چاہیے تھا کہ یہ شامل نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین: میں ابھی دیکھ لیتا ہوں۔ یہ تحریک استحقاق نمبر 18 پڑھی گئی تھی آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے یہ dispose of سمجھی گئی تھی۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! میں نے لکھ کر دیا تھا کہ اسے دوبارہ شامل کیا جائے لیکن اسے شامل نہیں کیا گیا۔ اب مجھے بتایا جائے کہ یہ کب شامل ہو گی۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ اب اس کا نمبر 29 ہے۔ اپنی باری پر اسے ضرور پیش کیا جائے گا۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 23 سردار اللہ یار ھراج صاحب کی طرف سے ہے انہوں نے تحریری طور پر اطلاع بھیجی ہے کہ اسے مؤخر کر دیا جائے یہ مؤخر کی جاتی ہے۔

جناب ممتاز علی چودھری: مجھے کاپی مہیا کی جائے۔

جناب چیئرمین: کاپی دی جائے۔

غیر نشان زدہ سوال نمبر 72 کے غلط جواب کی فراہمی

جناب ممتاز علی چودھری: میں ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ سابقہ اجلاس میں بھی سوال نمبر 72 درختوں کی چوری کے متعلق میں نے اٹھایا تھا لیکن محکمہ نے خاطر خواہ غلط جوابات دیے ہیں۔ جبکہ کروڑوں روپے کے قومی نقصان کو معمولی نقصان سمجھ کر محکمہ اس چوری شدہ درختوں کا معاملہ خوردبرد کرنا چاہتا ہے۔

میری گزارش ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو جو کہ نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب وزیر قانون: جناب والا! سوال نمبر 72 میں یہ دریافت کیا گیا تھا کہ 1988ء سے 1990ء تک لوئر باری دوآب کے کناروں سے کروڑوں روپے مالیت کے ہزاروں درخت چوری کر لیے گئے تھے لیکن آج تک ذمہ دار افسروں کے خلاف کوئی انکوائری نہیں ہوئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ درخت چوروں کے خلاف لاکھوں روپے کے استغاثے تیار کیے گئے ہیں' درختوں کی مالیت کیا تھی اور وصولی جرمانہ کیا ہوا؟ جو کہ سرکاری خزانہ میں جمع ہوا۔ سوال نمبر 72 کے جواب میں یہ وضاحت کی گئی تھی کہ نہر لوئر باری دوآب کی ری ماڈلنگ کی

وجہ سے 7837 درخت 1986ء بذریعہ نیلامی فروخت کیے گئے جو کہ 1998ء میں کاٹے گئے' جن کی مالیت 75 لاکھ 67 روپے ہے اور جو درخت چوری ہوئے ان کی مالیت 4 لاکھ 57 ہزار 6 سو 6 روپے بنتی ہے جن کے استغاثے تیار کیے گئے ہیں اب تک ایک لاکھ 29 ہزار 7 سو 81 روپے سرکاری خزانہ میں جمع ہو چکے ہیں۔ اس طرح اس سوال کے جواب میں کوئی غلط بیانی نہ ہے۔ فاضل ممبر نے سوال نمبر72 میں کروڑوں روپے مالیت کے درختوں کی چوری کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ حقیقتاً" اس کی مالیت محض ساڑھے چار لاکھ روپے ہے۔ مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر جناب والا! جو محکمے نے جواب دیا ہے اس میں کسی قسم کی غلطی کا کوئی ارتکاب نہیں کیا گیا۔ ان حقائق کے پیش نظر میں اپنے فاضل بھائی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک استحقاق کو پریس نہ کریں۔ اس کے باوجود اگر وہ کسی قسم کی وضاحت چاہتے ہیں تو میں اریگیشن منسٹر صاحب سے ان کے ساتھ مل کر اس سلسلے میں مزید تشفی کروانے کے لیے تیار ہوں۔ شکریہ۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! وزیر موصوف نے 153 درخت چوری ہونا بتائے ہیں۔ جن کی مالیت -/457606 روپے بنتے ہیں۔ مگر 153 درخت نہیں بلکہ ہزاروں درخت چوری ہوئے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ محکمہ کی کرپشن اور چوری شدہ درختوں کی مالیت کا صحیح اندازہ لگایا جا سکے اور جو اصل ملزم ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جا سکے۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ان کے بیان کے علاوہ بھی اگر آپ نے کوئی چیز مزید پوچھنی ہو تو وہ آپ کے ساتھ مل کر متعلقہ وزیر کے ساتھ مل کے آپ کو تفصیل پہنچانے کے لیے تیار ہیں۔ میرے خیال میں اس کے بعد پریس کرنے کی کوئی گنجائش رہتی ہے۔

جناب ممتاز علی چودھری: جی ہاں! بالکل ہے۔ اس کو پینڈنگ کیا جائے یا اس کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اس قسم کا سوال پچھلی اسمبلی میں بھی اٹھا تھا۔ لیکن یہ بھی اس نوعیت کا ہے۔ اس میں کوئی انوکھی بات نہیں کی گئی۔ اس وقت یہ dispose of سمجھی گئی

تھی۔ میرے خیال میں وہ غالباً 45 نمبر تھی۔ آپ اسے اس نقطۂ نظر سے بھی دیکھ لیں۔ یہ تحریک فنی طور پر نہیں بنتی۔ وہ آپ سے تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ میرے خیال میں آپ کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور منسٹر متعلقہ کے ساتھ بھی آپ بات کر لیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! اس دن بھی مسٹر صاحب تشریف نہیں لائے تھے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو اس کے جواب کے متعلق پتا ہی نہیں تھا۔ انہوں نے جواب دینے کی بجائے یہ کہہ دیا تھا کہ یہ میرے علم میں نہیں ہے اور میں یہ پتا کر کے بتاؤں گا تو اس کو پینڈنگ کر دیا گیا تھا۔ منسٹر صاحب آج بھی موجود نہیں۔

جناب چیئرمین: کیا منسٹر جنگلات جواب دینا چاہیں گے؟

جناب ممتاز علی چودھری: یہ سوال منسٹر آبپاشی سے ہے مسٹر جنگلات سے نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: یہ آبپاشی کے ساتھ جتنے بھی جنگلات تھے۔ میرے علم کے مطابق یہ محکمہ جنگلات کو منتقل ہو چکے ہیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: نہیں جناب! یہ اب سرلوئر باری دوآب جو ہے یہ محکمہ آبپاشی کے زیر انتظام ہے۔

وزیر جنگلات: جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارے بھائی اس پر زیادہ زور نہ دیں تو میں بھی اریگیشن منسٹر صاحب اور دریشک صاحب کے ساتھ مل بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں آپ اس کو پریس نہیں کریں گے۔ تین معزز وزراء کی طرف سے آپ کو وعدہ دیا گیا ہے کہ ہر طرف سے آپ کو تعاون اور مدد ملے گی۔

جناب ممتاز علی چودھری: یہ سوال محکمہ آبپاشی کے متعلق ہے اور یہ جنگلات کے متعلق نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ مجھے کس طرح مطمئن کر سکیں گے؟ جبکہ متعلقہ محکمہ ہی ان کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ یا تو وزیر آبپاشی اس کا جواب دیں یا پھر اس کو پینڈنگ کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: چونکہ میں پہلے سے کہہ چکا ہوں کہ فنی طور پر یہ اتنی مضبوط نہیں بنتی میں تو آپ کو مزید موقع دے رہا تھا کہ آپ ان سے تعاون کر کے اس کا جواب لے لیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: پھر اس سوال کو پینڈنگ کر لیا جائے تاکہ دوبارہ take up کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: فنی اعتبار سے میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں..... نماز مغرب کا وقت ہوا چاہتا ہے پندرہ منٹ کے لیے ہاؤس ملتوی ہوتا ہے۔ (ہاؤس 6 بجے'15 منٹ کے لیے ملتوی ہو گیا)

(6-28 پر وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب ارشاد حسین سیٹھی کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ محمد طاہر رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی جناب۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی کئی بار اس معزز ایوان کے اندر یہ گزارش پیش کی جاتی رہی ہے کہ نماز کا احترام کیا جائے۔ اس کے وقت کا خصوصی طور پر خیال رکھا جائے اور جس طرح سے قومی اسمبلی کے اندر نماز کے اوقات میں اذان کا اہتمام ہے اس طرح سے پنجاب اسمبلی کے اندر بھی اذان کا اہتمام ہونا چاہیے۔ آج اجلاس تقریباً" پانچ منٹ تاخیر سے ملتوی کیا گیا جس سے معزز اراکین اور میں سمجھتا ہوں کہ تمام اراکین ہی الحمدللہ نمازی ہیں۔ کسی کو جماعت کے ساتھ نماز آخری رکعت میں ملی اور بعض دوستوں کو جماعت کے ساتھ نماز نہ مل سکی۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اس سلسلہ میں آپ مثبت رولنگ دیں تاکہ کم از کم رب ذوالجلال ولاکرام کے اس فریضہ کو بہتر انداز میں ادا کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین: شکریہ شیخ صاحب! آپ نے انتہائی بہتر وقت میں اس کے بارے میں توجہ دلائی ہے اور اس کے بارے میں اس سے بیشتر بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ معزز اراکین اس کے بارے میں خصوصی طور پر اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کریں گے اور جیسا کہ آپ نے یہ کہا کہ ایوان میں اذان کا اہتمام ہونا چاہیے تو اس کے بارے میں بھی ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے۔

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

راجہ محمد بشارت: جناب سپیکر! میں "مسودہ قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1991ء

مسودات قانون نمبر 14 اور 15 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: رپورٹ پیش کر دی گئی۔

مجالس قائمہ کی رپورٹیں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"مسودہ قانون (ترمیم) بابت ادائیگی قرضہ جات پنجاب کوآپریٹو سوسائٹی کوآپریٹو بنکس مصدرہ 1991ء مسودہ قانون نمبر 16 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کوآپریٹو کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین: تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ۔

"مسودہ قانون بابت ادائیگی قرضہ جات پنجاب کوآپریٹو سوسائٹی کوآپریٹو بنکس مصدرہ 1991ء مسودہ قانون نمبر 16 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کوآپریٹو کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ممتاز علی چودھری: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

"مسودہ قانون (ترمیم) کوآپریٹو سوسائٹی مصدرہ 1991ء مسودہ قانون نمبر 17 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کوآپریٹو کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ۔

"مسودہ قانون ترمیم کوآپریٹو سوسائٹی مصدرہ 1991ء مسودہ قانون نمبر 17 بابت 1991 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کوآپریٹو کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1991ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر امداد باہمی: جناب چیئرمین! میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اسے 21 دسمبر

1991ء تک نہیں بلکہ اس اجلاس میں سب کمیٹی کی میٹنگ میں پاس کر کے لے آئے۔

وزیر قانون: رانا صاحب! انہوں نے جو 31 دسمبر 1991ء تک کی میعاد لی ہے آپ اس سے پہلے بھی کر سکتے ہیں۔ اس میں اس قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔

وزیر امداد باہمی: پھر ٹھیک ہے جناب والا!

شیخ روحیل اصغر ایم پی اے کی گرفتاری کی اطلاع

جناب چیئرمین: یہ معزز اراکین کی اطلاع کے لیے ہے۔

It is submitted that Sh Rohail Asghar, MPA S/O late Sh. Muhammad Asghar, has been arrested on 27.9.91 in a murder case FIR No. 495/91 of 25.9.91 u/s 302/324 Qassas Diyat and 109/148/149 PPC, P.S. Moghalpura, Lahore. It is for information please.

تحاریک التوائے کار

اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 26-خان غلام سرور خان صاحب۔

(فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

جناب چیئرمین: جناب غلام سرور خان صاحب کی درخواست آئی ہے کہ وہ چھٹی پر ہیں۔ لہٰذا یہ dispose of تصور ہو گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 29 بھی غلام سرور خان صاحب کی ہے۔ چونکہ فاضل ممبر ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہٰذا dispose of تصور ہو گی۔

تحریک التوائے کار ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب۔ فاضل ممبر موجود نہیں لہٰذا یہ dispose of تصور ہو گی۔

اگلی تحریک التوائے کار چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے۔ چونکہ فاضل ممبر ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہٰذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔

اگلی تحریک التوائے کار بھی چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے چونکہ ممبر موصوف ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہٰذا اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

تحریک التوائے کار نمبر 40 غلام سرور خان صاحب کی ہے چونکہ ممبر موصوف ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہٰذا اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

تحریک التوائے کار نمبر 41 بھی غلام سرور خان صاحب کی ہے چونکہ ممبر موصوف ایوان میں تشریف نہیں رکھتے لہٰذا اسے بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

تحریک التوائے کار نمبر 43 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے اس بارے میں ان کی تحریری درخواست آئی ہے کہ اسے ملتوی کیا جائے۔ لہٰذا اسے ملتوی کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار نمبر 44 اور 45 بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی ہیں۔ چونکہ ان کی درخواست آئی ہے کہ ان کی تحاریک کو ملتوی کر دیا جائے لہٰذا ان کو ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب علی حسن رضا قاضی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! تحاریک التوائے کار نمبر 43 اور 44 رانا صاحب کے ساتھ مشترکہ ہیں اور تحریک التوائے کار نمبر 43 اس وقت پڑھ دی گئی تھی اور اسے ملتوی کیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے انہیں ملتوی کر دیا گیا تھا۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 43 کو اس دن پڑھ دیا گیا تھا اور میں نے ہی پڑھی تھی اور اسے آج کے دن کے لیے ملتوی کیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین: تحریک التوائے کار نمبر 43 جناب علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے بھی ہے اور اس کو ان کی درخواست پر ملتوی کیا گیا تھا۔ اب چونکہ قاضی صاحب موجود ہیں لہٰذا قاضی صاحب اسے پڑھیں۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا! اسے پچھلے اجلاس والے دن پڑھ دیا گیا تھا۔

جناب چیئرمین: قاضی صاحب! آپ ایسا کریں کہ آپ اسے پھر دوبارہ پڑھ دیں کیونکہ اس وقت وزیر قانون صاحب موجود ہیں۔

صلوٰۃ کمیٹیوں کے ارکان کو محلّہ وار کرائمز کنٹرول کمیٹی کا رکن بنانا

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی اشاعت مورخہ 10 جولائی 1991ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ پنجاب بھر میں سابق صدر ضیاء الحق کے دور میں بننے والی صلوٰۃ کمیٹیوں کے ارکان کو محلّہ وار کرائم کنٹرول کمیٹی کا رکن بنا دیا گیا ہے۔ باوثوق ذرائع کے مطابق اس سلسلہ میں جناب گورنر پنجاب کی طرف سے باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا ہے۔ حکومت نے ہر ضلع کی انتظامیہ کو ہدایت کی ہے کہ محلّہ وار کرائم کنٹرول کمیٹیوں میں زیادہ سے زیادہ غیر سیاسی افراد کو شامل کیا جائے۔ جن کو مزید ذمہ داریاں بھی سونپی جا سکیں۔

ان اقدامات سے موجودہ حکومت کی ناعاقبت اندیشی کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ تاریخ کا پہیہ پیچھے کی طرف چلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو ناممکن ہے۔ ان اقدامات سے ہر مرحلہ پر جانبداری اور سیاسی انتقام کی روش ظاہر ہوتی ہے۔ موجودہ صوبائی سربراہ جنہوں نے صرف اخبارات میں حضرت قائد اعظم کا نام پڑھا ہے کے اصل کردار کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ ہر بات میں قائد اعظم اور تحریک پاکستان کا نام لینے والا کس طرح ان مقاصد اور ان تعلیمات کے برعکس اقدامات کر رہا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب فاضل رکن نے جو تحریک التوائے کار پیش فرمائی ہے اور اس میں جو معاملہ پیش کیا ہے نہ ہی یہ معاملہ recent occurrence کا ہے اور نہ انہوں نے کسی خاص معاملے کی طرف کوئی نشاندہی فرمائی ہے۔ انہوں نے جولائی کے مسلم اخبار کی ایک خبر کو اپنے موضوع کی بنیاد بنایا ہے۔ جناب والا! جہاں تک ان کمیٹیوں کا تعلق ہے یہ حقیقت ہے کہ یہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ جناب والا! حکومت کی طرف سے جو نوٹیفکیشن کیا گیا ہے اس کے

مطابق

These Committees will be non-political and it will be ensured by the Deputy Commissioners that the most motivated and non-controversial persons are selected for theses Committees.

جناب والا! یہ بالکل مبہم قسم کا مواد لے آئے ہیں کہ جی کرپٹ' رشوت خور جرائم پیشہ اور بری شہرت کے حامل لوگ' کسی خاص کمیٹی کا انہوں نے ذکر نہیں کیا' کہ کون سی کمیٹی ہے جس میں بری شہرت والے یا رشوت خور یا جرائم پیشہ لوگوں کو اس میں منتخب کیا گیا ہے۔ انہوں نے کسی کا نام تک نہیں لیا۔ جناب والا! یہ معاملہ بالکل مبہم ہے اور مفروضے پر مبنی ہے۔ یہ جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں یہ ایک جاریہ سلسلہ ہے اگر اس میں کسی بندے کے بارے میں پتا چلے کہ وہ ٹھیک نہیں ہے تو اسے نکالا جا سکتا ہے گورنمنٹ کی طرف سے ان کمیٹیوں کی تشکیل پر نظر ثانی ایک مسلسل عمل کا حصہ ہے۔ غیرمتنازعہ اور مخلص افراد ہی ان کمیٹیوں میں اپنی رکنیت برقرار رکھ سکیں گے اور اس کے احتسابی عمل کے ذریعے غیرپسندیدہ عناصر کو خارج بھی کیا جا سکتا ہے۔ حکومت نے یہ کمیٹیاں پوری نیک نیتی سے تشکیل کی ہیں۔ ان میں کوئی سیاسی غرض شامل نہیں ہے۔ اس کی نوٹیفکیشن میں وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ یہ کمیٹیاں غیرسیاسی ہوں گی۔ تو جناب والا! ان حالات کے پیش نظر یہ مسئلہ اہمیت عامہ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ کمیٹیاں تو لوگوں کی بہتری کے لیے بنائی گئی ہیں۔ تاکہ علاقے کے معززین اور غیرسیاسی لوگ مل جل کر ان حالات میں حکومت اور پولیس کے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں۔ اگر میرے بھائی کو کسی خاص کمیٹی یا کسی خاص رکن سے کوئی شکایت ہے کہ فلاں کی شہرت خراب ہے تو یہ فرمائیں حکومت اس کا نوٹس لینے کے لیے تیار ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا کوئی واقعہ بھی نہیں ہے۔ کوئی مخصوص مسئلہ بھی نہیں ہے اور عوامی اہمیت کا معاملہ بھی نہیں ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر میں یہ گزارش کروں گا کہ فاضل رکن اپنی اس تحریک التوائے کار پر زور نہ دیں۔ اگر کوئی ایسا واقعہ ان کی نظر میں ہو تو وہ مجھے بتائیں حکومت اس کی اصلاح کرے گی۔ شکریہ۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا! میں وزیر موصوف کی اس وضاحت کے بعد میں اپنی تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتا اور اگر کوئی مسئلہ ہوا تو میں ان کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: محرک اپنی تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 46 رانا اکرام ربانی صاحب اور جناب غلام سرور خان صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے رانا صاحب کی چونکہ یہ درخواست آ چکی ہے اس لیے اسے بھی ہم مؤخر رکھتے ہیں۔ 47 نمبر رانا اکرام ربانی اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! مناسب یہی ہو گا کہ اسے بھی آپ مؤخر کر دیں کیونکہ رانا صاحب کا بھی نام اس میں شامل ہے اور وہ تشریف نہیں رکھتے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب کی درخواست پر اسے بھی مؤخر کیا جاتا ہے 48 نمبر بھی رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔ 49 نمبر بھی رانا صاحب کی ہے۔ انہیں بھی مؤخر کیا جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے جیسے پہلے گزارش کی ہے کہ جو تحاریک التوائے کار مشترکہ ہیں' ان سب کو مؤخر کر دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 50 بھی رانا صاحب کی ہے اسے بھی مؤخر کیا جاتا ہے۔ نمبر 51- 52- 53- 54- 55- 56- 57- 58- 59- 60- 61- 62- 63- 64 یہ تمام تحاریک التوائے کار بھی مؤخر کی جاتی ہیں۔ میرے خیال میں باقی بھی رانا صاحب کی طرف سے ہیں انہیں بھی مؤخر کیا جاتا ہے۔ اس لیے ہم کوئی دوسرا بزنس شروع کرتے ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار جو یہاں پیش کی جا رہی ہے اگر یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہیں تو پھر ان کو مؤخر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر اس کا محرک اس کو اتنی اہمیت نہیں دیتا کہ وہ اس کی urgency کو emphasis کر کے ہاؤس میں لوگوں کو اس سے آگاہ کرے۔ مؤخر کرنے کا مقصد تو صرف یہ ہے کہ ریکارڈ میں آ جائے ورنہ اس کا کوئی اور مقصد تو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: خانزادہ صاحب! آپ نے درست فرمایا ہے چونکہ قائد حزب اختلاف کی طرف

سے ہے اور انہوں نے تحریری طور پر اس کے بارے میں مطلع بھی کیا ہے اس لیے اسے مؤخر کیا جا رہا ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! مجھے اس بات کا احساس ہے کہ قائد حزب اختلاف کو غیر معمولی اہمیت دینی چاہیے لیکن:

He is not above the law and regulation of this House. He is part of this House.

وہ بھی اس ایوان کا ایک حصہ ہیں:

As a Leader he may be important; but not as a member and the Adjournment motion has equal importance for a member even the Leader of Opposition has the same importance.

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! حزب اختلاف کو اس ایوان کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے اور وہ اگر خود کسی مجبوری کی وجہ سے تشریف نہ لا سکیں تو میرے خیال میں ان کے دوسرے ساتھی بھی قابل جوہر ہیں۔ انہیں بھی چاہیے کہ وہ اپنے معاملات کو take up کریں اور ایوان کا وقت ضائع ہونے سے بچائیں۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: وقت تو ضائع ہونے سے بچ گیا ہے ان کی اس درخواست کے بعد کہ انہیں مؤخر کر دیا جائے۔

جناب شوکت داؤد: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ اس اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے بلکہ بطور ممبر ہمارا یہ استحقاق ہے۔ ہمارا جب کوئی سوال ہوتا ہے یا کوئی اور تحریک ہوتی ہے تو ہم سپیکر صاحب سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ ہم آج کسی وجہ سے ایوان میں نہیں آ سکتے اس لیے اسے مؤخر کر دیں اس لیے میرے خیال میں بلاجواز تنقید نہیں کرنی چاہیے بردباری اور تحمل سے کام لینا چاہیے۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر(پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ): پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! یہ تحاریک التوائے کار ہیں یہ زیادہ تر اخباری خبروں کو بنیاد بنا کر پیش کی گئی ہیں۔ اس پر بے شمار دفعہ رولنگ آ چکی ہے کہ اخباروں پر انحصار کرتے ہوئے جو تحریک التوائے کار پیش

کی جاتی ہیں وہ قابل پذیرائی نہیں ہوتیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان تحاریک التوائے کار کو مؤخر کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ تمام کی تمام اخباری خبروں پر منحصر ہیں۔ لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ ان کو مؤخر نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: اصل میں بات یہ ہے کہ پریکٹس یہی رہی ہے اور تحریک التوائے کار اسی انداز سے پیش ہوتی رہی ہیں۔ اس پر فیصلہ معزز ہاؤس کے سامنے آنے کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ ان کو ہم مؤخر ہی کرتے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرے ان معزز دوستوں نے جس بات پر اعتراض کیا ہے یہ انتہائی ناواجب بات تھی۔ کیونکہ یہ ایک پریکٹس رہی ہے کہ جب بھی کسی رکن کی طرف سے تحریری طور پر رخصت کے لیے...

جناب چیئرمین: میں نے عرض کیا ہے کہ آپ جو کہنا چاہتے ہیں...

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ خواہ مخواہ کا اعتراض کوئی مناسب بات نہیں ہے...

کوآپریٹو مالی اداروں کی بابت عوام کی بے چینی و اضطراب پر بحث

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ اب وقت شروع ہوتا ہے کوآپریٹو مالی اداروں کی بابت جس پر ہم نے آج کے دن بحث کرنی ہے۔ اس پر جو صاحبان تقریر کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوا دیں۔ آج ایک نام آیا ہے حاجی گلاب خان صاحب کا۔ حاجی صاحب آپ آغاز کریں۔

جناب چیئرمین: حاجی گلاب خان صاحب۔

حاجی گلاب خان: جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ معزز اراکین اسمبلی اس بات کا فیصلہ کریں اور لوگوں کو مزید لوٹ مار سے بچائیں۔ گورنمنٹ فیصلے پر پہنچے چاہے ان کی جائیدادیں نیلام کروائے۔ جن لوگوں نے عوام کو خراب کیا ہے یا لوٹا ہے وہ اس سے بچ سکے۔ لوگوں کو طرح طرح کے لالچ دے کر بہکایا گیا اور رقومات لوٹی گئیں۔ موجودہ حکومت کو محض وہ کانٹے چننے پڑ رہے ہیں جو پہلی برسراقتدار جماعتوں نے بچھائے تھے۔ میں چاہتا ہوں کہ اراکین اس پر توجہ دیں اور اس مسئلے کو حل کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جناب شوکت داؤد صاحب!

جناب شوکت داؤد: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر! اور معزز اراکین ایوان آج جو مسئلہ زیر غور ہے وہ بدقسمتی سے پاکستان کی تاریخ میں تیسرا واقعہ ہے۔ یعنی اس سے پہلے بھی دو بار پاکستان اور پنجاب کے عوام کارپوریشنوں اور ان کو آپریٹو اداروں کی لوٹ کھسوٹ کا شکار ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ پچھلے دنوں جب یہ بحران یا کوآپریٹو سوسائٹیز کا سکینڈل ہوا تو اس میں اپوزیشن نے بھی اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن شاید وہ یہ بات بھول گئے کہ جب ان اداروں کا اجرا ہوا تو اس وقت آئی جے آئی کی حکومت نہیں تھی بلکہ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور اس میں مرکزی حکومت نے ان اداروں کے اجرا کی اجازت دی تھی۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے عوام خصوصی طور پر ان نعروں میں نہیں آئے جو اس حکومت کو بدنام کرنے کے لیے اور رائے عامہ کو اس حکومت کے خلاف کرنے کے لیے لگائے گئے تھے لیکن ہماری اس موجودہ حکومت نے بڑی فراخدلی کے ساتھ متاثرہ لوگوں کی مدد کرنے کے لیے اور ان کے قرضہ جات دینے کے لیے ایک واضح پالیسی کا اعلان کیا۔ اس میں میں یہ ضرور تجویز پیش کروں گا کہ وہاں کے متعلقہ عوامی نمائندگان ان کا موثر طور پر اس میں رول ہونا چاہیے۔ تاکہ جو عوام پہلے ان اداروں کی لوٹ کھسوٹ کا شکار ہوئے ہیں ان کو مزید لوٹنے سے بچایا جائے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ چند لوگوں نے ایک فنڈ سکیم کے تحت مثلاً" ایک لاکھ روپے کا فنڈ بانڈ ہے تو ستر ہزار یا پچاس ہزار میں لے کر ان لوگوں سے یہ وعدے کرنے شروع کر دیے ہیں یہ رقوم ایسے نہیں ملیں گی۔ ہم آپ سے یہ لاکھ روپے کا بانڈ پچاس ہزار میں لینا چاہتے ہیں۔ اس چیز کا تدارک کیا جائے۔ میرا ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ اس میں تقریباً" چار کمیٹیاں تھیں۔ دی کسان' نیشنل انڈسٹریل' ایگریکلچرل اور پنجاب ڈویلپمنٹ کے نام پہ چار کوآپریٹو ادارے جو وہاں بنے۔ ان چاروں اداروں نے 48 لاکھ روپے صرف صادق آباد شہر کے لوگوں کے ادا کرنے ہیں۔ اس کے لیے ایک واضح پالیسی بنائی جائے تاکہ جن لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات پیدا ہوئی ہے کہ شاید ہم جس طرح پہلے بھی لیتے رہے ہیں اور ہمیں آج تک اپنی رقوم واپس نہیں ملیں۔ ان کی وہ رقوم دلائی جائیں۔ اور حکومت پہ انہوں نے جو اعتماد کیا ہے اس اعتماد کو بحال رکھا جائے۔

میری یہی گزارشات تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ کے لیے ایک ایسا لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے۔ ہمیشہ یہ ہوتا آیا ہے کہ جب پانی سر سے گزر جاتا ہے تو ہمیں بعد میں ہوش آتا ہے۔ ہمیں یہ افسوس ضرور ہے کہ تقریباً" چھ ماہ سے افواہیں گردش کر رہی تھیں اور کچھ کوآپریٹو ادارے اس وقت بند ہو چکے تھے۔ تو اس وقت فوری طور پر ہمیں یہ قدم اٹھانا چاہیے تھا تاکہ مزید اس بات میں الجھاؤ پیدا نہ ہوتا۔ میرے خیال میں دو تین ادارے ایسے بھی تھے کہ جن کی کارگردگی صحیح تھی لیکن جب کسی چیز کے خلاف پراپیگنڈہ کیا جائے۔ جب بی سی سی آئی جو کہ ایک بین الاقوامی شہرت کا بنک تھا اس کے متعلق پراپیگنڈہ کیا گیا' جس بھی لابی نے کیا' اس کو بند کیا جا سکتا ہے' تو پھر یہ کوآپریٹو ادارے کوئی بڑی چیز نہیں تھے۔ بلکہ اگر آج آپ نیشنل بنک کے متعلق کہہ دیں یا اس کے متعلق پراپیگنڈہ کر دیں یا اگر یہ کہہ دیں کہ ہم بنکوں سے پیسہ لے کر لوگوں کو لوٹائیں گے تو بنکوں کی ساکھ پر بھی اثر پڑ سکتا ہے۔ تو اس کے لیے ہمیں بڑا محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے اور ایک واضح پالیسی اختیار کرتے ہوئے عوام کے سامنے اس کی کارگزاری آنی چاہیے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب تاج محمد خانزادہ صاحب۔

جناب تاج محمد خانزادہ: مسٹر سپیکر سر.....

رانا پھول محمد خان: اردو میں بات کریں۔

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب سپیکر! رانا صاحب کے حکم کے مطابق میں اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں کوشش کروں گا کہ اپنے احساسات کو آپ کے سامنے پیش کروں۔ معزز اراکین یہ کوآپریٹو موومنٹ 1914-1918 کی لڑائی کے بعد انگریزوں نے اس واسطے شروع کی تھی کہ اس وقت پنجاب کے لوگ ہندو بنیا کے قرضوں کے نیچے اتنے دبے ہوئے تھے کہ وہ ان کی جائیدادیں اور ان کے مکانات قرضوں کے عوض وصول کر رہے تھے۔ یہ اس وقت دیہات میں تحریک شروع ہوئی تاکہ دیہات کے لوگوں کو اور خاص کر زمیندار طبقہ کو جن کی آمدن صرف اپنی زمینوں سے تھی نہ وہ انڈسٹری کی تھی اور نہ سود سے تھی۔ اس کلاس کو انگریزی میں The sword of Indian Army کہتے ہیں۔ ان کی مدد کے لیے یہ تحریک شروع ہوئی اور یہ گاؤں گاؤں میں پھیل گئی۔ اور اس نے اتنا بڑا اثر کیا کہ جو بڑے بڑے زمیندار ہندوؤں کے

قرضدار تھے اس تحریک سے انہوں نے مدد لے کر انہوں نے اپنے قرضے ادا کیے۔ اور پھر پنجاب گورنمنٹ میں لینڈ ریونیو ایکٹ آیا سر سکندر حیات کے وقت میں اور سر چھوٹو رام کے وقت میں تاکہ پنجاب کے زمینداروں کو زمینیں ان کے قرضوں کے عوض نہیں لی جائیں گی۔ جس نے پنجاب کے دیہی آبادی کے زمینداروں ہندو قرض خواہوں کے خلاف بچایا۔ اس کا اثر جو پنجاب کے زمینداروں پر ہوا ہے وہ آپ کے سامنے عیاں ہے۔ یہ کوآپریٹو تحریک بہت اچھی طرح چل رہی تھی لیکن بدقسمتی سے اس ملک میں ایسی حکومتیں آئیں جنہوں نے ایسے ایسے لوگوں کو کوآپریٹو سوسائٹیاں چلانے کی اجازت دی کہ جن کا اگر کردار دیکھا جاتا تو جس کو میں ایک متبرک تحریک کہتا ہوں اس کے نزدیک بھی نہ آنے دیتے۔ آج ہماری مخالف سیاسی پارٹیاں اس چیز سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہیں کہ یہ آئی جے آئی کی پیدا کردہ ہے۔

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز..... خانزادہ صاحب کے خیالات سنیں۔ میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ خانزادہ صاحب کی گفتگو پر خصوصی توجہ فرمائیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! یہ ایک قومی مسئلہ ہے اس کو اس سیاسی میدان کا اکھاڑا بنا کر ایک دوسرے پر کیچڑ اچالنے کی کوشش کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انگریزی کی ایک مثال ہے۔ No use of crying over spilt milk, جو دودھ گر گیا اس کو آپ نہیں لے سکتے۔ آپ نے کرنا یہ ہے کہ جن لوگوں نے ان اداروں سے پیسے لیے ہیں' جن اداروں کے مالکان نے ان اداروں کے ساتھ جس طریقے سے فراڈ کیا ہے اس کی پوری تحقیقات کر کے سخت اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ جو ہزاروں اور لاکھوں غریبوں کی زندگی کا سرمایہ تھا اس میں ان کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ ہم ان کو کیسے rehablitate کر سکتے ہیں' کسی کو courage کرنے سے یہاں پر کسی کو اوپر نیچے باتیں کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ میری منسٹر کوآپریٹو کو یہی suggestion ہو گی کہ اللہ آپ بیوروکریسی کی باتوں میں مت آئیں وہ آپ کو کہتے ہیں کہ آپ ایک ایڈمنسٹریٹر مقرر کریں۔ اگر آپ نے یہ غلطی کی اور ایڈمنسٹریٹر مقرر کر کے یہ ادارے جو کہ رفاہ عامہ کے لیے بنے تھے ان کے حوالے کیے تو یہ ان سے بڑے مگرمچھ ہیں۔ کچھ وہ کھا گئے کچھ یہ کھا جائیں گے۔ آپ ان اداروں کی supervision کے لیے آدمی ضرور مقرر کریں۔ اور میں آپ کو یہ نہیں کہتا کہ ہم سب فرشتے ہیں۔ لیکن ہر ایک علاقے میں اس

کے ایم پی اے کو ان کے ساتھ ذمہ دار بنائیں کہ وہ غریبوں کی شکایت سن کر ان کے redress کے لیے ان کا part impartial ہو تاکہ پھر وہ چیزیں ان ہاتھوں میں نہ جائیں' جن کے پاس صرف influence ہے اور کردار نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس ہاؤس میں غریبوں کی پاسبانی کرنے کے لیے یہ کوئی ایسا اقدام نہیں اٹھائیں گے جو ان کے مفاد کے خلاف ہو گا۔ اس کو انشاء اللہ جب آپ نے مان لیا تو اس کا ثبوت بھی آپ کو مل جائے گا۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اخباروں میں بہت بڑی بڑی فہرستیں آئی ہیں کہ اس نے اتنے کروڑ روپیہ لے لیا' اور اس نے اتنے کروڑ روپیہ لے لیا۔ اس میں بدقسمتی سے ہمارے آئی جے آئی کے لیڈر بھی ہیں اور پیپلز پارٹی کے بھی ہیں' قرض لینا کوئی گناہ نہیں ہے۔ جو لوگ انڈسٹریاں چلاتے ہیں وہ بنکوں سے پیسہ بھی لیتے ہیں۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ جس طریقے سے وہ قرضے لیے گئے آیا وہ قانونی اور جائز طریقوں سے لیے گئے یا کسی دباؤ یا under ground طریقوں سے لیے گئے۔ اور مجھے یہ بھی پورا یقین ہے کہ جو جو نام میں نے اخباروں میں پڑھے ہیں ان لوگوں کے اتنے وسائل ہیں کہ وہ ان قرضوں کو ادا کر سکتے ہیں۔ اگر وہ یک دم ان کو ادا نہیں کر سکتے۔ تو ان کو وقت دینا چاہیے۔ لیکن یہ یقین کرنا چاہیے کہ وہ وصول شدہ قرضے بنک میں جائیں۔ اور جن لوگوں کے اثاثوں کے ساتھ یہ کھیل ہوئے ہیں ان کے وہ اثاثے قانون' اخلاق' اور قرآن کے مطابق ان کو benefits کے ساتھ واپس کیے جائیں۔ میں اس پر زیادہ تبصرہ نہیں کرنا چاہتا' لیکن میں آپ کو اپنے علاقے کی بات بتاتا ہوں' یہ نہیں کہ میں کوئی خود ستائی کر رہا ہوں میرے اپنے اٹک کے علاقے حضرو میں ایک چھچھ کا علاقہ ہے۔ اس میں 1918ء کے بعد ہم نے کوئی 80 کوآپریٹو بنک بنائے۔ ان 80 بنکوں کے بننے کا یہ اثر ہوا کہ چھچھ کے علاقے میں جتنے بڑے بڑے ہندو سرمایہ دار تھے وہ سب گاؤں چھوڑ کر شہروں میں چلے گئے کیونکہ کوآپریٹو تحریک نے زمینداروں کی بڑی مدد کی تھی۔ یہ کوآپریٹو ادارے اگر خراب ہوئے تو اس وقت ہوئے جب حکومت نے ان کو کمرشل بنک بنا کر اپنی ذات کے واسطے فائدہ لیا۔ اور ان لوگوں کو فائدہ دینا چاہا جن کا کوآپریٹو اور land owners class سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ یہ پیسے پہلے ان لوگوں کی جیب میں چلے گئے جبکہ ان کو یہ انڈسٹری اور کمرشل بنکوں سے لینے چاہئیں تھے۔ ان کا کوئی حق نہیں تھا کہ وہ ان کو

کوآپریٹو بنکوں سے جا کر اتنی بڑی بڑی رقمیں لیتے۔ اور پھر سب سے بڑا فراڈ جو ہوا وہ یہ ہوا کہ جہاں پر آپ نے چار لاکھ روپے کا سودا کیا وہاں پر آپ نے بنک میں 8 لاکھ روپے کا بیچ دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ جائیداد 4 لاکھ کی تھی اس کو آج آپ 8 لاکھ روپے پر assess کریں گے۔ اب یہ دیکھنا پڑے گا کہ کون کونسی transaction میں کس کس تاریخ کو کیا فراڈ ہوا؟ میں آپ کو مثال تو نہیں دینا چاہتا۔ لاہور میں چند کوآپریٹو ادارے ایسے ہیں جن کا میں نام نہیں لینا چاہتا۔ کوآپریٹو کے اوپر سٹیمپ ٹیکس نہیں تھا اور باقی پراپرٹی کے اوپر گیارہ فیصد ٹیکس ہے۔ یہاں پر بہت بڑے بڑے مگرمچھ جنہوں نے کروڑوں روپے کے سودے کیے' اور کوآپریٹو سے دھوکا کر کے وہ چیزیں کوآپریٹو کے نام پر لے کر پھر اپنے نام منتقل کر لیں۔ جیسے پنجاب کی مثال ہے کہ "نمک مکا" ہو گیا۔ وہ جو کروڑوں کے حساب سے ٹیکس بچایا گیا اس کو آپس میں share کیا گیا۔ بنک کو بھی خراب کیا گیا۔ پبلک کو بھی خراب کیا گیا اور اپنی ذات کو نوازا گیا۔ آپ ایسے لوگوں کی تحقیقات کر کے پتا کریں اور انگریزی کی مثال ہے:

without colour without discrimination without any other a catchment merely waist on the justice of God & Quran.

اور جب تک آپ نہیں کریں گے نہیں ہو گا۔ اس ہاؤس کا جس کا میں بھی ایک ادنیٰ سا پارٹ ہوں ہمارا بطور عوامی نمائندوں کے یہ فرض عین ہے کہ ہم گورنمنٹ سے جواب طلب کریں کہ آج ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کا ہمیں اسمبلی میں جواب دیں کہ آیا آپ نے اس پر عمل کیا؟ اور اگر نہیں کیا تو کیا وجہ ہے؟ اور لوگوں کے پیسے واپس کرنے میں آپ نے ابھی تک کیا کردار ادا کیا ہے؟ میں رانا صاحب کو کہوں گا جو کہ ایک مخلص ورکر ہیں اور عوامی آدمی ہیں۔ وہ آج یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں شاید یہاں پر بہت سے ذمہ دار آدمی بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ ان میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں کہ وہ اگر اپنے گریبان میں جھانکیں تو شاید ان کی پوزیشن خراب ہوتی ہے۔ لیکن میں مسلمانوں کی حیثیت سے مطالبہ کرتا ہوں اور ایک ممبر کی حیثیت سے ان غریب بھائیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے' ان کے view آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ میرے خیال میں شاید ہی کوئی آدمی ایسا ہو گا جو میرے ساتھ اس چیز میں unanimously ووٹ نہ کرے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں وہ حق ہے'

حق ہے' حق ہے۔ اور لوگوں کے فرائض ادا کرنے کے لیے ہمارے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خدا ہم کو مدد دے۔ خدا ہماری مدد کرے کہ ان غریبوں کے پیسے واپس کرنے میں ہم معاون ثابت ہوں۔ حکومت کا بھی ہاتھ بٹائیں اور لوگوں کے حقوق ان کے جو قرضہ جات ہیں وہ واپس دلوانے میں کامیاب ہوں۔ اللہ ہمارا حامی رہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: جناب سکندر حیات ملھی...

جناب سکندر حیات ملھی: شکریہ جناب والا! جس طرح میرے محترم ممبر خانزادہ صاحب نے ابھی فرمایا کہ یہ کوآپریٹو تحریک شروع کس طرح اور کہاں سے ہوئی۔ یہ یورپ میں سکیم شروع ہوئی کہ جو بھی اس کا ممبر بنے گا اس کو فائدہ پہنچے گا against inflationary measures جو کہ Second World War کے بعد ہوئی۔ اس مقصد سے ہٹ کر پاکستان میں کوآپریٹو movement آئی یہ 1962ء سے کوآپریٹو کام کر رہی ہیں انہوں نے اپنے مقاصد سے ہٹ کر غیرقانونی کام کیے جو کہ بڑی معمولی نوعیت کے تھے۔ یہ کام un checked چلتا رہا اور نتیجہ یہ نکلا کہ بیس سال سے مسلسل اس ورک آرڈر کو چیک نہ کیا گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ 1971ء میں جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئی.....

چودھری خادم حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! چونکہ ملھی صاحب پینل آف چیئرمین پر نمبر ایک پر ہیں اس لیے وہ تقریر نہیں کر سکتے۔ آپ قواعد دیکھ لیجیے۔

جناب چیئرمین: چودھری حاجی خادم حسین صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے۔ میں نے ملھی صاحب سے گزارش کی تھی اور اب آپ کی موجودگی میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کو ختم کرتے ہوئے سٹیج پر تشریف لائیں۔

(اس مرحلے پر چودھری سکندر حیات ملھی صاحب کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب چیئرمین: چودھری خادم حسین صاحب۔

چودھری خادم حسین: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم' بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے کوآپریٹو کے بحران پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور بالخصوص کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ سے

اس بارے میں کچھ عرض کروں گا کہ یہ پہلا واقعہ ہی نہیں ہے۔ اس سے پہلے کمپنی ایکٹ کے تحت کچھ ایسے ہی ادارے معرض وجود میں آئے اور انہوں نے لوگوں کا اربوں روپیہ ہضم کر لیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کسی غریب آدمی کو داد رسائی نہ حاصل ہو سکی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کمپنی ایکٹ کے تحت بننے والے ان اداروں میں بڑے بڑے با اثر لوگوں کے رشتہ دار یا بڑے بڑے لوگ حصہ دار تھے اس لیے کسی کی داد فریاد کسی نے نہ سنی۔ اگر ان کا انسداد کر دیا جاتا' ان مظلوموں کی رقوم واپس کر دی جاتیں۔ آج حکومت پنجاب کو یہ قانون بنانے کی ضرورت پڑی ہے' اگر اس وقت یہ قانون بن جاتا تو آج اربوں روپوں سے لوگوں کو ہاتھ نہ دھونے پڑتے۔ چونکہ میں جہلم سے تعلق رکھتا ہوں اور جہلم بڑا پسماندہ ضلع ہے۔ غریب لوگ ہیں۔ ان کا گزراہ محنت مزدوری پر ہے۔ نہ وہاں زمینداری ہے' نہ فیکٹریاں ہیں کچھ لوگ بیرون ملک ہیں' کچھ فوج میں ہیں اور ان لوگوں کی جو بھی کمائی تھی' کسی کو پنشن ملی' کسی کو کچھ ملا' کسی کے عزیز و اقارب نے انہیں پیسے بھیجے اور انہوں نے ان اداروں میں وہ پیسے رکھے اور آج وہ اس طرح سے بے چین ہیں...

ایک فاضل رکن: جناب والا! کورم کی نشان دہی کی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ تقریر جاری رکھیں۔ کسی نے کورم کا سوال نہیں اٹھایا۔ وہ صاحب بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہی نہیں ہیں۔ باہر چلے گئے ہیں۔

چودھری خادم حسین: جناب والا! چونکہ میں خود بھی ان کوآپریٹو اداروں سے وابستہ رہا ہوں...

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اگر ایوان میں کورم کی نشان دہی کر دی جائے اور نشان دہی کرنے والا باہر بھی تشریف لے جائے' کیا اس کے بعد یہ غرض ختم ہو جاتی ہے کہ کورم کے لیے باقاعدہ گنتی نہ کی جائے۔ میں چاہوں گا کہ اس پر رولنگ دیں۔

وزیر زراعت: پوائنٹ آف آرڈر۔ ہمارے فاضل دوست نے یہ فرمایا تھا کہ ہاؤس میں کورم کی نشان دہی کی جائے۔ جناب والا! آپ دیکھ لیں کہ اس سے کیا مراد نکلتی ہے۔ انہوں نے نشان دہی نہیں کی۔

جناب چیئرمین: میں پہلے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے لوں۔ سیٹھی صاحب! جس

معزز ممبر نے نشان دہی کی تھی' انہوں نے واقعی یہ نہیں کہا تھا کہ کورم کم ہے اور اس کی گنتی کی جائے۔ انہوں نے کہا تھا کہ امکان ہے۔ اگر آئندہ آنے والے حالات کے امکان کا اظہار کیا جائے تو اس پر کورم کے سوال کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس لیے میں نے اس کو ختم کرتے ہوئے چودھری صاحب سے تقریر جاری رکھنے کو کہا تھا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری خادم حسین: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ لوگوں کی بڑی محنت سے کمائی ہوئی رقم ان اداروں نے پھر ہضم کر لی۔

چودھری عبدالوکیل خان (پنجابی): پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے دوست خادم صاحب فرما رہے ہیں کہ میرا علاقہ پسماندہ ہے۔ واقعی میں مانتا ہوں کہ بڑا پسماندہ ہے۔ ہر گھر میں سے تین آدمی امریکہ گئے ہوئے ہیں اور پانچ سال بعد مارشل لاء لگا دیتے ہیں۔ جہلم والے۔ یہ ابھی غریب ہیں۔

چودھری خادم حسین: جناب سپیکر! اس پوائنٹ آف آرڈر پر میں رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری خادم حسین: میں بات کر رہا تھا۔ کچھ ایسے ادارے تھے کہ واقعی جن کے assets اور liabilities میں بڑا تضاد تھا۔ لیکن اس بات میں برملا میں یہ کہوں گا کہ کچھ ایسے ادارے بھی تھے جو بڑے اچھے طریقے سے چل رہے تھے عوام کا ان پر اعتماد تھا۔

جناب سہیل ضیا بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چودھری صاحب نے جو فرمایا ہے کہ جہلم کے لوگ بہت غریب ہیں تو کیا یہ خود بھی ان میں شمار ہوتے ہیں یا ان سے مبرا ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ ان میں شمار ہوتے ہیں یا نہیں؟ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چودھری خادم حسین: جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ چونکہ مجھ پر ہی پوائنٹ ہوا ہے۔ میں برملا یہ بات کہتا ہوں بلکہ چیلنج کرتا ہوں کہ میری پوزیشن 1971ء سے پہلے کی دیکھ لیجیے اور آج کی میری پوزیشن دیکھ لیجیے۔ میں امیر ہوں یا غریب۔ میں بھی انہی اداروں میں سے کسی ایک ادارے کا پانچ' چھ لاکھ کا اب مقروض ہو چکا ہوں۔ میں نے تو سیاست میں آ کر اپنا سب

کچھ گنوایا ہے۔ لیکن ایک بات میں برملا کہتا ہوں کہ کوئی مائی کا لال میرے کپڑوں پر داغ لگا دے تو میں سیاست سے دستبردار ہو جاؤں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! بٹ صاحب نے اس حوالے سے شاید آپ کو کہا تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ شاید آپ کو آپریٹو بنک میں کہیں پھنس نہ گئے ہوں۔

چودھری خادم حسین: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ہاؤس سے یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا اہم مسئلہ ہے کہ عوام کا ارب ہا روپیہ ہضم کیا جا رہا ہے اور آج کی بحث کو میرے بھائیوں نے مذاق بنا رکھا ہے۔ کیا یہ اسمبلی ان کی نمائندہ نہیں ہے جن کے گھر بار لٹ گئے۔ جن کی دولتیں ضائع ہو گئیں۔ جن کا سکون برباد ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے آج کی بحث کو مذاق بنا رکھا ہے۔

جناب سہیل ضیا بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: سہیل ضیاء بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! چودھری خادم حسین صاحب ہمارے بزرگ بھی ہیں۔ بڑے بھائی بھی ہیں۔ دوست بھی ہیں۔ اور ہمارے ساتھ معزز ممبر بھی ہیں۔ میں نے جو مختصر سوال کیا تھا وہ صرف اتنا سا تھا کہ جو انہوں نے غریبوں کا حوالہ دیا ہے کیا اس میں یہ خود اپنے آپ کو شمار کرتے ہیں یا صرف ان بے چاروں کی داستان سنا رہے ہیں۔ اس سے قطعاً" یہ مقصد نہیں تھا کہ ان کے مالی کیا حالات ہیں یا ان کی ذمہ داری ہو۔ اگر انہوں نے میرے الفاظ سے غلط مطلب لیا ہے یا انہوں نے غلط جانا ہے تو یہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ ان کی ذمہ داری پر میں ان سے معذرت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ بٹ صاحب! چودھری صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری خادم حسین: جناب سپیکر! میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ بٹ صاحب میری کوئی بات کریں۔ میں نے بھی ویسے کہہ دیا ہے کہ بات یہ ہے کہ مجھے ان پر کوئی گلہ نہیں ہے۔ تو میں کو آپریٹو اداروں کی بات کر رہا تھا کہ کچھ ادارے ایسے بھی تھے کہ خواہ مخواہ جن کے خلاف اخبارات میں بیان دیے گئے تھے۔ کچھ نہ کچھ گورنمنٹ کے بیان بھی آئے۔ اخبارات کی

طرف سے بھی ان کے خلاف باتیں ہوئیں۔ اور میں بالکل یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آج اگر یہ کہہ دیا جائے کہ نیشنل بنک یا حبیب بنک جو اس وقت سب سے بڑے بنک ہیں یعنی آج ان کے خلاف کوئی ایسی بات اٹھا دی جائے تو وہ بھی پورا روپیہ ادا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ کچھ نہ کچھ پیسہ انویسٹ ہو جایا کرتا ہے۔ تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ نیشنل انڈسٹریاں کوآپریٹو فنانس کارپوریشن اور پاسبان اسی طرح مرکنٹائل یہ ایسے ادارے تھے کہ اگر ان کو تحفظ دے دیا جاتا تو آج ہزار ہا لوگ یعنی ساڑھے پندرہ یا سولہ ہزار آدمی صرف وہ نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو فنانس کارپوریشن کے ہیں جو بے روزگار ہو جائیں گے۔ اس سے بڑا بحران پیدا ہو گا۔ اور میں جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے گورنمنٹ پنجاب سے بھی اور سنٹرل گورنمنٹ سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے تاکہ ان کو تحفظ دیا جائے۔ کوآپریٹو بنک بنا دیا جائے جس طرح اور بنک بن گئے ہیں تو کیوں نہ ان کو بنک بنا دیا جاتا اور ان پر گورنمنٹ کا یا سٹیٹ بنک کا کنٹرول ہو جاتا اور آج ہمیں اس دشواری سے بھی چھٹکارا مل جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ساڑھے پندرہ سولہ ہزار آدمیوں کو نیشنل انڈسٹریل کوآپریٹو بنک سے ملنا ہے لیکن ان اداروں سے جو کاروبار کر رہے ہیں۔ جو چھوٹے چھوٹے لوگ دو دو چار چار لاکھ روپے ان سے قرضہ لے کر کاروبار کر رہے ہیں ان کے کاروبار بھی متاثر ہوں گے۔ انہوں نے جو قرضہ لیا ہوا ہے وہ کس طرح ادا کریں گے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کوئی ایسا تحفظ دیا جائے تاکہ وہ بھی اور جن کے deposits ہیں وہ اور اتمام لوگ سکھ اور چین کے سانس لے سکیں۔ تو جو قانون بن رہا ہے اس میں کمزوریاں بھی ہیں جن کی میں نشان دہی کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں خود بھی کسی وقت دس پندرہ سال پہلے اس کارپوریشن کا ڈائریکٹر رہا ہوں۔ کوآپریٹو بنک میں بھی رہا ہوں۔ اس میں ایک خاص کمزوری بھی ہے جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ آپ کے نوٹس میں لایا جائے تاکہ گورنمنٹ اس کا بھی ازالہ کرے۔ یہ قانون آ رہا ہے کہ ڈائریکٹرز کے اثاثے ضبط کیے جائیں گے۔ لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اس کے ملازم ہیں ان کے بھی اثاثے چیک کرنے چاہئیں کہ وہ اس بنک میں ملازم ہونے سے پہلے کیا تھے اور اس کے بعد آج انہوں نے جو پراپرٹی بنائی ہے وہ بھی ہماری پراپرٹی ہے وہ بھی ان کی پراپرٹی ہے ان کے اثاثے بھی چیک کیے جائیں۔ اور اس شق کو تبدیل کیا جائے اور اس شق میں اضافہ کر دیا جائے کہ صرف ڈائریکٹرز کے ہی اثاثے

منجمد نہیں کرنے چاہئیں۔ ان کو سزا دینی چاہیے بلکہ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو میرے بھی علم میں ہیں اور اگر ضرورت پڑی تو میں ان کی نشان دہی کروں گا ان کو بھی سزا دینی چاہیے لیکن اس وقت ایسی باتیں کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان اداروں کو جس طرح بھی ہو تحفظ دیا جائے۔ ان اداروں کو مضبوط کیا جائے تاکہ یہ ادارے چلیں اور لوگ بے روز گار نہ ہوں۔ میں نیشنل انڈسٹریل بنک کی بات کرتا ہوں کہ آج بھی لوگوں کا اعتماد ہے کہ اگر اسے بحال کر دیا جائے۔ اگر گورنمنٹ کی طرف سے اسے تحفظ دے دیا جائے تو لوگ آج بھی اس میں پیسے جمع کرانے کو تیار ہیں۔ اور کمزوری گورنمنٹ کی بھی رہی ہے اس پر بھی میں بات کروں گا کہ کیوں نہ پہلے ان کو چیک کیا گیا۔ کیوں نہ ان کے کچھ ڈیپازٹ سٹیٹ بنک کے پاس ہوتے۔ گورنمنٹ کے پاس ہوتے تو آج اتنا بحران جو پیدا ہوا ہے وہ شاید نہ ہوتا۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ایسے ادارے جن کی ساکھ ٹھیک ہے۔ جن کے assets اور liabilities برابر ہیں ان کو کام کرنے کی اجازت ملنی چاہیے جبکہ ہماری گورنمنٹ کی پالیسی بھی ہے کہ نئے بنک بنا رہے ہیں۔ پچھلے دنوں ہم نے سنا کہ دس نئے بنک بن چکے ہیں۔ تو ان دس نئے بنکوں میں اگر یہ بھی دو تین بنک شامل کر دیے جائیں تو لوگوں کو سکون بھی ہو جاتا اور پیسے ملنے کے امکانات بھی واضح ہو جاتے۔ جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی گزارشات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ چودھری صاحب! اس کے بعد کوآپریٹو پر میرے پاس کوئی اور نام نہیں ہیں جن کو میں کہہ سکوں کہ جس نے تقریر کرنی ہے وہ تقریر کر لے۔ جس معزز ممبر نے بھی کوآپریٹو پر بات کرنی ہے یا تقریر کرنا چاہتے ہیں تو مجھے بتائیں یا مجھے نام بھیج دیں۔ بٹ صاحب! آپ نے بات کرنی ہے تو ارشاد فرمائیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! اگر یہ معزز ہاؤس مجھے 9 بجے تک ٹائم دیتا ہے تو میں تقریر کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آج آپ جتنی تقریر کرنا چاہیں کر لیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب والا! آج کے موضوع کو سامنے رکھتے ہوئے میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ہمارے ملک میں یا ہمارے صوبے میں جو اتنا بڑا

بحران ہے اس پر ہمارے فاضل دوست یعنی معزز ممبران اپنا اظہار خیال کیوں نہیں کرنا چاہتے۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی تشویش بھی ہو رہی ہے اور مجھے دکھ بھی ہو رہا ہے اور میں یہ افسوس سے کہتا ہوں کہ آج کا ہمارا جو سب سے بڑا کوآپریٹو کا بحران ہے اور جو عوام کا مسئلہ ہے اس پر اتنی خاموشی کیوں ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: بٹ صاحب! آپ یہ مالی اداروں پر بحث میں حصہ لے رہے ہیں؟

جناب سہیل ضیاء بٹ: جی ہاں۔

جناب سپیکر: اچھا۔ مجھے پتا چلا کہ بٹ صاحب تقریر کر رہے ہیں تو اس لیے میں چلا آیا۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! پہلے سپیکر صاحب نے مجھے نو بجے تک تقریر کرنے کا ٹائم دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں جتنی آپ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: شکریہ جناب۔ جناب سپیکر! بات دراصل یہ ہے کہ یہ اتنا گھمبیر مسئلہ اتنا پریشان کن مسئلہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ ہر تیسرا آدمی جو اس مشکل سے دو چار ہے اور ہر شخص اس سے متاثر نظر آتا ہے چاہے اس کا کوئی عزیز یا کوئی محلے دار ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسے خانزادہ صاحب نے بتایا کہ کوآپریٹو بنانے کا کیا مقصد تھا۔ کن حالات میں بنی تھی۔ تو ہندو بنیے سے اس وقت اگر کوآپریٹو نجات دلا رہی تھی اور دلائی تو وہ اس وقت کوآپریٹو کا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا اس کے ساتھ ہی ساتھ ہمارے اس کوآپریٹو کے ایکٹ پر' اس کوآپریٹو کا جو طریقہ کار تھا اس پر جاپان اور کوریا میں بھی ترقی ہوئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے لائحہ عمل میں یا اس کے طریقہ کار میں ہمارے اس معاشرے میں بڑھتی ہوئی بدعنوانیاں اور برائیاں شامل ہو گئیں اور یہ نیک کام' یہ فعال کام اس برے رنگ میں چلا گیا جیسا کہ اس کا پہلا پروگرام 1971ء میں آیا اور اس وقت جو حالات ہوئے لوگوں کو لوٹا کھسوٹا گیا اور ایسے لوگ جو کہ اپنے محلے میں بھی اعتبار نہیں رکھتے تھے اس رقم اور اس پیسے کے کاروبار میں شامل دیکھے گئے۔ انہوں نے بنک بنا لیے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح جب لوگوں نے بہت بڑے اس وقت تو نہیں لیکن کم' اس سے کم ان حالات میں لوگوں نے مار

کھائی۔ لوگوں کے پیسے کھا لیے گئے اور انہیں لوٹ لیا گیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج تک ان چوروں اور لٹیروں کو پکڑا نہیں گیا۔ ہمیں یہ مسئلہ اس بات کی طرف لے جاتا ہے کہ آج پھر یہ کوآپریٹو کا بحران آ چکا ہے اور اس بحران میں کچھ لوگوں نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے، کچھ لوگوں نے عوام کے کام کو سلجھانے کی بجائے اس میں رخنہ ڈال دیا ہے اور حکومت وقت کے اوپر یہ ذمہ داری ڈال دی ہے حالانکہ یہ کوآپریٹو ادارہ جو کہ ایک باہمی ادارہ تھا اور باہمی اشتراک کے ساتھ چل رہا تھا جس میں قرضہ لینے والے یہ نہیں سوچتے تھے کہ یہ ادارہ ہمیں 16 سے 20% تک قرضہ پر سود کس طرح دے رہا ہے اور یہاں پر کچھ اچھے لوگ بھی تھے۔ وہ مناسب سود پر کام بھی کرتے تھے اور ان کی ایک تاریخی حیثیت بھی تھی۔ کم از کم نیشنل کوآپریٹو ایک ایسا ادارہ تھا جو کہ 27 سال سے اپنے کام کو چلا رہا تھا اور اس ادارے کی وجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کے شاید کئی اور بھی ادارے ہوں گے جو ایک اچھے نظم و ضبط کے ساتھ چل رہے تھے لیکن یہاں پر یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ان اداروں میں جو چور اور لٹیرے گھسے ہوئے تھے۔ جن کے ماضی کے کردار بھی لوگوں کے سامنے تھے ان پر کوئی ہاتھ نہ ڈالا گیا اور نہ ان پر کوئی قانونی کارروائی ہو سکی۔ جب یہ ادارہ مکمل کینسر کا مریض بن گیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ایک ڈاکٹر مریض کو دیکھنے سے پہلے اگر اسے یہ کہہ دے کہ تم کسی بیماری میں سخت مبتلا ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے علاج کے لیے وہ چاہے کتنی بھی اچھی اور بہتر دوائی دے لیکن وہ مریض ذہنی طور پر مریض ہو جاتا ہے اس طرح ہمارے کوآپریٹو کے اداروں کے بارے میں یہ بیانات تو آتے رہے کہ یہ ادارے لوٹ کھسوٹ کر رہے ہیں لیکن ان کا علاج نہ کیا گیا۔ ان پر پوری طرح سے ہاتھ نہ ڈالا گیا اور آج انہی اداروں میں کچھ ادارے ایسے بھی ہیں، ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنہوں نے ان سے قرضے لیے تھے اور انہوں نے سود کے ساتھ ان کے قرضے بھی واپس کر دیے۔ میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر ان اداروں کو اور ان لوگوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس نظام کو چلایا اور ان اداروں سے پیسے لینے کے بعد ان کی شرائط کو پورا کرتے ہوئے ان کے پیسوں کو سود کے ساتھ واپس کیا۔ وہ لوگ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ انہوں نے اداروں کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ اداروں کی خدمت کی لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے

قرضے لیے اور اس کے بعد انہیں واپس نہیں کیا اور اب جو حالات ہیں میں سمجھتا ہوں کہ انہیں وہ قرضے واپس کرنے چاہئیں۔ اگر وہ واپس نہیں کرتے تو ان لوگوں کے لیے آپ جیسے سمجھیں کہ کوئی بھی ان کے لیے چور' ڈاکو اور کس نام سے ان کو پکاریں یہ مناسب ہو گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ ایک سسٹم تھا کہ اگر وہ قرضے نہ لیتے اور ان پر سود نہ ملتا تو پھر کس طرح یہ ادارے چل سکتے تھے لیکن کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے لوگوں سے بہت بڑے مارک اپ پر پیسے لیے اور کچھ مہینے تو ان کو قسطیں ادا کیں اس کے بعد وہ غائب ہو گئے۔ کچھ مالی طور پر بہت مستحکم ادارے بھی تھے جنہیں بچایا جا سکتا تھا' جنہیں کوآپریٹو قانون کے تحت اگر انہیں کوآپریٹو بنک بنا دیا جاتا تو بہت سے لوگوں کی رقمیں بچ بھی سکتی تھیں۔ اب یہ معاملہ اتنی سنگینی اختیار کر گیا ہے کہ اس میں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنہوں نے قرضے واپس بھی کر دیے ہیں لیکن ان کی جائیدادیں وہاں پھر پھنسی ہوئی ہیں۔ انہوں نے نہ کوئی قرضہ دینا ہے اور نہ ہی ان کے ذمہ کوئی بوجھ ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے تو ان کو واگزار کیا جائے کہ جنہوں نے اداروں کا کچھ دینا ہے اور نہ ان سے کچھ لینا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو اچھے لوگ تھے' شریف النفس لوگ تھے' اداروں کی خدمت کر رہے تھے اور انہیں صحیح طریقے سے چلا رہے تھے ان لوگوں کو چونکہ وہ ستائیس' ستائیس سال سے سیونگ ادارے چلانے والے لوگ تھے آج کے اس بحران میں جب کہ بی سی آئی بحران میں چلا گیا' جب کہ کوآپریٹو پر اور سب اداروں پر بحران آیا تو ان کو بھی یہ موقع دیا جائے کہ وہ لوگوں سے شرائط کے ساتھ کہ جن کے ساتھ واپسی کی شرائط طے کی تھیں اس حساب سے اور سب سے پہلے ان غریب چھوٹے کھاتہ داروں کے لیے کہ جن کا کل اثاثہ وہی تھا اور جن پر وہ گزر اوقات کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ تجویز دی جائے کہ پہلے ان چھوٹے کھاتہ داروں کو فارغ کیا جائے اس کے فوراً بعد ہر اس شخص کو قانون کی یک جا مراعات دیتے ہوئے اس طور پر کہ جس کا بھی بڑے سے بڑا یا چھوٹے سے چھوٹا کھاتہ تھا اس کے لیے اس کی باہمی ہم آہنگی جو کہ ان کی پراپرٹیاں ہیں ان پر انہیں کوآپریٹو کی طرف سے این او سی ملنے چاہییں جس پر ادارہ خود چاہتا ہے کہ انہیں این او سی دیا جائے اور جس نے پیسہ لینا ہے وہ چاہتا ہے کہ میری ہم آہنگی ہو جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہی ایک طریقہ ہے۔ ان پر

ایڈمنسٹریٹر بٹھائے جائیں جو ان کو چیک کریں تاکہ ان میں کوئی بددیانتی نہ ہو لیکن اگر آپ نے ان کے ذمہ سے یہ کام لے لیا جو کہ اداروں کو ستائیس' ستائیس سال سے چلا رہے تھے تو میرے خیال میں یہ امانتوں کو واپس کرنے کے لیے مناسب طریقہ کار نہ ہو گا۔

اس پر یہاں پر جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں نے جب پیسے جمع کرائے تھے تو ان کے لیے وقت کی ایک میعاد تھی۔ تو اس تعین کے حساب سے جنہوں نے پیسے دینے ہیں یا اداروں سے لینے ہیں ان کی ہم آہنگی جو ہے وہ ان کے اس وقت کے حساب سے کی جائے تاکہ ان اداروں کو صحیح طرح سے بحران سے نکالنے کا یا لوگوں کی امانتیں ان کو واپس دلانے کا کوئی ایسا پروسیجر یا ایسا طریقہ کار اختیار کیا جائے تاکہ آج اس سے جو سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں یا اس کام سے جو ایک دوسرے پر الزامات لگا رہے ہیں' کیچڑ اچھال رہے ہیں وہ ایسا نہ کر سکیں حالانکہ کوئی ایسا بنک نہیں ہے' دنیا کا کوئی بنک مجھے بتایا جائے کہ جہاں پر قرضہ لینا اور دینا جرم ہے لیکن یہ حکومت کی نگرانی میں چلنے والے ادارے نہیں تھے کہ جن سے قرضہ اگر کسی نے لیا تو اس میں حکومت شامل تھی۔ ان اداروں نے اپنے ذاتی تعلقات کی بنا پر قرضے لیے اور قرضے دیے۔ اس لیے اس وقت اس ایوان میں' میں کھڑا ہو کر یہ کہتا ہوں کہ وہ لوگ جو حکومت کو اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں' حکومت پر اس کی ذمہ داری ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ سراسر ایک سیاسی مقصد اور ایک سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ ان کا عوام کے اس کام میں جو کہ آج بحران میں ہیں جو کہ حکومت وقت کی طرف دیکھ رہے ہیں ان کے رستے میں رخنہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

میں انہی الفاظ کے ساتھ' کہنے کو تو اور بہت سی باتیں تھیں لیکن جناب سپیکر! میں اس چیز کو اس لیے زیادہ موضوع نہیں بنانا چاہتا یا اسے سیاسی الجھنوں میں اس لیے نہیں الجھانا چاہتا کہ پہلے ہی اتنے بیانات آ چکے ہیں کہ اب وہ بے چارے کھاتہ دار جو ہیں وہ ان سے پریشان ہو رہے ہیں۔ اس ایوان میں' میں نے ایک دن کھڑا ہو کر کہا تھا کہ ایک اخبار نے میرے متعلق الزام لگایا تھا اور اس باوقار ایوان میں یہ کہا تھا کہ میں قرآن پر حلف دیتا ہوں۔ قرآن کو ہاتھ میں پکڑ کر حلف دیتا ہوں کہ اگر میں نے کسی شخص سے ایس ایم آر خریدی ہو اگر کوئی آدمی کھڑا ہو کر اور قرآن پاک ہاتھ میں پکڑ کر یہ کہہ دے کہ سہیل ضیاء بٹ تم نے مجھ سے یہ ایس ایم آر خریدی ہے تو میں اپنی اس نشست سے اس معزز ایوان سے بھی استعفیٰ

دینے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن جناب والا! میرے کہنے کا یہ اثر ہوا کہ اس دن میرے صحافی بھائیوں نے بائیکاٹ کر دیا حالانکہ میں نے یہ کہا تھا کہ جس نے میرے خلاف یہ خبر لگائی ہے اس نے میرا استحقاق مجروح کیا ہے لیکن ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے یہ دوست شاید پریس سے اتنے خوفزدہ ہیں تو میرے دوست کیا میرے بھائی کیا مجھے تو سارے کا سارا معاشرہ ہی خوفزدہ نظر آتا ہے لیکن سچی بات سننے کی نہ کسی میں ہمت ہے نہ ہی کرنے کی کسی میں ہمت ہے جو کر دیتا ہے اس کے لیے اونٹ کے گلے میں بلی باندھنے کے برابر ہے۔ جناب والا! یہ عرض کرتا ہوں کہ اس خوف کو کب توڑا جائے گا کبھی وزراء کی بے عزتی کی جاتی ہے کبھی معزز ممبران کی بے عزتی کر دی جاتی ہے کہیں پر کچھ خبر لگا دی جاتی ہے کسی پر جھوٹا الزام لگا دیا جاتا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کے پاس کوئی غلط اطلاع آئی ہے جب ہم اس کی تردید کے لیے یہ کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور ہم ایوان میں کھڑے ہو کر قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہتے ہیں تو میرے خیال میں دوسرے دن اخبار میں اس کی تردید آنی چاہیے وگرنہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ استحقاق اسی طرح مجروح ہوتے رہے تو میرے خیال میں نہ ہی پارلیمنٹ کا کوئی رکن اپنی عزت نفس کو بچا سکے گا۔ تو جناب والا! ان ہی الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس کے لیے آپ کوئی نہ کوئی ضابطہ' اخلاق ضرور بنائیں گے تاکہ کسی پر الزام لگنے کے بعد اگر اس کی تصدیق نہ ہو تو اس کی معذرت کے لیے سپیکر صاحب ایک ایسا رول اختیار کریں جس طرح آپ کا بھی نام ایک دفعہ آ گیا تھا جناب والا! اس سے میں سمجھتا ہوں کہ عوام کا بھی تقدس مجروح ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمیں ووٹ کے ذریعے اس ایوان میں بھیجتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ' بٹ صاحب!

حاجی گلاب خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرے محترم' میرے محسن بٹ صاحب نے فرمایا ہے کہ میں ان لوگوں کو مبارک باد دیتا ہوں جنہوں نے یہ کاروبار چلایا۔ جناب والا! اگر وہ اس بارے میں مخلص ہوتے اور عوام کے ساتھ صحیح ہوتے تو وہ کبھی ایسی حرکت نہ کرتے اور جناب راہزنوں کو رہبر کہہ کر قرضے دیے گئے انہوں نے عوام کو لوٹا اور شراب اور عیاشیوں پر رقومات خرچ کر دیں۔ جس طرح سے میرے محترم خانزادہ صاحب نے فرمایا ہے

ان کمپنیوں اور کمیٹیوں کی شکل میں عوام کو لوٹا گیا عوام کے پیسے کھائے گئے اور آج تک ان بے چاروں کا کچھ نہ بنا جنہوں نے وہاں اپنے پیسے جمع کروائے تھے جناب والا! اسی طرح میں عرض کر رہا ہوں جس طرح انہوں نے حوالہ دیا ہے سر سکندر حیات کی حکومت میں سر چھوٹو رام کے وقت ایک کوآپریٹو وجود میں آئی اور زمینداروں کی مدد کی گئی اور میں جناب چھوٹو رام کو اچھے الفاظ سے یاد کروں گا کہ جنہوں نے یہ آئین دیا اور کہا کہ ہل چلانے والے زمینداروں کے گھر قرق نہیں ہو سکتے ان کی چارپائیاں اور بستر قرق نہیں ہو سکتے اس کا رہنے والا مکان قرق نہیں ہو سکتا کسی کی اچھائی کو یاد کرنا ہی پڑے گا لیکن جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ ان لوگوں نے عوام کو اچھا بن کر رہبر بن لوٹا ہے لہٰذا ان کے لیے سنگین قانون بنایا جائے اور میں اس ایوان سے اپیل کروں گا کہ اس ایوان میں ایسی قرار داد پیش کریں اور ایسے واقعات پیش کریں کہ آئندہ کسی کو ایسی تنظیمیں اور ایسے بنک بنانے کی جرأت نہ ہو اور وہ عوام کو لوٹنے سے باز آئیں۔ جناب والا! آپ نے سنا ہو گا کہ تاج کمپنی جو قرآن مجید' فقہ کی کتابیں اور مصر یونیورسٹی کی کتابیں چھاپنے والی تھی آج یہ لوگوں کے کروڑوں روپے کھا کر بیٹھی ہوئی ہے۔ جناب والا! میں ایک ٹیچر کا حوالہ دے کر عرض کرتا ہوں حافظ غلام حسین ایک ٹیچر ہیں جو یہاں ایک کالونی میں رہتا ہے اس بے چارے کو ستر ہزار روپیہ ملا اس نے دس ہزار روپے گھر کے خصوصی سامان پر خرچ کیے ساٹھ ہزار روپے اس نے تاج کمپنی میں جمع کروائے لیکن تاج کمپنی نے دیوالیہ نکال دیا اور اس طرح سے اس کے پیسے کھا گئی۔ جناب والا! اس طریقے سے اس بے چارے کی ساری زندگی ضائع ہو گئی اس کا ایک بچہ ہے اور وہ بھی سکول میں پڑھتا ہے اب اس کے لیے کون کمائے گا۔ وہ بے چارہ بوڑھا آدمی ہے۔ تو جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ ایسے ہزاروں لوگ ہیں جن کے ان بنکوں کی شکل میں روپے ہڑپ کر لیے گئے.....

جناب سپیکر: حاجی صاحب۔ کیا یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

(قہقہہ)

حاجی گلاب خان: جناب والا! میں تاج کمپنی کے قصے کو مثال کے طور پر پیش کر رہا تھا۔ اور میں نے اس کی مثال بنکوں کے حوالے سے دی تھی۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: حاجی صاحب، آپ پہلے تقریر کر چکے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

آوازیں: جی وہ تقریر کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! حاجی صاحب، میرے بزرگ ہیں اور اپنے اس پوائنٹ آف آرڈر میں میرا حوالہ دیا لہٰذا میں آپ کے توسل سے ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے مبارک باد ان لوگوں کو دی جنہوں نے قرضہ واپس کر دیا اور انٹرسٹ کے ساتھ واپس کیا جناب والا! حاجی صاحب اپنے اس پوائنٹ آف آرڈر پر بڑی لمبی تقریر کر گئے ہیں لیکن جناب یہ بھول گئے ہیں کہ میں نے کیا کہا تھا میں اپنی اصلاح کرواتا ہوں کہ میں نے کہا تھا کہ میں ان لوگوں کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے قرضہ واپس کر دیا اور اس ادارے کی شرائط یعنی اس کی جو سود کی شرح تھی اس کے ساتھ وہ قرضہ واپس کیا میں نے تو ان لوگوں کو مبارک باد پیش کی تھی اور کسی کو نہیں شاید وہ میری بات سمجھ نہیں سکے تھے۔ اس لیے میں اس کی درستگی کے لیے اپنی سیٹ سے اٹھا ہوں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی چودھری سکندر حیات ملھی صاحب!

چودھری سکندر حیات ملھی: شکریہ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آج مجھے ایک قومی ایسے پر بات کرنے کا موقع ملا یہ مسئلہ جذباتی بھی ہے سیاسی بھی بن چکا ہے اور Technical monetary policy پر بھی مبنی ہے جناب سپیکر! اصل میں کوآپریٹو سکیم دنیا میں اپنے ممبران کی سہولت کے لیے ان کو فائدہ پہنچانے کے لیے بنائی گئی اور اس تجویز کے تحت اس کو آل انڈیا میں نافذ کیا گیا پاکستان میں بھی پرانے رولز کے مطابق یہ کوآپریٹو سکیم چلتی رہی اور ان قوانین کا کسی نے بھی نوٹس نہیں لیا چاہے وہ آنریبل منسٹر تھا چاہے وہ پیپلز پارٹی کی حکومت تھی چاہے وہ کسی ڈکٹیٹر کی حکومت تھی چاہے وہ مارشل لاء کی حکومت تھی چونکہ اس میں اتنی زیادہ exploitation نہیں ہوئی تھی۔ اصل وجہ جس کی وجہ سے illegal banking شروع ہوئی اور ان کوآپریٹو محکموں میں غیرقانونی کام ہونے شروع ہوئے وہ جناب والا! گورنمنٹ کی

monetary policy کا غلط انداز میں ملک میں نافذ ہونا۔ جناب والا! میں اپنے دوست سلمان تاثیر کو آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں انہوں نے پچھلے دنوں اخبارات میں بہت لمبے چوڑے بیانات دیے اور monetary اور fiscal policy پر انہوں نے باتیں کیں۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے انہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پیپلزپارٹی کی حکومت میں بھٹو صاحب نے جب تمام بنکوں کو نیشنلائز کیا اس وقت ساری قوم کی monetary policy اور منی مارکیٹ میں جتنی رقم تھی اس کی سمت بدل گئی۔ جناب سپیکر! دنیا کے ہر ملک میں parallel economy بھی چلتی ہے ایک معیشت وہ ہے جو سرکاری طور پر چل رہی ہے دوسری وہ ہے جسے آپ بلیک مارکیٹ کہہ لیں یا ٹیکس کی evasion کہہ لیں وہ معیشت بھی چل رہی ہے۔ لیکن یہاں پر جو ظلم ہوا' کوآپریٹو میں جو ظلم ہوا اس بلیک مارکیٹ کے علاوہ یتیموں کا' غریبوں کا' مسکینوں کا' بیواؤں کا باہر سے جو لوگ اپنے خون پسینے کی کمائی سے پیسے بھیجتے ہیں ان کی بھیجی ہوئی رقوم کا استحصال کیا گیا ہے۔ وہ استحصال حکومت کی غلط monetary پالیسی نے کروایا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کس حکومت کی پالیسی نے کب یہ کام شروع کروایا تھا۔ ہمیں اس چیز کا سختی سے نوٹس لینا ہو گا۔ ہم کسی غریب کا کسی پالیسی کے تحت استحصال نہیں کرنے دیں گے۔

جناب والا! ایک کہاوت مشہور ہے کہ

"All good things go together and all the bad things followed each others."

اسی طرح bad things کے آنے کا ایک تسلسل بن جاتا ہے۔ ایک continuity بن جاتی ہے۔ جناب والا! مالی بحران اس وقت سے شروع ہوا اور یہ فنانس کمپنیوں کی صورت میں آ گیا۔ تاج کمپنی کی صورت میں آ گیا۔ یہ بی سی سی آئی کی صورت میں آ گیا اور سب سے بڑھ کر جس نے ایک ہلچل مچا دی' جس نے ایک اژدھا کی طرح غریبوں کا پیسہ نگل لیا ایک ہی نوالے میں سارا پیسہ نگل لیا وہ یہ کوآپریٹو کا سکینڈل ہے۔

جناب سپیکر! میں تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں کہ آیا وہ لوگ جو کوآپریٹو کے ممبرز بنتے ہیں اتنے انجان ہیں' اتنے بے سمجھ ہیں کہ باوجود یہ جانتے ہوئے کہ یہاں خطرہ ہے رسک

ہے تو پھر کیوں پیسے ڈال دیتے ہیں۔ اس کو کوئی گورنمنٹ persuade نہیں کرتی۔ اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ پھر ہماری monetary policy کی غلطی ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے سٹیٹ بنک نے 15 فیصد سود یا مارک اپ پر منی مارکیٹ میں پیسے رکھنے کی اجازت دے دی اور وہ تھے خاص ڈیپازٹ سرٹیفکیٹ۔ آئی۔ ایم۔ ایف کے دباؤ کے تحت گورنمنٹ مجبور ہو گئی کہ شرح سود کو 15 فی صد سے کم کر کے ساڑھے بارہ فیصد کر دیا جائے۔ لہٰذا گورنمنٹ نے ساڑھے بارہ فیصد سود اناؤنس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس پر اڑھائی فیصد زکوٰۃ لگا دی۔ اسی طرح جو اصل وصول ہوا وہ صرف دس فیصد مارک اپ وصول ہوا لہٰذا دس فیصد کی شرح سے مارک اپ ہماری منی مارکیٹ میں ہماری افراط زر کو قابو میں نہیں رکھ سکتا۔ کوئی آدمی جس نے کیش رکھ کر اپنے گھر کا خرچہ چلانا ہے' یا کسی بیوہ نے اپنا گزارہ کرنا ہے یا وہ لوگ جو باہر بیٹھے ہوئے اپنے ملک کو محفوظ سمجھتے ہوئے پیسے ٹرانسفر کر کے اسی لیے رکھتے تھے کہ دنیا میں تمام ملکوں سے زیادہ ہمارے ملک میں 15 فیصد return ملتا تھا۔ جناب والا! اسی لیے یہاں پیسے inflow ہوتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے زیادہ مارک اپ حاصل کرنے کے لیے وہاں اپنی رقوم رکھیں جو بیس فیصد تک مارک اپ دیتے ہیں اور یہ ادارے ایسا کرتے رہے ہیں اور کامیابی سے کرتے رہیں ہیں۔ پیپلز پارٹی کی حکومت میں بھی یہ کام ہوتا رہا ہے۔ یہ بنکنگ بھی چلتی رہی ہے آپ اسے غیر قانونی کہہ لیں یا قانونی کہہ لیں۔

It was in convenience with Law and bureaucracy of the Government.

میں جناب والا! اس فرق کو نہیں جانتا اس کو ہم غیرقانونی کہہ سکتے ہیں یا قانونی کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ کام 1962 سے چلتا آ رہا ہے۔ میں داد دیتا ہوں ان لوگوں کو جنہوں نے یہ کام بخوبی سرانجام دیا۔ میں ان چھوٹی کوآپریٹو کارپوریشن کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے کھاتے داروں کے منافع کی خاطر صحیح طور پر چلایا۔ مگر میں ان ظالموں کو ان لٹیروں کو condemn کرتا ہوں جنہوں نے عوام کا استحصال کیا اور اپنے ممبران کی رقم لوٹی۔ یہاں جناب نیت کا بھی سوال آتا ہے اور قانون کا بھی سوال آتا ہے۔ میں نیت کسی کی کہہ نہیں سکتا کہ خراب تھی۔ کیونکہ 26 سال سے جو کمپنی صحیح چل سکتی ہے دیکھنا یہ ہے کہ ایک دم اس کمپنی کو کیا ہو گیا ہے یا اس کے مالکوں کے دماغ خراب ہو گئے ہیں۔ منی مارکیٹ میں کوآپریٹو' بنکنگ

میں، چلتی ہوئی کمپنیوں میں جن کے اثاثے ہیں اچانک یا تو کوئی ڈاکٹر ٹیکہ لگا سکتا ہے یا لوگوں کا اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری کوآپریٹو موومنٹ میں ان بنکوں پر جس دن سے سنٹر میں run down ہوا۔ ہمارے پنجاب میں count down شروع ہو گیا کہ کب اور کس طرح ان کمپنیوں کے مالکوں کا حساب کتاب کرنا ہے۔ اس سلسلے میں جناب والا! میں اپنے وزیر امداد باہمی جناب رانا پھول محمد خان کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اس ایوان کے فلور پر جب بات اسلام آباد ہو رہی تھی کھڑے ہو کر یہ کہا اور قوم کو بھی یہ تنبیہہ کی تھی اور بتایا تھا کہ ہمارے جو موجودہ قوانین ہیں وہ اتنے کمزور ہیں اور انہوں نے عوام سے اپیل کی تھی وہ ان کے ساتھ تعاون کریں تاکہ ان کا پیسہ بچایا جا سکے۔ جناب والا! دنیا کے کسی بھی ملک میں خواہ وہ امریکہ ہو یا پاکستان، جاپان ہو یا برطانیہ کہیں بھی اور کسی بڑے سے بڑے محفوظ بنک کے متعلق بھی اگر لوگوں کا اعتماد اٹھ جائے تو وہ بنک کسی کو بھی سو فی صد ادائیگی نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ وہاں کا سٹیٹ بنک سنٹر بنک یا حکومت under-write نہ کرے۔ اس سلسلے میں میں خود کہوں گا کہ حکومت پنجاب نے substantial قدم اٹھاتے ہوئے اور اپوزیشن کی باتیں نظر انداز کرتے ہوئے، کیونکہ اپوزیشن نے بجائے مسئلے کو سلجھانے کے، تعاون کرنے کے اس کو الجھانے کی کوشش کی اور اس سلسلے میں سیاسی دباؤ ڈالا تاکہ جن لوگوں کو پیسہ ملنا ہے وہ بھی سیاست کی نذر ہو جائے اور ہو سکتا ہے کہ ان کے بہت سے دوست وہ پیسہ بھی ہضم کر جائیں۔ میں گورنمنٹ کو، جناب رانا صاحب کو، وائیں صاحب کو اور وزیر اعظم پاکستان کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے لوگوں کا استحصال ہونے سے بچا لیا ہے۔ انہوں نے بہت سے طریقے اختیار کیے ہیں اور نہ صرف عوام کو بلکہ ان کے پیسوں کو بھی بچانے کی کوشش کی ہے بلکہ انہوں نے ملی کمپنیوں کے مستقبل کو بھی بچانے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے جو بہت سے اقدامات کیے ہیں۔ میرے معزز اراکین کو پتہ ہے سب عوام کو پتہ ہے اور جناب یہی وجہ ہے کہ آج عوام کے دلوں میں اگر کوئی اعتماد پیدا ہوا ہے تو وہ گورنمنٹ کے ان اقدامات اور کاموں کی وجہ سے ہوا ہے اس سلسلے میں کئی ایک قانون یہاں پر آنے والے ہیں جو ہم نے یہاں منظور کرنے ہیں۔ اس سلسلے میں، میں یہ کہوں گا کہ کچھ ایسے کام بقایا رہ گئے ہیں جس کے متعلق ہم جیسے لوگ تجاویز

پیش کرنا چاہتے ہیں اور امید ہے کہ ہاؤس میں جو بھی مثبت تجاویز آئیں رانا صاحب ان کو نوٹ فرمائیں گے اور محض ہماری بات کو سن کر درگزر نہیں کر جائیں گے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ مالی پالیسی میں ایک بہت بڑا نکتہ جس کو حزب اختلاف سیاسی رنگ دے کے غلط در غلط سمت میں اس کو آپریٹو debackle کو لے جانے کی کوشش کی ہے وہ ہے انوسٹمنٹ پالیسی۔ میں ان کو آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی مالی ادارے کی اگر انوسٹمنٹ پالیسی درست نہ ہو تو وہ مالی ادارہ کبھی منافع میں نہیں جا سکتا۔ میں اپنے بھائیوں کو بھی بتانا چاہتا ہوں تاکہ ان کی سوچ میں وہ مجبوری آ جائے جس کے تحت سہیل ضیاء بٹ صاحب نے یہ کہا تھا کہ میں مبارک دیتا ہوں ان لوگوں کو جنہوں نے یہ قرضہ واپس کیا۔ اس انوسٹمنٹ پالیسی میں دو ہی چیزیں ہیں۔ ایک ہے طویل المیعاد سرمایہ کاری اور دوسری ہے قلیل المیعاد سرمایہ کاری۔ زیادہ تر جو بنک منافع کماتے ہیں وہ قلیل المیعاد سرمایہ کاری سے کماتے ہیں۔ یہاں یہ کوآپریٹو نے دونوں ہی حربے استعمال کیے۔ قلیل المیعاد سرمایہ کاری میں اگر کوئی بنک یا مالیاتی ادارہ' کوئی کوآپریٹو بنک ہے' قانونی ہے یا غیر قانونی ہو' کسی طرح فنکشن کرتا ہو کسی ایک شخص کو ایک دمڑی دینے کو تیار نہیں ہوتا جس کے متعلق اسے پتہ نہ ہو کہ وہ پیسے بھی واپس کر سکتا ہے یا نہیں کر سکتا۔ وہ تو مالیاتی ادارے ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر مجھے کوئی کہے یا میں کسی سے پیسے مانگوں تو میرا دوست چھ دفعہ سوچے گا کہ آیا ملکی کو پیسے دے دوں وہ واپس کر بھی سکتا ہے یا نہیں۔ تو جناب والا! مالی پالیسی میں قلیل المیعاد سرمایہ کاری میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ جس پارٹی کو رقم دی جا رہی ہے آیا وہ اس قابل ہے کہ وہ واپس کر دے۔ آیا وہ اس قابل ہے کہ وہ سود کے ساتھ یا مارک اپ کے ساتھ پیسے واپس کر دے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پیپلز پارٹی اور اس کے تاثر کو چیلنج کرتا ہوں کہ مجھے بتائے کہ کون سا بنک پاکستان میں ہے جس نے تمام بڑے بڑے صنعت کاروں کو رقمیں نہیں دیں۔ وہ کون سا ایک بنک ہے' قومیایا گیا ادارہ ہو یا پرائیویٹ ہو یا کوآپریٹو بنک ہو کہ جس نے دیکھ بھال کے رقم نہیں دی کہ یہ پارٹی ہمارا استحصال نہیں کرے گی۔ رقم بھی لوٹائے گی اور ہمیں فائدہ بھی پہنچائے گی۔ یہ کس کی خاطر ہوتا ہے۔ اگر محفوظ مقام پہ پیسہ دیا جائے اور

منافع کے ساتھ واپس ہو تو فائدہ کھاتے داروں کا ہوتا ہے تو اس لحاظ سے نہ تو قرضہ دینے والوں کا قصور ہے اور نہ قرضہ لینے والوں کا ۔ قصور ہے تو ان آدمیوں کا اور اس مینجمنٹ کا جس نے طویل المیعاد سرمایہ کاری کی جس نے طویل المیعاد سرمایہ کاری سے اپنی جیبوں کو پیسوں سے بھرا۔ اپنے پیسے کالے دھن میں تبدیل کیے جس سے خسارہ آیا۔ یہاں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج اس طویل المیعاد سرمایہ کاری کی وجہ سے' جس کو آپ فکسڈ انوسٹمنٹ کہہ سکتے ہیں۔ اس کی وجہ سے بحران آیا۔ کیونکہ انہوں نے افراط زر کی قیمتوں کا حوالہ دیتے ہوئے باقی کے پیسے ہضم کر لیے۔ اس مینجمنٹ کو کبھی معاف نہیں کرنا چاہیے۔ ان کو اس وقت تک معاف نہیں کرنا چاہیے جس وقت تک ایک غریب کی آہ بھی باقی ہے۔ جناب والا! یہ قتل سے زیادہ بڑا قتل ہے۔ جس غریب کا اثاثہ ختم ہو جائے اس کو آپ کہیں تو دس بندے بھی مار سکتا ہے اور خود کشی بھی کر سکتا ہے۔ سب سے بڑا قتل کسی کی پراپرٹی کو ہضم کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب رانا صاحب بڑی تندھی کے ساتھ اس کو حل کریں گے اور اس مسئلے کو سنجیدگی کے ساتھ لیتے ہوئے بغیر خوف و خطر' میں دہرانا چاہتا ہوں' بغیر خوف و خطر کوشش کریں گے کیونکہ بہت سارے مالک' بہت سارے ڈائریکٹرز ایم این ایز بھی ہیں' ایم پی ایز بھی ہیں اور سینیٹرز بھی ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ ان کی موجودگی میں رانا صاحب نے اتنی کاوشیں بھی کی ہیں' کنٹرول بھی کیا ہے پھر بھی کچھ آزاد ہیں اور کچھ اندر ہیں۔ یہ ہماری سوسائٹی میں چہ مگوئیاں ہو رہی ہیں کہ ایک آزاد ہے اور ایک اندر ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب کو اطلاع دینا چاہتا تھا جناب والا! اس کی طرف دھیان رکھیں۔ دوسری بات میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ یہ جو ہمارے کوآپریٹو پر count down شروع ہوا تھا اس کے تیس دن پہلے money market میں کچھ ہلچل سی نظر آ رہی تھی۔ رانا صاحب شاید اس وقت لندن میں تھے۔ اس ہلچل کے دوران بہت سارے کھاتے داروں نے بڑی بڑی رقوم واپس لے لیں خواہ وہ اثر و رسوخ سے لیں یا ویسے ہی لے لیں تو جناب والا! میری یہ استدعا ہے کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ تیس دن پہلے پچاس لاکھ یا اس سے اوپر کن کن لوگوں نے رقمیں واپس لیں۔ یہ بھی استحصال کا ایک حصہ ہے کہ غریب مارا جائے اور موٹے پیٹوں والے رقم لے جائیں۔ جناب سپیکر! میں صرف تنقید کرنے کے لیے کھڑا نہیں ہوا تھا۔ میں نے صرف

تجزیہ کیا ہے اور جب بھی کوئی آدمی تجزیہ کرتا ہے تو اس کی ایک ہی بیک گراؤنڈ ہوتی ہے اور ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ آئندہ حالات کو درست کر لیا جائے۔ اس کا قطعاً" کوئی اور مقصد نہیں تھا۔ اس کو مدنظر رکھتے ہوئے میں چند تجاویز اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی حکومت نے آج تک اقدامات اٹھائے ہیں بہت اچھے لیے ہیں۔ میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے جذبات آپ کے حق میں بڑے اچھے نکلیں گے۔ بڑے مثبت نکلیں گے کہ جس طرح آپ نے ان کو تحفظ دیا ہے۔ آپ نے ان سے کہا کہ ہم تمام کے تمام پیسے واپس دلائیں گے۔ مگر اس کے ساتھ ایک دو اور نکات میں جو کہ شاید ہماری اور عوام کی بہتری کے لیے کام آ جائیں۔ وہ یہ ہیں کہ جن لوگوں کو آپ نے جیل میں پھینکا ہے۔ میری استدعا ہے کہ ان کو نکالیے۔ ان کو نکال کر اس ادارے میں بٹھایے۔ ان کو کہیں نہ جانے دیجیے۔ آپ نے پاسپورٹ ضبط کیے ہیں بہت اچھا کیا ہے مگر آپ کسی کو جسمانی طور پر جیل میں ڈال کے کوئی مقصد حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ ایک معیشت کا مسئلہ ہے یہ کوئی جسمانی قتل کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کسی کے دماغ کو confine نہیں کر سکتے۔

No body can confine any where in the world

ان کا پچیس پچیس اور چھبیس چھبیس سال کا تجربہ ہے۔ اس سے ہمیں فائدہ لینا ہو گا ورنہ میں یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک اور مینجمنٹ کرائیسز آ جائے گا۔ اور یہ دنیا میں آج ایک مسلمہ چیز ہے کہ تجربہ اور مینجمنٹ کی خوبی جو کسی خاص میں ہو وہ عام میں نہیں ہو سکتی۔ ایک بیورو کریٹ ڈی ایس پی یا ایک وزیر میں نہیں آ سکتی۔ جو کہ پچیس سال کے تجربے سے اس کو آپریٹو کے آدمی نے سیکھ لی ہے۔ جناب رانا صاحب! میری یہ استدعا ہے کہ ان کو باہر نکالیے' ان کے دماغ کو تازہ کیجیے' ان کو رہ نما اصول دیجیے کہ ہم نے یہ چیز حاصل کرنی ہے اور آپ کے تعاون سے کرنی ہے۔ اور ان کو کہیں ہلنے نہ دیں' ان سے پیسے واپس دلائیں۔ اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ کوئی

administrator not even in Ingland not even in America has ever been successful in returning the money.

دوسری میری درخواست یہ ہے کہ ہائی کورٹ سے نیچے کسی کو اس کا انچارج ایڈمنسٹریٹر نہ لگایا جائے' ہائی کورٹ کے جج کو انچارج لگایا جائے' اور ان کو استدعا کی جائے کہ یہ جو مالکان ہیں ان کو پکڑ کے رکھیں' جس طرح ابو ظہبی میں بی سی سی آئی کے سکینڈل میں بادشاہ سلامت نے ان کو بہت بہترین جگہ یہ تمام بی سی سی آئی کے ہیڈز کو قابو کر کے بٹھا دیا ہے۔ وہ باہر نہیں جا سکتے' مگر ریکوری کی خاطر ان سے کام لیا جا رہا ہے' جناب والا! میری استدعا ہے کہ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کیا جائے۔ ان کو قطعاً" بھگوڑے نہ ہونے دیا جائے' ان کو قطعاً" جیل میں نہ ڈالا جائے اور ان سے کام لیا جائے۔ اور جناب والا! اس سلسلے میں ان سے درخواست کی جائے کہ یہ جتنی بھی رقم ملک سے باہر لے گئے ہیں' خصوصی بندوبست کریں کہ جتنی بھی رقم ملک سے باہر چلی گئی ہے' چاہے وہ وہاں سرمایہ کاری ہو گئی ہے' اس کو قابو میں کریں' اور جو واپس لا سکتے ہیں واپس لائیں۔ دنیا میں اس قسم کے قانون ہیں کہ ملک کی رقم' عوام کی رقم جو ملک سے باہر گئی ہو واپس لائی جا سکتی ہے۔ جناب والا! ایوان کی تاریخ میں ایسا مسئلہ ہوا تھا۔ جناب والا! اس کے علاوہ میری تجویز ہے کہ آفیشلز کو آپریٹو کے کسٹوڈین تھے' کسٹوڈین ہیں یا کسٹوڈین رہیں گے' اور جو مالکان تھے' یہ دونوں لازم و ملزوم اس بدنیتی کا حصہ ہیں' تالی ایک ہاتھ سے نہیں بج سکتی۔ یہ کوآپریٹو سٹیٹ بنک کے ماتحت نہیں تھے' یہ کوآپریٹو ایک لاء کے تحت' سیکرٹری کے تحت' بیورو کریٹ کے تحت تھے۔ کوئی مالک invent کرتے وقت' کوئی مالک گڑبڑ کرتے وقت بغیر لاء کو flout کیے نہیں کر سکتا۔ میری گزارش ہے کہ آئندہ کے لیے ان دونوں کو لازم و ملزوم ٹھہرایا جائے' میں نہیں کہتا کہ آپ ایک کو کہہ دیں کہ بے ایمان تھے اور دوسرے کو کہہ دیں کہ وہ بے گناہ تھے۔ ان کی بھی چھان بین کی جائے اور جو بھی ہیں ان کی accountability عوام میں کی جائے۔ آخر میں میں عرض کروں کہ ایک بہت بڑا فیکٹر جو کہ very realization میں دقت پیش کر رہا ہو گا۔ مجھے یہ نہیں پتہ کیونکہ میں نے محکمے میں چھان بین تو نہیں کی' مگر تھوڑا سا علم رکھتے ہوئے میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ایک پالیسی آئی تھی کہ 30 جون کے بعد جو کوآپریٹو یہ real state ڈیوٹی ہے وہ ختم کر دی گئی ہے۔ یہ اچھا قدم تھا اس سے influation کی قیمتیں گریں' اس سے موومنٹ کم ہوئی' یہ تو بہت ہی قابل تحسین تھا' مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑا دھوکہ ہو

گیا' کوآپریٹو کی موومنٹ میں بہت سی کوآپریٹو نے بڑی بڑی اسٹیٹ آبیانے پہ لی ہوئی تھیں' رقم دے دی اور اس کے against انہوں نے زمین کا قبضہ لے لیا اور کہا جناب کہ ہم تو رجسٹریاں کروا دیں گے' جس طرح آگے بیچیں گے رجسٹریاں کرواتے رہیں گے اس طرح بہت بڑی بڑی اسٹیٹ پر' زمینوں پر قبضہ کر لیا مگر پیسے نہیں دیے گئے' سو ان کو کیا دیا صرف ایف۔ڈی۔ آر ایک کاغذ کا پرزہ جس کو ٹکس ڈیپازٹ رسید کہتے ہیں کہ آپ یہ لے لیں اور اپنی کروڑوں کی جائیداد ہمارے نام منتقل کر دیں۔ اب وہ جائیدادیں منتقل ہو گئیں مگر بے معنی ہیں کیونکہ پورا پیسہ نہیں دیا گیا' وہ ایف ڈی آر آج کوئی معنی نہیں رکھتی۔ جناب والا! میری درخواست ہے کہ ان کوآپریٹو کے کھاتے داروں سے اس عوام نے جنہوں نے یہ پیسے جمع کروائے ہوئے ہیں' ان کو وہ رقم واپس دلانے کی خاطر میری جناب وزیر صاحب سے استدعا ہے کہ 30 جون سے پہلے جن تاریخوں سے اقرار نامے ہوئے ہیں ان کو بچانے کی خاطر اسی deposit پہ یہ رقمیں واپس آئیں اور لوگوں تک تقسیم ہو سکیں یہ اس قانون میں تھوڑی سی لچک پیدا کریں تو کھاتہ داروں کی مدد ہو سکتی ہے۔ میں آخر میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بہت سارے بھائی ایم پی اے' ایم این ایز' سینیٹرز جو یہاں موجود ہیں اور جو موجود نہیں بھی ہیں ان کے بھی لاکھوں روپے کسی کے زیادہ کسی کے کم اس میں پھنسے ہوئے ہیں۔ میرے بھائی نے آج مجھے بتایا کہ ان کے پندرہ لاکھ ایک بنک میں اور 9 لاکھ روپے ایک بنک میں پھنسے ہوئے ان کو بھی ان کے ساتھی واپس نہیں کرتے۔ اور اگر عوام کے نمائندوں کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے تو پھر عوام کے ساتھ کیا ہوتا ہو گا؟ خدا حافظ!

جناب سپیکر: اس وقت میرے پاس کچھ نام ہیں جو صاحبان بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں' لیکن کل کی تاریخ میں' آج کی تاریخ میں میرے پاس کوئی نام نہیں ہے۔ جو صاحبان کل کی تاریخ میں اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں ان میں جو صاحبان دلچسپی رکھتے ہیں وہ مجھے بتا دیں۔ سعید قریشی صاحب' کل اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ شیخ طاہر رشید اور عبدالوکیل صاحب بھی حصہ لینا چاہتے ہیں۔ اس دفعہ میں ان صاحبان کو بھی بولنے کا موقع دینا چاہتا ہوں جو سال گزرنے کے باوجود آج تک ایک مرتبہ بھی ہاؤس میں نہیں بولے' اور میں ان کا نام از خود پکارنا چاہتا ہوں کہ ان کو موقع دیا جائے کہ جو صاحبان پورا سال گزرنے کے باوجود ایک

دفعہ بھی ایوان میں نہیں بولے ان کو یہاں بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ تو اجلاس کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی سوموار 30 ستمبر 1991ء 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

پیر' 30- ستمبر 1991ء

(دو شنبہ 20 ربیع الاول 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں صبح 9 بج کر 45 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری اطہر غفران نے پیش کیا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلرَّحۡمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ ﴿۴﴾
اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ﴿۵﴾ وَّ النَّجۡمُ وَ الشَّجَرُ یَسۡجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَ السَّمَآءَ
رَفَعَہَا وَ وَضَعَ الۡمِیۡزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِیۡزَانِ ﴿۸﴾ وَ اَقِیۡمُوا
الۡوَزۡنَ بِالۡقِسۡطِ وَ لَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ ﴿۹﴾ وَ الۡاَرۡضَ وَضَعَہَا
لِلۡاَنَامِ ﴿۱۰﴾ فِیۡہَا فَاکِہَۃٌ وَّ النَّخۡلُ ذَاتُ الۡاَکۡمَامِ ﴿۱۱﴾ وَ الۡحَبُّ
ذُو الۡعَصۡفِ وَ الرَّیۡحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾
خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ کَالۡفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَ خَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ
مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ سورہ الرحمٰن آیات 1 تا 16

رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی۔ اس نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کو گویائی سکھائی۔ سورج اور چاند حساب کے ساتھ چلتے ہیں۔ اور بے تنے کے درخت اور تنے دار درخت اللہ کے مطیع ہیں اور اسی نے آسمان کو اونچا کیا اور اسی نے دنیا میں ترازو رکھ دیا تاکہ تم تولنے میں کمی بیشی نہ کرو اور انصاف اور حق رسانی کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت اور اسی نے خلقت کے واسطے زمین کو اس کی جگہ رکھ دیا۔ کہ اس میں میوے ہیں اور کھجور کے درخت ہیں جن کے پھل پر غلاف ہوتا ہے اور اس میں غلہ ہے اور اس میں غذا کی چیز بھی ہے سو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ اسی نے انسان کو ایسی مٹی سے جو ٹھیکرے کی طرح بجتی تھی پیدا کیا اور جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا۔ سو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے۔ وما علینا الا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر
کورم کا سوال

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! جناب اجلاس کا وقت 9 بجے مقرر تھا۔ اور اب تقریباً" پون گھنٹہ دیر سے اجلاس شروع ہوا ہے۔ میرے خیال میں چونکہ موسم تبدیل ہو رہا ہے اس وجہ سے ممبران اسمبلی کا پہنچنا مشکل ہے۔ تو 9 بجے کی بجائے اگر ساڑھے 9 بجے کر دیا جائے تو سب دوست وقت پہ پہنچ سکتے ہیں اور کارروائی میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ وقفہ سوالات ہے تو جن دوستوں نے سوالات دیے ہیں وہ بھی نہیں پہنچ سکے۔ اگر وقت تھوڑا سا بدل دیا جائے تو بہتر ہو گا۔۔۔۔

میاں منظور احمد موہل: یہ 9 بجے کا وقت بڑا لیٹ وقت ہے 6 بجے تو دن طلوع ہو جاتا ہے اور اگر ہم ساڑھے 9 بجے تک کریں گے تو پھر اس طرح 10 بجے دن تک انتظار کرتے رہیں گے۔ میرے خیال میں یہی وقت مناسب ہے۔

جناب سپیکر: جی یہ رولز میں provided ہے کہ summer میں اجلاس کے اوقات 9 بجے ہی ہیں' لیکن اس میں اراکین کی رضامندی کے ساتھ کوئی تبدیلی کی جا سکتی ہے۔ مگر میرے اپنے خیال میں ملک صاحب 9 بجے ان دنوں کوئی زیادہ جلدی نہیں ہے۔ جو صاحبان آنا چاہیں وہ 9 بجے آ سکتے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم اس اسمبلی کے بزنس کو کتنی سنجیدگی سے لے رہے ہیں۔ آج 9 بجے میں نے میاں منظور احمد موہل صاحب سے کہا تھا کہ چلیں آج ہم اجلاس شروع کر لیں تو پتا چلا کہ یہاں پر صرف پانچ صاحبان موجود تھے۔ راجہ صاحب اور تین دیگر صاحبان یہاں تشریف رکھتے تھے۔ میرے خیال میں میں نے لاء منسٹر صاحب سے بھی بات کی ہے کہ اس کو ایسے کریں کہ اس کو کل سے ٹھیک 9 بجے شروع کر لیا جائے تو جو صاحبان آئیں' وہ آئیں' جو نہ آئیں پھر ان کی مرضی ہے آہستہ آہستہ یہ سلسلہ punctuality کی طرف بڑھے گا۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جو وزراء ہیں' پارلیمانی سیکرٹری صاحبان ہیں ان کو تو وقت پر آ جانا چاہیے۔ منسٹر بھی نہ ہوں' پارلیمانی سیکرٹری بھی نہ ہوں تو پھر صرف چار پانچ ممبر ہی بیٹھ کر اجلاس کی کارروائی کیسے چلا سکیں گے؟ اس میں آپ سے گزارش یہ ہے کہ منسٹر صاحبان کو

پابند کیا جائے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو پابند کیا جائے اور جو مشیران ہیں ان کو بھی پابند کیا جائے۔ کم از کم یہ لوگ تو وقت پر پہنچ جائیں۔

جناب سپیکر: جی درست ہے۔ لاء منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات ہے کہ کل سے ہم اس سلسلے کو شروع کریں گے۔

وزیر قانون: میں توقع کروں گا کہ لنگڑیال صاحب اپنے دوستوں کی خدمت میں بھی گزارش کریں گے کہ وہ بھی بروقت تشریف لے آیا کریں۔ میں اپنی حزب اقتدار کی طرف سے انشاء اللہ پوری پوری کوشش کروں گا۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: ہمارا تو دس گیارہ آدمیوں کا معاملہ ہے اڑھائی سو آدمیوں میں سے دس گیارہ آدمی کورم کو کیسے پورا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: ویسے ملک صاحب اصلاح کی گنجائش دونوں طرف ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: یقیناً ہے۔لیکن یہ تو گورنمنٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کورم کو پورا کرے۔ ہم نے تو آنا ہے۔ انشاء اللہ آئیں گے۔

جناب سپیکر: محکمہ اطلاعات اور ٹرانسپورٹ کے بارے میں سوالات ہیں---- ملک صاحب اس پر عام طور پر یہ پریکٹس رہی ہے کہ جس سوال کے محرک ایوان میں موجود نہیں ہوتے ان کی ایماء پر بات تو کی جا سکتی ہے۔ اس کا جواب آپ دے سکتے ہیں لیکن پھر اس جواب کو پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

اخبار، رسالے کے ڈیکلریشن حاصل کرنے کے قوانین

* 248- **میاں محمود احمد:** کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی رسالے، اخبار وغیرہ کا ڈیکلریشن حاصل کرنے کے لیے کچھ ضابطے اور قوانین موجود ہیں۔ ایسے ضابطے اور قوانین کیا ہیں تفصیل پیش کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈیکلریشن حاصل کرنے کے لیے کسی تجربہ کی ضرورت

نہیں ہوتی اور اس وجہ سے ناتجربہ کار لوگ بلیک میلنگ کر کے صحافت کو بدنام کر رہے ہیں۔

(ج) اس وقت صوبہ میں کتنے رسالے' اخبار ہیں اور ان کے نام کیا کیا ہیں ان کے ڈیکلریشن کس نام پر ہیں خاص طور پر لاہور میں کتنے رسالے' اخبار' ڈائجسٹ اور دوسرے ڈیکلریشن جاری کیے گئے اور کن کن ناموں پر جاری کیے گئے۔ کتنے درست کام کر رہے اور کتنے درست کام نہیں کر رہے۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس شعبہ کو بد نام کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کیسے اور کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال):

(الف) جی ہاں! وفاقی حکومت کے نافذ کردہ رجسٹریشن آف پرنٹنگ پریسز اینڈ پبلی کیشنز آرڈی نینس 90-1988 کے تحت ڈیکلریشن اجراء کا ایک طریق کار موجود ہے اخبار یا رسالے کے اجراء کے خواہشمند افراد ڈائریکٹر جنرل محکمہ تعلقات عامہ سے اس امر کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لیے درخواست دیتے ہیں کہ ان کے مجوزہ نام سے کوئی اخبار یا رسالہ پہلے سے شائع تو نہیں ہو رہا۔ اس مقصد کے لیے سادہ کاغذ پر ایک درخواست کافی ہوتی ہے تاہم اس کے ساتھ قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی لگانا لازمی ہے درخواست دینے کے دو ہفتہ کے اندر اندر درخواست دھندہ کو جواب ارسال کر دیا جاتا ہے اور اس کی ایک نقل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بھیج دی جاتی ہے اس کے بعد اگر وہ نام (جس نام سے درخواست دھندہ اخبار یا رسالہ نکالنا چاہتا ہے) دستیاب ہو تو درخواست دہندہ مجوزہ فارم پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس declaration داخل کرتا ہے جو اس کی منظوری دیتے ہیں۔

(ب) جی ہاں! صحافی برادری کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ declaration پر سے تمام پابندیاں ختم کی جائیں چنانچہ ان کے اس مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے وفاقی حکومت نے declaration حاصل کرنے والوں پر کوئی پابندی عائد نہیں کی اب یہ صحافی برادری

پر منحصر ہے کہ وہ زرد صحافت اور بلیک میلنگ کے انسداد کے لیے اپنا کوئی ضابطہ اخلاق تیار کرے۔

(ج) صوبہ کے ہر ڈویژن سے شائع ہونے والے اخبارات اور جرائد کی تعداد ضمیمہ (الف) اور فہرست ضمیمہ (ب) کے طور پر منسلک ہے اس میں یہ بھی نشان دہی کی گئی ہے کون کون سے اخبارات و جرائد باقاعدگی سے شائع ہو رہے ہیں اور کون کون سے بے قاعدہ۔

(د) جیسا کہ جزو (الف) میں کہا گیا ہے کہ اخبارات و جرائد سے متعلقہ قانون وفاقی قانون ہے اور اس میں کوئی ترمیم بھی وفاقی حکومت ہی کر سکتی ہے۔

تتمہ (الف)

پنجاب سے شائع ہونے والے اخبارات، رسائل و جرائد کی تعداد

	لاہور ڈویژن	راولپنڈی ڈویژن	گوجرانوالہ	سرگودھا ڈویژن	فیصل آباد ڈویژن	ملتان ڈویژن	بہاولپور ڈویژن	D G Khan ڈویژن	آزاد کشمیر	میزان
روزنامے	88	22	9	6	35	25	25	1	1	212
ہفت روزہ جرائد	239	57	84	41	64	72	58	29	24	668
پندرہ روزہ جرائد	119	9	32	7	5	6	12	12	—	202
ماہنامہ جرائد	925	64	80	15	45	40	20	17	—	1212
متفرق (سہ ماہی ششماہی سالانہ)	80	6	10	2	8	6	6	6	6	124
میزان	1451	158	215	71	157	149	121	65	31	2418

تتمہ (ب)

ملتان ڈویژن

نمبر شمار	نام پرچہ جات	نام پبلشر	باقاعدہ/ بے قاعدہ
-1	روزنامہ آفتاب	ممتاز احمد طاہر	باقاعدہ
-2	روزنامہ عدل	جلال ربانی	باقاعدہ
-3	روزنامہ اعلان	ملک عبدالرحمٰن	باقاعدہ
-4	روزنامہ اخبار ملت	ذالفقار علی رانا	باقاعدہ
-5	روزنامہ امروز	سید مختار علی شاہ	باقاعدہ
-6	روزنامہ اعلان حق	شیخ محمد علی	باقاعدہ
-7	روزنامہ بزنس نیوز	ممتاز احمد طاہر	باقاعدہ
-8	روزنامہ بابائے صحافت	رانا ذوالفقار اعجاز	باقاعدہ
-9	روزنامہ پیغام	سید محمود جیلانی	باقاعدہ
-10	روزنامہ تشہد	محمد بلال خان لغاری	باقاعدہ
-11	روزنامہ گلوب	ملک غلام عباس	باقاعدہ
-12	روزنامہ گڈ مارننگ	محمد افضل ضیاء	بے قاعدہ
-13	روزنامہ ہجرت	اصغری بیگم	باقاعدہ
-14	روزنامہ حق	قیصر ملک	باقاعدہ
-15	روزنامہ حرارت	نذیر احمد امرتسری	باقاعدہ
-16	روزنامہ قومی آواز	سید گلفام حیدر شاہ	باقاعدہ

-17	روزنامہ سنگ میل	ایم آر روحانی	باقاعدہ
-19	روزنامہ محراب	رانا محمد اسلم	باقاعدہ
-20	روزنامہ محاذ	سلیم پاشا	باقاعدہ
-21	روزنامہ مسرور	بشیر احمد اویس	بے قاعدہ
-22	روزنامہ نوائے ملتان	عبدالرشید مسرور	باقاعدہ
-23	روزنامہ نوائے وقت	مجید نظامی	باقاعدہ
-24	روزنامہ انصاف	سید احمد کھرل	باقاعدہ
-25	روزنامہ نوائے حقیقت	محمد ضیاء اشرف	بے قاعدہ
-26	ہفت روزہ آشیانہ	محمد علی خان بلوچ	بے قاعدہ
-27	ہفت روزہ اخبار پنجاب	فیاض لودھی	باقاعدہ
-28	ہفت روزہ الشمس	ایس۔ ایف کے شیرانی	باقاعدہ
-29	ہفت روزہ اذان	شمس ملک	باقاعدہ
-30	ہفت روزہ اخبار پاکستان	سید مظفر علی شاہ	باقاعدہ
-31	ہفت روزہ الطاف	الطاف حسین شاہ	باقاعدہ
-32	ہفت روزہ عوامی طاقت	محمد سفیر	باقاعدہ
-33	ہفت روزہ اخبار ساہیوال	فضل محمد خان	باقاعدہ
-34	ہفت روزہ احکام	پیر راشد احمد	باقاعدہ
-35	ہفت روزہ انوارالمعراج	معراج الدین ظفر	بے قاعدہ
-36	ہفت روزہ بلال	محمود خان	بے قاعدہ
-37	ہفت روزہ بزنس ٹائمز	پیرزادہ معین الدین قریشی	باقاعدہ

38-	ہفت روزہ بابل الامین	ڈاکٹر قمر امین قمر	بے قاعدہ
39-	ہفت روزہ بنک ٹائمز	سید سجاد احمد جیلانی	باقاعدہ
40-	ہفت روزہ طوفان	اختر عزیز	باقاعدہ
41-	ہفت روزہ تشکیل نو	تشکیل احمد اختر	باقاعدہ
42-	ہفت روزہ طاہر	پرویز طاہر خان	باقاعدہ
43-	ہفت روزہ توکل	منظور احمد	باقاعدہ
44-	ہفت روزہ سٹی گزٹ	ایم کے بھٹی	باقاعدہ
45-	ہفت روزہ چل	عبدالرحیم ساقی	باقاعدہ
46-	ہفت روزہ درد وطن	یوسف ندیم	باقاعدہ
47-	ہفت روزہ گارڈین	اشتیاق احمد قریشی	بے قاعدہ
48-	ہفت روزہ گوہر	گوہر جاوید قریشی	باقاعدہ
49-	ہفت روزہ کارنامہ	غلام رسول	باقاعدہ
50-	ہفت روزہ کلیم	حافظ محمد اقبال	بے قاعدہ
51-	ہفت روزہ کوہ نور	محمد اقبال	بے قاعدہ
52-	ہفت روزہ کاشف	سید راغب علی شاہ	باقاعدہ
53-	ہفت روزہ التجاء	سید شجاع حسن کاظمی	باقاعدہ
54-	ہفت روزہ انسانیت	محمد طیب طاہر	بے قاعدہ
55-	ہفت روزہ اقراء ٹائم	خلیل احمد	بے قاعدہ
56-	ہفت روزہ اسلامی البدر	سید ضیاء اللہ شاہ بخاری	باقاعدہ
57-	ہفت روزہ آنوش	ارشد علی قریشی	بے قاعدہ
58-	ہفت روزہ الناصر	ناصر احمد	بے قاعدہ
59-	ہفت روزہ آواز ثناء	مختار حسین قادری	بے قاعدہ
60-	ہفت روزہ جوش	محمد سلیم جنجوعہ	باقاعدہ
61-	ہفت روزہ جمہور	الیاس سرور صدیقی	باقاعدہ

62-	ہفت روزہ جلوس	اے بی مجاہدہ	باقاعدہ
63-	ہفت روزہ حاکم	محمد یاسین امین	باقاعدہ
64-	ہفت روزہ حرکت	محمد ندیم اختر خان	باقاعدہ
65-	ہفت روزہ حنیف	سید محمد حنیف شاہ	باقاعدہ
66-	ہفت روزہ ریاض	محمد افضل	باقاعدہ
67-	ہفت روزہ رہبر دیہات	صادق حسین قادری	بے قاعدہ
68-	ہفت روزہ شگرف	مسز حمیدہ احسن	باقاعدہ
69-	ہفت روزہ شب و روز	ایم رب نواز اختر	باقاعدہ
70-	ہفت روزہ صدائے پنجاب	شیخ رشید اختر	باقاعدہ
71-	ہفت روزہ صدائے چیچہ وطنی	مقبول احمد گوہر	بے قاعدہ
72-	ہفت روزہ صدائے عالمگیر	بیگم انور عالم رانا	باقاعدہ
73-	ہفت روزہ صبح صادق	محمد روحانی	بے قاعدہ
74-	ہفت روزہ صدائے مخدوم	جاوید اقبال	باقاعدہ
75-	ہفت روزہ سرحد	طالب سلطان مرزا	باقاعدہ
76-	ہفت روزہ میڈیکل راؤنڈ اپ	عبدالستار	باقاعدہ
77-	ہفت روزہ ملتان ٹائمز	محمد سلیم چشتی	باقاعدہ
78-	ہفت روزہ مدینتہ الاولیاء	محمد سلیم شاہ	بے قاعدہ
79-	ہفت روزہ مخدوم	محمد اقبال اویسی	باقاعدہ
80-	ہفت روزہ محتسب	شیر خان ملک	بے قاعدہ
81-	ہفت روزہ موج	طاہر حسین اطہر	باقاعدہ
82-	ہفت روزہ مشرق نیوز	سید محمد منیر عالم طاہر	باقاعدہ
83-	ہفت روزہ مشن	محمد لودھی	باقاعدہ
84-	ہفت روزہ نوائے فرید	عمرانہ پروین	بے قاعدہ
85-	ہفت روزہ ندائے عالم	غلام محمد بلوچ	بے قاعدہ

-86	ہفت روزہ نوائے ہمدرد	اعجاز رسول قادری	باقاعدہ
-87	ہفت روزہ نوائے حق	منظور احمد خان بلوچ	باقاعدہ
-88	ہفت روزہ نوائے شجاع	گلزار حمید	بے قاعدہ
-89	ہفت روزہ نوائے اسلام	چودھری محمد اسماعیل	بے قاعدہ
-90	ہفت روزہ ندائے اسلام	رانا اسلم خان	بے قاعدہ
-91	ہفت روزہ نیشنل نیوز	محمد منیر	باقاعدہ
-92	ہفت روزہ نوائے عبداللہ	محمد عبداللہ عمر	باقاعدہ
-93	ہفت روزہ ندائے صحرا	شناخت علی [illegible]	باقاعدہ
-94	ہفت روزہ نوعیت	محبوب علی خان	باقاعدہ
-95	ہفت روزہ نوائے اسلامی	احمد ندیم طاہر خان	بے قاعدہ
-96	ہفت روزہ یگستان	راؤ یقین الدین	باقاعدہ
-97	ہفت روزہ یونائیٹڈ پوسٹ	محمد حنیف	بے قاعدہ
-98	پندرہ روزہ عوام دوست	حاکم بشیر احمد	باقاعدہ
-99	پندرہ روزہ پیاس	مرزا خاور حیات خاور	بے قاعدہ
-100	پندرہ روزہ ٹرانسپورٹ سروس	عبدالحلیم چودھری	بے قاعدہ
-101	پندرہ روزہ ترازو	غلام باری چودھری	بے قاعدہ
-102	پندرہ روزہ ایگوزیشم	اے۔رشید سیال	بے قاعدہ
-103	پندرہ روزہ صدائے وقت	رشید احمد نیازی	باقاعدہ
-104	ماہنامہ الخیر	محمد حنیف جالندھری	باقاعدہ
-105	ماہنامہ الشفاء	الحاج محمد یوسف چغتائی	باقاعدہ
-106	ماہنامہ انوار الفرید	علامہ عباس منصور احمد	بے قاعدہ
-107	ماہنامہ ایگریکلچر ریویو	ممتاز احمد طاہر	بے قاعدہ
-108	ماہنامہ ایگرو نیوز	محمد منیر عالم طاہر	با قاعدہ
-109	ماہنامہ انوار الثانی	ایم آر روحانی	بے قاعدہ
-110	ماہنامہ عظیم پاکستان	محمد نواز ملک	باقاعدہ
-111	ماہنامہ البدر انٹرنیشنل	سید ضیاء اللہ شاہ بخاری	باقاعدہ
-112	ماہنامہ عوامی راج	جاوید کنول	باقاعدہ

113-	ماہنامہ بندگی	سید مختار احمد	بے قاعدہ
114-	ماہنامہ بلند آواز	زبیدہ رحمان چوہان	بے قاعدہ
115-	ماہنامہ پاکستان میل	محمد اصغر	بے قاعدہ
116-	ماہنامہ پولیس ڈائریکٹری	نسیم الحسن عارف شاہ	بے قاعدہ
117-	ماہنامہ پیام صداقت	شیخ زاہد حبیب	باقاعدہ
118-	ماہنامہ تدبر	احمد وسیم شیخ	بے قاعدہ
119-	ماہنامہ تاثرات	ظہور احمد	بے قاعدہ
120-	ماہنامہ ترجمان نظریہ مفرد اعضاء	کلیم محمد شریف	باقاعدہ
121-	ماہنامہ ٹائیگر سپورٹس میگزین	مرزا مختار احمد	بے قاعدہ
122-	ماہنامہ تعلیم و تبلیغ	علی محمد خان	بے قاعدہ
123-	ماہنامہ چتک	سید اعجاز گیلانی	بے قاعدہ
124-	ماہنامہ گہراب	فضل محمد خان	بے قاعدہ
125-	ماہنامہ گردیز	سید محسن رضا شاہ	بے قاعدہ
126-	ماہنامہ کروٹ	طارق نصیر	بے قاعدہ
127-	ماہنامہ انشاب	جاوید اختر بھٹی	با قاعدہ
128-	ماہنامہ ارتباط	محمد اختر بیگ	باقاعدہ
129-	ماہنامہ جلترنگ	اختر عزیز	باقاعدہ
130-	ماہنامہ جہاں دوست	عبدالرحمان فاروقی	باقاعدہ
131-	ماہنامہ جہاں زیب	عبداللہ عمر خان	باقاعدہ
132-	ماہنامہ حراب	نعیم اسلم خان	بے قاعدہ
133-	ماہنامہ قانون مفرداعضاء	حاجی نذیر محمد	باقاعدہ
134-	ماہنامہ قمر	قمر آفتاب	باقاعدہ
135-	ماہنامہ سرائیکی ادب	عمر علی خان بلوچ	باقاعدہ
136-	ماہنامہ نوائے میلسی	بشیر احمد	باقاعدہ
137-	ماہنامہ نقیب ختم نبوت	سید محمد کفیل بخاری	باقاعدہ
138-	ماہنامہ نوشتہ	انور امروہی	بے قاعدہ
139-	ماہنامہ نئی روشنی	داؤد احمد خان	بے قاعدہ

-140	ماہنامہ نوائے خانیوال	حاجی خلیل الرحمٰن	باقاعدہ
-141	ماہنامہ نام و نصب	شیخ محمود احمد طاہر	بے قاعدہ
-142	ماہنامہ وارث شاہ	مشکور صابری	بے قاعدہ
-143	ماہنامہ ورلڈ آف یوتھ	معظم کامران بابر	بے قاعدہ
-144	ششماہی اقلیم	محمد اکرام کلیم	باقاعدہ
-145	ششماہی اصباح	احسان اقبال	بے قاعدہ
-146	سالنامہ الکبیر	نصر اللہ خان	بے قاعدہ
-147	سالنامہ اینول امبرو	پرنسپل گورنمنٹ کال میاں چنوں	باقاعدہ
-148	سالنامہ عزم نو	پرنسپل گورنمنٹ کالج شکار پور	باقاعدہ
-149	سالنامہ زلال	وی۔سی بہاوالدین زکریا یونیورسٹی	باقاعدہ

بہاولپور ڈویژن

نمبر شمار	پرچہ جات	پبلشر	باقاعدہ / بے قاعدہ
-1	روزنامہ وفاق بہاولپور	وقار مصطفیٰ	باقاعدہ
-2	روزنامہ ستلج	فضل حمید	باقاعدہ
-3	روزنامہ شہادت	ضیاء اللہ	باقاعدہ
-4	روزنامہ کائنات	ولی اللہ واحد	باقاعدہ
-5	روزنامہ راہبر	ملک محمد حیات	باقاعدہ
-6	روزنامہ سیادت	گلزار احمد نسیم	باقاعدہ
-7	روزنامہ مستور	احمد حمید	باقاعدہ
-8	روزنامہ مغربی پاکستان	ثاقب شفاعت	باقاعدہ
-9	ہفت روزہ انصاف	تیمور نصیر	باقاعدہ

10-	ماہنامہ شہر کی للکار	قاری عطا اللہ	باقاعدہ
11-	سہ ماہی قوس موس	محمد فہیم ماجد	باقاعدہ
12-	پندرہ روزہ آواز دوست	شبیر احمد	بے قاعدہ
13-	ہفت روزہ سفیان	غلام صفدر	باقاعدہ
14-	ہفت روزہ زبان حال	رخسانہ طاہر	بے قاعدہ
15-	ہفت روزہ الاستاذ	ابوالذکاء	باقاعدہ
16-	ہفت روزہ بحرو بر	حافظ نور احمد آزاد	باقاعدہ
17-	ہفت روزہ پیامبر	چودہری بشیر	باقاعدہ
18-	ہفت روزہ صدائے عوام	سید مسعود نقوی	باقاعدہ
19-	پندرہ روزہ صدائے محبت	بابا عبدالرشید	بے قاعدہ
20-	ہفت روزہ آفتاب مشرق	رفیق ملک	باقاعدہ
21-	ہفت روزہ مدینہ	مشتاق احمد	باقاعدہ
22-	پندرہ روزہ فیض رسان	فیض بلوچ	بے قاعدہ
23-	ہفت روزہ کارواں	ممتاز زمان	باقاعدہ
24-	ہفت روزہ الہام	مسعود حسین شاہ	باقاعدہ
25-	سہ ماہی سرائیکی	سید ناصر علی	باقاعدہ
26-	سہ ماہی ہومیوپیتھک لائف	محمد نذیر مسلم	باقاعدہ
27-	سہ ماہی صحت و زندگی	سید محمد نواز	باقاعدہ
28-	روزنامہ صدائے پاکستان	رانا عبدالاسلام	باقاعدہ
29-	روزنامہ تعبیر	اسلام ضمیر	باقاعدہ
30-	ہفت روزہ زبان خلق	محمد اکمل	باقاعدہ
31-	ماہنامہ حروف	خورشید نذیر	بے قاعدہ
32-	ہفت روزہ روحی	ایم وحید اختر	باقاعدہ
33-	روزنامہ بے باک	احمد قریشی (بہاولپور)	باقاعدہ

-34	ہفت روزہ نیا دور	بابر شاہین	باقاعدہ
-35	پندرہ روزہ حقیقت	سعید احمد	بے قاعدہ
-36	روزنامہ مارشل	سید مجید احمد	بے قاعدہ
-37	ہفت روزہ احساس	اختر حسین	باقاعدہ
-38	ہفت روزہ نوائے احمد پور	احسان احمد	بے قاعدہ
-39	ماہنامہ سرائیکی پریت	محمد اکرم ناصر	باقاعدہ
-40	ہفت روزہ عکس	نیامت اللہ	بے قاعدہ
-41	ہفت روزہ نوائے سحر	عبدالخالق	باقاعدہ
-42	ماہنامہ سائرانی	میاں مجید الدین	باقاعدہ
-43	ماہنامہ الجامی	محمد الیاس	باقاعدہ
-44	ہفت روزہ سنی	مسز نسیم آرا	باقاعدہ
-45	ماہنامہ نوید	محمد اسلم	بے قاعدہ
-46	روزنامہ عبادت	راس محمد اسلم	بے قاعدہ
-47	روزنامہ اباسین	محمد آصف	باقاعدہ
-48	ہفت روزہ نوائے قومیت	عبدالرحیم ملک	باقاعدہ
-49	روزنامہ اسرار	اسرارالحق	باقاعدہ
-50	ہفت روزہ یاور	اقبال چغتائی	باقاعدہ
-51	ہفت روزہ مبارک	ملک نذیر احمد	باقاعدہ
-52	ہفت روزہ الحق	خادم حسین	بے قاعدہ
-53	ماہنامہ منظر	سید عبد الحمید	باقاعدہ
-54	ماہنامہ الخلیق	مبین خلیق الرحمٰن	باقاعدہ
-55	ہفت روزہ نوائے آزاد	قاری عطا اللہ	باقاعدہ
-56	ماہنامہ عوامی ادب	سعید احمد نصیر ہاشمی	بے قاعدہ

-57	ہفت روزہ قیادت	اہم زاہد خان	باقاعدہ
-58	ہفت روزہ الصادق	ایس محمد اکبر	بے قاعدہ
-59	ہفت روزہ منزل	محمد سرفراز خان	باقاعدہ
-60	ہفت روزہ نوائے بہاولپور	لیاقت علی	باقاعدہ
-61	روزنامہ دفاع	شیخ لیاقت حسین	بے قاعدہ
-62	روزنامہ سنگ میل	حاجی فاروق احمد	باقاعدہ
-63	ہفت روزہ فاروق	حاجی فاروق احمد	باقاعدہ
-64	ماہنامہ سنڑا بہاولپور	ملک ممتاز احمد	باقاعدہ
-65	روزنامہ صدائے شوکت	محمد طارق	باقاعدہ
-66	پندرہ روزہ پبلسٹی کارنر	چودہری محمد اختر	باقاعدہ
-67	ہفت روزہ قلم نشتر	محمد شفیق	باقاعدہ
-68	پندرہ روزہ نوائے کسان	عبدالاسلام	باقاعدہ
-69	ہفت روزہ ہمدرد	گلزار احمد	باقاعدہ
-70	ہفت روزہ آواز حق	ریاض احمد	باقاعدہ
-71	ہفت روزہ نوائے حرم	جاوید اختر	باقاعدہ
-72	ماہنامہ فیض عالم	فیاض احمد	باقاعدہ
-73	ہفت روزہ ہم دم	ظفر اقبال	باقاعدہ
-74	ہفت روزہ سرائیکی وسیب	محمد نوید الرحمٰن	بے قاعدہ
-75	ماہنامہ زمزم	حافظ محمد غوث	باقاعدہ
-76	پندرہ روزہ آشکار	حور بانو	باقاعدہ
-77	ہفت روزہ فرض	فضل حمید	باقاعدہ
-78	ہفت روزہ نوائے مسلم	ظفر اقبال	باقاعدہ
-79	ہفت روزہ نوائے احمد	احسان احمد	بے قاعدہ
	پور ایسٹ		
-80	روزنامہ نوائے پاکستان	لیاقت علی قریشی	باقاعدہ

-81	ہفت روزہ عام و خاص	صفیہ سلطانہ	بے قاعدہ
-82	ماہنامہ میرا ساتھی	صفیہ سلطانہ	باقاعدہ
-83	ماہنامہ الفرید	پروفیسر معین الدین	بے قاعدہ
-84	ہفت روزہ رہگزر	ارشاد حسین	باقاعدہ
-85	ہفت روزہ جانگلوس	سید طاہری خلیل	بے قاعدہ
-86	روزنامہ پیرس	قصر ملک	بے قاعدہ
-87	ماہنامہ سمال	ممتاز علی	بے قاعدہ
-88	ہفت روزہ عوامی دور	ملک محمد وسیم	بے قاعدہ
-89	روزنامہ نوائے مشتاق	سید فردوس احمد	بے قاعدہ
-90	ہفت روزہ گرین سٹمپ بلیٹن	محمد صادق	بے قاعدہ
-91	ہفت روزہ حریت وطن	محمد اشرف	بے قاعدہ
-92	ماہنامہ لچ	فیض اللہ رفیق	بے قاعدہ
-93	ہفت روزہ المونس	ڈاکٹر محمد حسین مونس	بے قاعدہ
-94	پندرہ روزہ الفروغ انٹرنیشنل	محمد اصغر	بے قاعدہ
-95	پندرہ روزہ رابائیل	عبدالرشید	بے قاعدہ
-96	روزنامہ نوائے نوروز بہاولپور	صفیہ سلطانہ	باقاعدہ
-97	ہفت روزہ جیت	محمد اسلم	بے قاعدہ
-98	روزنامہ تکمیل پاکستان	منور نقوی	باقاعدہ
-99	پندرہ روزہ سجدہ	محمد اختر	بے قاعدہ
-100	پندرہ روزہ سوجھلا	ممتاز علی خان	بے قاعدہ
-101	ماہنامہ مسلک	نذیر احمد	باقاعدہ
-102	ہفت روزہ یونائیٹڈ پوسٹ	محمد حنیف	باقاعدہ
-103	ہفت روزہ جھوک	منیر احمد دھریجہ	بے قاعدہ
-104	ہفت روزہ حوا	حاجی احمد	باقاعدہ
-105	ہفت روزہ فیض نور	عبداللطیف	باقاعدہ

-106	ہفت روزہ صدائے حاصل پور	مشتاق احمد	باقاعدہ
-107	ہفت روزہ برگ صحرا	رانا نور احمد	باقاعدہ
-108	ہفت روزہ گامزن	رضوان پیر زادہ	باقاعدہ
-109	روزنامہ قصران	شبیر احمد ہاشمی	باقاعدہ
-110	ہفت روزہ لکی	شیخ لیاقت حسین	بے قاعدہ
-111	ہفت روزہ رنگت	شمیم ضمیر	باقاعدہ
-112	ہفت روزہ راہنمائے تجارت	محمد عارف	باقاعدہ
-113	ہفت روزہ قلزم	سید نذیر محمد رضوی	باقاعدہ
-114	سہ ماہی اکرام المشائخ	حکیم محمد افتخار	باقاعدہ
-115	ہفت روزہ تجسس	محمد حنیف	باقاعدہ
-116	روزنامہ عباس	شبیر احمد	بے قاعدہ
-117	ماہنامہ کشاف	محمد اسحاق	باقاعدہ
-118	ہفت روزہ جاگ	محمد اقبال چغتائی	باقاعدہ
-119	ماہنامہ علم و صحت	حکیم جلیل کریم	باقاعدہ
-120	ماہنامہ زندہ تحریریں	لیاقت علی قریشی	بے قاعدہ
-121	ہفت روزہ نثار وطن	رانا شوکت محمود	بے قاعدہ

فیصل آباد ڈویژن

نمبر شمار	نام پرچہ جات	نام پبلشر	باقاعدہ /بے قاعدہ
-1	روزنامہ الفضل فیصل آباد	مسعود احمد	باقاعدہ
-2	روزنامہ النقیب	اصغر علی جہانگیر	باقاعدہ
-3	روزنامہ عوام	ظہیر قریشی	باقاعدہ
-4	روزنامہ ایام	عبدالستار جاوید	باقاعدہ
-5	روزنامہ عروج	خالد محمود غزنوی	باقاعدہ
-6	ایشیا ٹائمز	اللہ دتہ	باقاعدہ
-7	روزنامہ الخبر	رانا محمد یونس خان	باقاعدہ
-8	روزنامہ کمرشل نیوز	ارشد محمود	باقاعدہ
-9	روزنامہ چناب	ملک غلام مصطفیٰ	بے قاعدہ
-10	روزنامہ ڈیلی بزنس	محمد جاوید اقبال	بے قاعدہ
-11	روزنامہ ڈیلی کامرس	محمد جاوید اقبال	بے قاعدہ
-12	روزنامہ ڈیلی نیوز	منور احمد پرویز	بے قاعدہ
-13	روزنامہ ڈیلی رپورٹ	ایچ ڈاکٹر نذیر احمد	بے قاعدہ
-14	روزنامہ ڈیلی مارکیٹ	محمد جاوید اقبال	بے قاعدہ
-15	روزنامہ غریب	کنور شوکت ناز	باقاعدہ
-16	روزنامہ ملت	سردار عابد علیم	باقاعدہ
-17	روزنامہ مساوات	ضیاء ساجد	باقاعدہ
-18	روزنامہ مبصر	اعجاز بٹالوی	باقاعدہ
-19	روزنامہ پیغام	سید محمد منیر گیلانی	باقاعدہ
-20	روزنامہ پنجاب نیوز	مس خدیجہ پاشا	باقاعدہ
-21	روزنامہ نصیر	محمد نصیر شیخ	باقاعدہ
-22	روزنامہ سعادت	امام بخش ناسخ صیفی	باقاعدہ

-23	روزنامہ صورت حال	مظفر حسین ظفر	باقاعدہ
-24	روزنامہ شاہکار	رئیس احمد خالد	باقاعدہ
-25	روزنامہ تجارتی رہبر	عتیق الرحمٰن	باقاعدہ
-26	روزنامہ ترجمان	شہباز احمد	بے قاعدہ
-27	روزنامہ امن	حفیظ احمد اکرام الحق	باقاعدہ
-28	روزنامہ فٹ پاتھ	ایچ ڈاکٹر اطہر علی	باقاعدہ
-29	روزنامہ ڈیلی ایونگ	مرزا ظہور احمد	بے قاعدہ
-30	روزنامہ فرحان	محمد رمضان پرویز	باقاعدہ
-31	روزنامہ لیاقت	عبدالغنی	باقاعدہ
-32	روزنامہ گلاب فیصل آباد	ظفر سعید	باقاعدہ
-33	روزنامہ سٹیٹ ٹائمز	ایچ ڈاکٹر نذیر احمد	بے قاعدہ
-34	روزنامہ موزن	میاں بشیر احمد کمالوی	بے قاعدہ
-35	روزنامہ پلیٹ فارم	عمر دراز احمد آزاد	باقاعدہ
-36	پندرہ روزہ المنبر	عبدالرحیم اشرف	باقاعدہ
-37	روزنامہ ماہ نامہ السراج	محمد ضمیر الحق	باقاعدہ
-38	ماہنامہ تحسین	محمد سعید رشید	بے قاعدہ
-39	ماہنامہ الطیب	محمد شریف	بے قاعدہ
-40	ماہنامہ تعمیر چمن	محمد انور حسین	باقاعدہ
-41	ماہنامہ الجامعہ	مولانا محمد رحمت اللہ	باقاعدہ
-42	پندرہ روزہ آواز ملت	چودہری بشیر احمد رضوان	باقاعدہ
-43	ماہنامہ نوائے اساتذہ	محمد سلیم	باقاعدہ
-44	ہفت روزہ انجم	عزیز انجم	باقاعدہ
-45	ہفت روزہ ندائے فیصل آباد	رانا محمد اکرام	باقاعدہ
-46	ہفت روزہ اعتراف	امین رندھاوا	باقاعدہ

-47	ہفت روزہ خدمت خلق	محمد فاروق اعظم	باقاعدہ
-48	ہفت روزہ اخبار پنجاب	فیاض لودھی	باقاعدہ
-49	سہ ماہی القلم	حکمت اللہ ادیب	باقاعدہ
-50	ہفت روزہ بازار	چودہری مولا بخش	باقاعدہ
-51	ماہنامہ الیشین وائیس	خالد محمود	باقاعدہ
-52	ماہنامہ باک ٹیکسٹائل	حاجی عبدالعزیز	باقاعدہ
-53	ماہنامہ نوائے امروز	ایس خالد اقبال	باقاعدہ
-54	ماہنامہ دارالحسان	ابومحمد برکت علی لودھیانوی	باقاعدہ
-55	ہفت روزہ امید فردا	بشارت احمد انجم	بے قاعدہ
-56	ماہنامہ الیکٹرک ہومیوپیتھی	ڈاکٹر بشیر احمد کھوکھر	باقاعدہ
-57	ہفت روزہ جھنگ نیوز	کوھاب جاوید	باقاعدہ
-58	ماہنامہ انیس اھل سنت	قادر محمد غلام رسول	باقاعدہ
-59	ماہنامہ منہاج المسلم	قاری محمد اسماعیل ربانی	باقاعدہ
-60	ہفت روزہ کفایت	طاہر جمیل راؤ	باقاعدہ
-61	ہفت روزہ ہاتف	سید نذیر عرشی	باقاعدہ
-62	ماہنامہ ہومیو پیتھی فیصل آباد	ایم سلیم اختر	بے قاعدہ
-63	ہفت روزہ پیغام ملت	سید غلام محی الدین	باقاعدہ
-64	ماہنامہ انصار اللہ	چودہری محمد ابراہیم	باقاعدہ
-65	ماہنامہ خبرنامہ	جی ایم ملک	باقاعدہ
-66	ماہنامہ خالد	مبارک احمد خالد	باقاعدہ
-67	ہفت روزہ صنعتی پاکستان	مولوی ناظم الدین	باقاعدہ
-68	ہفت روزہ خلقت	محمد شفیق انجم	باقاعدہ
-69	سہ ماہی خدام اولیاء	انجم خدام اولیاء	باقاعدہ
-70	ہفت روزہ کارکن	ایوب مسرور خان	باقاعدہ

71-	ہفت روزہ لولاک	صاحبزادہ نیک محمد	باقاعدہ
72-	ماہنامہ موٹر ڈرائیونگ	چودہری بشیر احمد	باقاعدہ
73-	ہفت روزہ محافظ وطن	فتح علی ظفر	باقاعدہ
74-	ماہنامہ مصباح	شیخ خورشید احمد	باقاعدہ
75-	ماہنامہ ملت نامہ	مظفر حسین ظفر	بے قاعدہ
76-	ہفت روزہ قائد وطن	اصغر علی جہانگیر	باقاعدہ
77-	ہفت روزہ مظہر	محمد شہباز	باقاعدہ
78-	ہفت روزہ مسلم ٹائمز	پرویز چشتی	بے قاعدہ
79-	ہفت روزہ نشانہ	اے کے مسکین	باقاعدہ
80-	ہفت روزہ نوائے پاکستان	محمد امیر ضیاء	باقاعدہ
81-	ہفت روزہ نشان اخوت	ایم سعید خاقان	باقاعدہ
82-	ہفت روزہ نوید وطن	نوید اختر غازی	باقاعدہ
83-	ہفت روزہ نوائے بھٹو	عبدالستار گجر	باقاعدہ
84-	ہفت روزہ شاویز	شاویز اسد	باقاعدہ
85-	ہفت روز نصیب ملت	نوازاختر	باقاعدہ
86-	ہفت روزہ نیوز ریل	اختر حسین اختر	بے قاعدہ
87-	ماہنامہ پرچم	محمد حسین	بے قاعدہ
88-	ہفت روزہ پکار	ملک کے اے خورشید	باقاعدہ
89-	ہفت روزہ پاکستانی	حافظ محمد سردار	بے قاعدہ
90-	ہفت روزہ آفرین	محمد عاطف	بے قاعدہ
91-	ہفت روزہ پنج رنگ	سردار ساجد علیم	باقاعدہ
92-	ہفت روزہ قائداعظم فیصل آباد	انور جان گل	باقاعدہ
93-	ماہنامہ راہنمائے صحت	ڈاکٹر اصغر	باقاعدہ
94-	ماہنامہ روحانی پیغام	افتخار احمد چودہری	باقاعدہ
95-	ماہنامہ صوت السلام	محمد یوسف	باقاعدہ
96-	ماہنامہ شیر پنجاب	محمد طفیل سندھو	باقاعدہ

-97	ہفت روزہ تقدیس	عبدالغفور غازی	باقاعدہ
-98	ماہنامہ تحریک جدید	عبداللطیف	باقاعدہ
-99	ماہنامہ تشیذ الاذہان	مبارک احمد خالد	باقاعدہ
-100	ماہنامہ ورلڈ سپورٹ ووکڑی	طارق امین	باقاعدہ
-101	ماہنامہ تاج	اے ڈی شاہ باشاہ	باقاعدہ
-102	ہفت روزہ نوائے ٹوبہ	نوید اختر غازی	باقاعدہ
-103	ہفت روزہ زلزلہ	ظہیر بابر	باقاعدہ
-104	ہفت روزہ دیس پاکستان	بار عبدالحمید شاہد	بے قاعدہ
-105	ہفت روزہ نیشنل سٹار	ارشد عزیز بھٹی	بے قاعدہ
-106	ماہنامہ پریم ساغر	احمد نواز خان	بے قاعدہ
-107	ماہنامہ ایکویٹی	ڈاکٹر محمد سلیم اختر	بے قاعدہ
-108	ماہنامہ شعر و حکمت	حکیم صیاد	باقاعدہ
-109	ہفت روزہ فخر ملت	صوفی محمد رمضان	باقاعدہ
-110	ہفت روزہ چنگل	کنور شوکت علی خان	باقاعدہ
-111	ہفت روزہ صدا	ملک رحمان دین	باقاعدہ
-112	ماہنامہ نوائے گوجرہ	چودہری محمد قیصر	باقاعدہ
-113	ہفت روزہ حق سچ	چودہری محمد نسیم	باقاعدہ
-114	ہفت روزہ خورشید جہان	چودہری محمد نسیم	باقاعدہ
-115	ہفت روزہ فیصل نیوز	خالد احمد ظفر	باقاعدہ
-116	ہفت روزہ اعلان نو	قمر اختر خاور	بے قاعدہ
-117	ہفت روزہ نیوز ویک	ریاض احمد چودہری	باقاعدہ
-118	ہفت روز عروس	آصف علی شاہد	باقاعدہ
-119	ماہنامہ کلرک	عبدالجبار ملک	باقاعدہ
-120	ہفت روزہ جمہوریت پسند	چودہری عبدالسلام ساجد	باقاعدہ
-121	ماہنامہ مشینری نیوز	مجاہد سلطان	باقاعدہ
-122	ماہنامہ پاکستان ایڈورٹائزنگ	مشتاق احمد اسلانی	باقاعدہ
-123	ہفت روزہ نیشنل سٹار	ارشد عزیز سیٹھی	باقاعدہ

-124	سال نامہ پیس فیصل آباد	چودہری دین محمد	بے قاعدہ
-125	ہفت روزہ دستکار	حاجی الیاس علی	باقاعدہ
-126	ماہنامہ نیشنل یوتھ	ندیم اختر	بے قاعدہ
-127	ماہنامہ علم و کھیل	محمد اسلم شیخ	بے قاعدہ
-128	ہفت روزہ ٹوبہ ٹائمز	محمد اسلم شیخ	بے قاعدہ
-129	ماہنامہ خلاف راشدہ	محمد طاہر محمود	باقاعدہ
-130	ہفت روزہ سراغ	اعجاز احمد	باقاعدہ
-131	ہفت روزہ عامر	حاجی عبدالستار	باقاعدہ
-132	ہفت روزہ بلو	رانا ذوالفقار علی	باقاعدہ
-133	پندرہ روزہ خبرنامہ طب	ریاض محمد	باقاعدہ
-134	ہفت روزہ آپریشن	ایم لیاقت کمال	بے قاعدہ
-135	ماہنامہ لوک دل	سید جاوید	بے قاعدہ
-136	سال نامہ دی ٹیچر	پروفیسر محمود احمد اختر	بے قاعدہ
-137	ہفت روزہ غریب نواز	ملک محمد اختر	باقاعدہ
-138	ماہنامہ شہریار	محمود سرور بیگ	بے قاعدہ
-139	ہفت روزہ رنگ جھنگ	محمد اخلاق قریشی	باقاعدہ
-140	ہفت روزہ احتشام	صاحبزادہ امین الرحمٰن	باقاعدہ
-141	ہفت روزہ جمہوری اتحاد	محمد سرور جاوید	باقاعدہ
-142	سہ ماہی پروفیشنل جنرل	ڈاکٹر محمد شجاع طاہر	بے قاعدہ
-143	ماہنامہ کہانی ڈائجسٹ	ایچ ڈاکٹر اطہر علی	بے قاعدہ
-144	ہفت روزہ بے نظیر	شیخ محمد سفیر الیاس	باقاعدہ
-145	ہفت روزہ کلار	گل محمد	باقاعدہ
-146	ماہنامہ سکریپ	محمد سلیم قاضی	باقاعدہ
-147	ہفت روزہ تخیل	چودہری محمد اعظم	باقاعدہ
-148	ہفت روزہ بادل	عبدالجبار سلیمی	باقاعدہ
-149	ہفت روزہ شہناز	مسز شہناز نصیر	باقاعدہ
-150	پندرہ روزہ پرائز	ملک عبدالرزاق	باقاعدہ

151-	پندرہ روزہ ذوق سلیم	محمد یاسین چودہری	باقاعدہ
152-	سہ ماہی اسوہ	فقیر محمد ندیم باری	باقاعدہ
153-	سال نامہ سید گل	سید محمد اقبال	بے قاعدہ
154-	سال نامہ نکہات	پرنسپل کالج	بے قاعدہ
155-	ماہنامہ تعمیر رائین	میاں انوار الحق	بے قاعدہ
156-	ہفت روزہ بھرم فیصل آباد	ماجد علی بیگ	بے قاعدہ
157-	ہفت روزہ ایقان	چودھری شہزاد احمد سلیمی	بے قاعدہ

سرگودھا ڈویژن

نمبر شمار	نام پرچہ جات	نام پبلشر	باقاعدہ / بے قاعدہ
1-	روزنامہ آزادی	سید عاشق جعفری	بے قاعدہ
2-	روزنامہ شعلہ	میر خالد محمد	باقاعدہ
3-	روزنامہ تجارت	جمیل اطہر	باقاعدہ
4-	ہفت روزہ صدائے میانوالی	شیر بہادر چغتائی	بے قاعدہ
5-	ہفت روزہ دعوت عمل	بشیر احمد ملک	بے قاعدہ
6-	ہفت روزہ خیر مقدم	محمد شریف	باقاعدہ
7-	ہفت روزہ نظام جمہوریت	شاکر نظامی	باقاعدہ
8-	ہفت روزہ نسیم بہار	کنیز فاطمہ	باقاعدہ
9-	پندرہ روزہ تبسم	بابر شاہین فاروقی	بے قاعدہ
10-	ہفت روزہ مشکور	ملک محمد معظم	بے قاعدہ
11-	ہفت روزہ ضرب مجاہد	چودھری میاں خان	بے قاعدہ
12-	ہفت روزہ شجاعت	شیخ رشید احمد پراچہ	بے قاعدہ
13-	ماہنامہ المبلغ	غلام شبیر خان	باقاعدہ
14-	ماہنامہ جشن بہار	ملک غلام فرید	بے قاعدہ

-15	ماہنامہ مناقب	حافظ محمد کفایت اللہ	باقاعدہ
-16	ہفت روزہ ندیم	محمد اشرف ندیم	باقاعدہ
-17	ہفت روزہ ماحول	محبوب اختر	بے قاعدہ
-18	ہفت روزہ پرچار	سید شبیر رضا نقوی	باقاعدہ
-19	ہفت روزہ بیداری	محمد رفیق بٹ	باقاعدہ
-20	ہفت روزہ پیام امن	محبوب اصغر شیخ	باقاعدہ
-21	ماہنامہ ندائے حدیث	میاں عبدالستار	باقاعدہ
-22	ہفت رزہ نوائے جمہوریت	اللہ رکھا سلیم	باقاعدہ
-23	ہفت روزہ بانگ حق	رانا محمد علیم	باقاعدہ
-24	ہفت روزہ نوائے جوہر	محمد الطاف	باقاعدہ
-25	روزنامہ نظام نو	شیخ مختار الدین	باقاعدہ
-26	ہفت روزہ آواز وطن	قاسم رضا نقوی	بے قاعدہ
-27	ہفت روزہ عقاب	سید نذیر حسین شاہ	باقاعدہ
-28	پندرہ روزہ وطن عزیز	حاجی محمد رفیق	بے قاعدہ
-29	ماہنامہ شعر و حکمت	حکیم محبوب سید	بے قاعدہ
-30	ہفت روزہ نوائے سرگودھا	ملک محمد امین سیالوی	باقاعدہ
-31	ہفت روزہ سرگودھا نیوز	شیخ مجید افضل	باقاعدہ
-32	سالنامہ احقاق	محمد یوسف ملک	بے قاعدہ
-33	ہفت روزہ رفیق	مختار حسین بخاری	بے قاعدہ
-34	ہفت روزہ ایکشن	طالب حسین بھٹی	بے قاعدہ
-35	ہفت روزہ حرب کلیم	محمد اقبال شاہد	بے قاعدہ
-36	ماہنامہ فریدہ عزیزیہ	صوفی غلام محمد نقشبندی	بے قاعدہ
-37	ہفت روزہ فخر سرگودھا	عامر ضیا خان	بے قاعدہ
-38	ماہنامہ انٹرنیشنل پورٹس گرل گائیڈ	خلیل الرحمٰن مشرقی	بے قاعدہ

-39	ماہنامہ ہم دوش	خلیل الرحمٰن مشرقی	بے قاعدہ
-40	ماہنامہ خبردار	اختر حسین بخاری	بے قاعدہ
-41	ماہنامہ عوامی نیوز	نصیر اسلم	بے قاعدہ
-42	ماہنامہ نوائے تھل	عبدالحکیم شوق	بے قاعدہ
-43	ماہنامہ تھل ٹائمز	ملک احمد خان	باقاعدہ
-44	ماہنامہ احقاق الحق	سید بشیر حسین بخاری	بے قاعدہ
-45	ہفت روزہ نوائے جمہور	حافظ لیاقت علی صیاد	بے قاعدہ
-46	پندرہ روزہ پاک ترجمان	محمد اقبال آزاد	باقاعدہ
-47	پندرہ روزہ فریاد	آصف زار پراچہ	باقاعدہ
-48	ہفت روزہ اسرار جہاں	محمد اکرام آزاد	باقاعدہ
-49	پندرہ روزہ ترش	محمد سلیم اختر	باقاعدہ
-50	ماہنامہ بچوں کا دوست	محمد نواز خان	بے قاعدہ
-51	ہفت روزہ سٹیٹ نیوز	امجد پرویز	بے قاعدہ
-52	ہفت روزہ دامن	عبدالقادر	بے قاعدہ
-53	ماہنامہ صارفین	محمد نصیر چشتی	بے قاعدہ
-54	پندرہ روزہ خودی	حسین جاوید	باقاعدہ
-55	ہفت روزہ اعوان ٹائمز	ملک سردار خان	باقاعدہ
-56	ہفت روزہ سما چار	خالد محمود	بے قاعدہ
-57	ماہنامہ الجلال	مرزا ارشد محمود	باقاعدہ
-58	ماہنامہ شادمانی	قدسیہ شاہین بانو	باقاعدہ
-59	ہفت روزہ کوکل	سید ارشاد حسین عابدی	بے قاعدہ
-60	پندرہ روزہ گل حنا	نور محمد انصاری	بے قاعدہ
-61	سالنامہ نوخیز	شاہدہ رزاق	بے قاعدہ
-62	روزنامہ لبیک	سید مشتاق حسین زیدی	بے قاعدہ
-63	ہفت روزہ میانوالی گزٹ	امجد خان نیازی	باقاعدہ

-64	ہفت روزہ صبح پاکستان	انجم ساریاں	بے قاعدہ
-65	روزنامہ گھاٹ	ملک محمد امین	باقاعدہ
-66	ماہنامہ خولہ خات	چودہری حشمت محمود	بے قاعدہ
-67	پندرہ روزہ تھل آبزردر	سید ظفر حسین	بے قاعدہ
-68	ماہنامہ تابش	راؤ نثار جاوید	بے قاعدہ
-69	ہفت روزہ ضرب طارق	بشیر احمد طارق	بے قاعدہ
-70	ہفت روزہ منتہائے فکر	ریاض گوندل	بے قاعدہ
-71	ماہنامہ کھلا خط	چودہری محمود حسین	باقاعدہ

گوجرانوالہ ڈویژن

نمبر شمار	نام پرچہ جات	نام پبلشر	باقاعدہ/ بے قاعدہ
-1	روزنامہ نوائے شمال	افضال محمد	باقاعدہ
-2	روزنامہ نوائے ملت	چودہری محمد صفدر	باقاعدہ
-3	روزنامہ نوائے زراعت	شاہد خورشید	بے قاعدہ
-4	روزنامہ زرعی ترقی	محمد شاہ	بے قاعدہ
-5	روزنامہ ملت	سردار عابد علیم	باقاعدہ
-6	روزنامہ صدارت	محمد صدیق ندیم	باقاعدہ
-7	روزنامہ نوائے جہاں نما	طارق محمود	باقاعدہ
-8	روزنامہ تحفہ	ڈاکٹر محمد سرور چودہری	باقاعدہ
-9	روزنامہ تجارت	جمیل اطہر	باقاعدہ
-10	ہفت روزہ آزاد وطن	چودہری نذیر احمد	باقاعدہ
-11	ہفت روزہ آہ و فغان	غلام نذیر مغل	بے قاعدہ
-12	ہفت روزہ آہوفغاں	محمد فضل	بے قاعدہ
-13	ہفت روزہ عظمت	چودہری لیاقت علی	باقاعدہ

14-	ہفت روزہ انوار الامنگ	معراج الدین ظفر	باقاعدہ
15-	ہفت روزہ الہدیہ	مرزا محمد عنایت اللہ	بے قاعدہ
16-	ہفت روزہ الانصار	میاں محمد ناظم انصاری	بے قاعدہ
17-	ہفت روزہ آئینہ	محمد زمان کھوکھر	با قاعدہ
18-	ہفت روزہ آتش حریت	جلیل احمد	باقاعدہ
19-	ہفت روزہ استصواب	محمد قریشی نعیم	باقاعدہ
20-	ہفت روزہ ارادے	ساجد ورک	بے قاعدہ
21-	ہفت روزہ انکار	چودہری عبدالقیوم	باقاعدہ
22-	ہفت روزہ بغداد	صفدر علی ترابی	بے قاعدہ
23-	ہفت روزہ بابل	محمد الیاس	بے قاعدہ
24-	ہفت روزہ باب خیبر	سید صغیر حسین شاہ	باقاعدہ
25-	ہفت روزہ پیام	ساجدہ خانم	باقاعدہ
26-	ہفت روزہ پرواز	چودہری مختار احمد	باقاعدہ
27-	ہفت روزہ پاک وطن	ڈی۔ایم چودہری	باقاعدہ
28-	ہفت روزہ پاسبان	محمد معراج دین	بے قاعدہ
29-	ہفت روزہ ترجمان	ایم۔ ڈی چودہری	باقاعدہ
	صنعت و تجارت		
30-	ہفت روزہ تشہیر نو	قمر الزمان کشمیری	باقاعدہ
31-	ہفت روزہ تنظیم	ملک فضل کریم	باقاعدہ
32-	ہفت روزہ تازیانہ	نصر اللہ خان	بے قاعدہ
33-	ہفت روزہ تجار	محمد شیخ	بے قاعدہ
34-	ہفت روزہ تعمیر پسرور	حافظ خالد محمود	باقاعدہ
35-	ہفت روزہ طراوت	قاضی شبیر احمد	باقاعدہ

-36	ہفت روزہ تشبیب	محمد یوسف بھٹی	بے قاعدہ
-37	ہفت روزہ دستگیر	جی۔ڈی۔ بھٹی	بے قاعدہ
-38	ہفت روزہ در نجف	سید حسن رضا	باقاعدہ
-39	ہفت روزہ دور جدید	عبدالحمید نظامی	باقاعدہ
-40	ہفت روزہ دعوت تنظیم الاسلام	محمد سعید احمد	باقاعدہ
-41	ہفت روزہ دھرم	اللہ دتہ شیخ	باقاعدہ
-42	ہفت روزہ دی سنڈے ٹائم	اختر علی	بے قاعدہ
-43	ہفت روزہ جدید پنجاب	افتخار احمد بٹ	باقاعدہ
-44	ہفت روزہ جذبہ آزادی	نادر علی بٹ	باقاعدہ
-45	ہفت روزہ جہاد	شیخ شفقت قادری	باقاعدہ
-46	ہفت روزہ ہمدرد پاکستان	محمد اقبال ملک	باقاعدہ
-47	ہفت روزہ ختم نبوت	منظور الٰہی ملک	باقاعدہ
-48	ہفت روزہ حافظ آباد ٹائم	محمد عثمان جاوید	باقاعدہ
-49	ہفت روزہ کسان	ملک لال خان	باقاعدہ
-50	ہفت روزہ خواجہ گرین	شیخ بشیر احمد	بے قاعدہ
	مارکیٹ رپورٹ		
-51	ہفت روزہ خیرات	محمد سلیم بٹ	باقاعدہ
-52	ہفت روزہ خیر و شر	خان محمد اختر	باقاعدہ
-53	ہفت روزہ ثمر	مقصود ظہوری	بے قاعدہ
-54	ہفت روزہ صوت	سید باقر رضوی	باقاعدہ
-55	ہفت روزہ صدائے دروں	مقبول الٰہی بٹ	باقاعدہ
-56	ہفت روزہ صدائے ٹیپو	حافظ خلیل الرحمان	بے قاعدہ

-57	ہفت روزہ سفیر	داؤد تاثیر	بے قاعدہ
-58	ہفت روزہ شیر وطن	ڈاکٹر بصارت کمال	باقاعدہ
-59	ہفت روزہ سماج	محمد ملک	باقاعدہ
-60	ہفت روزہ صدائے گوجرانوالہ	شناخت علی	باقاعدہ
-61	ہفت روزہ صدائے پسرور	حکیم محمد انور زاہد	باقاعدہ
-62	ہفت روزہ صدائے امن	محمد یوسف	باقاعدہ
-63	ہفت روزہ صدائے فیصل	چودہری محمد سعید	بے قاعدہ
-64	ہفت روزہ سودائی	خالد مسعود ملک	باقاعدہ
-65	صدائے عام	رفیق احمد باجوہ	باقاعدہ
-66	ہفت روزہ سفینہ خبر	محمد سلیم ریاض	باقاعدہ
-67	ہفت روزہ صنعت و تجارت	ایم۔ڈی چودہری	باقاعدہ
-68	ہفت روزہ سند باد	میاں احسان احمد	بے قاعدہ
-69	ہفت روزہ محنت کش	رشید احمد سندھو	باقاعدہ
-70	ہفت روزہ مخاطب	محمد اشرف	بے قاعدہ
-71	ہفت روزہ نوائے تسنیم	سید تسنیم حسین	باقاعدہ
-72	ہفت روزہ نوائے گکھڑ	صابر علی چودہری	باقاعدہ
-73	ہفت روزہ نوائے گجرات	مرزا سعید محمود بیگ	باقاعدہ
-74	ہفت روزہ نوائے گوجرانوالہ	بیگم حفیظ	باقاعدہ
-75	ہفت روزہ نورمارکیٹ رپورٹ	نور محمد	بے قاعدہ
-76	ہفت روزہ ندائے پسرور	پرویز اختر	باقاعدہ
-77	ہفت روزہ ندائے سیالکوٹ	خواجہ نسیم احمد	باقاعدہ
-78	ہفت روزہ نارووال گزٹ	محمد اختر	بے قاعدہ
-79	ہفت روزہ نوائے ڈسکہ	شہباز علی	باقاعدہ

-80	ہفت روزہ ندائے شراقبال	ظفر تسنیم	بے قاعدہ
-81	ہفت روز نوائے جموں و کشمیر	حاجی۔اے۔آر صابر	باقاعدہ
-82	ہفت روزہ نوائے امروز	آصف صدیقی	بے قاعدہ
-83	ہفت روزہ ندائے بشارت	راشد ملک	باقاعدہ
-84	ہفت روزہ نوائے رچنا	محمد اقبال	باقاعدہ
-85	ہفت روزہ نقاب	شاہد چشتی	باقاعدہ
-86	ہفت روزہ چیلنج	محمد طاہر	باقاعدہ
-87	ہفت روزہ کامریڈ	حمید خالدی	بے قاعدہ
-88	ہفت روزہ چرچا	رانا عبدالقیوم	باقاعدہ
-89	ہفت روزہ وقت نو	اصغر علی ارشد	باقاعدہ
-90	ہفت روزہ ذوالفقار	مسعود سرور	بے قاعدہ
-91	ہفت روزہ زمیندار نیوز	جلیس الرحمان	بے قاعدہ
-92	ہفت روزہ ظفرالمسلمت	شیخ طارق امین	بے قاعدہ
-93	ہفت روزہ ولر	مجید امجد بٹ	باقاعدہ
-94	پندرہ روزہ اتالیق	ملک اسلام	بے قاعدہ
-95	پندرہ روزہ آزاد صحافت	محمد عارف بھلی	باقاعدہ
-96	پندرہ روزہ ایوان وقت	محمد وارث ملک	باقاعدہ
-97	پندرہ روزہ اھل عوام	راشدہ میر	بے قاعدہ
-98	پندرہ روزہ عکس عزام	رانا عبدالقدوس	باقاعدہ
-99	پندرہ روزہ اکبر	حاجی محمد حسن	بے قاعدہ
-100	پندرہ روزہ المصطفیٰ	رانا احمد حسین نوری	بے قاعدہ

-101	پندرہ روزہ السید	ڈاکٹر سید صابر حسین	بے قاعدہ
-102	پندرہ روزہ انتقام	مشتاق ناصر	باقاعدہ
-103	پندرہ روزہ اقدام	میاں عبدالرحمٰن	باقاعدہ
-104	پندرہ روزہ انحراف	سلیم قلمکار	بے قاعدہ
-105	پندرہ روزہ بات	محمد جاوید	بے قاعدہ
-106	پندرہ روزہ پارچہ باف	ایم۔ایچ انصاری	بے قاعدہ
-107	پندرہ روزہ پیاس	رانا سلیم خان	باقاعدہ
-108	پندرہ روزہ ٹریڈ اینڈ بزنس	راجہ طارق محمود	بے قاعدہ
-109	پندرہ روزہ تصویر وطن	شاویز احمد ملک	باقاعدہ
-110	پندرہ روزہ دھول کا پول	عبدالمجید	بے قاعدہ
-111	پندرہ روزہ دیندار	اعجاز بٹ	بے قاعدہ
-112	پندرہ روزہ جذبہ	راجہ طارق محمود	باقاعدہ
-113	پندرہ روزہ جرس	راحت ملک	باقاعدہ
-114	پندرہ روزہ جسٹس	ڈاکٹر محمود فاروق	بے قاعدہ
-115	پندرہ روزہ جمیل بزنس رپورٹ	ایوب شیخ	باقاعدہ
-116	پندرہ روزہ حکیم الامت	خواجہ تنویر	بے قاعدہ
-117	پندرہ روزہ سردار	محمود احمد ملک	باقاعدہ
-118	پندرہ روزہ سیالکوٹ گزٹ	خواجہ عارف علیم	بے قاعدہ
-119	پندرہ روزہ شاندانہ	محمد شجاع بابا	باقاعدہ
-120	پندرہ روزہ سال رواں	صدیقہ صدیق ہاشمی	باقاعدہ

121-	پندرہ روزہ میرا فرض	محمد حنیف	باقاعدہ
122-	پندرہ روزہ نوائے جرأت	راجہ ارشد محمود	باقاعدہ
123-	پندرہ روزہ نیوز کنگ	حاجی طاہر الیاس	بے قاعدہ
124-	پندرہ روزہ وار	چودہری طارق جاوید	بے قاعدہ
125-	پندرہ روزہ ظہور	ایم۔ایس اشرف	بے قاعدہ
126-	ماہنامہ الذکر	محمد فضل	بے قاعدہ
127-	ماہنامہ العزیز	پرنسپل گورنمنٹ کالج آف کامرس گجرات	باقاعدہ
128-	ماہنامہ اخبار افق	زاہد محمود	بے قاعدہ
129-	ماہنامہ الشریعہ	حافظ عبدالتین خان	باقاعدہ
130-	ماہنامہ الحمد	مولانا محمد شریف	بے قاعدہ
131-	ماہنامہ آرزو قسم	مقبول احمد	بے قاعدہ
132-	ماہنامہ افہام	جمیل مرزا	باقاعدہ
133-	ماہنامہ الرئیس	نعیم اختر	بے قاعدہ
134-	ماہنامہ عوامی عدالت	اشفاق محمود	باقاعدہ
135-	ماہنامہ الشیخ	صباحت ربانی	بے قاعدہ
136-	ماہنامہ آواز جوان	روبینہ ملک	بے قاعدہ
137-	ماہنامہ ایوارڈ	جاوید احمد ضیائی	باقاعدہ
138-	ماہنامہ الیزدان	سید ناصر علی	بے قاعدہ
139-	ماہنامہ انسانی حدود	شہاب الدین	بے قاعدہ
140-	ماہنامہ اتحاد	محمد یعقوب	بے قاعدہ

-141	ماہنامہ علم و ادب	عرفان احمد قریشی	بے قاعدہ
-142	ماہنامہ اعجاز ہومیوپیتھی	لیاقت علی راجپوت	باقاعدہ
-143	ماہنامہ ارتکاز	انیس احمد	باقاعدہ
-144	ماہنامہ علی پاشا مزودو	بیگم امتیاز سید	بے قاعدہ
-145	ماہنامہ بچوں کا نکھار	محمد اقبال	باقاعدہ
-146	ماہنامہ بزنس راؤنڈ	عظیم مرزا	بے قاعدہ
-147	ماہنامہ پیس نیوز	امجد محمود	بے قاعدہ
-148	ماہنامہ پاکٹ	محمد سلیم شاہد	بے قاعدہ
-149	ماہنامہ پندرہویں صدی	حافظ محمد انور	بے قاعدہ
-150	ماہنامہ طب حاذق	حکیم عبدالرحیم	باقاعدہ
-151	ماہنامہ تشنہ	محمد یوسف	باقاعدہ
-152	ماہنامہ طب اشرف	حکیم محمد اشرف	باقاعدہ
-153	ماہنامہ طرز نو	انصار محمود	باقاعدہ
-154	ماہنامہ دی سٹی پبلک	سجاد مسعود چشتی	بے قاعدہ
-155	ماہنامہ جذبہ درون	محمد احسان خواجہ	باقاعدہ
-156	ماہنامہ جستم	عامر بھٹی	باقاعدہ
-157	ماہنامہ جستجو	رحمان	باقاعدہ
-158	ماہنامہ جلوت	نعیم اعجاز چودہری	بے قاعدہ
-159	ماہنامہ جدل حیات	ڈاکٹر محمد ارشد	باقاعدہ
-160	ماہنامہ حکیم حاذق	حکیم وحید اختر	باقاعدہ
-161	ہومیوپیتھی ورلڈ	حکیم حفیظ اللہ	بے قاعدہ

162-	ماہنامہ حسن بصیرت	محمد خالد	بے قاعدہ
163-	ماہنامہ حالات زمانہ	محمد اشرف کمال	بے قاعدہ
164-	ماہنامہ کانگاں	محمد افضل رضا	بے قاعدہ
165-	ماہنامہ کرب	جاوید مسیح	بے قاعدہ
166-	ماہنامہ کلیم حق	محمد حفیظ اللہ	بے قاعدہ
167-	ماہنامہ کفارہ	علی حسین	بے قاعدہ
168-	ماہنامہ کاموںکے نیوز	عبدالجبار صابر	باقاعدہ
169-	ماہنامہ کاشر	محمد نسیم خواجہ	باقاعدہ
170-	ماہنامہ کاروبار وطن	پرویز بھٹی	بے قاعدہ
171-	ماہنامہ کرائے	محمد الوہاب میر	باقاعدہ
172-	ماہنامہ کارروائی	مقصود حنیف انصاری	باقاعدہ
173-	ماہنامہ کہن	محمد جمیل پردیسی	بے قاعدہ
174-	ماہنامہ سنگ سنگ	مرزا فاروق سہیل	بے قاعدہ
175-	ماہنامہ صاعقہ	سلیم رضوی	بے قاعدہ
176-	ماہنامہ سرمد	اقبال احمد ساجد	باقاعدہ
177-	صدائے شیر گڑھ	حاجی محمد شفیع	بے قاعدہ
178-	ماہنامہ شارون	محمد سلیم بٹ	باقاعدہ
179-	صدائے محبت	نوابزادہ نصراللہ خان	بے قاعدہ
180-	صدائے سخن	شارق گنجاہی	بے قاعدہ
181-	صدائے سن رائز	نصراللہ خان	بے قاعدہ
182-	صدائے شمس المشائخ	صوفی غلام غوث صدیقی	بے قاعدہ

183-	صدائے سلطان العارفین	محمد حمید اختر	بے قاعدہ
184-	صدائے صحرا نامہ	ڈاکٹر محمد اشرف	بے قاعدہ
185-	صدائے سپورٹس ڈائری	محمد اختر	بے قاعدہ
186-	صدائے سویٹ ہارٹ	چوہدری محمد اشرف	بے قاعدہ
187-	صدائے مسیحی دور	چوہدری حبیب الرحمان	باقاعدہ
188-	صدائے مریم	ملک شیما	باقاعدہ
189-	ماہنامہ میڈیکل ڈائجسٹ	ڈاکٹر محمد فاروق نثار	بے قاعدہ
190-	ماہنامہ منادی	رانا فضل الرحمان	باقاعدہ
191-	ماہنامہ ماہ طیبہ	محمد ضیاء اللہ	بے قاعدہ
192-	ماہنامہ مکرم	خان محمد	باقاعدہ
193-	ماہنامہ نگاہ دوست	محمد اشرف	باقاعدہ
194-	ماہنامہ ندائے تاجران	میر شجاع الدین	بے قاعدہ
195-	ماہنامہ نغمہ توحید	سید ضیاء اللہ بخاری	بے قاعدہ
196-	ماہنامہ ندائے عارف	مسعود احمد خان	بے قاعدہ
197-	ماہنامہ ندائے نیکس	رانا محمد جمیل خان	بے قاعدہ
198-	ماہنامہ نگر	جاوید شیخ	بے قاعدہ
199-	ماہنامہ چنچل	مسرور حسین	باقاعدہ
200-	ماہنامہ ورلڈ پریس سروے	چوہدری محمد حسین	بے قاعدہ
201-	ماہنامہ والضحیٰ	محمد صدیق کھوکھر	باقاعدہ
202-	ماہنامہ زجاج	مسز زبیدہ	باقاعدہ
203-	ماہنامہ ضیائے علم	مولانا غلام مصطفیٰ	باقاعدہ

204-	ماہنامہ ضیائے قمر	حافظ محمد یوسف	باقاعدہ
205-	ماہنامہ یازوب	محمد اسلم کھوکھر	بے قاعدہ
206-	سہ ماہی تحلیل	مس ساجدہ مرزا	بے قاعدہ
207-	سہ ماہی ٹنڈن میگزین	محمد صدیق چوہدری	باقاعدہ
208-	سہ ماہی جامعہ ابراہیمیہ	محمد علی جانباز	بے قاعدہ
209-	سہ ماہی جواب شعور	جاوید قیوم سیال	بے قاعدہ
210-	سہ ماہی حد اکبر	سید مسعود	بے قاعدہ
211-	سہ ماہی کانگراں گزٹ	رشید احمد چوہدری	بے قاعدہ
212-	سہ ماہی سارک ٹائمز	منظور محمود	باقاعدہ
213-	دو ماہی جیون	ایس۔ اے انجم	باقاعدہ
214-	سالنامہ دریچہ	مس ارضہ ذوالفقار غنی	باقاعدہ
215-	سالنامہ دی ٹیکنو	قاضی احمد نذیر	باقاعدہ

راولپنڈی ڈویژن

نمبر شمار	نام پرچاجات	نام پبلشر	باقاعدہ / بے قاعدہ
-1	روزنامہ النقیب	اصغر علی جہانگیر	بے قاعدہ
-2	ماہنامہ الزکواۃ	ایم کے حسرت	بے قاعدہ
-3	ہفت روز الاخبار	سید ناصر بخاری	باقاعدہ
-4	ماہنامہ المرشد	حافظ عبدالرزاق	بے قاعدہ
-5	ہفت روزہ افرادی قوت	ستار بزمی	بے قاعدہ
-6	ہفت روزہ اخبار الجمعیت	ظفریاب	بے قاعدہ
-7	پندرہ روزہ عمل	محمد پرویز بٹ	بے قاعدہ
-8	ماہنامہ ابلاغ	رشید جنجوعہ	بے قاعدہ
-9	ماہنامہ اسلوب	محمد اکبر یوسف زئی	بے قاعدہ
-10	ماہنامہ الا رشاد	قاضی زاہد الحسینی	بے قاعدہ
-11	ماہنامہ آواز	عبدالرحمٰن سلیم	بے قاعدہ
-12	ہفت روزہ آغاز حقیقت	اختر علی	بے قاعدہ
-13	سہ ماہی اٹک آئل میگزین	ایس اے سلطان	بے قاعدہ
-14	ہفت روزہ اصول	عبدل باری	بے قاعدہ
-15	پندرہ روزہ آثار	محمد یونس اعوان	بے قاعدہ
-16	پندرہ روزہ آواز جمہور	یوسف چغتائی	بے قاعدہ
-17	ماہنامہ ارباب ذوق	رشید نثار	بے قاعدہ
-18	ماہنامہ اخبار علماء	علامہ غلام نبی رضوی	بے قاعدہ

19-	ہفت روزہ اخبار المعین	سید شکیل احمد چشتی	بے قاعدہ
20-	ہفت روزہ الفاظ	ظفر اقبال	بے قاعدہ
21-	ماہنامہ بانگ	ساجدہ پروین	بے قاعدہ
22-	ماہنامہ بشیر نسواں	مسز ایم پیٹرز	بے قاعدہ
23-	ہفت روزہ بنکار	ایم سجاد گل	بے قاعدہ
24-	ہفت روزہ بشارت	رحیم بخش	بے قاعدہ
25-	ہفت روزہ بار نیوز	محمد سلیم عثمان خان	بے قاعدہ
26-	ہفت روزہ بالم	عزیز اختر بالم	بے قاعدہ
27-	پندرہ روزہ کیٹریٹر	سعید محمد زمان	بے قاعدہ
28-	ہفتہ روزہ چمک	حاجی محمد سلیم شاہد	بے قاعدہ
29-	ہفت روزہ دیہات	تاج محمد عباسی	بے قاعدہ
30-	ہفت روزہ دہن کہون	خواجہ دانیال سلیم	بے قاعدہ
31-	ماہنامہ ڈپلومیٹ	محمد اسلم	بے قاعدہ
32-	سہ ماہی دستاویز	رخسانہ نسرین رشید	بے قاعدہ
33-	ہفت روزہ دہلی	راجہ طاہر سرفراز	بے قاعدہ
34-	روزنامہ دھرتی	وفا سعدی	بے قاعدہ
35-	ماہنامہ ڈیفنس ڈائجسٹ	ایس جے خان	بے قاعدہ
36-	ماہنامہ ایجاد	محمد افضل پرویز	بے قاعدہ
37-	ماہنامہ فیض الاسلام	راجہ صابر حسین	بے قاعدہ
38-	ماہنامہ فکر و نظر	محمد علی	بے قاعدہ
39-	ماہنامہ فدا نامہ	چوہدری اختر حسین	بے قاعدہ

40-	سالنامہ فروغ	پروفیسر نثار احمد جمیل	بے قاعدہ
41-	ماہنامہ غبار	سیف الدین حسام	با قاعدہ
42-	ماہنامہ گاش	مسز ساجدہ گیلانی	بے قاعدہ
43-	روزنامہ حیدر	محمد رفیع بٹ	بے قاعدہ
44-	ماہنامہ ہمارا رسالہ	حمید ساغر	بے قاعدہ
45-	ہفت روزہ صفر	خواجہ سکندر رفیق	بے قاعدہ
46-	ماہنامہ ہومیوپیتھی	سید عطا حسین کلیم	بے قاعدہ
47-	ہفت روزہ بلال	محمد رشید اختر	بے قاعدہ
48-	ہفت ماہنامہ ہریالی	سید صبغت احمد	بے قاعدہ
49-	روزنامہ اسلام آباد ایکسپریس	میر جاوید رحمٰن	بے قاعدہ
50-	ہفت روزہ انصاف	میر عبدالعزیز	بے قاعدہ
51-	پندرہ روزہ اسلام آباد ٹائمز	میر جاوید الرحمٰن	بے قاعدہ
52-	ہفت روزہ اشارہ	ایم انور	بے قاعدہ
53-	ماہنامہ افتخار الشیاء	افتخار احمد عادل	بے قاعدہ
54-	ہفت اصلاح معاشرہ	محمد علی قریشی	بے قاعدہ
55-	روزنامہ جرأت	جمیل اطہر	بے قاعدہ
56-	روزنامہ جنگ	میر جاوید رحمٰن	باقاعدہ
57-	روزنامہ جہاد	عبدالرشید سیفی	بے قاعدہ
58-	ہفت روزہ جزیرہ	ذاکر حسین قریشی	بے قاعدہ
59-	ماہنامہ جرس کارواں	بیگم نسیم فضل حق	بے قاعدہ
60-	ہفت روزہ جوبلی	محمد ارشد رحمٰن	بے قاعدہ

-61	ہفت جرم اور قانون	شیخ خالد پرویز	بے قاعدہ
-62	ہفت روزہ جمہوریت	جہانگیر انور خان	بے قاعدہ
-63	ماہنامہ جرم و سزا	سید صفت احمد	بے قاعدہ
-64	ماہنامہ جام صوفیہ	درویش عازب	باقاعدہ
-65	ہفت روزہ کشمیر	ظہیر الحق	بے قاعدہ
-66	ماہنامہ کمال	پرویز اختر قریشی	باقاعدہ
-67	ہفت روزہ کشمیر پوائنٹ	سلیم انجم	باقاعدہ
-68	ماہنامہ کالا چٹا	ملک محمد سلیم	باقاعدہ
-69	روزنامہ ملت نیوز	اثر علی چوہان	باقاعدہ
-70	ماہنامہ مفہوم	عبدالودود	باقاعدہ
-71	ماہنامہ میرا دیس	افتخار نظر	باقاعدہ
-72	ہفت روزہ معاون	محمد مسعود اختر	بے قاعدہ
-73	ماہنامہ مواصلات	شاہدہ مصطفیٰ	بے قاعدہ
-74	ماہنامہ مور آف دی منتھ	ظفر محمود	بے قاعدہ
-75	ہفت روزہ من بھون	محمد اسحاق	بے قاعدہ
-76	ماہنامہ مجال	سردار اصغر محمود خان	باقاعدہ
-77	ہفت روزہ منظر کشمیر	راجہ نسیم اختر کیانی	بے قاعدہ
-78	روزنامہ نوائے وقت	مجید نظامی	باقاعدہ
-79	روزنامہ نوائے حق	محمد حبیب الوہاب الغیری	بے قاعدہ
-80	روزنامہ نوائے نوروز	صفیہ سلطانہ	بے قاعدہ
-81	روزنامہ نیشنل نیوز	عبدالرشید بھٹی	بے قاعدہ

-82	ماہنامہ نیرنگ خیال	سلطان رشک	بے قاعدہ
-83	ماہنامہ نیو دہلی	حکیم شرف الحق	بے قاعدہ
-84	ہفت روزہ نوائے وقت	محمد افضل جاوید	باقاعدہ
-85	ہفت روزہ نسیم	ایم صلاح الدین نقشبندی	بے قاعدہ
-86	ماہنامہ نوائے اطفال	عبدالحمید	بے قاعدہ
-87	ماہنامہ نمود	صلاح الدین	بے قاعدہ
-88	ماہنامہ نیلاب رنگ	راجہ آصف حیات	بے قاعدہ
-89	ماہنامہ نئے چراغ	الطاف پرواز	بے قاعدہ
-90	ہفت روزہ نصرا	نصرا فاطمہ	بے قاعدہ
-91	ہفت روزہ نقوش	پرویز ملک	باقاعدہ
-92	ہفت روزہ نسک زار	خادم حسین	بے قاعدہ
-93	روزنامہ پاکستان آبزرور	زاہد ملک	بے قاعدہ
-94	روزنامہ پاکستان	عبدالرشید بھٹی	باقاعدہ
-95	ہفت روزہ پاک کشمیر	سردار محمد فیاض عباسی	بے قاعدہ
-96	ہفت روزہ پنڈی میل	غفران بیگم	بے قاعدہ
-97	ماہنامہ پاکستان دی ریویو	سید عبت احمد	بے قاعدہ
-98	ہفت روزہ پروانہ	سلیم اختر پروانہ	بے قاعدہ
-99	ہفت روزہ پریم ساگر	سرفراز خان	بے قاعدہ
-100	پندرہ روزہ پیمانہ	محمد افضل پرویز	بے قاعدہ
-101	ہفت روزہ پنڈی ٹائمز	ارشد اقبال صدیقی	باقاعدہ
-102	ہفت روزہ پنڈی پوائنٹ	عنایت اللہ	بے قاعدہ

103-	ماہنامہ پینوراما	چودہری محمد اصغر	بے قاعدہ
104-	ماہنامہ پنجاب پولٹری	شوکت حسین	بے قاعدہ
105-	پندرہ روزہ پوٹھوہار	سلطان ظہور اختر	بے قاعدہ
106-	ماہنامہ پابجولاں رانا	رانا افسر علی خان	بے قاعدہ
107-	ماہنامہ پیام مشرق	منصور احمد	باقاعدہ
108-	ہفت روزہ پراپرٹی گائیڈ	زاہد سعید یزدانی	بے قاعدہ
109-	ماہنامہ قوم	علی رضا	بے قاعدہ
110-	ہفت روزہ قیامت	ظفر اعوان	بے قاعدہ
111-	ماہنامہ قلم قافلہ	گل بخش	بے قاعدہ
112-	ہفت روزہ راہ و منزل	محمد ایوب محسن	بے قاعدہ
113-	ہفت روزہ روشن	میاں عاصم الدین قریشی	بے قاعدہ
114-	ماہنامہ روایت	امتیاز احمد ہاشمی	بے قاعدہ
115-	ہفت روزہ رہبر کسان	عبدالرشید قریشی	بے قاعدہ
116-	ہفت روزہ ام زندگی	محمد شریف ملک	بے قاعدہ
117-	ماہنامہ راسخ	راجہ ریاض احمد	بے قاعدہ
118-	روزنامہ سنگ میل	ایم آر روحانی	بے قاعدہ
119-	ہفت روزہ سرفروش	رحمت علی	بے قاعدہ
120-	ہفت روزہ صدائے مسلم	مرزا سعید محمود بیگ	بے قاعدہ
121-	ماہنامہ صراط مستقیم	پیر نفیس زبیری	بے قاعدہ
122-	سالنامہ ساون	ڈیوڈ	بے قاعدہ
123-	ماہنامہ سفیر	ظفر اعوان	بے قاعدہ

124-	ہفت روزہ شاہ مراد	شفیق اعجاز	بے قاعدہ
125-	ماہنامہ سوغات	حکیم محمد اسماعیل حاجی	بے قاعدہ
126-	ہفت روزہ صدائے رفعت	اختر محمود روحانی	بے قاعدہ
127-	ہفت روزہ سفارت	نبیلہ نصیر	بے قاعدہ
128-	ہفت روزہ سیل اینڈ پرچیز	اے وحید قریشی	بے قاعدہ
129-	ماہنامہ صفات	سرفراز احمد	بے قاعدہ
130-	ماہنامہ سالٹ رینج	صاحبزادی نصرت مقبول	باقاعدہ
131-	ماہنامہ سائنٹیفک پاکستان	طاہرہ مبین	بے قاعدہ
132-	ماہنامہ شالوم	رحمت ایم حکیم	بے قاعدہ
133-	ماہنامہ صوفی خبر نامہ	حکیم خالد محمود تبسم	بے قاعدہ
134-	روزنامہ دی پاکستان ٹائمز	ایس ایم علی شاہ	باقاعدہ
135-	روزنامہ تعبیر	بشیر الاسلام عثمانی	بے قاعدہ
136-	روزنامہ دی انڈی پنڈنٹ	میر جاوید رحمٰن	بے قاعدہ
137-	روزنامہ دی ٹائم	میر جاوید رحمٰن	بے قاعدہ
138-	روزنامہ دی نیوز	میر جاوید رحمٰن	بے قاعدہ
139-	ماہنامہ تعلیم القرآن	ملک محمد آزاد	بے قاعدہ
140-	ماہنامہ طبیب حاذق	نعیم اختر	بے قاعدہ
141-	ہفت روزہ دی ایڈورٹائزنگ	اصغر علی	بے قاعدہ
142-	پندرہ روزہ دی رپورٹر	محمد امین بھٹی	بے قاعدہ
143-	ہفت روزہ تجدید	صادق جمیل غوری	بے قاعدہ
144-	ماہنامہ تلاش حقیقت	طارق مسعود	بے قاعدہ

145-	ماہنامہ اردو چیخ	کرنل محمد خان	بے قاعدہ
146-	ماہنامہ اردو طول	رحمان علی	بے قاعدہ
147-	سہ ماہی اوشا	اعجاز احمد	بے قاعدہ
148-	ماہنامہ ویڈیو میگزین	حمید اصغر	بے قاعدہ
149-	روزنامہ وفاق	مصلح صادق	بے قاعدہ
150-	روزنامہ ورلڈ ٹائمز	میر جاوید الرحمٰن	بے قاعدہ
151-	پندرہ روزہ واہ کاریگر	اے آر شیخ	بے قاعدہ
152-	ماہنامہ وادی جہلم	صاحبزادی نصرت مقبول	باقاعدہ
153-	ماہنامہ واسطہ	حافظ گل نواز احمد	باقاعدہ
154-	سہ ماہی وقار وطن	زاہد حسین شاہ	بے قاعدہ
155-	ہفت روزہ زمانہ اوورسیز	سید فصیح اقبال	بے قاعدہ
156-	ماہنامہ زمیندار	نیر اسلام	بے قاعدہ
157-	ہفت روزہ زیرو پوائنٹ	آغا عبدالغفور	بے قاعدہ
158-	ماہنامہ زن زر زمین	شیخ محمد مبین	بے قاعدہ

ڈیرہ غازی خان ڈویژن

نمبر شمار	نام پرچہ چات	نام پبلشر	باقاعدہ / بے قاعدہ
-1	اردو پندرہ روزہ خیبر	احمد رضا خان یزدانی	باقاعدہ
-2	اردو ہفت روز نوائے ڈیرہ	ملک بلال احمد جوئیہ	بے قاعدہ
-3	اردو پندرہ روزہ المنظور	منصور احمد ملک	باقاعدہ
-4	اردو پندرہ روزہ نوائے اباسین	اسحاق حسین	باقاعدہ
-5	اردو ہفت روزہ محمود	غلام فرید کھرل	باقاعدہ
-6	اردو ہفت روزہ حساب	مشتاق احمد	بے قاعدہ
-7	اردو ہفت روزہ ساحل	محمد خان	باقاعدہ
-8	اردو ہفت روزہ ضرب کلیم	میاں محمد حسین	باقاعدہ
-9	اردو ہفت روزہ حلیب	محمد علی بلوچ	باقاعدہ
-10	اردو ہفت روزہ شاح صحرا	ملک سجاد احمد	بے قاعدہ
-11	اردو ہفت روزہ نوائے مشرق	ملک سجاد احمد	بے قاعدہ
-12	اردو پندرہ روزہ پاک سرزمین	شمیم فاطمہ	باقاعدہ
-13	اردو ہفت روزہ نیلاب	آفتاب نواز	بے قاعدہ
-14	اردو سہ ماہی اصول فقیر	علی نواز	باقاعدہ
-15	اردو ماہنامہ اوتار	بلال احمد	بے قاعدہ
-16	اردو ہفت روزہ احکام	محمد امجد	بے قاعدہ
-17	اردو ماہنامہ فرید رنگ	محمد رمضان	باقاعدہ
-18	پندرہ روزہ شعلہ طور	علی خان	باقاعدہ
-19	اردو ماہنامہ سرخ سویرا	ڈاکٹر رب نواز خان	بے قاعدہ

-20	اردو ہفت روزہ غرب	افتخار احمد	باقاعدہ
-21	اردو پندرہ روزہ اختر	محمد رمضان طالب	بے قاعدہ
-22	ماہنامہ اردو /انگلش دی انفرمیشن	ڈاکٹر الیاس احمد	بے قاعدہ
-23	اردو ہفت روزہ غازی	عبدالرشید قریشی	باقاعدہ
-24	اردو ہفت روزہ مٹھن	محمد حفیظ	بے قاعدہ
-25	انگلش ہفت روزہ الحبیب	سلیم الرحمان	بے قاعدہ
-26	انگلش ہفت روزہ نوائے راجن پور	بشیر خان	باقاعدہ
-27	انگلش ہفت روزہ پنجاب پوسٹ	اکرام رانا	باقاعدہ
-28	اردو ہفت روزہ نوائے فرید	عمرانہ پروین	باقاعدہ
-29	اردو ہفت روزہ سماجی کارکن	میاں ظہور احمد	باقاعدہ
-30	اردو ہفت روزہ نوائے عالم	گل محمد بلوچ	بے قاعدہ
-31	انگریزی ہفت روزہ پنجند	حافظ غلام صفدر	بے قاعدہ
-32	سہ ماہی اردو عوامی سپورٹس میگزین	علی خان	بے قاعدہ
-33	اردو سالنامہ التعمیر	جمیلہ سکندر درانی	بے قاعدہ
-34	اردو ہفت روزہ آواز وطن	سجاد کاظم نقوی	باقاعدہ
-35	اردو ہفت روزہ شورش	محمد شورش کاظمی	باقاعدہ
-36	اردو سہ ماہی دسیب	واجد عامر واجد	باقاعدہ

37-	اردو ماہنامہ نسیم سحر	منور حسین	باقاعدہ
38-	اردو ماہنامہ آگہی	علی نواز خان	باقاعدہ
39-	اردو ماہنامہ ورلڈ انٹرویو	الہ دین تبسم	بے قاعدہ
40-	اردو ماہنامہ مرد حق	محمد سلیم اختر	باقاعدہ
41-	اردو ہفت روزہ قومی سوچ	منیر احمد	بے قاعدہ
42-	اردو پندرہ روزہ پربت	کمال اختر	باقاعدہ
43-	اردو پندرہ روزہ شعلہ طور	راؤ علی مشتاق	باقاعدہ
44-	اردو ہفت روزہ ظرف	سجاد احمد سجاد	بے قاعدہ
45-	اردو پندرہ روزہ نوائے پاکستان	کنور خورشید عالم	باقاعدہ
46-	اردو ماہنامہ نوائے ختم نبوت	عبدالعزیز خان	باقاعدہ
47-	اردو ماہنامہ جامع المطلب اسلامی	مولوی خلیل الرحمان	باقاعدہ
48-	اردو ماہنامہ لائنز میگزین	میاں محمد حسین	باقاعدہ
49-	اردو ہفت روزہ انتہا	میاں محبوب ساجد	بے قاعدہ
50-	اردو ہفت روزہ فیضیاب	محمد ایاز اختر	باقاعدہ
51-	اردو سالنامہ نوائے سرائیکی	نذیر محمد خان	باقاعدہ
52-	اردو ہفت روزہ رمضان	محمد رمضان بھٹہ	باقاعدہ
53-	اردو پندرہ روزہ ثناء اللہ	محمد ثناء اللہ	بے قاعدہ
54-	اردو ہفت روزہ سرائیکی گو	غلام سرور خان	باقاعدہ
55-	اردو ماہنامہ مخبری	غلام فرید کھیلو	بے قاعدہ
56-	اردو پندرہ روزہ تانگ	اسحاق حسین جعفری	باقاعدہ

57-	اردو ہفت روزہ دجلہ	سجاد حسین	بے قاعدہ
58-	اردو ماہنامہ ترسیل	حیات اللہ چودہری	باقاعدہ
59-	اردو ماہنامہ جرس	شفیق اللہ شفیق	باقاعدہ
60-	اردو ماہنامہ ابن غازی	ملک محمد رمضان	بے قاعدہ
61-	اردو ماہنامہ اشاعت حق	ابوحماد غلام رسول	باقاعدہ
62-	اردو ماہنامہ صرائے گل	گل محمد بھٹی	باقاعدہ
63-	اردو پندرہ روزہ ایڈووکیٹ	خورشید محمد	بے قاعدہ
64-	اردو سہ ماہی چیٹھ	محمد علی	باقاعدہ
65-	روزنامہ ہجرت	خلیل بھٹی	باقاعدہ

لاہور ڈویژن

نمبر شمار	نام پرچہ جات	نام پبلشر	باقاعدہ / بے قاعدہ
-1	روزنامہ امروز لاہور	سید مختار علی شاہ	باقاعدہ
-2	روزنامہ آفتاب	ممتاز طاہر	باقاعدہ
-3	روزنامہ آفاق	شوکت حسین شوکت	باقاعدہ
-4	روزنامہ اخبار جہاں	شہزادہ عالمگیر	بے قاعدہ
-5	روزنامہ آواز خلق	محمد رفیق غوری	بے قاعدہ
-6	روزنامہ اسلام آباد ایکسپریس	میر جاوید الرحمٰن	بے قاعدہ
-7	روزنامہ آزاد	شیخ ریاض الدین	بے قاعدہ
-8	روزنامہ آواز تجارت	محمد امین فخر	بے قاعدہ
-9	روزنامہ آواز	ضیاء شاہد	بے قاعدہ
-10	روزنامہ ایوننگ نیوز	ایم اصغر چودھری	با قاعدہ
-11	روزنامہ ایوننگ ٹائمز	منظور رانا	بے قاعدہ
-12	روزنامہ اعلان	ملک عبدالرحمان	بے قاعدہ
-13	روزنامہ ایوننگ سٹار	شفیقہ فرحت	بے قاعدہ
-14	روزنامہ ڈالر	افتخار شاہد	بے قاعدہ
-15	روزنامہ اخبار وطن	ایم اصغر چودھری	بے قاعدہ
-16	روزنامہ انجام	مسز رخسانہ سیحام مرزا	بے قاعدہ
-17	روزنامہ بزنس وائس	محمد امین فخر	باقاعدہ
-18	روزنامہ بزنس ریکارڈر	محمد امین فخر	بے قاعدہ
-19	روزنامہ بغاوت	الیاس سرور صدیقی	بے قاعدہ
-20	روزنامہ بازی	محمد ارشد	بے قاعدہ
-21	روزنامہ بینا	محمد یونس تبسم	باقاعدہ
-22	روزنامہ چشم وطن	ملک طارق جاوید	بے قاعدہ

-23	روزنامہ ڈان	شکیل مسعود حسین	باقاعدہ
-24	روزنامہ ڈیلی ٹائمز	میاں اسلم پرویز	بے قاعدہ
-25	روزنامہ حالات	محمد خالد	بے قاعدہ
-26	روزنامہ حیدر	امان اللہ خان	بے قاعدہ
-27	روزنامہ ہجوم	خلیق احمد	بے قاعدہ
-28	روزنامہ حفاظت	محمد شفیق	بے قاعدہ
-29	روزنامہ عالمگیر	میاں نعیم رضا	بے قاعدہ
-30	روزنامہ حیات نو لاہور	عزیز مظہر	باقاعدہ
-31	روزنامہ دربار	محمد اسحاق ساغر اعوان	بے قاعدہ
-32	روزنامہ اخبار ملت	اسد چوہان	بے قاعدہ
-33	روزنامہ فیئر ٹاک	محمد اعظم کمال	بے قاعدہ
-34	روزنامہ قندیل	رانا شیر جنگ بہادر	بے قاعدہ
-35	روزنامہ نقطہ چین	رانا عبدالقیوم	بے قاعدہ
-36	روزنامہ کہکشاں	احمد نواز نیازی	بے قاعدہ
-37	روزنامہ جہاں نما	طارق فاروق	با قاعدہ
-38	روزنامہ میدان	خورشید انور	بے قاعدہ
-39	روزنامہ جنگ	میرجاوید الرحمٰن	باقاعدہ
-40	روزنامہ نوائے وقت	مجید نظامی	باقاعدہ
-41	روزنامہ کارکن	ایوب سرور	باقاعدہ
-42	روزنامہ مشرق	ضیاء السلام انصاری	باقاعدہ
-43	روزنامہ مساوات	رفیق میر	باقاعدہ
-44	روزنامہ مغربی پاکستان	ثاقب شفاعت	باقاعدہ
-45	روزنامہ نیشنل وائس	سید اظہار الحسن	بے قاعدہ
-46	روزنامہ کوہستان	شبیر احمد ناصر	بے قاعدہ

47-	روزنامہ پاکستان ٹو ڈے	میر جاوید زمان	بے قاعدہ
48-	روزنامہ نوروز	علی سفیان	بے قاعدہ
49-	روزنامہ میرا اخبار	پرویز خان	بے قاعدہ
50-	روزنامہ نیوز آف ورلڈ	میرجاوید رحمان	بے قاعدہ
51-	روزنامہ نوائے صداقت	سید عباس انور	بے قاعدہ
52-	روزنامہ نیوز اسپیشل	شہزادہ عالمگیر	بے قاعدہ
53-	روزنامہ نوائے سحر	محمد حلیم خان چوہان	بے قاعدہ
54-	روزنامہ مغرب ٹائمز	ایاز رؤف	باقاعدہ
55-	روزنامہ محسن ملت	ثاقب شفاعت	باقاعدہ
56-	روزنامہ پاکستان	عبدالرشید بھٹی	باقاعدہ
57-	روزنامہ جرأت	جمیل اطہر	باقاعدہ
58-	ہفت روزہ ایشیا لاہور	حافظ محمد ادریس	باقاعدہ
59-	ہفت روزہ اہلحدیث	میاں فضل حق	باقاعدہ
60-	ہفت روزہ اخبار تعلیم لاہور	محمد اقبال قریشی	بے قاعدہ
61-	ہفت روزہ الاسلام	محمد ادریس	باقاعدہ
62-	ہفت روزہ اسد	سید افضال حسین کاظمی	باقاعدہ
63-	ماہنامہ آئین	فضل الرحمٰن رومی	باقاعدہ
64-	ہفت روزہ عوامی جمہوریت	محمد رفیق خواجہ	باقاعدہ
65-	ماہنامہ آستانہ	جمیل اطہر	باقاعدہ
66-	ہفت روزہ اخوت اسلامیہ	محمود اے خان	باقاعدہ
67-	ہفت روزہ اخبار وطن	ایم اصغر چودھری	بے قاعدہ
68-	ہفت روزہ الاصلاح	ڈاکٹر محمد عظمت اللہ	باقاعدہ
69-	ماہنامہ آٹو گائیڈ	سید منور حسین	باقاعدہ
70-	ماہنامہ انٹرٹین منٹ	مسعود انور	بے قاعدہ

71-	ماہنامہ عورت کہانی	اعجاز احمد	بے قاعدہ
72-	ہفت روزہ آتش بیاں	منیر احمد منیر	بے قاعدہ
73-	ہفت روزہ احسان	محمد محسن	بے قاعدہ
74-	ماہنامہ اشراق	جاوید احمد	باقاعدہ
75-	پندرہ روزہ اقدار	طاہر قریشی	بے قاعدہ
76-	پندرہ روزہ ایسٹرن ٹائمز	ظہیرالسلام	بے قاعدہ
77-	پندرہ روزہ اقراء	میرجاویدالرحمٰن	بے قاعدہ
78-	ماہنامہ انسداد جرائم	احسان الحق بٹ	باقاعدہ
79-	پندرہ روزہ آواز پاکستان	شیخ محمد یوسف	بے قاعدہ
80-	ہفت روزہ انوار جہاں	اسد اللہ غالب	بے قاعدہ
81-	ماہنامہ اقدام	نسیم حیدر خان	بے قاعدہ
82-	پندرہ روزہ اخبارالتجارہ	محمد امین الرحمٰن	باقاعدہ
83-	ہفت روزہ عکس وطن	جاوید اقبال	باقاعدہ
84-	ہفت روزہ انکشاف	محمد بخش بیدار سرمدی	باقاعدہ
85-	ہفت روزہ انقلاب	عبدالحمید میاں	بے قاعدہ
86-	ہفت روزہ استقلال	نور عالم	باقاعدہ
87-	ہفت روزہ اتفاق	مصطفیٰ صادق	بے قاعدہ
88-	ہفت روزہ اسرافیل	خواجہ شوکت علی	بے قاعدہ
89-	پندرہ روزہ اعزا دار	خضر عباس سید	باقاعدہ
90-	ہفت روزہ عزم	رحمت علی رازی	بے قاعدہ
91-	ہفت روزہ افریشیاء لاہور	بیدار ملک	باقاعدہ
92-	ہفت روزہ اعزاز	محمد مستنصر اسد	بے قاعدہ
93-	ہفت روزہ آن	مظفر اے شاہ	باقاعدہ
94-	ماہنامہ عکس جہاں	خالد محمود خالد کشمیری	بے قاعدہ

95-	ماہنامہ انڈس	رضی الدین شیخ	باقاعدہ
96-	ماہنامہ المعارف	ملک فیض بخش	بے قاعدہ
97-	پندرہ روزہ اخبارالعرب	محمد امین الرحمٰن	باقاعدہ
98-	ہفت روزہ انتخاب	محمد صادق خان	بے قاعدہ
99-	ماہنامہ المجاہد	محمود احمد شیخ	بے قاعدہ
100-	پندرہ روزہ آداب	غلام محمد خان	بے قاعدہ
101-	پندرہ روزہ افغان	ناصر احمد خان	بے قاعدہ
102-	پندرہ روزہ الایمان	ریاست حسین خان	بے قاعدہ
103-	پندرہ روزہ الاحرار	سید ابومعاویہ بوزر بخاری	باقاعدہ
104-	ماہنامہ آواز مقدس	رانا علم الدین	بے قاعدہ
105-	ماہنامہ امداد باہمی	خالدہ سعید	باقاعدہ
106-	پندرہ روزہ انقلاب نو	عبدالرشید تبسم	بے قاعدہ
107-	ہفت روزہ بزنس مین	حبیب حیات	باقاعدہ
108-	ہفت روزہ بے باک	جمیل اطہر	باقاعدہ
109-	ہفت روزہ بچوں کا اخبار	سید عاشق جعفری	بے قاعدہ
110-	ہفت روزہ بندہ مزدور	منہاج الدین اصلاحی	بے قاعدہ
111-	ماہنامہ بچوں کی باجی	ریحانہ تبسم	باقاعدہ
112-	پندرہ روزہ بصیرت	حافظ شفیق الرحمٰن	بے قاعدہ
113-	ہفت روزہ چٹان	مسعود اختر	بے قاعدہ
114-	ہفت روزہ چنگاری	ایم لطیف چودھری	باقاعدہ
115-	ماہنامہ چکار	سید راشد صغیر	بے قاعدہ
116-	پندرہ روزہ چنبیلی	عمرانہ اعزاز	بے قاعدہ
117-	ہفت روزہ چیمبر سرکلر	ایم لطیف چودھری	باقاعدہ
118-	ہفت روزہ کامرس ویک	محمد نصیر	بے قاعدہ

119-	پندرہ روزہ دستک	افضال شاہد	باقاعدہ
120-	ہفت روزہ دوست	ڈاکٹر مبشر حسین	بے قاعدہ
121-	پندرہ روزہ دید شنید لاہور	محمد رفیق ڈوگر	باقاعدہ
122-	ماہنامہ فیصلہ	سلیم احمد	بے قاعدہ
123-	پندرہ روزہ فیضان	یونس عزیز ملک	بے قاعدہ
124-	ماہنامہ بہارستان	شوکت راز	بے قاعدہ
125-	پندرہ روزہ کیتھولک نقیب	ریونٹر فادر	باقاعدہ
126-	پندرہ روزہ دھمک	جرار شمسی	باقاعدہ
127-	ماہنامہ حافظ صحت	شیخ نیاز احمد	باقاعدہ
128-	ماہنامہ حکمت قرآن	ڈاکٹر محمد رفیع الدین	باقاعدہ
129-	ماہنامہ حنا	سردار محمد چودھری	باقاعدہ
130-	ماہنامہ حرم	ظہرہ بدر	باقاعدہ
131-	ماہنامہ ہوش و ربا	علی سفیان آفاقی	بے قاعدہ
132-	ماہنامہ حکایت	عنایت اللہ	باقاعدہ
133-	ماہنامہ ہومیو پیتھک گزٹ	ڈاکٹر اے رشید	باقاعدہ
134-	ماہنامہ الحسن	حافظ محمد رحیم	بے قاعدہ
135-	ماہنامہ ہیلتھ اینڈ لائف	ڈاکٹر سید محمد انیس	بے قاعدہ
136-	ماہنامہ گنج کرم	نور احمد مقبول	بے قاعدہ
137-	ماہنامہ انارکلی	فاروق احمد	بے قاعدہ
138-	ماہنامہ البشر	سید حسین اصغر جعفری	بے قاعدہ
139-	ماہنامہ اوراق	افتخار علی چودھری	باقاعدہ
140-	ماہنامہ الاعوان	محمد اجمل خان	بے قاعدہ
141-	ہفت روزہ آسمان	طفیل عرشی	بے قاعدہ
142-	ماہنامہ العابد	قاری سید اظہر علی	بے قاعدہ

143-	ماہنامہ اسلامی انقلاب	سیف اللہ اکرم	بے قاعدہ
144-	ماہنامہ المجلس	سید اسد رضا بخاری	بے قاعدہ
145-	ماہنامہ ایگرو ویٹرنری نیوز	ایاز محمود	باقاعدہ
146-	پندرہ روزہ الحلوی	سید محمد نقی	بے قاعدہ
147-	ہفت روزہ الفجر پاکستان	غلام محمد چودھری	باقاعدہ
148-	ماہنامہ آغاز سحر	لیاقت عظیم قاسمی	بے قاعدہ
149-	ماہنامہ علاج بل مثل	ڈاکٹر محمد حسین یونس	بے قاعدہ
150-	ماہنامہ اکنامس ڈائجسٹ	رشید خان	بے قاعدہ
151-	ماہنامہ عشاق لاہور	حافظ بشیر احمد	بے قاعدہ
152-	ماہنامہ عقیل	شجاع عقیل	باقاعدہ
153-	ہفت روزہ عوامی ترجمان	ملک لیاقت نعیم	باقاعدہ
154-	ماہنامہ احتساب فکر	عظمت علی اسدی	بے قاعدہ
155-	ہفت روزہ عظمت	چودھری لیاقت علی طاہر	بے قاعدہ
156-	سال نامہ آموزش	ڈاکٹر آصف اقبال خان	بے قاعدہ
157-	ماہنامہ الرشید	عبدالرشید ارشد	باقاعدہ
158-	پندرہ روزہ عیرہ	سید فرحت سعید	بے قاعدہ
159-	ماہنامہ الحسنات	صابر قرنی	باقاعدہ
160-	ماہنامہ آداب عرض	خالد بن حامی	باقاعدہ
161-	ہفت روزہ الاعتصام	حافظ صلاح الدین یوسف	باقاعدہ
162-	پندرہ روزہ آتش فشاں	منیر احمد منیر	بے قاعدہ
163-	ہفت روزہ ابابیل	محمد ادریس اعوان	بے قاعدہ
164-	ماہنامہ الفجر ٹائمز	اکمل اویسی	بے قاعدہ
165-	پندرہ روزہ امرت	ڈاکٹر محمد بشیر گورایہ	بے قاعدہ
166-	ماہنامہ الصالح	محمد اشفاق الرحمٰن	باقاعدہ

167-	ماہنامہ آب حیات	سید خلیق احمد ساجد	باقاعدہ
168-	ماہنامہ المذاہب	محمد اسلم رانا	باقاعدہ
169-	ماہنامہ ادب لطیف	افتخار علی چودھری	باقاعدہ
170-	ماہنامہ انجمن	بشیر حسین قریشی	بے قاعدہ
171-	ماہنامہ الخیال	سعدی سنگروری	بے قاعدہ
172-	ماہنامہ امتزاج	منور سلطانہ رانی	بے قاعدہ
173-	ماہنامہ عاجز	ظفر اقبال چشتی	باقاعدہ
174-	سہ ماہی اثبات	بیگم نسیم اختر	بے قاعدہ
175-	ماہنامہ انجمن وظیفہ	ڈاکٹر اکمل حسین رضوی	باقاعدہ
176-	ماہنامہ آتش	امان اللہ خان	بے قاعدہ
177-	ماہنامہ انٹرنیشنل اکانومسٹ	ایس اے رضا	بے قاعدہ
178-	ہفت روزہ آواز جہاں	عبدالقادر حسن	باقاعدہ
179-	ماہنامہ آخری ڈائجسٹ	سید حسن ہاشمی	بے قاعدہ
180-	سہ ماہی آواز وقت	خواجہ جمیل حیدر	بے قاعدہ
181-	ماہنامہ ایڈورٹائزنگ اینڈ مارکیٹنگ ٹوڈے	محمد شریف وارثی	بے قاعدہ
182-	ماہنامہ آرٹ اینڈ کلچر	گوہر علی خان	بے قاعدہ
183-	ماہنامہ احوال جہاں	ارشد محمود قریشی	بے قاعدہ
184-	ماہنامہ افضل	ملک محمد افضل	بے قاعدہ
185-	ماہنامہ آئینہ قسمت	سید انتظار حسین زنجانی	باقاعدہ
186-	ماہنامہ انتباہ	ایم بی ہاشمی	بے قاعدہ
187-	ماہنامہ آستانہ عالیہ	جمیل اطہر	بے قاعدہ
188-	ہفت روزہ ایسٹ اینڈ ویسٹ	نسیم تسکین	باقاعدہ
189-	ماہنامہ ارغنان حکمت	حکیم رحمت علی صابر	بے قاعدہ

190-	ماہنامہ عکس جمیل	عبدالمجید حیدر	بے قاعدہ
191-	ہفت روزہ اخبار جمعیت	محمد ادریس اعوان	بے قاعدہ
192-	ماہنامہ فلاح انسان	میاں غلام محمد	بے قاعدہ
193-	ماہنامہ امانت	کریم سفیر سیال	بے قاعدہ
194-	سہ ماہی اسلامی جمہوریت اتحاد	حاجی حفیظ الحق	بے قاعدہ
195-	ماہنامہ انسداد منشیات	سکندر حیدری	بے قاعدہ
196-	ماہنامہ آواز خواتین	نوشین سحر	بے قاعدہ
197-	ماہنامہ الیکٹرونکس ڈائجسٹ	میر سیف اللہ سیف	باقاعدہ
198-	پندرہ روزہ اسمبلی ہال	سید ظفر الدین کمال	بے قاعدہ
199-	ماہنامہ عظمت مزدور	ایس صفدر حسین	بے قاعدہ
200-	ماہنامہ بیگم	راشدہ بٹ	باقاعدہ
201-	ماہنامہ بلاغت	سید منور حسین بخاری	بے قاعدہ
202-	ماہنامہ بچوں کی دنیا	محمد نعیم شرقپوری	باقاعدہ
203-	ماہنامہ بینکنگ بزنس ڈائجسٹ	باقر علی	باقاعدہ
204-	ماہنامہ عرفات	مفتی محمد حسین نعیمی	باقاعدہ
205-	پندرہ روزہ آواز دوست	خواجہ جمیل حیدر	بے قاعدہ
206-	ہفت روزہ آغاز	محمد تنویر زبیری	باقاعدہ
207-	ماہنامہ اسرار حکمت	حکیم نور محمد چوہان	باقاعدہ
208-	ماہنامہ المنتظر	سجاد حسین خان	بے قاعدہ
209-	ہفت روزہ الصبح انٹرنیشنل	محمد اکمل اویس	بے قاعدہ
210-	پندرہ روزہ عدیل	ایس ایم یوسف	بے قاعدہ
211-	پندرہ روزہ ایگروویلا	مصطفیٰ صادق	بے قاعدہ
212-	ماہنامہ اسلامی دنیا الاویس	محمد اکمل اویس	بے قاعدہ
213-	انڈسٹریل پروگریس	بیدار سرمدی	بے قاعدہ

214-	انٹرنیشنل الفجر ٹائمز	محمد اکمل اویس	بے قاعدہ
215-	ہفت روزہ الشفقات	ذوالفقار علی آزاد	بے قاعدہ
216-	ماہنامہ آدم	محمد یوسف رندھلوا	بے قاعدہ
217-	ہفت روزہ آواز پنجاب	خالد محمود قریشی	بے قاعدہ
218-	ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ	منصور طیب	باقاعدہ
219-	ہفت روزہ انٹرویو	منہاج الدین اصلاحی	بے قاعدہ
220-	ماہنامہ بتول	محمد یحییٰ	باقاعدہ
221-	ماہنامہ بچوں کا باغ	محمد یوسف	باقاعدہ
222-	ماہنامہ چلمن	ظفراللہ خان	باقاعدہ
223-	ماہنامہ چشمک	بیگم سعیدہ مشکور	بے قاعدہ
224-	ماہنامہ چاند ستارے	اشتیاق احمد	باقاعدہ
225-	ماہنامہ چھوٹا سپاہی	میجر شمعون بہادر	باقاعدہ
226-	ماہنامہ چاند	خالد بن حامد	باقاعدہ
227-	ماہنامہ چراغ راہ	محمد اسحاق	باقاعدہ
228-	ماہنامہ حق چار یار	حکیم حافظ محمد طیب	باقاعدہ
229-	ماہنامہ فلمی جہاں	شہزادہ عالمگیر	باقاعدہ
230-	ماہنامہ فکر آخرت	حکیم محمد لطیف	باقاعدہ
231-	ماہنامہ گرل گائیڈ	مس عصمت نیازی	باقاعدہ
232-	ماہنامہ ڈرگ اینڈ ہیلتھ	ایف یو خان	بے قاعدہ
233-	ماہنامہ ہومیو پیتھک میگزین	خالد مسعود قریشی	باقاعدہ
234-	ماہنامہ ہومیو پیتھک فیڈر	ڈاکٹر ایم ایف افضل	باقاعدہ
235-	ماہنامہ فلم نیٹر	محمد افضل چوہان	باقاعدہ
236-	ماہنامہ دعوت تنظیم اسلام	محمد سعید احمد مجددی	بے قاعدہ
237-	ماہنامہ فنکشن ڈائجسٹ	غلام رسول افضل	باقاعدہ

-238	ماہنامہ درس عمل	طاہر حسین بٹ	باقاعدہ
-239	ماہنامہ کسٹم امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ جنرل	ایس اظہر رضا نقوی	بے قاعدہ
-240	پندرہ روزہ چلڈرن نیوز	صاحبزادہ محمد قمرالزمان عباسی	بے قاعدہ
-241	ماہنامہ حیات جاوداں	چوہدری نیامت علی	بے قاعدہ
-242	پندرہ روزہ فرمان	رشید احمد عظمت	بے قاعدہ
-243	ماہنامہ چپکے چپکے	رشید احمد	بے قاعدہ
-244	ماہنامہ حق سچ	محمد سعید اظہر	بے قاعدہ
-245	ماہنامہ بزنس جنرل	محمد اکرم قریشی	بے قاعدہ
-246	ماہنامہ فنون	احمد ندیم قاسمی	بے قاعدہ
-247	ماہنامہ دیپک	محمد الیاس بھٹی	بے قاعدہ
-248	ماہنامہ ایجوکیشن ٹائمز	عبدالرؤف ظفر	بے قاعدہ
-249	ماہنامہ کیمیکل ویژن	امتیاز محمود شیخ	بے قاعدہ
-250	ماہنامہ کنٹیکٹ	مسز آسیہ نعیم	بے قاعدہ
-251	ماہنامہ گلشن اردو	شہزاد حبیب ڈار	بے قاعدہ
-252	ماہنامہ سول لاء کیسز	ملک محمد سعید	باقاعدہ
-253	ماہنامہ کرکٹ ٹائمز	حسن جلیل	باقاعدہ
-254	ماہنامہ گنج بخش	چودھری ثناء اللہ بھٹی	بے قاعدہ
-255	ماہنامہ گفتگو	محمد نواز چوہدری	بے قاعدہ
-256	ماہنامہ درپن	وفا عباس جعفری	بے قاعدہ
-257	ماہنامہ درویش	خواجہ عابد نظامی	بے قاعدہ
-258	ماہنامہ فتنہ	آغا اقرار ہارون	بے قاعدہ
-259	ماہنامہ ہادی پاک	عباس اطہر	بے قاعدہ
-260	ہفت روزہ دیوار	محمد صادق ضیغم	بے قاعدہ

261-	ہفت روزہ کرائم رپورٹ	بشریٰ شاہین	بے قاعدہ
262-	ماہنامہ فطرت	ڈاکٹر مرتضیٰ عادل	بے قاعدہ
263-	ماہنامہ کمپیوٹرز نیوز	خلیق الرحمان	بے قاعدہ
264-	ماہنامہ انشورنس ریویو	محمد طفیل عرشی	بے قاعدہ
265-	ماہنامہ حیرت کدہ	سعید احمد	بے قاعدہ
266-	ماہنامہ بدلتے رنگ	سعید احمد ساجد	بے قاعدہ
267-	ماہنامہ ففٹی ففٹی	عاقدہ خاتون	بے قاعدہ
268-	ہفت روزہ حق گو	محمد عثمان خان	بے قاعدہ
269-	ماہنامہ فلورنس	محمد اعظم ناصر	بے قاعدہ
270-	ماہنامہ گردوپیش	ملک ریاض احمد	بے قاعدہ
271-	ماہنامہ فلم بینڈفیشن	ایس اے رحمان	باقاعدہ
272-	ماہنامہ بھائی جان	میرجاویدالرحمان	بے قاعدہ
273-	پندرہ روزہ دور مغلیہ	محمد بشیر	باقاعدہ
274-	ماہنامہ حور	خولہ ربیعہ	باقاعدہ
275-	ماہنامہ کرکٹ سٹار	سید عباس کاظم	باقاعدہ
276-	کیسز ٹائمز ماہنامہ	عائشہ اظہر	بے قاعدہ
277-	ماہنامہ حروف	طاہر محمود ندیم	بے قاعدہ
278-	ماہنامہ دہلیز	منظور احمد ہاشمی	بے قاعدہ
279-	ماہنامہ آئی سی آئی سیفٹی میگزین	محمد یوسف ترین	بے قاعدہ
280-	ہفت روزہ فلیش	امجد حسین قریشی	بے قاعدہ
281-	ہفت روزہ حریت ٹائمز	ایس ایم جمیل عامر	بے قاعدہ
282-	ہفت روزہ گواہ	امجد حسین قریشی	بے قاعدہ
283-	ماہنامہ ہم قلم	مرزا محمود الیاس	بے قاعدہ
284-	ہفت روزہ ڈیموکریٹ	مقبول احمد	بے قاعدہ

285-	پندرہ روزہ کسٹم ایکسائز نیوز	شاہد اعجاز اعوان	بے قاعدہ
286-	ہفت روزہ فاروق	حاجی فاروق احمد قریشی	بے قاعدہ
287-	ماہنامہ جریدہ ادب	سید اظہار الحسن رضوی	بے قاعدہ
288-	ہفت روزہ دنیا پاکستان	مظفر علی	بے قاعدہ
289-	ماہنامہ فارن ٹریول	مظفر علی	بے قاعدہ
290-	ماہنامہ فہمینہ	شمع حق	بے قاعدہ
291-	ماہنامہ فیملی ویژن	مسٹر نسیم نصیر	بے قاعدہ
292-	ماہنامہ ہم سخن	عمانویل ظفر	بے قاعدہ
293-	ماہنامہ آواز قلم	لئیق اختر	بے قاعدہ
294-	ماہنامہ ایشین جنرل	خواجہ منیر احمد منیر	بے قاعدہ
295-	ماہنامہ انٹی کرپشن	احسان الحق بٹ	باقاعدہ
296 -	ہفت روزہ کارٹون	ضیاء السلام انصاری	بے قاعدہ
297-	ماہنامہ عہد	محمد علیم چوہدری	بے قاعدہ
298-	پندرہ روزہ آواز وطن	شیخ محمد یوسف	بے قاعدہ
299-	ماہنامہ اکیسویں صدی	چوہدری محمد اکبر	بے قاعدہ
300-	ماہنامہ احوال عرض	ملک احمد فاروق	بے قاعدہ
301-	پندرہ روزہ ہم نوا	سید نذیر حسین گیلانی	بے قاعدہ
302-	ماہنامہ حملہ	محمد آصف	بے قاعدہ
303-	ماہنامہ عوامی دنیا	بقاء الرحمٰن	بے قاعدہ
304-	ماہنامہ افکار جہاں	نصرت سلیم	باقاعدہ
305-	پندرہ روزہ ہراول	بیدار بخت	بے قاعدہ
306-	فیضان باہو ماہنامہ	صاحبزادہ سلطان فیض الحسن قادری	بے قاعدہ
307-	کوآپریٹو ابزرور ماہنامہ	طالب سلطان مرزا	بے قاعدہ
308-	ماہنامہ آگ	انعام الرحیم	بے قاعدہ

309-	ماہنامہ درسی ماڈل ٹیسٹ پیپر	شہزاد حبیب ڈار	بے قاعدہ
310-	ماہنامہ الخلیل	اشرف علی سعودی	بے قاعدہ
311-	ہفت روزہ استغاثہ	آغا علی عمران مرزا	بے قاعدہ
312-	سالنامہ افشاں	محمد یوسف چوہدری	بے قاعدہ
313-	سہ ماہی الخاکی	طلعت نسرین	بے قاعدہ
314-	پندرہ روزہ افتخار	محمد اشرف وابلہ	باقاعدہ
315-	ماہنامہ عشرت	سید ظفر علی رضوی	بے قاعدہ
316-	ماہنامہ آنسو	نور محمد قریشی	بے قاعدہ
317-	ماہنامہ اسلام کی آواز	عامر فیصل	بے قاعدہ
318-	ماہنامہ اقبال	ڈاکٹر وحید قریشی	بے قاعدہ
319-	الدعوت ماہنامہ	مولانا عبدالقادر آزاد	باقاعدہ
320-	ماہنامہ اقبال	ڈاکٹر وحید قریشی	بے قاعدہ
321-	ماہنامہ اپنا گھر	مسز نصرت مرزا	بے قاعدہ
322-	ماہنامہ اشیر	منظور قادری	بے قاعدہ
323-	سہ ماہی آنکھ	صابر علی بسمل	بے قاعدہ
324-	پندرہ روزہ استقامت	گل محمد فیضی	بے قاعدہ
325-	ماہنامہ آقا	میر عبدالوحید بٹ	بے قاعدہ
326-	ماہنامہ اچھے بچے	اختر عباس	بے قاعدہ
327-	ماہنامہ اثاثہ	منیر احمد آغا	بے قاعدہ
328-	ماہنامہ ایاغ علم	طاہر تبسم	بے قاعدہ
329-	سہ ماہی آثار العلم	سید انور حسین نفیس زیدی	بے قاعدہ
330-	ماہنامہ عنقا	خالد محمود بٹ	بے قاعدہ
331-	پندرہ روزہ انٹی کرائمز	محمد جمیل	باقاعدہ
332-	ماہنامہ انٹرنیشنل گنجینہ گل و برگ	سعید انور	بے قاعدہ

333-	انڈور نیوز ہفت روزہ	جاوید محمود ملک	بے قاعدہ
334-	ماہنامہ عوامی نگران	چوہدری پیر محکو	بے قاعدہ
335-	پندرہ روزہ اکیڈمی	محمد اکمل عزیز	باقاعدہ
336-	ماہنامہ القول السدید	محمد طفیل	باقاعدہ
337-	ماہنامہ ایگزامینر	شہزادہ فیصل خان درانی	بے قاعدہ
338-	ماہنامہ ارم	جمال حسینی	بے قاعدہ
339-	ماہنامہ اکرم	سید محمد اکرم الحق	بے قاعدہ
340-	ماہنامہ عوامی باتیں	محمد اسلم ملک	باقاعدہ
341-	ماہنامہ آشکار	عبدل خالق قمر	بے قاعدہ
342-	ماہنامہ اخبار زراعت	حافظ بشیر سہیل	بے قاعدہ
343-	سہ ماہی الکیمیا	حکیم سید لیاقت سعید	باقاعدہ
344-	ماہنامہ افکار	شہزادہ فیصل درانی	بے قاعدہ
345-	ہفت روزہ امور ایوان	سہیل انجم	بے قاعدہ
346-	ماہنامہ آب زر	محمد ریاض کیانی	بے قاعدہ
347-	پندرہ روزہ اشاعت اخبار	اقبال حسین زیدی	بے قاعدہ
348-	ہفت روزہ غالب	ایم جاوید راہی	بے قاعدہ
349-	ماہنامہ گرین سگنل	پرویز وارث	باقاعدہ
350-	ماہنامہ ڈویلپمنٹ ریویو	محمد اقبال بیگ	بے قاعدہ
351-	ہفت روزہ فضل	میاں محمد فضل	بے قاعدہ
352-	ماہنامہ گڈلک	غلام محمد چوہدری	باقاعدہ
353-	ماہنامہ گستاخیاں	منظور الہی	بے قاعدہ
354-	ہفت روزہ دیار وطن	اطہرندیم	بے قاعدہ
355-	ماہنامہ ارض پاک	نواز انور	بے قاعدہ
356-	ماہنامہ کاربٹ ورلڈ	منظور رانا	بے قاعدہ

357-	کمپیوٹر ورلڈ ماہنامہ	منظور رانا	بے قاعدہ
358-	ماہنامہ بچوں کا مون	فاروق اٹین	باقاعدہ
359-	ماہنامہ ڈریس لائن	صدیقہ بیگم	بے قاعدہ
360-	ماہنامہ انجینئرنگ ہوریزن	امتیاز محمود شیخ	باقاعدہ
361-	سہ ماہی امکان	شہزاد علی ذوالقرنین	بے قاعدہ
362-	ہفت روزہ ہم زباں	قاضی محبوب ربانی	بے قاعدہ
363-	ہفت روزہ حسرت	محمد سعید انصاری	باقاعدہ
364-	ہفت روز حوالہ	مظہر شہباز	بے قاعدہ
365-	ماہنامہ دلیل راہ	سید ریاض حسین شاہ	بے قاعدہ
366-	ماہنامہ ۔عمی	عزیز جہانگیری	باقاعدہ
367-	ماہنامہ دشمن	عبدالرشید ندیم	باقاعدہ
368-	پندرہ روزہ گارڈن نیوز	محبوب احسن میاں	بے قاعدہ
369-	ماہنامہ آزور	عبدالخالق	بے قاعدہ
370-	ماہنامہ بنیادی حقوق	زاہدہ شکوری	باقاعدہ
371-	ماہنامہ گجر گونج	چوہدری عبدالباقی نسیم	باقاعدہ
372-	ماہنامہ ارض جنت	محمد ریاض خاکی	باقاعدہ
373-	ماہنامہ گلیکسی آف آرٹ	عبداللہ سبحان عرف ظل سبحان	بے قاعدہ
374-	بلند ٹائمز ماہنامہ	چوہدری محمد اشرف	بے قاعدہ
375-	ماہنامہ گزارش	ایم اشرف اقبال	باقاعدہ
376-	ہفت روزہ فیملی میگزین	ماجد نظامی	باقاعدہ
377-	ہفت روزہ سیلو لائیڈ	شمیم احمد چوہدری	بے قاعدہ
378-	سہ ماہی ڈیکور ٹائمز	ظفر مہدی	بے قاعدہ
379-	ماہنامہ غنچہ	ظفر ایم قریشی	بے قاعدہ
380-	ماہنامہ ہیلتھ اینڈ لائف	محمد انیس	باقاعدہ

381-	ماہنامہ حمایت اسلام	ڈاکٹر اسلام الدین نیاز	بے قاعدہ
382-	پندرہ روزہ ڈنگ	طفیل مختیار سندھو	باقاعدہ
383-	ماہنامہ کرنٹ	ایم ایم ذکریا	بے قاعدہ
384-	ماہنامہ عوامی باتیں	محمد اسلم ملک	باقاعدہ
385-	ماہنامہ گھروٹی	محمد اعظم ملک	بے قاعدہ
386-	ماہنامہ ڈالی	مسز نبیلہ کوکب	بے قاعدہ
387-	ماہنامہ البدر	مفتی غلام سرور قادری	بے قاعدہ
388-	ماہنامہ بزنس	عرفان اطہر	بے قاعدہ
389-	ماہنامہ دلہن	عرفان اطہر	بے قاعدہ
390-	ماہنامہ گریٹ ٹیکنالوجسٹ	عزیز الرحمٰن	باقاعدہ
391-	ماہنامہ بلیک اینڈ وائٹ	محمد یعقوب خان	بے قاعدہ
392-	ماہنامہ ڈولی	ملک خالد جاوید	بے قاعدہ
393-	ماہنامہ ہارس ٹریڈنگ	محمد وسیم بٹ	بے قاعدہ
394-	ماہنامہ اخبار زراعت	حافظ بشیر سہیل	بے قاعدہ
395-	نور برادرز ہفت روزہ	ظہور حسین شیخ	بے قاعدہ
396-	ماہنامہ بہ نوک شمشیر	غلام مرتضیٰ حسن	باقاعدہ
397-	ہفت روزہ بلدیات	محمد عبدالقدوس منہاس	بے قاعدہ
398-	ماہنامہ فن فیئر	اظہرالدین احمد	بے قاعدہ
399-	ماہنامہ فیشن ویوز	شاہد اسلام	بے قاعدہ
400-	ماہنامہ گریٹ آٹو میگزین	محمد عباس	باقاعدہ
401-	ماہنامہ آب زر	محمد ریاض کیانی	بے قاعدہ
402-	ماہنامہ فرحت	محمد عظیم ملک	بے قاعدہ
403-	ماہنامہ بیوپار حق	اللہ رکھا عامل	بے قاعدہ
404-	پندرہ روزہ اشاعت اخبار	اقبال احسن زبیری	بے قاعدہ

405-	ہفت روزہ فرق	بشیرالدین احمد	بے قاعدہ
406-	پندرہ روزہ حاتم طائی	ایم عاشق حسین	بے قاعدہ
407-	سہ ماہی بزنس اینڈ انڈسٹری	میر احمد کمال	بے قاعدہ
408-	ماہنامہ اخوت	سیس اکبر	بے قاعدہ
409-	ماہنامہ القائم	اختر بخاری	باقاعدہ
410-	ماہنامہ ایگریکلچر	ریاض احمد چوہدری	بے قاعدہ
411-	ماہنامہ بچوں کا مون	فاروق امین	باقاعدہ
412-	ہفت روزہ کرائم ریویو	شوکت ڈار	بے قاعدہ
413-	پندرہ روزہ دین و دنیا	فضل الٰہی فاروقی	باقاعدہ
414-	سہ ماہی بزنس اینڈ انڈسٹری	میر احمد کمال	بے قاعدہ
415-	پندرہ روزہ بے تاب	سید صفدر حیدر زیدی	باقاعدہ
416-	سہ ماہی احساس	داؤد احمد چوہدری	بے قاعدہ
417-	ماہنامہ اکڑ بکڑ	سید محمد حسین رضا	بے قاعدہ
418-	ہفت روزہ ہلاوت	مظہر شہباز	بے قاعدہ
419-	ماہنامہ آواز نیتوا	سکندر حیدری	باقاعدہ
420-	ماہنامہ آستانہ پاک	شیخ نصیر احمد	باقاعدہ
421-	ہفت روزہ ڈیموکریٹ	مقبول احمد	باقاعدہ
422-	ماہنامہ عکس لطیف	شریف جاوید	باقاعدہ
423-	ماہنامہ عکاس	ملک انور جاوید	باقاعدہ
424-	ماہنامہ علامت	محمد سعید شیخ	باقاعدہ
425-	ماہنامہ التمش	شجاعت عمر	باقاعدہ
426-	ماہنامہ ہمراز صحت	میاں ایم سعید امین	باقاعدہ
427-	ماہنامہ کسٹم ایکسائز نیوز	ایس اعجاز	باقاعدہ
428-	ماہنامہ المظفر	پرویز اختر	باقاعدہ

429-	ماہنامہ امبر	بیگم نگینہ خانم	باقاعدہ
430-	ماہنامہ الصالح	محمد اشفاق الرحمٰن	بے قاعدہ
431-	ماہنامہ غبار خاطر	سرفراز احمد	بے قاعدہ
432-	ماہنامہ باکس آفس	ایم زمان راہو	بے قاعدہ
433-	ہفت روزہ اسلام آباد انٹرنیشنل	محمود اے شیخ	باقاعدہ
434-	ماہنامہ عظیم پاکستان	میاں محمد فاروق	بے قاعدہ
435-	ماہنامہ عمر نامہ	نذیر قیصر	بے قاعدہ
436-	ماہنامہ بچوں کی آواز	مسز غزالہ مقصود	بے قاعدہ
437-	ماہنامہ ادب شناس	عباس علی عاصم	باقاعدہ
438-	ماہنامہ حسین جھرمٹ	ثناء احمد	باقاعدہ
439-	ماہنامہ جمہوریہ ڈائجسٹ	منصور طیب شیخ	باقاعدہ
440-	ماہنامہ بیوٹیشن	شمیم سلیمان	باقاعدہ
441-	ماہنامہ اسحاق ٹیلر	شاہد	باقاعدہ
442-	ماہنامہ بازگشت	مجید یزدانی	باقاعدہ
443-	ماہنامہ بچوں کا پاکستان	محمد یوسف	باقاعدہ
444-	ہفت روزہ بھوک	سید حفیظ اللہ	باقاعدہ
445-	ماہنامہ بچت	ریاض الرحمٰن	باقاعدہ
446-	ماہنامہ کلینک اخبار	اقبال احسن زبیری	باقاعدہ
447-	ہفت روزہ آمد	محمد یوسف رندہاوا	باقاعدہ
448-	سہ ماہی اسلامی جمہوری اتحاد	حاجی حفیظ الحق	باقاعدہ
449-	ماہنامہ گہوارہ ادب	محمود احمد محبوب	باقاعدہ
450-	سہ ماہی دانش رنگ	عبدالمجید بھٹہ	بے قاعدہ
451-	ماہنامہ ایکشن نیوز	لیاقت لودھی	بے قاعدہ

452-	ہفت روزہ چترالی	امین زاہد	بے قاعدہ
453-	سہ ماہی انٹرنیشنل لاء جنرل	سید منظور حسین بخاری	بے قاعدہ
454-	ماہنامہ ہوش ربا	علی سفیان آفاقی	بے قاعدہ
455-	ماہنامہ چاہت	کامل حسین نقوی	بے قاعدہ
456-	دو ماہی بالائی منزل	کنول فیروز	باقاعدہ
457-	ماہنامہ اعتبار	افتخار بشیر	باقاعدہ
458-	ماہنامہ دعوت اسلام	سید محمد عبدالقادر آزاد	باقاعدہ
459-	پندرہ روزہ کمرشل آبزور	خالد	بے قاعدہ
460-	ماہنامہ اپسکس انٹرنیشنل	عبدل سلیم	بے قاعدہ
461-	ماہنامہ عدن	شجاعت عمر	باقاعدہ
462-	ہفت روزہ بنیاد نو	ایم نذیر صابر	بے قاعدہ
463-	ہفت روز گرداب	زاہد سلیم	باقاعدہ
464-	ہفت روزہ بیچارے لوگ	زاہد سلیم	بے قاعدہ
465-	پندرہ روزہ بے نقاب	دلاور حسین قادری	بے قاعدہ
466-	سہ ماہی الیشین میڈیکل ریسرچ جنرل	عامر راہی	بے قاعدہ
467-	ماہنامہ الفیصل انٹرنیشنل	محمد خالد چودھری	بے قاعدہ
468-	ماہنامہ حیدری	سید منہاج الدین	باقاعدہ
469-	پندرہ روزہ بنچ اینڈ بار	احمد نواز نیازی	بے قاعدہ
470-	ماہنامہ برجوں کا طلسم کدہ	رشید سائل	بے قاعدہ
471-	ماہنامہ فانوس ادب	عامر علی نقوی	باقاعدہ
472-	ماہنامہ ہی اینڈ شی	محمد نواز چودھری	بے قاعدہ
473-	ماہنامہ چوکھٹ	عمران فیصل ملک	بے قاعدہ
474-	ماہنامہ عوام کی پکار	محمد عبداللہ	بے قاعدہ

475-	ماہنامہ فلورا نیوز	دی ڈائریکٹر آف ایگریکلچر پنجاب	بے قاعدہ
476-	ماہنامہ آداب فن	سعادت علی گل	بے قاعدہ
477-	ماہنامہ اساطیر	خالق الرحمٰن سیفی	بے قاعدہ
478-	ماہنامہ گل و خار	آمنہ سعید ڈار	باقاعدہ
479-	سہ ماہی ہیلتھ سٹار	احمد شہباز	بے قاعدہ
480-	ماہنامہ بینائی	خالد محمود چودھری	باقاعدہ
481-	ماہنامہ برادری	منصور طیب شیخ	باقاعدہ
482-	ماہنامہ بارش	طاہر خان	باقاعدہ
483-	ماہنامہ بچوں کی آواز	غزالہ مسعود	بے قاعدہ
484-	ماہنامہ بچپن	ریاض احمد عابد	بے قاعدہ
485-	سہ ماہی فلاح	شاہین عتیق الرحمٰن	بے قاعدہ
486-	پندرہ روزہ فکر جدید	محمد اشرف پال	باقاعدہ
487-	ماہنامہ ادبی جدید لوگ	طارق منظور	بے قاعدہ
488-	ہفت روزہ کرائم نیوز'	میاں اسلم پرویز	باقاعدہ
489-	ماہنامہ بلاول	ظہور حسین آصفی	بے قاعدہ
490-	ماہنامہ فلم نیوز	محمد امین زاہد	بے قاعدہ
491-	ماہنامہ الراہی ہلی گزٹ	محمد نوید حسین	بے قاعدہ
492-	ماہنامہ انٹرنیشنل شفق	طارق محمود ملک	باقاعدہ
493-	ماہنامہ ہیلتھ ڈائری	سید عباس اقبال	بے قاعدہ
494-	ہفت روزہ اخبار نو	اقبال زبیری	بے قاعدہ
495-	ماہنامہ اختلافات	سید ہاشمی	بے قاعدہ
496-	ماہنامہ بولوں کہ نہ بولوں	باقر علی	بے قاعدہ

497-	ہفت روزہ عوامی خبرنامہ	محمد مشتاق مغل	باقاعدہ
498-	ماہنامہ حزب اللہ	ایم راشد	بے قاعدہ
499-	ماہنامہ کمپیوٹر ٹائمز	محمد افضل قصر	باقاعدہ
500-	ماہنامہ اظہار	محمد شریف قریشی	باقاعدہ
501-	ماہنامہ عوامی عدالت	اشفاق محمود مرزا	بے قاعدہ
502-	پندرہ روزہ کوآپریٹو جنرل	امجد جاوید	بے قاعدہ
503-	ماہنامہ ایڈورٹائزنگ ورلڈ	احسن اقبال چودھری	بے قاعدہ
504-	ماہنامہ برھان	محمد اقبال	بے قاعدہ
505-	ہفت روزہ چشمہ	محمد سلیم شاہد	بے قاعدہ
506-	ماہنامہ ادبی ڈائجسٹ	حکیم طاہر پرویز	باقاعدہ
507-	ماہنامہ بشریٰ	محمد یوسف	باقاعدہ
508-	ماہنامہ القیاس	عبدالغفور وٹو	باقاعدہ
509-	ماہنامہ کرائمز ریویو	شوکت ڈار	بے قاعدہ
500-	ماہنامہ دنیا	حکیم کرم نواز صابری	باقاعدہ
511-	ماہنامہ آٹو گائیڈ	سید منور حسین بخاری	باقاعدہ
512-	ماہنامہ انتساب	جاوید اختر بھٹی	بے قاعدہ
513-	ماہنامہ ہم جولی	یعقوب داس	بے قاعدہ
514-	ماہنامہ اپنا اخبار	سید افضل حسین قریشی	بے قاعدہ
515-	پندرہ روزہ ہماری آواز	پرویز اختر	باقاعدہ
516-	ماہنامہ بیدار ڈائجسٹ	ڈاکٹر اختر بخاری	باقاعدہ
517-	پندرہ روزہ گلستان فرینڈز	محمد نعیم شیخ	باقاعدہ

518-	ماہنامہ ایجوکیشن	اے آر ظفر	بے قاعدہ
519-	ہفت روزہ گلستان	محمد اشرف واہلہ	باقاعدہ
520-	سہ ماہی افراز	مبارک علی	باقاعدہ
521-	ماہنامہ بچوں کا نشیمن	محمد الیاس سرور صدیقی	بے قاعدہ
522-	ماہنامہ بیلی	انتخاب احمد ریاض	بے قاعدہ
523-	ماہنامہ اولستان	خالد رفیق ملک	بے قاعدہ
524-	ماہنامہ اینٹی ڈوٹ	عبدالحمید عشقی	بے قاعدہ
525-	ماہنامہ ہومیو علاج	ڈاکٹر عبدالرشید	بے قاعدہ
526-	ماہنامہ افکار علم	پروفیسر سید محمد سلیم	بے قاعدہ
527-	ماہنامہ بنیادی حقوق	سہیل قاضی	با قاعدہ
528-	ماہنامہ الفاطمہ	سید سکندر حسین شاہ	بے قاعدہ
529-	ہفت روزہ چشم دید	آفتاب نذیر	بے قاعدہ
530-	ماہنامہ انوکھی آپ بیتیاں	ممتاز عزیز پیرزادہ	بے قاعدہ
531-	ماہنامہ فلک	محمد نعیم شیخ	بے قاعدہ
532-	ہفت روزہ الحبیب	زیڈ خواجہ	باقاعدہ
533-	ماہنامہ امبر	نگینہ خانم	بے قاعدہ
534-	ماہنامہ المعارف	راشد عباس نقوی	باقاعدہ
535-	ہفت روزہ ایام	مسز صغیر افروز	بے قاعدہ
536-	ماہنامہ حیات جاودانی	چودھری نعمت علی	بے قاعدہ
537-	ماہنامہ اسلامی سوشلزم	عرفان سعید	بے قاعدہ
538-	ہفت روزہ الجمعیت	مسٹر فضل الرحمٰن	با قاعدہ
539-	ماہنامہ ہمہ گیر	شہزادہ محمد احسن	بے قاعدہ
540-	ماہنامہ المسلمین	محمد خالد	باقاعدہ
541-	ماہنامہ اپنی مٹی	عابد جمیل	باقاعدہ

542-	ماہنامہ آبگینہ	محمد جمیل نبی	بے قاعدہ
543-	ماہنامہ کوآپریٹو بلیٹن	شیخ منہاج الدین	بے قاعدہ
544-	ماہنامہ دستر خوان	صفیہ سلطان	بے قاعدہ
545-	ماہنامہ عورت راج	رفیق غوری	بے قاعدہ
546-	ماہنامہ اخلاص	شیخ محمد امین	بے قاعدہ
547-	ماہنامہ بینش	عبدالروف ملک	بے قاعدہ
548-	ماہنامہ الغفاری	فقیر حسین آزاد	بے قاعدہ
549-	ماہنامہ انوار لاثانی	عابد حسین شاہ	بے قاعدہ
550-	ماہنامہ حامی	ساجد حمید حامی	باقاعدہ
551-	ہفت روزہ فرائیڈے بزنس	شوکت ڈار	بے قاعدہ
552-	سہ ماہی فیشن ٹرینڈ	منظور رانا	بے قاعدہ
553-	ماہنامہ ہیلتھ اینڈ فٹنس	منظور رانا	بے قاعدہ
554-	ماہنامہ ایجوکیشن پوسٹ	سید برکت علی	بے قاعدہ
555-	ماہنامہ دولت	کے مسعود	باقاعدہ
556-	ہفت روزہ فکر قرآن	سید اکبر عباس	بے قاعدہ
557-	سہ ماہی ایچ آر سی پی نیوز لیٹر	ندیم فضل ایاز	بے قاعدہ
558-	ماہنامہ الحمرا	ثریا شاہجہان	بے قاعدہ
559-	ماہنامہ غنچے اور کلیاں	محمد مقصود	باقاعدہ
560-	ماہنامہ عین غین	روبینہ شاہین قاضی	بے قاعدہ
561-	ہفت روزہ فرائیڈے بزنس	شوکت ڈار	بے قاعدہ
562-	ماہنامہ چل سو چل	منظور رانا	بے قاعدہ
563-	ماہنامہ عرفان	نور محمد قریشی	بے قاعدہ
564-	ماہنامہ عالمی امن	محمد نواز	بے قاعدہ

565-	پندرہ روزہ رہبر شکن	خاور شکن	بے قاعدہ
566-	پندرہ روزہ آواز پاکستان	شیخ محمد یوسف	بے قاعدہ
567-	ماہنامہ بچوں کا پرستان	ایم یوسف	بے قاعدہ
568-	ہفت روزہ جرس	عمر افروز	باقاعدہ
569-	ماہنامہ البلاغ المبین	حافظ عبدالرحمٰن مدنی	بے قاعدہ
570-	ماہنامہ غنیمت	ساجدہ بٹ	بے قاعدہ
571-	ماہنامہ اخبار زراعت	حافظ بشیر سہیل	بے قاعدہ
572-	ماہنامہ بلوچ سنگت	غلام مصطفیٰ خان	باقاعدہ
573-	ماہنامہ آہٹ	محمد یوسف	بے قاعدہ
574-	ماہنامہ گوشہ معلومات	بشیر منیر	بے قاعدہ
575-	ماہنامہ سہ ماہی الجبہ	محمد قدیر ملک	بے قاعدہ
576-	سال نامہ ایورلاسٹ ٹیکس گائیڈ	محمد اکرم علی گوندل	بے قاعدہ
577-	ماہنامہ چراغ منزل	محمد مقصود	باقاعدہ
578-	ہفت روزہ آواز کشمیر	محمود صادق	بے قاعدہ
579-	ہفت روزہ کمپیوٹر میگزین	محمود صادق	بے قاعدہ
580-	سہ ماہی بزم چٹان	حاجی طارق سمر	بے قاعدہ
581-	ماہنامی اصلاح ملت	چودھری محمد اقبال	باقاعدہ
582-	ماہنامہ اولستان	خالد رفیق	بے قاعدہ
583-	ماہنامہ انوپ	عابد بشیر ڈار	بے قاعدہ
584-	ماہنامہ فیلوانٹرنیشنل	خالد تبسم	بے قاعدہ
585-	ماہنامہ امارت شریعہ	نجمہ سائرہ	باقاعدہ
586-	ماہنامہ این کاؤنٹر	سیر خالد طفیل خان	بے قاعدہ
587-	ماہنامہ غبار خاطر	سرفراز احمد	بے قاعدہ

588-	ماہ نامہ بنیاد حق	زاہد شکور	بے قاعدہ
589-	ہفت روزہ نظریہ پاکستان	بیگم امینہ غنی گھمن	باقاعدہ
590-	ہفت روزہ مشاہدات	مس پروین خان	باقاعدہ
591-	ہفت روزہ ندائے ملت	مجید نظامی	ایضا
592-	ہفت روزہ نقیب ملت	مولوی ہدایت اللہ	ایضا
593-	ہفت روزہ نوائے شہید	صفدر علی مرزا	ایضا
594-	ماہنامہ نصرت	لیاقت علی چوہان	بے قاعدہ
595-	پندرہ روزہ ندا	اقتدار احمد	باقاعدہ
596-	ہفت روزہ ندائے شیعہ	جعفر علی میر	ایضا
597-	پندرہ روزہ پاکستان ریلوے سٹور بلیٹن	محمد رفیق	ایضا
598-	ہفت روزہ پاک جمہوریت	فضل قدیر	ایضا
599-	ہفت روزہ رضا کار	ایس ایچ محمد صدیقی	ایضا
600-	ماہنامہ روشن خیال	شاہد محمود	ایضا
601-	ہفت روزہ پیاسی کونج	خلیل احمد پراچہ	بے قاعدہ
602-	ماہنامہ چناوا	منظور رانا	ایضا
603-	ماہنامہ ناکردہ گناہ	محمد انور خان	باقاعدہ
604-	ماہنامہ نغمہ	لیاقت علی ملک	بے قاعدہ
605-	ماہنامہ پیام فرید	محمد طفیل عرشی	ایضا
606-	سہ ماہی روایت	امتیاز احمد ہاشمی	ایضا
607-	سہ ماہی رابعہ	نسرین کوثر	ایضا
608-	ہفتہ روزہ رفتار جہاں	محمد امین	باقاعدہ
609-	پندرہ روزہ میڈیکل ہیرلڈ	ڈاکٹر مبارک احمد	بے قاعدہ
610-	ہفت روزہ نکتہ چیں	رانا عبدالقیوم	ایضا

611-	ہفت روزہ کلمتہ الحق	محمد حسین اکبر	باقاعدہ
612-	پندرہ روزہ پیغام صلح	نصیر احمد	ایضا
613-	ہفت روزہ جمہور	الیاس سرور صدیقی	بے قاعدہ
614-	ہفت روزہ میرا وطن	میاں محمد سلیم صابر	ایضا
615-	ہفت روزہ جہان فن	شوکت ڈار	ایضا
616-	ہفت روزہ پس پردہ	چودھری محمد اویس تاج	ایضا
617-	ہفت روزہ خادم	خادم علی کھوکھر	بے قاعدہ
618-	ہفت روزہ نئی صدی	ایم صفدر چودھری	بے قاعدہ
619-	پندرہ روزہ پاکستان لیبر رپورٹر	عمر دین	باقاعدہ
620-	پندرہ روزہ پاسبان ملت	فضل الرحمان	ایضا"
621-	پندرہ روزہ پاک ورکرز	خورشید احمد	ایضا"
622-	پندرہ روزہ پنجاب کرانیکل	عقیلہ بیگم	ایضا"
623-	ماہنامہ روپ رنگ	شہزادہ ممتاز احمد	ایضا"
624-	ماہنامہ کتابی دنیا	محمد صابر خان	ایضا"
625-	پندرہ روزہ کھلاڑی	منیر احمد منیر	بے قاعدہ
626-	پندرہ روزہ راہنمائے طلبہ	رفیق الدین الرحمان	بے قاعدہ
627-	ہفت روزہ مہک	میر تسکین الرحمان	بے قاعدہ
628-	سہ ماہی قرطاس و قلم	منورالاسلام	ایضا"
629-	ماہنامہ خرید و فروخت	جمیل اطہر	بے قاعدہ
630-	ماہنامہ خبر جہاں	مسز این ایس سیال	باقاعدہ
631-	ماہنامہ مقدمات	طارق پرویز جنجوعہ	بے قاعدہ
632-	ماہنامہ پیپلز یوتھ	حافظ ایس خلیل احمد	ایضا
633-	ماہنام پھول پتیاں	محبوب الٰہی	ایضا

634-	ماہنامہ پنجابی لکھاری	دلدار حسین	باقاعدہ
635-	ماہنامہ معیشت	شجاعت عمر	باقاعدہ
636-	ماہنامہ جانثار پاکستان	محمد خلیل خان گوہر	بے قاعدہ
637-	ماہنامہ بک نیوز	اے اسلام	بے قاعدہ
638-	ماہنامہ پزل	میر شکیل الرحمان	ایضا
639-	ماہنامہ خاتون	مسز عقیلہ خاتون لودھی	ایضا
640-	ماہنامہ لالہ رخ	احتشام الٰہی عثمانی	ایضا
641-	ماہنامہ لائٹ	نثار احمد	ایضا
642-	ماہنامہ ندائے ہومیوپیتھی	ایچ ڈاکٹر احمد حسین	باقاعدہ
643-	ماہنامہ نعت	راجہ رشید	بے قاعدہ
644-	ماہنامہ نور افشاں	صادق بھٹی	بے قاعدہ
645-	ماہنامہ نبض	سکندر واسطی	بے قاعدہ
646-	ماہنامہ نامہ بر	ایم بابر ملک	باقاعدہ
647-	ماہنامہ نقاش	الطاف حسین راشد	بے قاعدہ
648-	ماہنامہ نقوش	جاوید اقبال	ایضا
649-	ماہنامہ نعرہ جنگ	میجر شمعون بہادر	باقاعدہ
650-	ماہنامہ نوید بہار	ملک یوسف عزیز	ایضا
651-	ماہنامہ نوید حیات	محمد اکبر	ایضا
652-	ماہنامہ نور السلام	جمیل احمد شرق پوری	باقاعدہ
653-	ماہنامہ نیشنل لاء رپورٹر	اے آئی ظفر چودہری	باقاعدہ
654-	ماہنامہ نوائے راجپوت	رانا محبوب احمد خان	باقاعدہ
655-	ماہنامہ نوائے نجوم	پروفیسر محمد افضال	بے قاعدہ
656-	ماہنامہ نظارہ ڈائجسٹ	ایس اے مرزا	بے قاعدہ
657-	ماہنامہ نور مشرق	الیاس احمد	باقاعدہ

658-	ماہنامہ نور	محمد یحییٰ	باقاعدہ
659-	ماہنامہ نوائے کسان	کمال الدین کمال	بے قاعدہ
660-	ماہنامہ پاکستان لیبر	ملک محمد سعید	باقاعدہ
661-	ماہنامہ پاکستان لاء جرنل	بشیر احمد	باقاعدہ
662-	ماہنامہ پاکستان ٹیکس ڈیسٹن	ملک محمد سعید	باقاعدہ
663-	ماہنامہ پیام امن	سید انصار حسین نقوی	باقاعدہ
664-	ماہنامہ پلک	طارق فاروق	باقاعدہ
665-	ماہنامہ پاک ڈائجسٹ	خالدہ خانم	بے قاعدہ
666-	ماہنامہ پاکستان کریمنل لاء جنرل	ملک محمد سعید	باقاعدہ
667-	پاکستان ٹیکس اینڈ لاء کوآپریٹو	طارق مجید چودھری	بے قاعدہ
668-	ماہنامہ کرشمہ	محمد حنیف	باقاعدہ
669-	قانون گو شیخ	ایس ایچ محمد مسلم	باقاعدہ
670-	ماہنامہ قومی صحت	اقبال احمد قریشی	باقاعدہ
671-	ماہنامہ قومی ڈائجسٹ	مجیب الرحمٰن شامی	باقاعدہ
672-	قاصد جدید	زیڈ ایم زبیر	باقاعدہ
673-	روح السلام	سید مبارک علی گیلانی	بے قاعدہ
674-	ماہنامہ راوینز ڈائجسٹ	طارق محمود	بے قاعدہ
675-	ماہنامہ رہنمائے تعلیم	محمد اقبال قریشی	بے قاعدہ
676-	ماہنامہ رضوان	سید محمود احمد رضوی	باقاعدہ
677-	ماہنامہ رنگ برنگ	سید عباس کاظم	بے قاعدہ
678-	ماہنامہ روداد	سرور مجاز	باقاعدہ
679-	ماہنامہ کھیل	سلطان عارف	بے قاعدہ
680-	ماہنامہ میلہ انٹرنیشنل	افسر علی خان	بے قاعدہ
681-	ماہنامہ لیبر ٹائمز	محمد خان	باقاعدہ

682-	ماہنامہ محنت	صاحبزادہ عبدالرحمٰن خٹک	بے قاعدہ
683-	ہفت روزہ جانباز	محمد افضل چاند	بے قاعدہ
684-	ماہنامہ قبیلہ	شمع نیاز لکھو	بے قاعدہ
685-	ماہنامہ اپوزیشن	حاجی حفیظ الحق	باقاعدہ
686-	ماہنامہ معیشت	شجاعت عمر خان	بے قاعدہ
687-	ماہنامہ پیام صحت	حکیم میاں عبدالغفور	باقاعدہ
688-	پندرہ روزہ پنجابی	طارق فاروق	بے قاعدہ
689-	ہفت روزہ جاسوس	منظور شاہد	بے قاعدہ
690-	ہفت روزہ نئی دنیا	جاوید اختر	باقاعدہ
691-	ماہنامہ جدید زراعت	صدیق قریشی	بے قاعدہ
692-	ماہنامہ جواب عرض	شہزادہ عالمگیر	با قاعدہ
693-	ماہنامہ جگنو	ایس ایچ ارشد نیاز	باقاعدہ
694-	ماہنامہ جلوہ	صبا پرویز	باقاعدہ
695-	ماہنامہ رسالت	سید محمد علی وجدان	بے قاعدہ
696-	ماہنامہ رائی انٹرنیشنل	چودھری محمد ادریس	بے قاعدہ
697-	ماہنامہ نوائے مغل	حاجی محمد صدیق مغل	باقاعدہ
698-	ماہنامہ لاجواب	مقصود انور	باقاعدہ
699-	ماہنامہ خیرالعمل	ڈاکٹر حسن عسکر مرزا	بے قاعدہ
700-	ماہنامہ ندائے مسلم	نادر علی مرزا	بے قاعدہ
701-	ماہنامہ کھیل رنگ	مزمل حسین بٹ	بے قاعدہ
702-	ماہنامہ کلید صحت ڈائجسٹ	حکیم عبدالرشید	باقاعدہ
703-	ماہنامہ کہکشاں ڈائجسٹ	غلام حیدر نیازی	باقاعدہ
704-	ماہنامہ خواجگان	اختر علی جاوا	بے قاعدہ
705-	ماہنامہ کھلونا	جاوید قریشی	بے قاعدہ

706-	ماہنامہ نوائے گوجر	چودھری اکبر علی شاد	بے قاعدہ
708-	ماہنامہ کوثر	ایس ایچ مختار احمد	باقاعدہ
709-	ماہنامہ محنت کار	صفدر حسین صدیقی	باقاعدہ
710-	ماہنامہ روبرو	صغیرہ بانو شیریں	بے قاعدہ
711-	ماہنامہ پیارا ساتھی	سعیدہ شیخ	باقاعدہ
712-	ماہنامہ خطیب آل محمد	خضر عباس سعید	بے قاعدہ
713-	ماہنامہ لاء ڈائجسٹ	ملک محمد دبیر سعید	باقاعدہ
714-	ماہنامہ لہراں	اختر حسین اختر	باقاعدہ
715-	ماہنامہ لاہور ڈائجسٹ	قاضی ذوالفقار احمد	باقاعدہ
716-	ماہنامہ جدوجہد	محمد حنیف چیمہ	بے قاعدہ
718-	ماہنامہ قیام	سید عباس انور	باقاعدہ
719-	ماہنامہ پیغام ڈائجسٹ	صابر قرنی	باقاعدہ
720-	ماہنامہ جھلک	حبیب الرحمان شاہی	باقاعدہ
721-	ماہنامہ منہاج القرآن	جاوید انصاری	بے قاعدہ
722-	ماہنامہ مسلم جرنل	پرویز میر	بے قاعدہ
723-	ماہنامہ ملی ڈائجسٹ	عبدالرؤف	بے قاعدہ
724-	ماہنامہ مخزن ہومیو پیتھی	ایم اقبال شاہ	باقاعدہ
725-	ماہنامہ مخزن آیروید	محمد اقبال	باقاعدہ
726-	ماہنامہ میثاق	ڈاکٹر انصار احمد	باقاعدہ
727-	ماہنامہ محفل	طبقل ہوشیار پوری	باقاعدہ
728-	ماہنامہ ماں بولی	منیرالدین خالد	باقاعدہ
729-	سہ ماہی محدث	حافظ عبدالرحمان	بے قاعدہ
730-	ماہنامہ مجلہ طیبہ	ایم اجمل خان	بے قاعدہ
731-	ماہنامہ مشیر صحت	حکیم حافظ مسعود الحق خان	باقاعدہ

732-	ماہنامہ مینار نگہبان	آر سموئیل	باقاعدہ
733-	ماہنامہ محترمہ	اسداللہ غالب	بے قاعدہ
734-	ماہنامہ مسلمہ	عبیدالحق	باقاعدہ
735-	ماہنامہ طن	پروین محمد علی	بے قاعدہ
736-	ماہنامہ ماہ نو	ڈی جی ایف پی	باقاعدہ
737-	ماہنامہ محرو عاہ	سید فدا حسین شاہ	باقاعدہ
738-	ماہنامہ مون ڈائجسٹ	ادیب جاودانی	باقاعدہ
739-	ماہنامہ محافظ	چودھری محمد یوسف	بے قاعدہ
740-	ماہنامہ مسافر	شاہ محمد یوسف	بے قاعدہ
741-	ماہنامہ نرخنامہ کاغذ	علی اکبر جلوا	باقاعدہ
742-	ماہنامہ مبین	مبین بیگ مرزا	بے قاعدہ
743-	ماہنامہ جاسوسی ڈائجسٹ	شہزادہ عالمگیر	بے قاعدہ
744-	ماہنامہ ممبران	شیر محمد	باقاعدہ
745-	ماہنامہ مائیکرو	کاظم منصوری	بے قاعدہ
746-	ماہنامہ کردار	سہیل احمد	بے قاعدہ
747-	ماہنامہ پندرہ عورتیں پندرہ کہانیاں	شہزادہ عالمگیر	بے قاعدہ
748-	ماہنامہ جہاں خواتین	محمد بخش بیدار	بے قاعدہ
749-	ماہنامہ پرتو	حرفی ایل سروش	باقاعدہ
750-	ماہنامہ محبوب	احمد علی شرقپوری	باقاعدہ
751-	ماہنامہ خواتین ڈائجسٹ	شمع شوکت	بے قاعدہ
752-	ماہنامہ کشش	امجد حسین قریشی	بے قاعدہ
753-	ماہنامہ پیام قربت	دل نواز	بے قاعدہ
754-	ماہنامہ پاتم اسلام	طالب حق	بے قاعدہ

755-	ماہنامہ مزدور جدوجہد	فاروق طارق	باقاعدہ
756-	ماہنامہ نیو ایج ڈائجسٹ	شہباز احمد فاروقی	بے قاعدہ
757-	ماہنامہ نوائے زن	روبینہ عافیہ	بے قاعدہ
758-	ماہنامہ مودی ٹائمز	سید ساجد یزدانی	بے قاعدہ
759-	ہفت روزہ نئی سوچ	ریحان منیر	باقاعدہ
760-	ماہنامہ قاف	زاہد محمود خان	بے قاعدہ
761-	ماہنامہ جنگل	محمد رشید جوئیہ	بے قاعدہ
762-	پندرہ روزہ مسلم لیگ نیوز لیٹر	احسن اقبال	بے قاعدہ
763-	پندرہ روزہ مثال	عطاء الرحمان خان	بے قاعدہ
764-	پندرہ روزہ رہنمائے ملت	حافظ محمد شریف اشرف	باقاعدہ
765-	ہفت روزہ رضیہ سلطانہ	حکیم عبدالرشید	بے قاعدہ
766-	سہ ماہی لیبر ورلڈ	محمد سعید نظامی	بے قاعدہ
767-	ہفت روزہ جہاں نما	طارق فاروق	بے قاعدہ
768-	ہفت روزہ کہکشاں	غلام جیلانی	باقاعدہ
769-	ڈیلی کوہستان	بشیر احمد ناصر	بے قاعدہ
770-	ہفت روزہ خاتون کشمیر	سعیدہ کاشمیری	بے قاعدہ
771-	ہفت روزہ خرام الدین	مولانا محمد اجمل قادری	باقاعدہ
772-	پندرہ روزہ کتابستان	عبدالحمید خان	بے قاعدہ
773-	ماہنامہ نظام	سید ارشاد الحسن گیلانی	بے قاعدہ
774-	ماہنامہ پاکستان جرنل آف آپتھل مالوجی	ڈاکٹر نذیر احمد ملک	بے قاعدہ
775-	ہفت روزہ لاہور	یاسر مقصود احمد ملک	بے قاعدہ
776-	ہفت روزہ لیل و نہار	منصور احمد ملک	بے قاعدہ

777-	ہفت روزہ للکار	تاج محمد چودھری	باقاعدہ
778-	ہفت روزہ مزدور	مس عائشہ رحیم	باقاعدہ
779-	ہفت روزہ مظلوم کشمیر	سید ناصر	بے قاعدہ
780-	ہفت روزہ مجبور	پروفیسر محمد افضل	باقاعدہ
781-	ہفت روزہ مارکیٹ	مس شہناز اختر	بے قاعدہ
782-	ہفت روزہ خندق	محمد نواز چودھری	بے قاعدہ
783-	ہفت روزہ نوائے جہاں	ایس ایم یوسف	باقاعدہ
784-	پندرہ روزہ خبرنامہ طب	ریاض محمود	بے قاعدہ
785-	ماہنامہ کھیل اور کھلاڑی	نثار رحیم	باقاعدہ
786-	پندرہ روزہ معلم	سید محمد علی زیدی	بے قاعدہ
787-	پندرہ روزہ میڈیکل ہیرلڈ	ڈاکٹر مبارک احمد	باقاعدہ
788-	ماہنامہ مصور انٹرنیشنل	منیر احمد نولکھا	باقاعدہ
789-	ماہنامہ نوائے شوق	حاکم عبدالرشید	باقاعدہ
790-	ماہنامہ رہنمائے ٹیکس	اطہر نیاز	بے قاعدہ
791-	پندرہ روزہ نعرہ حق	محمد صدیق راہی	باقاعدہ
792-	ماہنامہ نور محل	خالد بن حامد	بے قاعدہ
793-	پندرہ روزہ پلس	مظفر علی	باقاعدہ
794-	ماہنامہ پنجابی نامہ	سید عزیز شاہ بخاری	بے قاعدہ
795-	ماہنامہ ہڈی مہک	مظفر علی	باقاعدہ
796-	ماہنامہ نیشنل فرنٹیر	عبدل حاکم	بے قاعدہ
797-	ہفت روزہ پہچان حق	رحمان زلفی	بے قاعدہ
798-	ماہنامہ پیام وطن	خان محمد انور خان	بے قاعدہ
799-	ماہنامہ لاہور نامہ	غلام عباس خان	بے قاعدہ
800-	ماہنامہ نگاہ بلند	محمد امین بٹ	بے قاعدہ

801-	ماہنامہ نیاز نامہ	سعید احمد	باقاعدہ
802-	ماہنامہ منہاج القرآن	علی رضا شاہ	بے قاعدہ
803-	پندرہ روزہ مہکار	فاروق علی اعوان	بے قاعدہ
804-	ہفت روزہ مملکت	عبدالقادر حسن	بے قاعدہ
805-	ہفت روزہ ملا	عبدالمجید	بے قاعدہ
806-	ہفت روزہ قوت	ڈاکٹر محمد بشیر گورایہ	بے قاعدہ
807-	ماہنامہ جیان عالم	شوکت علی نعیم اسدی	باقاعدہ
808-	ہفت روزہ پاسبان اقلیت	طاہر اقبال بھٹی	باقاعدہ
809-	ماہنامہ کی لاء رپورٹس	آصف سید خیان کھوسہ	بے قاعدہ
810-	ماہنامہ پاکستان سپریم کورٹ	میاں نثار احمد	بے قاعدہ
811-	ماہنامہ متین	مظہر الیاس	بے قاعدہ
812-	ماہنامہ میڈیا	شمیم عمر تھانوی	بے قاعدہ
813-	ماہنامہ پاک سنگم	بشیر احمد	بے قاعدہ
814-	ماہنامہ میگزین	میرجاوید الرحمٰن	بے قاعدہ
815-	ماہنامہ پاکیزہ آنچل	شہزادہ عالمگیر	باقاعدہ
816-	ماہنامہ راہی ڈائجسٹ	مس خالدہ سرفراز	باقاعدہ
817-	ماہنامہ نقوش جہاں	ایم ارشاد خان	باقاعدہ
818-	ماہنامہ کشور حسین	محمود احمد	بے قاعدہ
819-	ماہنامہ مواخذہ	نذرہ چغتائی	بے قاعدہ
820-	ماہنامہ موسیقار	جاوید نظامی	باقاعدہ
821-	ماہنامہ لبریشن	کنول فیروز	باقاعدہ
822-	ماہنامہ مسکراہٹ	طفیل اختر	بے قاعدہ
823-	ماہنامہ نوائے ایوان	ایس ایچ اشفاق احمد	بے قاعدہ
824-	ماہنامہ خانم	جمیل اطہر	باقاعدہ

825-	ماہنامہ قوم کے بچے	زاہد رسول بٹ	باقاعدہ
826-	پندرہ روزہ مشاق	فقیر حسین	باقاعدہ
827-	پندرہ روزہ خلافت	فضل الٰہی فاروقی	باقاعدہ
828-	ہفت روزہ مادر وطن	منظور طیب شیخ	بے قاعدہ
829-	ماہنامہ روحانی کائنات	ایس فیاض احمد شاہ	بے قاعدہ
830-	ماہنامہ میلان ڈائجسٹ	شمس اسلام	بے قاعدہ
831-	ماہنامہ منور	رخسانہ شاہین	بے قاعدہ
832-	ماہنامہ پنجابی ڈائجسٹ	محمد امجد خان بٹ	باقاعدہ
833-	ماہنامہ ریحان	سمیرا مشتاق	بے قاعدہ
834-	ماہنامہ منور ڈائجسٹ	محبوب الٰہی	بے قاعدہ
835-	ماہنامہ مختار	عبدالرحمٰن	بے قاعدہ
836-	ماہنامہ جمالستان	حکیم ولی الرحمٰن	بے قاعدہ
837-	ماہنامہ مووی ویژن	خورشید الحسن قادری	بے قاعدہ
838-	ہفت روزہ لاہور ٹائمز	سفریاب علی شیخ	باقاعدہ
839-	ہفت روزہ خاک وطن	اشفاق احمد	بے قاعدہ
840-	ماہنامہ خصوصی ڈائجسٹ	حاجی حفیظ الحق	بے قاعدہ
841-	سہ ماہی نفسی زاویے	عباس علی عاصم	بے قاعدہ
842-	ماہنامہ پولیٹیکل ٹائمز	عابد صدیقی	بے قاعدہ
843-	ماہنامہ محاسبہ	حبیب الرحمٰن رانا	باقاعدہ
844-	ہفت روزہ ملتان روڈ نیوز	اطہر محمود	باقاعدہ
845-	پندرہ روزہ پیامی	شمیم اختر پیامی	باقاعدہ
846-	سہ ماہی پیسہ نیوز	محمد اصغر	بے قاعدہ
847-	ہفت روزہ خاص لوگ	شاہ جہاں پون	بے قاعدہ
848-	ماہنامہ نوائے درویش	عاشق حسین چودھری	بے قاعدہ

849-	ماہنامہ روپیہ	میاں شوکت علی	بے قاعدہ
850-	ماہنامہ کتاب	ذوالفقار احمد تابش	باقاعدہ
851-	ماہنامہ لب آزاد	محمد لطیف پیانی	باقاعدہ
852-	ماہنامہ پاکستان انڈسٹریل	شفیق الرحمٰن سیفی	باقاعدہ
853-	ماہنامہ مشاہرہ	محمد شبیر خان	باقاعدہ
854-	ماہنامہ نظام اسلام	ایاز ظہیر ہاشمی	بے قاعدہ
855-	ماہنامہ قطرات	سید ظفر علی رضوی	باقاعدہ
856-	ماہنامہ روشنی کا سفر	سید احمد خان	باقاعدہ
857-	ماہنامہ پاکستان زندہ باد	محمد فیروز ملک	بے قاعدہ
858-	ماہنامہ راجپوت	محمد امجد بٹ	بے قاعدہ
859-	ماہنامہ نو رنگ	حکیم سعید علی ناصر عسکری	باقاعدہ
860-	ماہنامہ نوائے مجاہد	میاں فیاض احمد	باقاعدہ
861-	ماہنامہ فوجی افق	علی جاوید نقوی	باقاعدہ
862-	ماہنامہ نیا شعور	مس مسرت خالد	بے قاعدہ
863-	ماہنامہ ریحانہ ڈائجسٹ	ممتاز عزیز پیرزادہ	باقاعدہ
864-	ماہنامہ نغمان	لیاقت علی ملک	بے قاعدہ
865-	ماہنامہ نور نظر	ایم صغیر احمد	بے قاعدہ
866-	ماہنامہ لاہور ویو	نگہت منظور	باقاعدہ
867-	ماہنامہ جہد مسلسل	لبنیٰ امداد	بے قاعدہ
868-	ماہنامہ نوائے میانوالی	محمد فیروز ملک	باقاعدہ
869-	ہفت روزہ مشعل رحمانی	الیاس سرور صدیقی	باقاعدہ
870-	ہفت روزہ میزان حق	سلیم اختر	باقاعدہ
871-	ہفت روزگار گزٹ	میاں غلام رؤف	بے قاعدہ
872-	ہفت روزہ ریاست	عبدالعزیز	باقاعدہ

873-	پندرہ روزہ نوائے دین و دانش	صاحبزادہ وحید	بے قاعدہ
874-	سہ ماہی نئی آوازیں	نعیم جاوید	باقاعدہ
875-	ماہنامہ مروت	ڈاکٹر عارف	بے قاعدہ
876-	ماہنامہ خاتون خانہ	فرخندہ نسیم	باقاعدہ
877-	ماہنامہ میڈیا نیوز	شبیر احمد درانی	باقاعدہ
878-	پندرہ روزہ رسم	شوکت علی نعیم اسعدی	بے قاعدہ
879-	پندرہ روزہ نوائے تعلیم	قاضی محمد ظفر اقبال	باقاعدہ
880-	پندرہ روزہ میڈیکل فارم	ڈاکٹر نسرین اظہر	باقاعدہ
881-	ہفت روزہ نوائے ٹرانسپورٹ	شاہد اقبال قریشی	باقاعدہ
882-	ماہنامہ جھرمٹ	نثار احمد	بے قاعدہ
883-	ماہنامہ کفیل	غفور اختر چودھری	بے قاعدہ
884-	ماہنامہ نگار خانہ	میاں غلام احمد	باقاعدہ
885-	ماہنامہ پاسپڈا گزٹ	سرکل چیئرمین	بے قاعدہ
886-	ماہنامہ روپ سنگھار	محمد یوسف	بے قاعدہ
887-	ماہنامہ نوائے الفیصل ٹاؤن	محمد ابوبکر تاج	بے قاعدہ
888-	ماہنامہ لبرٹی	دلاور حسین ڈار	بے قاعدہ
889-	ماہنامہ رویل	عزیز احمد پاول	باقاعدہ
890-	ماہنامہ عیشا	آغا عامر حسین	بے قاعدہ
891-	ماہنامہ ملاقات	تاج محمد چودہری	باقاعدہ
892-	ہفت روزہ پاسبان عوام	طاہر اقبال بھٹی	بے قاعدہ
893-	ہفت روزہ مسلمان	پرویز طاہر خان	باقاعدہ
894-	ہفت روزہ خوددار	سردار محمد عدیل شمس	بے قاعدہ
895-	پندرہ روزہ نوائے قوم	پرویز طاہر خان	باقاعدہ
896-	پندرہ روزہ خلافت	فضل الٰہی فاروقی	باقاعدہ

897-	ماہنامہ جوان سوچ	محمد حسین خان نیازی	بے قاعدہ
898-	سہ ماہی جیورسٹ گزٹ	محمد طاہر زبیری	بے قاعدہ
899-	ماہنامہ آئل اینڈ گیس ڈائجسٹ	سید عاشق جعفری	بے قاعدہ
900-	ششماہی مینجمینٹ فارم	پروفیسر ایف ڈی انجم	باقاعدہ
901-	ماہنامہ پذیرائی	سید ذوالفقار حسین	بے قاعدہ
902-	ماہنامہ پسند	مقصود حسین عامر	بے قاعدہ
903-	ماہنامہ نوائے انصار	محمد اقبال انصاری	باقاعدہ
904-	ماہنامہ منادی	رانا فضل رحمان	بے قاعدہ
905-	ماہنامہ کھلتے کھلیان	ثمینہ یاسمین	بے قاعدہ
906-	ماہنامہ نادیہ	شاہینہ ساجد	بے قاعدہ
907-	ماہنامہ نوائے گوجر	چودھری اکبر علی شاد	بے قاعدہ
908-	ماہنامہ مرغیہ	سید ظفر الحسن	بے قاعدہ
909-	ماہنامہ مجلۃ الدعوات	محمد صدیق بٹ	بے قاعدہ
910-	ہفت روزہ رائزنگ سٹار	ضیاء سلطان	بے قاعدہ
911-	ماہنامہ نقش پا	طلعت حیدر	بے قاعدہ
912-	ماہنامہ نیشنل ٹیکس رپورٹ	آغا علی عمران مرزا	باقاعدہ
913-	ماہنامہ مون سٹار	ادیب جاودانی	بے قاعدہ
914-	ماہنامہ مودی سٹار	محمد یوسف	بے قاعدہ
915-	ماہنامہ روحانی کلینک	احمد رضا	بے قاعدہ
916-	ماہنامہ نصیر الصحت	حکیم محمد عباس	بے قاعدہ
917-	ماہنامہ مجلۃ ترجمان السنہ	مس محمودہ اختر	بے قاعدہ
918-	ماہنامہ کہنے دو	میاں محمد آصف	باقاعدہ
919-	ماہنامہ راستہ	شہباز خان	بے قاعدہ

920-	ماہنامہ قلو پطرہ	شہزادہ عالمگیر	بے قاعدہ
921-	پندرہ روزہ نیشنل ٹائم	چودھری عبدالمجید	بے قاعدہ
922-	پندرہ روزہ آف دی ریکارڈ	قاضی سہیل امین	باقاعدہ
923-	ماہنامہ نوا	رانا شوکت علی نظامی	بے قاعدہ
924-	ماہنامہ قلعہ	انتخاب احمد ضاد	بے قاعدہ
925-	ماہنامہ تعلقہ	رضا رشید چشتی	باقاعدہ
926-	پندرہ روزہ پراپرٹی نیوز	سید احمد خان	بے قاعدہ
927-	ہفت روزہ رُشد	حافظ عبدالرحمٰن صوفی	بے قاعدہ
928-	ہفت روزہ جمعہ میگزین	خالد یزدانی	بے قاعدہ
929-	ماہنامہ خلوص	محمد اشرف واہلا	باقاعدہ
930-	ہفت روزہ نوائے گلشن	محمد طیب	باقاعدہ
931-	سہ ماہی پیرنٹ	شیخ عبدالحمید	بے قاعدہ
932-	ماہنامہ نئے چراغ	رشید کامل	بے قاعدہ
933-	ماہنامہ نوائے مملکت	رانا پرویز	باقاعدہ
934-	ہفت روزہ رازدان	محمد فاروق نثار	بے قاعدہ
935-	ہفت روزہ راوی رنگ	نسیم اصغر صاحبہ	باقاعدہ
936-	ماہنامہ نوائے اہلسنت	محمد سرور بہادر	باقاعدہ
937-	ماہنامہ پیٹرولیم ڈیلرز	عزیز فانی	بے قاعدہ
938-	ماہنامہ مثالی طب	حکیم سید صفدر عدیل	بے قاعدہ
939-	سہ ماہی رابطہ	اعجاز حسین	بے قاعدہ
940-	ماہنامہ ایمان السنت	حبیب الرحمٰن	بے قاعدہ
941-	ہفت روزہ پوسٹ مارٹم	مدثر اقبال	باقاعدہ
942-	ہفت روزہ قومی امنگ	جمشید وارث	باقاعدہ
943-	پندرہ روزہ جھرنا	ساجد مشکور فاروقی	باقاعدہ

944-	ماہنامہ خبر نامہ	چودھری غلام محمد	باقاعدہ
945-	ماہنامہ محنت	ڈاکٹر صاحب زادہ عبدالرحمٰن	بے قاعدہ
946-	ہفت روزہ راہبر	چودھری لیاقت علی	باقاعدہ
947-	ماہنامہ کھنک	سید ارشد صغیر	بے قاعدہ
948-	ماہنامہ نئے رخ	ایم اکمل رشید اعوان	باقاعدہ
949-	ماہنامہ نئی راہیں	ریاض الحسن صدیقی	بے قاعدہ
950-	ماہنامہ مژدہ	سید ولایت علی بخاری	باقاعدہ
951-	ماہنامہ جاء الحق	منیر احمد	باقاعدہ
952-	پندرہ روزہ نائی	بیگم مجیدہ خانم ضیاء	باقاعدہ
953-	پندرہ روزہ پراپرٹی اینڈ کنسٹریکشن نیوز	منظور احمد	باقاعدہ
954-	پندرہ روزہ قصور نیوز	مرزا اصلاح الدین	باقاعدہ
955-	ماہنامہ روح منظور	مسٹر عبدالباقی	باقاعدہ
956-	ماہنامہ نوائے جمال	جمال الدین بٹ	باقاعدہ
957-	پندرہ روزہ کلام وقت	میاں محمد شفیق حجازی	باقاعدہ
958-	ماہنامہ ماوام	انوارالحق	باقاعدہ
959-	ماہنامہ کار سیناس	ہریش میسی	باقاعدہ
960-	ماہنامہ پر فیکٹ ویو	شیراز سلیم غازی	باقاعدہ
961-	ماہنامہ پولٹیکل رپورٹس	شبیر احمد درانی	باقاعدہ
962-	ماہنامہ نوائے ابلاو	محمد خالد یوسف	باقاعدہ
963-	پندرہ روزہ مقناطیس	ارشد بیگم	باقاعدہ
964-	پندرہ روزہ جاذب نظر	محمد اسرار الحق	باقاعدہ
965-	ماہنامہ خالد انٹرنیشنل	ایس خالد	بے قاعدہ
966-	ماہنامہ مقسوم ڈائجسٹ	اجمل خان	بے قاعدہ

967-	ماہنامہ نیولائٹ	عمران فیصل ملک	بے قاعدہ
968-	ماہنامہ گستاخیاں	منظور الٰہی	باقاعدہ
969-	ماہنامہ پاکستان جنرل آفس ٹیل	راجہ ممتاز	بے قاعدہ
970-	سہ ماہی پنجابی ادب	سجاد حیدر	بے قاعدہ
971-	ماہنامہ شار کوالٹی	تسکین خانم	بے قاعدہ
972-	ماہنامہ پرور	محمد اکرم اختر	بے قاعدہ
973-	ماہنامہ نیشنل ڈویلپمنٹ	جلیل احسن اختر	بے قاعدہ
974-	ماہنامہ رہاس	محمد وسیم	بے قاعدہ
975-	ماہنامہ لاء پوائنٹ	چودھری نواب دین	بے قاعدہ
976-	ماہنامہ مجاہد اسلام	میاں جاوید عبدالقادر	بے قاعدہ
977-	ماہنامہ نظریہ	ڈاکٹر وحید عشرت	بے قاعدہ
978-	ماہنامہ پھلواری	محمد اشرف شیخ	بے قاعدہ
979-	ماہنامہ مین پاور	مسعود احمد	بے قاعدہ
980-	ماہنامہ پاکستان میڈیکا	ڈاکٹر ندیم احمد قریشی	بے قاعدہ
981-	ہفت روزہ کمند	ایس امجد	بے قاعدہ
982-	ہفت روزہ متبرک	سید فیاض حسین کرمانی	بے قاعدہ
983-	ہفت روزہ نوائے پاکستان	محمد شفیق طارق	بے قاعدہ
984-	ہفت روزہ مشرقی پاکستان	کامل امبالوی	بے قاعدہ
985-	ہفت روزہ مہارت	ناصر مصطفیٰ فیروز	باقاعدہ
986-	سالنامہ احساس	پرنسپل گورنمنٹ کالج اوکاڑہ	باقاعدہ
987-	ماہنامہ آشکار	عبدالخالق قمر	باقاعدہ
988-	پندرہ روزہ بیان	طارق نور	باقاعدہ
989-	ہفت روزہ پاک پنجاب	مرزا بشیر احمد	باقاعدہ

-990	ماہنامہ گل دستہ	محمد بشیر	بے قاعدہ
-991	ہفت روزہ قومی نگران	محمد محمود چودھری	باقاعدہ
-992	ہفت روزہ سپاہی	راؤ ذاکر علی خان	بے قاعدہ
-993	ہفت روزہ سپورٹ	خالد مسعود	بے قاعدہ
-994	پندرہ روزہ نوید حق	طارق نوید	بے قاعدہ
-995	ہفت روزہ نوائے اوکاڑہ	شہباز ساجد	باقاعدہ
-996	روزنامہ بجن	ظفریات احمد	بے قاعدہ
-997	روزہ نامہ سعادت	خلیق الرحمان	باقاعدہ
-998	روزنامہ شہاب	سید عباس کاظم	بے قاعدہ
-999	روزنامہ صداقت	اسحاق قریشی	بے قاعدہ
-1000	روزہ نامہ سیاست	اثر چوہان	باقاعدہ
-1001	روزنامہ صدائے ملت	یوسف مغل	بے قاعدہ
-1002	روزنامہ سویرا	مسزرخسانہ سہام مرزا	بے قاعدہ
-1003	روزنامہ سانول	عمرانہ پروین	باقاعدہ
-1004	ماہنامہ سلام عرض	جاوید احمد قریشی	باقاعدہ
-1005	ماہنامہ سیارہ	فضل الرحمٰن نعیم صدیقی	بے قاعدہ
-1006	ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ	امجد رؤف خان	باقاعدہ
-1007	ماہنامہ شام و سحر	شیخ صفدر علی	باقاعدہ
-1008	ماہنامہ سلسبیل	جمیل احمد ملک	بے قاعدہ
-1009	ماہنامہ سخن ور	بشیر موجد	بے قاعدہ
-1010	ماہنامہ شمع	ایم شرق پوری سلیم	باقاعدہ
-1011	ماہنامہ سپورٹس ٹائم	ایس مختار علی شاہ	بے قاعدہ
-1012	ماہنامہ سپورٹس لائٹ	امتیاز علی راشد	بے قاعدہ
-1013	ماہنامہ سلطان المشائخ	سید عبداللطیف شاہ	باقاعدہ

-1015	ماہنامہ صحت	زیڈ ایم زبیر	باقاعدہ
-1016	ماہنامہ سپورٹس میگزین	عبدالحمید میاں	بے قاعدہ
-1017	ماہنامہ شہر لاہور	ڈائریکٹر لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	بے قاعدہ
-1018	ماہنامہ سچے اکھر	محمد ریاض	بے قاعدہ
-1019	ماہنامہ سروس	چودھری منظور حسین	باقاعدہ
-1020	ماہنامہ سب رس ڈائجسٹ	غزالہ شوکت	بے قاعدہ
-1021	ہفت روزہ صدائے وطن	شفقت محسن	بے قاعدہ
-1022	ہفت روزہ سکرین لائٹ	معین بٹ	بے قاعدہ
-1023	ہفت روزہ شہید	ایس محبوب علی شمسی	باقاعدہ
-1024	ہفت روزہ شیعہ	ملک رضا علی	باقاعدہ
-1025	ہفت روزہ ستارہ صبح	مسعود اختر	بے قاعدہ
-1026	ماہنامہ سیلاب	سید فرید حسین زیدی	باقاعدہ
-1027	ہفت روزہ سیون ڈیز	مجیب الرحمٰن شاہی	بے قاعدہ
-1028	ماہنامہ سلیکٹیڈ فارن رولنگز	ملک محمد سعید	بے قاعدہ
-1029	شعاع امیر	سید امجد ریاض	باقاعدہ
-1030	شفیعت ماہنامہ	مصطفیٰ علی	بے قاعدہ
-1031	سہ ماہی سپورٹس اینڈ سرجیکل ریویو	منظور رانا	بے قاعدہ
-1032	ماہنامہ شار	عبدالمجید بٹ	بے قاعدہ
-1033	ماہنامہ شائل	ظفر اقبال عامر	بے قاعدہ
-1034	ماہنامہ سندیس	شہزاد عالمگیر	بے قاعدہ
-1035	ماہنامہ شاہین ڈائجسٹ	ایم جاوید	بے قاعدہ
-1036	ماہنامہ سکون	غلام رسول	بے قاعدہ

1037-	ماہنامہ سائبان	حیدر جاوید سید	بے قاعدہ
1038-	ماہنامہ صبا ڈائجسٹ	عابد صدیقی	بے قاعدہ
1039-	ہفت روزہ ساتواں دن	عباس اظہر	بے قاعدہ
1040-	ہفت روزہ سفر	محمد صدیق	بے قاعدہ
1041-	سہ ماہی سیاسی باتیں	محمد سعید اظہر	باقاعدہ
1042-	ماہنامہ صدائے جہاں	میاں ایم وائی آصف	باقاعدہ
1043-	ماہنامہ صدائے ہوش	محمد نوید اختر	بے قاعدہ
1044-	ماہنامہ سارنگ ڈائجسٹ	نسیم الحسن شاہ	بے قاعدہ
1045-	ماہنامہ صدائے خوردہ فرگوش	شیخ شہباز محمود	بے قاعدہ
1046-	ماہنامہ صنعت و تجارت محنت	اعجاز حسین ملک	بے قاعدہ
1047-	ماہنامہ صوفی	تاج جالندھری	بے قاعدہ
1048-	ماہنامہ سہاگ ڈائجسٹ	شہلا عالمگیر	بے قاعدہ
1049-	ماہنامہ شہری مسافرت	محمد آصف	بے قاعدہ
1050-	ماہنامہ شہزادی	صباحت خورشید شاہد	بے قاعدہ
1051-	ماہنامہ ساون	ڈیوڈ عرفان	باقاعدہ
1052-	ماہنامہ شمشیر حق	محمد عثمان خان	بے قاعدہ
1053-	ماہنامہ شبستان	محمد عثمان خان	بے قاعدہ
1054-	پندرہ روزہ صنوبر	مبین عصمت	بے قاعدہ
1055-	پندرہ روزہ سرحد	طالب سلطان مرزا	بے قاعدہ
1056-	پندرہ روزہ شیطان	ایم بشیر	باقاعدہ
1057-	ہفت روزہ سٹوڈنٹس ویکلی	مسعود حامد	بے قاعدہ
1058-	ماہنامہ سونا چاندی	یونس عزیز ملک	بے قاعدہ
1059-	ماہنامہ سپورٹس کرائے ٹائمز	سید محمود الحسن	بے قاعدہ
1060-	ماہنامہ صاحر رنگ	خالد جاوید	باقاعدہ

1061-	پندرہ روزہ شجر	قمر محمد زمان	بے قاعدہ
1062-	ماہنامہ سپوٹنگ	آغا امیر حسین	بے قاعدہ
1063-	ماہنامہ سچی کہانی	محمد امین زاہد	بے قاعدہ
1064-	سہ ماہی سپیڈی	میاں مجید شفیق	بے قاعدہ
1065-	پندرہ روزہ شازیہ	آغا علی نواز خان	باقاعدہ
1066-	پندرہ روزہ شمشیر بے نیام	محمد سجاد	بے قاعدہ
1067-	ہفت روزہ سیرت	فضل الٰہی فاروقی	باقاعدہ
1068-	ماہنامہ سیاہ و سفید	حفیظ الرحمٰن عباسی	بے قاعدہ
1069-	ماہنامہ شباہت	سرفراز احمد	بے قاعدہ
1070-	ماہنامہ سونیا	مدثر اقبال بٹ	بے قاعدہ
1071-	ماہنامہ شالینا	پروفیسر افتخار احمد	بے قاعدہ
1072-	ماہنامہ صوت العرب	زبیر احمد زہیں	بے قاعدہ
1073-	ماہنامہ شان انسان	فضل الرحمن	بے قاعدہ
1074-	ماہنامہ سٹائل اینڈ فیشن	سید غلام محی الدین نور	بے قاعدہ
1075-	ماہنامہ سفر نو	غلام محمد چودھری	باقاعدہ
1076-	ماہنامہ سرمایہ	اعجاز احمد	بے قاعدہ
1077-	ماہنامہ صدائے رنگ	ایم فاروق صدیقی	بے قاعدہ
1078-	ماہنامہ سفارش	محمد منیر	بے قاعدہ
1079-	ہفت روزہ سرگوشیاں	افتخار احمد ملک	باقاعدہ
1080-	ماہنامہ سلاسل	رضا علی خان	بے قاعد
1081-	ہفت روزہ سپورٹ	خالد مسعود راؤ	بے قاعدہ
1082-	ہفت روزہ ساقی کوثر	سید اظہر علی رضوی	باقاعدہ
1083-	ماہنامہ ساطع	مدثر اقبال بٹ	بے قاعدہ
1084-	ہفت روزہ سحر	چودھری عبدالقیوم	بے قاعدہ

1085-	پندرہ روزہ سناٹا	شمیم چودھری	بے قاعدہ
1086-	ماہنامہ سیدھا راستہ	منیر احمد یوسفی	بے قاعدہ
1087-	ہفت روزہ شکیب	ڈاکٹر عبدالرشید	باقاعدہ
1088-	ماہنامہ شجرالنجوم	شیخ محمد سلیم	بے قاعدہ
1089-	ماہنامہ سویرا انٹرنیشنل	محمد تنویز زبیری	بے قاعدہ
1090-	ماہنامہ سخن ساتھی	توفیق بٹ	بے قاعدہ
1091-	ہفت روزہ سٹار کوالٹی	تسکین خانم	بے قاعدہ
1092-	ماہنامہ شان صحابہ	محمد عبداللہ	بے قاعدہ
1093-	ماہنامہ صدائے خوشنودہ	خوشنودہ بیگم	باقاعدہ
1094-	ہفت روزہ صدائے ٹرانسپورٹ	منظور حسین	بے قاعدہ
1095-	روزنامہ ترجمان پنجاب	احمد علی جوہر	بے قاعدہ
1096-	روزنامہ ٹپس	میسرز ٹپس	بے قاعدہ
1097-	روزنامہ دی ٹائمز	میر جاوید رحمٰن	بے قاعدہ
1098-	روزنامہ دی مرکن ٹائل نیوز	محمد اسلم	بے قاعدہ
1099-	روزنامہ دی ٹوڈے نیوز	عبدالرشید بھٹی	بے قاعدہ
1100-	روزنامہ دی نیوز	میر جاوید رحمٰن	باقاعدہ
1101-	روزنامہ ٹائٹ فریم	محمد علی	بے قاعدہ
1102-	روزنامہ اردو ٹائمز	بشیر اے شیخ	بے قاعدہ
1103-	ماہنامہ تبصرہ	غلام نبی جانباز	بے قاعدہ
1104-	ماہنامہ تحفظ	اے ایس فاراگی	بے قاعدہ
1105-	ماہنامہ تخلیق	اظہر جاوید	باقاعدہ
1106-	ماہنامہ تعلیم وتربیت	ظہیر اسلام	باقاعدہ
1107-	ماہنامہ طلوع اسلام	شیخ عبدالحمید	باقاعدہ

-1108	ماہنامہ تنظیم اسلام آغا	صفدر علی	باقاعدہ
-1109	ماہنامہ ترجمان الحدیث	حافظ ساجد میر	باقاعدہ
-1110	ماہنامہ ترجمان القرآن	سید حسین فاروق مودودی	باقاعدہ
-1111	ماہنامہ تصویر	ایم اصغر چودھری	بے قاعدہ
-1112	ماہنامہ ٹیکنیشن	ایس اے رضا نقوی	بے قاعدہ
-1113	ماہنامہ تذکرہ	حکیم آزاد شیرازی	بے قاعدہ
-1114	ماہنامہ تحریریں	زاہدہ صدیقی	بے قاعدہ
-1115	ماہنامہ تہذیب الاخلاق	کرنل خلیق اللہ قریشی	باقاعدہ
-1116	ماہنامہ دی سپریم کورٹ منتھلی ریویو	ملک ایم سعید	باقاعدہ
-1117	ماہنامہ ترقی زراعت	محمد غضنفر اللہ خان	باقاعدہ
-1118	ماہنامہ طب و صحت	محبوب حسن	بے قاعدہ
-1119	ماہنامہ تعلیمات	وی سی پنجاب یونیورسٹی	بے قاعدہ
-1120	ماہنامہ طبی ڈائجسٹ	حکیم شبیر احمد علوی	بے قاعدہ
-1121	ماہنامہ تعمیر انسانیت	ڈاکٹر احمد حسن	باقاعدہ
-1122	ماہنامہ تبلیغ	محمد اخلاق	بے قاعدہ
-1123	ماہنامہ ٹی وی سٹار	اقبال احمد کھوکھر	بے قاعدہ
-1124	ماہنامہ دی ہاکی	محمد اکبر عالم	بے قاعدہ
-1125	ماہنامہ تجلی	سردار سمیع گل	بے قاعدہ
-1126	ہفت روزہ طلوع	ارشاد احمد امین	بے قاعدہ
-1127	سہ ماہی تہذیب و روایت	بشریٰ سہیل	بے قاعدہ
-1128	ماہنامہ دی مارٹائرڈم	سعید جاوید حسن	بے قاعدہ
-1129	ماہنامہ ٹریڈ ویوز	منظور رانا	باقاعدہ
-1130	ماہنامہ دی لائیر	عبدالوحید خان	بے قاعدہ

1131-	ماہنامہ دی لاکٹ	ناصر احمد	بے قاعدہ
1132-	ماہنامہ تعمیر حیات	ایاز محمود	بے قاعدہ
1133-	ماہنامہ تقریر انٹرنیشنل	شمیم چودھری	باقاعدہ
1134-	ماہنامہ دی میڈیکل مرر	سہیل انور قریشی	باقاعدہ
1135-	ماہنامہ تفکر	سید غلام بشیر بخاری	بے قاعدہ
1136-	پندرہ روزہ دی ریز نیوز	ڈاکٹر طارق نعیم	بے قاعدہ
1137-	ماہنامہ ٹریڈ اینڈ ٹیکنالوجی ٹوڈے	محمد شریف وارثی	بے قاعدہ
1138-	ماہنامہ تاجر گائیڈ	جمیل اظہر	بے قاعدہ
1139-	ماہنامہ دی مارکیٹ	شہناز اختر	بے قاعدہ
1140-	پندرہ روزہ تین تلک	عائلہ فاطمہ حسین	بے قاعدہ
1141-	ہفت روزہ تڑپ	مرزا صلاح الدین	بے قاعدہ
1142-	ہفت روزہ دی ٹیکٹس	چودھری غلام حسین	باقاعدہ
1143-	سہ ماہی دی سٹرگل	شاہدہ جبیں	بے قاعدہ
1144-	ماہنامہ ترجمان اہل سنت	حافظ محمد طیب	بے قاعدہ
1145-	ماہنامہ تعلیمی ڈائجسٹ	یونس عزیز ملک	بے قاعدہ
1146-	ماہنامہ تفہیم	خلیل احمد حامدی	باقاعدہ
1147-	ماہنامہ دی ورلڈ پیس	حکیم قاضی ایم اے خالد	باقاعدہ
1148-	ہفت روزہ تنقید	عبدالرشید	بے قاعدہ
1149-	ماہنامہ ٹیکسٹائل ورلڈ	قیصر انجم	باقاعدہ
1150-	ماہنامہ دی سکول ٹائمز	رانا نوید احمد	بے قاعدہ
1151-	سالنامہ ٹریول لاگ انٹرنیشنل	ریاض احمد چودھری	بے قاعدہ
1152-	سالنامہ ٹریول اینڈ ٹورازم	ریاض احمد چودھری	بے قاعدہ
1153-	ماہنامہ دی کمپین	ایم طفیل مرزا	باقاعدہ
1154-	ہفت روزہ تشہیر	چودھری محمد دین طاہر	بے قاعدہ

1155-	سہ ماہی تدریسی زاویے	محمد ابراہیم خلیل	بے قاعدہ
1156-	ماہنامہ تازگی	اعجاز احمد	بے قاعدہ
1157-	ماہنامہ تلخیاں	مس انشاب شروش	بے قاعدہ
1158-	ماہنامہ تھیٹر نیوز	شمیم چودھری	بے قاعدہ
1159-	ماہنامہ فکر	ظفر چودھری	بے قاعدہ
1160-	ماہنامہ تھکن	نعیم اختر عدنان	باقاعدہ
1161-	ماہنامہ دی میڈی نیوز	ڈاکٹر قلب عباس	بے قاعدہ
1162-	سہ ماہی ترقی احباب	مسٹر دین محمد	بے قاعدہ
1163-	ہفت روزہ تابندہ ستارہ	سید ریاض احسن	بے قاعدہ
1164-	سہ ماہی دی ینگسٹر	محمد شعیب احمد	بے قاعدہ
1165-	سہ ماہی ٹیلنٹ	محمد شعیب احمد	بے قاعدہ
1166-	ماہنامہ تطہیر	نذیر حسین قریشی	بے قاعدہ
1167-	ہفتہ روزہ طلب	شازیہ پروین	بے قاعدہ
1168-	ماہنامہ ٹین ایجرز	عبدالقدوس منہاس	بے قاعدہ
1169-	ماہنامہ تناخر	مینوش	باقاعدہ
1170-	ہفت روزہ تعلقات	میاں منیر احمد ثاقب	باقاعدہ
1171-	سہ ماہی دی ایسوس نیوز	محمد سعید انور خان	بے قاعدہ
1172-	ماہنامہ دی کیمسٹ	محمد اطہر	بے قاعدہ
1173-	سہ ماہی تقریر	عظیم الرحمٰن	بے قاعدہ
1174-	سہ ماہی ٹیکسٹائل اینڈ لیبر ریویو	ظہور احمد	باقاعدہ
1175-	ماہنامہ دی آئی اینڈ سائٹ	عزیز اے مغل	بے قاعدہ
1176-	پندرہ روزہ دی لاہور نیوز	میر متین سعید	بے قاعدہ
1177-	پندرہ روزہ ٹاپ	محمد شفیق	بے قاعدہ
1178-	ماہنامہ دی ری پبلک	مسز آغا ارشد خیال	باقاعدہ

1179-	ماہنامہ تھرڈ آئی ویو	شکیلہ قدیر	بے قاعدہ
1180-	ہفت روزہ تائب	سید طاہر رضوی	بے قاعدہ
1181-	ہفت روزہ دی سکینر	عبدل قادر حسن	بے قاعدہ
1182-	ماہنامہ تلک	محمد یوسف	بے قاعدہ
1183-	ماہنامہ دی پریٹی ورلڈ	جودت علی ملک	بے قاعدہ
1184-	ماہنامہ وارث	افتخار حسین	بے قاعدہ
1185-	ہفت روزہ واپڈا خبرنامہ	نصر اللہ خان	بے قاعدہ
1186-	ہفت روزہ واقعات	عبدالحمید اعجاز	باقاعدہ
1187-	پندرہ روزہ واپڈا نیوز	نصر اللہ خان	بے قاعدہ
1188-	ماہنامہ بیٹن ٹائمز	ثمینہ کوثر	بے قاعدہ
1189-	سہ ماہی وطن	خواجہ نصر الدین احمد	بے قاعدہ
1190-	سہ ماہی واشنا	اختر تنویر بخاری	بے قاعدہ
1191-	سہ ماہی وحدت روڈ نیوز	ایم رفیق چودھری	بے قاعدہ
1192-	ماہنامہ وعدہ	حسن نثار	بے قاعدہ
1193-	ہفت روزہ وقار ملت	ایم یونس کوثر	بے قاعدہ
1194-	ماہنامہ رانگ نمبر	طاہر صدیق ملک	بے قاعدہ
1195-	سہ ماہی وائٹ ہارٹ انٹرنیشنل	ملک محمد یوسف الزمان	بے قاعدہ
1196-	ماہنامہ ورلڈ فرینڈ شپ انٹرنیشنل	سید ظہیر علی شاہ	بے قاعدہ
1197-	ہفت روزہ وقت جہاں	ایم سعید امین	بے قاعدہ
1198-	ماہنامہ ویلکم	روبینہ شاہین	بے قاعدہ
1199-	ماہنامہ ولولہ	اکبر علی عادل	بے قاعدہ
1200-	ہفت روزہ وسعت	سیموئیل عاجز	بے قاعدہ
1201-	ہفت روزہ ورلڈ مارکیٹ	سعید احمد	بے قاعدہ

1202-	ماہنامہ ورلڈ پولٹیکل محمد	محمد اشرف خان	بے قاعدہ
1203-	روزنامہ ورلڈ ٹو ڈے	میر جاوید رحمٰن	بے قاعدہ
1204-	روزنامہ وقت	خواجہ یاسین بٹ بہادر	باقاعدہ
1205-	روزنامہ وفاق	وقار مصطفیٰ	باقاعدہ
1206-	روزنامہ ورلڈ ٹائمز	میر جاوید رحمٰن	بے قاعدہ
1207-	ہفت روزہ یوتھ ووئیسلٹر	محمد مجتبیٰ چشتی	بے قاعدہ
1208-	ماہنامہ یوتھ وائس	اعجاز خالد	بے قاعدہ
1209-	ہفت روزہ یقین	خلیق الرحمٰن سیفی	باقاعدہ
1210-	ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل	محمد صدیق القادری	بے قاعدہ
1211-	ماہنامہ یوتھ ٹائمز	سید محمد تقویم احسن	بے قاعدہ
1212-	ماہنامہ یس سر نو سر	وسیم جاوید بوبی	بے قاعدہ
1213-	سہ ماہی یف میگزین	محمد خالد ارشد	بے قاعدہ
1214-	روزنامہ یلغار	شیخ فیض الرحمان	بے قاعدہ
1215-	ماہنامہ زیب النساء	ایس شمیم	باقاعدہ
1216-	ماہنامہ ضیاء حرم	پیر محمد کرم شاہ	بے قاعدہ
1217-	ماہنامہ ذہانت	مسعود حامد	بے قاعدہ
1218-	ماہنامہ ذہین	ظہور الدین بٹ	بے قاعدہ
1219-	ماہنامہ زراعت و صنعت	ضیاء شاہ	بے قاعدہ
1220-	ماہنامہ زنجیر	مقبول احمد	باقاعدہ
1221-	ماہنامہ زیب	میر واجد علی	بے قاعدہ
1222-	ہفت روزہ زندگی	مجیب الرحمٰن شامی	باقاعدہ
1223-	ہفت روزہ زرنگار	نذیر ناجی	بے قاعدہ
1224-	ہفت روزہ زراعت نامہ	ایم نواز بھٹی	باقاعدہ
1225-	ماہنامہ ضیائے علم	غلام مصطفیٰ خان سلہریا	بے قاعدہ

1226-	ماہنامہ زیر و زبر	سید فرید حسین زیدی	بے قاعدہ
1227-	سہ ماہی ذہن	جمیل اطہر	بے قاعدہ
1228-	ماہنامہ ضمیر	کرنل غلام سرور چیمہ	بے قاعدہ
1229-	ماہنامہ زبان	حق ایم علیم چودھری	بے قاعدہ
1230-	ماہنامہ زراع	مسز سیدہ ساجدہ رضا نقوی	بے قاعدہ
1231-	ماہنامہ ضیائے حیدری	محمد کبیر علی شاہ	بے قاعدہ
1232-	ماہنامہ زیشان	عشرت رانا	بے قاعدہ
1233-	ماہنامہ زرعی دنیا	عبدالرشید	بے قاعدہ
1234-	ماہنامہ زینت	محمد ناصر	بے قاعدہ
1235-	ماہنامہ ضرب مومن	محمد الیاس	بے قاعدہ
1236-	پندرہ روزہ زم زم	محمد یعقوب تبسم	بے قاعدہ
1237-	سہ ماہی ظلم کا احتساب	میاں محمد انور	بے قاعدہ
1238-	ماہنامہ ضرب	عزیز ظفر آزاد	بے قاعدہ
1239-	ماہنامہ زنگار	نذیر الحسن	بے قاعدہ
1240-	ہفت روزہ زیلدار	ظفراقبال نایاب	بے قاعدہ
1241-	سہ ماہی زلف	سید قربان علی شاہ	باقاعدہ
1242-	ماہنامہ زندہ جاوید	جاوید اقبال	بے قاعدہ
1243-	سہ ماہی زبان اقلیت	ناصر گلفام	باقاعدہ
1244-	ہفت روزہ ضدی	الیس خالد محمود فاروقی	بے قاعدہ
1245-	روزنامہ ضامن	کے سلیم کاظمی	باقاعدہ

آزاد کشمیر

تتمہ (ج)

نمبر شمار	نام پرچہ جات	نام پبلشر	باقاعدہ / بے قاعدہ
-1	ہفت روزہ کوئل ٹائمز آزاد کشمیر	منظور قریشی	باقاعدہ
-2	ہفت روزہ الحبیب	زیڈ خواجہ	باقاعدہ
-3	ہفت روزہ دور جدید	عبدالحمید نظامی	باقاعدہ
-4	ہفت روزہ انقلاب	رشید اختر	باقاعدہ
-5	ہفت روزہ قائد	جی ایم مفتی	باقاعدہ
-6	ہفت روزہ آزاد	قاضی مسعود اختر	باقاعدہ
-7	ماہنامہ ساتھی	ملک عبدالعزیز	بے قاعدہ
-8	ہفت روزہ شعلہ	شیخ عطا اللہ	باقاعدہ
-9	ماہنامہ شہ رگ پاکستان	عبدالغنی	باقاعدہ
-10	ہفت روزہ دیو دیک	مس نگہت بشیر	بے قاعدہ
-11	ہفت روزہ ریاست	خواجہ عبدالعزیز	باقاعدہ
-12	ماہنامہ رموز	اسد اللہ ظہور	باقاعدہ
-13	ہفت روزہ انصاف	میر عبدالعزیز	باقاعدہ
-14	ہفت روزہ مظلوم کشمیر	سید نصیر الدین	باقاعدہ
-15	ہفت روزہ خاتون کشمیر	ایچ جی سیدہ	باقاعدہ
-16	ماہنامہ بانگ	ضمیر صدیقی	باقاعدہ
-17	ہفت روزہ جہاد	ڈاکٹر شیخ صباحت	باقاعدہ
-18	ہفت روزہ آزاد وطن	منیر احمد چودھری	باقاعدہ
-19	ماہنامہ عزیمت	چودھری محمد رشید	باقاعدہ
-20	ہفت روزہ تنظیم	فضل کریم	باقاعدہ

21-	ہفت روزہ پاسبان	ایم معراج	باقاعدہ
22-	ماہنامہ راخ	راجہ ریاض حمید	باقاعدہ
23-	روزنامہ جرأت	جمیل اطہر	باقاعدہ
24-	ہفت روزہ پروانہ	سلیم اختر	باقاعدہ
25-	ہفت روزہ جمیل	ملک محمد زبیر	باقاعدہ
26-	ہفت روزہ پنڈی میل	غفوراں بیگم	باقاعدہ
27-	ہفت روزہ آزاد کشمیر	اظہر مسعود اظہر	باقاعدہ
28-	ہفت روزہ عظمت	چودھری لیاقت علی	باقاعدہ
29-	ہفت روزہ منظر کشمیر	راجہ محمد نسیم اختر	باقاعدہ
30-	ہفت روزہ چنگاری	شاہد محمود مرزا	باقاعدہ
31-	ہفت روزہ مضراب	خواجہ غلام احمد	باقاعدہ

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! سوال کے جزو (ج) میں انہوں نے تفصیل مانگی تھی کہ کتنے رسالے' اخبار ہیں ان کے نام کیا ہیں۔ ان کے ڈیکلریشن کس نام پر ہیں۔ خاص طور پر لاہور کے اخبارات و رسائل کے ناموں کی تفصیل انہوں نے مانگی تھی۔ جبکہ جواب میں جو تفصیل دی گئی ہے اس سے اس سوال کے جزو (ج) کا جواب واضح نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایسی کوئی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس کا جواب نامکمل ہے وہ اس بارے میں کیا وضاحت فرمائیں گے؟

جناب سپیکر: اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے یہ دوسرے صفحہ نمبر 4 پر آپ اس کو دیکھیں' ضمیمہ (ب) کے صفحہ 4 پر اگر آپ دیکھیں تو اس کی تفصیل مل جائے گی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: صفحہ 4 پر جناب والا! میں نے دیکھا ہے کہ یہ جو نوٹل نمبر دیے گئے ہیں جبکہ روزنامے اور اخباروں کے نام کیا ہیں؟ ان کی تفصیل مانگی تھی۔ وہ جناب والا! مہیا نہیں کی گئی۔

وزیر اطلاعات: جناب والا! جمع ناموں کے پوری فہرست ایوان کی میز پہ رکھی گئی ہے جو

اس وقت میرے پاس بھی موجود ہے۔

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب نام بھی موجود ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جزو (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ اخبار وغیرہ کا ڈیکلریشن حاصل کرنے کے لیے کچھ ضابطے اور قوانین موجود ہیں ایسے ضابطے اور قوانین کی نشان دہی کی جائے لیکن یہاں پر جو جزو (الف) کا جواب دیا گیا ہے اس میں طریقہ کار بتایا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی رسالے' اخبار وغیرہ کا ڈیکلریشن حاصل کرنے کے لیے کچھ ضابطے اور قوانین موجود ہیں۔ ایسے ضابطے اور قوانین کی تفصیل پیش کی جائے؟ اور جو جواب ہے اسے آپ ذرا غور سے پڑھیے اس میں طریقہ کار وضع کیا گیا ہے کہ یہ طریقہ کار ہے وہ طریقہ کار نہیں پوچھ رہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب اس میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: وہ قواعد و ضوابط کیا تھے؟ کیونکہ یہاں پر طریقہ کار بتایا گیا ہے جبکہ سوال میں قواعد و ضوابط کا ذکر ہے وہ نہیں بتائے گئے۔

وزیر اطلاعات: جناب والا! طریقہ کار ہی ایک ضابطہ ہوتا ہے اور یہ مکمل اور تفصیل کے ساتھ طریقہ کار دیا گیا ہے کہ کس طریقے سے ڈیکلریشن حاصل کی جاتی ہے اور کس طریقے سے ڈیکلریشن دی جاتی ہے اور صحافی برادری کا یہ دیرینہ مطالبہ تھا کہ ڈیکلریشن پر کوئی پابندی نہ لگائی جائے۔ لہٰذا بڑا آسان طریقہ وضع کیا گیا ہے جو کہ اس جواب (الف) میں بڑی تفصیل کے ساتھ دیا گیا ہے۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میری گزارش یہ ہے کہ جو قوانین اور ضابطے ہیں ان میں ان کی eligibility کیا ہے' تجربہ کیا ہے' ان کی قابلیت کیا ہے۔ ایک شخص جو صحافت میں کوئی تجربہ نہیں رکھتا' اس کی کوئی تعلیم نہیں ہے' آخر ان کے حق میں یہ تو نہیں کر سکتے کہ تمام جتنی بھی ضروری چیزیں ہیں یا جتنی بھی ضروری پابندیاں ہیں ان کو ختم کرنے کے بعد ان کا مطالبہ بھی بڑے ذوق و شوق سے تسلیم کر لیا جائے کہ ہر شخص کو بلا لحاظ آپ تعلیم' ضابطے قوانین کے آپ ان کو ہر قسم کا ڈیکلریشن آسانی سے دے دیں۔ اور پھر یہ میرے علم میں ہے کہ

اس کے باوجود کہ اس میں اتنی آسانیاں پیدا کی گئی ہیں بعض ایسے لوگ ہیں جو سالوں اور کئی کئی مہینے تک دربدر کی ٹھوکریں کھاتے رہتے ہیں اور ان کو ڈیکلریشن نہیں ملتا۔ مثلاً" میں ایک مثال دیتا ہوں کہ پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن راولپنڈی اسلام آباد ایک گزٹ جاری کرنا چاہتی ہے وہ معمولی سا تین چار صفحوں کا ہوتا ہے just for information of the members اس کی ڈیکلریشن کے لیے ہم چھ مہینے سے کوشش کر رہے ہیں کہ وہ ڈیکلریشن مل جائے' لیکن کوئی نہ کوئی بہانا کوئی نہ کوئی عذر اور کوئی نہ کوئی ایسی پابندی لگا کر اسے واپس بھیج دیا جاتا ہے اور اسے ڈیکلریشن نہیں دیا جا رہا ہے۔ اب اگر آپ قوانین اور ضابطوں کا بالکل ذکر نہیں کرتے' پروسیجر کا آپ ذکر کر رہے ہیں کہ یہ طریقہ کار ہے۔ طریقہ کار' پروسیجر' ضابطے اور قوانین میں بڑا فرق ہے' وہ قوانین یہاں پوچھے گئے ہیں' ان کا جواب نہیں ملا۔

جناب وزیر اطلاعات: جناب والا! یہ پریس آرڈیننس حکومت کی طرف سے موجود ہے کوئی اور ضابطے نہیں ہیں۔ کچھ تجربہ اور قابلیت کی شرائط بھی نہیں ہیں جو بھی ڈیکلریشن کے لیے درخواست دے گا ہفتے کے اندر اندر اس کو جواب مل جائے گا اور اس پر پوری طرح سے پابندی کی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسا واقعہ ہے جس کی ڈاکٹر صاحب کو کوئی زحمت ہوئی ہے تو یہ مجھے فرما دیتے تو میں دیکھ لیتا۔ مجھے اس وقت اس particular case کے متعلق علم نہیں ہے۔ جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔ وہ دیکھا جا سکتا ہے کہ وہ کیوں لیٹ ہوا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! ابھی ابھی کہا گیا ہے کہ ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے میں نے اس بات کی نشان دہی کئی بار پہلے بھی کی ہے کہ قاعدہ 205 میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ایوان کی میز پر جو بھی کاغذات رکھے جائیں گے اس پر متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری کے دستخط ثبت ہوں گے۔ دستخطوں کے بغیر اس دستاویز کی قطعاً" کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ میں نے ملاحظہ کیا ہے' اس پر کوئی دستخط نہیں۔ جناب والا! اس بارے میں پہلے بھی کئی دفعہ فرما چکے ہیں لیکن کوئی اس کا نوٹس نہیں لیتا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے؟ اس پر تو منسٹر صاحب کے دستخط موجود ہیں۔ انہوں نے آپ کو یہ دکھایا نہیں یا آپ دیکھ نہیں سکے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ ضمیمہ (الف) تو فہرست میں سوال کے ساتھ ہی ہے۔ ضمیمہ (ب) کی بات ہے ضمیمہ (الف) جس پر دستخط ہیں یہ تو صفحہ 4 پر ساتھ ہی لگایا ہوا ہے۔ تمام اخباروں اور رسالوں کے بارے میں جو ضمیمہ (ب) ہے' میں اس کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ ڈاکومنٹس ہیں۔ اس میں تو ہر سوال پر منسٹر صاحب کے دستخط موجود ہیں اور ضمیمے پر بھی دستخط موجود ہیں اور آپ کس پر دستخط چاہتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل: میں نے تو دیکھا ہے۔۔۔۔ اگر آپ مطمئن ہیں تو پھر میں بھی مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس پر جو منسٹر صاحب کے دستخط موجود ہیں' میرے خیال میں یہ کافی ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! جزو (الف) کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ "وفاقی حکومت کے نافذ کردہ رجسٹریشن آف پرنٹنگ پریسز اینڈ پبلی کیشنز آرڈی ننس 1988-90 کے تحت ڈیکلریشن کے اجراء کا ایک طریق کار موجود ہے۔"

جناب سپیکر! معزز ممبر نے پوچھا ہے کہ قواعد و ضوابط بتائے جائیں۔ لیکن جب کوئی آرڈی ننس بنتا ہے تو اس کے قواعد اور ضابطے بھی ساتھ بنتے ہیں۔ تو پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈی ننس موجود ہے یہ ایک پبلک ڈاکومنٹ ہے اور ہر ایک کو اس کے قواعد و ضوابط کا علم ہے۔ ممبر صاحب بھی وہاں سے اس کے رولز ضابطے دیکھ سکتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا فاضل رکن یہ سوال کر سکتے ہیں کہ وہ قواعد و ضابطے کیا ہیں؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ یہ درست ہے کہ ڈاکومینٹیشن ایک ڈیکلریشن کی صورت میں' آرڈیننس کی صورت میں' موجود ہے اور وہ بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہو سکتی ہے۔ اس پر سوال دریافت کرنا ایوان کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میاں منظور احمد موہل نے بھی کہا تھا کہ جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں ان پر منسٹر صاحب کے دستخط موجود نہیں ہیں تو

حقیقت یہ ہے کہ منسٹر صاحب کے دستخط موجود نہیں ہیں جو جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں ان کے بارے میں اگر کوئی معزز رکن معلومات حاصل کرنا چاہے تو کیا وہ اس کے مطالعے کے لیے بھی پیش کیے جا سکتے ہیں؟ اور اگر پیش کیے جا سکتے ہیں تو کیا یہ ضروری ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ آپ دیکھ کر واپس کر دیں جناب سپیکر! میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس کے لیے کتنی مدت مقرر ہے کہ دیکھنے کے بعد کوئی معزز رکن جوابات کی کاپی واپس کر دے؟

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوا؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہوا کہ ہم یہاں بیٹھ کر بہت سی معلومات سوالات کے ذریعے حاصل کرتے ہیں۔ اور سوالات کے ذریعے ہم اپنے حلقے اور پورے ملک کے معاملات اپنے پیش نظر رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ جب یہ کہا جاتا ہے کہ "ایوان کی میز پر رکھ دے گئے ہیں" تو کوئی رکن اگر ان معلومات کو اپنے زیر مطالعہ لانا چاہے تو کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کی کاپی اس کو فراہم کی جائے؟ اور جب کاپی فراہم کر دی جائے تو اس کے بعد یہ کہنا ضروری ہے کہ مطالعہ کرنے کے بعد یہ واپس کر دی جائے؟ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس میں کیا رولز ہیں کیا یہ واپس کرنا ہوتی ہے یا کوئی معزز رکن اپنے مطالعے کے لیے اس کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ پریکٹس آ رہی ہے اور میرے خیال میں اس میں معزز ممبران کو کسی قسم کی قباحت کا کوئی سامنا نہیں ہے کہ اگر کسی قسم کی کاپی کی آپ کو ضرورت ہو تو وہ فوٹو سٹیٹ کروا کے آپ کو دی جا سکتی ہے اور سیکرٹریٹ آپ کے ساتھ ہر لحاظ سے تعاون کرے گا۔ کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جزو "د" میں یہ پوچھا گیا ہے کہ اگر کوئی ڈیکلریشن کے بعد اخبار یا رسالہ اس ڈیکلریشن کی خلاف ورزی کرے تو آیا صوبائی حکومت اس کے خلاف کوئی ایکشن لے سکتی ہے یا نہیں؟ جز "د" کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ چونکہ یہ وفاقی قانون ہے اس لیے صوبائی حکومت اس میں کچھ نہیں کر سکتی۔ سوال یہ ہے کہ آیا ڈیکلریشن صوبائی حکومت جاری کرتی ہے اور اس کے بعد اگر ایک رسالہ یا اخبار کوئی سنسنی خیز یا غلط قسم کی زرد صحافت کا

ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے تو آیا اس کے خلاف حکومت پنجاب کوئی ایکشن لینے کی مجاز ہے یا نہیں یا صرف صوبائی حکومت' وفاقی حکومت سے سفارش کر سکتی ہے کہ اس کے خلاف کوئی ایکشن لیا جائے؟

وزیر اطلاعات: جناب والا! اگر کوئی اخبار قابل اعتراض مواد چھاپتا ہے تو اس کے لیے شوکاز نوٹس دینے کی حکومت پنجاب مجاز ہے اور یکم جنوری سے ستمبر تک ہم نے تقریباً" دس ایسے اخبارات ہیں جن کو شوکاز نوٹس جاری کیے ہیں۔

صحافیوں کے لیے رہائشی کالونی کا قیام

*249-**میاں محمود احمد:** کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ——

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صحافت ایک معزز اور ذمہ دار پیشہ ہے اور اس پیشہ سے منسلک لوگ ملک کا بیش بہا سرمایہ ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سیاست اور تعمیر وطن میں ان لوگوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ امیر آدمی اپنی دولت سے سیاست دان اپنی بہتر خدمت سے اور صحافی اپنی قلم سے ملکی اور دینی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان کی خدمات کے عوض ان کی گزر اوقات بھی بمشکل ہوتی ہے جو اپنی قلم کی روشنی سے ملک کے اندھیرے ختم کرتے ہیں۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے لوگوں کے لیے کسی مراعات کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کیا اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں۔ نیز ایسے غریب صحافیوں کے لیے کوئی کالونی وغیرہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال):

(الف) جی ہاں۔

(ب) تعمیر وطن میں ملک کا ہر شہری خواہ وہ کسی بھی پیشے سے تعلق رکھتا ہو اپنا کردار رکھتا ہے اور اپنی اپنی جگہ ہر شہری کا کردار اہم ہے۔ تاہم ہر پیشے میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں اور کم اچھے بھی۔ صحافی اس اصول سے مستثنیٰ نہیں۔

(د) جی نہیں۔ وفاقی حکومت وقتاً" فوقتاً" صحافیوں کے لیے ویج بورڈ تشکیل دیتی رہتی ہے جو معروضی حالات کے مطابق صحافیوں کی تنخواہوں اور الاؤنسوں کا تعین کرتا ہے۔ حال ہی میں چوتھا ویج بورڈ آیا ہے جس کے تحت صحافیوں کی تنخواہیں اور الاؤنسز سرکاری ملازمین سے کہیں بہتر ہو گئے ہیں۔

(ر) جیسا کہ جزو "د" میں کہا گیا ہے ویج بورڈ ایوارڈ صحافیوں کے لیے تنخواہوں اور الاؤنسز پر نظر ثانی کی صورت میں مراعات ہی کا نام ہے۔ جہاں تک صحافیوں کے لیے الگ کالونی بنانے کا سوال ہے حکومت پیشوں کی بنیاد پر کالونیاں نہیں بناتی۔ جتنا استحقاق دوسرے پیشوں سے تعلق رکھنے والے لوگ مختلف کالونیوں میں رکھتے ہیں' وہی صحافیوں کو بھی حاصل ہے بلکہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا محکمہ جو کالونیاں بناتا ہے ان میں صحافیوں کے لیے کوٹہ رکھا جاتا ہے حالانکہ یہ سہولت بہت سے دوسرے پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو حاصل نہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! جزو "ر" کے جواب میں کہا گیا ہے کہ صحافیوں کے لیے کوٹہ رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سہولت بہت سے دوسرے پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو حاصل نہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اس محکمے میں صحافیوں کے لیے کوٹہ مخصوص کرنے کی کوئی خاص وجہ ہے' جو دوسرے پیشے کے لوگوں کو حاصل نہیں؟

وزیر اطلاعات: جناب والا! یہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا کام ہے' ان کے پاس یہ ریکارڈ ہے کہ اس میں صحافیوں کا پانچ فیصد کوٹہ حکومت کی کالونیوں میں ہے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ ان کے لیے یہ خاص رعایت کیوں برتی گئی ہے تو میرے خیال میں صحافیوں کو پانچ فی صد کوٹہ دیے جانے پر ہمیں اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ وہ جمہوریت کا ایک ستون ہے اور اگر انہیں پانچ فی صد کوٹہ دے دیا جائے تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں نے اسی لیے یہ پوچھا تھا کہ جیسے وزیر موصوف

نے فرمایا کہ صحافی جمہوریت کا ایک ستون ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ کیا اس ستون کو باقاعدہ کسی جگہ پر consider کیا گیا ہے۔ کس ضابطے کے تحت انہیں یہ استحقاق حاصل ہے اور کس ضابطے کے تحت دیگر پیشے کے لوگوں کو اس حق سے محروم رکھا جاتا ہے؟ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کوئی واضح اور خاص specific طریقہ کار اس بارے میں اختیار کیا جا رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کو اس پر اعتراض ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! مجھے یہ اعتراض ہے کہ اس طرح کے بہت سے اور محکمے ہیں جن میں پیشہ ور لوگ ذمہ داریاں نبھاتے ہیں۔ اگر کسی ایک پیشہ کے لیے یہ کوٹہ مخصوص کیا جاتا ہے تو پھر دیگر لوگوں کے لیے یہ پانچ فیصد کا کوٹہ کیوں نہیں ہے؟ اور اگر ان کے لیے بھی ضروری ہے تو پھر دوسروں کے لیے بھی ہونا چاہیے۔ ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات قرین انصاف نہیں ہے کہ دیگر پیشہ ور ملازمین کے لیے یہ کوٹہ مخصوص نہ کیا جائے۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! یہ جو کوٹہ کی پالیسی ہے یہ دراصل ہاؤسنگ اینڈ فیزیکل پلاننگ والے بناتے ہیں اور یہ سوال میرے خیال میں میرے دوستوں کو اس محکمہ سے پوچھنا چاہیے۔

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے جی ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! جزو (د) میں یہ کہا گیا ہے کہ ویج بورڈ ایوارڈ تشکیل پانے کے بعد صحافیوں کے الاؤنسز اور تنخواہوں میں اضافہ ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کن کن اخبارات اور رسائل نے اس ویج بورڈ ایوارڈ پر عملدرآمد کیا ہے اور کون کون سے ایسے اخبارات ہیں جنہوں نے ابھی تک اس پر عمل نہیں کیا؟

وزیر اطلاعات: جناب والا! یہ تو ایک فریش سوال ہونا چاہیے کیونکہ اس وقت یہ لسٹ بتا دینا میرے لیے ممکن نہیں ہو گا۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! ابھی جناب منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ صحافیوں کے لیے 5 فیصد کوٹہ رکھا جاتا ہے ان کو تسلیم کرنے کا criteria کیا ہے اور یہ کس بنیاد پر رکھا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: ملک صاحب ضمنی سوال کیا ہوا؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ صحافیوں کو جو 5 فیصد کوٹہ الاٹ کیا جاتا ہے اس کا کیا criteria ہے اور وہ کس بنیاد پر کرتے ہیں۔ ان کی سنیارٹی پر کرتے ہیں یا چھوٹے رسالے والوں کو کرتے ہیں یا جن کے اخبارات بڑے ہیں ان کو کوٹہ الاٹ کرتے ہیں تو کیا criteria انہوں نے مقرر کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: یہ سوال پہلے ہو چکا ہے اور اس کا جواب انہوں نے دیا ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اس میں پالیسی وضع کرتا ہے اور یہ ان کے محکمے کے متعلق سوال ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! ملتا تو صحافیوں کو ہے ہمارا مقصد صحافیوں سے ہے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے نہیں ہے۔

جناب سپیکر: لیکن ان کے سسٹم کو ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ریگولیٹ کرتا ہے کوئی اور ضمنی سوال؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

اخبار نویس کو کارڈ جاری کرنے کے لیے اقدام

*421- **رانا اکرام ربانی:** کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد کے سابق ڈسٹرکٹ انفرمیشن آفیسر مسٹر ممتاز احمد خان نے بذریعہ چٹھی نمبر آئی این ای/ایف/اے سی سی آر مورخہ 20 فروری کے تحت ڈائریکٹر پبلیشنز حکومت پنجاب لاہور کو مسٹر شمس الاسلام ناز کی درخواست فارم برائے اجراء press accredition card ارسال کی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ اخبار نویس کو آج تک مذکورہ بالا کارڈ جاری نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اخبار نویس کو متذکرہ کارڈ جاری کیوں نہیں کیا گیا اگر اس کی درخواست مسترد کر دی گئی ہے تو اس کی اطلاع کس چٹھی کے تحت دی گئی ہے۔

(د) اگر اطلاع نہیں دی گئی تو اس کی وجوہ کیا ہیں آیا محکمہ ہذا مذکور اخبار نویس کو کارڈ جاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ

کیا ہیں؟

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال):

(الف) جی نہیں۔

فیصل آباد ایک عرصے سے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اور وہاں ڈسٹرکٹ انفرمیشن آفیسر کی کوئی اسامی نہیں نہ ہی مسٹر ممتاز احمد خان نام کا کوئی ڈسٹرکٹ انفرمیشن آفیسر محکمہ میں ہے اور نہ ہی سوال میں دی گئی تاریخ یعنی 20 فروری 1989ء کو اس نام کا کوئی ڈسٹرکٹ انفرمیشن آفیسر محکمہ میں تھا نہ ہی مذکورہ تاریخ کو فیصل آباد کے دفتر میں کسی صحافی کی کوئی درخواست برائے ایکری ڈیشن محکمہ میں موصول ہوئی۔

(ب) جزو الف کے پیش نظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) جزو الف کے پیش نظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) جزو الف کے پیش نظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اخبار نویسوں کو جاری ہونے والے کارڈوں کی تفصیل

* 422-رانا اکرام ربانی: کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) اس وقت صوبہ بھر میں کن کن اخبار نویسوں' فوٹوگرافروں' ایڈیٹروں سب ایڈیٹروں کو صوبائی محکمہ اطلاعات نے press accredition cards جاری کیے ہیں ان کے نام عہدے بمعہ اخبارات کے نام کیا ہیں اور یہ کارڈ کن کن تاریخوں کو جاری کیے گئے۔

(ب) محکمہ اطلاعات کے پاس متذکرہ کارڈوں کے اجراء کے لیے کتنی درخواستیں ابھی تک فیصلہ طلب ہیں۔ ان کی مکمل تفصیلات کیا ہیں۔ فیصلہ طلب درخواستوں پر کب تک فیصلہ کیا جائے گا اور ایسے فیصلہ طلب درخواست دہندگان کے نام و پتے کیا ہیں؟

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال):

(الف) صحافیوں کو جاری کیے گئے aceredition card صرف ایک تقویمی سال کے لیے کار

کار آمد ہوتے ہیں۔ عموماً" درخواستیں اکتوبر کے مہینے میں آنا شروع ہو جاتی ہیں جن پر آئندہ سال کے لیے کارڈ جاری کر دیے جاتے ہیں۔ سال رواں کے دوران بھی درخواستوں پر عملدرآمد ہوتا رہتا ہے سال 1991ء کے لیے اب تک جن صحافیوں کو acerediton card جاری کیے۔ گئے ہیں۔

محکمے کے پاس 6 مئی کو (جب یہ جواب بھیجا گیا ہے) ایکریڈیشن کارڈ کی کوئی درخواست تصفیہ طلب نہیں ہے۔

★ ★ ★ ★ (فہرست لف ہے)

سوال نمبر 422 صوبہ پنجاب میں ایکریڈیشن حاصل کرنے والے صحافیوں کی فہرست

نمبر شمار	نام	عہدہ	اخبار کا نام مع جائے تعیناتی	تاریخ اجرا	کارڈ نمبر
-1	مسٹر عامر نسیم	نمائندہ خصوصی	روزنامہ امروز لاہور	7-11-90	1
-2	الحاج عبدالرب صدیقی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ مشرق لاہور	7-11-90	2
-3	مسٹر احسان الحق	نمائندہ	اے پی پی ٹوبہ ٹیک سنگھ	17-11-90	3
-4	مسٹر ضیاء شاہد	چیف ایڈیٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	17-11-90	4
-5	مسٹر محمد صدیق کھوکھر	نمائندہ	اے پی پی رحیم یار خان	18-1190-	5
-6	مسٹر پرویز حمید	نیوز ایڈیٹر	روزنامہ مساوات لاہور	22-11-90	6
-7	مسٹر مہتاب الدین نشاط	نمائندہ	روزنامہ مشرق فیصل آباد	22-11-90	7
-8	مسٹر ایم عارف	ایڈیٹر	روزنامہ الیسین رحیم یار خان	22-11-90	8
-9	رانا سلطان نعیم	فری لانس	لاہور	26-11-90	9
-10	ملک محمد حیات	ایڈیٹر	ہفت روزہ راہبر بہاولپور	29-11-90	10
-11	مسٹر اعجاز حسین لاہوری	سینئر فوٹوگرافر	روزنامہ نوائے وقت لاہور	29-11-90	11
-12	مسٹر محمد نعیم اقبال	انچارج فورم	روزنامہ پاکستان لاہور	29-11-90	12
-13	مسٹر برکت واداپوری	فری لانس	فیصل آباد	29-11-90	13

-14	مسٹر محمد اعظم خان	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ تعمیر انسان بہاولپور	29-11-90	14
-15	آسیہ خان	رپورٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	29-11-90	15
-16	مسٹر حامد راشد	رپورٹر	روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ لاہور	3-12-90	16
-17	ملک محمد اقبال جھکڑ	سینئر سب ایڈیٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	3-12-90	17
-18	ملک راضی علی واصف	فری لانس	لاہور	5-12-90	18
-19	مسٹر طارق اسماعیل	چیف رپورٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	13-12-90	19
-20	مسٹر عبدالحمید شاکر	نمائندہ	روزنامہ مشرق راجن پور	13-12-90	20
-21	مسٹر ظفر اللہ خان	سٹاف رپورٹر	روزنامہ پاکستان ٹائمز سیالکوٹ	13-12-90	21
-22	آغا علی نواز خان	ایڈیٹر	ہفت روزہ شاذیہ لاہور	15-1-91	22
-23	مسٹر اے۔ حمید خان	فری لانس	لاہور	18-12-90	23
-24	مسٹر خالد کشمیری	سٹاف رپورٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	19-12-90	24
-25	ملک نذیر احمد گھلو	ایڈیٹر	ہفت روزہ مبارک رحیم یار خان	19-12-90	25
-26	مسٹر شاہ نواز اے۔ ملک	ایڈیٹر	جذبہ گجرات	22-12-90	26
-27	سید انتظار حسین زنجانی	فری لانس	لاہور	24-12-90	27
-28	ایم۔ کیو۔ بیدار ملک	ایڈیٹر	ہفت روزہ افریشیاء لاہور	24-12-90	28

-29	مسٹر اعجاز حشمت خان	نمائندہ	روزنامہ پاکستان ٹائمز فیصل آباد	24-12-90	29
-30	مسٹر محمد فاروق	نمائندہ	پاکستان ٹائمز لاہور	24-12-90	30
-31	مسٹر بشیر احمد ملک	ایڈیٹر	ہفت روزہ دعوت عمل سرگودھا	24-12-90	31
-32	مسٹر ہارون الرشید	ڈپٹی ایڈیٹر	روزنامہ جرأت لاہور	24-12-90	32
-33	مسٹر شہزاد صحرائی	چیف ایڈیٹر	قومی دلیر گوجرانوالہ	26-12-90	33
-34	مسٹر نوید بٹ	نمائندہ	فرنٹیئر پوسٹ لاہور	26-12-90	34
-35	مسٹر شوکت حسین شوکت	ایڈیٹر	روزنامہ آفاق لاہور	29-12-90	35
-36	مسٹر قیصر ملک	ایڈیٹر	روزنامہ حق ملتان	29-12-90	36
-37	مسٹر محمد سرور چودھری	چیف ایڈیٹر	روزنامہ تحفہ گوجرانوالہ	29-12-90	37
-38	مسٹر پرویز طاہر خان	ایڈیٹر	ہفت روزہ طاہر ساہیوال برائے لاہور	29-12-90	38
-39	مسٹر عبدالحق اعوان	سینئر سب ایڈیٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	29-12-90	39
-40	مسٹر محمد احسان شاہد	بیورو چیف	ہفت روزہ روشن پاکستان فیصل آباد	3042-90	40
-41	مسٹر بشیر امانت علی	نمائندہ	روزنامہ جنگ رحیم یار خان	30-12-90	41
-42	مسٹر عامر امانت علی	نمائندہ	روزنامہ نوائے وقت رحیم یار خان	30-12-90	42
-43	مسٹر ریاض احمد شیخ	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ آواز حق بہاولپور	30-12-90	43

-44	مسٹر ایم انور	نمائندہ	دی لیڈر کراچی برانچ لاہور	30-12-90	44
-45	مسٹر معین بٹ	مینیجنگ ایڈیٹر	ہفت روزہ سکرین لائٹ لاہور	30-12-90	45
-46	مسٹر سعید صدیقی	چیف رپورٹر	روزنامہ امروز ملتان	30-12-90	46
-47	محمد صادق ضیغم	ایڈیٹر	یو پی پی لاہور	30-12-90	47
-48	مسٹر احمد نواز نیازی	چیف رپورٹر	ہفت روزہ کہکشاں لاہور	3042-90	48
-49	محمد اختر حسین اختر	سینئر سٹاف رپورٹر	روزنامہ ملت فیصل آباد	25-3-91	49
-50	حکیم رحمت الٰہی	فری لانس	لاہور	24-12-90	50
-51	مسٹر سرمد محمود	نمائندہ	اے پی پی سیالکوٹ	31-12-90	51
-52	مسٹر احسان شاکر	نمائندہ	روزنامہ ملت نیوز لاہور	31-12-90	52
-53	سید طاہر حسین	چیف رپورٹر	ہفت روزہ خاتون کشمیر لاہور	31-12-90	53
-54	مسٹر ظفر محی الدین گیلانی	ایڈیٹر	ہفت روزہ مظلوم کشمیر لاہور	31-12-90	54
-55	مسٹر رحمت علی وضی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ نوائے وقت لاہور	31-12-90	55
-56	مسٹر محمد حسین بھٹی	نمائندہ	روزنامہ امروز دہاڑی	31-12-90	56
-57	زاہد رفعت	ڈپٹی کنٹرول نیوز	پی پی سی لاہور	31-12-90	57
-58	محمد زاہد بلند شہری	ایڈیٹر	ترجمان اسلام لاہور	1-1-91	58

-59	مسٹر نسیم ایچ۔ ضیائی	بیورو چیف	روزنامہ ملت فیصل آباد	1-1-91	59
-60	مسٹر منصور طیب	ایڈیٹر	ہفت روزہ اسلامی جمہوریہ لاہور	29-12-90	60
-61	مسٹر فیاض لودھی	ایڈیٹر	ہفت روزہ اخبار پنجاب ملتان	1-1-91	61
-62	مسٹر علیم بیگ	بیورو چیف	اے پی پی لاہور	1-1--91	62
-63	مسٹر حبیب الرحمان عثمانی	فری لانس	لاہور	1-1-91	63
-64	مسٹر فرخ سعید خواجہ	بیورو چیف	روزنامہ مرکز لاہور	21-1-91	64
-65	مسٹر خالد مسعود ہاشمی	کامرس ایڈیٹر	روزنامہ امروز لاہور	2-1-91	65
-66	مسٹر ھمیر احمد	نمائندہ	روزنامہ ایام فیصل آباد	2-1-91	66
-67	مسٹر اقبال حسین	نمائندہ	روزنامہ آفتاب ساہیوال	2-1-91	67
-68	مسٹر نذیر حق	سینئر ڈپٹی ایڈیٹر	روزنامہ مشرق لاہور	2-1-91	68
-69	مسٹر ثاقت زیروی	ایڈیٹر	ہفت روزہ لاہور لاہور	2-1-91	69
-70	مسٹر محمد الیاس	ایڈیٹر	خاک وطن لاہور	2-1-91	70
-71	مسٹر شوکت نقشبندی	نمائندہ	روزنامہ امروز لاہور برائے قصور	2-1-91	71
-72	مسٹر بشیر احمد ناصر	ایڈیٹر	روزنامہ کوہستان لاہور	2-1-91	72
-73	پروفیسر افضل	ایڈیٹر	ہفت روزہ مجبور لاہور	2-1-91	73

-74	مسٹر لال دین قریشی	فری لانس	لاہور	2-1-91	74
-75	چودھری خادم حسین	خصوصی نمائندہ	روزنامہ امروز لاہور	31-1-91	75
-76	چودھری محمد حسین	فری لانس	لاہور	31-1-91	76
-77	مسٹر محمد آصف بھٹی	نمائندہ	روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ برائے گوجرانوالہ	7-1-91	77
-78	مسٹر محمد امجد بھٹی	فری لانس	لاہور	9-1-91	78
-79	مسٹر حبیب حیات	بیورو چیف	ہفت روزہ بزنس آئی بی ایس لاہور	7-1-91	79
-80	چودھری محمد اسماعیل	نمائندہ	روزنامہ نوائے وقت ساہیوال	7-1-91	80
-81	محمد عظیم چودھری	سٹاف رپورٹر	روزنامہ جنگ لاہور	7-1-91	81
-82	سہیل شفاعت	ایڈیٹر	روزنامہ مغربی پاکستان لاہور	7-1-91	82
-83	خواجہ افتخار	فری لانس	لاہور	7-1-91	83
-84	دوست محمد یوسفی	چیف رپورٹر	اے پی پی لاہور	7-1-91	84
-85	آفتاب گیلانی	سٹاف رپورٹر	اے پی پی لاہور	7-1-91	85
-86	سید فواد ہاشمی	سٹاف رپورٹر	اے پی پی لاہور	7-1-91	86
-87	مسٹر محمد فیاض	سٹاف رپورٹر	اے پی پی لاہور	7-1-91	87
-88	مسٹر محمد رفیق چودھری	فوٹوگرافر	اے پی پی لاہور	7-1-91	88

-89	مس فرح جعفری	اسسٹنٹ ایڈیٹر	روزنامہ اردو ٹائمز لاہور	89	9-1-91
-90	مسٹر احمد عزیز ضیاء	ایڈیٹر	دی نیشن لاہور	90	9-1-91
-91	مسٹر ریاض احمد چودھری	نمائندہ خصوصی	دی پاکستان ٹائمز لاہور	91	8-1-91
91	چودھری محمد اسماعیل	نمائندہ	روزنامہ مشرق لاہور برائے خانپور	91A	9-1-91
-92	مسٹر جی این شیخ	نمائندہ	روزنامہ میزان کوئٹہ برائے لاہور	92	9-1-91
-93	مسٹر احسان ملک	نمائندہ خصوصی	روزنامہ مشرق لاہور برائے وہاڑی	93	9-1-91
-94	مسٹر خلیق الرحمان	ایڈیٹر	روزنامہ سعادت لاہور	94	8-1-91
-95	عتیق الرحمان	چیف رپورٹرز	روزنامہ سعادت فیصل آباد	95	8-1-91
-96	محمد رفیق چودھری	نمائندہ	روزنامہ دستور بہاولپور برائے خانپور	96	8-1-91
-97	مسٹر شفیق الرحمان	چیف رپورٹر	روزنامہ تجارتی رہبر فیصل آباد	97	8-1-91
-98	مسٹر اے مجید گل	بیورو چیف۔ سینئر رپورٹر	روزنامہ امروز بہاولپور	98	8-1-91
-99	مسٹر لئیق احمد ہاشمی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ سنگ میل ملتان	99	8-1-91
-100	مسٹر محمد عاصم رضا	بیورو چیف	روزنامہ مزدور کراچی برائے ملتان	100	8-1-91
-101	علی صفیان آفاقی	فری لانس	لاہور	101	12-1-91
-102	مسٹر اسلام ضمیر	نمائندہ	اے پی پی بہاولپور	102	12-1-91

-103	مسٹر ارشد حیات	ایڈیٹر	ہفت روزہ آفتاب مشرق بہاولپور	103	12-1-91
-104	مسٹر رانا عبدالسلام	ایڈیٹر	روزنامہ صدائے پاکستان بہاولپور	104	12-1-91
-105	مسٹر نیور ناصر	ایڈیٹر	ہفت روزہ انصاف بہاولپور	105	12-1-91
-106	مسٹر نذیر احمد خاکوانی	سٹاف رپورٹر	ہفت روزہ صدائے بہاولپور، بہاولپور	106	12-1-91
-107	مسٹر جاوید اختر	نیوز ایڈیٹر	ٹی ٹی سی بہاولپور	107	12-1-91
-108	مسٹر امجد قریشی	ایڈیٹر	روزنامہ بیباک بہاولپور	108	12-1-91
-109	مسٹر خالق انور بلوچ	نمائندہ	روزنامہ جنگ بہاولپور	109	12-1-91
-110	مسٹر محمد اکمل چوہان	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ زبان خلق بہاولپور	110	12-1-91
-111	مسٹر فیضان عارف	نمائندہ	روزنامہ جنگ بہاولپور	111	12-1-91
-112	مسٹر ممتاز زمان	ایڈیٹر	روزنامہ دستور بہاولپور	112	12-1-91
-113	مسٹر تاج محمد چودھری	ایڈیٹر	ہفت روزہ للکار لاہور	113	12-1-91
-114	مسٹر محمود اختر	رپورٹر	روزنامہ وفاق لاہور	114	12-1-91
-115	محمد وقار عثمانی	نمائندہ	روزنامہ وفاق لاہور	115	12-1-91
-116	سید ساجد حسین	فوٹوگرافر	آئی ایس پی آر لاہور	116	12-1-91
-117	محمد جہانگیر پاشا	سینئر نیوز کیمرہ مین	پی ٹی وی لاہور	117	12-1-91
-118	فیاض الرحمٰن	سب ایڈیٹر	اے پی پی لاہور	118	12-1-91

-119	حامد رضی سرور	ایڈیٹر	ہفت روزہ کارکن فیصل آباد	119	12-1-91
-120	ریاض الرحمٰن ساغر	رپورٹر	روزنامہ نوائے وقت لاہور	120	12-1-91
-121	مسٹر اسد اللہ غالب	ایڈیٹر	نوائے وقت لاہور	121	18-12-90
-122	مسٹر ٹی ایچ بھٹی	بیورو چیف	پی پی آئی لاہور	122	14-1-91
-123	مسٹر مصباح الحق	سینئر نیوز ایڈیٹر	پی پی آئی لاہور	123	14-1-91
-124	مسٹر خالد محمود	فری لانس	لاہور	124	15-1-91
-125	مسٹر محمد صادق طارق	ایڈیٹر	ہفت روزہ عزم لاہور	125	15-1-91
-126	سید خالد احمد ساجد	ایڈیٹر	ماہنامہ دعوت اسلام لاہور	126	15-1-91
-127	محمد اشرف وللہ	نمائندہ	روزنامہ سعادت قصور	127	15-1-91
-128	محمد نواز	فوٹوگرافر	اے پی پی گوجرانوالہ	128	15-1-91
-129	گلزار احمد نسیم	ایڈیٹر	روزنامہ سعادت بہاولپور	129	15-1-91
-130	مسٹر ایم عبداللہ صدیقی	ڈسٹرکٹ کارسپانڈنٹ	روزنامہ انقلاب رحیم یار خان	130	15-1-91
-131	عاشق حسین	ڈویژنل کارسپانڈنٹ	پی پی آئی گوجرانوالہ	131	15-1-91
-132	ملک محمد رفیق	سٹاف رپورٹر	روزنامہ امروز گوجرانوالہ	132	15-1-91

-133	مسٹر منیر حسین	نیوز پروڈیوسر۔رپورٹر	پی ٹی وی لاہور	133	15-1-91
-134	سید مجاہد حسین شیرازی	نمائندہ	روزنامہ اعوم سرگودھا	134	15-1-91
-135	مسٹر مشتاق جعفری	نمائندہ	روزنامہ امروز سرگودھا	135	15-1-91
-136	مسٹر محمد شفیق	فوٹوگرافر	روزنامہ تحفہ گوجرانوالہ	136	15-1-91
-137	مسٹر شاہنواز اکرم	اسسٹنٹ ایڈیٹر	ہفت روزہ نیا پیام، لاہور	137	15-1-91
-138	مسٹر جاوید کمال ڈسکوی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ جنگ لاہور	138	15-1-91
-139	محمد اصغر	چیف رپورٹر	روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور	139	15-1-91
-140	مسٹر محمود احمد	فری لانس	ملتان	140	15-1-91
-141	سید بشیر حسین	فری لانس	لاہور	141	15-1-91
-142	مسٹر جاوید راہی	نمائندہ	روزنامہ مغربی پاکستان اوکاڑہ	142	15-1-91
-143	مسٹر کے سلیم کاظمی	ایڈیٹر	روزنامہ زمین لاہور	143	15-1-91
-144	مسٹر نور عالم	ایڈیٹر	ہفت روزہ استقلال لاہور	144	17-1-91
--45	سید غلام محی الدین	ایڈیٹر	ہفت روزہ پیغام ملت فیصل آباد	145	17-1-91
-146	چودھری اصغر علی کوثر	فیچر رائٹر	روزنامہ امروز لاہور	146	17-1-91
-147	مسٹر رشید احمد سندھو	ایڈیٹر	ہفت روزہ محنت کش سیالکوٹ	147	17-1-91
-148	سید محمد جیلانی	ایڈیٹر	روزنامہ پیغام فیصل آباد	148	17-1-91

-149	مسٹر محمد افتخار چودھری	بیورو چیف	روزنامہ سرحد لاہور	149	17-1-91
-150	مسٹر عمیر احمد	سٹاف رپورٹر	روزنامہ کائنات بہاولپور	150	17-1-91
-151	مسٹر ولی اللہ احد	ایڈیٹر	روزنامہ کائنات	151	17-1-91
-152	خالدہ رفعت	چیف رپورٹر	روزنامہ ستلج بہاولپور	152	17-1-91
-153	سید تابش الوری	فری لانس	بہاولپور	153	17-1-91
-154	مسٹر قمر بھٹی	ایڈیٹر	روزنامہ مغربی پاکستان بہاولپور	154	17-1-91
-155	قاضی محمد غوث	چیف رپورٹر	ہفت روزہ مریٹ	155	17-1-91
-156	سید مجید ہاشمی	چیف ایڈیٹر	روزنامہ مشعل بہاولپور	156	17-1-91
-157	مسٹر فضل حمید احمد	ایڈیٹر	روزنامہ ستلج بہاولپور	157	17-1-91
-158	سردار محمد اختر	نمائندہ	روزنامہ ٹائمز فیصل آباد	158	17-1-91
-159	مسٹر مقبول احمد لودھی	نمائندہ	روزنامہ امروز فیصل آباد	159	17-1-91
=160	حاجی اکرام اختر	نمائندہ	روزنامہ مشرق فیصل آباد	160	17-1-91
-161	مسٹر عزیز انجم	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ انجم فیصل آباد	161	20-1-91
-162	مسٹر تنویر شوکت	چیف ایڈیٹر	روزنامہ غریب فیصل آباد	162	17-1-91

-163	ملک ریاض الدین اعوان	نمائندہ	روزنامہ مرکز برائے اٹک	163	20-1-91
-164	شیخ محمد سجاد	فری لانس	لاہور	164	20-1-91
-165	مسٹر شفقت محسن چودھری	ایڈیٹر	ہفت روزہ صدائے وطن لاہور	165	20-1-91
-166	مسٹر طارق فاروق	ایڈیٹر	روزنامہ جہاں نما لاہور	166	20-1-91
-167	مسٹر داؤد نور خان نیازی	نمائندہ	روزنامہ مشرق لاہور برائے میانوالی	167	20-1-91
-168	مسٹر امیر میر	نمائندہ	فرنٹیئر پوسٹ لاہور	168	20-1-91
-169	فتح علی ظفر	نمائندہ	روزنامہ وفاق فیصل آباد	169	20-1-91
-170	مسٹر عابد شوکت	چیف رپورٹر	روزنامہ آفاق فیصل آباد	170	20-1-91
-171	چودھری الیاس محمد	نمائندہ	روزنامہ پاکستان ٹائمز سرگودھا	171	21-1-91
-172	مسٹر محمد اکبر خان	نمائندہ	روزنامہ جنگ اٹک	172	21-1-91
-173	مسٹر بشیر انور	نمائندہ	روزنامہ امروز ملتان برائے رحیم یار خان	173	21-1-91
-174	مسٹر محمد شیر راؤ	نمائندہ	اے پی پی بھکر	174	21-1-91
-175	مسٹر جعفر علی میر	نمائندہ	دلیل برائے شیعہ لاہور	175	21-1-91
-176	مسٹر منظور احمد خان	فری لانس	لاہور	176	21-1-91
-177	مسٹر شہزاد احمد چودھری	نمائندہ	پاکستان ٹائمز ملتان	177	21-1-91

-178	مسٹر محمد صفدر	ایڈیٹر	روزنامہ نوائے ملت سیالکوٹ	178	21-1-91
-179	مسٹر غلام رسول خان	ایڈیٹر	ہفت روزہ کارنامہ لودھران	179	21-1-91
-180	رانا محمد صادق ادیب	فری لانس	اٹک	180	23-1-91
-181	مسٹر ظفر اقبال ہمدم	نمائندہ	ہفت روزہ ہمدم رحیم یار خان	181	24-1-91
-182	مسٹر عبدالستار قمر	نمائندہ	روزنامہ ڈان ملتان	182	24-1-91
-183	مسٹر اقتدار احمد	ایڈیٹر	ہفت روزہ نوائے لاہور	183	24-1-91
-184	مسٹر شوکت علی رضا	نمائندہ	اے پی پی گوجرانوالہ	184	24-1-91
-185	مسٹر شیخ رشید اختر	ایڈیٹر	ہفت روزہ صدائے پنجاب ملتان	185	24-1-91
-186	مسٹر محمد نذیر	بیورو چیف	روزنامہ انجام برائے ملتان	186	24-1-91
-187	مسٹر محمد افضال وابلہ	ایڈیٹر	ہفت روزہ ریاض ملتان	187	24-1-91
-188	مسٹر اے ایس انور امروہی	فوٹوگرافر	روزنامہ امروز ملتان	188	24-1-91
-189	مسٹر محمد مظہر خان	فوٹوگرافر	روزنامہ امروز ملتان	189	24-1-91
-190	مسٹر مظہر علی خان	ایڈیٹر	ہفت روزہ ویو پوائنٹ لاہور	190	24-1-91
-191	سید رضا جعفری	بیورو چیف	روزنامہ مشرق سرگودھا	191	24-1-91
-192	مسٹر ضیاء اللہ	ایڈیٹر	روزنامہ شہادت رحیم یار خان	192	24-1-91

-193	مسٹر عزیز جمال	فیچر ایڈیٹر	اے پی پی لاہور	193	24-1-91
-194	مسٹر مولا بخش	ایڈیٹر	ہفت روزہ بازار فیصل آباد	194	24-1-91
-195	مس شاہین رضا	نمائندہ	روزنامہ نوائے وقت گوجرانوالہ	195	23-1-91
-196	مسٹر اقبال زبیری	ایڈیٹر	روزنامہ نوائے وقت لاہور	196	23-1-91
-197	مسٹر ضیاء استا	نمائندہ	ندائے حق لاہور	197	23-1-91
-198	مسٹر سعید اللہ خان	فری لانس	لاہور	198	23-1-91
-199	اعجاز الحسن میر	نمائندہ	روزنامہ نوائے وقت گوجرانوالہ	199	24-1-91
-200	مسٹر سکندر حیدری	ایڈیٹر	ماہنامہ آواز نینوا لاہور	200	24-1-91
-201	مسٹر فرید الدین عاقف کرنالوی	نمائندہ	روزنامہ امروز سرگودھا	201	24-1-91
-202	مسٹر ایثار راہی	ایڈیٹر	روزنامہ قومی آواز ملتان	202	26-1-91
-203	محمد خلیل بھٹی	چیف رپورٹر	روزنامہ نوائے وقت ملتان	203	26-1-91
-204	سعید بیگ	فوٹوگرافر	روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ ملتان	204	26-1-91
-205	نجیب اللہ خان	فوٹوگرافر	روزنامہ نوائے وقت ملتان	295	26-1-91
-206	سید قاسم علی جعفری	سٹاف رپورٹر	روزنامہ نوائے وقت ملتان	206	26-1-91
-207	شمیم اصغر راؤ	سٹاف رپورٹر	روزنامہ نوائے وقت ملتان	207	26-1-91

-208	بشیر اصغر چودھری	سٹاف رپورٹر	روزنامہ نوائے وقت ملتان	208	26-1-91
-209	شیخ لیاقت حسین لکی	ایڈیٹر	روزنامہ دفاع رحیم یار خان	209	26-1-91
-210	مسٹر آصف جاوید میر	فری لانس	لاہور	210	26-1-91
-211	راناذوالفقار علی اعجاز	بیورو چیف	مرکز برائیٹ سیالکوٹ	211	26-1-91
-212	حاجی حفیظ الحق	ایڈیٹر	روزنامہ جمہورستان ساہیوال	212	26-1-91
-213	مسٹر اکرام جاوید منہاس	فوٹوگرافر	روزنامہ امروز گوجرانوالہ	213	26-1-91
-214	سید ظفر اقبال	ایڈیٹر	ہفت روزہ اخبار پاکستان ملتان	214	26-1-91
-215	مسٹر رشید صدیقی	ایڈیٹر	روزنامہ مشرق لاہور	215	26-1-91
-216	مسٹر ہاشم بشیر	چیف فوٹوگرافر	روزنامہ مغربی پاکستان لاہور	216	28-1-91
-217	مسٹر غلام حسین اعوان	نمائندہ	پی پی آئی رحیم یار خان	217	28-1-91
-218	مسٹر خادم علی کھوکھر	نمائندہ	روزنامہ نوائے وقت قصور	218	28-1-91
-219	سید امجد حسین بخاری	نیوز کیمرہ مین	پی ٹی وی لاہور	219	28-1-91
-220	مسٹر نذیر عارف	نمائندہ	روزنامہ جسارت لاہور	220	28-1-91
-221	مسٹر محمد پرویز بھٹی	نمائندہ	روزنامہ امروز جہلم	221	30-1-91
-222	مسٹر مظفر احمد شاد	بیورو چیف	روزنامہ اعلان لاہور	222	30-1-91

-223	رخسانہ نازلی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ جنگ لاہور	223	30-1-91
-224	مسٹر اقبال یوسفی	فری لانس لاہور	لاہور	224	30-1-91
-225	محمد شریف کیانی	میگزین ایڈیٹر	روزنامہ نوائے وقت لاہور	225	30-1-91
-226	مسٹر عبدالحمید عشقی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ تجارت لاہور	226	30-1-91
-227	مسٹر جمیل اختر	ایڈیٹر	روزنامہ تجارت لاہور	227	30-1-91
-228	مسٹر ارشد مجید انعامی	ایڈیٹر	روزنامہ کمرشل نیوز فیصل آباد	228	30-1-91
-229	مسٹر محمد زمان خان	بیورو چیف	دی فائنشل پوسٹ فیصل آباد	229	30-1-91
-230	مسٹر مظہر جاوید	چیف رپورٹر	روزنامہ آفتاب ملتان	230	30-1-91
-231	چودھری نذیر احمد	سٹاف فوٹوگرافر	روزنامہ آفتاب ملتان	231	30-1-91
-232	مسٹر اعجاز احمد گوندل	ایگزیکٹیو ایڈیٹر	ہفت روزہ عزم لاہور	232	30-1-91
-233	مسٹر ریاض محمود	چیف رپورٹر	ہفت روزہ العصر فیصل آباد	233	31-1-91
-234	مسٹر صغیر امانت علی	چیف رپورٹر	ہفت روزہ پیام بر رحیم یار خان	234	31-1-91
-235	مسٹر محمد رفیق گورایا	سینئر نیوز ایڈیٹر	پی ٹی وی لاہور	235	31-1-91
-236	محمد یحییٰ مٹ	نمائندہ	روزنامہ امروز اٹک	236	31-1-91
-237	مسٹر الطاف ملک	سٹاف رپورٹر	پی پی آئی لاہور	237	4-2-91
-238	مسٹر فضل محمد خان	نمائندہ	روزنامہ امروز ساہیوال	238	4-2-91

-239	مسٹر عبدالستار جاوید	چیف ایڈیٹر	روزنامہ ایام فیصل آباد	239	4-2-91
-240	مسٹر محمد سلیم قریشی	چیف ڈسٹرکٹ کارسپانڈنٹ	روزنامہ امروز گوجرانوالہ	240	4-2-91
-241	مسٹر جاوید اختر درانی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ امروز ملتان	241	2-2-91
-242	مسٹر ناصر غنی	فوٹوگرافر	روزنامہ امروز لاہور	242	2-2-91
-243	مسٹر جاوید یوسف	سٹاف رپورٹر	روزنامہ امروز لاہور	243	2-2-91
-244	مسٹر شہزادہ سلیم	انچارج جمعہ میگزین	روزنامہ پاکستان لاہور	244	2-2-91
-245	مسٹر ایس اے رضا	چیف فوٹوگرافر	روزنامہ پاکستان لاہور	245	2-2-91
-246	مسٹر سلیمان غنی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	246	2-2-91
-247	مسٹر سکندر حمید لودھی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ نوائے وقت لاہور	247	2-2-91
-248	مسٹر غضنفر علی شاہی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ نوائے وقت ملتان	248	2-2-91
-249	مسٹر قمر اللہ چودھری	سٹاف رپورٹر	اے پی پی لاہور	249	2-2-91
-250	مسٹر عبیداللہ طاہر	چیف رپورٹر	روزنامہ دعوت عمل سرگودھا	250	2-2-91
-251	مسٹر محمد ہمایوں گلزار	چیف ایڈیٹر	روزنامہ سعادت بہاولپور	251	2-2-91
-252	مسٹر مشتاق اے شیخ	ایڈیٹر	ہفت روزہ حساب ڈی جی خان	252	2-2-91

-253	مسٹر محمد طارق فاروق	سٹاف رپورٹر	ہفت روزہ صدائے پنجاب ملتان	253	2-2-91
-254	مسٹر انجم صحرائی	ایڈیٹر	ہفت روزہ صبح پاکستان لیہ	254	2-2-91
-255	خواجہ عبدالعزیز	ایڈیٹر	ہفت روزہ ریاست لاہور	255	2-2-91
-256	مسٹر زیڈ خواجہ	ایڈیٹر	ہفت روزہ الحبیب لاہور	256	2-2-91
-257	مسٹر محمد اعظم ناصر چودھری	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ انڈسٹریل افیئرز لاہور	257	2-2-91
-258	مسٹر پرویز ادیب	بیورو چیف	روزنامہ ایگل لاہور	258	2-2-91
-259	مسٹر محمد سلیم	سینئیر سٹاف رپورٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	259	2-2-91
-260	مسٹر خالد ضمیر	ایڈیٹر	تعمیر بہاولپور	260	2-2-91
-261	مسٹر اعجاز ملک	بیورو چیف	ایشین ٹائمز لاہور	261	2-2-91
-262	رئیس احمد	نمائندہ	روزنامہ مشرق لاہور	262	2-2-91
-263	مسٹر خالد مسعود	ایڈیٹر	روزنامہ شعلہ سرگودھا	263	2-2-91
-264	مسٹر ایم۔ ایچ۔ ظفر	بیورو چیف	روزنامہ جمہوریت سرگودھا	264	2-2-91
-265	مسٹر اظہر جاوید	ڈپٹی ایڈیٹر	روزنامہ تحفہ گوجرانوالہ	265	4-2-91
-266	مسٹر کوکب جاوید	نمائندہ	روزنامہ جھنگ لاہور	266	7-2-91

-267	مسٹر محمد امین ضیاء	نمائندہ	نوائے پاکستان فیصل آباد	267	7-2-91
-268	مسٹر توقیر احمد	نمائندہ	ہفت روزہ عاطف لاہور	268	7-2-91
-269	مسٹر منور قریشی	خصوصی نمائندہ	روزنامہ تجارت لاہور	269	7-2-91
-270	مسٹر حبیب الرحمٰن	نمائندہ	روزنامہ مشرق خانیوال	270	7-2-91
-271	مسٹر این اے سہیل	نمائندہ	ہفت روزہ حق برائے لاہور	271	7-2-91
-272	مسٹر عبدالرؤف طاہر	بیورو چیف	روزنامہ جسارت لاہور	272	7-2-91
-273	مسٹر احسن اقبال چودھری	فری لانس	لاہور	273	9-2-91
-274	مسٹر ظہیر قریشی	چیف رپورٹر	روزنامہ عوام فیصل آباد	274	9-2-91
-275	مسٹر ایم اے وحید	ایڈیٹر	ہفت روزہ مزدور لاہور	275	9-2-91
-276	مسٹر عبدالرشید غنی	چیف ایڈیٹر	بزنس رپورٹر فیصل آباد	276	9-2-91
-277	مسٹر خاور نعیم خان	بیورو چیف	روزنامہ وقت لاہور	277	9-2-91
-278	مسٹر ایم بشیر حسین	نمائندہ خصوصی	روزنامہ بزنس رپورٹ فیصل آباد	278	9-2-91
-279	محمد یحییٰ خان	فری لانس	لاہور	279	9-2-91
-280	مسٹر محمد اکرم	چیف ایڈیٹر	نیا پیام لاہور	280	9-2-91
-281	مسٹر عابد علی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ تجارت برائے لاہور	281	9-2-91

-282	مسٹر علامہ عزیز انصاری	فری لانس	لاہور صدائے جانباز	282	10-2-91
-283	شیخ مختار یونس طاہر	ایڈیٹر	ہفت روزہ خبر مقدم سرگودھا	283	10-2-91
-284	مسٹر توصیف احمد خان	نیوز ایڈیٹر	روزنامہ نوائے وقت لاہور	384	11-2-91
-285	مسٹر محمد سعید صفدر	فری لانس	لاہور	285	12-2-91
-286	راجہ مراد علی خان	چیف رپورٹر	پی پی آئی لاہور	286	14-2-91
-287	مسٹر حامد اعجاز	ایڈیٹر	ہفت روزہ ٹریفک واقعات لاہور	287	25-3-91
-288	مبشر طاہر محمود	ڈپٹی ایڈیٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	288	14-2-91
-289	مسٹر سعید احمد ملک	سٹاف رپورٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	289	14-2-91
-290	محمد اکرم ملک	نمائندہ	روزنامہ مشرق گوجرانوالہ	290	17-2-91
-291	مسٹر وحید احمد	ایڈیٹر	ہفت روزہ سماج گوجرانوالہ	291	17-2-91
-292	مسٹر شاکر نظامی	ایڈیٹر	ہفت روزہ نظام جمہوریت سرگودھا	292	17-2-91
-293	مولانا ایم۔ اجمل قادری	ایڈیٹر	ہفت روزہ سینئر لاہور	293	17-2-91
-294	ملک نصیر احمد	نمائندہ	روزنامہ مغربی پاکستان ساہیوال	294	17-2-91
-295	محمد جاوید کنول	نمائندہ	دی مسلم ہدائے ساہیوال	295	17-2-91
-296	ارشد عارف	ڈپٹی ایڈیٹر	روزنامہ نوائے وقت لاہور	296	17-2-91

-297	مسٹر عبدالغفور اعوان	بیورو چیف	دی نیشن ملتان	297	17-2-91
-298	مسٹر امین۔اے منور	چیف رپورٹر	ہفت روزہ نوائے تھل لیہ	298	18-2-91
-299	شیخ محمد امین	سٹاف فوٹوگرافر	روزنامہ سنگ میل ملتان	299	28-2-91
-300	مسٹر وسیم خالد	ڈپٹی کنٹرولر آف نیوز	پی ٹی سی راولپنڈی	300	18-2-91
-301	مسٹر شوکت اشفاق	بیورو چیف	پاکستان ملتان	301	19-2-91
-302	مسٹر محمد یاسین امین	چیف ایڈیٹر	ویکلی حاکم ملتان	302	19-2-91
-303	حاجی محمد یوسف رندھاوا	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ آمر لاہور	303	19-2-91
-304	شیخ محمد اقبال	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ نوائے گجرات	304	19-2-91
-305	مسٹر محمد افضل خان	فری لانس	لاہور	305	19-2-91
-306	چودھری محمد امین شیدا	فری لانس	لاہور	306	4-3-91
-307	مسٹر اے اے جہانگیر	ایڈیٹر	روزنامہ نقیب فیصل آباد	307	4-3-91
-308	مسز نثار فاطمہ محسن	لیڈی رپورٹر	روزنامہ مشرق لاہور	308	4-3-91
-309	مسٹر سلطان عارف علی	فری لانس	لاہور	309	4-3-91
-310	قدسیہ اخلاق	فیچر رائٹر	روزنامہ دی نیشن لاہور	310	4-3-91
-311	طارق محمود	فوٹوگرافر	روزنامہ ڈان لاہور	311	4-3-91
-312	مسٹر شکیل الرحمان حر	سٹاف رپورٹر	روزنامہ اعلان ملتان	312	4-3-91

-313	مسٹر خادم حسین چوہان	سٹاف رپورٹر	روزنامہ امروز خانیوال	313	4-3-91
-314	ملک عبدالرحمان	چیف ایڈیٹر	روزنامہ اعلان ملتان	314	4-3-91
-315	میجر اشفاق خان	سٹاف رپورٹر	روزنامہ امروز لاہور	315	4-3-91
-316	مسٹر اختر حسین اختر	نمائندہ	روزنامہ امروز لاہور شاہکوٹ سرگودھا	316	4-3-91
-317	ملک حبیب الرحمٰن	چیف رپورٹر	روزنامہ اعلان ملتان	317	11-3-91
-318	مسٹر نصیر اللہ غلزئی	نمائندہ	ہفت روزہ تکبیر برائے لاہور	318	7-3-91
-319	محمد زبیر سبحانی	نمائندہ	روزنامہ نوائے وقت رحیم یار خان	319	7-3-91
-320	مسٹر اقبال ملک	سٹاف رپورٹر	روزنامہ پاکستان ٹائمز سیالکوٹ	320	11-3-91
-321	مس پونیا گھوش	کمرشل رپورٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	321	10-3-91
-322	ملک سجاد احمد	ایڈیٹر	ہفت روزہ نوائے مشرق ڈی جی خان	322	10-3-91
-323	مسٹر سجاد سرور عبداللہ	ڈسٹرکٹ کارسپانڈنٹ	اے پی پی ساہیوال	323	10-3-91
-324	مسٹر ظہیر شہزاد	سینئر سٹاف رپورٹر	پی پی آئی لاہور	324	10-3-91
-325	مسٹر ناصر رضا	سٹاف رپورٹر	فرنٹیئر پوسٹ لاہور	325	10-3-91
-326	مسٹر پرویز الطاف	چیف فوٹوگرافر	روزنامہ مساوات لاہور	326	10-3-91

-327	مسٹر عبدالرشید لودھی	سٹاف فوٹوگرافر	روزنامہ امروز لاہور	327	10-3-91
-328	مسٹر قربان انجم	سٹاف رپورٹر	روزنامہ وفاق لاہور	328	10-3-91
-329	مسٹر محمد سلیم	نیوز رپورٹر۔ پروڈیوسر	پی ٹی وی فیصل آباد	329	10-3-91
-330	مسٹر جی ایم پرویز	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ مسلم ٹائمز فیصل آباد	330	10-3-91
-331	مسٹر مصطفیٰ کمال پاشا	ایڈیٹر	روزنامہ پنجاب نیوز فیصل آباد	331	10-3-91
-332	عبدالمجید انور	نمائندہ	پی پی آئی ٹوبہ ٹیک سنگھ	332	10-3-91
-333	مسٹر محمد علی انصاری	چیف ایڈیٹر	روزنامہ اعلان حق ملتان	333	10-3-91
-334	مسٹر اختر عزیز	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ طوفان ملتان	334	10-3-91
-335	مسٹر مظفر محمود لودھی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ نوائے ملتان	335	10-3-91
-336	مسٹر محمد افضل	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ زمیندار سدھار ملتان	336	10-3-91
-337	مسٹر ایاز قریشی	نمائندہ خصوصی	روزنامہ مشرق بہاولپور	337	10-3-91
-338	مس شازیہ پروین	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ شازیہ لاہور	338	10-3-91
-339	مسٹر مقبول اے طاہر	بیورو چیف	روزنامہ سنگ میل رحیم یار خان	339	10-3-91
-340	مسٹر حیدر جاوید سید	ایڈیٹر	ہفت روزہ رضاکار لاہور	340	11-3-91
-341	مسٹر نوید ملک	نمائندہ	فرنٹیئر پوسٹ برائے رحیم یار خان	341	11-3-91

-342	مسٹر غلام نبی بٹ	سٹاف رپورٹر	روزنامہ نوائے وقت لاہور	342	11-3-91
-343	مسٹر اقبال محمد مرزا	نمائندہ	روزنامہ سعادت سرگودھا	343	13-3-91
-344	مسٹر شہباز ساجد	ڈسٹرکٹ کارسپانڈنٹ	روزنامہ پاکستان ٹائمز برائے اوکاڑہ	344	13-3-91
-345	مسٹر ایم آر روحانی	ایڈیٹر	روزنامہ سنگ میل ملتان	345	13-3-91
-346	مسٹر امتیاز احمد روحانی	چیف رپورٹر	روزنامہ سنگ میل ملتان	346	13-3-91
-347	حاجی فاروق احمد قریشی	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ فاروق ملتان	347	13-3-91
-348	مسٹر محمود خان بردار	ایڈیٹر	ہفت روزہ بلال ڈی جی خان	348	19-3-91
-349	آغا ارباب خاور	سٹاف رپورٹر	روزنامہ عوام فیصل آباد	349	19-3-91
-350	ایس اقتدار حسین کوثر	سینئر کیمرہ مین	پی ٹی وی لاہور	350	19-3-91
-351	ملک محمد امین	پریس رپورٹر	روزنامہ تجارت برائے ٹوبہ ٹیک سنگھ	351	19-3-91
-352	حامد اعجاز	ایڈیٹر	ہفت روزہ ٹریفک واقعات لاہور	352	19-3-91
-353	مسز نسیم اکرم ملک	نمائندہ	ہفت روزہ اخبار خواتین برائے گوجرانوالہ	353	25-3-91
-354	مسٹر عنایت علی خان	نمائندہ	روزنامہ وفاق ساہیوال	354	30-3-91
-355	مسٹر رجب علی سید	نمائندہ	روزنامہ سنگ میل ملتان برائے ساہیوال	355	30-3-01
-356	مسٹر احسان اللہ خان	بیورو چیف	روزنامہ آفتاب حیدر آباد برائے لاہور	356	30-3-91
-357	مسٹر گلزار احمد	نیوز ایڈیٹر	ٹی ٹی سی ملتان	357	30-3-91

-358	مسٹر پرویز	سٹاف رپورٹر	روزنامہ جنگ لاہور	358	30-3-91
-359	مسٹر ایم احسان ناز	سٹاف رپورٹر	روزنامہ مشرق لاہور	359	21-3-91
-360	مسٹر سرمد بشیر	سٹاف رپورٹر	روزنامہ دی نیشن لاہور	260	21-3-91
-361	مسٹر ریاض ہنالوی	میگزین ایڈیٹر	روزنامہ مشرق لاہور	361	4--4-91
-362	سید اسحاق	چیف ایڈیٹر	روزنامہ آزادی لاہور	362	4-4-91
-363	مرزا عبدالرشید	فوٹوگرافر	فری لانس لاہور	363	8-4-91
-364	مسٹر اصغر ہارون	فوٹوگرافر	فری لانس لاہور	364	10-4-91
-365	مسٹر محمد ملک	فوٹوگرافر	فری لانس لاہور	365	10-4-91
-366	نوشابہ نرگس	سٹاف رپورٹر	روزنامہ امروز برائے ملتان	366	11-4-91
-367	مسٹر نسیم احمد	جائینٹ ایڈیٹر	پاکستان ٹائمز لاہور	367	11-4-91
-368	مسٹر فیاض احمد	ڈپٹی ریزیڈنٹ ایڈیٹر	ہفت روزہ آثار قصور	368	11-4-91
-369	الحاج ڈاکٹر فضل رحیم	نمائندہ	روزنامہ جنگ قصور	369	11-4-91
-370	مسٹر خادم حسین بلوچ	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ الحق بہاولپور	370	21-4-91
-371	مسٹر غازی عطا محمد	نمائندہ خصوصی	روزنامہ مشرق لاہور	371	23-4-91

-372	مسٹر محبوب سبحانی	ایڈیٹر	روزنامہ مشرق لاہور	372	25-4-91
-373	مسٹر جلیل الرحمان	سٹاف رپورٹر	روزنامہ نیشن لاہور	373	27-4-91
-374	مسٹر ہمایوں ادیب	فری لانس	لاہور	374	27-4-91
-375	مسٹر محبوب الٰہی صدیقی	ایڈیٹر	مسلم نیوز انٹرنیشنل لاہور	375	27-4-91
-376	مسٹر محمد اسلم قمر	نمائندہ	روزنامہ سنگ میل ملتان برائے رحیم یار خان	376	29-4-91
-377	چودھری غلام رضا	نمائندہ	پی پی آئی برائے چکوال	377	27-4-91
-378	مسٹر امجد حسین	ایڈیٹر کوآرڈینیشن	دی نیشن لاہور	378	29-40-91
-379	حاجی عبدالرشید	ایڈیٹر	روزنامہ پیغام ساہیوال	379	30-4-91
-380	مسٹر عطاء اللہ چودھری	سب ایڈیٹر	روزنامہ جنگ لاہور	380	6-5-91
-381	مسٹر رانا محمد اقبال	سٹاف رپورٹر	روزنامہ پاکستان لاہور	381	6-5-91
-382	مسٹر عارف محمود چودھری	ریزیڈنٹ ایڈیٹر	روزنامہ اعلان لاہور	382	6-5-91
-383	مسٹر زاہد مقصود	سینئر سب ایڈیٹر	روزنامہ امروز لاہور	383	6-5-91
-384	مسٹر راحت علی	فوٹوگرافر	روزنامہ پاکستان لاہور	384	6-5-91
-385	مسٹر رانا عبدالقیوم	نمائندہ خصوصی	روزنامہ جسارت کراچی برائے گوجرانوالہ	385	6-5-91
-386	مسٹر محمد شفیق	سٹاف رپورٹر	روزنامہ تجارت گوجرانوالہ	386	6-5-91

-387	مسٹر شمس الاسلام ناز	نمائندہ	روزنامہ ڈان کراچی برائے فیصل آباد	387	6-5-91
-388	مسٹر نعیم احمد چودھری	ایڈیٹر	ہفت روزہ خورشید جہاں فیصل آباد	388	6-5-91
-389	مسٹر ریاض احمد چودھری	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ نیوز ویک فیصل آباد	389	6-5-91
-390	مسٹر انور جہاں گل	ایڈیٹر	ہفت روزہ قائد وطن فیصل آباد	390	6-5-91
-391	مسٹر احسان الحق انجم	رپورٹر	روزنامہ کمرشل نیوز فیصل آباد ٹائمز	391	6-5-91
-392	مسٹر اسعد الرحمان	سٹاف رپورٹر	روزنامہ النقیب فیصل آباد	392	6-5-91
-393	مسٹر محمد سعید چودھری	نمائندہ	روزنامہ پاکستان ٹائمز خانیوال	393	6-5-91
-394	مسٹر ریاض احمد	سب ایڈیٹر	پی پی سی' ملتان	394	6-5-91
-395	مسٹر بیگم عالم گیر رنا	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ صدائے عالم گیر' ملتان	395	6-5-91
-396	مسٹر محمد علی خان	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ نوعیت ملتان	396	6-5-91
-397	مسٹر رانا محمد اسلم	چیف ایڈیٹر	روزنامہ محراب' ملتان	397	6-5-91
-398	مسٹر حمید ناصر مرزا	چیف ایڈیٹر	روزنامہ نوائے انصاف ساہیوال	398	6-5-91
-399	مسٹر راؤ محمد اسلم خان	چیف ایڈیٹر	روزنامہ عبادت' رحیم یار خان	399	6-5-91
-400	مسٹر طیب شوکت	سٹاف رپورٹر	روزنامہ آفاق' لاہور	400	6-5-91
-401	مسٹر لیاقت علی طاہر	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ عظمت گوجرانوالہ	401	6-5-91

-402	مسٹر قاری زید احمد العبدی	چیف ایڈیٹر	روزنامہ حریت ملتان	402	6-5-91
-403	مسٹر حافظ لیاقت علی ضیا	ایڈیٹر	ہفت روزہ نوائے جمہور سرگودھا	403	6-5-91
-404	مسٹر محمد اسلام الرحمان	سٹاف رپورٹر	روزنامہ جزبہ گجرات	404	6-5-91
-405	مسٹر افتخار احمد علوی	سٹاف رپورٹر	روزنامہ مغربی پاکستان بہاولپور	405	6-5-91
-406	مسٹر عابد منصور	سینئر سب ایڈیٹر	روزنامہ الفاروق اختر نیشنل رحیم یار خان	406	6-5-91
-407	مسٹر شیخ عبدالشفاعت	نمائندہ	روزنامہ مساوات گجرات	407	6-5-91
-408	مسٹر شیخ فردوس احمد نقوی	ایڈیٹر	روزنامہ نوائے مشتاق خان پور	408	6-5-91
-409	مسٹر نسیم اختر شیخ	سٹاف رپورٹر	روزنامہ سنگ میل ڈی جی خان	409	6-5-91
-410	مسٹر مرزا صلاح الدین	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ تڑپ قصور	410	6-5-91
-411	مسٹر سید ریاض الحسن شاہ	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ تابندہ ستارہ لاہور	411	6-5-91
-412	مسٹر تسلیم احمد تصور	سب ایڈیٹر	روزنامہ مشرق لاہور	412	6-5-91
-413	مسٹر خالد حسین بٹ	سینئر رپورٹر	ہفت روزہ تنظیم گجرات	413	6-5-91
-414	مسٹر عامر ضیاء خان	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ فخر سرگودھا	414	6-5-91
-415	مسٹر رانا محمد اکرم خالد	سٹاف رپورٹر	روزنامہ پاکستان ملتان	415	6-5-91
-416	مسٹر شہزاد فیصل خان درانی	چیف رپورٹر	روزنامہ میڈیا نیوز لاہور	416	6-5-91

-417	مسٹر سید اشفاق احمد	مینجنگ ایڈیٹر	ہفت روز خاک وطن لاہور	417	6-5-91
-418	مسٹر ایم رمضان زیب	چیف رپورٹر	ہفت روزہ بے نظیر فیصل آباد	418	6-5-91
-419	مسٹر مظہر عارف	بیورو چیف	روزنامہ فرنٹیر پوسٹ ملتان	419	6-5-91
-420	مسٹر مقبول حسین بخاری	نمائندہ	روزنامہ بزنس ریکارڈ ملتان	420	6-5-91
-421	مسٹر ضیاء احمد خان	نمائندہ	پی پی آئی لوکاڑہ	421	6-5-91
-422	مسٹر ایم اکرم ناصر	ایڈیٹر	روزنامہ پارس بہاولپور	422	6-5-91
-423	مسٹر امتیاز علی خان	نمائندہ	روزنامہ صبح صادق لاہور	423	6-5-91
-424	مسٹر رفیق قمر	چیف ایڈیٹر	روزنامہ پارس بہاولپور	424	6-5-91
-425	مسٹر غلام مصطفیٰ	نمائندہ	روزنامہ امروز ملتان	425	6-5-91
-426	مسٹر رانا عبدالستار	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ میڈیکل راؤنڈ اپ ملتان	426	6-5-91
-427	مسٹر آغا جاوید رضا	نمائندہ	پی ٹی وی فیصل آباد	427	6-5-91
-428	مسٹر نواز انور	نمائندہ خصوصی	روزنامہ مساوات لوکاڑہ	428	6-5-91
-429	مسٹر محمد سرور	ایڈیٹر	ہفت روزہ قائداعظم فیصل آباد	429	6-5-91
-430	میاں ارشد تابانی	چیف رپورٹر	روزنامہ ایام فیصل آباد	430	6-5-91
-431	مسٹر محمد محمود چودھری	ایڈیٹر	ہفت روزہ قومی نگران ساہیوال	431	6-5-91

-432	مسٹر خالد محمود	ایڈیٹر	ہفت روزہ لہر ادب ساہیوال	432	6-5-91
-433	مسٹر رؤف قریشی	ایڈیٹر	ہفت روزہ حق سچ فیصل آباد	433	6-5-91
-434	میاں نعیم طاہر	ایگزیکٹیو ایڈیٹر	ہفت روزہ مارکیٹ گوجرانوالہ	434	6-5-91
-435	سید فخر الدین بلے		فری لانس لاہور	435	6-5-91
-436	مسٹر راؤ سلیم اصغر	نمائندہ	روزنامہ مسلم ڈی جی خان	436	6-5-91
-437	سید محفوظ حسین کاظمی	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ پاکڑ ابہاولپور	437	6-5-91
-438	مسٹر محمد سلیم چشتی	ایڈیٹر	ہفت روزہ ملتان ٹائمز ملتان	438	6-5-91
-439	مسٹر محمد اکرم بیگ	ایڈیٹر	ہفت روزہ صنعت گوجرانوالہ	439	6-5-91
-440	مسٹر عبدالقیوم ملک	بیورو چیف	روزنامہ پاکستان گوجرانوالہ	440	6-5-91
-441	مسٹر ایم یونس رانا	ایڈیٹر	روزنامہ الخیر فیصل آباد	441	6-5-91
-442	مسٹر آغا گل نواز خان	چیف ایڈیٹر	ہفت روزہ طلب لاہور	442	6-5-91

اسلامی ثقافت کے فروغ کے لیے اقدام

*467- جناب ریاض فتیانہ: کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت اسلامی ثقافت کے احیاء و فروغ کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

(ب) سٹیج ڈرامہ سے فحاشی کے خاتمہ لیے کیا پیش رفت ہے۔

(ج) بیرون ملک بھیجے جانے والے ثقافتی طائفوں میں کیا پنجاب کی اصل ثقافت پیش کی جاتی ہے؟

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال):

(الف) محکمہ اطلاعت و ثقافت حکومت پنجاب کے تحت کام کرنے والی آرٹس کونسلیں اس طرح کی تقریبات سے ہمیشہ گریز کرتی ہیں جو اسلامی اقدار کے منافی ہوں۔ دوسری طرف یہ آرٹس کونسلیں جو تقریبات منعقد کرتی ہیں ان میں اسلامی اقدار کے فروغ کے نصب العین کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اسلامی ثقافت کے فروغ کے ضمن میں پورے صوبہ کی آرٹس کونسلیں حسن قرآت اور نعت خوانی کی محفلیں منعقد کرتی ہیں۔ اسلامی خطاطی اور قرآنی آیات پر مبنی خطاطی کی نمائش ہوتی ہیں۔ تقریری مقابلوں میں موضوعات اس طرح کے منتخب کیے جاتے ہیں جو اسلامی روح کی عکاسی کرتے ہوں۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر مذہبی نوعیت کی تقریبات اور رمضان المبارک کے مہینے میں سماع یا نعتیہ مشاعرہ کی محفلیں برپا کی جاتی ہیں۔ صوفی شاعروں کے پیغام کو پھیلانے کے لیے خصوصی مجالس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(ب) سٹیج ڈرامہ سے فحاشی کے لیے مؤثر طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق مستند اور معتبر ادیبوں پر مشتمل سکروٹنی کمیٹی کا کوئی رکن ڈرامہ کے مسودہ کی جانچ پڑتال کرتا ہے اور بعدازاں پنجاب آرٹس کونسل کے توسط سے محکمہ امور داخلہ حکومت پنجاب یہ مسودہ منظور کرتا ہے ڈرامہ کی باقاعدہ پیش کش سے قبل محکمہ داخلہ اور پنجاب آرٹس کونسل کے مجاز افسر اس ڈرامہ کی سنسر ریہرسل دیکھتے ہیں۔ مسودہ کی جانچ پڑتال اور سنسر ریہرسل کے دوران قابل اعتراض حصے کاٹ

دیے جاتے ہیں جب ڈرامہ عوام کے لیے پیش ہوتا ہے تو پھر اس کی مسلسل نگرانی کی جاتی ہے اور جو اداکار قابل اعتراض مکالمے ادا کریں انہیں فوراً وارننگ دی جاتی ہے۔ زیادہ قابل اعتراض مکالموں کی صورت میں اداکاروں پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔ پنجاب آرٹس کونسل اور ڈویژنل آرٹس کونسلیں اب تک متعدد فنکاروں پر پابندی لگا چکی ہیں۔

(ج) بیرون ملک بھیجے جانے والے ثقافتی طائفہ پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس کی ترتیب' فنکاروں کا انتخاب اور دوسرے تمام امور کے لیے حکومت پنجاب محکمہ اطلاعات و ثقافت سے رائے یا مشورہ نہیں طلب کیا جاتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جزو (الف) میں یہ جواب دیا گیا ہے ___"ان میں اسلامی اقدار کے فروغ کے نصب العین کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اسلامی ثقافت کے فروغ کے ضمن میں پورے صوبہ کی آرٹس کونسلیں اپنا کام کرتی ہیں"___ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا اسلامی اقدار اور اسلامی ثقافت غیر ملکی مہمانوں کے سامنے ملک کی نوجوان لڑکیوں کا ڈانس کروانا یہ اسلامی ثقافت اور اسلامی اقدار کے فروغ کا حصہ ہے؟ کیا وزیر موصوف اس بارے میں بتائیں گے کہ یہ آرٹس کونسلیں جو کام کر رہی ہیں یہ اس ثقافت کی بنیاد پر کر رکھی ہیں؟ اسلامی اقدار اور اسلامی فروغ کے لیے کر رہی ہیں؟

جناب سپیکر: جناب وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات: جناب والا! یہاں پر جو غیر ملکی طائفہ آتی ہیں اس کے متعلق پہلے بھی بات ہو چکی ہے اور جہاں تک میرا علم ہے محکمہ ثقافت کے زیر اہتمام اس طرح کی کوئی تقریب منعقد نہیں ہوئی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! یہ اطلاع درست نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا جو ضمنی سوال تھا اس کا جواب اس کے مطابق نہیں دیا گیا۔ بہرحال جناب سپیکر! جزو (ب) میں جو جواب دیا گیا ہے کہ مستند اور معتبر ادیبوں پر مشتمل سکروٹنی کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ جو ڈرامہ کے مسودہ کی جانچ پڑتال کرتی ہے۔ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس مستند اور معتبر

سکروٹنی کمیٹی کے اصحاب کے نام کیا ہیں۔

وزیر اطلاعات: جناب والا! نام تو اس وقت میرے پاس موجود نہیں لیکن کوئی بھی ڈرامہ اور اس کے مسودے کی جانچ پڑتال کرنے والی کمیٹی دیکھ لیتی ہے کہ اگر اس میں کوئی قابل اعتراض ڈائیلاگ ہیں یا اس کا لٹریچر ٹھیک نہیں ہے' تو وہ اس کے متعلق باقاعدہ کارروائی کرتے ہیں جولائی کے مہینے میں تقریباً" اس قسم کے 23 اداکاروں پر پابندی لگائی گئی ہے' جن کے ڈائیلاگ کے متعلق کمیٹی نے سمجھا کہ وہ قابل اعتراض ہیں اور 1991ء میں متعدد اداکاروں پر پابندی لگائی گئی ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ پہلے ضمنی سوال کی طرح اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔ لہٰذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو سکروٹنی کمیٹی قائم کی جاتی ہے ان کے ممبران کی تعیناتی کی میعاد کتنی ہوتی ہے۔ یعنی کوئی ممبر جسے سکروٹنی بورڈ کا رکن نامزد کیا جاتا ہے' وہ کتنے عرصہ تک اس سکروٹنی بورڈ کا ممبر رہتا ہے اور کتنے عرصہ کے بعد کسی نئے ممبر کو اس سکروٹنی بورڈ میں شامل کیا جاتا ہے؟

وزیر اطلاعات: جناب والا! سکروٹنی کمیٹی تقریباً" ایک سال کے لیے قائم کی جاتی ہے ایک سال کے بعد نام تبدیل کیے جاتے ہیں اور دوسرے افراد آ جاتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ ممبر جنہیں ایک سال کے لیے نامزد کیا جاتا ہے' ان کی تعیناتی کے لیے قابلیت اور اہلیت کا بھی کوئی معیار موجود ہے؟ اگر ان کی کوئی قابلیت اور اہلیت کا معیار ہے تو وہ کیا ہے؟

وزیر اطلاعات: جناب والا! یہ بڑی اہم بات ہے کہ سکروٹنی کے جو ممبران ہوتے ہیں ان کی قابلیت کو مد نظر رکھا جاتا ہے اور ان کی personality کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ احمد ندیم قاسمی جیسی شخصیت اس کے ممبر ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! personality سے جناب منسٹر کی مراد کیا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔

وزیر اطلاعات: جناب والا! ادب میں جن کی حیثیت ہو اور ادب میں جن کا تجربہ ہو اس کو

میں personality کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ درست بات ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! یہ جو ممبران کی کمیٹی تشکیل دی جاتی ہے یہ کون سی اتھارٹی ہے جو اس کو تشکیل دیتی ہے۔

جناب سپیکر: جی وزیر اطلاعات! یہ کمیٹی جو ہے اس کو کونسل اتھارٹی تشکیل دیتی ہے؟

وزیر اطلاعات: اس کمیٹی کو محکمہ ثقافت جس میں' میں بھی شامل ہوں تشکیل دیتا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا اس کمیٹی کے ممبران کا مجھے علم ہی نہیں کہ ان کے کیا نام ہیں تو جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہو گا کہ جب یہ کمیٹی بنی تھی تو خسٹر وہاں موجود تھے یا نہیں۔ کیونکہ ان کے علم میں ہی نہیں ہے کہ اس کمیٹی کے ممبران کون ہیں؟

وزیر اطلاعات: ذرا سوال دہرا دیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب! جب یہ کمیٹی بنائی گئی تھی تو آپ اس کے رکن تھے۔ ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے اس کمیٹی کے ممبران کے نام کا پتہ نہیں ہے کہ کون کون سے اس کمیٹی کے ممبران ہیں جب کہ یہاں یہ پوچھا گیا ہے کہ اس کمیٹی کے ممبران کون تھے؟

وزیر اطلاعات: جناب والا! یہ ان کا ایک سال کا ہوتا ہے اور ابھی تو اس محکمے کو سنبھالے ہوئے مجھے ایک سال بھی پورا نہیں ہوا۔ ویسے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ہیں وہ بھی بااختیار ہیں وہ بھی اس کمیٹی ممبران کو نامزد کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: خان زادہ تاج محمد خان!

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, Shariat Bill has been held the supreme law of the country. Are the dramas inspected or seen by people who are conversant with the laws of Shariat as to what extent the fair sex is allowed to act and what part they

could play in these dramas? Does this Committee constitute any of the members who is conversant with the Shariat law or who is placed on the board of Directors?

جناب سپیکر: وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! یہ کمیٹی سنسر ریسرسل دیکھتی ہے۔ مسودے کی جانچ پڑتال کرتی ہے اور قابل اعتراض حصے جو ہوتے ہیں وہ اس وقت ہی کاٹ دیے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں اب تک کوئی بھی کیس کورٹ تک نہیں پہنچا ہے اور یہ کمیٹی اپنا کام بڑے احسن طریقے سے ادا کر رہی ہے۔

جناب واجد علی خان: میرا خیال ہے وزیر موصوف خانزادہ صاحب کے سوال کی روح کو سمجھ نہیں سکے۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ آیا شریعت کا پابند کوئی آدمی اس سکروٹنی کمیٹی میں یا مسودہ کو چیک کرنے میں رکھا ہوا ہے یا نہیں رکھا ہوا؟ آپ ان کے سوال کی جو روح ہے اس کو تو سمجھیں اور اس کے مطابق جواب دیں۔

وزیر اطلاعات: میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان شریعت کا پابند ہے اور شریعت کو سمجھتا ہے۔ کسی کو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ شریعت کو نہیں جانتا جو مسلمان کہلاتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر ....

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! جب کوئی ممبر ضمنی سوال کرتا ہے اور وزیر موصوف جواب دیتے ہیں تو کیا کسی اور ممبر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس بارے میں براہ راست اس سے مخاطب ہو کہ کہے کہ ایسے کیوں ہے؟ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے کہ اس بارے میں کوئی ممبر براہ راست سوال کی interpretation کے لیے منسٹر متعلقہ سے بات نہیں کر سکتے۔ چیئر کو ایڈریس کرنا ہوتا ہے ڈاکٹر افضل اعزاز ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: اس سکروٹنی کمیٹی میں جو ممبران شامل ہیں ان میں سے صرف ایک ممبر کا نام بتا دیا جائے جو ایک جید عالم ہے یا اسلامی اقدار و روایات کا پوری طرح پابند ہے اور

اس کمیٹی میں وہ ممبر کی حیثیت سے شامل کیا گیا ہے تاکہ یہ دیکھ سکے کہ یہ جو ڈرامے کی ریہرسل ہوتی ہے یا ڈرامے دیے جاتے ہیں یا جو ڈائیلاگ وہاں استعمال ہوتے ہیں' وہ واقعی شریعت قرآن اور سنت کے مطابق ہوتے ہیں۔

(قہقہے)

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! کوئی بھی عالم دین وہاں آنا پسند نہیں کرے گا اگر ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے تو ہم ان کو شامل کر لیتے ہیں۔

(قہقہے)

پاکستان آرٹ کونسل میں خریداری کی تفصیل

*493- بیگم فوزیہ بہرام: کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پاکستان آرٹ کونسل نے کتنے عرصہ سے بورڈ آف گورنر اور ایگزیکٹو کمیٹی میں رکن صوبائی اسمبلی کی رکنیت کو ختم کیا ہے اور اگر کیا ہے تو کس کے حکم سے۔

(ب) بورڈ آف گورنر اور ایگزیکٹو کمیٹی نے 1987ء سے آج تک کتنی خریداری کی ہے اور کس طرح بذریعہ ٹینڈر یا کوٹیشن سے۔

(ج) بورڈ آف گورنرز اور ایگزیکٹو کمیٹی کی غیر موجودگی میں یہ خریداری کس کے حکم سے کی گئی؟

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال):

(الف) پاکستان میں آرٹس کونسل وفاقی حکومت کا ادارہ ہے اور حکومت پنجاب کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔

(ب) مندرجہ بالا روشنی میں جواب کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) صوبائی حکومت اس کے لیے جواب دہ نہ ہے۔

حکومت کی طرف سے جاری کردہ اشتہارات کی تفصیل

*558- چودھری محمد حنیف: کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

یکم جنوری 1988ء سے لے کر آج تک روزنامہ مشرق' جنگ' نوائے وقت کو پنجاب حکومت کی طرف سے کتنی مالیت کے اشتہارات دیے گئے نیز ہر اخبار کو اشتہار دینے کی کیا پالیسی اور طریقہ کار ہے؟

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال):

یکم جنوری 1988ء سے مارچ 1991ء تک نوائے وقت' جنگ اور مشرق کو محکمہ تعلقات عامہ کی طرف سے جاری کیے جانے والے ریگولر اشتہارات کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

سال	مشرق	نوائے وقت	جنگ
1.1.88 to 31.12.88	22,96,953	40,24,720	70,54,355
1.1.89 to 31.12.89	8,76,604	51,83,820	63,96,059
1.1.90 to 31.12.90	8,38,621	74,88,120	68,40,252
1.1.91 to 31.3.91	4,93,747	10,13,518	10,72,928
	---	---	---
کل مالیت	45,05,925	1,77,10178	213,63,664

اخبار کو اشتہار دینے کی پالیسی اور طریقہ کار یہ ہے کہ اخبار اے بی سی کروانے کے بعد میڈیا لسٹ میں شامل کیا جاتا ہے جو کہ وفاقی حکومت کرتی ہے۔ اس کے بعد اخبار کی انتظامیہ پنجاب حکومت سے اشتہارات جاری کرنے کی درخواست کرتی ہے' چونکہ اشتہارات اخبار کو بطور استحقاق نہیں مل سکتے بلکہ یہ حکومت کا صوابدیدی اختیار ہے۔ لہٰذا اخبار کی انتظامیہ کی درخواست پر حکومت اسے اشتہار دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کرتی ہے۔ اخبارات کو اشتہارات اس کی سرکولیشن' پالیسی اور معیار کو مدنظر رکھ کے دیے جاتے ہیں۔

نوٹ: روزنامہ مشرق کے اشتہار 10 فروری 1990 تا جولائی 1990ء بند رہے۔

نواب لیاقت علی خان: جناب سپیکر! کیا وزیر اطلاعات یہ بتائیں گے کہ جو اخبارات میں اشتہارات دیے جاتے ہیں ان کا معیار کیا ہے؟ یہ اشاعت کے حساب سے دیے جاتے ہیں یا حکومت اپنی صوابدید پر دیتی ہے۔

جناب سپیکر: نواب لیاقت علی خان کا ضمنی سوال ہے۔ وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! سوال ذرا دہرا دیں۔

نواب لیاقت علی خان: یہ جو آپ اخبارات کو اشتہارات دیتے ہیں اس کا معیار کیا ہے؟ یہ اشاعت کے حساب سے دیتے ہیں یا اپنی صوابدید کے حساب سے دیتے ہیں؟

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! ہم جس اخبار کو اشتہار دیتے ہیں اس کا معیار دیکھا جاتا ہے۔ اور اس کی سرکولیشن کے حساب سے ہم اس کو اشتہارات دیتے ہیں۔

نواب لیاقت علی خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں یہاں پر پہلے دو سالوں میں "جنگ" کو "نوائے وقت" کے مقابلے میں بہت زیادہ اشتہارات دیے گئے جبکہ 90ء میں "جنگ" کو 68 لاکھ کے اور "نوائے وقت" کو 74 لاکھ کے دیے گئے ہیں تو کیا ایک سال میں اس کے معیار میں کوئی فرق آ گیا یا اس کی سرکولیشن میں کوئی فرق آ گیا؟

جناب سپیکر: جی وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! معیار کی تو میں بات نہیں کرتا لیکن سرکولیشن کا بڑا فرق ہے۔ "جنگ" کی سرکولیشن "نوائے وقت" سے کہیں زیادہ ہے اور اس لحاظ سے ہم انہیں اشتہارات دیتے ہیں۔

نواب لیاقت علی خان: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ "جنگ" کو 68 لاکھ کے اور "نوائے وقت" کو 74 لاکھ کے اشتہارات دیے گئے ہیں جبکہ "جنگ" کی اشاعت "نوائے وقت" میرا خیال ہے کہ دو تین گنا زیادہ ہے۔ آپ "جنگ" کو اس کے مقابلے میں بہت کم دیے ہیں۔ جب کہ اس کی سرکولیشن بہت زیادہ ہے۔ اس سے پچھلے سالوں میں آپ "جنگ" کو زیادہ دیتے رہے۔

جناب سپیکر: جی وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! جو "نوائے وقت" کے اشتہارات تھے وہ مرکزی حکومت نے کاٹ دیے تھے۔ لیکن میرے خیال میں ہمارا اشتہارات دینے کا جو معیار ہے اس کے مطابق "جنگ" کے اخبار کو اشتہارات ملے ہیں جس کا وہ ذکر کر رہے ہیں۔ اور تقریباً 2 کروڑ 13 لاکھ 63 ہزار 6 سو 64 روپے ان کے اشتہارات کی قیمت بنتی ہے۔

ڈاکٹر ممتاز علی: پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر ممتاز علی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

ڈاکٹر ممتاز علی: جناب! میں دیکھ رہا ہوں کہ سیکرٹری صاحب ہر سوال کے ساتھ ایک چٹ بھیج رہے ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب اس کی تیاری کر کے آیا کریں۔ پہلے ہر سوال کی چٹ آتی ہے اور پھر منسٹر صاحب اس کا جواب دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا کوئی منسٹر صاحب کے پاس چٹ آ رہی ہے؟

ڈاکٹر ممتاز علی: آ رہی ہے۔

چودھری محمد فاروق: بوٹی آ رہی ہے۔

ڈاکٹر ممتاز علی: بوٹی آ رہی ہے جی' بوٹی

جناب سپیکر: میری نظر سے تو کوئی نہیں گزری

وزیر اطلاعات: اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! کیا اجلاس کے دوران منسٹر صاحب کو چٹیں جب بھیجی جا سکتی ہیں جس طرح کہ یہ چٹیں بھیجی جا رہی ہیں۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: یہ کافی اہم معاملہ ہے وقفہ سوالات کے دوران یا دوسرے معاملات میں جو ایوان کے سامنے پیش ہوتے ہیں اس میں ارباب حکومت کو کسی قسم کی اطلاعات ہاؤس کے اندر چٹوں کی صورت میں لابیز سے پہنچانا کسی لحاظ سے بھی مناسب بات نہیں ہے۔ یہ اسمبلی کے وقار کے منافی بات ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت بیشک اپنی صوابدید کے مطابق اشتہارات اخبارات میں دیتی ہے۔ لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ خوش آمدید اور مبارکباد کے عنوان سے اشتہارات محکمہ تعلقات عامہ کی طرف سے پہلے صفحے پر شائع کروائے جاتے ہیں تو جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت عہدے داروں کو خوش آمدید اور مبارکباد کے جو اشتہارات محکمہ تعلقات عامہ دیتا ہے کون سے رول کے تحت محکمہ تعلقات عامہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سیاسی یا حکومتی عہدیداروں کو خوش آمدید یا مبارکباد کے اشتہارات سرکاری فنڈ

سے دے سکیں۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! اشتہارات دینے کی حکومت نے کوئی واضح پالیسی مرتب نہیں کی۔ لیکن میں نے اب یہ فیصلہ کیا ہے۔ بلکہ ہم نے ایک پالیسی مرتب کر لی ہے' جو وزیر اعلیٰ کے پاس جائے گی لیکن جناب والا! یہ اخبارات کا کوئی استحقاق نہیں بنتا۔ ہم ان کو جتنے چاہیں اشتہارات دیں یہ تو حکومت کی صوابدید پر ہے کہ اخبارات کو اس کے معیار کے مطابق اشتہارات دیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں نے اخبارات کے استحقاق کی بات نہیں کی۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ کون سے رول کے تحت محکمہ تعلقات عامہ خوش آمدید اور مبارکباد کے اشتہارات شائع کروا سکتا ہے۔ میں نے جناب سپیکر! رول کے بارے میں سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحب' چودھری محمد فاروق یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ خوش آمدید اور مبارکباد کے اشتہارات محکمہ تعلقات عامہ کن رولز کے تحت اخبارات کو allow کرتا ہے۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! سرکاری ادارہ یا نیم سرکاری ادارہ کسی قسم کا کوئی اشتہار دینا چاہے' خواہ وہ خوش آمدید کا ہو یا ٹینڈر نوٹس ہو وہ بذریعہ انفرمیشن ڈیپارٹمنٹ دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: تو اس کا مطلب یہ ہے کہ براہ راست انفرمیشن ڈیپارٹمنٹ کوئی اشتہار نہیں دیتا بلکہ لوکل باڈیز کے ادارے جو دوسرے ادارے ہیں وہ اشتہارات دیتے ہیں مگر وہ محکمہ اطلاعات کے through دیتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب محکمہ تعلقات عامہ کے through اشتہار جاتا ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ اس کی ادائیگی محکمہ تعلقات عامہ کرتا ہے بے شک وہ لوکل گورنمنٹ والے فنڈز اس اخبار کو بھیجتے ہیں اور اس ادارے سے رقم draw کروائی جاتی ہے لیکن وہ رقم بھی محکمہ تعلقات عامہ کے ذریعے ہی draw کروائی جاتی ہے تو جناب والا! میں یہی سوال کر رہا ہوں کہ کون سے رولز ہیں جن کے تحت خوش آمدید اور مبارکباد کے اشتہارات دیے جاتے ہیں۔ ٹینڈر کے بارے میں میرا سوال ہی نہیں ہے۔ وہ تو تعمیراتی معاملہ ہے۔ میں تو ان رولز کے بارے میں انفرمیشن چاہتا ہوں۔

چودھری عبدالوکیل خان: (پنجابی) جناب ضلع کونسل، میونسپل کمیٹی اور ٹاؤن کمیٹی خود مختار ادارے ہیں اور جب اشتہار بھیجتے ہیں تو یہ میونسپل کمیٹی یا ضلع کونسل یا ٹاؤن کمیٹی بھیجتی ہے ان کی ادائیگی بھی باقاعدہ میونسپل کمیٹی کرتی ہے یا وہ متعلقہ خود مختار ادارہ کرتا ہے ہم تو ایک اطلاع بھیجتے ہیں تو وہ اس کے مطابق اشتہار دے دیتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آپ کی اجازت کے بغیر پنجابی میں بات نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کی یہ بات درست ہے۔

چودھری عبدالوکیل خان: (پوائنٹ آف آرڈر)

جناب سپیکر: چودھری عبدالوکیل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ یہ درست بات ہے کہ رولز کے مطابق ان کو اگر اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں بات کرنی ہوتی ہے تو ان کو چیئر سے اجازت لینا ہوتی ہے۔ اگر پنجابی میں کوئی ممبر بولنا چاہیں تو عام طور پر اجازت دینے میں کوئی دقت محسوس نہیں کرتا۔ چودھری صاحب آپ فرمایئے۔

چودھری عبدالوکیل خان: جناب سپیکر! مجھے پنجابی میں بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی آپ ارشاد فرمایئے۔

چودھری عبدالوکیل خان: جناب والا! میں چودھری صاحب کی تسلی کرنا چاہتا ہوں بڑے سمجھ دار آدمی ہیں۔ کبھی وزیر آتے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب آتے ہیں، وزیراعظم صاحب آتے ہیں اس بارے میں لوکل باڈی کا ادارہ اشتہار بھیجتا ہے اور اشتہار بھیجنے کے بعد اس کی تمام رقم ادارہ دیتا ہے جو اشتہار بھیجتا ہے۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں آپ سے اس بارے میں رولنگ چاہوں گا کہ آیا وزیر کے behalf پر کوئی معزز ممبر اسمبلی اس قسم کا کوئی بیان دے سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی چودھری عبدالوکیل نے پنجابی میں بات کرنے کے لیے آپ سے

اجازت چاہی۔ لیکن انہوں نے اجازت بھی پنجابی میں چاہی۔ انہوں نے پہلے ہی پنجابی بولنا شروع کر دیا اس طرح سے یہ اجازت ضابطے کے مطابق نہیں بنتی لہٰذا انہیں کم از کم یہ کہا جائے کہ اجازت تو اردو میں لی جائے اور جب اجازت مل جائے تو پھر پنجابی بولنا شروع کریں۔

جناب تاج محمد خان زادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری عبدالوکیل خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! خان زادہ صاحب سے آپ کہیں کہ وہ انگریزی بولنے کی پہلے آپ سے اجازت لیں۔

جناب سپیکر: خان زادہ صاحب نے اجازت لی ہے۔ جی خان زادہ صاحب!

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! چودھری صاحب نے پھر پنجابی میں بات کر دی اور انہوں نے آپ سے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت نہیں لی۔

جناب سپیکر: اس وقت آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ یہ وقفۂ سوالات ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر کا وقفہ نہیں ہے اور ہمیں ایوان کی کارروائی وقفۂ سوالات کے مطابق ہی چلانی چاہیے میرے خیال میں پوائنٹ آف آرڈر پر ڈیبیٹ نہیں ہونی چاہیے۔ جی خان زادہ صاحب کیا آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خان زادہ: جی میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے!

MR TAJ MUHAMMAD KAHNZAD: My supplementary question is as to what percentage of the total allocation reserved for publicity is given to the newpapers for flattery and what are the standards of flattery on which this "Khush Aamdeed" is given. "Khush Aamdeed" is not a part of enlightenment neither is policy of the government nor it constitutes any privilege or anything else except flattery. I would like to know what percentage of the total amount is discretionary at the disposal of the doing authority which is reserved for this "Khush Aamdeed" whether

it be a autonomous or semi-autonomous body and whether it is justified.

جناب سپیکر: جی وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات : جناب discretionary رقم کا مطلب کیا ہے۔ جو اشتہارات لوکل باڈیز چھاپتے ہیں کیا ان کی discretionary رقم پوچھ رہے ہیں۔ اگر اس بارے میں ممبر موصوف پوچھ رہے ہیں تو اس کا جواب میں تو نہیں دے سکتا ہوں۔ ہمارے پاس تو کوئی discretionary رقم نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر : خان زادہ صاحب کیا آپ محکمہ اطلاعات کی discretionary رقم دریافت کرنا چاہتے ہیں یا لوکل باڈیز کی۔

MR TAJ MUHAMMAD KAHNZAD: They are both parts of the Government. There are rules of business for both of them. They are not discriminatory. They are synonimous though they may be working under different names but the rules of procedure both of the Local Government at the level of districts and the provincial government are the same. It is immaterial if they are working under different names.

شیخ محمد طاہر رشید :پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو ادارے اپنے اشتہارات بنا کر ان کی خدمت اقدس میں بھیجتے ہیں اس کا مقصد کیا ہے۔ اگر اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ صرف چھپوایا جائے' تو میرا خیال ہے کہ وہ یہ کام خود بھی بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ اور اگر ان کے پاس بھیجنے کا مقصد یہ ہے' کہ اس کو دیکھا جائے کہ آیا وہ صحیح ہے یا نہیں ہے اور ضابطے کے مطابق ہے یا نہیں ہے تو اس کے لیے بہتر ہو گا کہ چودھری فاروق صاحب کے سوال کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: You are making a suggestion شیخ طاہر رشید صاحب ایک تجویز پیش کر رہے ہیں اور یہ ضمنی سوال نہیں فرما رہے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے' بے شک جناب وزیر صاحب کو وہ رولز معلوم نہیں ہیں' اور شاید محکمے کو بھی ابھی تک معلوم نہ ہوں تو جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یکم جنوری 1991ء سے لے کر 31 مارچ 1991ء تک "جنگ" اخبار کو 10,72,998 روپے کے اشتہارات دیے گئے تو اس مالیت میں کتنی مالیت کے اشتہارات خوش آمدید اور مبارک باد کے ضمن میں تھے؟

جناب سپیکر: اس کے لیے fresh question کی ضرورت ہے۔

وزیر اطلاعات: جی ہاں۔ اس کے لیے fresh question کی ضرورت ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! آپ نے وزیر موصوف کی خاص معاونت فرمائی آپ کا شکریہ۔ لیکن ابھی ایک معزز ممبر جو چیئرمین بلدیہ بھی ہیں نے فرمایا کہ بلدیاتی ادارے کسی وزیر کی آمد پر خوش آمدید کے اشتہارات دیا کرتے ہیں اور اس کا انہیں اختیار حاصل ہے۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف اگر سرکاری دورے پر کسی علاقے یا شہر میں جاتے ہیں اور بلدیاتی اداروں کے چیئرمینوں کے نام سے وہ اشتہارات شائع کروائے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر کو خوش آمدید کہنے پر ایک اخبار کو جب ایک ایک دو دو لاکھ کا اشتہار دیا جاتا ہے تو وہ کس طرح سے مفاد عامہ میں عوام کے لیے ترقیاتی منصوبے کی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ رقم کا ناجائز استعمال نہیں ہے اور خوش آمدید کا اشتہار دینا عوامی فنڈز کا غلط استعمال نہیں ہے؟

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب آپ نے اپنے ضمنی سوال میں تھوڑا سا precise ہوں' تھوڑا سا اس کو to the point اور تھوڑا سا اس کو مختصر کریں تو آپ کا ضمنی سوال زیادہ عمدگی سے ہو گا۔ وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات: جناب والا! معزز رکن کو لفظ "خوش آمدید" پر اعتراض ہے۔ معزز رکن کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہر سال ہر محکمے کا آڈٹ ہوتا ہے۔ اگر اس رقم کا تصرف ٹھیک نہ ہو تو اس پر آڈٹ والے اعتراض کرتے ہیں۔ لہٰذا محکمہ آئندہ اس قسم کے اخراجات نہیں کر سکتا۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! جب محکمے کے سربراہ کو رولز کا علم نہیں ہے تو آڈٹ کس طرح سے ہو گا؟ جب انہیں رولز کا ہی پتہ نہیں ہے کہ یہ اشتہارات کن رولز کے تحت دیئے جاتے ہیں تو آڈٹ کرنے والوں کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ درست آڈٹ کریں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟ ذرا اپنے ضمنی سوال کو دھرایئے۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس ایک سوال کے اردگرد گھوم رہا ہے جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ میں precise نہیں ہو رہا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ وزیر موصوف کو کسی طرح precise کر سکوں۔ میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ محکمہ تعلقات عامہ کے ذریعے خوش آمدید اور مبارک باد کے جو اشتہارات شائع کیے جاتے ہیں یہ کن رولز کے تحت شائع کیے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر اطلاعات!

وزیر اطلاعات: جناب والا! ان رولز کا تعین کرنا وزارت اطلاعات کا کام نہیں ہے کہ بلدیاتی ادارہ کس رولز کے تحت ہمارے پاس اشتہارات بھیجتا ہے۔ ہم تو ان کے درمیان ایک قسم کے messenger ہیں وہ ہمارے پاس اشتہارات بھیجتے ہیں اور ہمیں ادائیگی کرتے ہیں اور ہم آگے اخبارات کو اشتہارات دیتے ہیں اور ان کی طرف سے ان کو ادائیگی کرتے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کام وہ خود کیوں نہیں کر لیتے۔ کیا آپ کے پاس کوئی ایسا کیس ہوا ہے کہ آپ نے بلدیاتی اداروں کا اشتہار reject کرکے ان کو واپس بھیج دیا ہو؟

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر اطلاعات و ٹرانسپورٹ: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات اطلاعات و ٹرانسپورٹ کے ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر اطلاعات نے ناسازی طبع کے باوجود وقفہ سوالات میں تشریف بھی لائے اور انہوں نے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ان کے پارلیمانی سیکرٹری بھی نہیں ہیں اور یہ کل سے علیل تھے اس کے باوجود انہوں نے اپنا

فرض سمجھا ہے اور یہ تشریف لائے ہیں اور سوالات کے جوابات بھی دیے ہیں۔
جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ویگنوں کے کرایہ کی تفصیل

*453- **سردار محمد اظہر خان لغاری:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے حال ہی میں بسوں اور ویگنوں کے کرایوں میں اضافہ کیا تھا مگر دو تین دن بعد کرایہ میں اضافہ واپس لے لیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی جانب سے کرایہ میں اضافہ کی واپسی کے باوجود ٹرانسپورٹ حضرات مسافروں سے کرایہ نئی شرح سے وصول کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نئی شرح سے کرایہ وصول کرنے والے مالکان کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں۔

(د) اس وقت لاہور میں حکومت کی طرف سے ایک کلومیٹر پر کتنا کرایہ ہے لاہور شہر کے تمام سٹی روٹوں کے کرایوں کی مکمل تفصیل روٹ وار الگ الگ فراہم کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ نے بروئے نوٹیفکیشن مورخہ 14-1-91 کے تحت بسوں اور ویگنوں کے کرایہ میں خلیجی بحران کے نتیجہ میں پٹرول و ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ کے پیش نظر بسوں اور ویگنوں کا کرایہ بڑھایا تھا۔

یہ شرح کرایہ واپس نہ لیا گیا تھا مگر صرف شہروں کے اندر چلنے والی ویگنوں کے کرایہ میں مورخہ 29-1-91 کو ترمیم کی گئی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ حکومت نے بسوں / ویگنوں کے کرایہ میں اضافہ واپس

لے لیا تھا۔ بلکہ شہری روٹوں پر چلنے والے ویگنوں کے کرایہ میں ترمیم کی تھی جو کہ اب تک نافذ العمل ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ ٹرانسپورٹرز مقرر کردہ شرح کے مطابق کرایہ وصول کر رہے ہیں۔ شکایت موصول ہونے پر وقتاً" فوقتاً" اس جرم میں ملوث ٹرانسپورٹروں کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

(د) بمطابق رائج الوقت نوٹیفکیشن مورخہ 29-1-91 شہر لاہور میں فی کلومیٹر شرح کرایہ مقرر نہ ہے بلکہ تین کلومیٹر تک فاصلہ کی شرح کرایہ 1-25 روپے ہے لاہور شہر کے تمام شہری روٹوں پر کرایہ ناموں کے نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ڈپو کو اپ گریڈ کرنا

*491- بیگم فوزیہ بہرام: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چکوال کا ڈپو جو کاغذی طور پر اپ گریڈ ہوا ہے عملی طور پر کب تک مکمل ہو گا۔

(ب) پہلی قسط کے طور پر جو 33 لاکھ روپے اس ڈپو کو ادا ہوتے تھے وہ کب تک ادا کیے جائیں گے۔

(ج) ڈپو کا بقایا بجٹ کتنا ہے اور کس طرح ادا ہو گا؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) ضلع چکوال کا ڈپو عملی طور پر اپ گریڈ کر دیا گیا ہے اور باقاعدہ یونٹ کی طرح کام کر رہا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب سے چکوال ڈپو کے لیے 33 لاکھ روپے منظور کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ لیکن حکومت نے صرف ایک بس کی قیمت فراہم کرنے کے فیصلہ سے آگاہ کیا ہے باقی رقم کے لیے پی۔ آر۔ٹی۔سی کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے وسائل سے اخراجات برداشت کرے۔

(ج) کارپوریشن کے ذیلی ڈپوؤں کا الگ الگ بجٹ تیار نہیں کیا جاتا۔ پوری کارپوریشن کا ایک بجٹ تیار ہوتا ہے۔ البتہ اس بجٹ میں ہر یونٹ کے لیے بجٹ کی رقم مختص

کی جاتی ہے۔ جس کا انحصار اس ڈپو میں چلنے والی بسوں کے مطابق ہوتا ہے۔ چکوال کے لیے ان کی ضرورت کے مطابق رقم فراہم کی جا رہی ہے۔

متبادل سٹینڈ کی فراہمی

*647- جناب عامر حیات خان روکڑی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ریلوے سٹیشن کے قریب واقع کلفٹن ہوٹل' ایشیا ہوٹل' سٹی ہوٹل اور ماڈرن ہوٹل وغیرہ کے ساتھ بیرون لاہور جانے والی ایئر کنڈیشنر کوچز اور اندرون لاہور چلنے والی روٹ نمبر33 کی ویگنوں کے سٹینڈ موجود ہیں۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 33 نمبر روٹ کی لوکل ویگنوں کی وجہ سے اکثر اوقات ٹریفک جام رہتی ہے جس کی وجہ سے بیرون لاہور جانے والی کوچز کے مسافر خاصے پریشان ہوتے ہیں۔

(ج) کیا حکومت متذکرہ بالا سٹینڈ کو صرف ایئرکنڈیشنڈ کوچز کے لیے مخصوص کرنے اور روٹ نمبر33 کی لوکل ویگنوں کو متبادل سٹینڈ فراہم کرنے کو تیار ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک یہ مسئلہ حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا پہلے سے کوئی منصوبہ زیر غور ہے تفصیلات بیان فرمائیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ: (ملک سلیم اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور ریلوے سٹیشن کے قریب کلفٹن ہوٹل' سٹی ہوٹل اور ماڈرن ہوٹل اور ایشیاء ہوٹل کے ساتھ بیرون لاہور جانے والی ایئرکنڈیشن کوچز کے ہالٹنگ پوائنٹ محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب کی طرف سے منظور شدہ ہیں اور لوکل روٹ نمبر 33 ریلوے اسٹیشن تا گرین ٹاؤن کے لیے لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کی طرف سے علیحدہ جگہ مخصوص کی گئی ہے۔ جہاں پر لوکل گاڑیوں کے کھڑا کرنے کی فیس فی گاڑی کارپوریشن وصول کرتی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ کیونکہ حال ہی میں اس روٹ پر ٹریفک یک طرفہ کرنے سے ٹریفک قطعاً" جام نہیں ہوتی اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی تحریری شکایت موصول ہوئی ہے۔

(ج) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔ بلکہ ایئرکنڈیشن کوچز منظورہ شدہ بالٹنگ پوائنٹ پر صرف ایک ہی وقت میں ایک ایک ہی گاڑی کھڑی کرنے سے ٹریفک میں قطعاً رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ نیز ریلوے سٹیشن پر متبادل جگہ نہ ہونے کی وجہ سے لوکل روٹ نمبر33 کی ویگنوں کو منتقل نہیں کیا جا سکتا نیز لوکل روٹ نمبر33 ویگنوں کو دوسری جگہ منتقل کرنے سے مسافروں کو پریشانی ہو گی۔

(د) جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ گورنمنٹ کی منظوری کے مطابق متعلقہ بالٹنگ پوائنٹ پر ایک وقت میں ایک ہی گاڑی کھڑی کرنے سے اور سٹی روٹ نمبر33 کی ویگنوں کو اپنی مخصوص کردہ جگہ پر کھڑی کرنے سے نیز مذکورہ روڈ پر ٹریفک یک طرفہ کرنے سے ٹریفک میں رکاوٹ کا قطعاً" کوئی مسئلہ پیدا نہ ہوتا ہے۔

گاڑیوں کے روٹ پرمٹ کی تفصیل

*668- خان غلام سرور خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ-----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پسرور تا قلعہ کالر والا اور پسرور تا لاہور براستہ کلاس والہ قلعہ کالر والا کے روٹ classified ہیں۔

(ب) متذکرہ روٹوں پر چلنے والی گاڑیوں کے روٹ پرمٹ نمبر اور گاڑیوں کے رجسٹریشن نمبر بمعہ سال کیا ہیں۔

(ج) متذکرہ بالا روٹوں پر ٹریفک پولیس ہائی وے ٹریفک پولیس اور ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی افسران نے سال 1990ء کے دوران کتنی گاڑیوں کے چالان کیے اور ان میں سے کتنی رقم بطور جرمانہ وصول ہوئی اور کتنی گاڑیوں کے روٹ پرمٹ منسوخ کیے گئے۔ ہر گاڑی کی تفصیل نمبر رجسٹریشن نمبر جرمانہ اور منسوخی کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) چونکہ یہ روٹ classified نہ ہیں اس لیے موٹر وھیکلز رولز کے مطابق متذکرہ روٹوں پر روٹ پرمٹ جاری نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا تفصیل بابت رجسٹریشن نمبر

اور روٹ پرمٹ نہیں دیے جا سکتے۔

(ج) چونکہ متذکرہ روٹ classified نہیں ہیں لہٰذا مطلوبہ تفصیل بابت روٹ پرمٹ نمبر رجسٹریشن نمبر جرمانہ کی رقم اور منسوخی روٹ پرمٹ نمبر نہیں دیے جا سکتے البتہ پسرور تا لاہور براستہ والا کا بیشتر حصہ جو کہ calssified روٹ درمان تا لاہور کے تحت cover ہوتا ہے اس پر اکثر اوقات ٹریفک چیکنگ ہوتی رہتی ہے۔

روٹ پرمٹ نمبر کی تفصیل

*669- خان غلام سرور خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ——

(الف) گاڑی نمبر ایل ایچ جے۔ 3499 اور ایل ایچ جی۔ 9375 اور کے ٹی اے۔ 1655 روٹ پرمٹ نمبر کیا ہیں اور کس ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے جاری کیے ہیں۔

(ب) مندرجہ بالا گاڑیوں کے روٹ کی مسافت اور فاصلہ کتنا ہے اور اس وقت یہ گاڑیاں کس روٹ پر چل رہی ہیں۔

(ج) اگر یہ گاڑیاں منظور شدہ روٹ پرمٹ پر نہیں چل رہی ہیں تو حکومت اس ضمن میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) گاڑی نمبر ایل ایچ جے 3499 اور کے ٹی اے 1655 کو پنجاب کی کسی بھی ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے روٹ پرمٹ جاری نہیں ہوئے ہیں صرف گاڑی نمبر ایل ایچ جی 9275 کو روٹ پرمٹ نمبر 214 از فیصل آباد تا فورٹ عباس دفتر سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد مورخہ 22-2-1984 تا معیاد 12-2-1985 جاری ہوا تھا پرمٹ ہولڈر نے روٹ پرمٹ زیر بحث واپسی جمع کروا کر مورخہ 18-3-1984 کو دفتر سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی فیصل آباد سے عدم اعتراض کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا تھا اسی گاڑی نمبر ایل ایچ جی 9275 کو روٹ پرمٹ نمبر 89 بی 161 از لاہور تا کنگرہ براہ راستہ مریدکے ایمن آباد موڑ۔ دھرم کوٹ سترہ پسرور' چونڈہ' چوبارہ' سبز پیر موڑ مورخہ 3-5-1989 تا معیاد 4-5-1990 دفتر سیکرٹری ریجنل

ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور جاری ہوا تھا۔

(ب) جیسا کہ جزو الف میں بیان کیا گیا ہے کہ صرف گاڑی نمبر ایل ایچ جی 9275 کو روٹ پرمٹ از لاہور تا کنگن براہ رستہ مریدکے' ایمن آباد موڑ' دھرم کوٹ' ستراہ پسرور' چونڈہ' چوبارہ' سبز پیر موڑ جاری شدہ ہے اس کا کل فاصلہ 142 کلومیٹر ہے گاڑی نمبرایل ایچ جے 3499 اور کے ٹی اے 1655 کو پنجاب کی کسی بھی ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے روٹ پرمٹ جاری نہیں ہوئے ہیں اس لیے ان گاڑیوں کے متعلق مطلوبہ تفصیل نہیں ہے۔

(ج) روٹ پر گاڑیاں تجارتی غرض سے بغیر روٹ پرمٹ نہیں چل سکتیں تاہم بغیر روٹ پرمٹ کے اگر کوئی گاڑی سڑک پر چلتی ہوئی پائی جائے تو اسے ٹریفک قوانین کے تحت چالان کر کے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔

بس کے روٹ کے دوبارہ اجراء کے لیے اقدام

*695۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ——

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شمالی لاہور پی پی 117 شادباغ سے ٹاؤن شپ براستہ علامہ اقبال ٹاؤن' ماڈل ٹاؤن اربن ٹرانسپورٹ نے بس روٹ شروع کیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو یہ کس سال شروع کیا گیا اور کب سے بند ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت شمالی لاہور کے عوام کے لیے اربن ٹرانسپورٹ کا انتظام نہ ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جز (الف) میں مندرج روٹ بند کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا حکومت متذکرہ بالا روٹ دوبارہ شروع کرنے پر آمادہ ہے۔ اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) یہ درست نہ ہے تاہم روٹ نمبر 257 از شادباغ تا علامہ اقبال ٹاؤن (الحمد کالونی) کا ماہ فروری 1985ء میں اجرا کیا گیا تھا جو ماہ جنوری 1990ء سے بند ہے۔

(ب) یہ بات پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی بسوں کی حد تک درست ہے۔

(ج) مذکورہ روٹ نمبر 257 بند کرنے کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1- شالامار باغ کے علاقہ میں سڑکیں تنگ ہیں۔ ناجائز تجاوزات عام ہیں۔ تانگوں، رہڑھوں اور سست رفتار گاڑیوں کی بھر مار ہے۔ ٹریفک اکثر جام رہتی ہے۔ ان حالات میں بڑے سائز کی والوز بسوں کا چلنا ناممکن اور دشوار ہو جاتا ہے۔ ٹریفک جام میں بسیں پھنسی رہتیں اور اپنا شیڈول وقت پورا نہ کر سکتیں۔

2- 1985ء میں جب اس روٹ کا اجرا کیا گیا تو اس پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے پاس کارآمد بسوں کی تعداد 494 تھی۔ جو فنڈز سپیئر پارٹس کے دستیاب نہ ہونے کے باعث بتدریج کم ہو کر 201 رہ گئی۔

اس طرح مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن اس روٹ کو دوبارہ بحال کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

چھوٹے روٹ پر بسیں چلانے کے لیے اقدام

*737- **ملک اقبال احمد خان لنگڑیال:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) سال 1990ء سے 1991ء تک محکمہ پنجاب ٹرانسپورٹ کو کتنا نفع یا نقصان ہوا۔

(ب) کیا حکومت پنجاب ٹرانسپورٹ کی بسوں کو چھوٹے روٹ پر چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) بس ڈرائیوروں کی ٹریننگ کہاں ہوتی ہے اور بس چلانے کا لائسنس کس طرح جاری کیا جاتا ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو مالی سال 91-1990 (از جولائی 9 تا اپریل 1991ء میں مبلغ 2186,77 لاکھ روپے کا نقصان ہوا۔

(ب) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن بسوں کی ملکیتی فلیٹ میں کمی کے باعث اور

قابل مرمت بسیں چالو حالت میں لانے سے پہلے چھوٹے روٹوں پر بسیں چلانے کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

(ج) عام بس ڈرائیوروں کی ٹریننگ کا صوبہ پنجاب میں کوئی باقاعدہ انتظام نہ ہے البتہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن نے لاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں جہاں پر ان کے ڈپو قائم ہیں۔ ڈرائیونگ سکول بھی قائم کیے ہوئے ہیں تاکہ ڈرائیونگ کے معیار کو بہتر بنایا جا سکے اس وقت تقریباً" گیارہ سکول کام کر رہے ہیں علاوہ ازیں کارپوریشن ہذا کے ڈرائیوروں کی پیشہ ورانہ مہارت کو مزید بہتر بنانے کے لیے سنٹرل ٹرانسپورٹ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لاہور میں ریفریشر کورس کروائے جاتے ہیں ڈرائیورنگ لائسنس کے حصول کے لیے حکومت کی طرف سے ایک طریقہ کار مقرر ہے جس میں ہلکی بھاری گاڑیوں کے لائسنس جاری کرنے کے الگ الگ طریقہ کار موجود ہیں حکومت کی طرف سے قائم کردہ ڈرائیونگ ٹسٹ بورڈ مقررہ معیار کے مطابق ڈرائیونگ کی صلاحیت جانچنے پر لائسنس جاری کرتے ہیں۔

گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی بسوں کی تفصیل

*789-ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----

(الف) گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کو پچھلے سال کتنا نفع ہوا اگر جواب نفی میں ہے تو اس کو بند کیوں نہیں کر دیا جاتا۔

(ب) گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی کتنی بسیں ہیں ان میں سے کتنی استعمال ہو رہی ہیں اور کتنی ورکشاپوں میں پڑی ہیں۔

(ج) گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کی اس وقت کون کون سے روٹ پر بسیں چل رہی ہیں الگ الگ مکمل تفصیل روٹ وار فراہم کی جائے۔ نیز گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے روٹوں پر نجی مالکان کن شرائط پر بسیں چلا رہے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) پنجاب ٹرانسپورٹ کو پچھلے سال کوئی نفع نہیں ہوا۔ چونکہ اس ادارہ کی بنیادی ذمہ داری عوام کو بہتر سفری سہولتیں مہیا کرنا ہے اور ایسے ادارہ کو بند کرنا یا نہ کرنا

حکومت کی صوابدید پر منحصر ہے۔ یہ بات بین الاضلاعی روٹوں پر چلنے والی بسوں کی حد تک درست ہے۔ البتہ اربن ٹرانسپورٹ دنیا بھر بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں بھی خسارے میں چلتی ہے اس لیے تمام حکومتیں شہری ٹرانسپورٹ کو اپنی سماجی ذمہ داری سمجھتے ہوئے یہ خسارہ برداشت کرتی ہیں۔

(ب) اس وقت پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کی بین الاضلاعی روٹوں پر چلنے والی بسوں کی کل تعداد 791 ہے۔ ان میں 280 بسیں چلنے کے قابل ہیں اور 181 بسیں برائے مرمت اور 330 بسیں بالکل ناکارہ ہونے کی وجہ سے برائے نیلامی کھڑی ہیں۔

(ج) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے بین الاضلاعی 87 روٹوں پر بسیں چل رہی ہیں جن کی تفصیل لف ہے۔ اس کے علاوہ نجی مالکان بھی پی آر ٹی سی کے بین الاضلاعی 29 روٹوں پر بسیں چلا رہے ہیں جن کی تفصیل لف ہے۔

ان بسوں کو چلانے کے لیے باقاعدہ قواعد و ضوابط اور ایگریمنٹ بنایا ہوا ہے جس کی مختصر تفصیل تتمہ پر لف ہے۔

ہر روٹ کے لیے بس کا ماڈل مقرر ہے۔ بس کے اجراء کے لیے فیس ناقابل واپس وصول کی جاتی ہے جو مبلغ /2000 روپے ہے۔

بس کو ٹیکنیکل معائنہ کے بعد اجراء کے لیے سرٹیفکیٹ جاری کیا جاتا ہے۔ اس کارروائی کے بعد فوری طور پر 11 ماہ کے لیے ابتدائی طور پر معاہدہ کیا جاتا ہے۔

پی۔ آر۔ٹی سی کے بین الاضلاعی روٹوں کی لسٹ

نمبر شمار	روٹ کا نام
-1	لاہور۔ جڑانوالہ
-2	لاہور۔ گوجرانوالہ
-3	لاہور، سرگودھا
-4	سرگودھا، فیصل آباد
-5	لاہور، راولپنڈی

6- سرگودھا' سکیٹر

7- سرگودھا' اٹک

8- سرگودھا' کھیکی

9- سرگودھا' سیال شریف

10- جڑانہ - فیصل آباد

11- سرگودھا' چک نمبر 42

12- گجرات' لاہور

13- گجرات' جلال پور جٹاں

14- گجرات' جلال پور دھونیاں

15- دھونیاں' لاہور

16- گجرات' چھیرانوالی

17- گجرات' قلی

18- گوجرانوالہ شہر' گوجرانوالہ چھاؤنی

19- گوجرانوالہ ، علی پور

20- گجرات' گوجرانوالہ

21- گجرات' سیالکوٹ

22- منڈی بہاؤالدین' لاہور

23- منڈی بہاؤ الدین ، گجرات

24- گجرات ، ڈنگہ

25- گوجرانوالہ ، ایمن آباد

26- گوجرانوالہ' گجرات' لاہور

27- ملتان' لاہور

28- ملتان ، چکوال

29- ملتان' ہیڈ بہار شاہ

30- ملتان، احمد پور جھنگ

31- ملتان، مظفر گڑھ

32- ملتان، سکندر آباد

33- ملتان، ڈیرہ اسماعیل خان

34- ملتان، نواں شہر

35- لوہاری گیٹ، بند بوسن

36- فیصل آباد، پشاور

37- فیصل آباد، چک نمبر 117

38- فیصل آباد، چک نمبر 32

39- فیصل آباد، جڑانوالہ

40- جھنگ، لاہور

41- جھنگ منڈی شاہ دیوان

42- جھنگ، کری دار

43- جھنگ، پیر کوٹ

44- جھنگ، سیٹلائٹ ٹاؤن

45- فیصل آباد، لاہور

46- فیصل آباد، راولپنڈی

47- سمندری، لاہور

48- گوجرہ، لاہور

49- تاندلیانوالہ، لاہور

50- راولپنڈی، مری

51- چکوال، راولپنڈی

52- چکوال، روپوال

53- چکوال، دینہ

54- چکوال ' تلہ گنگ

55- راولپنڈی' پریانہ

56- راولپنڈی' کوٹلی ستیاں

57- راولپنڈی' دھیر کوٹ

58- راولپنڈی' نتھیا گلی

59- چکوال' لاہور

60- بہاول پور' بیتھی

61- سیالکوٹ ' لاہور

62- سیالکوٹ گوجرانوالہ

63- بہاول پور ' لاہور

64- سیالکوٹ' پسرور' گوجرانوالہ

65- ڈسکہ' گوجرانوالہ' سیالکوٹ

66- سیالکوٹ' ملتان

67- شکر گڑھ سیالکوٹ' گوجرانوالہ

68- ڈیرہ غازی خان' لاہور

69- ڈیرہ غازی خان' ملتان

70- ڈیرہ غازی خان' لورالائی

71- ڈیرہ غازی خان' لیہ

72- ڈیرہ غازی خان' شیرو

73- ڈیرہ غازی خان' بیت ستوئی

74- ڈیرہ غازی خان' حیدر واہن

75- ڈیرہ غازی خان' میسن گورلہا

76- ڈیرہ غازی خان' چوٹی بالا

77- ڈیرہ غازی کان' بستی لا شاری

78- ڈیرہ غازی خان' کوٹ قیصرانی

79- جام پور' ٹبی لنڈن

80- جام پور' درکلی

81- جام پور شیرو

82- جام پور' ڈیرہ غازی خان

83- ڈیرہ غازیخان' دہوا

84- ڈیرہ غازی خان' موسیٰ خیل

85- ساہیوال ' لاہور

86- ساہیوال ' بورے والا

87- ساہیوال تاندلیانوالہ

تتمہ (ب) برائے سوالنمبر 789

1- پیرودھائی' لاہور

2- پیرودھائی' ساہیوال والیا لاہور

3- مانسہرہ ' لاہور

4- راولپنڈی' لاہور

5- سرگودھا' لاہور

6- اوچھالی' لاہور براستہ سرگودھا

7- گوجرانوالہ' لاہور

8- لاہور' چشتیاں

9- لاہور' پشاور

10- تلہ گنگ' لاہور

11- چکوال' لاہور

12- فیصل آباد' لاہور

13- سمندری سے لاہور وایا فیصل آباد

14- گوجرہ' لاہور وایا فیصل آباد

15- فیصل آباد' چشتیاں

16- بہاول پور' ملتان

17- گجرات' لاہور

18- لالہ موسیٰ ' لاہور

19- منڈی بہاؤ الدین' لاہور

20- لکھنوال ' لاہور

21- جلال پور چٹاں' لاہور

22- ڈیرہ غازی خان' لاہور وایا ملتان

23- ڈیرہ غازی خان' ملتان

24- ڈیرہ غازی خان' راجن پور

25- ڈیرہ غازی خان' کشمور

26- ملتان' شجاع آباد

27- ملتان ' جلال پور

28- ملتان' لاہور

29- فیصل آباد' لاہور

جی ٹی ایس کے نفع نقصان کی تفصیل

*793-ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت جی ٹی ایس میں کتنی گاڑیاں لیز ایگری منٹ پر چل رہی ہیں اور متذکرہ گاڑیوں سے کمیشن کے طور پر محکمہ کو کتنی آمدن ہو رہی ہے اور کتنے اخراجات برداشت کرنے پڑ رہے ہیں۔

(ب) اس وقت جی ٹی ایس کی اپنی ملکیت میں کتنی بسیں ہیں اور ان سے حکومت کو کتنی آمدنی یا نقصان ہوا ہے۔

وزیر ٹرانسپورٹ(ملک سلیم اقبال):

(الف) اس وقت پی آر ٹی سی میں نجی مالکان کی 263 گاڑیاں لیزایگریمنٹ کے تحت 29 روٹوں پر چل رہی ہیں۔ ان میں سے 15 بسیں عام' 107 ایئرکنڈیشن بسیں اور 99 مزدا ٹائپ ویگنیں ہیں ان کے چلنے سے کمیشن کے طور پر پی آر ٹی سی کو ماہانہ اوسطاً" آمدنی مبلغ 34.88 لاکھ روپے ہے اس کے برعکس پی آر ٹی سی کا خرچہ بالکل معمولی ہوتا ہے۔

(ب) اس وقت پی آر ٹی سی کی اپنی ملکیت کی بین الاضلاعی روٹوں پر چلنے والی بسوں کی تعداد 791 ہے جن میں سے اوسطاً" 280 بسیں چلنے کے قابل ہیں جن کی مالی سال 91-1990 جولائی 90 تا اپریل 91 کل آمدنی مبلغ 593.27 لاکھ روپے ہے۔ جس کے برعکس مبلغ 1812.04 لاکھ روپے اخراجات ہوئے۔ اس طرح مبلغ 1218.77 لاکھ روپے نقصان ہوا ہے۔

زائد بسیں چلانے کے لیے اقدام

*880- رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد شہر میں اس وقت "جھنگ بازار" تا گول ڈی ٹائپ' روٹ پر صرف ایک بس چلائی جا رہی ہے جبکہ اب سے دس سال قبل اسی روٹ پر پانچ بسیں چلا کرتی تھیں اور اس روٹ کو جو پہلے جھنگ بازار تا محمدی چوک سمن آباد تا پل کوریاں والہ تا گول ڈی ٹائپ ہوا کرتا تھا مگر اب مختصر کر کے جھنگ بازار تا گول ڈی ٹائپ کر دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجہ بیان کی جائے۔ آیا حکومت متذکرہ روٹ پر بسوں کی تعداد بڑھانے اور پہلے روٹ کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ڈپو نمبر 2 فیصل آباد کے پاس 36 فیٹ 331 A/ لوکل ٹائپ گاڑیاں ہیں ان میں صرف 6 گاڑیاں روٹوں پر چل رہی ہیں۔ باقی گاڑیاں فنڈز کی عدم دستیابی اور فالتو پرزہ جات کی فراہمی نہ ہونے کے باعث یا ناکارہ اور ناقابل مرمت ہو جانے کے باعث روٹوں پر نہ چل رہی ہیں متذکرہ 6 گاڑیوں میں سے ایک گاڑی جھنگ بازار تا ڈی ٹائپ کالونی چل رہی ہے جبکہ باقی دیگر روٹوں پر چلائی جا رہی ہیں۔ چالو حالت کی بسوں کی کمی کی وجہ سے مذکورہ روٹ پر بسوں کی تعداد بڑھانا اور پہلے روٹ کو بحال کرنا ناممکن ہے۔

اربن ٹرانسپورٹ کی بسوں کی تفصیل

*881- رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

فیصل آباد شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کے لیے سال 1970 سے اب تک کتنی بسیں مقامی ٹرانسپورٹ اتھارٹی کو دی گئیں کل تعداد مع مالیت مع سال فراہم کی جائے اس وقت کتنی بسیں شہریوں کی سہولت کے لیے کس کس روٹ پر چلائی جا رہی ہیں جو بسیں ناکارہ قرار دی جا چکی ہیں انہیں ناکارہ قرار دیئے جانے کی کیا وجوہات تھیں اور انہیں فروخت کرنے سے کتنی رقم حاصل ہوئی اور اگر فروخت نہیں کی گئیں تو اس وقت تک صورت حال کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

فیصل آباد شہر میں اربن ٹرانسپورٹ کے لیے سال 1970 سے اب تک 57 بسیں مہیا کی گئی ہیں جن کی کل تعداد مع مالیت مع سال درج ذیل ہے:

سال	بسوں کی تعداد	مالیت
1974	16	1586000/-روپے
1975	5	490000/-روپے
1985	30	11984000/-روپے
1986	4	1427000/-روپے

اس وقت 6 عدد بسیں مندرجہ ذیل روٹوں پر چلائی جا رہی ہیں۔

1- غلام محمد آباد تا ڈھڈی والا 3

2- غلام محمد آباد تا پیپلز کالونی 2

3- جھنگ بازار تا ڈی ٹائپ کالونی 1

اس وقت فیٹ اے۔ 331 بسیں برائے انجن مرمت ورکشاپ میں کھڑی ہیں ان کے پرزہ جات پاکستان میں نایاب ہیں۔ ان کی لائف 15 سال یا 900000 لاکھ کلومیٹر ہے۔ جو ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ لہٰذا ان کو فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ موجودہ صورت حال اوپر بیان کی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پرانے ماڈل کی ویگنیں چلانے کی اجازت دینا

70- میاں محمود احمد: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ ٹاؤن کی آبادی تقریباً" چار لاکھ کی نفوس پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ عوام کے بے حد اصرار پر سیکرٹری آر ٹی اے نے شاہدرہ ٹاؤن سے ٹاؤن شپ تک روٹ 50 کی مشروط اجازت دی اور متذکرہ روٹ پر 1987 ماڈل کی ویگنیں چلانے کے لیے کہا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ماڈل کی ویگنوں کی قیمت بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے کوئی ویگن مالک اس روٹ پر ویگن چلانے کے لیے تیار نہیں جس کی وجہ سے غریب عوام سفری سہولتوں سے اب تک محروم ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہل علاقہ وزیر اعلیٰ اور وزیر ٹرانسپورٹ سیکرٹری ٹرانسپورٹ کو کئی درخواستیں دے چکی ہیں کہ ویگنوں کا ماڈل 1987 کی بجائے 1983 کیا جائے مگر ابھی تک کوئی مثبت جواب نہیں ملا۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کب حکومت متذکرہ روٹ پر 1983 ماڈل کی ویگنیں چلانے کی اجازت دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ (ملک سلیم اقبال):

(الف) یہ درست ہے کہ شاہدرہ ٹاؤن کی آبادی کافی حد تک بڑھ چکی ہے۔ صحیح اعداد و شمار محکمہ آبادی ہی بتلا سکتا ہے۔

(ب) در حقیقت ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور نے اپنے اجلاس منعقدہ مورخہ 19-11-90 کو ایک نیا روٹ نمبر 50 از کوٹ لکھپت جیل تا شاہدرہ ٹاؤن منظور کیا تھا۔ روٹ نمبر 50 کے لیے ماڈل 1987 کی ویگنوں کی اجازت دی گئی ہے۔

(ج) یہ بات کہ متذکرہ بالا ماڈل کی ویگنوں کی قیمت بہت زیادہ ہے۔ محکمہ ہذا سے غیر متعلق ہے کہ کسی بھی روٹ پر ویگن چلانے یا نہ چلانے کا اختیار صرف مالک ویگن کے پاس ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ دفتر ہذا کو جونہی کوئی درخواست ملتی ہے اس پر غور کیا جاتا ہے۔

مگر بہت پرانے ماڈل کی ویگنوں کی شہری روٹوں پر اجازت دینے سے کئی قسم کے مسائل پیدا ہوتے ہیں نہ صرف پرانی گاڑیاں دوران سفر روٹ مکمل کرنے کی بجائے راستہ میں خراب ہو کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ جس سے مسافروں کو پریشانی اور تکلیف ہوتی ہے۔ بلکہ پرانے ماڈل کی گاڑیاں کمزور انجن ہو جانے کے باعث دھواں اور فضا میں آلودگی کا باعث بن رہی ہیں۔ جس سے سانس کی بیماریوں میں اضافہ ہوا ہے۔ 1987 کا ماڈل بھی جو 4 سال پرانا ہے تمام امور کو مدنظر رکھنے کے بعد منظور کیا گیا ہے۔ لاہور شہر کے کئی گنجان آباد روٹوں کے لیے صرف 2 سال پرانے ماڈل کی شرط رکھی گئی ہے جس کی باقاعدہ منظوری صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی دیتی ہے۔

(ہ) مندرجہ بالا حقائق اور وجوہات کے پیش نظر حکومت تعین کردہ ماڈل میں کسی نرمی کا ارادہ نہیں رکھتی۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! محکمہ ٹرانسپورٹ کے جو سوالات ہیں یہ تو ابھی شروع ہی نہیں ہوئے تو ان کو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ بات کس طرح سے مناسب ہے؟ کچھ سوالات بچ جائیں وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن محکمہ ٹرانسپورٹ کا تو پورا ڈیپارٹمنٹ ابھی شروع ہی نہیں ہوا۔ یہ سوالات ایوان کی میز پر کیسے رکھے جائیں گے؟

جناب سپیکر: ویسے اس میں ہونا یہ چاہیے تھا کہ نصف وقت محکمہ اطلاعات کو اور نصف محکمہ ٹرانسپورٹ کو دینا چاہیے تھا۔ محکمہ ٹرانسپورٹ کو اگلی دفعہ رکھ لیں۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان کی تحریک استحقاق نمبر 8 ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور یہ مؤخر کر دی گئی تھی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس یقین دہانی پر مؤخر کروا دیا تھا کہ اس معاملے کی مزید چھان بین کر لیں۔ وہ ابھی کر رہے ہیں...

جناب سپیکر: یہ پیش تو ہو چکی ہے۔ مختصر بیان بھی دے چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ درست ہے۔ وہ مزید چھان بین کر رہے ہیں۔ اس لیے اسے ابھی مؤخر رہنے دیں۔

جناب سپیکر: اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کیا یقین دہانی کروائی تھی۔

رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ اس معاملے کی مزید چھان بین کر لیتے ہیں ان افسران کو بلا لیتے ہیں۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: کب تک کے لیے اسے مؤخر کیا گیا تھا؟

رانا ثناء اللہ خان: میرے خیال میں ایک ہفتے کے لیے کیا گیا تھا۔ اب آپ ان سے پوچھ لیں کہ وہ مزید کتنا وقت لینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب ارشاد فرمائیں۔

ملک محمد عباس خان کھوکھر (پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ) : جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا.....

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ فاضل رکن رانا ثناء اللہ خان نے اسی تحریک استحقاق کی ditto copy تحریک التوائے کار نمبر 77 بھی دی ہے۔ اور اسی اجلاس میں دی ہے۔ اس سلسلے میں جناب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن سے یہ دریافت فرمایا جائے کہ اسے وہ بطور تحریک التوائے کار یا بطور تحریک استحقاق لینا چاہے ہیں؟ میری جناب والا کی خدمت میں صرف اتنی گزارش ہے۔

جناب سپیکر! رانا صاحب یہ تو بڑی اہم بات ہے آپ نے اس کی تحریک التوائے کار بھی دی ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! تحریک استحقاق کا معاملہ تو take up ہو چکا ہے۔ تحریک التوائے کار میں جو بات ہے وہ تھوڑی سی مختلف ہے۔ جب تحریک التوائے کار کی باری آئے گی تو آپ دیکھ لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ditto کاپی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں ditto کاپی تو نہیں ہے۔ اگر ditto کاپی ہوئی تو تحریک التوائے کار ہم واپس لے لیں گے۔ کیونکہ تحریک استحقاق تو پہلے ہی take up ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: اس کو یہ سمجھا جائے گا کہ تحریک استحقاق کو انہوں نے take up کر لیا ہے اور اگر اس کی ditto کاپی تحریک التوائے کار میں ہے تو وہ اس کو take up نہیں کرنا چاہتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور داخلہ: جناب سپیکر صاحب نے پہلے تسلی دے دی تھی اور آج ان کو بلوایا ہوا ہے۔ ڈی۔ ایس۔ پی۔ انسپکٹر اور سب انسپکٹر یہاں حاضر ہیں اور رانا صاحب سے ان کی بات چیت کرواتی ہے۔ اگر ان کی تسلی ہو جاتی ہے تو انہوں نے فرمایا تھا کہ میں اسے پریس نہیں کروں گا۔ لہٰذا آج کا دن مقرر ہے۔ اسمبلی کا اجلاس ختم ہونے کے بعد ان کی ان سے بات چیت ہو گی اور ان کی تسلی کے مطابق دوبارہ فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: درست ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب غلام سرور خان صاحب کی ہے یہ بھی مؤخر تھی اب اس کی کیا پوزیشن ہے؟ جناب غلام سرور خان صاحب تشریف نہیں رکھتے اسے ابھی مؤخر رکھتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 14 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔ رانا صاحب آپ اسے take up کرنا چاہیں گے؟

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! یہ پڑھی جا چکی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ لاء منسٹر سے بات کرنے کے بعد پھر دوبارہ ٹیک اپ کی جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ اس کا مختصر بیان دے چکے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جی ہاں!

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون: میں نے کل بھی پتا کیا تھا۔ رانا صاحب بھی تشریف نہیں لائے تھے۔ آج صبح بھی پتا کیا تو رانا صاحب تشریف نہیں لائے تھے۔ اس سلسلہ میں ہم آپس میں بات کر لیں گے۔ پھر جو بھی فیصلہ ہو گا' آپ کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کو مؤخر کر دیں؟ رانا صاحب! کیا یہ بات درست ہے۔

رانا اکرام ربانی: ٹھیک ہے جناب والا!

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 19 بھی رانا صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی آپ پیش کر چکے ہیں؟

حکومت پاکستان کی جانب سے نااہل اداروں کو بنک بنانے اور چلانے کی اجازت دینا

رانا اکرام ربانی: ابھی پیش نہیں ہوئی۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان نے بنک چلانے کی اجازت دیتے وقت تین ایسے اداروں کو بنک بنانے اور چلانے کی اجازت دی ہے جو qualify نہیں کرتے اور بنکنگ کمیٹی انہیں reject کر چکی ہے ہمارا ملک ماضی بعید میں بھی اور ماضی قریب میں ایسے معاشی حادثات سے دو چار ہو چکا ہے۔ جس میں لاکھوں پاکستانی فراڈ کا شکار بنے ہیں۔ لاکھوں کنبے متاثر ہوئے ہیں۔ ریٹائرڈ ملازمین بیواؤں اور یتیموں کو ان کی جمع شدہ پونجی سے محروم کر دیا گیا۔ ایسے اداروں کو بنک چلانے کی اجازت ایک بار پھر انہی اقدامات کا re-play ہے جس میں لوٹ مار کے بعد متعلقہ افراد غائب ہو جاتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے طفل تسلیاں

شروع ہو جاتی ہیں لیکن وہ پاکستانی جنہوں نے اپنے وطن میں بہتر اور خوشحال زندگی گزارنے کا خواب دیکھنے کا جرم کیا ہوتا ہے وہ اس کی سزا بھگتنے کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں۔ حکومت پاکستان کے اس اقدام سے عوام میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے کہ ان کے نمائندے اپنے حلف کا پاس نہیں کرتے اور پاکستان کی خوشحالی اور بہبودی کے منافی اقدامات کی اجازت دے رہے ہیں۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے یہ پریس کلپنگ اس کے ساتھ لگائی ہے۔ اس میں ساری تفصیل درج ہے کہ کس طریقے سے حکومت نے ایک کمیٹی کے ذریعے ایسے اداروں سے یا ایسے افراد سے بنکنگ کا بزنس چلانے کے لیے درخواستیں مانگیں۔ اور اس process سے گزر کر ان اداروں کو بنکنگ کمیٹی کلئیر کر دیا کہ یہ اس قابل ہیں کہ انہیں پاکستان میں بنکنگ کی اجازت دی جائے۔ لیکن کچھ ادارے جو ان شرائط پر پورا نہیں اترتے تھے اور اس کے باوجود انہیں اجازت دے دی گئی۔ جناب سپیکر! ہم نے اس معزز ایوان میں یہ حلف لیا ہے کہ ہم اپنے فرائض اس ملک کی سالمیت' خوشحالی اور بہتری کے لیے انجام دیں گے۔ جناب والا! یہ ہمارا استحقاق ہے کہ نہ صرف پوائنٹ آؤٹ کریں' ڈسکس کریں اور نہ صرف روکنے کی کوشش کریں جس کے بارے میں ہمارا تجربہ ہے کہ ایسے ادارے لوٹ مارے کے بعد غائب ہو جاتے ہیں اور پھر دوبارہ اسمبلیوں میں ایک دفعہ پریکٹس شروع ہو جاتی ہے۔ دن مقرر ہو جاتے ہیں کہ کوآپریٹو پر بحث کی جائے۔ فنانس کمپنیوں پر بحث کی جائے۔ میں اس معزز ایوان کو اس وقت سے بچانے کے لیے اور عوام کو ان بنکوں کی لوٹ مار سے بچانے کے لیے' عوام کی تشویش کا نوٹس لینے کے لیے اور ان بنکوں کا نوٹس لینے کے لیے پھر دن مقرر کیے جائیں گے۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم اس سے پہلے اپنا استحقاق استعمال کرتے ہوئے اس ملک کی خوشحالی اور بہتری کی خاطر ان چیزوں کا نوٹس لیں۔ ایک کمیٹی بنائی جائے جو یہ تحقیقات کرے کہ کس طریقے سے کیسے ان لوگوں نے اجازت نامہ حاصل کیا۔ کہاں کہاں گھپلے ہوئے اور کہاں کہاں نوازشات کی گئیں۔ آج کل مختلف شخصیات کی طرف سے شور ہے کہ پاکستان میں ادارے تباہ کیے جا رہے ہیں۔ جناب والا! ایسے ادارے تباہ ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا

ہوں کہ جو ہم نے یہاں حلف لیا ہے اس کے مطابق یہ ہمارا استحقاق ہے کہ ایسی چیز جو کل کو پھر ہمیں پریشان کرے اور جس سے عوام کے حقوق خطرے میں پڑیں گے۔ اس پر بحث کرنے کے لیے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میرا فنی اعتراض ہے کہ جو تحریک استحقاق انہوں نے پیش کی ہے اور اس پر مختصر بیان دیا ہے۔ اس سے ان کے استحقاق کا کون سا پہلو نکلتا ہے۔ یہ کسی لحاظ سے بھی تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔ جہاں تک انہوں نے اپنی تقریر میں اور اس تحریک استحقاق میں چند ایک چیزوں کی نشان دہی کی ہے اور جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ یہ مرکزی حکومت نے اجازت دی ہے۔ مرکزی حکومت کے معاملات میں کیا پنجاب اسمبلی مداخلت کر سکتی ہے؟ کیا ان معاملات میں ہم رولز کے مطابق دخل اندازی کر سکتے ہیں۔ اور جن بنکوں کو اجازت دی ہے تو قانون کے مطابق مرکزی حکومت کو اختیار حاصل ہے اور انہوں نے اجازت دی ہے اور اگر کہیں کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس کے لیے مختلف فورم موجود ہیں جہاں پہ اس معاملے کو agitate کیا جا سکتا ہے۔ یہ فورم اس کام کے لیے نہیں ہے۔ اس وضاحت کے پیش نظر میں معزز قائد حزب اختلاف سے توقع کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک استحقاق کو پریس نہیں فرمائیں گے بصورت دیگر میں التماس کروں گا کہ یہ کسی لحاظ سے بھی تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: رانا صاحب، فنی اعتراض میں کافی وزن ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ان کے فنی اعتراض میں کافی وزن ہے۔ میں صرف آپ کو یاد دلانے کی غرض سے جرأت کر رہا ہوں کہ ماضی میں اس ہاؤس میں بلکہ پچھلے سیشن میں ٹیلیفون ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی اور اس پر بحث ہوئی اور اسے اس ٹیکنیکل گراؤنڈ پر غالباً" مسترد نہیں کیا گیا تھا کہ یہ مرکز سے تعلق رکھتی ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو اسمبلی کے پچھلے اجلاس میں بھی لے جانا چاہوں گا کہ جہاں اوکاڑہ میں چاول کی خرید کے بارے میں گورنمنٹ کے ایک محکمے کے بارے میں تحصیل بہاولپور سے تعلق رکھنے والے ایک رکن شاہد نواز نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور محترم لاء منسٹر کی رائے معلوم کیے بغیر آپ نے اسے ایڈمٹ کیا تھا کہ یہ عوام کی بہبود کا مسئلہ

ہے اور ایک بڑے طبقے سے تعلق رکھنے والا ہے۔ جناب والا! وہ تو ایک مخصوص علاقے کے لیے تھا۔ یہ تین ایسے بنک کہ جن کے پاس گارنٹی دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ جن کو کمیٹی disqualify کر چکی ہے کہ یہ ادارے اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں اجازت دی جائے۔ جناب والا! میری آپ سے اور اس ہاؤس سے پھر یہ گزارش ہو گی کہ یہ ایک ایسا سنجیدہ مسئلہ ہے ہم نے فنانس کمیٹیوں کا بھی حشر دیکھا ہے ہم نے کوآپریٹو کا بھی حشر دیکھا ہے جب لوگوں کو qualify نہ کرنے کے باوجود بنکنگ کی اجازت دی جائے گی تو پھر ایسا ہی ہو گا۔ جناب والا! میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق پر زور دوں۔ کہ ماضی کی روایات کے پیش نظر ایسے معاملات جس میں ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کے متاثر ہونے کا یقینی خطرہ موجود ہے اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: محترم قائد حزب اختلاف نے اپنی اس تحریک استحقاق کی admissibility کے سلسلے میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں اس سے پہلے اس قسم کی کچھ تحاریک استحقاق ایڈمٹ کر چکا ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ وہ ایک معزز اپوزیشن کے رکن کی تحریک استحقاق تھی جس کو میں نے ایڈمٹ کیا تھا اور اس کو ٹیک اپ کرنے کی اجازت دی تھی۔ یہ اجازت اس لیے دی تھی کہ وہ تحریک استحقاق مفاد عامہ کے متعلق تھی اور اس سے ان کا اپنا استحقاق مجروح ہونے کے پہلو نکلتا تھا۔ اب اس میں میں نے یہ بات اس لیے نہیں کہی کہ چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے لہٰذا ہم اس کو ٹیک اپ نہ کریں' اگر فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہو' فیڈرل گورنمنٹ کے کسی ادارے سے متعلق ہو' جس سے پنجاب کے عوام متاثر ہوتے ہوں اس کو ہم ٹیک اپ کر سکتے ہیں یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آیا یہ جو تحریک استحقاق ہے یہ آئین کے مطابق رولز کے مطابق breach of privilege ہے کہ اس سے فیڈرل گورنمنٹ نے بنکوں کو کام کرنے کی اجازت دی اس سے لاکھوں لوگوں کا بلاشبہ ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اور اہم مسئلہ ہے۔ لیکن رانا صاحب میں آپ کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار کا انتہائی موزوں معاملہ ہے۔آپ اگر تحریک التوائے کار کے ذریعے اسے agitate کرنا چاہیں تو یہ نہایت موزوں اور مناسب ہے۔ لیکن تحریک استحقاق کے بارے میں جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ آپ کا breach of privilege ہے تو

آپ اس معزز ایوان کی نہایت محترم ہستی ہیں۔ آپ کا احترام اور آپ جو بات کرتے ہیں اس کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ لیکن رولز کی جو پابندی ہے وہ اپنی جگہ پر موجود ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ معاملہ آپ کی گورنمنٹ نے بحث کے لیے آج کے روز کے لیے رکھا ہوا ہے' آج کا دن اس کے لیے مخصوص ہے آج آپ اس پر جتنا چاہیں بات کر سکتے ہیں۔ لیکن جہاں تک تحاریک استحقاق کا تعلق ہے' اس بارے میں میری reservation ہے۔ آپ کیا ارشاد فرمائیں گے کہ آج آپ نے تقریر بھی کرنی ہے اور آج گورنمنٹ نے اس مسئلہ پر بحث کے لیے خود offer دی ہے کہ آپ اس پر بحث کیجئے۔

رانا اکرام ربانی: میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے کچھ گائیڈ لائنز مہیا کی ہیں۔ بطور قائد حزب اختلاف کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے میں آپ کے اس فرمان کے بعد اپنی تحریک استحقاق کو پریس نہیں کرتا اور اسی مسئلہ کو میں اپنی اس بحث میں لے لوں گا۔ لیکن تحریک التوائے کار' جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے' اس پر شاید بہت سے لوگ اظہار خیال کرنا چاہیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ کوآپریٹو سوسائٹی سے تھوڑا سا مختلف ہے۔ یہ ریگولر بنکس ہیں جن کو پرمٹ کیا گیا۔

جناب سپیکر: یہ مسئلہ کوآپریٹو سوسائٹی سے مختلف ہے۔ اس پر تحریک التوائے کار آ سکتی ہے۔ تو رانا صاحب! اس کو پریس نہیں کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: کیا خیال ہے لاء منسٹر صاحب کہ تحاریک التوائے کار پر آ جائیں؟ کچھ تحاریک استحقاق باقی ہیں۔ لیکن کم ہیں' کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ میرے خیال میں ہم ان کو حالیہ اجلاس میں ٹیک اپ کر لیں گے۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر... جناب والا! میں نے ایک تحریک التوائے کار نمبر 171 دی ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ فوری اہمیت کا حامل ہے اور وہاں کی عوام میں کافی بے چینی پائی جاتی ہے۔ میں التماس کروں گا کہ اگر آپ اس کو آؤٹ آف ٹرن لے لیں تو مہربانی ہو گی کیونکہ یہ اہمیت عامہ رکھنے والا مسئلہ ہے۔ اور ہم تقریباً ایک سال سے اس سلسلے میں کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی چودھری شوکت داؤد صاحب! آپ اس سلسلے میں میرے ساتھ بات کیجیے' ہم مل کے اس کو حل کرنے کی کوشش کریں گے کہ اس کا کیا حل ہے۔

جناب شوکت داؤد: جناب والا! یہ جو آپ کے پاس ہے یہ نہیں ہے۔ ایک تو آج میں نے دی ہے اور ایک میں نے پہلے نمبر171 دی تھی۔

جناب سپیکر: میں نمبر171 کی بات کر رہا ہوں۔ اس بارے میں بھی ہم بات کر لیتے ہیں۔

جناب شوکت داؤد: ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر44 رانا اکرام ربانی اور علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے' تو کون صاحب اس کو پیش کرنا چاہیں گے؟... جی قاضی صاحب ارشاد فرمایے۔

پیپلز کالونی گوجرانوالہ کے تاجر پر دن دیہاڑے ڈاکوؤں کا حملہ

جناب علی حسن رضا قاضی: ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق لاہور" کی اشاعت مورخہ 10 جولائی 1991ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ گوجرانوالہ کے بارونق علاقہ پیپلز کالونی کی سپر مارکیٹ میں خود کار ہتھیاروں سے مسلح تین موٹر سائیکل سواروں نے گوجرانوالہ کے معروف تاجر ملک محمد منشاء کو جان سے مار دینے کی دھمکی دے کر ساٹھ ہزار روپے چھین کر فرار ہو گئے یہ واردات دن دیہاڑے اس وقت ہوئی جب مارکیٹ میں کاروباری سرگرمیاں عروج پر تھیں۔ ابھی تک پولیس کسی ملزم کو گرفتار نہیں کر سکی۔ یہ واقعہ حکومت اور متعلقہ اداروں کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اس بات کا بھی کہ حکومت نے جرائم روکنے کے لیے جن اقدامات کا اعلان کیا ہے وہ صرف سیاسی انتقام کے لیے استعمال ہو رہے ہیں جبکہ بد امنی پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ اور عام آدمی کی زندگی اجیرن ہو گئی ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی لاء منسٹر...

وزیر قانون: جناب والا! رولز آف پروسیجر 67 E کے تحت لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو چکی ہے' اور یہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ ہے۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اب جو نئی تحاریک التوائے کار لاء اینڈ آرڈر پر آئیں گی ان کو آپ ضرور ٹیک اپ فرمائیں۔ جو لاء اینڈ آرڈر پر بحث سے پہلے آئی ہیں ان کو اب 67E کے تحت زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدرت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! آپ لاء منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں؟

جناب علی حسن رضا قاضی: لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو چکی ہے۔ لیکن جناب سپیکر نے مجھے پڑھنے کی اجازت دی تھی' اس لیے میں نے پڑھ دی ہے۔

وزیر قانون: رولز آف پروسیجر کے قاعدہ(d)67 کے تحت جو تحاریک التوائے کار لاء اینڈ آرڈ پر بحث سے قبل آئی ہوئی ہیں وہ ساری کی ساری lapse کر جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں قاضی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ (d)67 کو پڑھ لیں۔

جناب علی حسن رضا قاضی: میں نے پڑھ لیا ہے۔ اب آپ جیسے فرمائیں۔ رولنگ تو آپ نے دینی ہے۔ جناب سپیکر' جو لاء اینڈ آرڈر پر بحث سے پہلے کی تحاریک التواء آئی ہیں وہ تو lapse کر جائیں گی۔ لیکن جو بعد میں آئیں گی۔ جن کی باری بعد میں آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ (d) 67 کو پڑھیں ناں۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے:

The motion shall not revive discussion on a matter which has been discussed in the same session;

آپ اس کو پریس نہیں کرتے؟

جناب علی حسن رضا قاضی: میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پریس نہیں کی جاتی۔ تحریک التوائے کار نمبر 45 رانا اکرام ربانی صاحب اور ملک اقبال احمد لنگڑیال صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا اکرام ربانی: یہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ ہے۔ ایوان کا وقت بچانے کے لیے میں نہیں پڑھتا۔ انہوں نے یہی کہنا ہے کہ(D) 67 کے تحت اور پھر کتاب آپ کے پاس آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

رانا اکرام ربانی: میں اس کو پریس نہیں کرتا۔
جناب ڈپٹی سپیکر: 45 نمبر پریس نہیں کی جاتی۔ تحریک التوائے کار نمبر 46 رانا اکرام ربانی صاحب کی طرف سے ہے۔

مال روڈ ٹریڈرز ایسوسی ایشن کے رہنماؤں کی جانب سے مال روڈ پر لوٹی گئی رقم واپس نہ ہونے کی صورت میں ہڑتال کا انتباہ

رانا اکرام ربانی: ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی اشاعت مورخہ 10 جولائی۔ 1991 میں یہ خبر چھپی ہے کہ مال روڈ ٹریڈرز ایسوسی ایشن کے رہنماؤں نے ضلعی انتظامیہ اور پولیس کو انتباہ کیا ہے کہ اگر بدھ شام سات بجے تک دس روز قبل ریگل پولیس چوکی کے سامنے تاجر میاں محمود علی سے لوٹی جانے والی ساڑھے سات لاکھ روپے کی رقم واپس نہ کی گئی تو شہر بھر کی مارکیٹیں بند کر دی جائیں گی اور شاہراہ قائداعظم غیرمعینہ مدت کے لیے جام کر دی جائے گی مال روڈ ٹریڈرز ایسوسی ایشن کے سیکرٹری اطلاعات نے کہا ہے کہ ضلعی کرائمز کنٹرول کمیٹی کے سربراہ صوبائی وزیر ارشد خان لودھی اے ڈی سی جی سردار شیرافگن اور ایس پی کینٹ خالد عبداللہ نے ڈکیتی کے دو روز بعد تاجروں کو یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ فی الحال ہڑتال ملتوی کر دیں ایک ہفتہ کے اندر لوٹی ہوئی رقم برآمد کر کے ملزمان کو تاجروں کے سامنے پیش کر دیا جائے گا ایک ہفتہ کی مہلت منگل 9 جولائی 1991ء کو ختم ہو گئی ہے۔ ہم انتظامیہ کو ایک روز مزید دے رہے ہیں اگر لوٹی ہوئی رقم واپس نہ دی گئی تو تاجر سراپا احتجاج بن جائیں گے یہ احتجاج اس واقعہ کے ردعمل کے طور پر ہے جس میں شاہراہ قائداعظمؒ پر ایک ڈکیتی کی واردات ہوئی۔ عوام یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ صوبائی حکومت اور اس کے سربراہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کا کام اپنے ذاتی اقتدار کے تحفظ کے لیے استعمال کرنا بند کر دیں کیونکہ ان کی تعلیمات میں یہ ہرگز شامل نہیں کہ فرائض کی بجاآوری میں مکمل طور پر ناکام ہونے کے باوجود عہدے سے چمٹا مار کر بیٹھے رہو اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی،

اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون: جناب والا! اس پر بھی میرا وہی اعتراض ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پر بحث نہیں ہو چکی ہے اور یہ معاملہ بھی لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ ہے۔ (d) 67 کے تحت اس تحریک التوائے کار کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! تاجروں نے جس چیز پر پریشانی کا اظہار کیا ہے' شاید لا منسٹر کو اس کی سمجھ نہیں آئی۔ اس خبر میں اس ایوان کے ایک محترم وزیر' جو اس معزز ایوان کے رکن ہیں' کا نام ہے کہ انہوں نے اس کی یقین دہانی کرائی تھی۔ اس یقین دہانی کی طرف ٹریڈرز ایسوسی ایشن نے توجہ دلائی ہے۔ ایک واقعہ ہو گیا ہے۔ وہ تو لاء اینڈ آرڈر میں آ جاتا ہے۔ لیکن خاص طور پر time limit دے کر کرائم کنٹرول کمیٹی کے سربراہ جو کہ اس معزز ایوان کے بھی ایک معزز رکن ہیں' معزز وزیر ہیں' انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی۔ یہ اس بارے میں ہے۔ وزیر قانون اس بارے میں کچھ فرمائیں۔ واقعہ ڈکیتی کا لاء اینڈ آرڈر میں آ گیا۔ لیکن یہ تحریک التوائے کار اس یقین دہانی کے بارے میں ہے جو انتظامیہ کے کچھ افراد کی طرف سے by name باقاعدہ وقت دے کر انہوں نے کرائی تھی۔ اس پر انہوں نے احتجاج کیا ہے کہ اب تک کچھ نہیں بنا۔

وزیر قانون: جناب والا! مقصد یہ نہیں کہ میں کوئی تحریک التوام کار کا جواب دینے سے احتراز کر رہا ہوں۔ بات تو رولز آف پروسیجر کی ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر سیر حاصل بحث ہو چکی ہے اور یہ اس زمرے میں آتی ہے۔ میں اپنے فاضل بھائی کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ملزمان کی گرفتاری میں حکومت کسی قسم کی کوتاہی نہیں کر رہی ہے۔ دو ملزم تھے ان میں سے ایک پولیس مقابلے میں مارا جا چکا ہے' دوسرے کی گرفتاری کے لیے پولیس دن رات لگی ہوئی ہے اور چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ لیکن بات اصول کی ہے کہ رولز آف پروسیجر کے مطابق لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہونے کے بعد یہ تحاریک التوائے کار نہیں آ سکتیں۔ اگر میرے محترم بھائی یہ کہتے ہیں کہ منسٹر صاحب نے ایک individual واقعے کی یقین دہانی کرائی

ہے تو یہ پبلک importance کا مسئلہ کیسے بن گیا' اور recent occurrence کیسے بن گئی؟ ہمیں ایوان رولز آف پروسیجر کے مطابق چلانا ہے اور قائد حزب اختلاف کی خدمت میں میری مؤدبانہ التماس ہے اور میں ان سے یہ توقع بھی کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں میرے ساتھ تعاون فرمائیں گے تاکہ ایوان کو ہم رولز آف پروسیجر کے مطابق چلائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب لاء منسٹر صاحب نے اس بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ملزمان میں سے ایک پولیس مقابلے میں مارا جا چکا ہے اور دوسرے کی گرفتاری کے لیے پولیس چھاپے مار رہی ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! حزب اختلاف کا رول صرف نکتہ چینی یا تنقید نہیں ہوتا بلکہ رہ نمائی کے لیے کچھ گائیڈ لائن دینا بھی ہمارے ذمے ہے۔ سردار صاحب اگر پہلے یہ فرما دیتے کہ جو حکومت کی طرف سے یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ ایک ملزم مارا گیا ہے اور دوسرے کی گرفتاری کے لیے کوشش کر رہے ہیں تو جناب والا! میں یہ پہلے ہی کہہ دیتا کہ میں ان کی اس یقین دہانی کے بعد اس پر زور نہیں دیتا۔ لیکن وہ اس واقعہ کے چکر میں پڑ گئے کہ جی یہ قتل' چوریاں' ڈاکے جو کہ لاء اینڈ آرڈر میں ڈسکس کر لیے گئے کہ حکومت اس پر توجہ نہیں دے رہی اور اس کی وجہ سے یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ لیکن اس واقعہ کے بعد اپنی اس تحریک التواء پر زور نہیں دیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ پریس نہیں کی گئی۔ اگلی تحریک نمبر 47 بھی رانا اکرام ربانی صاحب اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے۔

مسلم لیگ کے مفاد پرست ٹولے کے خلاف عوام میں بے چینی و اضطراب

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی اشاعت مورخہ 10 جولائی 1991 میں یہ خبر چھپی ہے کہ سینیٹر مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ یہ وقت آٹھویں ترمیم کا پنڈورا بکس

کھولنے کا نہیں ہے بلکہ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام توجہ عوام کے اندر پھیلنے والے خوف و ہراس کو ختم کرنے پر دی جائے۔ انہوں نے کہا ہے کہ عوام کے اندر پایا جانے والا خوف و ہراس خدا کا عذاب ہے اور یہ عذاب اس لیے نازل ہوا ہے کیونکہ موجودہ حکومت نے بھی سابقہ حکومتوں کی طرح اسلام سے غداری کی ہے اور قومی اسمبلی اور سینیٹ سے منظور کرو جانے والا شریعت بل غیر موثر اور بے جان ہے اس شریعت بل کے ذریعہ احکام خداوندی سے مذاق کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ اگر اکیلی انتخابات میں حصہ لے تو اسے دس نشستیں بھی نہ مل سکتیں گذشتہ انتخابات میں مسلم لیگ کو ملنے والی اکثریت آئی جے آئی کی دیگر جماعتوں کی وجہ سے ملی۔ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کی جڑیں عوام میں نہیں بلکہ مفاد پرست ٹولے میں ہیں۔ آئی جے آئی میں شامل ایک اہم جماعت کے اہم عہدیدار کی طرف سے اس اعتراف کے بعد اس حکومت کی اصل شکل عوام کے سامنے آ گئی ہے۔ یہ مفاد پرستوں کا ایک ٹولہ ہے جو اپنے سرمائے کے تحفظ کے لیے اسلام کا نام استعمال کر رہے ہیں۔ اور اس میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو اصل میں صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کے چوکیدار ہیں لیکن نام قائداعظم کا استعمال کر رہے ہیں اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو اس پر مختصر بیان دے دوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! ہمارے ملک میں تحریر و تقریر کی آزادی ہے۔ اور ایک معزز سینیٹر کی ایک ذاتی رائے کی بنیاد پر یہ خبر چھپی ہے۔ اس کا نہ تو مفاد عامہ سے تعلق ہے اور نہ ہی یہ اہمیت عامہ کے زمرے میں آتی ہے۔ اور نہ ہی اس سے عوام میں کوئی بے چینی پھیلی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی ذاتی رائے کو بنیاد بنا کر تحریک التوائے کار لانا مناسب بات نہیں ہے۔ ٹیکنیکلی بھی یہ مسئلہ اہمیت عامہ کا نہیں ہے۔ اظہار رائے اور تقریر کی آزادی ہے اور آپ کسی کو مجبور بھی نہیں کر سکتے کہ آپ نے یہ بات کیوں کی ہے۔ یہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ اس وجہ سے میں توقع کرتا ہوں کہ میرے فاضل بھائی اپنی

اس تحریک التواء کو پریس نہیں فرمائیں گے۔ اگر وہ اس تحریک التوائے کار کو پریس کریں تو پھر میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ نہ ہی یہ مسئلہ public importance کا ہے اور نہ اس سلسلے میں کوئی ایسی بات ہے' جس کا حکومت کو نوٹس لینا چاہیے۔ تحریک التوائے کار یہ ہوتی ہے کہ حکومت نوٹس لے کر اس معاملہ کو ٹھیک کرنے کے لیے کوئی عملی اقدامات کرے۔ اب تحریر و تقریر کی آزادی ہے اور ایک آدمی نے بات کی ہے تو اس کا نوٹس لے کر حکومت کیا کر سکتی ہے۔ اس معاملے میں حکومت بھی کسی قسم کا کوئی عملی اقدام نہیں اٹھا سکتی۔ ان حقائق کے پیش نظر میں اپنے فاضل بھائی سے توقع کروں گا کہ وہ اسے پریس نہ کریں ورنہ چونکہ یہ تحریک التوائے کار کے زمرے میں نہیں آتی' میں جناب والا! سے استدعا کروں گا کہ اسے رول آؤٹ فرمائیں۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! مجھے جناب وزیر قانون کی اس بات پر اعتراض ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ ذاتی رائے ہے۔ یہ ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ یہ اعتراف گناہ ہے۔ یہ ایک آدمی کا جو اس سارے کھیل میں' اس سارے معاملے میں شامل تھا اور یہ تو اس کا ایک اعتراف گناہ ہے اور جب اس نے یہ کفارہ ادا کر دیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو بھی اور وزیر قانون کو بھی یہ بات تسلیم کر لینی چاہیے کہ یہ زیادتیاں ہم سے ہوئی ہیں۔ ہم نے غلط طور پر عوام کو دھوکہ دینے کی خاطر شریعت بل کا واویلا کیا۔ اسے منظور کرا کر بعد میں ہم داتا صاحب چادر چڑھانے بھی گئے۔ لیکن اس کا کوئی impact نہیں ہوا۔ عوام کو کوئی ریلیف نہیں ملا۔ ملک میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ تو یہ سارا ذکر کر کے جو انہوں نے اعتراف گناہ کیا ہے تو انہوں نے اپنی عاقبت سنواری ہے۔میری وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ وہ بھی اپنی عاقبت سنواریں اور جو انہوں نے اعتراف گناہ کیا ہے اس میں یہ بھی شامل ہوں۔ اور اس بات کو تسلیم کریں کہ واقعی یہ جو فراڈ اور سارا سلسلہ ہے یہ ان لوگوں نے ملک اور قوم کے ساتھ کیا ہے۔ اس لیے میں تو اسے پریس کرتا ہوں۔ اس میں پریس نہ کرنے والی تو کوئی بات ہے ہی نہیں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ اسے اسمبلی میں ڈسکس کیا جانا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب جہاں تک آپ کی تحریک التوا کے قانونی ہونے کا تعلق ہے تو یہ قانون اور ضابطے پر پورا نہیں اترتی۔ لہٰذا میں اسے رول آؤٹ کرتا ہوں۔ تحریک التوا نمبر

48 رانا اکرام ربانی صاحب اور سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہٰذا یہ dispose of تصور ہو گی۔ تحریک التوا نمبر 49 رانا اکرام ربانی صاحب اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ درست ہے کہ یہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق ہے۔ اس لیے میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی ہاں۔ میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبر تحریک کو پریس نہیں کرتے۔ تحریک التواء نمبر 50 رانا اکرام ربانی صاحب اور جناب خان غلام سرور خاں صاحب کی طرف سے ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ لہٰذا یہ dispose of تصور ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار رانا اکرام ربانی صاحب اور سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی طرف سے ہے۔

حکومت پنجاب کی خود روزگاری سکیم کی ناکامی

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "روزنامہ مشرق" لاہور کی اشاعت مورخہ 11-7-1991 میں یہ اور ایہ چھپا ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک ارب 25 کروڑ روپے سے خود روزگاری کی جو سکیم شروع کی ہے وہ بھی دوسری مفید سکیموں کی طرح ناکامی کے قریب پہنچ گئی ہے کیونکہ اس سے صرف ارکان اسمبلی اور بیورو کریسی کے سفارشی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ عام لوگوں کو اس سے قرضوں کے حصول میں شدید مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ حکومت پنجاب نے یہ سکیم بڑے زور شور سے شروع کی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ بے روزگار حضرات اس سے قرضے لے کر اپنا کوئی کاروبار شروع کر سکیں یا دیہی علاقوں میں کسی قسم کی فیکٹریاں قائم کر سکیں۔ اس سے زیادہ سے زیادہ قرضہ پانچ لاکھ روپے دیا جاتا ہے۔ جس پر سات فی صد مارک اپ وصول کیا جاتا ہے۔ یہ قرضہ سبزیوں کو ڈبوں میں بند کرنے' برف خانہ' پھلوں کے جوس کی فیکٹری' گارمنٹ

فیکٹری' سائیکل اور موٹر سائیکل' ٹریکٹر' ٹرالی کے پرزے بنانے' جی آئی پائپ' مرغیوں کی خوراک اور اس قسم کے دوسرے کاروبار کے لیے جاری کیا جاتا ہے۔ لیکن قرضوں کے اجراء کے لیے طریق کار بہت پیچیدہ رکھا گیا ہے۔ لاہور ریجن سے ہزاروں افراد نے قرضے کے لیے فارم خریدے ہیں لیکن یہ فارم اتنے پیچیدہ ہیں کہ عام آدمی کے لیے ان کا سمجھنا اور ان کو پر کرنا بے حد دشوار کام ہے۔ مزید برآں اس فارم کے ساتھ جو دستاویزات طلب کی جاتی ہیں ان کی تیاری بھی آسان کام نہیں۔ متعدد لوگوں نے یہ شکایت بھی کی ہے کہ وہ دو تین ماہ سے کارپوریشن کے چکر لگا رہے ہیں لیکن ابھی تک وہ مطلوبہ دستاویزات فراہم نہیں کر سکے۔ کیونکہ کارپوریشن کا عملہ ہر بار ایک نیا اعتراض کر دیتا ہے اور کسی اور دستاویز کا مطالبہ کر دیتا ہے۔ اس صورت حال سے متعدد لوگ مایوس ہو گئے ہیں۔ اس کے برعکس سفارشی لوگوں کو قرضوں کے حصول میں دشواری پیش نہیں آتی۔ اسی طرح یہ ایک مفید سکیم بیوروکریسی کے قواعد و ضوابط کے گورکھ دھندے میں پھنس گئی ہے۔ اس اداریہ سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر صنعت صاحب!

وزیر صنعت: (مہر اختر عباس بھروانہ) جناب سپیکر! مجھے لیڈر آف اپوزیشن محترم ربانی صاحب کی اس بات سے اختلاف ہے کہ Self Employment Scheme ناکامی کی طرف جا رہی ہے۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں اس وقت کامیاب ترین جو سکیم جا رہی ہے وہ سیلف ایمپلائمنٹ سکیم ہے۔ میں یہاں پر یہ عرض کروں گا کہ اس تھوڑی مدت میں 8 ہزار 132 یونٹوں کے لیے پنجاب میں 2 ارب 50 کروڑ روپے کے قرضے منظور ہو چکے ہیں اور تقریباً" دو ہزار یونٹ اس وقت گراؤنڈ پر آ چکے ہیں اور وہ کام کر رہے ہیں۔ اس لحاظ سے تقریباً" 30 ہزار آدمیوں کو روزگار مہیا ہو چکا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تھوڑی مدت میں یہ بہت بڑی کارکردگی ہے اور یہ Self Employment Scheme پنجاب کی کامیاب ترین سکیم ہے۔ اس کے ساتھ مجھے اس بات سے بھی اختلاف ہے کہ صرف ارکان اسمبلی ہی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں یا بیوروکریسی اس

سے فائدہ اٹھا رہے ہیں یا بیورو کریسی اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ جناب والا! یہ بات بالکل غلط ہے۔ یہ قرضے میرٹ پر دیے جاتے ہیں اور اس سلسلہ میں میرٹ کو سامنے رکھا جاتا ہے اور جو آدمی قرضہ لینے آتا ہے اس کے لیے یہ بالکل نہیں دیکھا جاتا کہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے، مسلم لیگ سے ہے یا آئی جے آئی کی کسی جماعت سے ہے۔ صرف اور صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ آیا اس کا جو پروجیکٹ ہے feasible ہے۔ اور اگر وہ feasible ہے تو 45 دن کے اندر اندر اس کو قرضہ فراہم کیا جاتا ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی اس تحریک التوائے کار میں کہی گئی ہے کہ یہاں پر 9 یونٹ کی لسٹ ہے لیکن میں ہاؤس کی اطلاع کے لیے اور جناب لیڈر آف اپوزیشن کی اطلاع کے لیے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت 150 یونٹوں کی لسٹ ہے اور اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر کوئی feasible unit ہے جو کہ ہماری لسٹ میں موجود نہیں ہے تو اگر کوئی معزز رکن یہ کہتا ہے کہ اس کو Self Employment Scheme یا Rural Industial Programme میں شامل کر لیا جائے تو ہم اس کو فوری طور پر انشاء اللہ شامل کر لیں گے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ یہ کہا گیا ہے کہ فارم بڑا مشکل ہے۔ جناب والا! میں یہ فارم اجلاس کے بعد لیڈر آف اپوزیشن کی خدمت میں پیش کروں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سکول کے آرڈینری داخلہ فارم سے بھی آسان فارم ہے۔ اس میں آپ دیکھیں گے تو صرف نام، پتہ اور کس قسم کا وہ یونٹ لگانا چاہتے ہیں تو اس سے زیادہ آسان فارم نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر اس میں بھی کوئی ایسی پیچیدگی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اگر معزز رکن اور لیڈر آف اپوزیشن کہیں تو اس میں تھوڑا بہت جائز حد تک رد و بدل بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا آسان ہے کہ میرے خیال میں ایک سکول داخلے کا فارم بھی اتنا آسان نہیں ہوتا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ اس تحریک التوائے کار میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک پیچیدہ مسئلہ ہے اور لوگوں کی آسانی کے لیے میں یہاں پر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ فارم جیسا کہ تحریک التوائے کار میں درج ہے کہ خریدا جاتا ہے۔ میں یہاں پر عرض کروں گا کہ یہ

فارم خریدا نہیں جاتا۔ یہ مفت ملتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی آسانی کے لیے 40 اور 60 کے تناسب سے جو قرضہ ملتا تھا یعنی 60% قرضہ اور 40% پرسنل ایکویٹی اس کو کم کر کے 80% اور 20% کر دیا ہے۔ یعنی 20% ایکویٹی اور 80% قرضہ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ قرضہ 5 لاکھ تک دیا جاتا تھا لیکن اب یہ 5 لاکھ سے بڑھا کر ساڑھے سات لاکھ کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ stamp duty ایک فیصد لگتی تھی' اس کو کم کر کے آدھے فیصد پر ہم لے آئے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات جو ہے وہ یہ ہے کہ رجسٹریشن فیس کا بڑا شور تھا۔ اب یہ میں اعلان کر رہا ہوں کہ ہم نے رجسٹریشن فیس مکمل طور پر ختم کر دی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ لوگوں کو تکلیف ہوا کرتی تھی۔ لوگ پٹواریوں کے پیچھے پھرتے تھے۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر موصوف تحریک التوائے کار کا جواب دے رہے ہیں یا اپنا کوئی policy matter بیان فرما رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار پر وہ جوابی بیان دے رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: تو اس کے لیے جناب سپیکر کوئی ٹائم ہوتا ہے۔ کوئی time limit ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جواب دینے کے لیے time limit نہیں ہے۔ لیکن تحاریک التوائے کار کے لیے جو وقت مخصوص ہے اس کی time limit ضروری ہے۔ اب وہ ختم ہو رہا ہے۔ تو میں جناب بھروانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ براہ کرم ذرا مختصر فرمائیں۔ ٹیکنیکل بات کریں۔

وزیر صنعت (مہر اختر عباس بھروانہ): ٹھیک ہے جناب! تو اس میں' میں آخر میں یہ بات کروں گا کہ یہ سکیم بالکل کامیاب سکیم ہے اور یہ بے روزگاروں اور غریبوں کے لیے سکیم ہے اور میں یہاں پر سارے معزز اراکین سے یہ عرض کروں گا کہ کسی جگہ پر کسی قسم کی اگر وہ کوئی کمی محسوس کریں' یہ کہ کوئی میرے محکمے کا آدمی کسی کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے تو وہ پوائنٹ آؤٹ

کرے۔ انشاء اللہ اس اہلکار کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔ اور کسی کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔

جناب والا! چونکہ یہ مسئلہ غریبوں کا مسئلہ ہے۔ یہ ہم ان معصوم بچوں کو قرضے دے رہے ہیں کہ جن کے پاس پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کی ساری زندگی شادی نہیں ہوتی۔ ان کے بال سفید ہو جاتے ہیں۔ یہ ان کے لیے ہے۔ یہ جناب ان غریبوں کے لیے ہے جن کے پاؤں میں جوتی تک نہیں ہوتی اور آج بھی ایسے غریب موجود ہیں جن کے پاؤں میں جوتی نہیں ہے۔ یہ قرضہ ہم ان کو دے رہے ہیں اور اس فنڈ کو کسی طرح miss-use کرنے کی اجازت نہیں ملے گی۔

جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں کسی مرحلہ پر اگر کسی قسم کا مسئلہ کھڑا ہو اور ارکان اسمبلی یہ سمجھیں کہ یہاں پر زیادتی ہو رہی ہے تو وہ اس کی نشان دہی کرائیں۔ انشاء اللہ اس پر سختی سے نوٹس لیا جائے گا اور اس فنڈ کو کبھی کسی صورت میں بھی miss-use نہیں کرنے دیا جائے گا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ جناب لیڈر آف اپوزیشن سے درخواست کروں گا کہ میری ان گزارشات کے بعد وہ اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہ کریں اور اسے واپس لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اب اسے پریس کرنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

وزیر زراعت: ان سے غلطی ہو گئی ہے۔ (قہقہے)

رانا اکرام ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب سپیکر! آپ بھی کئی بار فرما چکے ہیں کہ تحریک التوائے کار کا مقصد ہی یہ ہے کہ ایسے معاملات جن سے عوام میں بے چینی کا تاثر پیدا ہو جائے ان کو ڈسکس کرنے کے لیے یہ تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش کی جاتی ہیں تاکہ حکومت کے متعلقہ ادارے، محکمے اور وزیر ان پر نوٹس لیں اور یقین دہانی کرائیں کہ اس سلسلے میں اگر مزید کوئی شکایات ہوں یا تجاویز ہوں تو ان پر کوئی ایکشن لیا جائے لیکن جیسے کہ وزراء کی طرف سے یہ آواز آئی تھی کہ یہ میری غلطی ہو گئی تو مجھے بھی پنجابی کا وہ لطیفہ یاد آ رہا تھا "کہ جی انوں میں ماریا اے"

جناب سپیکر! ان کی اتنی لمبی چوڑی یقین دہانی کے بعد میں اس پر زور نہیں دیتا۔

کوآپریٹو اداروں کی بابت عوام میں بے چینی و اضطراب

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار کے لیے مخصوص وقت ختم ہوتا ہے۔ اور اب کوآپریٹوز اداروں کے بارے میں بحث کا آغاز ہو گا۔ قائد حزب اختلاف نے آج اپنی تقریر کا آغاز کرنا ہے۔ لہٰذا میں جناب قائد حزب اختلاف سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔

(قائد حزب اختلاف ایوان سے باہر تشریف لے جا چکے تھے)

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! قائد حزب اختلاف باہر تشریف لے گئے ہیں۔

وزیر قانون: کیا رانا صاحب اپنی تقریر کا آغاز نہیں کرنا چاہتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ہمارا وزیر قانون صاحب سے سمجھوتہ ہوا تھا کہ کل حزب اقتدار کی طرف سے لوگ بات کر لیں۔ اگلے روز ہم کریں گے۔ اس پر آغاز حزب اختلاف کی بجائے میں کروں گا اس کے بعد پھر وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

وزیر قانون: ٹھیک ہے جی یہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب سپیکر! جناب والا! میں اپنی تقریر کے دوران کچھ نوٹس کو consult کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اجازت ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس وقت کوآپریٹو سکینڈل چل رہا ہے اس بارے میں مختلف سروے رپورٹس کے حوالے سے جو facts and figures سامنے آئے ہیں ان کے مطابق تقریباً" اڑھائی بلین افراد صوبہ پنجاب کے اس سکینڈل سے متاثر ہوئے ہیں اور جو اس سلسلے میں رقم خورد برد ہوئی ہے اس کا اندازہ تقریباً" پندرہ بلین لگایا گیا ہے جناب سپیکر! جس وقت یہ crisis پیدا ہوا تو اس وقت صوبے میں 101 کوآپریٹو کام کر رہی تھیں ان میں سے کچھ تو بالکل dummi تھیں اور کچھ کام کر رہی تھیں۔ ان 101 میں سے.....

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج کا دن کوآپریٹو کے لیے مخصوص کیا گیا تھا وزیر قانون صاحب ایوان میں موجود ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا.....

(اس مرحلہ پر وزیر امداد باہمی ایوان میں تشریف لائے)

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: ٹھیک ہے وزیر امداد باہمی ایوان میں اب تشریف لے آئے ہیں۔ میرا یہی مقصد تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب بحث کا آغاز ہو رہا ہے۔ وزیر امداد باہمی ایوان میں تشریف لے آئے ہیں۔ جی رانا صاحب ارشاد فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں کوآپریٹو کے بارے میں عرض کر رہا تھا اور کل بھی یہ معاملہ میرے کچھ دوستوں نے یہاں پر ڈسکس کیا کہ ان کی بڑی تعداد کو پیپلز پارٹی نے اپنے دور حکومت میں منظور کیا تھا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس ٹوٹل تعداد میں سے 51 کوآپریٹوز پنجاب حکومت کے رجسٹرار نے رجسٹرڈ کی تھیں اور پچاس کے قریب فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے رجسٹرڈ تھیں۔ اس میں جناب سپیکر! قابل غور بات یہ ہے کہ ان میں سے صرف 13 ایسی کوآپریٹوز ہیں جن کے پاس 90 فیصد ڈیپازٹس تھا۔ ان میں سرفہرست ایک تو نیشنل انڈسٹریل ہے اور دوسری سروسز ہے اور یہ بات سب دوستوں کو معلوم ہے کہ نیشنل انڈسٹریل کریڈٹ فنانس کارپوریشن چودھری نجیب صاحب کی ہے اور یہ آئی۔ جے۔ آئی کے ایم۔ پی۔ اے ہیں اور چودھری تجمل صاحب جو آئی جے آئی کے طرف سے ایم این اے ہیں یہ ان دونوں کی ملکیت ہے۔ اسی طرح سروسز کوآپریٹو جناب ذوالفقار اعوان صاحب کی ملکیت تھی اور وہ بھی آئی۔ جے۔ آئی کے ایم۔ پی۔ اے ہیں۔ تو جناب سپیکر! اگر اسی sequance میں دیکھا جائے کہ 13 کوآپریٹو جن کے پاس 90 فیصد ڈیپازٹس ہیں اور پھر ان میں سے دو کے پاس یہ ڈیپازٹس 75 فیصد بنتا ہے باقی یہ گیارہ کے قریب رہ جاتی ہیں یہ ڈیپازٹس ان دونوں کے پاس ہیں اب ان دونوں کوآپریٹوز کے مالکان صوبائی اسمبلی اور نیشنل اسمبلی کے ممبران ہیں۔ اب جناب سپیکر بات اس سے آگے چلتی ہے کہ یہ غریبوں کا پیسہ ان کوآپریٹوز کے ذریعے کہاں گیا تو جناب سپیکر! ان کوآپریٹوز کو own بھی آئی۔ جے۔ آئی کے آدمی کرتے ہیں پھر اس سے آگے جو انہوں نے loan-extend کیا

ہے وہ بھی انہوں نے اپنے ہی آدمیوں کو کیا ہے اب کسے معلوم نہیں کہ جب بھی کوئی بات ہوتی ہے تو وزیر قانون صاحب یہ فرما دیتے ہیں کہ جناب یہ بات تو اخبار میں چھپی ہے اور اخبار کی خبر کو تو ہم ٹیکنیکلی نہیں لے سکتے۔ اس کو ہم اہم نہیں سمجھتے۔ حالانکہ بات یہ ہے کہ یہ وہی اخبارات ہیں' یہ وہی رسائل ہیں' جب ان میں پیپلز پارٹی سے متعلقہ خبریں چھپتی تھیں اور اس وقت یہ بڑے مزے لے لے کر پڑھتے تھے۔ ان کو یہ بڑا درست سمجھتے تھے اور ان کو حرف بحرف درست تسلیم کرتے تھے اور اب یہ وہی اخبارات ہیں اور وہی رسائل ہیں اور جب یہ ان کے خلاف حقائق پر مبنی خبریں چھاپتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ جناب یہ تو اخبار کی خبر ہے' اس کو تو ہم ٹیکنیکلی تسلیم نہیں کرتے۔ تو جناب سپیکر! جب یہ سکینڈل ابھرا تو دو خاندان جنہوں نے ان سے قرضہ جات لیے ہوئے تھے بلکہ کوآپریٹوز نے جتنے بھی قرضہ جات دیئے ہیں ان کا 95 فیصد ان دونوں خاندانوں کے پاس تھا۔ انہوں نے بڑے حوصلے کے ساتھ اخبارات میں یہ کہا کہ یہ بالکل غلط ہے ہم نے ان کوآپریٹوز سے کوئی قرضہ نہیں لیا۔ پھر جب یہ خبر چھپی کہ اب پنجاب بنک سے قرضہ لیا جا رہا ہے اور یہ اس مقصد کے لیے لیا جا رہا ہے کہ ان کوآپریٹوز کے پیسے واپس کیے جائیں تو پنجاب بنک کے ترجمان سے بھی اس کی تردید کروائی گئی۔ آپ جناب پچھلے ہفتے کے اخبار اٹھا کر دیکھ لیں اور یہ اس بات کے-docum entary proofs ہیں کہ انہوں نے بلین روپوں کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے۔ ایک نے کہا ہے کہ ہمارے خاندان نے' ہمارے گروپ نے کوآپریٹو کے تمام پیسے واپس کر دیئے اور دوسرے صاحب نے فرمایا ہے کہ ہمارا خاندان ایک ہفتے کے اندر اندر کوآپریٹوز کے تمام پیسے واپس کر دے گا۔ اب جناب والا! ان سے پوچھا جائے کہ جب آپ نے قرضے لیے ہی نہیں اور جب آپ اس بات کی تردید کر چکے ہیں کہ آپ نے ان کوآپریٹوز سے کوئی قرضہ نہیں لیا تو پھر واپس آپ کس بات پر کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ آئی۔جے۔آئی کے آدمی تھے جنہوں نے یہ کوآپریٹوز بنائیں اور ان کو بنا کر غریب لوگوں کے پیسے کو لوٹا جن میں زیادہ تر تعداد ریٹائرڈ ملازمین کی ہے' بیوگان کی ہے اور ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی جائیداد کو بیچ کر پیسے اس مقصد کے لیے invest کر دیئے کہ چلو اس سے ان کا ماہانہ خرچ چلتا رہے گا۔ جناب والا! ان غریبوں لوگوں کی کمائی کو ان لوگوں نے اس طرح سے لوٹا ہے' اپنی

ملیں بنانے کے لیے اور اپنا سارا کاروبار چلانے کے لیے' بلکہ ذوالفقار اعوان صاحب کا تو اخبارات میں یہ بیان چھپا ہے کہ میں نے 10 کروڑ روپیہ آئی۔ جے۔ آئی کے الیکشن میں جھرلو پروگرام کے لیے دیا تھا۔ یعنی یہ جو الیکشن میں دھاندلی ہوئی اس میں انہوں نے غریبوں کا پیسہ استعمال کیا۔ جناب سپیکر! چور تو وہی ہوتا ہے جس سے مال مسروقہ برآمد ہو۔ یہ اب سب کے سامنے ہے کہ اس مال کو ضبط کرنے والے لوگوں سے حاصل کرنے والے کون تھے اور یہ اب کس طرف گیا ہے؟ کس طرح سے اس کا کچھ نہ کچھ حصہ واپس آ رہا ہے' لیکن ابھی یہ نہیں پتہ کہ یہ کس تناسب سے واپس آ رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس میں بھی انہوں نے پوری قوم کے ساتھ فراڈ کیا ہے اب انہوں نے واپسی کا یہ طریقہ کار اپنایا ہے۔ ٹوٹل depositors list کو سامنے رکھ کر انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ چلو جو چھوٹے چھوٹے deposits تھے' ان کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ ٹھیک ہے پچاس فیصد' ساٹھ فیصد' ستر فیصد ان کو واپس کر دو۔ جس نے پچاس ہزار دیا اس کو پچیس ہزار دے دو تیس ہزار دے دو۔ جو تھوڑی سی زیادہ medium depositors تھے ان کے متعلق انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کے پاس اپنے ایجنٹ بھیج رہے ہیں۔ وہ ایجنٹ ان لوگوں کو جا کر ڈراتے ہیں دھمکاتے ہیں کہ جناب آپ کو بالکل پیسے نہیں ملنے۔ یہ آپ کو پتہ ہے کہ ان کی گورنمنٹ ہے فلاں آدمی فلاں ہے' اس لیے آپ کے لیے بہتر ہے کہ آپ اپنی فکسڈ ڈیپازٹ سلپ ہمیں فروخت کر دیں ان سے یہ پچاس فیصد سے بھی کم قیمت پر ڈیپازٹس خرید رہے ہیں۔ جن لوگوں کے پاس رقمیں زیادہ ہیں ان کے پیچھے انہوں نے wealth tax والوں کو لگا دیا ہے' انکم ٹیکس والوں کو پیچھے لگا دیا ہے۔ تاکہ وہ بھی اس پریشر میں آ جائیں۔۔ اگر کسی کا دس لاکھ ہے تو وہ کہے کہ مجھے چھ لاکھ روپے دے دیں۔ اگر کسی کا بیس لاکھ ہے تو وہ مجھے کہے کہ مجھے تیرہ لاکھ دے دیں۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو سارا فراڈ ہے یہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت چل رہا ہے۔ یہ باقاعدہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے ساتھ سارا سلسلہ چلایا جا رہا ہے' اور اسی لیے میں نے امن عامہ کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے یہ عرض کیا تھا کہ اس ساری صورت حال کو آپ دیکھیں تو ہر آدمی کو یہ نظر آتا ہے کہ یہ ایک نااہل' کرپٹ' اور بدعنوان لوگوں کا جتھا اس ملک کے اقتدار اعلیٰ پر قابض ہے' جو اپنے اس ناجائز قبضے کو مضبوط کرنے کے لیے اس

قسم کی مجرمانہ حرکتیں کر رہے ہیں۔ ان کو نہ ہی ملک سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ ہی قوم سے کوئی دلچسپی ہے ان کو صرف اور صرف اس بات سے دلچسپی ہے کہ یہ پیسہ کس طریقے سے حاصل کر سکتے ہیں' پیسہ کس طریقے سے اکٹھا کر سکتے ہیں۔

جناب واجد علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب نے انتہائی غیرپارلیمانی الفاظ استعمال کیے ہیں۔ حکمران کے متعلق یعنی ہمارے قائدین کے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ حکمران طبقہ انتہائی مجرمانہ حرکات کر رہا ہے۔ یہ غیرپارلیمانی لفظ ہے۔ میری استدعا ہے کہ اسے کارروائی سے حذف کیا جائے اور رانا صاحب سے کہا جائے کہ وہ یہ الفاظ واپس لیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ رانا صاحب کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان کو یہ تربیت دے کہ ایوان کے اندر کس انداز سے بات کی جاتی ہے۔ باتیں کرنے کے لیے ہمارے پاس بھی بہت ہیں۔ روسی ٹینکوں پر سوار ہو کر آنے والوں کے متعلق قبلہ رانا صاحب کا کیا خیال ہے؟ جہاز اغوا کرنے والوں کے متعلق رانا صاحب کا کیا خیال ہے؟ آج پاکستان مسلم لیگ کے محب وطن لوگوں کے متعلق رانا صاحب کا اس انداز سے بات کرنا انتہائی قابل مذمت فعل ہے۔ میں ان کی خدمت اقدس میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنے فکر کی تصحیح فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا اگر آپ شیخ صاحب کے کہنے پر کوئی کمیٹی تشکیل دے دیں۔ لیکن میری بھی گزارش ہے کہ ایک کمیٹی ضرور تشکیل دیں جو ان کو خوشامد کرنے کے انداز بتائے' تاکہ یہ ایسے طریقے سے خوشامد نہ کریں کہ ساری دنیا کو پتہ چل جائے کہ خوشامد کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب میں آپ سے گزارش کروں گا۔۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔ میں رانا صاحب

کی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ توصیف کا بیان کرنا سنت نبوی ہے۔ توصیف کا سننا سنت نبوی ہے اور توصیف کا کہنا یہ سنت نبوی کی تقلید ہے۔ اپنے فکر کی تصحیح فرمائیں۔ جب سرکار دو عالم فخر موجودات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی توصیف سنا کرتے تھے اور صحابہ کرام ان کی توصیف بیان کیا کرتے تھے۔ تو ہمیں بھی حق بات کہنی پڑے گی اور ان کو یہ باتیں سننی پڑیں گی۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنے موضوع پر اپنی تقریر جاری رکھیں۔ وقت تھوڑا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وزیر قانون صاحب اور آپ کے درمیان کوئی معاہدہ بھی ہوا ہے۔ اس میں آپ کا وقت مخصوص ہے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ مقررہ وقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے فرمودات کو سمیٹنے کی کوشش کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں مقررہ وقت کے اندر ہی اپنی بات کروں گا۔ میری تقریر میں مداخلت نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز اراکین سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ وہ براہ کرم تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا اور میں یہ بات بھی یہاں پر کرتا چلوں کہ یہ حکم ربی ہے کہ ظالم بددیانت اور کرپٹ حکمرانوں کو ان کے منہ پر کرپٹ' بددیانت اور نااہل کہا جائے۔ یہ حدیث بھی ہے اور حکم ربی بھی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی حکم نہیں ہے۔ جناب سپیکر! کوآپریٹو سکینڈل میں جو خاندان ملوث ہیں' جنہوں نے اس سکینڈل میں سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے ان کے متعلق میں نے بیان کیا ہے کہ اس طرح سے ان لوگوں نے ملک و قوم کو لوٹا ہے۔ یعنی غریبوں کے پیسے' جن لوگوں کے پاس کھانے کے لیے نہیں ، جن لوگوں نے اپنی بیٹیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لیے پیسے رکھے ہوئے تھے۔ اتنے ظالم لوگ ہیں کہ انہیں کسی بات کا بھی احساس نہیں ہے' انہیں کسی بات سے سروکار نہیں ہے۔ صرف اور صرف اس بات سے سروکار ہے کہ ہم پیسہ کیسے سمیٹ سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ جو کوآپریٹو کا سکینڈل ہے یہ تو بات یہاں تک ہے کہ اس سے تو صرف غریب لٹے ہیں' اس سے تو

صرف یتیم لئے ہیں' اس سے تو عوام لئے ہیں۔ لیکن یہ لوگ تو اب اس ملک کو تباہ کرنے کو تلے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ کی توجہ اور اس معزز ایوان کی توجہ اس جانب مبذول کراؤں گا کہ کوآپریٹو کا تمام پیسہ ان لوگوں نے قرضے میں لے لیا۔ تمام پیسہ یہ لوگ ہڑپ کر گئے۔ چلو اگر یہیں تک بات ہو کہ کوآپریٹو میں انہوں نے یہ حال کر دیا ہے۔ لیکن صورت حال تو یہ ہے کہ یہ باتیں اخبارات میں چھپی ہیں' رسائل میں چھپی ہیں اور ثبوت کے ساتھ چھپی ہیں اور انہی رسائل اور اخبارات میں چھپی ہیں جن کو یہ لوگ پہلے درست تسلیم کرتے رہے ہیں۔ اس وقت صورت حال یہ کہ تقریباً 930 ملین' یہ کوئی ہزاروں یا لاکھوں کی بات نہیں ہے' 930 ملین روپیہ اس وقت اتفاق فیملی نے مختلف شیڈولڈ بنکوں سے' حکومت کے بنکوں سے قرضہ لیا ہوا ہے۔ برادر و شوگر مل کا ٹوٹل fixed assets 7 سو ملین ہے۔ لیکن اس پر جو انہوں نے قرضہ لیا ہوا ہے اس کی مالیت 740 ملین ہے۔ یعنی ٹوٹل fixed assets سے بھی زیادہ انہوں نے قرضہ لیا ہے۔ اور جو طریقہ کار اپنایا جا رہا ہے' یہ تو کہہ دیا جاتا ہے کہ قرضہ لینا کوئی بری بات نہیں ہے۔ قرضہ تو ہر کوئی لیتا ہے۔ کسی غریب کو تو آپ نے پانچ ہزار روپیہ دینا ہو تو اس کی کم از کم آپ ایک مہینہ انکوائری کرتے رہتے ہیں۔ لیکن یہاں آپ ملین روپے کے قرضے ایسے ہی دے رہے ہیں۔ 576 ملین کا جو قرضہ ہے یہ اتفاق والوں نے B-E-L سے لیا ہے اور اس میں انہوں نے کیا یہ ہے کہ درخواست دینے سے چند روز پہلے صرف اتنا کیا کہ صادق سعید خان جو ایک ریٹائرڈ آفیسر ہیں' اب ان کی پالیسی یہ بھی ہے کہ ہم ریٹائرڈ لوگوں کو accommodate نہیں کریں گے ان کو دوبارہ adjust نہیں کریں گے۔ لیکن اس شخص کو انہوں نے adjust کیا۔ انہوں نے اس کو اس کا منیجنگ ڈائریکٹر مقرر کیا B-E-L کا اور اس کے بعد انہوں نے وہاں سے 576 ملین اگست میں قرضہ لیا ہے۔ اسی طرح سے جو گجرات کا چودھری خاندان ہے۔ انہوں نے آئی سی پی سے 300 ملین پچھلے مہینے قرضہ لیا ہے۔ بنکنگ کی تاریخ میں یہ پہلی بار ایسی بات ہوئی ہے کہ یہ قرضہ انہوں نے ان شرائط پر لیا ہے' کہ انہوں نے جو این ڈی ایف سی سے قرضہ لیا ہے اس کو ایڈجسٹ کرانا ہے انہوں نے پھالیہ شوگر ملز کے لیے لیا ہے۔ حالانکہ بنکنگ کی تاریخ میں کسی مالیاتی ادارے نے اس مقصد کے لیے آج تک ایک پیسہ نہیں دیا۔ انہوں نے 300 ملین قرضہ آئی سی پی

سے لیا ہے۔ جناب والا! یہ دونوں خاندانوں کے قرضے کا حساب آپ نکال لیں یہ تقریباً 1400 ملین روپیہ بنتا ہے۔ جو انہوں نے این آئی ٹی سے بنکرز ایکویٹی لمیٹڈ سے این ڈی ایف سی سے حاصل کیا ہے۔ اور اس کے بعد اتفاق فونڈری اور اتفاق شوگر ملز نے 50 ملین قرضہ اگست میں لیا ہے۔ اور اس کی گارنٹی ایم سی بی نے دی ہے۔ اب ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ ہم نے پرائیویٹائزیشن لوگوں کے لیے شروع کی ہے' عوام کے فائدے کے لیے پرائیویٹائزیشن شروع کی ہے' ورکرز کے فائدے کے لیے پرائیویٹائزیشن کرتے ہیں۔ اس سے گارنٹی دلوا کر پچاس ملین روپیہ خود انہوں نے اپنے لیے حاصل کر لیا ہے۔ اسی طرح سے یہ فرائیڈے رسالہ ہے اس میں ایک اور فیملی کا ذکر ہے اور وہ ہے ضیاء الحق فیملی۔ اس کے اثاثہ جات بھی اس میں دیے گئے ہیں۔ صرف اسلام آباد میں 7 پلاٹ جن کے باقاعدہ اس میں نمبر دیے گئے ہیں جن کی مالیت تقریباً ایک بلین بنتی ہے۔ وہ اس خاندان کے افراد خانہ کے نام پر سٹینڈ کرتے ہیں۔

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر چودھری برادرز اور اتفاق فونڈریز والے قرضہ لے رہے ہیں تو وہ اسے گھر نہیں رکھتے بلکہ اس سے ملک میں انڈسٹری لگ رہی ہے۔ اور اس سے بیروزگاری ختم ہو رہی ہے۔ اور یہ ملک کی ترقی اور خود انحصاری کے لیے ایک قدم ہے۔ یہ قرضہ وہ خود اپنے گھر نہیں رکھتے' بلکہ ملک کی ترقی کے لیے خرچ کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر ان لوگوں نے انڈسٹری لگائی ہے' ان لوگوں نے کاروبار کرنا ہے تو پھر کسی اور کو بھی موقع دیں کہ وہ عوام کی خدمت کرے۔ حکومت جو ہوتی ہے وہ عوام کی خدمت کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ اپنی انڈسٹری بڑھانے کے لیے نہیں' ایک شوگر مل سے دوسری شوگر اور دوسری سے تیسری اور تیسری سے چوتھی بنانے کے لیے نہیں۔ اتفاق کا 1977 سے لے کر 1990 تک فی سال 215 فیصد ان کے اثاثہ جات میں اضافہ ہوا ہے۔ آپ بتائیں کہ ملک کے کسی بزنس مین نے 215 فیصد فی سال ترقی کی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ لوٹ مار کر کے اپنے گھر لے جا رہے ہیں۔ ان کی ایسی ہی مثال ہے کہ

جیسے کوئی ڈاکو کسی کے گھر میں ڈاکہ ڈالے اور ہر چیز لوٹ کے لے جائے۔ وہ لوگ مفلس ہو جائیں۔ ان کے پاس کھانے کو بھی کچھ نہ بچے تو پھر ان کے لیے ایک دیگ پکا کہ کہیں کہ یہ کھانا کھا لیں یہ میں آپ کو زکوٰۃ فنڈ سے دے رہا ہوں۔ قوم کا پیسہ لوٹ کے' لوگوں کا پیسہ لوٹ کے' کہہ رہے ہیں کہ ہم ان کو دے رہے ہیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں کہ راتوں رات پہلے کسی کو لوٹ لیا جائے اور پھر زکوٰۃ کے طور پر اس مال سے اڑھائی فیصد کے حساب سے دی جائے کہ یہ آپ اپنا گزارا کر لیں۔ وہ سات پلاٹ تقریباً" ایک بلین کے بنتے ہیں۔ اور ضیاء الحق فیملی کے ممبران کے نام پر سٹینڈ کرتے ہیں۔ ان کے باقاعدہ نمبر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح جو ان کے سینیٹر ہیں بشارت صاحب' ان کا بھی یہی حال ہے۔ جناب سپیکر! جب یہ کچھ ہے تو پھر ہم اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ ایک جتھا ہے جو اس ملک کے اقتدار اعلیٰ پر ناجائز قابض ہے اور لوٹ مار میں ملوث ہے۔ ہم تو اپنے بھائیوں سے گزارش کرتے ہیں کہ ملک کے مفاد میں' قوم کے مفاد میں' اس جتھے کا ساتھ نہ دیں۔ اس لوٹ مار میں آپ حصہ دار نہ بنیں۔ آپ نے خدا کو بھی جواب دینا ہے آپ نے اس دنیا میں بھی جواب دینا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ یہ اس حد تک شامل نہیں ہیں۔ ان کو تو عشر عشیر بھی نہیں مل رہا۔ ہم تو ان کو ان کے علم کے لیے بتا رہے ہیں کہ یہ کچھ ہو رہا ہے۔ لوٹ مار اس انداز سے ہو رہی ہے۔ اگر آپ نے ان کا ساتھ دینا ہے تو پھر آپ بھی لوٹ مار اسی حساب سے کریں یا اسی حساب سے حصہ لیں۔ اور اگر آپ کو اس حساب سے حصہ نہیں مل رہا تو پھر خدا کے لیے' قوم کے لیے اور اس ملک کے لیے اس طرح سے اس لوٹ مار میں شریک نہ ہوں۔ جناب سپیکر! اب تو صورت حال یہ ہو رہی ہے کہ کوآپریٹو سکینڈل سے تو غریب لٹے ہیں۔ لیکن جو یہ صورت حال ہے کہ جس طرح سے قومی اداروں سے اور قومی بنکوں سے روپیہ اکٹھا کر کے انڈسٹریلائزیشن کرتے جا رہے ہیں اس سے تو یہ صورت حال سامنے آ رہی ہے کہ یہ قومی ادارے اور شیڈولڈ بنک بھی تباہ ہو جائیں گے۔ جب یہ صورت حال ہو گی تو کم عقل شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ پھر اس ملک کا کیا حال ہو گا؟

جناب سپیکر! جس دن میں نے لاء اینڈ آرڈر پر بات کی تھی تو اس دن بھی میں نے اعداد و شمار نوٹ کروائے تھے لیکن معزز قائد ایوان نے دو تین دفعہ میری تقریر کا ذکر تو کیا لیکن وہ

شعر ہی پڑھتے رہے۔ میں آج بھی ان سے گزارش کروں گا کیونکہ آج انہوں نے بجٹ کو سمیٹنا ہے' کہ جو میں نے اعداد و شمار اور حقائق پیش کیے ہیں یا تو ان کی تردید کریں اور اس ایوان میں بتائیں کہ یہ باتیں غلط ہیں یا پھر ان کو تسلیم کریں۔ ان کی خدمت میں ایک شعر بھی عرض کرتا چلوں کیونکہ انہوں نے جواب اس پیرائے میں دینا ہے۔

جنہیں زندگی کا شعور تھا انہیں بے زری نے بچھا دیا
جو گراں تھے سینہ خاک پر وہی بن کے بیٹھے ہیں معتبر

(پاکستان زندہ باد)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قائد حزب اختلاف تشریف رکھتے ہیں؟ (ایوان میں موجود نہیں تھے۔ سردار امجد حمید دستی صاحب سے میں درخواست کروں گا کہ وقت ذرا محدود ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میری طبیعت بھی خراب ہے اور اس لیے میں کوشش کروں گا کہ اپنے معروضات مختصر طریقے سے اور جلدی سے پیش کروں۔ جناب سپیکر' فنانس کمپنیوں کے مسئلے پر بحث کرنے کے لیے اور اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ حضور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آخری خطبہ تھا اس کا متن پیش کروں۔ یہ خطبہ جس کا میرے پاس انگریزی ترجمہ ہے اس میں پہلا فقرہ یہ ہے

"O" People, lend me an attentive ear for ear for I know not whether, after this year, I shall be ever amongst you again. Therefore, listen to what I am saying to you very carefully and take these words to present here today.

"O people, just as you regard this month, this day, this city, as sacred so regard the life and property of every Muslim as a sacred trust. Return the goods entrusted to you to their rightful owners. Hurt no one so that no one may hurt no one so that no one may hurt you. Remember that you will indeed meet your Lord and that He will indeed reckon your deeds. Allah has forbidden to take usury (interest), therefore, all interest obligation shall henceforth be waived."

جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آخری خطبہ تھا' اس میں سب سے اہم جو بات جو انہوں نے فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی پراپرٹی اور جان و مال کی اس طرح سے حفاظت کرو جس طرح آپ اپنے جان و مال کی حفاظت کرتے ہو۔ اور جن سے کوئی مال لیا ہے ان کو لٹا دو۔ میں اعتراض کی خاطر یہ بات نہیں کرتا' لیکن یہ حقیقت ہے کہ کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے فنانس کارپوریشنوں نے غریب' بیواؤں اور یتیموں کے حاصل کیے ہیں اور ابھی تک نہیں لوٹائے تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ

آئندہ کو آپریٹوز ایکٹ میں جو ترامیم لائی جا رہی ہیں ان میں خاص طور پر یہ خیال کیا جائے کہ ڈیپازٹرز کو ان کا مال واپس لوٹایا جائے۔ اور اگر کوئی ان کا مال واپس کرنے سے گریز کرتا ہے' کوئی بھی فنانس کمپنی تو ان کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ میں یہ گزارش کروں گا اس ضمن میں جہاں گورنمنٹ کا یہ فرض بنتا ہے اور انشاء اللہ وہ فرض پورا کرے گی' اور ہم ان کو یاد دلاتے رہیں گے۔ کہ وہ اس ناقص قانون میں کسی طرح کی ترامیم کریں تاکہ یہ ڈیپازٹس واپس آ

سکیں۔ لیکن وہاں پر اس کے علاوہ جو اپنے آپ کو وارث سمجھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پند و نصائح کی تبلیغ کرنے کا' ایک طبقہ مولوی صاحبان ہیں۔ مولوی صاحبان نے وتیرہ اختیار کر رکھا ہے' میں سب کا نہیں کہتا' کچھ ایسے لوگ ہیں انہوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر اعتراض کرتے ہیں۔ لیکن اس طرف دھیان ہی نہیں دیا۔ ان کو یہ چاہیے تھا کہ وہ اس طرف بھی دھیان دیتے۔ بجائے فضول قسم کی باتوں کے' فضول قسم کی باتیں یہ ہیں کہ بغیر طہارت کے قرآن کیوں پیش کیا گیا؟ اور شلہ اوڑھانے کی بجائے پاجامہ پہنایا جاتا' یہ مولوی صاحبان اس بات میں مصروف ہیں۔ اور مجھے اس ضمن میں یاد آتا ہے کہ جب صلیبی جنگیں ہو رہی تھیں اور صلاح الدین ایوبی نے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! میں مداخلت کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ آپ کی تقریر کا موضوع کوآپریٹوز اداروں کے بارے میں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں یہی عرض کرتا ہوں کہ سب سے بڑا اولین فرض مولوی صاحبان کا یہ ہے کہ یہ اس کا پرچار کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ تھا کہ کسی کا مال نہ کھاؤ' کسی کے مال پر ڈاکہ نہ ڈالو۔ لیکن یہ تو پاجاموں کا ذکر کرتے ہیں' یہ تو طہارت کا ذکر کرتے ہیں' یہ تو کہتے ہیں کہ قرآن پیش نہ کرو۔ حالانکہ قرآن تو کافروں کو بھی پڑھنے کے لیے دیا جاتا تھا۔ چہ جائیکہ جس کو پیش کیا گیا وہ سمجھے کہ یہ کتاب ہی تھی' اور وہ تو اہل کتاب میں سے تھی۔ اب اگر انہوں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا تو ہمیں کرنا چاہیے' ہماری حکومت کو کرنا چاہیے۔ اس میں زیادہ تر یہ زور دیا گیا ہے کہ جو کوآپریٹوز کارپوریشنوں کے قرضہ دار ہیں ان سے کیسے رقم وصول کی جائے؟ ان کو کیسے نوٹس دیا جائے؟ نوٹس کی میعاد کم کر دی گئی ہے' اور اس میں penal clauses رکھی گئی ہیں' کہیں سات سال کی قید کہیں دو سال کی قید قرضہ داروں کے خلاف جنہوں نے قرضہ لیا ہے' ڈیپازٹرز کا ذکر بہت کم آیا ہے' ارے بھائی ان سے وصول کر کے ڈیپازٹرز کو آپ نے کیسے دینا ہے۔ اس کے طریقے بھی سوچیے۔ چیف منسٹر صاحب بھی تشریف لا رہے ہیں۔ لاء منسٹر بھی بیٹھے ہیں۔ کوآپریٹوز کے منسٹر بھی بیٹھے ہیں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ تنقید سے بچنے کے لیے اعتراضات سے بچنے کے لیے بغیر لاگ لپٹ کے' بغیر یہ خیال کیے کہ کون کیا ہے اور کتنا بڑا ہے مہربانی کر کے ڈیپازٹرز کے

حقوق کا خیال کیجیے۔ ان کا amended law میں بہت کم ذکر آیا ہے کہ لوگوں سے جو رقم وصول ہو گی اس کو کس طرح سے ڈیپازٹرز کو واپس کیا جائے گا؟ میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈیپازٹرز کو واپس ادائیگی کے لیے اس میں کوئی ایسی موثر کلاز نہیں رکھی گئی۔ ایک آخری بات' آپ کی گھنٹی بج چکی ہے۔ چلیے یہ ہماری بھی ہے اور آپ کی بھی ہے۔ بہرحال میں آپ سے آخری بات یہ کروں گا کہ اس کو ذہن نشین کیجیے کہ ایک لاکھ کی پراپرٹی جہاں پر دس لاکھ روپے میں خرید کی گئی' ایک کروڑ روپے کی پراپرٹی دس کروڑ روپے میں خرید کی گئی' اس پراپرٹی کو تو آپ confiscate کر لیں گے۔ اس کے بیچنے کا بھی انتظام کریں۔ لیکن اس طرف کوئی دھیان نہیں دیا گیا۔ اس میں کوئی ایسی provision نہیں ہے کہ اگر ایک کروڑ کی پراپرٹی کو دس کروڑ میں خریدا گیا یا ایک لاکھ کی پراپرٹی کو دس لاکھ میں خریدا گیا تو اس کا کیا بنے گا؟ تو اس کے متعلق لازمی طور پر خیال رکھنا چاہیے کہ جن لوگوں نے یہ کیا ہے اور ایک لاکھ کی پراپرٹی دس لاکھ میں لی ہے ان سے وصول کی جائے۔ اس کی مارکیٹ ویلیو اور اس کا تجزیہ کروایا جائے۔ اس کا حساب کتاب کروایا جائے۔ اور انہوں نے جو مال کمایا ہے وہ اپنی بیگمات کے نام' اپنے بچوں کے نام یا اپنے دوستوں کے نام اگر کر دیں گے تو پھر آپ کہاں سے وصول کریں گے؟ یہ ساری باتیں ہیں۔ یہ جو نیا ترمیمی قانون آ رہا ہے' ایک دفعہ آپ نے قانون بنایا' پھر آپ نے اس میں ترمیم کی میں یہ کہتا ہوں کہ دوسری دفعہ پھر اس میں ترمیم کیجیے اور اس میں ڈیپازٹرز کے حقوق کا خاص طور پر تحفظ کیجیے۔ تاکہ جو لوگ روزانہ سڑکوں پر نکل کر حکومت کے خلاف باتیں کرتے ہیں ان کے منہ بند ہو جائیں۔ اور جب تک یہ نہیں ہو گا میرے خیال میں یہ بے چینی بند نہیں ہو گی۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ دستی صاحب! جناب واجد علی خان صاحب....

جناب واجد علی خان: نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم' بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب والا! رانا صاحب کی خدمت میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

جناب والا! انہوں نے اپنی جتنی بھی گفتگو استوار کی اس میں یہ ساری تردید کرتے آئے۔

لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں انہوں نے جو اخبارات کا سہارا لیا' انہیں اخبارات میں فخر پاکستان میاں نواز شریف کی قیادت میں جرائم کا قلع قمع کرنے کی جو مہم جاری ہے' پاکستان کے تمام مقتدر اخبارات نے اس کو سراہا ہے۔ آج اخبارات دیکھ لیں آج سے ایک ڈیڑھ مہینہ پہلے جو خوف و ہراس کی فضا قائم تھی' وہ صبح ناشتے پر ہم دیکھتے تھے' وہ بالکل ختم ہو چکی ہے۔ اب اس مسئلے پر اداریے آئے ہیں۔ میں کوآپریٹوز اداروں کے متعلق یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پاکستان میں مالیاتی ادارے شروع ہی سے مستحکم بنیادوں پر استوار نہیں ہیں اور مالیاتی امور پر نظر رکھنے والوں کو ہمیشہ ان کی مشکلات پریشان کرتی رہی ہیں۔ کچھ عرصہ بیشتر بی سی سی آئی کا انٹرنیشنل سکینڈل منظر عام پر آیا۔ اس کے جھٹکے پاکستان میں بھی محسوس کیے گئے۔ پاکستان کے کھاتہ دار بھی اس سے متاثر ہوئے۔ ابھی یہ زلزلہ جاری تھا کہ کوآپریٹوز اداروں کا بحران سر اٹھا کر سامنے آ گیا۔ حکومت پاکستان نے ان اداروں میں لوگوں کی پھنسی ہوئی رقم واپس کرانے کا خاطر خواہ انتظام کیا۔ لیکن تاحال وہ تشنہ تکمیل ہے اور لوگ پریشان ہیں۔ میں اس ضمن میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر دو تین مہینے پہلے وزیر کوآپریٹوز نے یہ بحران اٹھنے سے پہلے لوگوں کو بار بار خبردار کیا۔ پہلے بھی دو تین بار ایسا ہو چکا ہے۔ یہ ادارے لوگوں کو لوٹ کھسوٹ چکے ہیں۔ جیسے دستی صاحب نے فرمایا کہ مومن ایک سوراخ سے ایک ہی بار ڈسا جا سکتا ہے۔ لیکن یہاں مومنوں پر بھی ہے کہ ہم بار بار اسی سوراخ میں انگلی ڈالتے ہیں جس میں بار بار ڈسے جاتے ہیں۔ بار بار کی وارننگ کے باوجود ہم انہی کوآپریٹوز اداروں کا سہارا لیتے رہے ہیں۔ اس میں کچھ کوتاہیاں ہماری بھی ہیں تاہم میں اس میں حکومت کو بری الذمہ قرار نہیں دیتا۔ حکومت کو سخت اقدامات کرنے چاہئیں تھے۔ ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ مضاربہ کمپنیوں کا سکینڈل اخبارات کی زینت بن رہا ہے اور وہ پھن پھیلائے لہرا رہا ہے۔ اس کی طرف بھی ابھی سے توجہ دینی چاہیے۔ مضاربہ کمپنیاں اس وقت دو درجن کے قریب ہیں۔ نصف درجن رجسٹریشن کے مراحل طے کر رہی ہیں اور دو سو مضاربہ کمپنیوں کی درخواستیں زیر غور ہیں۔ مضاربہ کمپنیوں کا کاروبار بھی اس ضمن میں ہے۔ اس کی بھی ابھی سے پیش بندی کر لینی چاہیے۔ میں لوگوں کو بھی اور حکومت کو بھی مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا ابھی سے بندوبست کریں۔ سب سے بڑی مضاربہ کمپنی' یہ زیادہ تر کام

چونکہ لیزنگ کا کرتے ہیں' سب سے بڑی لیزنگ کمپنی Normal Development Leasing Company اخباری اطلاعات کے مطابق 85 ملین روپے کا خسارہ اسے برداشت کرنا پڑا ہے۔ تو جناب comprehensive قسم کا بندوبست کرنا چاہیے۔ تاکہ بار بار یہ بدعنوانی نہ ہو۔ کھاتہ داروں کی رقم واپس دلانے کے سلسلے میں جو حال ہی میں قوانین بنائے گئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنے موثر نہیں ہیں۔ جیسا کہ یہ speedy courts بنی ہوئی ہیں وہ سات دن میں اپیل کا بھی فیصلہ کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو واپسی کی شق رکھی گئی ہے کہ یہ اٹھارہ ماہ تک پیسے واپس کریں یہ میعاد بہت زیادہ ہے۔ اسے کم کر کے اپیل سمیت 90 دن کر دینا چاہیے۔ تاکہ لوگوں کی اشک شوئی ہو۔

جناب والا! دوسرے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو اقدامات اٹھائے گئے' ایک سروسز کوآپریٹوز جس کا رانا صاحب نے بھی اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے' سروسز کوآپریٹوز نے جو اپنی بیلنس شیٹ دی ہے' ان کی 31 اگست تک جو liability تھی وہ 129 کروڑ روپے تھی۔ انہوں نے اپنے اثاثوں کا بھی گوشوارہ مہیا کیا ہے۔ انہوں نے 88 کروڑ روپے تک کی ادائیگی بھی کر دی تھی۔ انہوں نے اپنے سارے اثاثے ملا کر جو اٹھارہ کروڑ بنتا ہے۔ exclude کیا ہے انٹرنیشنل ہوٹل جس کی مارکیٹ ویلیو ہے' اس کی زمین کی اور ساری پراپرٹی کی انہوں نے قیمت 54 کروڑ روپے لگائی ہے۔ جو ان ساری چیزوں کا حل تھا' وہ لوگوں کو دے رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ذوالفقار اعوان کو' جو ہمارا ایک ممبر بھی ہے' گرفتار کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہونا تھا۔ وہ لوگوں کا مسئلہ حل کر رہا تھا۔ ادائیگی ہو رہی تھی۔ اب یہ ساری ادائیگی بھی رک گئی ہے انہوں نے سارے اثاثے ڈیکلیئر کیے ہیں اور اس کی لسٹ رجسٹرار کے پاس پہنچ چکی ہے ان سب کو مدنظر رکھتے ہوئے کم از کم سروسز کے بارہ چودہ کروڑ پھر بھی بچ جاتے ہیں۔ یہ مدنظر رکھتے ہوئے' ان کی جو جائیدادیں ہیں ان کی سب کی لسٹ انہوں نے دی ہے۔ اس سے ان کا کوئی بھی قرض خواہ' جس نے پیسے لینے ہیں' کوئی بھی باقی نہیں بچتا۔ اس پر حکومت کو فوری طور پر توجہ دینی چاہیے تاکہ کم از کم اس کے جو کھاتے دار ہیں انہیں تو سکون نصیب ہو۔ جناب والا! مجھے پتا ہے کہ آپ کی انگلی گھنٹی کی طرف جا رہی ہے۔ میں انہی گزارشات کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اب مضاربہ کمپنیوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

کہیں ہمیں بعد میں پھر پچھتانا نہ پڑے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے یہ موقع عنایت فرمایا میں یہاں کوآپریٹوز کے بارے میں کچھ اعداد و شمار پیش کرنے کی جسارت کروں گا۔ جس طرح کہ پہلے رانا ثناء اللہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ پنجاب کی طرف سے 51 ایسی کوآپریٹو کارپوریشنیں تھیں جن کو رجسٹر کیا گیا اور مرکزی حکومت کی طرف سے تقریباً" 50 سارے پنجاب میں تقریباً" اٹھارہ سو برانچیں تھیں اور ان کے پینتالیس ہزار ملازمین تھے۔ یہ سب اس قسم کا غیرقانونی کاروبار کرتی تھیں۔ ان تمام فرموں کو کسی قاعدے قانون کے تحت رجسٹر نہیں کیا گیا۔ بلکہ رشوت ستانی کے بل بوتے پر اور لاکھوں روپیہ رشوت دے کر انہوں نے اپنے آپ کو رجسٹر کروایا۔ پھر سب سے بڑی بات جس کا میرے خیال میں یہاں کسی نے ذکر نہیں کیا وہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے وہاں کوآپریٹوز کارپوریشنز کی حیثیت سے اپنے آپ کو رجسٹر کرنے کی اجازت مانگی اور اجازت لی' لیکن انہوں نے بنکنگ کا کاروبار شروع کر دیا۔ اور اس بنکنگ کی وجہ سے یہ سارا کاروبار ہوا اور اس کے بعد غیرقانونی کارروائیاں کی گئیں اور ان تمام مظلوم انسانوں کو جنہوں نے اپنی زندگی بھر کی پونجی جمع کی تھی ان کو اس سے دستبردار کیا گیا۔ ان غرباء کے خون پسینے کی کمائی سے انہیں محروم کیا گیا۔ اس میں تقریباً" بارہ لاکھ خاندان ایسے ہیں جو ان سے متاثر ہوئے اور وہ اپنی تمام مال و دولت اور پونجی سے محروم کیے گئے۔ سوال اب یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کی ذمہ داری کس پر تھی؟ اس کی ذمہ داری میں سمجھتا ہوں کہ رجسٹرار کوآپریٹوز پر سب سے بڑی تھی' پھر حکومت پر اور پھر ایف آئی اے پر اور اس کے بعد سٹیٹ بنک اپنی لاپروائی اور غفلت کی وجہ سے ان تمام اداروں پر پوری طرح چشم پوشی کرتا رہا اور ان کو کھلی چھٹی دی گئی کہ وہ جو چاہیں کریں اور ان سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ جہاں تک کہ ان کوآپریٹوز کی رشوت ستانی اور کاروبار کرنے کے لیے تمام ان لوگوں کو ملوث کیا اور ان کو رشوت دینے کے بعد بڑے بڑے قرضے انہیں دیے تاکہ وہ ان قرضوں کی بنیادوں پر مزید قرضے حاصل کر سکیں اور اس کے بعد اس تمام انویسٹمنٹ سے ان لوگوں نے ہوٹل خریدے' انڈسٹریاں خریدیں' اس کے بعد پلاٹ اور زمینیں خریدیں اور مربعے

خریدے اور لوگوں کے اس تمام پیسے سے عیاشی اور عیش و عشرت کی گئی اور اس سے یہ ہوا کہ لوگوں کو ان کی تمام پونجی سے محروم کر دیا گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو بنکنگ کرنے کی اجازت کیوں دی گئی؟ اور وہ بنکنگ صرف عوام سے کی جا سکتی ہے' کھلے عام بندوں کو اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ اس قسم کا کاروبار کریں۔ لیکن کوآپریٹوز میں صرف محدود ممبران ہوتے ہیں جنہیں یہ اجازت دی جاتی ہے کہ وہ لین دین کر سکیں اور اس کے بعد وہ چیک اور رسید لا کر اپنا کاروبار کر سکیں۔ لیکن اس میں اس قسم کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی' کوئی اس قسم کی اجازت نہیں دی گئی۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یہاں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ رجسٹرار کے اتنے لامحدود اختیارات تھے کہ اگر وہ چاہتے کہ دیانت داری اور ایمانداری کے ساتھ ان تمام پر نگاہ رکھتے اور ان کو باز رکھتے اور ان کو چیک کیا جاتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ ان بارہ لاکھ خاندانوں کی پونجی ختم کی جاتی ہے۔ رجسٹرار کو پوری طرح یہ حق تھا اور قانونی طور پر یہ اجازت تھی کہ وہ ان کی تمام کارروائیوں کی تحقیقات کروا سکے۔ عدالتی اختیارات اس کو حاصل تھے اور ایک عجیب بات نظر آتی ہے کہ وہ عدالت میں کوئی چارہ جوئی نہیں کر سکتے تھے جب تک کہ رجسٹرار خود انہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اگر کوئی اس قسم کا گھپلا ہوا ہے یا غیر قانونی طور پر رقم خورد برد کی گئی ہے تو اس کے خلاف قانونی کارروائی کر سکیں۔ رجسٹرار کو یہ بھی پورا حق حاصل تھا کہ ان لوگوں کی تمام رقوم منجمد کر دی جائیں۔ اور اس کے بعد ان سے محروم کر دیا جائے۔ رجسٹرار کو یہ بھی حق دیا گیا تھا۔ آپ تمام بائی لاز اٹھا کر دیکھیے اس میں پوری طرح لکھا ہوا ہے کہ وہ انہیں قید اور جرمانے کی سزا دے سکتا ہے۔ لیکن یہ سارا کچھ جو ہوا یہ رجسٹرار کی بدعنوانیوں اور ان کے ساتھ ملوث ہونے کی وجہ سے لاکھوں روپیہ ہڑپ کیا گیا اور اس کے بعد اب ان لوگوں کے پاس کھانے پینے اور اپنی گزر بسر کرنے کے لیے کوئی پیسہ نہیں ہے۔ اب یہ کتنا ظلم ہے کہ فی الحال ان کوآپریٹوز کا ایک آدمی قید کیا گیا ہے یا پکڑا گیا ہے اور باقی تمام لوگوں کو کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ اور وہ شخص جو قید کیا گیا ہے وہ بھی صرف ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے۔ اسے وی آئی پی میں رکھا گیا ہے۔ اس کے لیے ڈاکٹرز' نرسز' تمام علاج معالجہ اور پوری سہولتیں حاصل ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ان تمام لوگوں کو آپ کس طرح سزا دیں گے۔ ان تمام لوگوں کی جو رقوم مال و دولت اور پونجی جمع کی گئی وہ کس طرح لوٹائی جائے گی۔ حکومت نے فی الحال

صرف ایک بات کی ہے اور وہ یہ کہ ان تمام بنکوں سے جس میں یونائیٹڈ بنک' حبیب بنک اور نیشنل بنک شامل ہے۔ ان سے ایک ارب روپیہ لے کر تمام چھوٹے چھوٹے ڈیپازٹرز کو واپس کرنے کا یقین دلایا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو رقم خورد برد ہوئی ہے وہ تقریباً" پندرہ ارب روپیہ ہے یا سترہ ارب روپیہ ہے۔ اب ایک ارب روپیہ دینے سے ان تمام لوگوں کی کفالت نہیں ہوتی اور نہ ہی ان لوگوں کو اپنی رقم پوری طرح واپس ملتی ہے۔ اس لیے ایسا کوئی انتظام کیا جائے وہ تمام لوگ جو ان تمام غیر قانونی کارروائی سے لٹ گئے ہیں۔ اور اس کے بعد ان کو پوری طرح بے دردی کے ساتھ مال و دولت سے محروم کیا گیا ہے اس کا کوئی علاج ہونا چاہیے۔ اور مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ گورنمنٹ جو بل یہاں لا رہی ہے آپ اس سارے کا مطالعہ کیجیے۔ اس میں آپ کو کہیں یہ یقین دہانی نہیں ملتی کہ بل کے ذریعے ان لوگوں کو مال و دولت اور ان کی پونجی واپس مل جائے گی۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس تمام آرڈیننس یا اس بل کی صورت میں ان لوگوں کو اپنی رقم جو حلال کی کمائی ہے وہ واپس نہیں ملے گی۔ اس بل میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم ان کی جائیدادیں فروخت کریں گے۔ ان کی زمینیں بیچ دیں گے اور اس کے بعد ان کے ہوٹل اور انڈسٹریز بیچیں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ وہ انڈسٹریز بیچنے سے کئی اور مسائل پیدا ہوں گے۔ اور ان سے وہ رقم پوری طرح حاصل نہیں ہو گی۔ اور پوری جب تک حاصل نہیں ہو گی تو ان لوگوں کا جو روپیہ ہے وہ واپس نہیں مل سکے گا۔ اس لیے جو چیز کرنے کی ہے وہ یہ کہ ان تمام لوگوں کے پریس میں' اخبارات میں' نام شائع کیے جائیں اور باقاعدہ ان کو سزا دی جائے۔ اور ان لوگوں کے جو خفیہ نام رکھے گئے ہیں اور اس کے بعد پوری طرح ان کے جو اعداد و شمار ہیں ان کے نام ہیں' بعض اخبارات میں آئے ہیں۔ یہاں میرے پاس ایک رسالہ ہے جس میں یہ پوری طرح سارے اعداد و شمار دیے گئے ہیں۔ چونکہ وقت کم ہے اور میں اس میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ایسے انتظامات ہونے چاہئیں کہ ان لوگوں کے اعداد و شمار دیے جائیں۔ اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اگر کسی گورنمنٹ میں' کسی صوبے میں یا کسی ملک میں شہریوں کو کوئی لوٹتا ہے اور اس کے بعد ان کو مال و دولت سے محروم کرتا ہے تو ان کی اس تمام رقم کے سلسلے میں حکومت ایسے انتظامات

کرے' ایسے اسباب مہیا کرے کہ وہ رقم واپس دلائی جا سکے۔ انہی چند باتوں کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر وسیم اختر صاحب! ٹائم بہت ہی محدود ہے میں آپ سے توقع کروں گا کہ آپ حسب وعدہ دو تین منٹ سے زیادہ نہیں لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ٹھیک ہے جناب! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین شکریہ' جناب سپیکر! ہاؤس میں اس وقت کوآپریٹوز کے بحران کے سلسلے میں بحث ہو رہی ہے اور بڑا افسوس ہے کہ یہ ایسا بحران ہے جس سے ہمارے صوبے کے بہت سارے لوگ مصیبت کا شکار ہیں۔ ہمارے ہاؤس میں ایسی بحث عموماً" اس قسم کے مواقع پر ڈیبیٹ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جواب اور جواب آں غزل کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اس سلسلے کی ابتدا ہمیشہ اپوزیشن کی طرف سے کی جاتی ہے بہرحال میں ابتدا میں یہ بات کہوں گا کہ یہ سب کچھ جو ہے اور جو ہمارے موجودہ مانیٹری سسٹمز ہیں ان کی بنیاد سود پر ہے۔ اور اس مانیٹری سسٹم کو ہم نے صحیفہ آسمانی سمجھ کر اپنے سینے سے لگایا ہوا ہے۔ سب کچھ اسی سسٹم کا کیا دھرا ہے۔ اگر یہ سودی سسٹم ختم ہو تو اس قسم کے بحران جنم نہیں لے سکیں گے۔ میں یہاں اس چیز کو ثابت بھی کر سکتا ہوں لیکن وقت کم ہے اس لیے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ اس بحران کے حوالے سے اس میں تین aspects ہیں جو کہ ہمیں دیکھنے چاہئیں۔ نمبر ایک: یہ بحران کیوں پیدا ہوا ہے۔ نمبر 2 اس بحران کے حل کے سلسلے میں اب کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ اور تیسری بات یہ کہ آئندہ اس قسم کے بحرانوں سے نپٹنے کے لیے کیا منصوبہ بندی ہے۔ اس میں پہلی بات کی طرف آتے ہوئے کہ یہ بحران کیوں پیدا ہوا ہے؟ اس میں پہلی چیز یہ دیکھا جائے کہ آیا قوانین مؤثر نہیں تھے۔ اور دوسری چیز یہ کہ اگر قوانین مؤثر ہیں تو اس پر عمل درآمد میں کوتاہی برتی گئی ہے۔ جناب سپیکر! قوانین کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پورا Manual of Co-Operative Societies laws ہے۔ اور یہ اچھی خاصی موٹی کتاب ہے کہ جس میں یہ تمام قوانین موجود ہیں اور اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں' کہ یہ قوانین بہرحال اچھے خاصے مؤثر ہیں اور ان پر صحیح انداز سے عمل کیا جاتا تو یہ بحران پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس حوالے

سے میں یہاں پر صرف Co-operative Societies Act, 1925 کے سیکشن 22 کا حوالہ دینا مناسب سمجھوں گا اور اسے ایوان کے ریکارڈ پر بھی لانا چاہوں گا۔ یہ آڈٹ کے حوالے سے ہیں۔ اس کی سب سیکشن 1 میں کہا گیا ہے۔ "The Registerar Shall" اس میں "may" نہیں لکھا گیا۔ اس میں "shall" لکھا گیا ہے۔

"...audit the accounts of every society once at least in every year."

یعنی ہر سال میں ایک دفعہ کم از کم ہر سوسائٹی کا آڈٹ ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اور اس کی سب سیکشن 2 میں یہ بتایا گیا ہے۔

"(2) The Audit under sub-section (1) shall include an examination of over due debts, if any, the verification of cash, balance and securities, and a valuation of the assets and liabilities of the society."

اور اس کی سب سیکشن 3 میں یہ کہا گیا ہے

"3" The Registrar or other person auditing the accounts of any society shall have free access to the books, accounts and vouchers of such society and shall be allowed to verify its cash balances and securities.

The Directors, Managers, and other officers of the to society shall furnish to the Registrar or other person appointed to audit the accounts of a society all such information as to its transactions and working as the Registrar or such person may require."

اس کی سب سیکشن 4 میں یہ بات کہی گئی ہے۔

"The Registrar and every other person appointed to audit the accounts of a society shall have power, when necessary:

to summon at the time of his audit any officer, agent, servant or mmeber of the society who he has reasons to believe can give valuable information in regard to any transaction of the society or the management of its affairs or (ii) to require the production of any book or document relating to the affairs of any cash or securities belonging to the society by the officer, agent, servant or member in possession of such book, document, cash or securities."

جناب سپیکر! اس حوالے سے قوانین بڑے comprehensive ہیں۔ اس ضمن میں ایک اور مختصر سا حوالہ ہے۔

The Co-operative Societies and Co-operatives Banks (Repayment of Loane) Ordinance of 1966

کی سیکشن 4 میں یہ کہا گیا ہے کہ

"4. Supply of information to the Registerar every Co-opertive Society and Co-operative Bank through its Manager or Secretary shall."

اس کی سب (اے) سیکشن میں کہا گیا ہے

"(a) when a loan obtained from it is not repaid by the date on which it is due for repayment, bring such fact, together with full datails of the case and the particulars of the borrowar (including, in the case of a benami loan, the real beneficiary or recipient of the loan) and the surety, to the notice of the Assistant Registrar, when the amount of the loan does not exeed

thirty thousand rupees, and to the notice of the Registrar, when the amount of the loan exceede thirty-thousand rupees;"

یہ اس حوالے سے قوانین ہیں۔ اگر اس پر موثر انداز میں عمل کیا جاتا تو یہ بحران پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ اب اس میں یہ دیکھا جائے کہ اس پر موثر انداز میں عمل نہیں ہوا۔ اس ضمن میں بھی دو باتیں کہی جا سکتی ہیں اس میں جو متعلقہ افسران تھے انہوں نے بالکل negligence کی ہے اور اس کی وجوہات میں سفارش بھی ہے۔ اس میں بڑے بڑے لوگ ملوث ہیں جن کا نام یہاں پر نہیں لیا جا سکتا۔ یا یہ کہ رشوت اور کرپشن کی وجہ سے یا دوسری چیز اس میں یہ کہی جا سکتی ہے کہ negligence due to incompetency لیکن جو صورت حال ہمارے علم میں ہے' ہمیں نظر آ رہا ہے۔ اس میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ wilful negligence تھی۔ اس میں اس کا پورا احاطہ کیا جانا چاہیے۔ مختصراً" دوسری طرف آتے ہوئے کہ اس سلسلے میں جو اقدامات حکومت کر رہی ہے وہ بہرحال قابل تحسین ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ ہمارا اجلاس ہو رہا ہے اور لوگ اس انتظار میں ہیں کہ یہاں پنجاب اسمبلی کا جو اجلاس ہے وہ اسی بحران سے نپٹنے کے لیے منعقد کیا گیا ہے اور اس کے بعد ان لوگوں کی جو مشکلات ہیں ان کا حل ہو جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ شاید ان لوگوں کی بھی بھول ہو گی۔ میں اس ضمن میں یہ تجویز کروں گا کہ جناب سکندر حیات ملکی صاحب نے جو کل تجویز دی تھی کہ ان کے جو بڑے بڑے گرفتار کیے گئے یا قید کیے گئے ہیں انہیں باہر نکالیں اور ان سے یہ سارا حساب کتاب لیا جائے۔ دوسرا اس ضمن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ کے حوالے سے گورنمنٹ جو ایک بل لے کر آئی ہے اور ہاؤس کے اندر جو کمیٹی کو آپریٹسوز کے حوالے سے ہے وہ اس کا جائزہ بھی لے رہی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل ان پورے قوانین کی جو کہ پہلے سے موجود ہیں' ان کی موجودگی کے ہوتے ہوئے فوری طور پر حالات میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی کا باعث نہیں ہو سکے گا۔ اس میں آئندہ کے لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو منسٹر صاحبان ہیں وہ زیادہ محتاط ہوں اور جو ہاؤس کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی ہے وہ بھی اس چیز کا جائزہ لے۔ اور آخر میں ان سب چیزوں سے ہٹ کر اس بات کا بھی جائزہ لیا جائے کہ یہ جو ہمارے معاشرے میں ایک روش ہے کہ ہمارے معاشرے کا ہر طبقہ جس میں عوام بھی شامل ہیں'

حکومتی و نیم حکومتی پرائیویٹ اداروں کے اہلکاران بھی شامل ہیں' یہ جو دولت اور جائیداد بنانے کا ایک سلسلہ ہے یہ کیوں ہے؟ اور اس بحران کے حوالے سے میں یہ تجویز کروں گا کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو ان تمام پہلوؤں سے اس سارے بحران کا جائزہ لے اور اس کمیٹی کی رپورٹ اس ہاؤس کے اندر پیش ہو۔ پھر اس کے لیے اقدامات تجویز کیے جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ جناب!

رانا پھول محمد خان: اجازت ہے جناب؟

جناب چیئرمین: رانا صاحب! ہمارے ایک معزز رکن نے صرف دو منٹ کے لیے ٹائم مانگا ہے۔ جناب چودھری محمد حنیف۔

چودھری محمد حنیف: بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس نازک مسئلہ پر بات کرنے کا موقع دیا کہ آج پوری قوم اضطراب اور پریشانی میں مبتلا ہے۔ یتیم' بیوہ اور وہ لوگ کہ جن کی پوری کل پونجی ہماری حکومت کی غلطی کی وجہ سے آج کچھ لوگ ہڑپ کر رہے ہیں اور ان کے ارادے درست معلوم نہیں ہوتے کہ وہ کسی کو بھی کوئی پیسہ واپس کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے افراد کا سہارا بنیں۔ ویسے بھی اخلاقی' قانونی اور شرعی لحاظ سے جو لوگ اقتدار میں ہوتے ہیں ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی عوام اور رعایا کی مشکلات اور ان کے مسائل کا حل تلاش کرے۔ یہ جو مسئلہ ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہماری موجودہ حکومت نے ان بیواؤں اور یتیم بچوں کا یہ مسئلہ حل نہ کیا تو کہیں ان کی بددعائیں اس حکومت کو نہ لے ڈوبیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایسے لوگوں کے لیے' وہ لوگ اتنے بااثر نہیں ہیں کہ وہ پیسہ ہضم کر جائیں۔ ان کی زمینیں موجود ہیں' ان کے پاس جائیدادیں موجود ہیں۔ اگر وہ رقوم باہر لے گئے ہیں تو ہماری حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ایسا فنڈ قائم کرے کہ جو ان بے سہارا یتیم بچوں کی جو کل کائنات ہے' ان کے وسائل کے لیے صرف وہی ایک سہارا تھا کہ جو انہوں نے کسی تاج کمپنی یا فنانس کارپوریشن میں جمع کرا دیا تھا اس کی واپسی کا باضابطہ

بندوبست کیا جائے۔ اور ان کی امداد کی جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جیسا کہ بل بھی پیش ہو رہا ہے اس میں جس بات کی گارنٹی ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ کس طرح ان کی رقوم کو تحفظ دیا جائے گا اور ایسے لوگوں کو جیسے میرے ایک بھائی نے بھی کہا کہ جیل بھیج دیا گیا ہمارے ایک ایم۔ پی اے ہیں۔ ہمارا بھائی ہے لیکن میں ان کے دفتر میں خود بھی گیا ہوں۔ میں نے وہاں آہیں سنی ہیں' سسکیاں سنی ہیں' لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا ہے' تڑپتے ہوئے دیکھا ہے۔ یتیم بچوں کو کھڑے دیکھا ہے اور ایسے لوگ کہ جو بیچارے یہ چاہتے تھے کہ ہمیں موت آ جائے کہ ہم یہی رہیں گے۔ میں نے اس کو بھی یہ بات کہی تھی کہ یہ آہیں' یہ سب جو بددعائیں ہیں مجھے نظر آ رہی ہیں تو یہ تمہارا اتنا بڑا ہوٹل گر کیوں نہیں جاتا۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ایسے افراد کو صرف گرفتار کرنا ہی نہیں' گرفتار اس تاریخ میں کیا گیا ہے کہ جب اس نے بے شمار لوگوں سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ یہ رقوم انہیں واپس کرے گا۔ لیکن اس موقع پر اس کو گرفتار کر کے اسے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کو کوئی تحفظ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ہمارے لیے بدنما داغ ہیں۔ ان لوگوں کے تمام اثاثوں کو ضبط بھی کیا جانا چاہیے۔ اور ان کے ساتھ سختی سے نمٹنا چاہیے۔ ہم میں سے ایسے لوگ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ آئی جے آئی کو نقصان پہنچانے والے لوگ ہیں ہمیں کسی طور پر بھی ان کی حمایت نہیں کرنی چاہیے۔ ہماری حکومت کو ایسے لوگوں پر مضبوط ہاتھ ڈالنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ' جناب چودھری صاحب!

چودھری محمد حنیف: میں اب اعداد و شمار کی طرف نہیں جا رہا۔ مختصر کرتے ہوئے اس پر اکتفا کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو تحفظ دیا جانا چاہیے اور یہ بہت جلد ہونا چاہیے۔ شکریہ جناب!

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر! کیا جنہوں نے کل کوآپریٹوز پر تقریر کی تھی وہ آج بھی کر سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: نہیں' وہ آج نہیں کر سکتے۔ اب چونکہ ٹائم بہت مختصر سا ہے اور کچھ دوستوں نے نام بھی بھجوائیں ہیں مگر اب ان کے لیے ممکن نہیں ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں نے تو کل اپنا نام بھجوایا تھا۔

جناب چیئرمین: جی طاہر رشید صاحب' نے کل نام بھجوایا تھا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ رانا پھول خان صاحب کو وقت دینا جو ہے وہ اس میں مناسب ہے اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اب رانا پھول خان صاحب کو وقت دے دیا جائے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! دو دو منٹ دے دیے جائیں۔

جناب چیئرمین: میں دو منٹ کی پریکٹس تو کر سکتا ہوں مگر جیسے چودھری حنیف صاحب نے دو منٹ کے سات منٹ لیے ہیں تو اسی طرح میں اس سے بچنا چاہ رہا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس لیے اگر ہم یہ مناسب سمجھیں تو رانا پھول خان صاحب کو اب وقت دے دیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! یہ دو منٹ یا چار منٹ بھی اتنے قیمتی ہو گئے ہیں کہ اس ایوان میں کسی معزز ممبر کو اتنے بڑے بحران پر بات کرنے کے لیے موقع نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر! میں نے چار مہینے پہلے اس موقع پر تحریک التواء دی تھی۔ اس وقت بھی مجھے بولنے کا موقع نہ دیا گیا اور چار مہینے پہلے اس ایوان میں اس تحریک التواء پر بحث ہو جاتی تو شاید حکومت کی آنکھیں کھلتیں اور یہ جو محکمہ کوآپریٹوز ہے یہ اس بحران سے بچ جاتا۔

جناب سپیکر! آپ اس ایوان کی آج کی کارروائی کا وقت بڑھا لیجیے لیکن معزز ممبران کو اپنے حلقے کے عوام کی نمائندگی کرنے کا موقع دیجیے۔ جناب سپیکر! آج آپ اس اجلاس کا وقت بڑھا لیجیے۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب میں گزارش کروں گا کہ صورت حال یہ ہے کہ جس سنجیدگی سے آپ اس کا اظہار کر رہے ہیں۔ کل اس کے لیے دن بھی مخصوص تھا اور آپ کل تشریف بھی لائے تھے۔ کل آپ اس پر بڑی اچھی گفتگو بھی کر سکتے تھے۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج آپ کا اصرار اس نوعیت کا اور اس کی شدت کے اضافے کا جس انداز سے باعث بن رہا ہے۔ میری گزارش ہے کہ چونکہ اس میں اب وقت ہمارے پاس کم ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! ہمیں آج کے لیے پابند کیا گیا تھا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! عوام کا مسئلہ کس طریقے سے حل ہو گا۔

جناب چیرمین: میری گزارش یہ ہے کہ جناب طاہر رشید صاحب کے لیے تین منٹ ہم دے

دیتے ہیں۔ جناب طاہر رشید صاحب۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب! سب سے پہلے تو میں چودھری فاروق صاحب کی تائید کروں گا کہ انہیں ضرور وقت دیں۔ اتنے اہم موضوع پر دوست اگر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے اگر آدھا پونا گھنٹہ اضافہ کر لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مہربانی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

دستک ہوا نے دی ہے ذرا غور سے سنو
طوفاں کی آ رہی ہے صدا غور سے سنو
شاخوں کے ٹوٹے ہوئے پتوں کو دیکھ کر
دھرتی چیخ رہی ہے ذرا غور سے سنو

جناب سپیکر! یہ مملکت خدا داد پاکستان جن قربانیوں سے حاصل کی گئی تھی اس کے لیے جو آگ اور خون کا دریا پار کر کے اس مملکت کو قائم کیا گیا تھا آج کوآپریٹوز جیسے اہم مسئلے پر ہم بات کرتے ہیں تو تھوڑا سا ہمیں پیچھے جانا پڑے گا۔ اس کے اصرار و رموز سے واقفیت حاصل کیے بغیر ہم اس مسئلہ کو سمجھ نہیں پائیں گے۔ میرے دوستوں نے بڑی جذباتی باتیں کی ہیں۔ بڑے جذباتی انداز میں اس مسئلہ کو لیا ہے۔ لیکن اس کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے میں یہ عرض کروں گا کہ

حشر میں انکار تو کر دوں میں اپنے قتل سے
کیا کروں دھبے لہو کے ہیں تیری تلوار پر

جناب سپیکر! جب بنکوں کو نیشنلائز کیا گیا جب ملک کی معیشت کی پیٹھ میں خنجر گھونپا گیا تو اس وقت چالیس فنانس کمپنیوں کو لوٹ مار کے پروانے دے دیے گئے اور جناب سپیکر! انہوں نے زیادہ نہیں صرف چالیس ارب روپیہ اس معصوم عوام کا ہضم کیا لیکن اس وقت کی حکومت نے آنکھوں پر پٹی باندھے رکھی کسی قسم کی کوئی قانون سازی نہ کی گئی کسی قسم کا کوئی ضابطہ اخلاق مرتب نہ کیا گیا اور جناب آج میرے بھائی جس کرب اور دکھ کا اظہار کر رہے ہیں بخدا اگر اس کا عشر عشیر بھی اس وقت اظہار کر دیا جاتا تو آج کا یہ دن ہمیں دیکھنا نہ پڑتا۔ جناب سپیکر! صمد کارپوریشن نے کروڑوں روپے کا غبن کیا دوسری کمپنیوں نے غبن کیے تقریباً" تین ارب ہڑپ کر لیا

گیا۔ لیکن ان اداروں میں نہ صوبائی طور پر کوئی قانون سازی کی گئی نہ مرکزی سطح پر کوئی قانون سازی کی گئی۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھتا ہوں کہ آج جو اتنے دکھ اور کرب کا اظہار کر رہے ہیں' ماضی میں یہ کہاں سوئے ہوئے تھے۔ آج ہماری اس حکومت نے نظر میں نظر ملا کے بات کی ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے وزیر اعظم پاکستان کا یہ کہنا ہے کہ:

نہ منہ چھپا کے جیے نہ ہم سر جھکا کے جیے
ستم گروں کی نظر سے نظر ملا کے جیے

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جس دور کی بات کی ہے کہ فنانس کمپنیوں نے معصوم عوام کو لوٹا اور حکومت نے کوئی کارروائی نہ کی تھی۔ جناب والا! شاید یہ تاریخ بھول چکے ہیں۔ یہ موجودہ حکومت اس وقت ہی کی قائم کی ہوئی ہے اور اسی وقت سے یہ فنانس کمپنیاں بنی ہیں جب 1977 میں مارشل لاء لگا تھا۔ اس کے بعد یہ کوآپریٹوز بنی ہیں اور جب بینکس نیشنلائز کیے گئے تھے تو نہ تو اس وقت کمپنیاں تھیں اور نہ ہی کچھ اور تھا۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ جب اداروں کو نیشنلائز کر لیا گیا تھا' یہ اس کے بعد کی بات ہے تو جناب والا! 1974 میں بنکوں کو نیشنلائز کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر! کوآپریٹوز کے لوٹ مار کے سلسلے میں آج وہ لوگ بات کرتے ہیں جنہوں نے چاندی کے سکوں پر تھوکنا سیکھا ہے۔ جن کا دین اور ایمان پیسہ ہے' جنہوں نے رفاہی اداروں کے پیسوں کو نہیں چھوڑا۔ جناب سپیکر! وہ آج بددیانتی کی باتیں کر رہے ہیں وہ آج باتیں کر رہے ہیں کرپشن کی۔ یہ بات ان کے لیے باعث شرم ہے۔ ان لوگوں کو تو سوچ سوچ کر باتیں کرنی چاہئیں کہ کن کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ آج ان لوگوں کی حکومت ہے کہ جو حقیقت میں اس دھرتی کے بنانے والے ہیں اس دھرتی سے پیار کرنے والے ہیں۔ اس کے ایک' ایک ذرے کو اپنی آنکھ کا سرمہ بنانے والے ہیں۔ آج ان کے متعلق شکوک و شبہات کی بات کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! عوام نے ہمیں حکومت کرنے کا mandate دیا ہے اور جناب سپیکر ان کو mandate دیا ہے کہ:

آپ زلف جاناں کے خم سنواریئے صاحب
زندگی کی زلفوں کو آپ کیا سنواریں گے؟
(نعرہ ہائے تحسین)

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ وقت بھی دیکھیے ان کا وقت بھی ختم ہو چکا ہے۔ ان کے تین منٹ گزر گئے۔ اب یہ تین منٹ کی بجائے دس منٹ کی بات کر رہے ہیں۔ تو جناب والا! آپ اس کی طرف بھی دھیان دیجیے۔ اور جناب سپیکر! ان سے یہ بھی کہا جائے کہ یہ خوشامد بھی کم کریں۔ یہ اپنی ہی باتیں خود بتا رہے ہیں۔ یہ ہمارے دور کی باتیں نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین ملک صاحب' آپ تشریف رکھیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! دہشت گردی کے لیے رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں بات یہ کر رہا تھا کہ ہماری حکومت نے....

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میں اپنے بھائی ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کی خدمت میں آپ کے توسل سے گزارش کروں گا کہ وہ شیخ صاحب کی تقریر کو interrupt نہ کریں ان کا مسئلہ بڑا اہم ہے اور وہ وزارت حاصل کرنے کی کوشش میں یہ ساری خوشامد کر رہے ہیں۔ تو انہیں اپنا کام کرنے دیں اور انہیں یہ interrupt نہ کریں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! ہمارے یہ دوست تو وزرات کی باتیں کر رہے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہم تو وزیر اعلیٰ ہیں۔ ہم تو وزیراعظم ہیں۔ آپ کس وزارت کی بات کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میرے بھائی problem ضرور ہے مگر میرا اپنا وقت ضائع ہو گا۔ میں اس کا جواب بعد میں دوں گا۔ مہربانی۔

جناب سپیکر! ہماری یہ حکومت اس ملک کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے کاوشیں کر رہی ہے۔ ہماری حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس ملک سے بیروزگاری کا خاتمہ کیا جائے ہماری حکومت۔۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! شاید شیخ صاحب یہ بھول گئے ہیں کہ ان کے آگے مائیک لگا ہوا ہے یہ ذرا آہستہ بات کریں۔ اور یہ اتنی اونچی آواز سے بھی اپنی

تقریر نہ کریں کہ اس کا مائیک ہی پھٹ جائے۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ درحقیقت عراق کے اندر جنگ ہوتی ہے یا جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹیاں پیسوں کی ادائیگی بند کرتی ہیں یا تو عوام کو سڑکوں پر لایا جاتا ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے دوست اس ملک کے اندر کیا کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کام صرف اور صرف حکومت کے مثبت عمل کو روکنا ہے۔ لیکن انشاء اللہ العزیز یہ عمل رک نہیں سکے گا۔ اس عمل کو روکنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ آج یہ حکومت اس عمل کا حصہ ہے کہ جب اداروں کو قومیا لیا گیا تھا' جب بیروزگاری کا ایک سیلاب یہاں پر برپا کر دیا گیا تھا' جب صنعتوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا تھا.....

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! اب آپ اپنی تقریر وائنڈ اپ کریں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں صرف پانچ منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں پانچ منٹ زیادہ ہیں آپ اپنی گفتگو کو وائنڈ اپ کریں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ ہمارے اپوزیشن کے لیڈران کرام یہ چاہتے ہیں کہ پرائیویٹائزیشن کے عمل کو روک دیا جائے۔ جناب سپیکر! یہ کتنی نوکریاں دیں گے۔ جب ان کی محترمہ بے نظیر بھٹو لاڑکانہ گئیں تو بقول ان کے انہیں پندرہ لاکھ درخواستیں نوکری کے لیے ملیں۔ جناب سپیکر! کتنے لوگوں کو یہ حکومت میں روزگار دے سکیں گے۔ اس ملک کی بقا کے لیے اس کے استحکام کے لیے اس کے اندر صنعتوں کا لگنا ناگزیر ہے اور جناب سپیکر! اگر دو خاندان صنعتیں لگاتے ہیں تو انہوں نے ان کا جہاز روک کر صنعتوں کو تباہ برباد کیا تھا۔ اگر کسی کو آپریٹو سوسائٹی سے قرضہ لے کر لوگ صنعتیں لگاتے ہیں تو وہ اس ملک کے لوگوں کو روزگار فراہم کرتے ہیں۔ اگر پرائیویٹ بنکوں کو اجازت دی جاتی ہے اور ایک لاکھ آدمیوں کو روزگار ملتا ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح سے اگر اس ملک میں صنعتوں کا ایک جال بچھایا جاتا ہے تو اس سے روزگار امریکہ والوں کو نہیں ملے گا۔ یہ روزگار پاکستان والوں کو ہی ملے گا درحقیقت ان کا یہ قدم پرائیویٹائزیشن کو روکنے کے لیے ان کی ایک کاوش ہے۔ اور اس سلسلے میں جناب سپیکر میری یہ تجویز ہے میں حکومت وقت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے از خود

اس معاملے کوایوان میں لا کر اس کی پردہ کشائی کا موقع فراہم کیا۔ جناب سپیکر! میں آخری بات کہہ کر آپ سے اجازت لوں گا بات صرف اتنی سی ہے' کہ اگر پرائیویٹائزیشن کو چلانا ہے تو اس کے لیے ڈیٹا بنک بنانے پڑیں گے۔ اس کے لیے ایک ایسا ادارہ بنانا پڑے گا کہ جس کو تمام انفرمیشنز فیڈ کی جا سکیں۔ جناب سپیکر! میں آج ممبر صوبائی اسمبلی ہوں لیکن مجھے ان اداروں کے متعلق نہیں پتا دس بنکوں کی اجازت دی گئی ہے۔ ان کے ڈائریکٹرز کے متعلق' ان کی مالی پوزیشن کے متعلق مجھے نہیں پتا اور جن اداروں کی نقل میں ہم پرائیویٹائزیشن کی طرف جا رہے ہیں' اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ڈیٹا بنک قائم ہوں۔ ایک آدمی جائے اور اس بنک سے اعداد و شمار اکٹھے کرے کہ جناب فلاں بنک کی کیا worth ہے۔ کیا اس کے ڈائریکٹرز کی worth ہے اور کیا اس کی مالی پوزیشن ہے؟ ان الفاظ کے ساتھ میں جناب سپیکر آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آؤٹ آف ٹرن وقت دے کر میری عزت افزائی فرمائی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

شیخ محمد طاہر رشید:

اے کاش کوئی ان کو بھی یہ بات سمجھا دے
جس گھر کو بساتے ہیں اجاڑا نہیں کرتے

جناب چیئرمین: رانا صاحب کی گفتگو سے پہلے ایک نام چودھری فاروق صاحب کا بھی ہے اور مجھے امید ہے کہ چودھری فاروق صاحب جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ لہٰذا امید ہے وہ پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہیں لیں گے۔

جناب سعید احمد قریشی: جناب والا! کل میں نے بھی ایوان میں اپنا نام تقریر کے لیے دیا تھا۔ لیکن میرا نام تو نہیں آیا۔

جناب چیئرمین: جن دوستوں نے نام دیے تھے ان کے نام میرے پاس موجود ہیں اور اس میں کوئی ایسا نام نہیں ہے جو رہ گیا ہو۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ چودھری صاحب وقت ضائع کیے بغیر اپنی گفتگو کا آغاز کریں۔

جناب سعید احمد قریشی: جناب والا! میرا نام رہ گیا ہے۔ میں نے بھی اپنا نام دیا تھا۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔

چودھری عبدالوکیل خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب کل سپیکر صاحب نے فیصلہ کیا تھا کہ جن لوگوں کو پورے سال میں تقریر کرنے کا موقع نہیں ملا وہ اس مرتبہ بولیں گے۔ لیکن اب جناب وہ لوگ بھی بول رہے ہیں جو روزانہ بولتے ہیں۔ یہ فیصلہ سپیکر صاحب کا ہے میرا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اس کے ساتھ سپیکر صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ جو لوگ بولنا چاہیں اپنے نام بھیج دیں۔

چودھری عبدالوکیل خان: جناب! ہم نے اپنے نام دیے ہیں۔ بلکہ کل اپنے نام دیے ہیں آج نہیں دیے۔

جناب چیئرمین: پہلے چودھری فاروق صاحب کو اپنی بات کرنے دیں۔ اس کے بعد دیکھیں گے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایک نازک موضوع پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا یہ ایک ایسا بحران ہے کہ جس کے بارے میں عوام میں یہ افواہیں بھی پائی جاتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ فنانس کارپوریشنوں کو ہائی جیک کر لیا گیا ہے اور کوئی یہ کہتا ہے کہ یہ ایک ڈرامہ رچایا گیا ہے۔ ان کے ڈائریکٹرز کو گرفتار کر کے یا ان کے خلاف کارروائی کر کے ڈرامہ کیا گیا ہے۔ فیصلے جو اخبارات میں آ رہے ہیں یہ بھی ایک ڈرامہ ہے۔ لیکن جناب سپیکر باتیں کرنے والوں کے لیے یہ ڈرامہ ہو یا ہائی جیکنگ کا واقعہ ہو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری قوم اس وقت ایک بہت بڑے بحران کا شکار ہو گئی ہے۔ اور جناب سپیکر! یہ ایک ایسا بحران ہے جس کی زد میں حکومت کے بے شمار احسن فیصلے بھی آ سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! پاکستان کا بیرون ملک بسنے والے باشندوں کی زیادہ تر رقوم پہلے بی سی سی آئی میں تھیں اور بی سی سی آئی کا جو حادثہ ہے اس کی وجہ سے اس ملک کے جو ٹریڈرز ہیں ان کا کاروبار تباہ ہوا۔ ان کی رقوم بیرون ملک ڈوب گئیں۔ اس طریقے سے ملک کی تجارتی ساکھ کو بھی نقصان پہنچا اور جو تاجر طبقہ ہے اس کی مالی حالت خراب ہو کر رہ گئی ہے۔ بی سی سی آئی کے واقعہ کے فوراً بعد اپنے ملک کے اندر فنانس کارپوریشنوں کا یہ جو سانحہ ہے اس کی وجہ سے ہماری قوم کا غریب طبقہ' متوسط طبقہ پس کر رہ گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ معمولی سی بات نہیں ہے جس کے لیے ہم لوگ یہ کہتے ہیں کہ عوام کے منتخب نمائندے صرف دو منٹ کے لیے بات کریں۔ جناب سپیکر! میں آپ کے conduct پر اعتراض نہیں کر رہا۔ میں یہ تجویز پیش کر رہا ہوں کہ جو لوگ بولنا چاہتے ہیں انہیں آپ بولنے

موقع دیں۔ مجھے آپ نے تقریر کرنے کا آج موقع دیا۔ میں تو یہ عرض کرتا ہوں کہ اس موضوع پر چار ماہ قبل میں نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی اور اس تحریک التوائے کار کو اس ایوان میں پیش نہ کرنے دیا گیا اور نہ ہی پڑھنے دیا گیا اور نہ ہی بولنے کا موقع دیا گیا۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ تحریک التوائے کار اگر اس وقت زیر بحث لائی جاتی تو آج اس وقت شاید ہمیں اس بحران کا سامنا کرنا نہ پڑتا۔ جناب سپیکر! فنانس کارپوریشنوں کا خاتمہ' ان کے آپ نام سنیے کسی نے نام رکھا ہوا ہے ملی کارپوریشن۔ لیکن انہوں نے کیا ملت کی خدمت کی' کسی کارپوریشن کا نام ہے اتفاق کارپوریشن یہ اتفاق سے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کسی کارپوریشن کا نام ہے قدرت فنانس کارپوریشن۔ قدرت نے بھی ایسا نہیں کیا۔ جناب سپیکر! کسی کا نام ہے سروسز کریڈٹ کارپوریشن۔ یہ قومی خدمات کا معاوضہ۔ سروسز کے نام پر عوام کو جو دیا گیا ہے اس سے بڑا ظلم جناب سپیکر! اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور نیشنل انڈسٹریل فنانس کارپوریشن۔ جناب والا! یہ قومی فنانس کارپوریشن۔ ان ناموں کی وجہ سے اس ملک کے غریب عوام کی اکثریت کا طبقہ لٹ گیا ہے اور اگر اس لوٹ مار میں جناب سپیکر! اس کو آپریٹوز کا محکمہ یہ بات کہتا ہے یا ان کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیر موصوف یہ بات کہیں کہ حکومت ذمہ دار نہیں ہے تو شاید حکومت ذمہ دار نہ ہو۔ لیکن جناب سپیکر! ہماری جو منسٹری ہے محکمہ کو آپریٹوز ہے۔ ان کو اس سے بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ وہ اس لیے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ باہمی جو ہیں' میں ان کی ذات پر کوئی الزام نہیں لگا رہا۔ لیکن انہوں نے بطور وزیر اخبارات میں یہ سٹیٹمنٹ جاری کی اور ان کمپنیوں کے بند ہونے سے پہلے جاری کی کہ نیشنل انڈسٹریل فنانس کارپوریشن کے اثاثے ٹھیک ہیں اور یہ ٹھیک طریقے سے کام کر رہی ہے۔ عوام کی رقوم کو تحفظ حاصل ہے۔ جناب سپیکر! جب حکومت پنجاب کے ایک محکمے کے ذمہ دار وزیر بیان دیتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس شخص کی ایک ایک پائی نیشنل انڈسٹریل فنانس کارپوریشن میں جمع تھی وزیر اعلیٰ باہمی پنجاب اس کے ذمہ دار ٹھہرائے جائیں تاکہ وہ ایک ایک شخص کی ایک ایک پائی واپس کروائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات بھی آج کے بعد ختم ہو جانی چاہیے کہ کسی ایک محکمے کی طرف سے غبن

ہو اس کے ماتحت ادارے' جعلی ادارے غبن کریں۔ فراڈ کریں اور حکومت اعلیٰ افسران کو پوچھتے تک بھی نہیں۔ کسی کے خلاف کرائم کا کیس تک درج نہیں ہوا۔ کسی آفیسر کو معطل تک نہیں کیا گیا۔ کسی آدمی کو اس محکمے سے باہر نہیں نکالا گیا۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر امداد باہمی پنجاب کو فوری طور پر اس کے ذمہ دار افراد کو ان محکموں سے نکال باہر کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ محکمہ اس لیے بھی ذمہ دار ہے کہ یہ ادارے جو اس صوبے میں کام کر رہے تھے۔ ان کے آج آپ مال روڈ پر جا کر دیکھ لیجیے کہ اگر نیشنل انڈسٹریل فنانس کارپوریشن کی برانچ ہے' سروسز کریڈٹ کارپوریشن کی برانچ ہے اتفاق کارپوریشن کی برانچ ہے۔ تو جناب سپیکر! ان کے اوپر لکھا ہوا ہے کہ حکومت پنجاب کی رجسٹرڈ شدہ' حکومت پنجاب کی منظور شدہ' محکمہ کوآپریٹوز کی رجسٹرڈ شدہ۔ جناب سپیکر! جن لوگوں نے یہ فراڈ کیا' جنہوں نے یہ بددیانتی کی' جنہوں نے یہ لوٹ ماری کی' انہوں نے تو یہ بورڈ لگا رکھے ہیں کہ حکومت پنجاب سے منظور شدہ ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کا منظور شدہ فراڈ نہیں ہے۔ یہ حکومت پنجاب کا رجسٹرڈ شدہ فراڈ نہیں ہے۔ یہ اس محکمے کا رجسٹرڈ شدہ فراڈ ہے۔ اسی لیے اگر کارروائی ہونی چاہیے تو محکمے کے خلاف ہونی چاہیے۔ حکومت کو بدنام کرنے کا جو سہرا ہے یا جو ذمہ داری ہے وہ صرف اور صرف محکمے کے سر پر ہے۔

جناب سہیل ضیا بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ محکمہ اور حکومت دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں؟ اس کی ذرا وضاحت کر دیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! عوام کی لاکھوں روپے کی رقم ڈوب گئی۔ آج ہم ہمدردی کے بول بول کر عوام کو ان کی رقم واپس نہیں دلا سکتے۔ محکمہ اگر اخبارات میں غبن جاری کر دے تو عوام کو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ غریب لوگ جنہوں نے اپنی بیٹیوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لیے چند ہزار روپے سالوں کی محنت کے بعد کمائے بیشتر لوگوں کی رقوم ان فنانس کمپنیوں کے اندر جمع تھی۔ وہ لوگ اپنی بیٹیوں کے ہاتھ پیلے نہیں کر سکتے۔ کسی کا اگر باپ بیمار تھا اور اس نے ساری کمائی بنکوں میں جمع کروائی ہوئی تھی۔ آج وہ اپنے باپ کا علاج نہیں کروا سکتا۔ اگر باپ کی رقوم ان بنکوں میں جمع تھیں۔ آج وہ اپنے بیٹوں کا علاج نہیں کروا سکتا۔ جناب سپیکر! کئی مریض اپنی رقوم ڈوب جانے کی وجہ سے ہسپتالوں میں دم توڑ گئے۔ جناب والا! بیشتر لوگ وہ ہیں کہ جن کی

ساری زندگی کا اثاثہ لٹ گیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کی ہمدردی کے بول آپ کی تقریریں ان عوام کے کام نہیں آ سکتیں۔ کوئی چیز اگر ان کے کام آ سکتی ہے تو اس محکمے کا وہ فیصلہ کہ جس شخص کی رقم ڈوبی' وہ رقم اس کے گھر تک پہنچ جائے تو میں سمجھتا ہوں پھر انصاف ہوا پھر ہمدردی ہوئی ہے۔ اور پھر ہم نے نمائندگی کا حق ادا کیا۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف اپنی اختتامی تقریر میں جو کچھ سمیٹیں گے اپنی جگہ' لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ عوام کی رقم یہ کارپوریشن سمیٹ کر لے گئیں۔ آج یہ الفاظ میں اپنی تقریر کو نہ سمیٹیں بلکہ اپنی تقریر میں ہمیں یہ بتائیں کہ آیا واقعی عوام کو ان کی رقم واپس مل جائے گی۔ اور اگر یہ رقم واپس ملے گی تو کتنے عرصے میں واپس ملے گی۔ اور اگر محکمہ کوآپریٹوز عوام کو ان کی رقوم واپس نہیں کر سکتا تو پھر پورے محکمے کے خلاف کارروائی کی یقین دہانی وزیر موصوف یہاں پر کروائیں۔ جناب والا! اگر یہ یقین دہانی نہیں ہو سکتی تو میں عرض کروں گا کہ اس محکمے کو سرے سے ختم کر دیا جائے۔ آخر میں جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہماری حکومت کو عوام سے ہمدردی ہے تو ہمیں ایسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے کہ ان کارپوریشنوں کے تمام ڈائریکٹرز کی جائیداد حکومت ضبط کر کے اپنی ذمہ داری پر ان کی رقوم واپس کرے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب جناب صورت یہ ہے کہ منسٹر کوآپریٹوز بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ لیڈر آف اپوزیشن بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالوکیل صاحب بات کرنا چاہتے ہیں جناب منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ میرے پاس جو نام ہیں ان میں حاجی سردار خان صاحب' سعید احمد قریشی' طیب اعوان اور حاجی محمد بوٹا صاحب ہیں۔ اس میں صورت یہ ہے کہ آدھ گھنٹہ قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔ پندرہ منٹ تک رانا پھول خان صاحب بات کرنا چاہتے ہیں جو وزیر متعلقہ ہیں ان کو موقع ملنا چاہیے۔ اس کے بعد جناب قائد ایوان بحث سمیٹنا چاہیں گے وہ بھی کم از کم آدھ گھنٹہ بات کریں گے۔ اب صورت یہ ہے کہ اگر باقی صاحبان بات نہ کریں تو پھر مقررہ وقت میں بحث پایہ تکمیل کو پہنچ سکتی ہے۔ لاء منسٹر صاحب آپ سرکاری پارٹی کے اراکین کے بارے میں بات کیجیے جو بات کرنا چاہتے ہیں کیجیے۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ سارے بات کریں۔

وزیر قانون: جناب والا! کل آپ خود صدارت فرما رہے تھے اور ہمیں اجلاس آٹھ سوا آٹھ بجے ختم کرنا پڑا۔ کیونکہ اس وقت کوئی بھی مقرر بولنے والا نہیں تھا۔ اگر ان میں سے کچھ صاحب کل

بول لیتے تو کافی بوجھ ہلکا ہو جاتا تھا۔ آج تقریباً" تین چار اراکین ہیں جو بولنا چاہتے ہیں۔ میں ان دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو دو دو منٹ بولنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سعید احمد قریشی: جناب سپیکر! اگر آپ کو وقت پیش آ رہی ہے تو کوئی صاحب بھی بات نہیں کرتا۔

وزیر قانون: پھر رانا صاحب کو بولنے کے لیے کہیں۔

وزیر امداد باہمی: میں اس معزز ایوان کا مشکور و ممنون ہوں کہ عوام کے اس مسئلہ کو پیش کرنے کے لیے ایوان نے بڑے قیمتی دو دن مخصوص کیے اور ارکان اسمبلی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میں ان کو نوٹ کرتا رہا ہوں میں ان کا ممنوں ہوں ان کے جو مفید مشورے ہیں ان پر عملدرآمد کرائیں گے۔ لوگوں کی رقومات واپس لانے کے لیے پنجاب حکومت قانون کے اندر رہ کو جو بھی کر سکتی ہے' اس میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے گی۔ لیکن میرے لیے یہ لازم ہے کہ میں عرض کروں کہ یہ بحران پیدا ہونے کی اصل بنیاد کیا ہے۔ جناب والا! اس کی اصل بنیاد یہ ہے کہ پہلے کارپوریشنیں کوآپریٹوز لاء کے تحت پنجاب بنک کے طور پر کام کرتی تھیں۔ لیکن مرکزی حکومت کے قانون کی تبدیلی کے بعد وہ بنک کا نام نہیں استعمال کر سکتی تھیں' انہوں نے اپنے بائی لاز میں تبدیلی کر کے کارپوریشنوں کا درجہ دے دیا۔ 1971ء سے ایک نئی چیز پیدا ہوئی جبکہ پیپلز پارٹی کی حکومت مرکز میں تھی اور 1977ء تک فنانس کمپنیاں وجود میں آ گئیں۔ جن کا محکمہ امداد باہمی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ قومی اسمبلی کے انکشاف کے مطابق لوگوں کا چالیس ارب روپیہ لوٹا گیا۔ اور 1978ء میں پیپلز پارٹی کی حکومت ختم ہوتے ہی وہ بھی گول ہو گئیں۔ حکومت نے ان کے لیے کچھ نہ کیا۔ ان لوگوں کو ایک پیسہ تک نہ ملا۔ اس کے بعد پھر پیپلز پارٹی کی حکومت مرکز میں برجمان ہوئی اور اس نے پنجاب میں پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور جیالوں کے سوا تمام لوگوں پر کمرشل بنکوں سے قرضے لینے پر پابندی عائد کر دی۔ جس کی وجہ سے اس صوبے کے تاجروں صنعت کاروں اور کاروباری لوگوں کو ان کارپوریشنوں سے قرضے لینے پڑے۔ قرضے لینے میں پیپلز پارٹی کے بہت سارے لیڈر شامل ہیں۔ لیکن اس وقت اسٹیٹ بنک نے مرکزی حکومت کو ایک رپورٹ بھیجی کہ یہ بنکنگ غیرقانونی کر رہے ہیں ان پر پابندی عائد کرنے کے لیے بنک کا قانون لاگو ہونا چاہیے۔ مگر اس وقت کے وزیر خزانہ جناب احسان الحق پراچہ نے' چونکہ ان کی بھی ایک کارپوریشن ہے'

اس کو منظور نہ ہونے دیا اور قانون میں اتنی طاقت نہ رہی کہ اس کاروبار کو قانونی طور پر بند کیا جا سکے اس کے علاوہ اب یہ کہا جاتا ہے کہ دو خاندانوں نے اتنے قرضے لے لیے جناب والا! جب قومی بنکوں سے قرضے لینے پر یہ پابندی عائد کی گئی کہ سوائے پیپلز پارٹی کے اور کوئی قرضہ حاصل نہیں کر سکتا' تو پھر لوگ قرض لینے پر مجبور تھے' دو خاندانوں نے بھی صنعتیں لگانے کے لیے عوام کو روزگار مہیا کرنے کے لیے جو قرضے حاصل کیے وہ درست تھے۔ قرض حاصل کرنا کوئی جرم نہیں' قرض ایک آڑھتی سے بھی لیا جا سکتا ہے۔ ایک ہمسائے سے بھی لیا جا سکتا ہے۔ ایک غیرقانونی کارپوریشن سے بھی لیا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی جرم نہیں۔ لیکن اس دوران بیس 20 ماہ کی حکومت میں اس وقت 101 کارپوریشنیں رجسٹرڈ ہیں ان میں سے 91 بیس ماہ کی حکومت میں رجسٹرڈ تھیں۔ اور اس حکومت کے ختم ہوتے ہی اس 91 میں سے صرف ایک مرکنٹائل اور ایک سروسز یہ دو کارپوریشنیں ایسی ہیں جو باقی رہ گئی ہیں۔ باقی حکومت کے جاتے ہی ان کے ساتھ ہی بستہ گول کر گئیں۔ جب میں نے اس عہدے کا حلف اٹھایا تو میں نے محسوس کیا کہ لوگوں کی رقومات جو پیپلز پارٹی کے جیالے 20 ماہ میں اتنی ہضم کر گئے ہیں تو آئندہ کیا ہو گا۔ میں نے ایک حکم جاری کیا کہ اب اس صوبے میں کوئی کارپوریشن رجسٹرڈ نہیں ہو گی۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا' اب اگر آپ دیکھیں جن کو کہتے ہیں کہ آئی جے آئی کے ایم پی اے اور ایم این اے کی یہ کارپوریشنیں ہیں اور ان کے دو خاندانوں نے قرضے حاصل کیے ہیں۔ آج چھوٹے کاشتکاروں کو ہم نے رقومات دلائی ہیں۔ تقریباً" پونا ارب روپیہ ہم نے عوام کے چھوٹے کھاتہ داروں میں تقسیم کیا ہے وہ ان دو خاندانوں نے ادا کیا ہے۔ گلزار خان سینیٹر' چودھری حاکم علی خان اور لک صاحب جو پیپلز پارٹی کے بڑے کرتا دھرتا ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہم عوام کی ہمدردی چاہتے ہیں' انہوں نے ایک پیسہ بھی واپس نہیں کیا۔ ہمارے قانون کی کمزوری کی وجہ سے ہمیں مشکلات درپیش تھیں۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی بنائی اور وزیر اعظم صاحب نے حکم دیا کہ فوری طور پر لوگوں کی رقومات واپس دلاؤ۔ جس کے لیے ہم نے گورنر پنجاب سے دو آرڈی ننس جاری کروائے۔ جو موجودہ اجلاس میں ہی اس اسمبلی کے سامنے ایک بل کی شکل میں پیش ہوئے' اور اب وہ کمیٹی کے سپرد ہیں۔ کمیٹی کی چھان پھٹک کے بعد وہ انشاء اللہ ایک مؤثر قانون بنے گا' اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ لوگوں کی رقومات واپس کروانے کے لیے ہم کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں گے اور

انشاء اللہ رقوام واپس دلائیں گے۔ اب محترمہ بے نظیر نے اس کو سیاسی سٹنٹ کے طور پر استعمال کرنا شروع کر دیا۔ جو انہیں زیب نہیں دیتا تھا۔ بہتر تو یہ تھا کہ وہ اپنے باپ کے زمانے کی ڈوبی ہوئی 40 ارب روپے کی رقم لوگوں کو واپس دلاتی یا پھر کم از کم پیپلز پارٹی کی کارپوریشنوں سے واپس کرواتی۔ کوئی کھاتہ دار ان کے پاس نہیں جاتا۔ پیپلزپارٹی کے کارکنوں کو کتبے دے کر وہاں کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ ہم کھاتے دار ہیں۔ یہ ایک سیاسی سٹنٹ ہے جس کو ہم نے اپنے عمل سے فیل کر دیا۔ اور اس کو ہم نہیں چلنے دیں گے۔ ہم نے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ اگر اب جعلی کھاتہ دار کسی جلوس میں آئیں گے تو ان کے نام اور پتے لکھنے کے بعد ان کے خلاف مقدمہ درج کریں گے اور ان کو جیل بھیجیں گے۔ یہ فرض کاری اب نہیں چل سکے گی۔ اس کے بعد میں عرض کروں کہ ہم نے تمام جائیدادوں پر اور تمام اکاؤنٹس پر ان کارپوریشنوں پر پابندی عائد کر دی ہے۔ مگر ایک شور ہے کہ ان کو no objection سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک کوئی قرض دار رقم جمع نہیں کروائے گا ہم اس کو No objection سرٹیفکیٹ نہیں دیں گے۔ ہم ہرگز عوام کے پیسے کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔ اور ایک ایک پیسے کی جائیداد نیلام کر کے چھوٹے کھاتے داروں کو دیں گے۔ لیکن کچھ لوگ جو یہ کہتے تھے کہ شریعت بل میں سود کو تحفظ دے دیا گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آج وہی لوگ سود خوروں کی حمایت کر رہے ہیں۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ بعض چھوٹے کھاتہ داروں نے گزارے کے لیے اپنی آمدن کو بڑھانے کے لیے زیادہ سود پر پیسے جمع کروائے۔ لیکن لاکھوں اور کروڑوں والے کھاتہ دار جنہوں نے زکوٰۃ سے اور انکم ٹیکس سے بچنے کے لیے سمگلنگ کا کمایا ہوا پیسہ ان کارپوریشنوں میں جمع کروایا' آج ان کو بھی مظلوم ظاہر کیا جا رہا ہے۔ افسوس وہ لوگ احتجاج کر رہے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم سود کے خلاف ہیں۔ اور اس معزز ایوان میں اور اخباروں میں سود خوروں کی حمایت کی جا رہی ہے۔ ہم پہلے چھوٹے کھاتے داروں کا حساب چکائیں گے' اور انشاء اللہ مجھے قوی امید ہے کہ ہماری اب ایک ہائی پاور کمیٹی بنی ہے جس کے سربراہ وزیر داخلہ ہیں' وزیر امداد باہمی میں ہوں' وزیر اعلیٰ صاحب خود اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہم چھوٹے کھاتہ داروں کا ایک پیسہ بھی بقایا نہ رہنے دیں گے۔ باقی بڑے سود خوروں کے لیے جائیداد ان کو دی جائے گی۔ نقد پیسے کی اس وقت امید نہیں ہے اور حکومت نے اور وزیراعظم صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان میں سے جو

کارپوریشن اپنی جائیداد گروی رکھ کر کسی بنک سے قرضہ لینا چاہتی ہے ہم اس کو دلائیں گے تاکہ عوام تک پہنچے۔ اس کو سیاسی سٹنٹ کے طور پر استعمال کرنے والوں کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ ہمارے دور میں کیا ہوا ہے۔ اس لیے میں اپنی گزارشات ختم کرنے سے پہلے اس معزز ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ان کی مدد سے ہم چھوٹے کھاتے داروں کا ایک ایک پیسہ واپس دلائیں گے اور کارپوریشنوں کے خلاف جہاں تک ہمیں قانون اجازت دے گا انتہائی قدم اٹھائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس بحران پر قابو پانے کی اہلیت اور ہمت رکھتے ہیں۔ ہم لوگوں کو برباد نہیں کرنا چاہتے کہ ان کو ایجیٹیشن میں لائیں' برباد کریں' ان کا پیسہ ضائع ہونے دیں۔ ہم ہرگز ایسا نہیں ہونے دیں گے اور ہم غیرقانونی ایجیٹیشن کسی قیمت جاری نہیں رکھنے دیں گے۔ اور انشاء اللہ میں آپ کو اور اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے چھوٹے کھاتے داروں کو ایک ایک پائی واپس دلانے کا انتظام کر لیا ہے اور میں اس کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں۔ اور آپ دیکھیں گے کہ وہ چند لوگ ہی رہ جائیں گے جن کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے۔ ان سے وصولی کے لیے اب قانون بن گیا ہے۔ اس سے وہ بچ نہیں سکیں گے اور ان سے ہم ایک ایک پیسہ وصول کروائیں گے۔ شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر راجہ خلیق اللہ خان۔

راجہ خلیق اللہ خان: سر رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم چھوٹے کھاتے داروں کی رقم واپس کروائیں گے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کی کیا حد رکھی ہوئی ہے وہ چھوٹے اکاؤنٹ ہولڈروں کو کس حد تک تصور کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب اس کو چیف منسٹر صاحب نے وائنڈ اپ کرنا ہے وہ میرے خیال میں آپ کی بات کو ملحوظ خاطر رکھیں گے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس میں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

184 (8) A member shall not raise a point of order to ask for information;

کوئی اطلاع دینے کے لیے ممبر پوائنٹ آف آرڈر نہیں کر سکتا۔ وہ اطلاع دینا چاہتے ہیں کیونکہ رول 184 ہے راجہ صاحب پڑھ لیں' اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ:

184 (8) Amember shall not raise a point of order to ask for information.

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے۔

میاں شہباز احمد: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! چونکہ کوآپریٹوز کا معاملہ ہے اور کوآپریٹوز کے وزیر رانا پھول خان ہیں۔ وہ باہر چلے گئے ہیں۔ ان کا یہاں ہونا بہت ضروری ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ انہیں ہال میں بلایا جائے۔ اب آ گئے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: میں آپ کے پہلو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

میاں شہباز احمد: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں اتنے بوڑھے آدمی کو اپنے پہلو میں بٹھانا پسند نہیں کرتا۔ آپ براہ کرم آئندہ یہ الفاظ استعمال نہ کریں کہ میں آ کر آپ کے پہلو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سہیل ضیا بٹ: جناب سپیکر! میں ان سے یہ کہوں گا کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

میاں شہباز احمد: انہوں نے پہلو کا لفظ استعمال کیا ہے۔ وہ ضسٹر ہیں وہ پہلو میں کیسے بیٹھ سکتے ہیں؟ پہلو کا مقصد ہے کہ آدمی بغل میں بیٹھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: براہ راست بات نہ کیجیے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ میاں شہباز صاحب نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ کارروائی سے حذف کیے جائیں۔

جناب سپیکر: میاں شہباز صاحب نے کیا بات کی ہے؟

جناب سہیل ضیاء بٹ: انہوں نے کہا ہے کہ یہ اتنے بڑے آدمی ہیں۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی خان کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

رانا اکرام ربانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: جناب سپیکر! مجھے ابھی ایک تار وصول ہوئی ہے جو اسمبلی

کے پتے پر ہے۔ ڈسٹرکٹ بہاول نگر سے کوئی کاشتکار حضرات ہیں۔ انہوں نے یہ لکھا ہے:

We will burn our bodies in front of Punjab Assembly on Wednesday.

یعنی 2 اکتوبر 1991 کو۔ اریگیشن سے متعلقہ ان کا کوئی مسئلہ ہے۔ چونکہ منسٹر اریگیشن تشریف نہیں رکھتے' میں یہ تار وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ یہ ان کے وفد کو بلا کر ان کے ساتھ کوئی بات کریں۔

جناب سپیکر! آج جس موضوع پر اظہار خیال کے لیے آپ نے مجھے دعوت دی ہے اور کل سے دوست اس پر بحث کر رہے ہیں۔ اس پر حزب اقتدار کی طرف سے جس انداز میں یعنی تقریریں ہوئیں' اس سے مجھے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کابینہ میں توسیع کا کوئی معاملہ جناب وزیر اعلیٰ کے زیر غور ہے۔ دستی صاحب نے افضل اعزاز صاحب نے' حنیف صاحب نے بہت سے ایسے معاملات ایوان کے علم میں لائے ہیں جن پر میں بھی بات کرنا چاہتا تھا۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے جہاں اپنی سیاسی وابستگیوں سے ہٹ کر اپنے حلقے کے لوگوں کی نمائندگی کی ہے وہاں مجھے بھی بعض چیزیں دہرانا نہیں پڑیں گی۔ طاہر رشید صاحب نے بڑے زور سے بات کی۔ غالباً" مائیک کی بھی ضرورت نہ تھی۔ انہوں نے بہت زور دے کر کہا کہ آج ہماری حکومت نے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ گزارشات کروں گا میں منسٹر کوآپریٹوز کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ کوآپریٹوز کا یہ جو اتنا شدید بحران جس کا ہم آج سامنا کر رہے ہیں اس کی وجہ دو بڑے خاندانوں کا قرضہ حاصل کرنا تھا۔ میں ان کا ممنون رہوں گا کیونکہ ہمیشہ حکومت پنجاب کی طرف سے آن دی ریکارڈ پہلے یہ کہا گیا کہ یہ الزام بے بنیاد ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ایک اور خطرے کی نشان دہی بھی کی اور میں چاہوں گا کہ جب محترم قائد ایوان اس کو sum up کریں تو اس بارے میں بھی مزید کچھ وضاحت کریں۔ محترم وزیر امداد باہمی نے فرمایا کہ کھاتہ داروں کے لیے واپسی کی نقد رقوم میں امید نہیں ہے۔ واپسی جائیداد کی شکل میں کی جائے گی۔ جبکہ یہ ہم سب کے علم میں ہے کہ اسٹامپ ڈیوٹی نہ ہونے کی وجہ سے پراپرٹی کی ویلیو ایک لاکھ کی بجائے کئی گنا زیادہ رجسٹریوں میں لکھی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ سے یہ

اجازت بھی چاہوں گا کہ جہاں مجھے کچھ تحریروں کا حوالہ دینا پڑے اور اس کے لیے انگریزی زبان کا سہارا بھی لینا پڑے تو مجھے اس کی اجازت ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر بات کرتے ہوئے محترم قائد ایوان نے بڑے رنجیدہ دل سے جو کہ اپنی جگہ پر یہ بہت متاثر کرنے والی بات تھی' یہ کہا تھا کہ دشمن کے ایجنٹ پاکستان کے اندر کارروائیاں کرتے ہیں اور ان کے نزدیک کسی بھی آدمی کا نام غلام رسول ہونا کافی ہے۔ جناب سپیکر! ایک دو دس غلام رسولوں کے خلاف تو یہ بات ثابت کی جاتی ہے کہ یہ دشمن کے ایجنٹ ہیں۔ یہاں لاکھوں غلام رسول اس سے متاثر ہیں۔ اس بارے میں میں بھی یہ الزام لگا سکتا ہوں' لیکن جناب سپیکر! الزام اور جوابی الزامات سے مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ اس مسئلے کی شدت کو نمایاں کرنے کے لیے میں تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق تقریباً" دو لاکھ پچھتر ہزار کھاتے داروں کا سترہ ارب روپیہ اس مالیاتی سکینڈل کی نذر ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! شاید سولہ سترہ ارب کی رقم عام آدمی کی سمجھ میں نہ آئے۔ میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہوں گا کہ پنجاب کا جو ڈویلپمنٹ کا بجٹ ہے اس سے تقریباً" ڈیڑھ دو گنا رقم اس بحران میں لوگوں کی ڈوب چکی ہے۔ اتنی رقم سے دو سال پنجاب میں ترقیاتی کام ہو سکتے تھے جتنی رقم اس بحران میں لوگوں کی ڈوب چکی ہے۔ بظاہر اس کی recovery کا کوئی چانس نظر نہیں آتا۔ لیکن سرکاری اعداد و شمار سے ہٹ کر دیکھا جائے تو کھاتے داروں کی تعداد اس سے زیادہ ہے۔ کیونکہ اس سکینڈل کے منظر عام پر آنے سے قبل بہت سے کوآپریٹوز ادارے بند ہو چکے تھے۔ آنکھ میں آنکھ آج ڈالی گئی ہے جس وقت لوگ خودکشی کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ آنکھ میں آنکھ ڈالی گئی ہے جس وقت لوگ اپنی بچیوں کی شادیاں کرنے سے مجبور ہیں۔ آنکھ میں آنکھ آج ڈالی گئی ہے جس وقت پوری قوم سڑکوں پر آ کر سراپا احتجاج بن گئی ہے۔ تقریباً" پینتالیس لاکھ افراد اس بحران سے متاثر ہوئے ہیں۔ اور اگر ان سے متعلقہ جتنے لوگ ہیں کہ بل ادا نہیں ہوئے' کرایہ ادا نہیں کیا گیا' لوگوں سے جو کھانے پینے کی اشیا ادھار لا رہے ہیں اس امید پر کہ ہماری recovery ہو جائے گی اور ہم یہ ادا کر سکیں گے' اگر ان کو شمار کر لیا جائے تو یہ کروڑوں روپوں میں بات جا پہنچتی ہے۔ 21- اگست کو یہ این آئی سی' ایف سی اور ایک اور فرم کو نوٹس جاری کیا گیا۔ جبکہ یہ معاملہ بہت سے حوالوں سے تقریباً" پچھلے سال سے

منظر عام پر لایا جاتا رہا اس پر احتجاج ہوتا رہا اور بہت سی سنگین بے قاعدگیوں کے الزامات حکومتی ارکان پر عوام کے سامنے آئے۔ لیکن آنکھ ڈال کر تو آج بات کی گئی ہے۔ یہ میرے پاس مارچ 1991ء کی اخبارات ہیں۔

According to reports the Services Cooperative Corporation, one of the biggest Corporation in the Punjab, has stopped paying profits to the depositors, and most of the officials have disappeared from the scene leaving the depositors in utter dismay. utter dismay کا مطلب بعض ارکان کی سمجھ میں نہیں آئے گا جو کہتے ہیں آج آنکھ میں آنکھ ملا کر بالکل مایوس کر کے جو بھاگ جاتا ہے اسے کہتے ہیں utter dismay اور آنکھ میں آنکھ ڈالنے کی روداد کیوں محسوس کی گئی۔ جناب سپیکر! میں اس کی طرف بھی آؤں گا۔ اس کے بعد یہ بھی ایک رپورٹ اخبارات میں آئی جس میں صاف طور پر یہ بتایا گیا کہ:

Under section 37 of the Act the Co-operative Society can invest or deposit its funds in Government Saving, Bank and in any of the security specified in Section 20 of that Act i.e the Trust Act of 1932.

جناب سپیکر! یہ سروسز کوآپریٹوز کے حوالے سے آئی اور حکومت کی جہاں انتظامی ذمہ داری تھی وہاں سیاسی اور اخلاقی ذمہ داری بھی تھی کہ اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لیے اس وقت نوٹس لیا جاتا۔ اور پھر صرف یہ بے قاعدگیوں کی بات نہیں ہوتی۔ یہ میرے پاس 5 مارچ کی اخباریں ہیں جن میں یہ

Complaint by depositor

The police do not dare to register a case against the IJI MPA, or to get hold of him, because he has direct links with the Prime Minister and the Chief Minister, and claims that he has spent hundred million in the IJI

election campaign.

5 مارچ 1991ء کو اتنا بڑا الزام اخبارات میں کھاتے داروں کے حوالے سے آیا ہے۔ آنکھ میں آنکھ ڈالنے کی آج بات ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ میرے پاس ایک سمری ہے جو رجسٹرار کوآپریٹوز سوسائٹی نے محترم وزیر اعلےٰ کی خدمت میں پیش کی تھی اور اس کی تصدیق کم از کم اس حوالے سے ہو جاتی ہے کہ اس سمری میں جو allegations لگائے گئے تھے وہ میں پھر دھراتا ہوں میرے نزدیک اس سمری کی authenticity اس لحاظ سے کنفرم ہو جاتی ہے کہ اس سمری میں جو الزامات لگائے گئے' جس وقت ذوالفقار اعوان صاحب کو چارشیٹ کیا گیا ہے' تو اس میں وہی سارے الزامات اس چار شیٹ کے اندر درج تھے 22 اگست 1991ء کے اخبارات کے مطابق ذوالفقار اعوان صاحب کو دی گئی۔ اس کے بعد اسی حوالے سے تحاریک التوائے کار نیشنل اسمبلی اور سینیٹ میں پیش کی گئیں۔

On April 3, the full jury of the Members of the National Assembly was on the central government termed Lt Gen Majid Malik as Minister-in-Charge of Co-operatives did not oppose the adjournment motion, and Mr. Shahid Khaqan Abbasi has suggested its admission and a full debate. He admitted the failure of the government and said that at one stage he wanted to arrest at least eight to ten honourable members of the co-operative society, but dropped the move as it would have complicated the issue.

رانا صاحب! آپ میرے محترم بزرگ ہیں۔ خاندانوں نے صنعتی ترقی کے لیے پیسے نہیں لیے۔ یہ مجید ملک صاحب نے بتایا تھا کہ صورت حال سیاسی طور پر complicated ہو جاتی ہے اگر ان آٹھ دس افراد کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! پھر ایک جیسا issue اور اس حوالے سے 1987ء میں' جولائی 1990ء میں حبیب انڈسٹریل کوآپریٹوز جو کہ پنجاب میں رجسٹرڈ تھی۔ پنجاب میں فنکشن کرتی تھی وہ غائب ہو گئی۔

The depositors request for government intervention went unheeded and they lost million of rupees.

جناب سپیکر! اس میں تھوڑی سی ایک چیز add کرنی چاہتا ہوں کہ سنٹرل رجسٹرار کا آفس پہلے exist نہیں کرتا تھا۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں حکومت کے کچھ پسندیدہ افراد کے خلاف تقریباً" پونے تین کروڑ کی embazzlement ہوگئی۔ اب اس کو مک مکا کے ذریعے ختم کرنے کا معاملہ درپیش آیا تو وہ فائلیں' وہ معاملات پنجاب سے withdraw کر کے مرکز میں لے لیے گئے۔ سنٹرل رجسٹرار کا آفس create کیا گیا۔ اور ان کے ذمے یہ لگایا گیا کہ یہ جو مالی بے ضابطگیاں اس دور میں یا ان ایجنسیوں کے حوالے سے سامنے آئی ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ اس وقت نہ پنجاب کے حقوق پر ضرب آئی اور نہ کسی نے اس طرف توجہ دی۔ بڑی دھواں دھار تقاریر آج بھی اس ہاؤس میں ہوئی ہیں کہ تیرہ ماہ میں سنٹرل رجسٹرار نے یہ کر دیا۔ تو سنٹرل رجسٹرار آیا کہاں سے تھا؟ اگر اس کی افادیت اتنی زیادہ تھی اور اس کے بغیر مرکزی حکومت کا محکمہ امداد باہمی نہیں چل سکا تھا تو آج اس کو denotify کس لیے کیا گیا ہے۔ میں پھر یہی بات عرض کرتا ہوں کہ الزام اور جوابی الزامات سے مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ میں کچھ ایسی چیزیں جو قانون سازی کے وقت ہمارے پیش نظر ہونی چاہئیں کہ ان کو آپریٹو اداروں نے اگر گڑبڑ کی تو ان کا طریقہ واردات کیا تھا؟ سب سے پہلے تو کوآپریٹو اداروں نے عوام سے پیسہ اکٹھا کر کے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو فرضی ناموں سے بڑے بڑے قرضے جاری کر دیے۔ اور ان قرضوں کے عوض کسی قسم کی سیکورٹی نہیں تھی۔ جس کی وجہ سے ان قرضوں کی واپسی ناممکن ہو گئی۔ قانون سازی کے وقت ہم بھی کوشش کریں گے لیکن یہ حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ ان loopholes کو بند کرے۔ جن کے ذریعے سے اس ملک میں صنعتی ترقی کے نام پر لاکھوں کروڑوں' اربوں روپیہ عوام کا کھایا پیا گیا ہے۔ قیمتوں میں فرق۔ یہ ادارے جو چیز دس روپے کی خریدتے تھے اسے ریکارڈ میں سو روپے کی ظاہر کرتے تھے۔ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اس بارے میں عوام کے شکوک دور کرنے کے لیے بھی کچھ نہ کچھ ان کو یہاں پر فرمانا چاہیے۔ فرضی ناموں سے تنخواہیں حاصل کی گئیں۔ چونکہ ادارے کے ڈائریکٹر نے اپنے ہی رشتہ داروں کو بنایا ہوا تھا اور ڈائریکٹرز جنہوں نے کبھی

دفتر کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی وہ بھی گھر بیٹھے تنخواہوں کے علاوہ تمام الاؤنس وصول کیا کرتے تھے۔ جعلی زمینوں کی خرید' جعلی کوآپریٹو ادارے ملی بھگت سے زمینوں کے جعلی کاغذات اور مالک تیار کر لیتے تھے اور پھر ان مالکوں سے زمین خرید لیتے تھے۔ اور اس زمین کی تمام رقم بھی ادا کر دی جاتی تھی لیکن بعد میں پتا چلتا تھا کہ یہ زمین تو کسی اور کی ہے۔

جناب والا! میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ یہ ایک ڈاکٹر عبدالحلیم بابر امریکہ میں تھے انہوں نے اس شوق میں کہ اپنے ملک کی خدمت کریں۔ ان کا جذبہ اپنی جگہ پر قابل تحسین اور قابل احترام ہے اور میری دعا بھی ہے اور میری استدعا بھی ہے کہ کم از کم ایسے کیسز میں جہاں وہ اپنے مادر وطن کی خدمت کے لیے ان کو follow کرنے والے پاکستانیوں کا جذبہ برقرار رکھنے کے لیے اس جذبے سے' recovery کی جائے جتنا زور و شور سے باب پاکستان اور اس قسم کے دوسرے کاموں کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ انہوں نے زمین خریدی کہ وہ یہاں پر لوگوں کے لیے ہسپتال بنائیں گے۔ لیکن انہی خاندانوں نے اس طریقہ واردات سے فرضی نام سے زمین خرید کر اس کو بیچ دی۔ ڈاکٹر عبدالحلیم بابر ان کا نام ہے۔ شاید وہ کسی ضمن میں رانا صاحب سے یا محترم قائد ایوان سے رابطہ قائم کریں تو میری یہ گزارش ہو گی کہ ان کو مایوس نہ کریں۔ متنازعہ زمینوں کی خرید' لوگوں کو زمینوں کو فروخت کر کے پیسہ کمانا' پھر بعض اوقات یہ بھی ہوا ہے کہ پروجیکٹ کسی نے بنایا ہے اور اس پر کسی کوآپریٹو ادارے نے اپنا بورڈ لگا کر کام چلا لیا اور سب سے اہم بات جو محترم قائد ایوان کے لیے indirectly اور محترم منسٹر فار کوآپریٹو کے لیے directly توجہ کی مستحق ہے۔ محکمہ امداد باہمی کے افسروں کی لوٹ مار پر محکمہ امداد باہمی کے بعض افسروں کے تعاون کے بغیر کوآپریٹو ادارے لوٹ مار کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ ان افسران کے علم میں تھا کہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن وہ صرف اپنا حصہ وصول کرنے میں معروف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ محکمہ امداد باہمی کے لوگ برائے نام آڈٹ کرتے رہے۔ بلکہ کوآپریٹو اداروں کی مختلف برانچوں میں جا کر ان پر کھانا کھانے اور ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں آرام کرنے کے علاوہ ان کی گاڑیاں استعمال کرنا' اپنے عزیزوں کو ملازم رکھوانا' ان کو قرضے دلوانا اور ان اداروں سے کئی اور دیگر مشکلوں میں رشوت حاصل کرنے کے علاوہ ان کو اور کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔

جناب سپیکر! اب جہاں یہ سارا سلسلہ مختلف حوالوں سے ہمارے سامنے آیا ہے۔ اس میں ایک بڑی دلچسپ چیز ہے جو عوام میں بے چینی پیدا کرتی ہے اور جس سے یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ ان اداروں نے اتنی لوٹ مار کی۔ جناب سپیکر! یہ میرے پاس ایک Herald رسالہ ہے۔ جس کے صفحہ 43 پر ایک تصویر دی گئی ہے۔ اس تصویر سے بھی پتہ چلتا ہے کہ ان اداروں کا طریقہ واردات کیا تھا اور وہ کس influence کے تحت اتنی بڑی لوٹ مار کرنے کے باوجود قانون کی گرفت سے محفوظ رہے۔ آج یہاں سروسز ٹریڈرز کوآپریٹو کارپوریشن کئی حوالوں سے زیر عتاب رہی۔ اس کے سربراہ کو نظربندی کے نام پر بڑے اچھے' بڑے آرام دہ' پرسکون ماحول میں رکھا گیا اور ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ چونکہ وہ corrupt تھا وہ بے ایمان تھا' اس نے عوام کا پیسہ لوٹا تھا' اس لیے میں نے اپنی سیاسی' اخلاقی' قانونی اور انتظامی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے ذوالفقار اعون کو جیل میں ڈال دیا۔

President Mr. Ghulam Ishaq Khan prsented the pride of of performance award to Zulfiqar Awan.

جناب سپیکر! اس حوالے سے میں پوری پنجاب گورنمنٹ سے یہ اپیل کروں گا کہ کسی بھی ادارے کے افتتاح پر جانے سے پہلے کسی بھی آفس یا کسی برانچ کے افتتاح پر جانے سے پہلے یہ ضرور سوچ لیا کریں کہ کہیں یہ ادارہ آنے والے وقت میں کسی ایسی تصویر کا باعث تو نہیں بن جائے گا جو یہاں پر دی گئی ہے۔ یہ ادارہ یا یہ شخص اپنی کسی لوٹ مار کے حوالے سے کسی ایسی تصویر کا عنوان یا کسی ایسے مضمون کا عنوان تو نہیں بن جائے گا جس پر اس ملک کا عام شہری بھی محسوس کرے کہ ان ساری چیزوں کے بعد' ان تصویروں کے بعد ان اخبارات میں ساری کہانیاں آنے کے بعد اس ملک کا شہری ہونا میرے لیے باعث فخر بھی رہا ہے یا نہیں۔ جناب سپیکر! پھر لوگوں میں اور بھی بڑے حوالوں سے تشویش پائی جاتی ہے۔

Government arrested MPA Zulfiqar Awan owner of the Services Co-operative Society in order to pacify the people and to show that its hands were clean. But there are accusations that Zulfiqar Awan was arrested only after

he threatened that he would make some sensational disclosures about the IJI involvement in his society.

جناب سپیکر! آنکھ میں آنکھ ڈالنے کی آج اس لیے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ: جرم ایک بلکہ ڈیپازٹ زیادہ این آئی سی ایف سی والوں کے پاس

He reportedly ask the Chief Minister to rescue that Corporation by advancing loans failing which he would reveal the details of his relationship with IJI bigs. The Government, however, says NICFC have sufficient deposits..... did not arrest Chaudhri Tajjamal Hussain MNA, owner of the NICFC, the cousin of the Interior Minister Ch. Shujaat Hussain, similarly Abdul Majid MPA who is the General Manager of the Corporation has also not been arrested. The Government so far has failed to explain this discrimination.

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ جس وقت گورنمنٹ کے ایماء پر اس کو sum up کیا جائے تو discrimination کی وجوہات بھی بتائی جائیں کہ جن کے پاس آٹھ، دس ارب روپیہ ڈوبا ہوا ہے وہ تو باہر پھر رہے ہیں۔ اور جس کے پاس اس کے مطابق دو ڈھائی ارب روپیہ ہے سارا نزلہ اس پر گر رہا ہے۔

..... announcement that the Government was trying to arrange one billion rupees loan for the two biggest Corporations through Bankers Equity also it speakes of political discriminations. Why was this...

MR. SPEAKER: Time extended for half an hour.

LEADER OF OPPOSITION: Not offered to other alien cooperative societies in the first place.

Further, the deposits held by these two Corporations amounted to well over eleven billion rupees. How was the remaining fund degenerated?

جناب سپیکر! مختلف حوالوں سے آج بھی یہ بات آئی۔ میں شاید اس کی ضرورت محسوس نہ کرتا کہ اتفاق برادرز کے مالکان بہت اچھے بزنس ایڈمنسٹریٹر ہیں اور اس کی وجہ سے ان کا کاروبار flourish کرتا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! جس وقت محترم نواز شریف یہاں وزیر اعلیٰ تھے ہم یہ سوال اس وقت بھی کیا کرتے تھے اور آج اس معزز ایوان میں ان کی اس تعریف کے بعد دوبارہ ذہنوں میں یہ سوال آتا ہے کہ اگر

The speed with which Ittefaq Group has grown is remarkable. From not assets worth 220 million rupees in ء1977, this is according to the records of the banks which assessed their worth in connection with the loan application, it has accumulated assets worth over six billion rupees in 1990. It is again from the records of the Government agencies which worked out the average growth rate at over 215 Percent a year which is phenomenal by any business standards.

جناب سپیکر ان کی آمدنی اللہ کے فضل و کرم سے 215 فیصد کے حساب سے سالانہ بڑھتی رہی اور اس کا کچھ اثر اس صوبے پر بھی پڑتا رہتا ہے ہماری پنجاب گورنمنٹ کی Balance Sheet ہے یہ شاید پھر آج سٹیٹ بنک کے کھاتوں میں لال سیاہی سے لکھی گئی ہے۔ جناب سپیکر! نہ لکھی جاتی لیکن ان ساری باتوں کے باوجود عوام کے ذہنوں میں جو خدشات ہیں یہ اس وقت تک رہیں گے۔ جب تک ہر متاثرہ کھاتہ دار کو اس کی ایک ایک پائی نہیں مل جاتی۔ جناب والا! یہ ہمارا فرض ہے۔ جناب محترم وزیر امداد باہمی نے یہاں یہ فرمایا کہ احتجاج کرنے والوں کے خلاف ہم ایکشن لیں گے۔ جناب سپیکر! اس ایکشن کے لیے سب سے پہلے میں اپنے آپ

کو پیش کرتا ہوں کیونکہ جس وقت پنجاب کے تمام کھاتہ داروں کی ایک ایک پائی ان کو واپس نہیں مل جاتی ہم ہر available forum پر اس کے خلاف احتجاج کرتے رہیں گے اور اس کے لیے مطالبہ کرتے رہیں گے کیونکہ جناب والا! عوام نے ہمیں صرف یہی فرض ادا کرنے کے لیے یہاں بھیجا ہے۔ کوآپریٹو اداروں کے خلاف کارروائی لوٹ کھسوٹ مکمل ہونے پر شروع ہوئی۔ ایڈمنسٹریٹرز لوگوں کو کچھ نہیں دے سکیں گے۔ جناب والا یہ عوامی سطح پر پائے جانے والے خدشات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ خدشات درست ہیں ان خدشات کا ذکر اس ایوان میں کر رہا ہوں۔ اگر یہ کارروائی دو تین دن پہلے ہو جاتی تو عوام کا بہت سا روپیہ بچ سکتا تھا۔ اخباروں میں تو مارچ میں شور شروع ہو گیا تھا۔ نو ماہ گزرنے کے باوجود limitations کا اظہار ایک دن اس ایوان میں بھی کرنا پڑے گا' عوام کے سامنے بھی کرنا پڑے گا اور یہ تاریخ بتائے گی۔ اظہار وجوہ کا نوٹس ملنے کے باوجود کئی اداروں نے اپنے بقیہ نقد اثاثے محفوظ مقامات پر منتقل کر دیے۔ ان اداروں کو محدود مقاصد کے لیے کام کرنے کی اجازت ملی تھی۔ مگر محکمہ کوآپریٹو کے دو رجسٹراروں کے زمانے میں معاملات سے چشم پوشی کر کے انہیں متبادل بنکاری کے لیے سینکڑوں شاخیں کھولنے کی اجازت دے دی گئی۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں حزب اقتدار کے چند ارکان نے بھی یہ تفصیل بیان کی' جن کا میں نے شکریہ ادا کیا' ان میں اکثریت بیواؤں' یتیموں اور ایسے لوگوں کی تھی جن کا ریٹائرمنٹ کے بعد صرف اور صرف یہی اثاثہ تھا۔

جناب سپیکر! میں کچھ سوالات بھی اس ایوان کی وساطت سے کرنا چاہوں گا اور میں چاہوں گا کہ اس بحث کو sum up کرتے وقت ان کا بھی جواب دیا جائے یا کم از کم یہ یقین دہانی ضرور کرائی جائے کہ اس کا جواب بھی اس ایوان میں دیا جائے گا اور عوام کو بھی فراہم کیا جائے گا۔ یہ جو ادارے تھے 15- اگست 1991ء کو ان کی Recipts, payments, assets and liabilities کا کیا status تھا؟ اور ان کوآپریٹو اداروں سے چھوٹے خاندانوں یا بڑے خاندانوں نے جتنے قرضے لیے تھے ان کی کتنی رقم تھی اور کس کس تاریخ کو واپس کیے گئے اس کی تفصیل بھی جاننا اس ایوان کا حق ہے اور میں یہ سمجھنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں کہ اس کی تفصیل مہیا کیے بغیر ایک دفعہ پھر عوام کی آنکھوں میں

دھول جھونکی جائے گی۔ وقت لیا جائے گا۔ اور ماضی کی طرح صرف ڈنگ ٹپانے کے لیے یا پھر اس قسم کی اور بہت سی باتیں کی جائیں گی۔ جناب سپیکر! میں یہ مطالبہ ایک بار پھر دہراتا ہوں کہ 15- اگست تک جن لوگوں نے یا جن اداروں نے کوآپریٹو سوسائٹیز سے قرضہ جات حاصل کیے ہوئے تھے' ان قرضہ جات کی رقم اور یہ کس کس تاریخ کو حاصل کیے گئے تھے اور اگر یہ adjust کرائے گئے تو کس کس تاریخ کو کرائے گئے؟ کیا یہ واقعی کرائے گئے ہیں یا صرف پیپر transaction ہی جناب والا کرائی گئی؟

جناب والا! پھر ایک اور بات جو سامنے آئی وہ یہ ہے کہ ایک ہی شخص نے دو ناموں سے کارپوریشن اور سوسائٹی رجسٹر کروائی ہوئی ہے اور جس وقت ان کی ڈیپازٹس ہوتی ہیں تو ایک کے کھاتے میں سے دوسرے کے کھاتے میں ٹرانسفر show کر دیے جاتے ہیں' جیسے یہ این۔ ایف۔ سی والوں نے کیا اور جس وقت دوسری سوسائٹی کا آڈٹ ہوتا ہے' تو وہ پہلے کو بتا دیتا ہے کہ جی میرے سارے پیسے اس میں چلے گئے ہیں۔

جناب والا! یہ جو تراسیم اس ایوان میں پیش کی گئی ہیں جس وقت یہ آئیں گی ہم اس حوالے سے اپنا فرض انشاء اللہ تعالےٰ ادا کریں گے۔ جناب والا! اس بارے میں پہلے ہی کافی سبکشنز موجود تھے۔ مگر اتنا شور اور ہنگامہ ہونے کے باوجود 21- اگست 1990ء سے پہلے کوئی کارروائی نہ کرنا کس حوالے سے مناسب خیال کیا گیا۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس نظام کی افادیت کا تعلق ہے اور کوآپریٹوز کا جو سسٹم ہے وہ بنیادی طور پر کسی مسئلے کا حل نہیں ہے..... یا اس کو چلانے کا جو انداز ہے اس میں جہاں خامی پائی جاتی ہے' جناب سپیکر! جہاں تک اس کوآپریٹو سسٹم کا تعلق ہے یہ اپنی جگہ پر بہت افادیت کا حامل ہے۔ اداروں کو بچانے کے لیے ان افراد کے خلاف' ان کی پوزیشن کو نظر انداز کرتے ہوئے' کارروائی بہت ضروری ہے اور اگر اس سلسلے میں کوئی مجبوری ہو تو اس کا اظہار بھی ایوان کے سامنے کرنا بالکل دیانت داری کے تقاضوں کو پورا کرے گا۔

جناب سپیکر! جس طرح سے محترم رانا صاحب وزیر امداد باہمی نے فرمایا ہے کہ اس سلسلے میں بڑی high powered کمیٹی کام کر رہی ہے۔ جناب سپیکر! ان کمیٹیوں میں وہی لوگ موجود ہیں۔ ان high powered کمیٹیوں میں وہی لوگ موجود ہیں جن کی وجہ سے یہ سارا

بحران پیدا ہوا۔ جن کے ذمہ اربوں روپے کے قرضہ جات ہیں۔ جنہوں نے اپنی administrative duty پوری نہیں کی جس کی وجہ سے لوگوں کا اربوں روپیہ خطرے میں پڑا ہوا ہے۔ ایک اور Senator جن کا تعلق آئی۔ جے۔ آئی سے ہے' جناب آصف وردگ صاحب' انہوں نے کہا ہے۔ موجودہ وزیر امداد باہمی نے جن اقدامات کا اعلان کیا اس بارے میں کہا ہے بلکہ آصف وردگ صاحب نے پہلے کہہ دیا تھا کہ:

The Government's steps connot safeguard depositor's intrest.

اور میں جناب سپیکر! بطور منتخب نمائندہ ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے ان کمیٹیوں پر عدم اعتماد کا اظہار کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ ایک high power جوڈیشل کمیٹی تشکیل دی جائے جس میں جج صاحبان کے علاوہ جو ایک بڑی ضروری پارٹی ہے جس کو ابھی کسی جگہ پر بولنے کا موقع نہیں ملا اور جب وہ بات کرتے ہیں تو ان کو ڈرایا دھمکایا جاتا ہے کہ ہم ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔ یعنی یہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ تمہیں ماریں گے بھی اور تمہیں رونے کا حق بھی نہیں دیں گے۔ جناب والا! depositors اور deposit holders کے نمائندے بھی اس میں موجود ہوں۔ منتخب نمائندوں کو اس میں نمائندگی دی جائے اور جو کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہیں وہ صرف اس کمشن کو assist کریں۔ جو متعلقہ کاغذات اس کمشن کو چاہئیں وہ ان کے سامنے پیش کریں۔ جو تفصیلات اس کو مطلوب ہوں وہ کمشن کے سامنے پیش کریں لیکن اس انکوائری میں عملی طور پر ان کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ان کے خلاف ہی تو سارے الزامات اور شکایتیں ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو کوآپریٹو ادارے ان مقاصد کو صحیح طور پر پورا کر رہے ہیں ان کو appreciate کرنا اور یہ سیکٹر ہی ختم نہ ہو جائے۔ کیونکہ کوآپریٹو سسٹم بہرحال اپنی جگہ پر افادیت کا حامل ہے۔ یہ ہمارے پڑوسی ملک میں اور دوسرے ممالک ہیں' خصوصاً" ترقی یافتہ ممالک میں بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ ضرورت صرف اس چیز کی ہے کہ ذاتی' سیاسی وابستگیوں اور اس قسم کی دوسری considerations کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اور صرف عوام کی بھلائی کے لیے بنائے جائیں' ان کو اسی spirit میں نافذ کیا جائے۔ اور ان کو اسی جذبے کے تحت سپروائز کیا جائے کہ یہ جو قانون اور یہ جو ضابطے ہیں یہ صرف اور صرف عوام کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال ہوں۔ اور اگر کوئی شخص ان ضابطوں

کی خلاف ورزی کرتا ہے' چاہے وہ غلام حیدر وائیں ہو' اکرام ربانی ہو یا کوئی اور ہو' اپنے آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے اور اس ملک اور اس صوبے کے عوام کے سامنے جواب دہ سمجھتے ہوئے handle کرنا چاہیے کسی اور capacity میں نہیں ۔ شکریہ جناب سپیکر۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اس بحث کو conclude کرنا چاہیں گے۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ پنجاب (جناب غلام حیدر وائیں) : جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آج کو آپریٹو کے نہایت ہی اہم اور سنگین معاملے پر دو روزہ عام بحث کو سمیٹتے وقت مجھے آپ نے اظہار خیال کا موقع عنایت فرمایا۔

میں نے قائد حزب اختلاف محترم رانا اکرام ربانی صاحب جن کا میں احترام کرتا ہوں' کے خطاب کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ سنا ہے اور ان کے خیالات میرے ذہن میں گونج رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے' جسے پارٹی وابستگیوں سے بالا تر ہو کر سوچنے' سمجھنے اور حل کرنے کی ضرورت ہے۔ فی الحقیقت مالیاتی اداروں کے بارے میں یہ درست طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اگر ان مالیاتی اداروں نے بھی قرضے لینے اور قرضے دینے میں سیاسی وابستگیوں کے رنگ میں اپنے ڈیرے ڈالنے شروع کر دیے جنہوں نے ماضی میں ایسے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے تو پھر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم مستقبل میں ایک خوشحال پاکستان کا خواب دیکھنے میں مزید مشکلات کو محسوس کریں گے۔ میری رائے میں مالیاتی اداروں میں میرٹ کی بنیاد پر قرضے ملنے چاہئیں اور میرٹ کی بنیاد پر ہی قرضے واپس ہونے چاہئیں۔ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے قرضہ نہ دینے والوں کے خلاف کارروائی بغیر کسی ریزرویشن کے ہونی چاہیے اور ہمیں جناب سپیکر! اس بات کا بھی احساس کرنا ہو گا کہ کوئی بھی مالیاتی ادارہ' کوئی بھی مضبوط سے مضبوط بنک' خواہ وہ نیویارک بنک ہی کیوں نہ ہو' اگر depositors اپنے deposits واپس کروانے کے لیے لائنیں لگا لیں اور اگر ان کے خلاف اخبارات میں اس مہم کا آغاز کر دیا جائے' جس قسم کی مہم پاکستان اور پنجاب میں شروع کی گئی اور سیاسی وابستگیوں سے قطع نظر سیاستدان اپنی تقاریر

کا دھارا اس طرف شدت کے ساتھ موڑ لیں کہ انہوں نے ناشتے سے پہلے ایک بہت ہی سنسنی خیز سرخی کے ساتھ بیان دینا ہے۔ ان مالیاتی اداروں اور مالیاتی اداروں میں ہونے والی کوتاہیاں بدعنوانیاں اور سنگینیاں ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کے اس قسم کی مہم اس انداز سے شروع کر کے اگر ہم یہ خیال کریں کہ ہم ان مسائل کو حل کر کے غریب کھاتے داروں کی رقوم کا اس انداز سے تحفظ کریں گے تو میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ہماری ایک شدید غلطی ہو گی۔ اور کسی بھی مالیاتی ادارہ کے پیچھے ہر کوئی ہاتھ دھو کر پڑ جائے تو وہ قائم نہیں رہ سکتا۔ It has downfall وہ ڈوب جائے گا اور ناکام ہو جائے گا۔ پاکستان میں مالیاتی اداروں کی اپنی ایک تاریخ ہے۔ اس سے پہلے بھی دو بار ان اداروں اور محض باتوں کے علاوہ کوئی بات نہ ہوئی۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ان کمزوریوں اور خامیوں کے باوجود اس وقت مالیاتی اداروں کی چھان بین کے سلسلہ میں ہمارے سامنے آئی اور ان مالیاتی اداروں کے جو مسائل اس وقت ہیں' جتنے بھی یہ سنجیدہ اور سنگین ہیں' ان کے مضمرات کا اعتراف کرتے ہوئے اور ان کو قبول کرتے ہوئے میں یہ بات بھی کہنی چاہتا ہوں کہ یہ پہلی حکومت ہے' جس نے ان مالیاتی اداروں کی ان بدعنوانیوں کے خلاف سنجیدگی کے ساتھ نا صرف نوٹس لینے کا فیصلہ کیا بلکہ ان کے خلاف سنجیدگی کے ساتھ اقدامات بھی کیے۔ اور اس سلسلہ میں یہ پہلا موقع ہے

پارٹی وابستگیوں سے ہٹ کر ان کے خلاف اقدامات کرنے میں ایسی روایات قائم کیں ہیں جن روایات کا اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں کوئی تذکرہ موجود نہیں ہے۔ اس لیے کہ بنیادی طور پر ہم غریب کھاتے داروں کی رقوم کا تحفظ کرنے میں آخری حد تک جانا چاہتے ہیں۔ اگرچہ اس میں حکومت براہ راست نہ کوئی ہاتھ ہے اور نہ اس کی ذمہ داری تھی۔ لیکن ہم اس لحاظ سے ذمہ داری قبول کرتے ہیں کہ عوام کی جان اور مال کی ذمہ داری حکومت پر ہے اور اس لحاظ سے جہاں عوام کا مال ڈوبتا ہوا یا خطرے میں نظر آئے وہاں حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہو گا۔ اور ہم نہ ان ذمہ داریوں سے فرار حاصل کریں گے اور نہ فرار حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ بلکہ اس سلسلہ میں ہم انشاء اللہ آخری حد تک جاتے ہوئے عوام کے اس سرمایہ کے تحفظ کے لیے ممکنہ اقدامات کر رہے ہیں' کرتے جائیں گے اور اس وقت تک کرتے رہیں گے جب تک عوام کا یہ سرمایہ ادا نہ ہو جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! محترم لیڈر آف اپوزیشن کے ان ارشادات ہی کو موضوع بناتے ہوئے کہ اسے سیاسی موضوع سخن نہیں بنانا چاہیے تھا' ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ کیا اسے سیاسی اکھاڑے میں لانے کی کوشش کی گئی ہے یا نہیں اور اس بات کو دیکھنا ہو گا کہ کیا اپوزیشن پیپلز پارٹی کے مقتدر رہ نماؤں نے پی ڈی اے کے مقتدر رہ نماؤں نے خالصتاً" معاشی اور مالی مسئلے کو سیاست چمکانے کا ذریعہ بنایا ہے یا نہیں جناب سپیکر! ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ گلف وار ہو تو اس پر سیاست چمکانا شروع کر دیتے ہیں اگر شریعت بل کا معاملہ آئے تو ہم اس پر بھی اپنی لیڈری چمکانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر آئین میں ترمیم کا مسئلہ آئے تو ہم اس پر بھی اپنی لیڈری چمکانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر کوئی قومی سلامتی کا جرنیل اپنے کامیاب کیریئر کو کامیابی کے ساتھ مکمل کر کے ریٹائرمنٹ پر جا رہا ہو تو اس پر بھی اپنی سیاست چمکانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر بدقسمتی سے اس ملک کے مالیاتی اداروں میں کوئی بحرانی صورت پیدا ہو تو اس بحران کو لیڈر آف اپوزیشن کے ارشادات کے مطابق کم کرنے کی بجائے کوئی مثبت حکمت عملی اختیار کرنے کی بجائے اس کے لیے بھی لانگ مارچ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور ان گھروں میں جا کر جلسے کرتے ہیں جو خود کروڑوں روپے کے ان مالیاتی اداروں کے مقروض ہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ محترم لیڈر آف اپوزیشن کی اس بات کا احترام کرتے ہوئے۔ ہر مسئلے کے مضمرات کو دیکھ کر اس کے مثبت حل کی طرف جانا چاہیے۔ مگر جو اپوزیشن کا عمل ہے وہ ان کے دعووں کی ترجمانی نہیں کرتا۔ اور میں اس سلسلہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ مالیاتی اداروں کے بارے میں جو حکمت عملی' جو جارحانہ انداز' جس قسم کی الزام تراشیاں اور جس قسم کے سنسنی خیز بیانات دینے کی مہم کا آغاز کیا گیا' میں ایمانداری سے محسوس کرتا ہوں کہ اس نے ہمارے چھوٹے کھاتے داروں اور ان میں سرمایہ جمع کرانے والوں کی کوئی مدد نہیں کی۔ بلکہ ان کے خلاف اقدامات کا ایک انداز اختیار کیا ہے۔ اور میں اس طرز عمل پر اپنے محترم لیڈر آف اپوزیشن کی وساطت سے حزب اختلاف کے محترم احباب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ:

انہیں لے دے کے ساری داستان میں یاد ہے اتنا
کہ عالم گیر ہندو کش تھا' ظالم تھا' ستم گر تھا

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم جب تک مسائل کو سامنے رکھ کر ان کے حل کے لیے حقیقت پسندی کا طریق کار نہیں اپنائیں گے اس وقت تک مسائل حل ہونے کی بجائے اور الجھیں گے۔ میری حزب اختلاف سے اور حزب اختلاف کے قائدین سے اور اقتدار کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں سے یہ استدعا ہے کہ مالیاتی اداروں اور کارپوریشنوں کا یہ بحران کچھ ان کا پیدا کردہ ہے اور کچھ ہم نے اپنے سنسنی خیز بیانات کے ذریعے اسے خود دھماکہ خیز بنایا۔ اور میں قومی اخبارات کا شکر گزار ہوں کہ میں نے امریکہ سے واپسی پر ایک پریس بریفنگ میں ان سے جو گزارشات کی تھیں اس کے بعد اس سلسلہ میں انہوں نے بتدریج اپنے انداز اور رویے کو مثبت اور تعمیری کیا ہے۔ اس میں تیزی، تلخی اور سنسنی خیزی کے رجحانات کو کم کیا ہے اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم جتنا مل جل کر اس مسئلے کو مثبت انداز سے آگے بڑھائیں گے اتنا ہی ہم ان کھاتے داروں کی کوئی مدد کر سکیں گے۔ جو واقعی اپنی پونجی کو واپس لینے کے لیے بے حد پریشان ہیں۔ یہ مالیاتی ادارے جن کے بارے میں نہایت سنگین قسم کے واقعات بھی ہمارے سامنے آئے ہیں اور جن کا انشاء اللہ حکومت اور کوآپریٹو کا محکمہ پوری سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لے گا۔ اور وقت اس بات کا خود ہی تجزیہ کرے گا کہ اس معاملے میں ہم نے ماضی سے ہٹ کر عملی طور پر ان کھاتہ داروں کی رقوم کے تحفظ کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟ مگر ان میں سے جن مالیاتی اداروں نے جس قسم کی بانوازیاں کی ہیں انشاء اللہ ہم اس پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں۔ قانون حرکت میں آئے گا اور اس سلسلے میں بغیر کسی reservation کے ہم کسی کو، عوام کے اس سرمایہ کو ہضم کرنے کا موقع فراہم نہیں کریں گے۔ اور ان اداروں کے اس طرز عمل کو ہم محسوس کر رہے ہیں۔ انہوں نے عوام سے رقوم لیتے وقت جو طرز عمل اختیار کیا، اور آج جو ان کا حال ہے اس بارے میں جناب والا میرے احساسات کم از کم یہ ہیں کہ:

پہلے دیتے ہیں دلاسہ کہ بہت کچھ ہے یہاں
اور پھر ہاتھ میں کاسہ بھی نہیں رہنے دیتے

ان مالیاتی اداروں کا یہ طرز عمل شاید ہماری زندگی میں آخری طرز عمل ہو گا اور ہم ان کو عوام سے اس قسم کا کھیل کھیلنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ اور عوام کے سرمائے کی واپسی

کے لیے قانون' اخلاق اور انتظامی لحاظ سے ہمیں جو کچھ بھی کرنا پڑا انشاء اللہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ایک سو ایک مالی کارپوریشنوں' اداروں کا ہمیں یہ تحفہ ملا ہے۔ ان میں سے نصف سے زیادہ پیپلز پارٹی نے اپنے دور میں وفاقی سطح پر خود رجسٹر کیے۔ اور باقی کے نصف سے کچھ کم ادارے حکومت پنجاب کے قانون کے مطابق یہاں پر رجسٹر ہوئے ہیں۔ ان ایک سو ایک اداروں میں پانچ بڑے ادارے ایسے ہیں جن میں تمام کاروبار کا تقریباً" 88 فیصد سرمایہ ہے۔ اور ان کے ذمہ کل رقم 16 ارب روپیہ ہے اور ان پانچ بڑے اداروں کے ذمے تقریباً" 14 ارب روپیہ ہے' اور ان کے کھاتہ داروں کی تعداد تقریباً" سوا پانچ لاکھ ہے۔ باقی 96 مالیاتی اداروں کے کاروبار کی وسعت 12 فیصد ہے اور ان پانچ اداروں کی تقریباً" 88 فیصد ہے۔ اور یہ نیشنل انڈسٹریل فنانس کارپوریشن اور اس کی این آئی سی سی کا باقی کل کاروبار کا تقریباً" 7 فیصد ان ہی دو کارپوریشنوں کا ہے۔ یہ 7 فیصد سرمایہ کی رقم کا حجم اس کی طرف ہے اور میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پانچ بڑے ادارے جن کے ذمے کل عوام کے اس سرمایہ کا تقریباً" 88 فیصد ہے ان میں سے ایک بھی مالیاتی ادارے کو رجسٹر کرنے کی گناہ گار حکومت پنجاب یعنی ہم نہیں ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن ہم اس بناء پر اپنے اپ کو اس سے بری الذمہ قرار نہیں دیتے اور میں یہ بات بھی کرتا ہوں کہ اس مالیاتی بحران کے پیدا ہوتے ہی' حزب اختلاف کے بنچوں کی طرف سے دو خاندانوں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ میں یہ بات اس معزز ایوان کی وساطت سے تمام اہل پنجاب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اگست سے لے کر آج تک جو قرضہ ان مالیاتی اداروں نے وصول کرنا تھا' ان میں سے آج تقریباً" 94 کروڑ روپے کی رقم واپس وصول ہوئی ہے۔ اور یہ 94 کروڑ روپے کی رقم صرف ان دو خاندانوں نے واپس کی ہے جس کو حزب اختلاف نے سب سے زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ ان کے ان مالیاتی اداروں کے معاہدہ کے مطابق ان کی ادائیگی نہیں بنتی تھی۔ یہ انہوں نے pre-matured ادائیگیاں کی ہیں اور بمع سود ادا کی ہیں' اور بنکوں سے زیادہ جو

سود تھا ان پہ واپس کی ہیں اور قرضہ بھی انہوں نے اس لیے لیا تھا کہ جس وقت پیپلز پارٹی کا دور اقتدار آیا تو انہوں نے دونوں اداروں کے تمام بنکوں سے منظور شدہ قرضے بند کر دیے تھے۔ لہٰذا ان کو مجبوراً" اپنے ان اداروں کو قائم رکھنے کے لیے اور اپنے کاروبار کو زندہ رکھنے کے لیے زیادہ mark up پر' زیادہ شرح پر' قرضے حاصل کرنے پڑے۔ اور جس وقت ان اداروں میں مالی بحران آیا' ان دونوں خاندانوں نے یہ 94 کروڑ روپے کی رقم واپس کی اور اس کے علاوہ ابھی تک کسی قرضہ لینے والے نے یہ قرضہ واپس نہیں کیا۔ میرے خیال کے مطابق ہمیں اس ملک سے اس منحوس روایت کو بھی ختم کرنا ہو گا۔ کہ اس ملک میں اگر کسی صنعت کار کا یا تاجر کا تعلق اپوزیشن سے ہو تو اس پر مالیاتی اداروں کے دروازے بند کر دیے جائیں میں اس پر یقین نہیں رکھتا۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ان مالیاتی اداروں میں ہر پاکستانی کو وہ سہولتیں ملنی چاہئیں جو میرٹ کے مطابق اس کا حق بنتا ہے۔ اور انشاء اللہ اس کی روایت ہم قائم کریں گے' اور اس کو جاری و ساری رکھیں گے۔ اس سلسلے میں ان دو خاندانوں پر مختلف قسم کے الزامات لگا کر یہ تاثر دیا گیا تھا کہ شاید یہ کوئی سکینڈل ہے۔ یہ حکومت میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے ہی کیا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج بھی پیپلز پارٹی کے سرکردہ ایسے احباب ہیں جن کے ذمے اس وقت بھی تقریباً" 64 کروڑ روپیہ کی رقم واجب الادا ہے۔ اور میں ان کے ناموں کی تفصیل میں جائے بغیر قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ اگر ان کو اس میں کوئی دلچسپی ہو تو وہ مجھ سے تفصیلات لے لیں۔ اس استدعا کے ساتھ کہ بجائے اس کے ہم ہر روز ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کے بیانات کا سلسلہ جاری رکھیں میری ان سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ اپنی جماعت کے ان محترم رہ نماؤں سے ان غریب عوام کی آہوں کے نام پر ان تک میری یہ استدعا پہنچائیں کہ وہ ان سے قرضے واپس لینے میں ہماری مدد فرمائیں۔ ہم ان کے بے حد شکرگزار ہوں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میری لیڈر آف اپوزیشن سے یہ بھی استدعا ہو گی کہ ہم انشاء اللہ اس سلسلے میں اپوزیشن کا تعاون چاہتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کے نوٹس میں اگر ان کی مالیاتی اداروں کے مالکان کے متعلق' ان کی جائیداد کے متعلق' جو ان کے سامنے ہے یا چھپی ہوئی ہے' یا ان کے

جو کوئی بھی beneficiaries ہیں مخفی جائیدادوں کی یا کھلی جائیدادوں کی ان کے پاس معلومات ہوں تو وہ مجھے بلا لیں یا بے شک declare کر کے یا خاموشی کے ساتھ مجھے فراہم کریں انشاء اللہ اس سلسلے میں ہم سنجیدگی کے ساتھ اقدامات اٹھائیں گے اور ان کی اس رہ نمائی کا احترام کریں گے اور اس کی قدر کریں گے۔ تاکہ ان غریب کھاتہ داروں کی ادائیگی کو مزید کم سے کم وقت میں زیادہ ممکن بنایا جا سکے۔ جناب سپیکر! مالیاتی اداروں کے اس بحران کے پیدا ہونے سے' جو کہ اگست میں زیادہ کھل کر سامنے آیا' آج تک حکومت پنجاب نے ان مالیاتی اداروں کی طرف سے چھوٹے کھاتے داروں کو' جن کی رقم پچاس ہزار روپے اور اس سے کم ہے اور جن کی تعداد تین لاکھ سے زیادہ ہے' ان کو اب تک 84 کروڑ 27 لاکھ روپے کی ادائیگی کروائی گئی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور انشاء اللہ ہماری یہ پوری کوشش ہے کہ ہم اس سلسلے میں ان کی ادائیگیوں کو نہ صرف مزید تیز کروائیں' بلکہ یہ مالیاتی ادارے ادائیگیوں میں کسی قسم کی کوتاہی یا غلطی یا ہیرا پھیری کر رہے ہوں تو اس کی معلومات ہم تک پہنچائیں تو ہم اس کا نہ صرف سنجیدگی سے نوٹس لیں گے بلکہ ہم اس پر ایکشن بھی لیں گے۔

جناب سپیکر! اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پچیس ہزار روپے تک کے 3 لاکھ کے 20 ہزار کھاتہ دار ہیں جن کی رقم 110 کروڑ روپیہ ہے 25 ہزار روپے سے 50 ہزار روپے کے ایک لاکھ کے قریب کھاتہ دار ہیں جن کا 103 کروڑ روپیہ مالیاتی اداروں کے ذمے ہے۔ 50 ہزار روپے سے ایک لاکھ روپے کے 65 ہزار کے قریب کھاتہ دار ہیں جن کا 165 کروڑ روپیہ مالیاتی اداروں کے ذمے ہے۔ ایک لاکھ سے 5 لاکھ روپے کے بیس ہزار کھاتہ دار ہیں جن کا 280 کروڑ روپیہ مالیاتی اداروں کے ذمے ہے۔ 5 لاکھ سے 10 لاکھ کے درمیان دس ہزار کھاتہ دار ہیں جن کا 450 کروڑ روپیہ ان مالیاتی اداروں کے ذمے ہے اور 10 لاکھ روپے سے اوپر کے پانچ ہزار کھاتہ دار ہیں جن کا 304 کروڑ روپیہ ان مالیاتی اداروں کے ذمے ہے یہ کل رقم تقریباً 14 ارب روپے بنتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ ہم نے انہی ناجوازیوں پر نظر رکھتے ہوئے نئے مالیاتی

اداروں کی رجسٹریشن کو از خود بند کیا تھا۔ اس پر پابندی لگائی تھی۔ اس کے بعد ہم نے بجٹ پر وہ بات کہ جو اب محترم قائد حزب اختلاف نے کی ہے کہ ایک لاکھ روپے کے مال پر تین لاکھ روپیہ کتابوں میں دکھا دیا گیا۔ وہ اس لیے کہ سٹیمپ ڈیوٹی اس پر exempt تھی اور اس کو misuse کیا گیا۔ ہم نے اس exemption کو واپس لیا اور آئندہ سٹیمپ ڈیوٹی کو لاگو کیا تاکہ اس قسم کی ہیرا پھیری کا سدباب کیا جا سکے۔ ان اقدامات کے بعد ہم نے حال ہی میں دو اور آرڈی ننس جاری کیے ہیں جن کے ذریعے ہم نے' جن کو قرضے دیے گئے ہیں' ان سے قرضے واپس لینے کی میعاد پہلے قانون کے مطابق تقریباً" ساڑھے چھ سال تھی' اب اس کو اٹھارہ ماہ تک محدود کیا ہے۔ ہم نے جرمانے کی رقم کو بڑھایا ہے۔ اس میں قید کی سزا کو بڑھایا ہے۔ دونوں قید اور جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔ جو اس کے ڈائریکٹرز ہیں اور نادہندہ ہیں' ان کے لیے یہ سزا اور جرمانہ بھی ہے اور اس کے علاوہ مزید ان مالیاتی اداروں کو نامناسب اور بے قاعدہ طریقے سے چلانے کے جرم میں بھی ان کے لیے ہم نے قید اور جرمانے کی سزا تجویز کی ہے۔ ان کی جائیداد ضبط کرنے اور ان کے بنک بیلنس کو منجمد کرنے کا ہم نے قانون بنایا ہے۔ اور ہم نے ان کو ان کے مالیاتی اداروں سے ہٹانے کی بھی قانون میں گنجائش پیدا کی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ہم نے ان سب کو نوٹس دیے ہیں' وہ اپنی ساری مخفی جائیدادیں' ان ڈائریکٹرز اور اپنے beneficiaries کی جو جائیدادیں ہیں' ان assets کا وہ اعلان کریں۔ اس کے لیے ہم نے انہیں نوٹس دیے ہیں اور نوٹس دیے جا رہے ہیں۔ اور نوٹس کا وقت گزرنے کے بعد حکومت اس بات پر بھی سوچ بچار کر رہی ہے کہ ہم ایک اور نیا قانون لائیں کہ اگر انہوں نے خود اپنے اور اپنے beneficiaries کے اثاثہ جات کا وقت پر اعلان نہ کیا تو ہم عوام سے کہیں' آپ سے کہیں' لیڈر آف دی اپوزیشن سے کہیں اور اپوزیشن کے احباب سے کہیں کہ ان کو اگر ان کی معلومات ہوں تو ہمیں فراہم کریں۔ ہم یہ قانون بنانے پر سنجیدگی سے غور کر رہے ہیں کہ ایسی درست معلومات فراہم کرنے والے کو جو معلومات پہلے ہمارے پاس نہ ہوں' انعام بھی دیں گے اور وہ جائیدادیں ضبط بھی کریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور وہ ضبط کر کے ان غریب کھاتہ داروں کی رقوم کی ادائیگی کا اہتمام کریں گے۔ ہم نے ان

تمام اداروں کے سپیشل آڈٹ کا سلسلہ شروع کیا ہے اور انشاء اللہ ہم اس سلسلے میں کوئی تاخیر بھی نہیں کریں گے۔ میں اس سلسلے میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ ایک اجتماعی مسئلہ ہے۔ یہ کسی ایک یا دوسرے فریق کی جیت اور ہار کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس کو ہم سیاست سے ہٹ کر اس کے منظر اور پس منظر میں دیکھتے ہوئے اس کا حل نکالیں۔ اور میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ وہ اگر اس سلسلے میں مناسب خیال کریں تو مجھے موقع دیں۔ میں ان کے ساتھ ملوں گا۔ یا وہ میرے ساتھ رابطہ قائم کریں۔ ہم جو اقدامات کر رہے ہیں' میں انہیں مزید اقدامات سے آگاہ کروں گا اور انہیں بتاؤں گا کہ بظاہر لگتا ہے کہ ہم شاید اس معاملے میں کوئی تیزی نہیں دکھا رہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں کسی کو میں بخشوں گا نہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت آپ نے کہا ہے کہ میں نے ایک معزز رکن صوبائی اسمبلی کو جو کہ کریڈٹ کارپوریشن کا مالک تھا جیل میں بھیجا ہے اور باقی کے باہر پھر رہے ہیں۔ براہ مہربانی میرے ساتھ رابطہ قائم کر لیجئے۔ ہم آپس میں تبادلہ خیالات کر لیں اور اس سلسلے میں آپ مجھے جو اور احکامات دیں گے میں اس کی بھی تعمیل کروں گا لیکن بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہم اس مقصد کو کس طرح سے حاصل کریں کہ جس مقصد کے تحت ہم ان غریب depositors جن کا کوئی قصور نہیں ہے' ہم ان کے ڈیپازٹس جلد از جلد واپس کروا سکیں۔ ان کوآپریٹوز کے اہلکاروں کی بات بھی محترم لیڈر آف دی اپوزیشن نے فرمائی اور میں نے اسے بڑی سنجیدگی کے ساتھ سنا ہے۔ میں حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھنے والوں سے' عام شہریوں سے بھی' اپوزیشن کے احباب سے بھی اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے بھی یہ اپیل کر رہا ہوں کہ ان کے پاس اگر کوآپریٹوز کے اہلکاروں کے متعلق بھی کوئی معلومات ہوں تو مہربانی کر کے میری رہ نمائی فرمائیں۔ اور پھر دیکھیں کہ اس معاملے میں قانون حرکت میں آتا ہے یا نہیں۔ اور جناب سپیکر! اس سے پہلے میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تو آغاز ہی کوآپریٹو بنک میں' اس کے سیکرٹری کی ناجوازیوں کا نوٹس لیتے ہوئے' اس کے خلاف کیا ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور میں نے وہی نہیں کیا بلکہ اس سے آگے بھی کیا ہے۔ اور جو کچھ میں نے اس

سلسلے میں کیا ہے آج تک اگر کسی وزیراعلیٰ نے کیا ہے تو ذرا مجھے اس کی روایت بتائی جائے باتیں کرنی بہت آسان ہوتی ہیں ان کو پورا کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور میں ہی جانتا ہوں کہ میں نے یہ کام کسی بدنیتی سے نہیں کیا۔ کسی کی ذات کے خلاف نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اس مقصد کی خاطر کیا ہے جس مقصد کی درست اور صحت مند روایات کو قائم رکھنے کے لیے آپ پر اور مجھ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور آپ نے مجھے یہ ذمہ داری دی ہے اور میں انشاء اللہ اس ذمہ دری کو بغیر کسی دباؤ بغیر کسی پریشر کے سرانجام دیتا رہوں گا۔ مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں میرے محترم لیڈر آف اپوزیشن ان حقائق کو بھی اپنے ذہن میں ضرور رکھیں گے کہ جس وقت ان کی جماعت کا دور اقتدار تھا اور ان کے دور اقتدار میں سٹیٹ بنک آف پاکستان نے فروری 1990ء میں ان کو باقاعدہ یہ رپورٹ کی کہ یہ مالیاتی ادارے ناجواز اور غیرقانونی کاروبار میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس میں انہوں نے ان کارپوریشنوں کا نام بھی لیا۔ جن کارپوریشنوں کے ناموں کے متعلق میں تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ جناب سپیکر! اگر میں ان کی تفصیلات میں جاؤں تو جانے کی بجائے مجھے یہی عرض کرنا پڑے گا:

داور حشر میرا نامہ اعمال نہ پوچھ
اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں

تو جس وقت سٹیٹ بنک نے پیپلز پارٹی کے دور اقتدار میں ان کو بروقت اس بات سے آگاہ کیا تو اس وقت کے وفاقی وزیر داخلہ جناب اعتزاز احسن صاحب نے اور اس وقت کے وزیر مملکت برائے خزانہ جناب احسان پراچہ صاحب نے اس پر کوئی اقدام نہ کیا اور اس مسئلے کو سنگین سے سنگین تر کرنے میں خود بھی ذمے دار بن گئے۔ لیکن ہم تو یہ بات بھی نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن میں اس لیے کر رہا ہوں کہ اگر آج کل اپوزیشن کے رہ نماؤں نے صرف اوپر دیکھنا شروع کر دیا ہے۔ تو میں ان سے استدعا کروں گا کہ قابل احترام محترمہ صاحبہ! صرف اوپر ہی نہ دیکھیے دائیں اور بائیں بھی دیکھیے کہ وہاں پر حالات کیا ہیں؟ یہ ایک اجتماعی مسئلہ ہے۔ اور اس مسئلے کو ہم نے حل کرنا ہے اور اس سلسلے میں اپوزیشن کے تعاون کی ان سے اپیل کر رہا ہوں۔ اس یقین دہانی کے ساتھ انشاء اللہ ان کی مثبت اور تعمیری تنقید پر میں نہ صرف سنجیدگی

سے غور کروں گا' نہ صرف اس پر عملدرآمد کے لیے کوئی اہم فیصلے کروں گا بلکہ برملا اس کا اقرار بھی کروں گا اور اس کے لیے ان کا شکریہ بھی ادا کروں گا۔ تو ان حالات میں میرے خیال میں اگرچہ اس وقت باقی کئی مالیاتی اداروں میں ہماری تفتیش اور investigation کی کارکردگی قدرے slow ہے۔ مگر یہ گند اتنا ہے۔ یہ کوڑا کرکٹ اتنا ہے کہ اس کے لیے جناب سپیکر! ہمیں وقت کی بھی ضرورت ہے اور ہمت اور حوصلے کی بھی ضرورت ہے۔ وفاقی حکومت نے پرائم منسٹر صاحب نے 21 ستمبر کو ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی کا اجلاس اسلام آباد میں بلوایا۔ میں بھی وہاں پر گیا تھا۔ وہاں پر ہم نے اس بلاک کے تمام پہلوؤں پر سنجیدگی سے غور کیا ہے اور ہم نے ان اداروں کی جو جائیداد ہے' وہ نہیں کہ کتابوں میں انہوں نے کیا لکھا ہوا ہے بلکہ اس کی جو مارکیٹ ویلیو ہو اس کی assesment بنکنگ کونسل والے خود کروائیں۔ اور وہ جو assesment دیکھیں کہ ان کی مالیاتی قیمت کیا ہے' اس کے پچاس فیصد پر ان کو ان بنکوں سے کم شرح سود پر سو کروڑ روپے کا قرض دلانے کا ہم نے فیصلہ کیا ہے۔ یہ بات اب ان اداروں پر آتی ہے کہ یہ اپنی جائیداد کو trace کر کے اس سلسلے کو جلدی کروائیں اور وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اس مسئلے کو ایک ماہ میں مکمل ہونا چاہیے۔ تاکہ چھوٹے کھاتے داروں کو ان کی ادائیگیاں کی جا سکیں۔ میں جب چھوٹے کھاتے داروں کی بات کرتا ہوں تو اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہم بڑے کھاتے داروں کو نظر انداز کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے بھی ہمارے ذہن میں مرحلہ وار پروگرام موجود ہے اس کے لیے بھی ہم صرف سوچ بچار ہی نہیں کر رہے بلکہ اس پر بھی کچھ انشاء اللہ کریں گے تاکہ سب سے پہلے جو چھوٹا کھاتے دار ہے جس کی تعداد سب سے زیادہ ساڑھے تین لاکھ کے قریب ہے اس کی ادائیگیوں کا کوئی اہتمام ہو سکے اور اس کے بعد انشاء اللہ اوپر کی سطح پر بھی ہم جائیں گے اور ہماری یہ انتہائی کوشش ہو گی کہ اگرچہ یہ معاملہ حکومت کی براہ راست ذمہ داری نہیں ہے' لیکن ہم عوام کے سرمائے کو لٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے اور اس میں ہم شریک نہیں ہوں گے۔ جناب سپیکر میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس سلسلے میں جو گزارشات میں نے کی ہیں اور جو مجھے پوائنٹس لیڈر آف دی اپوزیشن نے دیے ہیں انشاء اللہ میں نے ان کے نوٹس لیے ہیں اور میں خواہش کروں گا کہ اگر ہم آپس میں اس پر exchange of notes کریں تو اس پر بہتر طور پر ہم آگے چل سکتے

ہیں اور انشاء اللہ میں ان کے تعاون کو خوش آمدید کہوں گا۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

: جناب سپیکر: اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی منگل یکم اکتوبر 1991ء نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی گئی)